یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرونِ ملک مقیم ہیں

مو منین بھی اس سے استفادہ حاصل کر سکتے ہیں.

منجانب.

سبیلِ سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان

جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علاّمہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر ۔ 260756, 269598

مارچ 2001 ہدیہ -/

فہرست

عنوان	صفحہ
حرفِ اول	۷
تاریخ	۷
تاریخ کی ابتدا	۸
دُنیا کی ابتدا	۹
دینِ حق	۱۰
آئینِ الٰہی	۱۳
حضرت شیثؑ علیہ السلام	۱۵
حضرت ادریسؑ علیہ السلام	۱۵
حضرت نوحؑ علیہ السلام	۱۶
حضرت صالحؑ علیہ السلام	۱۷
حضرت ابراہیمؑ علیہ السلام	۱۷
حضرت اسماعیلؑ علیہ السلام	۱۸

عنوان	صفحہ
حضرت ایوب علیہ السلام	۱۹
حضرت ذوالکفل علیہ السلام	۱۹
حضرت شعیب علیہ السلام	۱۹
حضرت یعقوب علیہ السلام	۲۰
حضرت یوسف علیہ السلام	۲۰
حضرت موسیٰ علیہ السلام	۲۰
حضرت یوشع علیہ السلام	۲۱
جناب حزقیل علیہ السلام	۲۱
جناب الیاس علیہ السلام	۲۲
جناب شموئیل علیہ السلام	۲۲
حضرت طالوت علیہ السلام	۲۲
حضرت داؤد علیہ السلام	۲۲
حضرت سلیمان علیہ السلام	۲۳
حضرت عزیر علیہ السلام	۲۳
حضرت زکریا علیہ السلام	۲۴
حضرت یحییٰ علیہ السلام	۲۴
حضرت عیسیٰ علیہ السلام	۲۵
ایک نظر	۲۶
حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	۲۷
حضرت اُولی الامر علیہ السلام	۲۹
ووٹ	۴۶
اسلامی حکومت کا طریقہ انتخاب	۴۷
اسلامی حکومت کا حکمران کون	۴۸
رائے	۵۴
بیعت اور ووٹ ایک نہیں	۵۵
حکمران کا انتخاب	۵۷
مجلس مشاورت	۶۰

نظامِ مرتضیٰ علیہ السلام ٦١
حضرت علی علیہ السلام کی گورنمنٹ ٦٢
اصلی دیباچہ کتاب فارسی ٦٨
مقدمہ کتاب از قلم مصنف ٧٠

باب اوّل فصل اوّل

ولادت و وفات اشرف کائنات و بعض احوال کریمہ و مناقب شریفہ ٧٢

فصل دوم

رسالت پناہ کے نور مبارک کے اذکار عالیہ ٧٥

فصل تیسری

بیان تاریخ ولادت باسعادت ٩٥
واقعہ لیث بن سعد و کعب الاحبار ١٠١
تعبیر خواب زبانی سطیح نجومی ١٠٧

فصل چہارم

بیان وصایائے حضرت رسول مقبولؐ ١٠٩
بیان حدیث قرطاس ١١٢
خطبہ آخری رسول مقبولؐ ١١٤
وصایائے رسولؐ از انصار ١١٥
وصایائے رسول در حق اہل بیتؑ ١١٥
وصایائے رسول از مہاجرین ١١٦
بیان عہد نامہ حضرت رسول مقبولؐ ١١٧
بیان سپردگی وصیت نامہ ١١٨
مضمون وصیت نامہ ١١٩
بیان قبول وصیت نامہ ١٢٠
وصیت مخصوص بحق جناب فاطمہؑ ١٢١
بیان رخصت رسول از اہل بیتؑ ١٢١
وصیت از جناب فاطمہؑ ١٢٢
وصیت رسول بجانب فاطمہؑ ١٢٣
بیان اخبار آئندہ رسولؐ ١٢٥
وصایا حضرت رسولؐ در باب دفن ١٢٦
بیان وصایائے حضرت رسول مقبولؐ ١٢٧
بیان سپردگی میراث ١٢٨
وصایا حضرت در حق حسنینؑ ١٣٠
بیان خطبہ حضرت رسول مقبولؐ ١٣٣
فضائل جناب امیرؑ زبانی حضرت رسول مقبولؐ ١٣٤
بیان فضائل اہل بیت زبانی رسولؐ ١٣٥

فصل پانچویں

در بیان حضرت رسولؐ کی رحلت ١٣٨
بیان تعین تاریخ وفات حضرت رسولؐ ١٣٩
بیان غسل و کفن حضرت رسولؐ ١٤٠
بیان کفن حضرت رسولؐ ١٤٢
تعزیت حضرت خضر علیہ السلام ١٤٣
بیان قصاص حضرت رسولؐ ١٤٤
ملاقات حضرت رسولؐ در محشر ١٤٥
بیان رحلت حضرت رسولؐ ١٤٧
اذن ملک الموت در خانہ رسولؐ ١٤٨
وصیت غسل و کفن ١٤٩
صدائے شیطان بعد وفات رسولؐ ١٥١
بیان شرکت ملائکہ در تجہیز و تکفین حضرت رسولؐ و ائمہ طاہرین ١٥١
بیان نماز جنازہ حضرت رسولؐ ١٥٢
بیان دفن رسول مقبولؐ ١٥٤
بیان در زہر کتف گوسفند ١٥٦
کلام حضرت امیر المومنینؑ ١٥٧
ذکر مصحف فاطمہؑ ١٥٨

فصل چھٹی

بیان بعد دفن رسول مقبولؐ ٥٨
بیان نصب منبر حکم معاویہ ١٥٩
بیان احتجاج جناب امیرؑ ١٥٩

باب دوم فصل اول

بیان تاریخ ولادت ووفات اور بعض احوال کریمہ	
و مناقب حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا	۱۶۱
بیان نور شریف جناب سیدہؑ	۱۶۳
بیان ولادت جناب فاطمہؑ	۱۶۵
فصل دوئم	
بیان اسمائے شریفہ سیدہؑ	۱۶۶
بیان معنی فاطمہؑ	۱۶۷
تفسیر فاطمہ وبتول زہراؑ	۱۶۸
بیان کنیت ہائے جناب سیدہؑ	۱۶۹
فصل تیسری	
بیان فضائل و مناقب جناب سیدہؑ	۱۷۰
سیدہؑ کا راہ خدا میں زیور دینا	۱۷۰
سیدہؑ کا گردن بند دینا	۱۷۱
فضیلت زہراؑ بر عالمین	۱۷۱
حال امِ ایمن خادمہ سیدہؑ	۱۷۵
بیان آسیہ گردانی جناب سیدہؑ	۱۷۵
منزلت و بزرگی جناب سیدہؑ	۱۷۸
تفسیر آیات سورہ رحمٰن	۱۷۸
وصف بہشت جناب سیدہؑ	۱۷۹
گہوارہ جنبانی جناب ملائکہ	۱۸۰
غلام کا آزاد ہونا ببرکت گردن بند	۱۸۳
ثواب تسبیح جناب فاطمہؑ	۱۸۴
قصد رسولؐ مع مہاجرین و انصار	۱۸۵
فصل چہارم	
بیان مکارم و اخلاق جناب سیدہؑ	۱۸۶
بیان امور خانہ داری جناب سیدہؑ	۱۸۷
بیان تقسیم پارچہ ہائے وغیرہ	۱۸۸
بیان خواب جناب سیدہؑ	۱۸۹
فصل پانچویں	
بیان تزویج جناب فاطمہؑ	۱۹۰

قصہ محمود فرشتہ	۱۹۱
تزویج جناب فاطمہؑ	۱۹۲
بیان سامان تزویج جناب فاطمہؑ بالائے آسمان	۱۹۵
خطبۂ ملک	۱۹۵
بیان تزویج فاطمہؑ بر زمین	۱۹۶
تفصیل شادی جناب فاطمہؑ	۱۹۷
بیان تزویج فاطمہ زہراؑ	۱۹۸
فضائل علیؑ زبانی رسولؐ	۲۰۴
کلام راحیل فرشتہ	۲۰۷
بیان زفاف فاطمہؑ	۲۰۸
بیان مہر فاطمہ زہراؑ	۲۰۸
کلام زمین از جناب امیرؑ	۲۰۹
بیان نثار فاطمہؑ در بہشت	۲۱۰
فاطمہؑ و علیؑ کا آپس میں سلوک	۲۱۱
بیان پانچ افراد کے گریہ و بکا کا	۲۱۳
فصل چھٹی	
بیان کیفیت معاشرت جناب امیرؑ و	۲۱۴
جناب فاطمہ زہراؑ	
فصل ساتویں۔	
بیان کیفیت شہادت فاطمہؑ اور بیان ظلم و	
جور کا جو منافقان امت سے پہنچے	۲۱۶
بیان مصحف جناب فاطمہؑ	۲۱۷
اخبار مصائب زبانی حضرت رسولؐ	۲۲۰
بیان فضائل اہل بیتؑ	۲۲۳
بیان حدیث قرطاس	۲۲۴
جناب امیرؑ کو برائے بیعت بلانا	۲۲۶
خشم و غضب فاطمہ بر اشقیائے امت	۲۳۳
احتجاج اصحاب کبار احمد مختار	۲۳۴
بیان غصب فدک	۲۳۵
برائے شیخین وصیت فاطمہ زہراؑ	۲۳۶

شیخین کا ارادۂ قتل جناب امیرالمومنین علیہ السلام	۲۳۷
روایت محمد بن جریر طبری	۲۳۸
بیان وفات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا	۲۴۰
بیان روگردانی فاطمہ از ابوبکر و عمر	۲۴۳
بیان وصایائے جناب فاطمہ زہراؑ	۲۴۵
ترجمہ اشعار جناب فاطمہ زہراؑ	۲۴۷
ترکیب نعش زبانی اسماء بنت عمیس	۲۴۹
وصایائے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا	۲۴۹
وفات جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا	۲۵۰
کلام عباس عم حضرت رسول اکرمؐ	۲۵۲
حزن و اندوہ جناب امیر علیہ السلام	۲۵۲
بیان وفات و دفن جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا	۲۵۴
فصل آٹھویں	
بیان دادخواہی فاطمہ زہراؑ بروز قیامت	۲۵۶
بیان عذاب دشمنان اہل بیت علیہم السلام	۲۵۷
بیان تشریف فاطمہؑ میدان محشر	۲۵۸
باب تیسرا۔ فصل اوّل	
تاریخ ولادت و شہادت سید اوصیا و امام الاتقیا حضرت علی علیہ السلام	۲۶۲
بیان فضائل جناب امیرالمومنین زبانی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم	۲۶۳
روایت انس بن مالک	۲۶۴
روایت جابر بن عبداللہ انصاری	۲۶۶
فضائل ابوطالب زبانی حضرت رسولؐ	۲۷۱
روایت ولادت جناب فاطمہ در کعبہ	۲۷۲
بیان اسلام ابوطالب و فاطمہ بنت اسد	۲۷۵
حکایت شیر	۲۷۶
ترجمہ اشعار ابوطالب و مضمون لوح علیہ السلام	۲۷۶
بیان سبقت الاسلام جناب امیر علیہ السلام	۲۷۷
تہنیت ولادت امیرؑ زبانی جبرائیل علیہ السلام	۲۷۸
فصل دوسری	
خبر دینا خدا و رسول و پیغمبران گزشتہ بہ جناب امیر علیہ السلام	۲۸۰
حکایت یہودی در خبر شہادت امیر علیہ السلام	۲۸۰
بیان قبض ارواح مومنان	۲۸۲
خبر شہادت امیرؑ زبانی جناب امیر علیہ السلام	۲۸۳
فصل تیسری	
جناب امیرؑ در شہادت	۲۸۶
مشورہ شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۸۷
قصہ شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۸۷
بیان نصائح و وصایائے جناب امیر علیہ السلام	۲۹۱
شہادت جناب امیر علیہ السلام	۲۹۷
بیان قناعت جناب امیر علیہ السلام	۲۹۹
بیان شہادت	۳۰۳
روایت زائدہ بن قدامہ	۳۱۱
فصل چوتھی	
واقعے جو بعد از امیرؑ واقع ہوئے	۳۱۶
حکایت ہارون رشید	۳۱۸
بیان کفن و دفن جناب امیر علیہ السلام	۳۱۹
کلام صعصعہ بن صوحان عبدی	۳۲۱
علامات دفن جناب امیر علیہ السلام	۳۲۲
بیان تعزیت جناب خضر علیہ السلام	۳۲۴
خطبہ امام حسن علیہ السلام	۳۲۶
فصل پانچویں	
قصہ قتل ابن ملجم ملعون	۳۲۶
روایت شبیہ جناب امیرؑ بر آسمان پنجم	۳۲۸
باب چہارم فصل اول	
بیان تاریخ ولادت و شہادت ثانی ائمہ ہدیٰ و قرۃ العین محمد مصطفیٰ امام حسن مجتبیٰؑ	۳۳۰
نقش نگین حضرت امام حسن علیہ السلام	۳۳۲

بیان عقیقہ حضرت امام حسن علیہ السلام	۳۳۳
بیان حلیہ مبارک حضرت امام حسن علیہ السلام	۳۳۳
فصل دوسری	
بیان فضائل و مناقب امام حسن علیہ السلام	۳۳۴
بیان تسبیح انگور و انار	۳۳۸
جامہ ہائے بہشت تحفہ حسنینؑ	۳۳۹
قصہ جام بلور سرخ لبریز مشک و عنبر	۳۳۹
طول دادن سجدہ بسبب امام حسن علیہ السلام	۳۴۰
نشان دادن جبرائیل باغ بنی نجار	۳۴۱
خطبۂ رسول مشتمل فضائل حسنین علیہ السلام	۳۴۱
بیان محبت رسول با حسنؑ علیہ السلام	۳۴۴
بیان سیب بہشت و دو سطر عبارت	۳۴۴
فصل تیسری	
بیان مکارم و اخلاق و محاسن امام حسن علیہ السلام	۳۴۷
بیان اخلاق و آداب امام حسن علیہ السلام	۳۴۸
سخاوت امام حسن علیہ السلام	۳۴۹
خطبہ مبارک امام حسنؑ مشتمل بر موعظہ	۳۴۹
بیان خضوع و خشوع امام حسن علیہ السلام	۳۵۰
حکایات زن بدویہ	۳۵۱
بیان سخاوت امام حسن علیہ السلام	۳۵۲
حکایت ابن ابی عتیق	۳۵۳
قصہ مرد شامی	۳۵۴
حکایت مرد پیر یہود	۳۵۴
بیان تواضع و فروتنی امام حسن علیہ السلام	۳۵۶
فصل چہارم	
بیان نصوص امامت امام حسن علیہ السلام	۳۵۷
بیان معجزات امام حسنؑ علیہ السلام	۳۵۸
بیان معجزہ ذخیرہ موافق ارشاد امام حسن	۳۵۸
خبر دادن امام حسنؑ بہ نزول حبشی	۳۵۸
معجزہ امام حسن بابت سوالات با قاصد معاویہ	۳۵۹

معجزہ امام حسنؑ در طفولیت	۳۶۰
معجزہ امام حسن علیہ السلام	۳۶۰
فصل پانچویں	
احوال امام حسنؑ بعد شہادت امیرؑ و صلح معاویہ	۳۶۶
خطبۂ امام حسنؑ علیہ السلام	۳۶۶
بیان خلافت و بیعت	۳۶۷
مضمون صلح نامہ با معاویہ	۳۷۱
معاویہ کا امام حسین علیہ السلام سے اصرار بیعت	۳۷۲
خطبہ معاویہ برائے بیعت امام حسنؑ کا خطبۂ بلیغہ	۳۷۳
مصالح صلح با معاویہ	۳۷۷
مکالمہ عبد ابن عباس با معاویہ	۳۸۳
بیان بدعت ہائے معاویہ	۳۸۵
حدیث عمرو بن حمق خزاعی	۳۸۸
شہادت حجر بن عدی	۳۸۹
فصل چھٹی	
بیان کیفیت شہادت امام حسن علیہ السلام	۳۹۰
اخبار شہادت امام حسن علیہ السلام کی زبانی	۳۹۰
بیان زہر دادن امام حسن علیہ السلام	۳۹۱
بیان وصایائے امام حسن علیہ السلام	۳۹۲
بیان دفن امام حسن علیہ السلام	۳۹۷
ممانعت عائشہ از دفن امام حسن علیہ السلام	۳۹۷
بیان وفات امام حسنؑ زبانی آئمہ اہل بیت	۳۹۸

حرفِ اوّل

دُنیا میں مقدس ترین خدمت یہ ہے کہ بنی آدم کے اخلاق کی اصلاح کی جائے۔ اس مقصد کے حصول کے کئی طریقے ہیں۔ مثلاً وعظ ونصیحت (لیکچر) کے ذریعہ فن اخلاق میں کتابیں لکھی جائیں۔ لوگوں کو نیکی کرنے پر مجبور کیا جائے اور بدکاروں کو سزا دی جائے لیکن ان تمام راستوں میں موثر ترین طریقہ یہ ہے کہ کسی انسان کو یا اس کے حالات کو انسانوں کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ جو اخلاقی اعتبار سے کامل ہو۔ اور جو کچھ اپنی زبان سے کہے اس پر خود بھی عمل کرے۔ یہی اصول قرآن نے پیش فرمایا ہے۔ لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ "حسنۃ" لمن کان یرجوا اللّٰہ والیوم الاٰخر وذکر اللّٰہ کثیرا ہ تحقیق تمہارے واسطے حیات رسول میں اچھی متابعت یعنی آپ کی ذات مبارک پیروی کرنے کے واسطے۔ جو امید رکھتا ہے بقائے الٰہی کی اور روز آخرت کی اور جس نے ذکر خدا کیا کثرت سے۔ نیز یہ بھی ایک مسلمہ امر ہے کہ دن کی قدر نہیں ہوتی اگر رات نہ ہوتی۔ دھوپ اچھی نہ لگتی اگر سردی نہ ہوتی۔ آرام کی عزت نہ ہوتی اگر تکلیف نہ ہوتی۔ کھرے کا پتہ نہ چلتا۔ اگر کھوٹا نہ ہوتا۔ نیکی کی قیمت نہ ہوتی اگر بدی نہ ہوتی۔ نیکوں کی تمیز نہ ہوتی اگر بد نہ ہوتے۔ سچوں کی پیروی نہ کی جاتی اگر جھوٹے نہ ہوتے۔ پس معلوم ہو گیا کہ ضدین کا پایا جانا ضروری ہے۔ لہٰذا جہاں نیک اور صالح شخصیتوں کے حالات سے عوام کو آگاہ کیا جائے پیروی کرنے کے واسطے وہاں بُرے اور جھوٹے لوگوں کے حالات سے بھی عوام کو آگاہ کیا جائے ان سے بچنے کے واسطے اس لئے دونوں فریق نیک و بد کے حالات کا قلمبند ہونا ضروری ہے۔ اس طریق کار کو کہا جاتا ہے تاریخ۔ لہٰذا میں پہلے آپ کو تاریخ سے واقفیت کراتا ہوں۔

تاریخ

تاریخ وہ مشعل ہے راہ دُنیا طے کرنے والوں کے لئے جس کی روشنی میں یہ روز روشن کی طرح صاف نظر آتا ہے کہ ایک قوم بد لوگوں کی پیروی کر کے نیکوں کی روایات کو بھول کر کے پستی کے گڑھے میں کس طرح گری اور ایسی گری کہ پھر اُبھر نہ سکی۔ اور دوسری قوم نیک لوگوں کی اتباع کر کے کس طرح عزت و

حشمت کے آسمان پر آفتاب بن کے چمکی لہٰذا تاریخ یہ سبق دیتی ہے ان غلطیوں سے بچو جو ان کی تباہی کا باعث ہوئیں تاریخ ہی فقط ایک ایسی مشعل ہے جس کی روشنی میں انسان مختلف شاہراؤں سے ہوتا ہوا آخر اپنی منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ بشرطیکہ وہ تعصب اور طرفداری کے جذبہ سے کام نہ لے۔ مثلاً ایک انسان کی زندگی خوبیوں سے بھری ہوئی ہے اور کامیاب زندگی ہے لیکن اس کا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جس کے دعاوی تمہارے لئے قابل قبول نہیں۔ اس لئے تم اس کی زندگی کے اہم اور سبق آموز واقعات کو ازراہ تعصب نظر انداز کر دیتے ہو۔ اُن سے فائدہ نہیں اُٹھاتے دوسرا شخص تمہارا ہم مذہب ہے دولت مند ہے لیکن فیاض نہیں۔ یتیموں کو نہیں دیتا۔ غریبوں سے ہمدردی نہیں کرتا۔ لوگ اس کی بخیلی کی شکایت کرتے ہیں۔ آپ فوراً اس کی طرفداری کرتے ہوئے جواب دیتے ہیں کہ آپ کا مقصد ہے وہ اپنی کمائی لُٹا دے۔ طرفداری کا یہ جذبہ انسان کے دل میں فیاضی کے خیالات پیدا ہونے نہیں دیتا۔ اس لئے تاریخ کے لئے لازمی ہے غیر جانبدار ہو تاکہ خوبیوں کو اپنایا جا سکے اور زندگی کو بہتر بنایا جا سکے۔

تاریخ کی ابتدا

یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ اس فن تاریخ کی ابتدا کب سے ہوئی۔ کیونکہ ابتدا میں لکھنے پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ اس لئے عہد قدیم کے حالات تاریکی میں ہیں۔ مورخوں نے عہد قدیم کی تاریخ مرتب کرتے وقت ان چیزوں کی طرف توجہ کر کے تاریخ مرتب کی ہے۔ (کریمہ) یعنی شہروں۔ قلعوں۔ شاہی عمارتوں، مقدس مذہبی عمارات کے کھنڈرات کے آثار۔ مجسمے۔ کتبے۔ سکے۔ اسلحہ۔ کپڑے اور اسباب زرعہ وغیرہ وغیرہ۔ (منقولہ) یعنی وہ قصے۔ اشعار اور امثال جو آباؤ اجداد سے منقول چلے آتے تھے۔ اور ہر زمانے میں اس کو یاد رکھا جاتا تھا۔ (آثار مطبوعہ) یعنی کتابیں۔ اوراق۔ دفاتر کے کاغذات۔ قوانین۔ معاہدات۔ مذہبی رسوم وغیرہ۔ ان چیزوں سے تاریخ اور واقعات کا ذکر دُنیا کی پیدائش سے نسبت دے کر کیا جاتا تھا۔ مثلاً یہ واقعہ پیدائش دنیا کے اتنا عرصہ پہلے یا اتنے سال بعد ظہور میں آیا۔ جب طوفان نوحؑ آیا۔ تو لوگوں نے پیدائش دُنیا کو چھوڑ کر اس واقعہ کی طرف نسبت دے کر اس طرح تاریخ مرتب کی۔ کہ فلاں شخص نے فلاں شخص کو طوفان نوحؑ سے اتنے سال پہلے قتل کیا تھا۔ فلاں بادشاہ نے فلاں سلطنت کو طوفان نوحؑ کے اتنے سال بعد اپنے قبضہ میں کیا۔ اس کے بعد سلاطین کا دور آیا۔ اور ان کی حکومت کے عہد کی طرف واقعات کو نسبت دے کر تاریخ مرتب

کی جانے لگی۔ اس طرح مورخین اپنا کام کرتے رہے اور دنیا آگے بڑھتی رہی۔ آخر وہ زمانہ آگیا۔ جب تین اہم واقعات کو تاریخ کا مبدا قرار دے دیا۔ (۱) پیدائش عالم (۲) ولادت مسیح (۳) ہجرت نبوی صلعم پیدائش عالم سے جن واقعات کا شمار ہوتا ہے وہ دنیا کی پیدائش سے غالباً تین ہزار سال بعد کے واقعات ہیں۔ اور ولادت مسیح کے زمانہ پر یہ حساب پہنچ کر ختم ہو جاتا ہے اور ولادت مسیح سے تاریخ کا سلسلہ پھر نئے سرے سے شروع ہو جاتا ہے۔ جس کا رواج اب بھی ہے اور ہجرت نبوی صلعم کی ابتدا حضور کی مدینہ میں تشریف آوری سے شروع ہوتی ہے جس کا سلسلہ اسلامی دُنیا میں جاری ہے۔ اور ہمیشہ رہے گا۔

دُنیا کی ابتدا

دورس التاریخ میں دُنیا کی ابتدا کے متعلق لکھا ہے کہ حضرت مسیح کی پیدائش سے چار ہزار سال پہلے انسان (آدم علیہ السلام) پیدا ہوا۔ اور بعض کا خیال ہے چھ ہزار سال پہلے اور یہ بھی خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ لاکھوں سال پہلے اور جب تاجدار منبر سلونی حضرت علی ابن ابی طالب علیہم السلام سے پوچھا گیا۔ کہ دُنیا کی ابتدا کب ہوئی۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ شاید تم لوگ یہ ہی خیال کرتے ہو کہ خلاق عالم نے صرف اسی عالم اور آدم کو پیدا کیا۔ نہیں بلکہ خلاق عالم نے اسی طرح کے دس لاکھ عالم اور دس لاکھ آدم پیدا کئے ہیں۔ تم سب سے آخر عالم اور سب سے آخر آدم کی اولاد ہو۔ لہٰذا اب یہ تعین کرنا دشوار ہے کہ دُنیا کی ابتدا کب سے ہوئی اور یقین کے ساتھ دُنیا کی ابتدا کے متعلق وہ عرصہ قائم نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن ہر ایک تاریخ لکھنے والے نے دُنیا کی ابتدا کے متعلق اپنی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے جو کہ دُنیا کی ابتدا کی تاریخ معلوم نہیں ہوتی۔ بلکہ اس کے فکر کی حد بندی کی تاریخ ہے نیز اس کے ساتھ ساتھ ہر ایک تاریخ دان نے یہ تسلیم کیا ہے کہ دُنیا کی پرانی قومیں چینی۔ ہندوستانی اور مصری ہیں۔ اور یہ دُنیا میں آج سے چھ ہزار سال یا دس ہزار سال پہلے سے پائی جاتی ہیں۔ اقوام عالم کے مؤرخین نے صحت تاریخ کے لئے کوئی اصول وضع نہ کئے۔ اس لئے جو واقعہ ان کو ملا یا کسی سے سُنا انہوں نے اس کو سچ اور جھوٹ۔ بناوٹی نہ دیکھا۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی اصول نہ تھا۔ لہٰذا آج اُن کی مرتبہ تاریخ سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ کیونکہ وہ لغویات سے پُر ہے۔ ثبوت کے طور پر ایک واقعہ ایک انسان سے یا قوم سے نسبت دے کر ایک مورخ نے لکھا تو دوسرے نے اس کی تردید کی ہے بلکہ وہ واقعہ اور عجیب عجیب الفاظ میں پیش کیا۔ اس کے علاوہ اکثر مورخین ایک واقعہ نقل کرتے ہیں دوسرے اس کو جھوٹا قرار دیتے ہیں۔ تاریخ کا طالب علم متاخرین مورخین سے فائدہ حاصل نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ ایک واقعہ جو ایک تاریخ میں دیکھتا ہے اُسے دوسرا اپنی تاریخ میں جھوٹ لکھ دیتا ہے۔ دونوں کے پاس صحیح اور جھوٹ کے جانچنے کا کوئی اصول نہیں فقط اپنی عقل کے پیمانہ کے مطابق سچ اور جھوٹ قرار دیا۔ لہٰذا متلاشی حق کو ان تواریخ سے فائدہ نہ ہو سکا۔

مقدمہ ثانی

دینِ حق

پارٹی۔ جماعت۔ گروہ بنانے والا۔ پارٹی اور جماعت تشکیل دینے سے قبل آئین۔ دستور تیار کرتا ہے۔ جس پر پارٹی۔ جماعت۔ گروہ نے عمل پیرا ہونا ہے اور ایک مقصد (منزل) پیش نظر ہوتی ہے جس پر افرادِ جماعت نے دستور پر عمل کر کے پہنچنا ہوتا ہے۔ ایسے ہی زمین و آسمان۔ عرش و کرسی۔ لوح و قلم۔ سیارے۔ ستارے۔ کواکب شمس و قمر۔ حور۔ ملک۔ جن و بشر نباتات و جمادات۔ حیوانات و معدنیات۔ وحوش و طیور۔ مکان و لامکان۔ زمان و لازمان تخلیق فرمانے سے قبل خالق نے ان کی منزل قرار دی۔ اور ایک دستور۔ آئین بنایا جس کا نام اسلام رکھا۔ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ ؕ اللہ کا مقبول۔ پسندیدہ دستور آئین۔ دین۔ اسلام ہے یہ اصول خالق سے تحریر فرما کر کتابی شکل میں عالمین کے سامنے پیش فرمائے تو اس کتاب کا نام قرآن رکھا۔ تَبٰرَکَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ لِیَکُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا ۙ (فرقان) صاحب خیر و برکت ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے پر فرقان کو نازل فرمایا تاکہ فرقان عالمین کے لئے نذیر ہو۔ اس نظام۔ آئین۔ دستور کو مختلف ادوار میں چلانے والے سیاسیین الٰہیہ نمائندگان کبریا۔ خاصانِ خدا لفظ نبی۔ رسول۔ خلیفہ۔ امام کے نام سے یاد کئے گئے اور یہ سب کے سب اللہ نے بھیجے یہ مسلمہ امر ہے یہ تمام ہستیاں نمائیدہ خالقِ عالمین تھیں اور سب ایک دستور۔ آئین۔ دین دُنیا میں نافذ کرنے قائم کرنے کے لئے تشریف فرما ہوئے تو یہ سب اُسی آئین دستور اور دین کے پابند تھے۔ شَرَعَ لَکُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ (شوریٰ) حبیبؐ آئین دستور۔ دین دیا وہی تم کو جو دیا تھا نوحؑ کو اور جو دیا ہم نے ابراہیمؑ۔ موسیٰ۔ عیسیٰ علیہم السلام کو یہ کہ اس دین کو قائم کر دو اور اس میں افتراق پیدا نہ ہو۔

تو انھوں نے اپنی جماعت پارٹی کا کیا نام رکھا۔ لہٰذا قرآن پاک اس امر کے متعلق ارشاد فرماتا ہے وَ اِنَّ مِنْ شِیْعَتِہٖ لَاِبْرٰهِیْمَ (الصّٰفّٰت) حضرت نوحؑ کے بارے میں اور

جناب ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے کہ جناب ابراہیم علیہ السلام جناب نوح علیہ السلام کے شیعوں میں سے تھا۔ یہ آیت بتا رہی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب نوح علیہ السلام تک ان تمام ہستیوں نے اپنے آپ کو شیعہ کہلایا اور ان ہی کے شیعوں میں سے جناب ابراہیم علیہ السلام تھے۔ جناب ابراہیم علیہ السلام نے اس پارٹی کا ایک اور نام رکھا۔ مسلمان۔ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِن قَبْلُ وَفِي هَٰذَا (حج) ملت تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی ہے اُسی نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے پہلے سے اور اس آئین (قرآن) میں بھی آیت سے ظاہر ہے ابراہیم علیہ السلام اُمتِ محمدیہ کے باپ ہیں اور ہمیشہ شریف لائق باپ اپنے پیارے بیٹے کو اصل نام کے علاوہ دوسرے نام پکارتے ہیں جیسے پپّو گڈو حالانکہ یہ اصل نام نہیں اور ان کے پکارنے میں گناہ حرج بھی ہیں۔ ایسے باپ ابراہیمؑ نے شیعہ کا پیار میں مسلمان نام رکھا۔ چنانچہ یہ دونوں نام ایک کے ہی ہیں۔

جناب ابراہیم علیہ السلام کے پاس جو دستور تھا اُس کا نام اسلام تھا اور ملت کا نام شیعت تھا افرادِ ملتِ شیعت کو مسلمان کہلانے کا حکم دیا حضرت اسماعیلؑ اور جناب اسحاقؑ بھی اسی ملت کے پابند تھے۔ آگے یہ سلسلہ دو حصوں میں تقسیم ہو گیا سلسلہ اسمالیہ اور سلسلہ اسحاقیہ تمام انبیاء بنی اسرائیل سلسلہ اسحاقیہ میں آئے اور جناب اسحاقؑ کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام نے وقت وفات اپنے بیٹوں سے فرمایا۔ إِذْ حَضَرَ يَعْقُوبَ الْمَوْتُ إِذْ قَالَ لِبَنِيهِ مَا تَعْبُدُونَ مِن بَعْدِي قَالُوا نَعْبُدُ إِلَٰهَكَ وَإِلَٰهَ آبَائِكَ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ إِلَٰهًا وَاحِدًا وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ (بقرہ) جب قریب آئی یعقوبؑ کے موت تو فرمایا اپنے بیٹوں سے میرے بعد کس کی عبادت کرو گے۔ بولے ہم عبادت کریں گے تیرے معبود اور تیرے باپ دادا ابراہیمؑ اسماعیلؑ اسحٰقؑ کے معبود کی جو واحد ہے اور ہم مسلمان ہیں اُس کے اور جناب یوسف علیہ السلام نے زندان میں اپنے قیدی ساتھیوں اور زندان کے عملہ سے اپنی ملت کے بارے میں فرمایا۔ وَاتَّبَعْتُ مِلَّةَ آبَائِي إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ (یوسف) اور میں نے اتباع کی ہوئی ہے اپنے آباؤ اجداد جناب ابراہیمؑ اسحٰق اور یعقوب علیہم السلام کی ملت کی۔

آگے سلسلہ یوسف علیہ السلام میں اولادِ ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے جناب

موسیٰ اور ان کی جماعت کے بارے میں فرمایا۔ وَدَخَلَ الْمَدِيْنَةَ عَلٰى حِيْنِ غَفْلَةٍ مِّنْ اَهْلِهَا فَوَجَدَ فِيْهَا رَجُلَيْنِ يَقْتَتِلٰنِ هٰذَا مِنْ شِيْعَتِهٖ وَهٰذَا مِنْ عَدُوِّهٖ (قصص) آئے جناب موسیٰؑ شہر میں جب وہاں لوگ غفلت میں تھے تو پایا دو آدمیوں کو لڑتے ہوئے ایک اُن میں جناب موسیٰ علیہ السلام کا شیعہ تھا اور دوسرا جناب موسیٰ علیہ السلام کا مخالف یعنی غیر شیعہ تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی پیرو۔ غلام۔ جماعت شیعہ کہلاتی تھی۔ جناب سرکار دو عالم حضرت محمدؐ مصطفٰے خاتم النبیین۔ شفیع المذنبین راحتہ العاشقین۔ رحمتہ العالمین کو بھی پروردگار عالم نے فرمایا ہے یہی اعلان کرو۔ قُلْ صَدَقَ اللّٰهُ فَاتَّبِعُوْا مِلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا (عمران) فرما دیجئے سچ فرمایا ہے اللہ نے اے میرے امت تم تابع ہو جاؤ ملت ابراہیمؑ کے جو یہودی۔ عیسائی ان تمام سے علیحدہ یعنی جدا ملت ہے۔

گویا از حضرت آدم علیہ السلام تا خاتم الانبیاءؑ جناب محمدؐ مصطفٰے محبوبؐ کبریا تمام کے تمام دنیا میں اللہ کے نمائندے تھے اور ایک دستور۔ آئین۔ دین رکھتے تھے جس کا نام اسلام ہے اور ایک ملت رکھتے تھے جس کا نام شیعت ہے۔ شیعوں کا نام مسلمان جناب ابراہیم علیہ السلام نے رکھا ہے حضور اکرمؐ کے دُنیا سے تشریف لے جاتے بعد حضرت علی علیہ السلام ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاءؑ کے عموماً اور جناب محمدؐ مصطفٰے کے خصوصاً وارث۔ وصی۔ ولی۔ جانشین قرار پائے۔ اور دنیا کے شیعت کے امام اوّل بنے بحکم خدا اور با اعلان رسول کریمؐ اللہ تعالیٰ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نمائندگان (انبیاءؑ) کو جو دستور۔ آئین۔ دین (اسلام) دیا وہ ہی دستور۔ دین (اسلام) علی علیہ السلام کا دستور۔ آئین تھا اور جو ملت انبیاءؑ کرام کی تھی وہ ہی جناب علی علیہ السلام کی تھی جس کا نام ہے شیعت اور تابعداران علی علیہ السلام کو آج تک لفظ شیعہ سے یاد کیا جاتا ہے اور تا قیامت اسی لفظ سے تابعداران علی علیہ السلام کو پکارا جائے گا۔ حضور سرکار دو عالم خاتم النبیین رحمتہ العالمین جن کی زبان مبارک بغیر وحی الٰہی کے جنبش نہیں فرماتی نے بھی شیعوں کے لئے ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ۝ (بینہ) جو لوگ یقیناً ایمان لائے اور اعمال صالح کئے وہی سب سے اچھی جماعت ہیں۔ جب یہ ایت نازل ہوئی جناب رسولخداؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا۔ يَا عَلِيُّ اَنْتَ وَشِيْعَتُكَ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ تَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَنْتَ وَشِيْعَتُكَ رَاضِيْنَ مَرْضِيِّيْنَ صواعق محرقہ باب۱۱ علامہ ابن حجر یا علی تو اور تیرے شیعہ خیر البریہ (عالمین میں بہترین جماعت) ہیں قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ

ایسے ہوں گے خدا اور رسولؐ ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں گے۔ علامہ جلال الدین سیوطی اپنی تفسیر دُرِّ منثور جلد دوم ص۳۷۹ ابن عساکر سے جناب جابر بن عبداللہ انصاری سے مذکورہ ایت کے شانِ نزول میں ہدایت درج کرتے ہیں۔ جناب جابر فرماتے ہیں میں رسول پاکؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ جناب علی علیہ السلام تشریف فرما ہوئے تو حضورؐ نے فرمایا۔ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنَّ ھٰذَا وَشِیْعَتُہٗ ھُمُ الْفَائِزُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اسے علیؑ مجھے قسم ہے اُس کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ نجات پا گئے ابن صباغ مالکی اپنی کتاب فصول المہمہ ص۱۲۲ پر جناب عبداللہ بن عباس سے روایت نقل کرتا ہے جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول پاکؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا ھُوَ اَنْتَ وَشِیْعَتُکَ تَاْتِیْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَنْتَ وَھُمْ رَاضِیْنَ مَرْضِیِّیْنَ وہ تو اور تیرے شیعہ ہیں اور قیامت کے دن تو اور تیرے شیعہ اس حال میں ہوں گے خدا اور رسولؐ اُن سے راضی ہوگا۔ اور یہ خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں گے کتب اہل سنت والجماعت میں کثرت سے ایسی روایات درج ہیں تذکرہ علامہ سبط ابن جوزی ص۳۱ مودۃ القربیٰ ص۴۳ حافظ گنجی شافعی ص۹۱۱ ابن اثیر نہایہ میں اور سمہودی نے جواہر العقدہ میں اور ابو جعفر طبری نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا اور تسلیم کیا ہے کہ تاجدارِ مدینہ وحی ترجمان سے لفظ شیعہ جناب علی علیہ السلام کی پارٹی۔ جماعت اور تابعداروں سے منسوب کیا اور استعمال فرمایا ہے اور غلامانِ علیؑ کا نام شیعہ رکھا ہے۔

آئینِ الٰہی کے لئے نمائندوں کا قیام

جس گھڑی اور لمحہ سینۂ ارضی پر انسان کا قدم آیا اُسی کے ساتھ ساتھ خداوندکریم سے خطۂ ارضی پر اپنا دستور۔ آئین۔ دین۔ (اسلام) نافذ فرمایا۔ تو اس دستور پر اہالیانِ ارضی سے عمل کرانے کے لئے جو ہستی منتخب ہوئی اُس کا انتخاب کیسے عمل میں آیا۔ کیا اہالیانِ ارضی نے اپنی کثرت سے منتخب کیا اور یا خالق نے خود مقرر فرمایا۔ تو یہ معلوم کرنے کے لئے عالمین کی سب سے معتبر تاریخ اور آئینِ کبریا کی کتاب جس کا نام قرآن پاک ہے اس میں مرقوم ہے کہ اہالیانِ ارضی کو خداوندکریم نے دستور تیار فرما کر ارشاد فرمایا وَاِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً ط (بقرہ ع ۴) اور جب فرمایا تیرے رب نے تمام عالمین کی طاقتوں کو

میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔ تمام طاقتیں خاموش ہیں کہ نہیں ہم بنائیں گے۔
فرشتے تھوڑے سے بولے مگر قدرت نے چند نام پیش کر کے فرمایا اچھا میرا خلیفہ اور تم دونوں
یہ بتاؤ یہ نام کن کے ہیں فرشتے بتا نہ سکے۔ اور جناب آدمؑ نے بتا دیا یہ نام اس کا ہے۔ اور یہ نام اسکا ہے
خداوند کریم نے خلافت کا تاج حضرت آدم علیہ السلام کے سر پر رکھ دیا اور یہ بھی اصول
بنا دیا خلیفہ عالم ہوتا ہے ساتھ یہ مسئلہ حضرت آدم علیہ السلام تک نہیں رکھا گیا بلکہ آیت
میں لفظ استعمال ہوا ہے اِنِّیْ جَاعِلٌ۔ اِنِّیْ لفظ استمرار ہے اور جَاعِلٌ فاعل کا
صیغہ ہے استمرار کا معنی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اور جَاعِلٌ کا معنی بنانے والا جیسے اِنِّیْ
رَازِقٌ میں ہی ہمیشہ ہمیشہ رزق دینے والا ہوں اسی طرح میں ہی ہمیشہ ہمیشہ بنانے والا
ہوں خلیفہ کا اور جیسے میرے سوا کسی کو رزق دینے والا ماننا شرک ہے اسی طرح کسی کو
میرے سوا خلیفہ بنانے والا ماننا شرک ہے لہٰذا جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت
وفات قریب آیا اُس وقت زمین پر اولادِ حضرت آدم علیہ السلام آدمیوں کی آبادی
چالیس ہزار افراد پر مشتمل تھی تو جناب آدم علیہ السلام نے چالیس ہزار پوتوں نواسوں
کو نہیں فرمایا کہ تم میرے بعد خلیفہ بنا لینا بلکہ ان کے لئے بحکم خداوند کریم خود بنایا اور
نام بتایا کہ یہ میرے بعد تمہارا خلیفہ ہے۔

لَمَّا حَضَرَتْ آدم الوفاۃ دعا
ابنہ شیثاً فعھد اِلَیْہِ وَکَتَبَ
وصیتہ اِنَّ آدم علیہ السلام مرض
قبل موتہ احد عشر یوماً وَاوصٰی
اِلٰی ابنہ شیث علیہ السلام وکتب
وصیتہ ثم دفع کِتَابُ وصیتہ الیٰ
شیثاً وَامرہٗ ان یُخْفِیْہِ مِنْ قابیل
وَوَلَدَہٗ لِاَنَّ قابیل قد کان
قتل ھابیل حَسَدًا مِنْہُ۔
تاریخ طبری جلد اوّل ص۸۶ تاریخ کامل
جلد اوّل ص۱۵

جب حضرت آدم علیہ السلام کا وقت وفات
قریب آیا تو اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلا
کو قریب بُلایا ان کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایا
اور یہ وصیت نامہ بھی لکھ دیا حضرت آدم ع
السلام نے اپنی وفات سے گیارہ دن پہلے
بیٹے شیث علیہ السلام کو ولی عہد اور وصی مقرر کیا
دیا اور وصی ہونے کا مضمون لکھ دیا اور اُس
تحریر کو جناب شیث علیہ السلام کے حوالے کرد
اور اُن کو حکم دیا اس تحریر کو قابیل اور اس کی اولا
سے چھپا لینا کیونکہ اس نے حسد سے ہابیل کو
قتل کر دیا تھا۔

حضرت شیث علیہ السلام

حضرت شیث علیہ السلام جناب آدم علیہ السلام کے ۲۳۰ سال کی عمر میں پیدا ہوئے اور حضرت آدم علیہ السلام کے جانشین خلیفہ۔ وصی مقرر ہوئے بحکم حضرت آدم علیہ السلام آپ کی زندگی میں اولاد آدمؑ دو گروہوں میں تقسیم ہو گئی ایک قابیل کی پیرو جنہوں نے حضور کو حضرت آدمؑ کا خلیفہ تسلیم نہ کیا اور وہ بت پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ حضرت شیث علیہ السلام نے ۹۱۲ سال عمر مبارک پائی جب آپ کا وقت وفات قریب آیا الوصیٰ الیٰ ابنہ انوش ومات جناب شیث علیہ السلام بیماری میں جب مبتلا ہوئے تو اپنے بیٹے جناب انوش کو اپنا وصی مقرر فرمانے کے بعد انتقال فرما گئے۔ تاریخ کامل جلد اوّل صنہ۲۰

ولد انوش قینان وَنفراً لبشر اٰدَ اِلَیْہِ الوصیتہ فولد قینان مھلائیل ونفر امعہٗ وَاِلَیْہِ الوصیتہ توکد مھلائیل یرد وَھُوَ الیارد و نفراً معہَ وَاِلَیْہِ الوصیتہ فولد یرد خنوخ و ھُوَ ادریسؑ

تاریخ طبری جلد اوّل صنہ۸۲

فکان وصی اِبیہِ وخَلِیْفَتہ فی ما کان والد مھلائیل اوصیٰ الیٰ مھلائیل وَاَسْتَخْلَفَہ علیہ بعد وفاتہٖ

تاریخ طبری جلد اوّل صنہ۸۵

جناب انوش کے ہاں بہت سے لڑکے پیدا ہوئے مگر جناب نے اپنا وصی حضرت قینان کو مقرر فرمایا پھر قینان کے ہاں جناب مھلائیل اور بہت سے لڑکے پیدا ہوئے مگر جناب قینان نے اپنا وصی مھلائیل کو مقرر فرمایا پھر جناب مھلائیل کے ہاں یارد اور کئی لڑکے پیدا ہوئے۔ مگر جناب مھلائیل نے اپنا وصی یارد کو مقرر فرمایا پھر یارد کے ہاں جناب خنوخ پیدا ہوئے اور یہی حضرت ادریس علیہ السلام ہیں۔ پس جناب ادریسؑ اپنے باپ یارد کی وفات کے بعد اُن کل امور میں جن میں مھلائیل کے والد نے مھلائیل کو وصی مقرر کیا تھا اپنے باپ یارد کے وصی اور خلیفہ مقرر ہوئے۔

حضرت ادریس علیہ السلام

حضرت ادریس علیہ السلام جناب آدم علیہ السلام کی ستانویں پشت میں پیدا ہوئے۔ لکھنا پڑھنا اور علم نجوم کپڑا سینا یہ امور جناب ہی کی ایجاد ہیں۔ ۳۶۵ سال جناب نے عمر مبارک پائی۔

ہے۔ آپ کے اوپر ۳۰ صحیفہ نازل ہوئے ہیں۔ جب آپ کا وقتِ وفات

فَاسْتَخْلَفَ خنوخ عَلیٰ اَمْرِ اللّٰہِ وَ اوصاہ

تاریخ طبری جلد اوّل ص۸۶

امورِ خداوندی معاملاتِ دین میں خود اپنا خلیفہ اور جانشین بنا گئے اپنے بیٹے جناب متوشلخ علیہ السلام کو۔

فَلَمّا حضرت متوشلخ الوفاۃ اِسْتَخْلَفَ لملک وعلیٰ امرہ و اوصاہ بمثلِ ما کان اٰبائہ بوصوت بہ

تاریخ طبری جلد اوّل ص۸۶

جب جناب متوشلخ علیہ السلام کی وفات کا وقت آیا تو آپ نے اپنے آباء و اجداد کے طریقے کے مطابق اپنے بیٹے لمک کو اپنا جانشین مقرر فرمایا اور اُن کل باتوں میں اُن کو وصیت کر دی جو بزرگوں نے آپ کو وصیت کی تھی۔

حضرت نوح علیہ السلام

حضرت نوح علیہ السلام جناب لمک علیہ السلام کے بیٹے ہیں۔ جناب لمک علیہ السلام کی عمر ۸۲ سال کی تھی جب نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔ جناب لافع یعنی لمک نے آپ کو اپنا وصی مقرر فرمایا جب آپ کی عمر مبارک ۴۸۰ سال تھی۔ ۱۲۰ سال تک آپ نے تبلیغ فرمائی پھر بدکردار لوگوں پر عذاب کا حکم ہوا۔ جناب نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم ہوا آپ نے کشتی بنا کر ہر جاندار کا جوڑا کشتی میں بٹھا لیا پھر پانی کا عذاب آگیا بارش شروع ہو گئی۔ اور تنور سے پانی نکلنے شروع ہو گئے اور اسّی آدمیوں کو جو مومن تھے کشتی میں سوار کئے یہ عذاب سے بچ گئے جناب آدمؑ اور نوح علیہ السلام کے درمیان ایک ہزار پانچ سو سال کا عرصہ گذرا ہے جب عذاب ختم ہوا اور پانی زمین سے ختم ہو گیا اور حضرت نوح علیہ السلام زمین پر تشریف لائے تو آپ نے خطۂ زمین اپنے تین بیٹوں جناب حام۔ سام۔ یافث میں تقسیم کر دیا۔ حام کو دریائے نیل کے مغرب کا کل حصہ دیا اور یافث کو فیشون اور اس کے اطراف کا حصہ دیا اور ربوں ملک عرب ایران۔ روم۔ شام وغیرہ کے باشندے سام کی اولاد ہوئے کیونکہ ان کے حصہ میں زمین کا وسطی دیا دریائے نیل فرات دجلہ دسیمان و فیشون وغیرہ کے اطراف دجانب کے علاقے تھے۔ دریائے نیل کے مغربی حصوں کے لوگ حام کی اولاد ہوئے۔ یورپ اور ترک علاقے کے لوگ یافث کی اولاد ہیں اس طرح تمام

زمین پر ان کی اولاد پھیل گئی اور ۷۲ زبانیں یہ بولنے لگ گئے۔ اور یوں جناب نوح علیہ السلام نے اپنی زندگی میں حام سام یافث کو وصی۔ جانشین مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۰۵ اور جناب سام نے اپنے بیٹے ارفخشد کو اپنا وصی وقت وفات مقرر کیا اور ارفخشد نے اپنے بیٹے شارخ کو وصی مقرر کیا وفات کے وقت مقرر کیا اور شارخ نے اپنے بیٹے عابر کو مقرر کیا اور ان ہی کو ہود علیہ السلام کے نام سے بھی پکارا جاتا ہے حضر موت میں علاقہ احقاف کی طرف ایک قوم آباد تھی حضرت ہودؑ اسی قوم کی طرف پیغمبر مبعوث ہوئے یہاں ہی جناب کا انتقال ہوا اور مکہ معظمہ کے نزدیک مقام حجر یہ دفن ہوئے اور وقت وفات جناب ہودؑ علیہ السلام نے اپنے بیٹے فالغ کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۱۱

حضرت صالح علیہ السلام

حضرت صالح علیہ السلام آپ ثمود بن غاثر بن ارم بن سام بن نوح علیہ السلام سے ہیں۔ قوم ثمود کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں قوم کے معجزہ طلب کرنے پر پہاڑ سے اونٹنی معہ بچہ کے نکلی افراد قوم بہت کم تعداد میں ایمان لائے۔ کثرت گمراہ رہی گمراہ لوگوں نے اونٹنی کی ٹانگیں کاٹ دیں جس سے قوم پر عذاب آیا آپ فلسطین کی طرف چلے گئے آخر وقت مکہ معظمہ تشریف لائے یہاں انتقال ہوا اور مقام حجر میں دفن ہوئے۔ جو لوگ صاحبان ایمان تھے جناب صالح علیہ السلام نے وقت وفات ان پر اپنے بیٹے کو وصی اور جانشین مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۱۹

حضرت ابراہیم علیہ السلام

حضرت ابراہیمؑ بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شافع بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام طبری جلد اوّل صفحہ ۱۱۹ آذر آپ کا والد نہ تھا۔ بلکہ چچا تھا جناب ابراہیمؑ علیہ السلام یتیم ہو گئے تھے آذر چچا تے پرورش کی تھی مال والد ابراہیمؑ کا نگران یہ کرتا تھا ورنہ جناب ابراہیمؑ علیہ السلام آذر کے گھر نہ کھاتے تھے اور نہ پیتے تھے عربی زبان میں پرورش کرنے والے کو آب کہتے ہیں اور جس سے بچہ پیدا ہو اُس کو والد کہتے تھے اور ہیں چنانچہ اِذْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ لِاَبِیْہِ پ۷ ع ۵) جب ابراہیم

علیہ السلام عالم اسلام جن کی ملت پر ہے حضور نے ۱۷۵ سال کی عمر میں وفات پائی اور حضور نے وقت وفات جناب اسماعیل علیہ السلام اور جناب اسحاق علیہ السلام کو اپنا جانشین اور خلیفہ مقرر فرمایا۔ تاریخ ابو الفداء جلد اوّل صفحہ ۱۵ حضرت لوط علیہ السلام جناب کے صرف دو لڑکیاں پیدا ہوئیں اور کوئی بیٹا نہ تھا آپ جس قوم کی طرف مبعوث ہوئے اُن میں ایک آدمی بھی مسلمان نہ ہوا۔ یہاں تک آپ کی بیوی بھی مسلمان نہ تھی عذاب آیا تمام قوم اور بیوی صاحبہ ہلاک ہوگئے نہ کوئی بچا اور نہ وصی بنانے کا کسی کے لئے سوال پیدا ہوا۔ قرآن مجید پ۱۲ ع ، اور تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۵۷

حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت اسماعیلؑ جناب ہاجرہ سے تھے اور جناب اسحاقؑ سارہ سے تھے دونوں بھائیوں میں انتہائی محبت اور پیار تھا جناب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ کی قربانی دی جن کی یاد میں عید قربان منائی جاتی ہے جناب اسماعیل علیہ السلام نے ۱۳۷ سال کی عمر میں انتقال فرمایا۔ اور وقت وفات آپ نے اپنے بھائی جناب اسحاق علیہ السلام کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا اور تحریر بھی کر کے جناب اسحاق علیہ السلام کو دی۔

اِنَّ اِسْمٰعِیْلَ لَمَّا حضرت الوفاۃ اوصیٰ اِلیٰ اَخِیْہِ اِسْحَاقَ ان زوج ابنتہ من العیص ابن اسحاق روضۃ الصفا جلد اوّل صفحہ ۸۰

جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے اپنا وصی اپنے بھائی اسحاقؑ کو مقرر کیا اور اپنی بیٹی کا نکاح جناب اسحاق علیہ السلام کے بیٹے عیصر سے کر دیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے شام میں اپنا جانشین مقرر فرمایا تھا۔ جناب اسحاق علیہ السلام کو اور حجاز میں مقرر فرمایا تھا جانشین اور خلیفہ جناب اسماعیل علیہ السلام کو تاریخ کامل جلد اوّل صفحہ ۲۶ جناب اسماعیل علیہ السلام بڑے تھے اور جناب اسحاق علیہ السلام چھوٹے لہٰذا جناب اسماعیل علیہ السلام کا جب وقت وفات قریب آیا تو آپ نے بڑے ہونے کے سبب شام میں اپنا خلیفہ اور وصی جناب اسحاق علیہ السلام کو مقرر فرمایا اور حجاز میں اپنے بیٹے قیدار کو اپنا جانشین اور وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ روضۃ الصفا جلد اوّل صفحہ ۱۰۶ جناب اسماعیل مکہ معظمہ میں مقام حجر اسماعیل میں دفن کئے گئے۔

حضرت ایوب علیہ السلام

حضرت ایوب علیہ السلام آپ مقام دمشق میں رہتے تھے آپ کا شجرہ نسب یوں بیان کیا جاتا ہے۔ ایوب بن موص بن دازح بن عیص بن اسحاق بن ابراھیم علیہ السلام جناب کی بیوی بہت مالدار تھی۔ رحمہ اُن کا اسم مبارک تھا آپ کے ۲۶ لڑکے پیدا ہوئے۔

اِنَّ ایوب کان ثلاثا وتسعین سنة و اِنَّهٗ اوصیٰ عِندَ مَوتِہٖ اِلیٰ ابنہٗ حومل
تاریخ طبری جلد اوّل صـ۱۶۷

جناب ایوب علیہ السلام کی عمر مبارک ۹۳ سال کی ہوئی ہے۔ جب آپ کا وقت وفات قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے حومل کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔

حضرت ذوالکفل علیہ السلام

حضرت ذوالکفل پیغمبر جناب کا اصل نام بشر تھا اور لقب ذوالکفل تھا۔ آپ حضرت ایوب علیہ السلام کے بیٹے تھے خداوند کریم نے جناب ایوب علیہ السلام کے بعد حضور کو نبی مبعوث فرمایا آپ تمام عمر ملک شام میں رہے اور ۷۵ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور جناب نے وقت وفات اپنے بیٹے عبدان کو اپنا وصی مقرر فرمایا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صـ۱۶۷

حضرت شعیب علیہ السلام

جناب شعیب علیہ السلام جناب مدین کے بیٹے تھے جناب مدین نے جو شہر آباد فرمایا اس کا نام اپنے نام پر ہی رکھا جناب شعیب علیہ السلام اسی شہر مدین کے لوگوں کی طرف نبی مبعوث ہوئے جناب نے اپنی بیٹی جناب صفورہ کا عقد جناب موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا۔ آپ کے کوئی بیٹا نہ تھا جناب نے وقت وفات اپنا وصی اپنے داماد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام کے دو بیٹے تھے جو جڑواں پیدا ہوئے تھے جناب یعقوب علیہ السلام اور عیص حضرت اسحاق علیہ السلام ۱۰۰ سال زندہ رہے آپ کی وفات ملک شام دمشق کے علاقہ میں ہوئی جناب نے وقت وفات اپنا وصی اور جانشین اپنے بیٹے جناب یعقوب علیہ السلام کو مقرر فرمایا۔ روضۃ الصفا جلد اوّل صـ۹۱-۹۲

حضرت یعقوب علیہ السلام

حضرت یعقوب علیہ السلام کے ۱۲ بیٹے تھے جناب کا اصلی نام اسرائیل ہے اور جناب کی اولاد کو بنی اسرائیل کہتے ہیں ۹۱ سال کی عمر میں جناب یوسفؑ آپ سے جدا ہوگئے۔ فراق یوسفؑ میں رو رو کر آنکھیں سفید ہوگئیں ۱۴۷ سال کی عمر میں جناب نے وفات پائی۔ اور وقت وفات اپنا جانشین اور وصی اپنے بیٹے جناب یوسفؑ کو مقرر فرمایا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی وفات ملک مصر میں ہوئی ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

جناب یوسف علیہ السلام حُسن و جمال میں ثانی نہ رکھتے تھے والد آپ سے بہت محبت کرتے تھے اسی وجہ سے بھائیوں نے آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا آخر قتل نہ کیا کنویں میں ڈال دیا۔ وہاں سے قافلہ نکال لے گیا مصر میں بکے شاہ مصر سے خرید کئے ان کی بیوی زلیخا عاشق ہوگئی جب آپ نے اُس کی بات نہ مانی تو راعیل (زلیخا) نے آپ پر تہمت لگا کر اپنے شوہر سے شکایت کرکے قید کرا دیا۔ سات سال آپ قید رہے۔ قید میں دو قیدیوں کو خواب تعبیر دی۔ جب وہ رہا ہوئے تو انہوں نے عزیز سے آپ کا ذکر کیا عزیز مصر کو خواب آیا آپ نے اس کو تعبیر بتائی۔ عزیز مصر خوش ہوا اس نے رہا کرکے دربار میں جگہ دیدی پھر اُس نے آپ کو وزیر خزانہ مقرر کر دیا۔ جب عزیز مصر مر گیا تو تمام مصر پر آپ کی حکومت ہوگئی دُنیا میں قحط پڑ گیا مصر کے علاوہ دُور دراز سے لوگ غلّہ کے لئے مصر آئے آپ کے بھائی بھی آئے آپ نے اُن کو پہچان لیا مگر بھائیوں نے نہ پہچانا آپ نے چوری کے الزام میں حقیقی بھائی بن یامین کو رکھ لیا اس طرح سے باپ ماں اور دیگر بھائی جناب سے جا ملے جناب یعقوبؑ مصر میں آنے کے ۱۷ سال بعد انتقال کر گئے جناب یوسف علیہ السلام کی ۱۱۰ سال عمر ہوئی وقت وفات جناب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی یہودا کو اپنا وصی مقرر کیا۔ تاریخ طبری جلد اوّل صفحہ ۱۷۲

حضرت موسیٰ بن عمران

حضرت موسیٰ علیہ السلام جناب عمران کے بیٹے اور جناب یعقوبؑ کے پوتے فاہاثنا

کے پوتے تھے۔ فرعون مصر کے عہد میں آپ مبعوث برسالت ہوئے آپ مصر سے بھاگ کر مدائن چلے گئے تھے وہاں جناب شعیب علیہ السلام کی ۲۰ سال بکریاں چرائیں جناب شعیب نے اپنی بیٹی صفورا سے نکاح کر دیا آپ نے واپس آکر فرعون کو تبلیغ کی۔ فرعون معہ لشکر دریائے نیل میں غرق ہو گیا اور مصر پر اسرائیل کا قبضہ ہو گیا۔ جناب موسیٰؑ کا ذکر کثرت سے قرآن میں ہے۔ جناب نے اپنی زندگی میں اپنا وصی جناب ہارون کو مقرر فرمایا جناب ہارون موسیٰ علیہ السلام کی زندگی میں انتقال کر گئے تو جناب یوشع بن نون کو وصی کر دیا۔ روضۃ الصفا جلد اوّل ص۱۲۵ حضرت موسیٰؑ نے ۱۲۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔

جناب یوشع بن نون

جناب یوشع بن نون اریحا میں نبی مبعوث ہوئے جناب موسیٰؑ نے آپ کو اپنا جانشین مقرر کیا بنی اسرائیل کی ہدایت و سرداری آپ کے ذمہ تھی۔ حضرت موسیٰؑ کی زوجہ جناب صفورا نے آپ سے لوگوں کو جمع کر کے اپنے ساتھ ملا کر جنگ کی جس میں ۷۰ ہزار آدمی مارے گئے آخر میں جناب صفورا کو شکست ہوئی۔ اور جنگ میں گرفتار ہوئیں۔ جناب یوشع بن نون نے آپ کو باعزّت و احترام رہا کیا اور گھر پہنچایا۔ جناب یوشع بن نون نے حضرت موسیٰؑ کے ۲۸ سال بعد ۱۱۰ سال کی عمر میں وفات پائی۔ وفات سے قبل جناب نے تبرکات اور تابوت سکینہ اولاد ہارون کے سپرد کر دیئے۔ ثُمَّ تَوَفَّاهُ اللّٰهُ فَاسْتَخْلَفَ عَلٰى بَنِيْ إِسْرَائِيلَ كالب بن يوفنا تاریخ طبری جلد اوّل ص۱۲۸ تاریخ کامل جلد اوّل ص۱۷ جب یوشع بن نون کا وقت وفات آیا تو آپ نے اپنا خلیفہ بنی اسرائیل پر کالب بن یوفا کو مقرر کر دیا۔

جناب حزقیل

جناب یوشع بن نون نے اپنا خلیفہ کالب بن یوفا کو بنی اسرائیل پر مقرر فرمایا جناب کالب بن یوفا نے اپنا خلیفہ جناب حزقیل کو مقرر فرمایا ۶۰ ہزار آدمی جناب حزقیل بن بوذی کی زندگی میں مرض طاعون میں ہلاک ہو گئے۔ جناب حزقیل نے مقام کوفہ پر انتقال فرمایا اور وہیں دفن ہوئے۔

جناب الیاس

جناب حزقیل کی وفات کے بعد خداوند کریم نے جناب الیاس کو پیغمبر مبعوث فرمایا آپ علاقہ لعل بک پر مبعوث ہوئے بنی اسرائیل اس زمانہ میں بت پرستی میں مبتلا تھے اور خرافات میں لوگوں نے آپ کی ہدایت قبول نہ کی۔ آپ پہاڑی پر چلے گئے آپ نے بددعا کی سخت قحط پڑا تین سال تک بارش نہ ہوئی۔ وقت کے بادشاہ نے آپ کو گرفتار کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ آگ ظاہر ہوئی جس نے تمام کو ہلاک کر دیا اور جناب الیاس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھا لیا۔ جناب الیسع حضرت الیاس کے چچازاد بھائی تھے آپ جناب الیاس کے وصی اور حضور کے بعد پیغمبر ہوئے۔ روضۃ الصفا جلد ا صـ۱۲۵۔ آپ اندھوں کو ٹھیک کر دیتے اور کوڑھوں کا علاج کرتے جناب الیاس کے بعد ۸ سال تبلیغ کی جناب عیسیٰؑ سے ۱۸۱ سال پہلے کا زمانہ ہوا ہے۔ جناب الیسع نے اپنا خلیفہ ذوالکفل کو مقرر کیا۔ روضۃ الصفا جلد اوّل صـ۱۲۵

حضرت شموئیل

حضرت شموئیل حضرت موسیٰؑ کی شریعت پر تھے علاقہ غزہ۔ عسقلان میں قوم عمالقہ پر آپ مبعوث ہوئے۔ آپ نے وصی الٰہی کے مطابق اپنا وصی اور بنی اسرائیل کا سردار طالوت کو مقرر فرمایا سورہ بقرہ پ۲ آخری رکوع ۲۵ سال مبعوث نبوت ہونے کے بعد آپ نے انتقال فرمایا۔

حضرت طالوت

جناب داؤد

جناب طالوت نے بادشاہ جالوت سے لڑنے کے لئے جناب داؤدؑ کو اپنا جانشین مقرر کر کے لڑنے کے لئے بھیجا جناب داؤد علیہ السلام غالب آئے جالوت کو قتل کرایا اس وقت جناب داؤدؑ کی عمر ۴۵ سال تھی اس کے بعد آپ مبعوث برسالت ہوئے خداوند کریم نے آپ کو زبور کتاب عطا فرمائی آپ صاحب کتاب اور شریعت نبی ہوئے ۴۵ سال

آپ نے نبوت فرمائی ہے ۷۰ سال کی عمر میں آپ نے انتقال فرمایا۔ فَلَمَّا مَاتَ وَوَرِثَ سُلَیْمَانَ مُلْکَہٗ وَعِلْمَہٗ وَنُبُوَّتَہٗ تاریخ کامل جلد اول صہ جب حضرت داؤد علیہ السلام نے انتقال فرمایا تو آپ کے وارث آپ کے بیٹے جناب سلیمانؑ ہوئے حکومت کے بھی اور علم کے نبوت کے بھی۔

جناب سلیمان

جناب داؤد علیہ السلام کے ۱۹ لڑکے تھے۔ سب سے بڑے بیٹے جناب سلیمان علیہ السلام تھے ۱۹ سال کی عمر میں جناب داؤدؑ نے آپ کو اپنا وصی۔ جانشین مقرر کیا تمام روئے زمین پر شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک تمام وحوش وطیور انس وجن پر آپ کی حکومت تھی۔ بادل۔ ہوا۔ پانی تمام حشرات الارض وغیرہ آپ کے زیر فرمان تھے آپ نے چالیس سال تک حکومت کی آخری عمر میں چار سال بیت المقدس کی تعمیر شروع ہوئی۔ آپ خود نگرانی فرمایا کرتے تھے اور لاٹھی سہارے کھڑے تھے ٹھوڑی کے نیچے آپ کی وفات ہوگئی اور جناب ایسے ہی کھڑے رہے ایک سال بعد دیمک نے لاٹھی کو نیچے سے کھا لیا لاٹھی گری جناب سلیمانؑ گر گئے۔ اب آپ کی وفات کا علم ہوا جناب نے ۵۹ سال کی عمر میں وفات پائی اور وفات سے پہلے جناب نے اپنا وصی آصف بن برخیا کو مقرر فرمایا۔

جناب عزیر

جناب عزیر بنی اسرائیل تھے جناب عزیر قریہ ایلیا کی ایک بستی کے پاس سے گزرے تمام لوگ مرض طاؤن سے مرے پڑے تھے آپ نے دیکھ کر تعجب کیا فرمایا خالق یہ کیسے زندہ ہوں گے وہاں آپ اسی خیال میں کچھ دیر آرام فرمانے کے لئے لیٹ گئے سواری (گدھا) کھڑا کر دیا قدرت نے موت دیدی ۱۰۰ سال تک وہاں رہے اس وقت آپ کی عمر ۳۰ سال تھی ۱۰۰ سال بعد قدرت نے زندہ کر دیا ۲۰ سال مزید زندہ رہے ۱۵۰ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ نے اپنا خلیفہ اپنے بیٹے عزیز کو مقرر فرمایا جناب عزیز کے بعد دانیال پیغمبر ہوئے بخت نصر بادشاہ نے آپ کو کنوئیں میں ایک شیرنی کے ساتھ قید کر دیا وہ شیرنی

آپ کو دودھ پلاتی رہی۔ مدت بعد بخت نصر نے دیکھا اور آپ کو زندہ پایا باہر نکال لیا۔ اپنا وزیر بنا لیا۔ علم رمل آپ کی ایجاد ہے ان کے بعد جناب یونس بن متیٰ ہوئے ہیں جن کو قرآن پاک نے صاحب الحوت بھی فرمایا ہے ذوالنون بھی آپ کا لقب ہے ۱۲۷ سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی اور جناب زکریاؑ آپ کے جانشین ہوئے۔

جناب زکریا

حضرت زکریا علیہ السلام بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ہیں اور جناب سلیمانؑ کی اولاد سے ہیں آپ نے اولاد رہے۔ آخری عمر میں آپ نے دعا فرمائی جس کا ذکر قرآن سے یوں فرمایا ہے۔

قَالَ رَبِّ إِنِّي وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّي وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَلَمْ أَكُنْ بِدُعَائِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَإِنِّي خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَرَائِي وَكَانَتِ امْرَأَتِي عَاقِرًا فَهَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَرِثُنِي وَيَرِثُ مِنْ آلِ يَعْقُوبَ (سورہ مریم)

عرض کیا زکریاؑ نے اے رب میرے بوڑھی ہو گئیں میری ہڈیاں اور بال سر کے سفید ہو گئے بوجہ بوڑھاپے کے۔ اور تجھ سے مانگ کر میں کبھی محروم بھی نہیں رہا اور میں ڈرتا ہوں اپنے عزیز و اقارب سے سسرال وغیرہ کہ میرے پیچھے میری جائداد پر قابض ہو جائیں گے اور عورت بھی میری بانجھ ہے۔ سو تو مجھ کو اپنے پاس سے وارث عطا فرما جو میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو۔

پروردگار عالم نے جناب یحییٰؑ کو پیدا فرمایا جو از روئے قرآن وارث ذکریاؑ ہوئے ۱۰۰ سال کی عمر میں آپ کو شہید کر دیا آپ ظالموں سے ڈر کر بھاگ گئے پیچھے پیچھے لوگ تھے جناب نے درخت سے فرمایا مجھے پناہ دے درخت نے پناہ دی لوگوں نے درخت کو آرے سے چیر دیا اور آپ شہید ہو گئے۔

جناب یحییٰ

جناب یحییٰؑ جناب زکریاؑ کے وارث۔ وصی۔ جانشین تھے جناب عیسیٰؑ کی والدہ مریم کے خالہ زاد بھائی تھے بادشاہ وقت نے اپنی بھتیجی یا بھانجی یا حقیقی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا

جناب نے فرمایا یہ حرام ہے وہ عورت بھی بادشاہ پر عاشق ہو گئی آخر بادشاہ نے نکاح کر لیا۔ اور جناب یحیٰیؑ کو شہید کر دیا جناب یحیٰیؑ حضرت عیسیٰؑ سے چھ ماہ بڑے تھے۔ جناب عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے سے چند ماہ قبل کا واقعہ ہے۔

جناب عیسیٰؑ

جناب عیسیٰ علیہ السلام جناب مریم کے بیٹے ہیں۔ آپ بغیر باپ کے پیدا ہوئے ہیں۔ اسی وجہ سے آپ کو روح اللہ بھی کہتے ہیں۔ جناب زکریا حضرت مریمؑ کے خالو تھے الیساعؑ اور حنہ دو بہنیں تھیں۔ الیساع کی شادی جناب زکریاؑ سے اور حنہ کی شادی عمران سے ہوئی۔ جناب عیسیٰ علیہ السلام ۱۴ سال کی عمر میں مریم بی بی تھی تو پیدا ہوئے آپ نے گہوارہ میں اپنی والدہ کی عصمت کی گواہی دی۔ آپ صاحب شریعت اور صاحب کتاب رسول ہیں۔ انجیل آپ کے اوپر نازل ہوئی۔ آپ اندھے۔ کوڑھی۔ گونگے ہر مرض اور ہر قسم کے بیمار کو ہاتھ لگا کر درست کر دیتے مردہ کو ٹھوکر سے زندہ کرتے۔ مٹی سے پرندہ بنا کر اڑا دیتے۔ غیب کی خبر دیتے پانی پر چلتے۔ یہودی آپ کے دشمن ہو گئے آپ کو پکڑ لیا گیا اور پھانسی دینا چاہی۔ خدا نے چھت کے راستے سے آپ کو آسمان پر اٹھا لیا۔ اور یہودا جو آپ کا حواری تھا اور مخبر وہ آپ کی شکل ہو گیا اس کو پکڑ کر سولی دے دیا گیا۔ جناب عیسیٰؑ کو جب خداوند کریم نے زمین سے زندہ اٹھا لیا اس وقت بشری دنیا میں آپ کی عمر ۲۹ سال کی تھی جب آپ پیدا ہوئے تو جناب مریم کی عمر ۱۴ سال کی تھی آپ کے بعد جناب مریم چھ سال زندہ رہی جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اس واقعہ سے قبل اپنا خلیفہ خود ہی مقرر فرمایا۔

از جملہ وصایائے عیسیٰ یکے آں بود کہ خدائے تعالیٰ مرا امر فرمودہ است کہ شمعون را بر شما خلیفہ گردانم وحواریانِ او خلافت دسے قبول کروند روضتہ الصفا جلد اوّل ص۱۸۴

حضرت عیسیٰ کی وصیتوں میں سے ایک یہ بھی تھی کہ فرمایا مجھے خدائے تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے کہ شمعون کو تم لوگوں پر اپنا خلیفہ مقرر کروں اور آپ کے حواریوں نے ان کی خلافت قبول کر لی۔

جناب آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ علیہ السلام تک کتب اہل سنت تاریخ کامل

تاریخ طبری۔ روضۃ الصفا اور قرآن پاک سے ثابت کر دیا ہے کہ ہر ایک رسول اور نبی نے دُنیا سے جانے سے قبل اپنا وصی۔ جانشین۔ خلیفہ خود مقرر فرمایا امت کو دیکھا یا نام بتا یا ہے امت کو بغیر خلیفہ کے چھوڑ کر کوئی نبی دُنیا سے نہیں گیا۔ ہر نبی اپنے اپنے دور میں آئین الٰہیہ کا محافظ نگران جاری کرنے والا تھا اور عنداللہ اسلامی حکومت کا سربراہ تھا۔ اور ان کے بعد وہ ہستیاں جن کو وصی مقرر کیا گیا گویا از حضرت آدمؑ تک عیسیٰؑ ہیں جمہوریت اور اجماع کا نام نہیں ہے۔

ایک نظر

جناب آدم علیہ السلام سے سلسلہ جناب نوح علیہ السلام کے پاس آیا اور جناب نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ حام۔ سام۔ یافث۔ طوفانِ نوحؑ کے بعد ان تینوں سے نسل انسانی چلی ہے۔ دیگر کشتی میں سوار آدمیوں سے نسل انسانی نہیں چلی جناب نوح علیہ السلام کو آدم ثانی بھی کہا جاتا ہے جناب کی اولاد میں سے سام کی نسل میں جناب ابراہیمؑ آئے ہیں۔ سلسلہ نسب یوں ہے ابراہیمؑ بن تارخ بن تاحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن قنیان بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام جناب ابراہیمؑ علیہ السلام کے دو بیٹے جناب اسماعیلؑ اور اسحاقؑ دونوں میں نبوت چلی اور دونوں کو جناب ابراہیمؑ نے اپنا وصی۔ جانشین۔ خلیفہ مقرر فرمایا شام میں جناب اسحاقؑ کو اور حجاز میں اسماعیلؑ کو تاریخ کامل جلد اوّل ص۲۶ جناب اسحاقؑ نے وقت وفات اپنا خلیفہ اپنے بیٹے جناب یعقوبؑ کو بنایا۔ روضۃ الصفا جلد اوّل ص۹۱-۹۲ اور جناب اسماعیلؑ نے وقت وفات اپنا خلیفہ اپنے بیٹے قیدار کو حجاز میں بنایا روضۃ الصفا جلد اوّل ص۱۹ یہ دونوں سلسلے چلتے رہے۔ سلسلہ اسحاقیہ کے آخری وصی جناب سلمانؓ فارس میں جو آکر حضرت محمدؐ مصطفیٰ سے مل گئے آپ کی غلامی کر لی اور سلسلہ اسحاقیہ کی خلافت۔ وصایت یہاں آکر ختم ہو گئی۔ سلسلہ اسماعیلیہ کے آخری وصی جناب ابو طالب بن عبدالمطلب ہیں یہ وصایت بھی خاتم النبیین پر آکر ختم ہو گئی جناب عبداللہ باپ کی زندگی میں وفات پا گئے تو جناب عبدالمطلب کے وصی بڑے بیٹے ابو طالب قرار پائے جناب آدمؑ سے لے کر حضرت عبداللہ اور ابو طالب تک کہیں بھی سلسلہ نسب محمدیہ میں کفر اور شرک

نہیں پایا جاتا اور نہ آپ کے آباؤ اجداد کو کافر کہا جاتا ہے کیونکہ خالق نے بھی فرمایا ہے وَتَقَلُّبَكَ فِى السّٰجِدِيْنَ ٥ پ۱۹ سورہ نمل اور ہم نے تجھ کو سٰجدین سے ساجدین میں ہی منتقل کیا ہے اصلاب اور ارحام میں نیز خواہ دُنیا میں کتنا ہی تاریکی اور گمراہی چھا جائے مگر خطۂ حجت خدا یعنی وصی سے خالی نہیں رہ سکتی رسالت مآبؐ کا فرمان ہے اَلْحُجَّةُ قَبْلَ وَمَعَ الْخَلْقِ وَبَعْدَ الْخَلْقِ حجت مخلوق سے پہلے اور مخلوق کے ساتھ اور مخلوق کے بعد بھی رہے گی۔ نیز ارشادِ معصومؑ مرتبت ہے اگر دُنیا میں صرف دو آدمی رہ گئے تو میں اُن میں ایک حجت خدا ہوگا۔ خداوند کریم نے ہر دور میں اپنے آئین اور دستور کے مطابق سربراہ حکومت اسلامیہ الٰہیہ بصورت نبی۔ رسول۔ امام۔ وصی۔ جانشین۔ خلیفہ مقرر کیا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اقوں نے شیطان کی سربراہی قبول کی اور اسلامی حکمران کی اطاعت قبول نہ کی۔ لیکن خالق نے اپنے نظام کے مخالفوں کو ہمیشہ ہلاک کر کے زمین کو پاک کر دیا اب بھی نظام اسلام جو خدا اور رسول لائے وہ صحیح معنوں میں رائج نہیں ہوگا تو خداوند کریم تمام کو برباد کرے گا۔ اور وہ ہستی جو امام مہدی کے نام سے دُنیا میں مشہور ہے ظہور فرما کر نظام مصطفٰے جاری کرے گی اور دنیا کو عدل و انصاف امن و امان سے ایسے ہی پُر کر دے گی۔ جیسے وہ ظلم و جور سے پُر ہو گی کہیں بھی خطۂ ارضی پر کوئی نظام۔ آئین نہ ہوگا سوائے نظام اسلام اور آئین خداوندی کے علاوہ اور نہ کوئی حکومت اسلام کے علاوہ اور نہ کوئی فرمانروا ہوگا۔ قائم آل محمدؐ علیہم السلام کے علاوہ حکومت ہو گی۔

جناب خاتم الانبیاء محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خاتم الانبیاء والمرسلین۔ شفیع المذنبین۔ رحمۃ اللعالمین۔ حبیب کبریا۔ شفیع یوم جزا محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصٰی بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اود بن یسع بن ہمیسع بن سلامان بن ثبت بن حمل بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم یہ سلسلہ نبوت ختم ہے آپ جب اس عالم خاک میں قدم رنجہ فرما ہوئے تو باپ کا سایہ نہ تھا چند سال کے تھے دادا کا سایہ نہ رہا اور پھر والدہ گرامی جناب آمنہ بنت وھب کا سایہ بھی نہ رہا۔ یتیمی میں بے سروسامانی

میں جناب فاطمہ بنت اسد کی آغوش اور زیر سرپرستی جناب ابوطالب علیہما السلام آپ نے پرورش پائی جبکہ عرب میں کفر شرک بت پرستی ۔ شراب ۔ جوا ۔ زنا وغیرہ بدعادات کا زور تھا ۔ مگر آپ بچپنے اور شباب میں کبھی کسی محفل میں شریک نہیں ہوئے جہاں خلاف اسلام حرکات تھیں ۔ شفیق چچا سفر میں ہمراہ رکھتے عالم جوانی میں تجارت شروع کی جناب خدیجہ کا مال لے جاتے ۔ خدیجہ نے آپ کو انتہائی امین دیانتدار ۔ راست بازی صدق اور پاکیزہ اخلاق اور حسن معاملہ کی وجہ سے جناب خدیجہ نے حضورؐ سے نکاح فرمالیا ۔ یہ واقعہ غالباً ۵۹۴ء کا ہے آپ کی ظاہرہ بشری عمر مبارک ۲۵ سال تھی اور خطبۂ نکاح آپ کے چچا جناب ابوطالب نے پڑھا ۳۸ سال کی عمر میں آپ نے کاروبار کو ترک کر کے عالم تنہائی غار حرا جس کو جبل نور بھی کہتے ہیں جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ۔ میں جا کر وقت گذارنا شروع کر دیا چالیس سال کی عمر مبارک تھی ایک دن آپ غار حرا میں ہی تشریف فرما تھے کہ جبرئیلؑ امین تشریف لائے اور پہلی وحی جناب پر نازل ہوئی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ سب سے پہلی قرآن پاک کی یہ آیت نازل ہوئی ہے یہ واقعہ ۲۷ رجب (۶۱۹ء) کا ہے جب آپ نے پہلی نماز اس روز پڑھی تو آپ کے ساتھ جناب خدیجہ ۔ حضرت علیؑ اپنے آپ کو نبوت محمدؐ پر ایمان ظاہر کر کے شریک نماز ہوئے ۔ پھر زید بن حارثہ مسلمان ہوئے پھر ابوبکر مسلمان ہوئے ۔ سیرۃ النبی جلد اول ص۱۵ تین سال تک حضور نبی اکرمؐ نے نہایت رازداری کے ساتھ فرض تبلیغ ادا کیا ۔ اب آفتاب رسالت طلوع ہو چکا تھا صاف حکم آیا حبیب فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ اور جو آپ کو حکم دیا گیا ہے وہ صاف صاف الفاظ میں اعلان کر ساتھ ہی یہ حکم بھی نازل ہو گیا وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَكَ الْاَقْرَبِیْنَ ۝ اپنے نزدیکی خاندان والوں کو عذاب سے ڈرا اور حق کی ہدایت فرما یہ واقعہ دعوت ذوالعشیرہ کے نام سے تاریخ میں مرقوم ہے چنانچہ جناب رسالت مآبؐ نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ سرداران قریش کو دعوت دے آؤ ۔ جناب علیؑ بحکم رسولؐ تمام سرداران قریش کو مدعو کر آئے اور بحکم رسولؐ جناب ابوطالب کے گھر سے کھانے کا انتظام فرمایا ۔ چالیس آدمی جن میں ابوجہل ۔ ابولہب ۔ ابوسفیان وغیرہ بھی شامل تھے شریک دعوت ہوئے کھانے کے بعد سرکار رسالت مآبؐ نے کھڑے ہو کر فرمایا اے سرداران قریش میں تمہارے پاس ایسی چیز لایا ہوں جو آخرت اور دنیا دونوں جہان میں تمہارے لئے بہت ہی بہتر ہے اور اس سے پہلے میں یہ کہتا ہوں جو

کچھ میں تم سے کہوں گا۔ کیا تم میری بات مانو گے۔ سب نے کہا ہاں آپ صادق اور امین ہیں۔ آپ نے فرمایا لوگو خدا نے مجھے رسول بنایا ہے اور تمام عالمین کی ہدایت کے لئے بھیجا ہے اور مجھے حکم ملا ہے سب سے پہلے اپنے عزیزوں اور اقرباء کو پیغام توحید دوں۔ اور عذاب آخرت سے تم کو ڈراؤں تم میں سے کون ایسا ہے جو سب سے پہلے اُٹھ کر میری تصدیق کرے بیعت کرے اور اس امر میں میرا مددگار ہو۔ میں اس کو اپنا بھائی۔ وزیر۔ وصی۔ خلیفہ مقرر کردوں گا یہ سُن کر سب چپ ہو رہے اور اُٹھ کر چلے گئے۔ متواتر تین دن ایسے ہوا تیسرے روز ابو طالب نے راستہ روکا اور فرمایا جاؤ نہیں بات مکمل سُن کر ہاں یا انکار کر کے جاؤ۔ آج بھی حسبِ معمول خاموش مگر جب خاموشی تھی تو جناب علیؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کی مدد کروں گا جو آپ حکم کریں گے میں اس کی تعمیل کروں گا۔ آپ کے دشمنوں کی آنکھیں نکال ڈالوں گا۔ اُن کے پیٹ پھاڑ ڈالوں گا۔ رسول پاکؐ نے فرمایا علیؑ ٹھہر جاؤ بڑے بیٹھے ہیں آپ خاموش ہو گئے۔ رسولؐ نے پھر اعلان فرمایا مگر کوئی نہ بولا۔ حضرت علیؑ نے پھر پہلے والا جواب دیا رسول پاکؐ نے پھر خاموش کر دیا پھر رسالت نے اعلان فرمایا اب کے بھی سوائے علیؑ کوئی نہ بولا آخری بار رسول پاکؐ نے علیؑ کو اپنے پاس بلایا بیعت لی اپنے گلے سے لگا لیا اور فرمایا لوگو

هٰذَا عَلِيٌّ فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ اَخِي وَ وَصِيِّ وَ وَزِيرِي وَخَلِيفَتِي	یہ علیؑ دُنیا اور آخرت میں میرا بھائی ہے اور میرا وصی ہے میرا وزیر ہے۔ اور میرا خلیفہ ہے۔

اور فرمایا لوگو آج سے تم میرے بھائی میرے وصی میرے وزیر اور میرے خلیفہ کی بات ماننا اور اطاعت کرنا یہ سُن کر ابو لہب نے جناب ابو طالب کو طعنہ بھی دیا کہ بیٹے کی اطاعت کرو اور سب قریشی ہنستے ہوئے چلے گئے۔ سابقہ انبیاء کی طرح آج رسول پاکؐ نے جہاں اپنی نبوت کا اعلان کیا وہاں اپنے بعد وصایت ولایت وزارت خلافتِ علیؑ کا بھی اعلان کر دیا ہے کہ میرے بعد حکومت اسلامیہ کا سربراہ علیؑ ہے تاریخ کامل جلد دوم صـ۲۴ تاریخ طبری جلد دوم صـ۲۱۷ تاریخ ابو الفدا جلد اول صـ۱۱۶ تاریخ گبن جلد سوم صـ۴۹۹ تفسیر معالم التنزیل جلد پنجم صـ۱۰۵ کتاب کارلائل صـ۶۱ کتاب اوکلی صـ۱۵ کتاب ڈیون پورٹ صـ۵ رسولِ اسلام نے اعلانیہ تبلیغ کا کام شروع کر دیا جگہ جگہ پر کفار نے روڑے اٹکائے

اذیتیں دیں ابولہب اور ابوسفیان بن حرب خاندان بنی امیہ خاص کر دشمن بن گئے آخر قریش نے بائیکاٹ کر دیا اور آپ خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابی طالب میں چلے گئے پورا خاندان تین سال شعب ابی طالب میں رہا جناب ابوطالب رات کو سوتے میں رسول پاکؐ کو اُٹھا کر کبھی علیؑ کے بستر اور کبھی جعفرؑ و عقیلؑ کے بستر لٹاتے اور علیؑ کو یا عقیل و جعفر کو بستر رسولؐ پر لٹا دیتے کہ اگر کافر کبھی داخل ہو جائیں ارادۂ قتل سے تو میرے بیٹے قتل ہو جائیں اور محمدؐ بچ جائیں - غالباً سنہ ۱۰ھ بعثت سنہ ۶۱۹ء تک آپ شعب میں رہے - پانچ قریشوں کو اپنے شعب کے عزیزوں پر ترس آیا اور عہد نامہ توڑنے کی سوچنے لگے اور عہد نامہ توڑ دیا گیا - یہ بھی رسول پاکؐ کا ایک معجزہ تھا ہاشمی باہر تشریف لے آئے اور رسول پاکؐ بھی دیگر لوگ جو ادھر اُدھر چلے گئے تھے وہ بھی واپس مکہ میں آ گئے سلسلہ تبلیغ جاری رہا کفار نے انتہائی سختیاں شروع کر دیں چنانچہ لوگ تو جناب جعفر طیار کی ماتحتی میں ہجرت کر کے بحکم رسول حبشہ کو چلے گئے -

اور جب کافروں نے دیکھا دین محمدؐ تو دن بدن پھیل رہا ہے تو آپ کے قتل کا منصوبہ بنایا چنانچہ دارالندوہ میں اجلاس ہوا مختلف آراء کافروں نے دیں - جلا وطن کرنے کی اور قید کرنے کی زنجیریں ڈالنے کی مگر بے سود آخر قتل پر سب تیار ہو گئے اور ہر ایک خاندان سے ایک جوان یا چالیس؟ جوان تیار ہوئے کہ رات کو دروازہ رسولؐ پر کھڑے رہیں جب آپ باہر آئیں تو آپ کو قتل کر دیا جائے خداوندکریم نے بذریعہ وحی فرمایا حبیب تمہارا سرپرست ابوطالب اب نہ رہا وہ وفات پا گئے لہذا ہجرت کر جاؤ آپ نے جناب علی مرتضےٰ کو بلایا اور فرمایا علیؑ مجھے خداوندکریم نے ہجرت کا حکم دیا ہے - میں نے آج رات مکہ سے چلا جانا ہے تم میرے بستر پر سو رہو - صبح کو تمام اہل مکہ کی امانتیں اُن کو دے کر مستورات اور اپاہج مسلمان لوگوں کو اور غریبوں کو ساتھ لے کر تم بھی چلے آنا میں مدینہ کے قریب تمہارا انتظار کروں گا جب تم آ جاؤ گے تو تمہارے ساتھ مدینہ میں داخل ہوں گا - ہاں علیؑ رات کو میرے بستر پر سونے میں قتل کا شدید خطرہ ہے آپ نے عرض کیا میرے سونے سے آپ کی جان تو محفوظ رہے گی - آپ نے فرمایا ہاں عرض کیا یا رسول اللہ خیر ہے آپ سلامت رہیں میں بستر پر سوؤں گا - لہذا جناب علیؑ بستر رسولؐ پر سو گئے اور چالیس؟ کفار ننگی تلواریں لئے تمام رات کھڑے رہے اور درازوں سے دیکھتے رہے کہ سو رہے ہیں اب نکلے اور قتل ہوئے رسولؐ آرام سے نکلا اور ان کی

آنکھوں میں خاک جھونکتا چلا گیا خداوند کریم نے ملاء اعلیٰ میں فرشتوں کے ساتھ فخر کیا دیکھو ملائکہ آج بھائی پر بھائی قربان ہو رہا ہے تم میں بھی ایسا ہے جو اپنی زندگی اپنے بھائی کو دیدے اور قرآن میں فرمایا۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِيْ نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ ط وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ ٥ سورہ بقرہ پ۲	اور لوگوں میں سے بعض ایک ایسے بھی ہیں جو بیچ دیتے ہیں اپنی جان کو رضائے خدا کے لئے اور اللہ تعالیٰ ایسے بندوں پر رؤف ہے مہربانی کرنے والا ہے۔

واقعہ ہجرت نے اور آیت سے بھی یہ بات واضح کر دی ہے کہ کوئی آدمی خواہ وہ کسی عظمت و احترام کا مالک ہو اور کتنا ہی نبوت اور رسالت کے قریب ہو مگر وہ آدمی نبی کا لباس پہن کر بالکل نبی کی طرح اُسی انداز میں لوگوں کے سامنے نہیں آسکتا اگر کوئی ایسا کرے تو شرعاً جرم ہے اس کے باوجود رسول پاکؐ نے جناب علی مرتضےٰ کو اپنی چارپائی اور اپنا بستر دیا اور اپنی ہی چادر دی اُسی طرح لیٹنے اور سونے کو کہا جس طرح آپ خود آرام فرما ہوتے۔ جناب علی مرتضےٰ بستر رسولؐ میں رسولؐ کی طرح لیٹ گئے اور ہمیشہ سے محمدؐ اور علیؑ کو دیکھنے والے تمام رات اسی شک میں رہے کہ علیؑ نہیں سونے والا محمدؐ ہے۔ جب آپ صبح کو بیدار ہوئے اور باہر آئے تو دیکھنے والوں نے دیکھا کہ تمام رات ہم جس کو محمدؐ سمجھتے رہے وہ محمدؐ نہیں بلکہ علیؑ ہے جناب رسول پاکؐ نے چلتے ہوئے یہ بھی فرمایا جو امانتیں اہل مکہ نے میرے پاس رکھی ہوئی ہیں وہ صبح کو ہر ایک کے سپرد اُن کی امانت کر کے چلے آنا واقعہ ہجرت بھی یہ ظاہر کر رہا ہے کہ رسول پاکؐ نے اپنا بستر اور چادر نیز امانتیں سپرد فرما کر یہ ثابت کر دیا ہے کہ میری عدم موجودگی میں اگر میرے بستر پر میری ہی صورت میں میری طرح کوئی لیٹ سکتا ہے اور امانتوں کی طرح میرے بعد میرے امور انجام دے سکتا ہے تو وہ علی علیہ السلام ہے۔ اور دعوت ذوالعشیرہ میں وعدہ کے مطابق علیؑ نے تلواروں میں سو کر وعدے کی پختگی کا بھی مظاہرہ کر دیا۔ نیز قدرت نے بھی یہ اعلان کر دیا اگر کوئی لباس محمدؐ پہن کر محمدؐ کی طرح ہو سکتا ہے تو وہ علیؑ ہے جناب ام حبیبہ ام المومنین نے اپنے باپ ابوسفیان کو رسول پاکؐ کے بستر پر لیٹنے سے منع کر دیا اور بستر اکٹھا کر دیا پوچھنے پر فرمایا یہ بستر محمدؐ ہے آپ کے لائق نہیں ہے اور قرآن میں آیت نازل فرما دی گئی اور آیت کا نزول

یہ ظاہر کر رہا ہے بستر محمدؐ نہیں تھا بلکہ خلافت کی نیلامی کی دوکان تھی جو کہ تمام موجودہ صحابہ میں علیؑ نے خرید لی ہے اور کوئی خریدار پیدا نہ ہوا اور قرآن میں بطور سند لکھ دیا گیا ہے۔ خدا کا یہ اعلان کہ انسانوں میں اور اُن انسانوں میں جو رسول پاکؐ کا کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہو گئے ہیں خدا کی رضا کے لئے تمام دولت قربان کر دیتے ہیں مگر جان کو قربان نہیں کرتے تو ان انسانوں میں اللہ تعالیٰ کے ایسے بندے بھی ہیں جو اللہ کی رضا کے لئے اپنی جان تک دے دیتے ہیں خدا اپنے بندوں پر شفقت کرنے والا ہے۔ صبح کو جب قاتل ارادۂ قتل سے گھر میں گھسے تو حضرتؐ کی جگہ حضرت علیؑ کو پایا۔ تاریخ خمیس جلد اوّل صفحہ ۳۶۶۔ اسد الغابہ۔ احیاء العلوم۔ روضۃ الاحباب وحبیب السیر۔ مدارج النبوۃ حضورؐ غار ثور سے چل کر مقام قبا میں تین دن قیام پذیر رہے حضرت علیؑ تمام امانتیں اُن کے وارثوں کے سپرد کر کے عازم مدینہ ہوئے مستورات کو ساتھ لے کر اور مقام قبا پر خدمت رسولؐ میں حاضر ہو گئے رسول پاکؐ اپنے اخی وصی۔ ولی۔ جانشین وزیر کو بہت ہی خوش ہوئے دیکھ کر اور اپنے سینے سے لگا لیا ہجرت کے پانچ یا آٹھ ماہ بعد رسول پاکؐ نے مہاجر اور انصار کا بھائی چارہ قائم کر دیا غالباً پچاس کے قریب مہاجر اور انصار بھائی بھائی بنا دیئے اور اپنا بھائی جناب علیؑ کو بنایا تاریخ خمیس جلد اوّل صفحہ ۳۹۸ ریاض النضرہ جلد دوم صفحہ ۱۵ ابو الفداء جلد اوّل صفحہ ۱۲۷ فتح مکہ کے بعد رسول پاکؐ کو معلوم ہوا کہ نصارائے شام نے ہرقل شاہ روم سے ۴۰ ہزار فوج لے کر مدینہ پر حملے کا ارادہ کر لیا ہے تو جناب تیس ۳۰ ہزار فوج لے کر مدینہ میں جناب علیؑ کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے تبوک کی طرف چل پڑے۔ جو مدینہ سے چودہ منزل کے فاصلے پر مدینہ اور دمشق کے درمیان واقع ہے یہاں حضورؐ نے بیس ۲۰ روز تک قیام کیا۔ مگر رومی فوج مقابلے پر نہ آئی۔ منافقین کے غلط پروپیگنڈے کی وجہ سے جناب علیؑ نے رسول پاکؐ سے عرض کیا حضور مجھے آپ بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بنا کر چھوڑے جا رہے ہیں رسول پاکؐ نے یہ سُن کر فرمایا الا ترضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ ھَارُوْنَ مِنْ موسٰی اِلَّا اِنَّہٗ لَیْسَ نبی بعدی صحیح بخاری پ۱۸ صفحہ ۸۹ کتاب المغازی رسول پاکؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارونؑ کو حضرت موسیٰؑ سے تھی فرق صرف یہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اور بعض کتب میں اس طرح مرقوم ہے۔

اِنَّہٗ لا ینبغی ان اذھب الا وَ | بعض کتب میں ہے حضورؐ نے فرمایا یہ کسی طرح مناسب

اَنْتَ خَلِیْفَتِیْ ازالۃ الخلفاء جلد دوم ص۲۶۱
اَلَا تَرضٰی اَنْ تَکُوْنَ مِنِّیْ بِمَنْزِلَۃِ
ھارون من موسیٰ الّا النبوۃ
وانت خَلِیْفَتِیْ تذکرہ خواص ا ص۱۲
خَلَّفْتُکَ لِتکون خَلِیْفَتِیْ فَاِنَّ
الْمَدِیْنَۃِ لا تُصْلِحُ اِلّا بِی اَو بِکَ
کنز العمال جلد دوم ص۴۰۴

نہیں ہے کہ میں جاؤں اور تم میرے خلیفہ نہ ہو۔
اے علیؑ تم اس سے خوش نہیں ہوتے ہو کہ تم کو مجھ
سے وہی نسبت ہے جو جناب ہارونؑ کو حضرت
موسیٰؑ سے تھی اور میرے خلیفہ تم ہی رہوگے۔ اے
علیؑ میں تم کو چھوڑے جاتا ہوں تاکہ تم ہی میرے خلیفہ
رہو اس لئے کہ مدینہ کی حالت یا میرے رہنے سے
درست رہے گی یا تمہارے رہنے سے۔

غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد ذی الحجہ ۹ھ رسول پاکؐ نے تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینہ سے مکہ روانہ کیا اور حضرت ابوبکر کو سردار مقرر کیا سورہ برأت دی کہ مکہ میں اس کی تبلیغ بھی کریں ان کے روانہ ہونے کے بعد جبرئیل امین نازل ہوئے اور فرمایا اے رسول پاکؐ یہ کام یعنی تبلیغ قرآن پاک آپ ہی انجام دے سکتے ہیں یا وہ آدمی جو آپ ہی میں سے ہو حضرت رسول پاکؐ نے فوراً جناب علیؑ کو بھیجا اور حضرت ابوبکر کو معزول کر دیا فرمایا اے علیؑ تم جاکر سورت حضرت ابوبکر سے لے لو اُن کو میرے پاس بھیج دو اور مکہ میں تبلیغ تم خود کرنا اور امیر قافلہ بھی تم ہی رہنا حضرت ابوبکر واپس آکر رونے لگے میرے سے کیا گناہ ہو گیا ہے جو معزول کر دیا۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے حکم خدا ہوا ہے کہ میں تبلیغ کروں یا وہ آدمی جو مجھ سے ہی ہو۔ صحیح بخاری پ۲ ص۲۳۳ فتح الباری پ۱۹ ص۱۹۴ کنز العمال جلد اوّل ص۱۴۹ درمنثور جلد سوئم ص۲۱۱ تاریخ خمیس جلد دوم ص۱۵۶۔ شاہ ولی اللہ نے تحریر فرمایا ہے رسول پاکؐ نے ابوبکر۔ عمر دونوں کو امیر مقرر کیا تھا۔ اور دونوں کا برات کا مبلغ مقرر کیا تھا اور دونوں کو معزول کر کے حضرت علیؑ کو مقرر فرما دیا قرۃ العینین ص۲۳۴ سنہ ۱۰ھ ۲۵ ذیقعدہ رسول پاکؐ ایک لاکھ چوبیس ۲۴ ہزار صحابہ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ یہ آپ کا حج آخر ہے ۴ ذی الحجہ کو مکہ پہنچ گئے تمام ازواج اور جناب فاطمہ زہراؑ بھی ہمراہ تھیں حضرت علی علیہ السلام یمن میں تھے حضورؐ بھی تشریف لے آئے۔ حج کیا بعد ازاں واپس مدینہ منورہ ہوئے تو ۱۴ ذی الحج کو مکہ سے سفر کیا ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۰ھ قریب جحفہ مقام خم پر پہنچے۔ جہاں ایک تالاب تھا جس کا نام خم غدیر ہے یہاں پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی۔

یَآ اَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ | اے رسولؐ جو حکم ہم نے آپ کو دیا ہے وہ

اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ من الناس سورہ مائدہ پ ۶

لوگوں کو پہنچا دو اگر آپ نے نہ پہنچایا تو سمجھا یہ جائے گا کہ گویا تم نے رسالت کا کوئی کام نہیں کیا اور اللہ تم کو لوگوں کے شر سے بچائے گا۔

رسول پاکؐ رُک گئے پالان شتر کا ممبر بنوایا اور جناب بلال سے اذان دلوا کر تمام حجاج کو واپس بُلا لیا ممبر پر تشریف لے جا کر حضورؐ نے توحید بیان فرمائی اور ذکر رسالت پھر فرمایا صحابہ کیا میں تم سے اولیٰ نہیں ہوں تمام مجمع سے باتفاق آواز اُٹھی ہاں آپ ہم سے اولیٰ ہیں تب آپ نے علیؑ کا بازو پکڑ کر بلند فرمایا اور ارشاد فرمایا۔

مَنْ کُنْتُ مولاہُ فھٰذا علیٌّ مولاہُ اَللّٰھُمَّ والِ مَنْ والاہُ وَعادِ مَنْ عاداہُ وَانْصُرْ مَنْ نصرہٗ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ وَادِرِ الحق معہٗ حَیْثُ دار امام احمد بن حنبل جلد سوم ص۲۸۱ صحیح مسلم جلد دوم ص۳۲۵ حافظ ابو جعفر محمد بن احمد جریر طبری تفسیر کبیر جلد ہشتم ص۵۸۳ درمنشور جلد دوم ص۲۹۸ صواعق محرقہ ص۲۶ ریاض النضرہ

جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علیؑ مولا ہے۔ اے اللہ جو علیؑ کو اپنا مولا سمجھے تو اس کو دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے اس کو تو بھی دشمن رکھ اور جو ان کی مدد کرے تو بھی اس کی مدد کر جو ان کو چھوڑ دے اس کو تو بھی چھوڑ دے اور جدھر علیؑ پھرے اُدھر حق پھرے۔

بعد ازاں حضرت ابوبکر اور عمر دیگر صحابہ نے جناب علیؑ کو ان الفاظ کے ساتھ مبارکباد دی۔

اَمْسَیْتَ یَا بْنَ ابی طالِبٍ مَوْلایَ وَمَوْلا کُلِّ مومِنٍ وَمُؤمِنَۃٍ

مبارک ہو فرزند ابوطالب آپ نے آج شام یوں کی ہے آپ میرے اور ہر مومن مرد اور عورت کے مولا بن گئے ہیں۔

بعد ازاں سرکار رسالت نے اپنی دستار مبارک علیؑ کے سر اقدس پر باندھ دی۔ جب پگڑی مکمل ہوگئی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ

آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور میں دین اسلام

لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا پ مائدہ | سے آج تم سے راضی ہو گیا ہوں۔

جب یہ آیت مبارکہ نازل ہوا۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آج اے محمد صلعم میں تمہارے اسلام سے راضی ہو گیا ہوں اور دین کو میں نے آج تمہارے لیئے مکمل کر دیا ہے۔ اپنی نعمات کو آپ کے اوپر تمام کر دیا ہے جناب رسول خدا نے پھر ممبر پر دوبارہ کھڑے ہو کر بلند آواز سے تکبیر فرمائی اور دونوں ہاتھ بلند کر کے باآواز بلند فرمایا۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَلٰی اِکْمَالِ الدِّیْنِ وَاِتْمَامِ النِّعْمَۃِ وَرِضَا الرَّبِّ بِرِسَالَتِیْ وَوِلَایَۃِ عَلِیِّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ مِنْ بَعْدِیْ تفسیر ابن کثیر جلد دوم ص۱۴ درمنثور جلد دوم ص۲۵۹ تفسیر روح المعانی جلد دوم ص۲۴۹	خداوند کریم بزرگ و برتر ہے جس نے دین کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تمام کر دیا۔ اور میری رسالت سے راضی ہو گیا اور علیؑ کے ولی بن جانے سے میرے بعد راضی ہو گیا۔

بعد ازاں رسول پاکؐ نے صحابہ اور ازواج کو حکم دیا کہ خیمے میں جا کر علیؑ کی اُس کے ولی ہونے پر بیعت کریں اور مبارک دیں چنانچہ صحابہ جاتے رہے اور بیعت علیؑ کرتے رہے اور ازواج رسول بھی (امام حاکم صحیح مستدرک) یہاں تک جب جناب عمر بن خطاب نے علی علیہ السلام کی بیعت کی اور مبارک باد دے کر آئے تو ایک اجنبی نے یہ گفتگو جناب عمر سے فرمائی اور جناب عمر رضؓ نے آکر رسول پاکؐ سے یوں عرض کیا۔

عن عمر ابی الخطاب قال نصب رسول اللہ علیًا علمًا فقال مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ وَاخْذُلْ مَنْ خَذَلَہٗ وَانْصُرْ مَنْ نَصَرَہٗ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ شَھِیْدِیْ عَلَیْھِمْ ثم قال عمر وکان فی جنبی شاب حَسَنُ الْوَجْہِ طَیِّبُ الرِّیْحِ فقال لی یا عمر لَقَدْ عَقَدَ رَسُوْلُ اللّٰہِ لَا بْنِ عَمِّہٖ عَقْدًا لَا یَحُلُّہٗ اِلَّا مُنَافِقٌ فَاحْذَرْ اَنْ تَحُلَّہٗ قال عمر یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّکَ	جناب عمر بن خطاب کہتے ہیں جب رسول پاک نے جناب علی علیہ السلام کو بلند فرمایا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اُس کا یہ علیؑ مولا ہے اے میرے اللہ جو علیؑ کو مولا مانے تو اس سے محبت کر اور جو علیؑ سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ اور جو علیؑ کو مولا نہ مانے تو بھی اس کو چھوڑ دے اور جو علیؑ کی نصرت کرے تو بھی اُس کی نصرت کر اے خدا تو میرے اس کلام پر اور لوگوں کے علیؑ کو مولا تسلیم کرنے پر میرا اور ان کا گواہ رہ جناب عمر کہتے ہیں۔

حَیْثُ کُنْتُ فِیْ عَلِیٍّ کَانَ فِیْ جَنْبِیْ شَابٌ
حَسَنُ الْوَجْہِ طَیِّبُ الرِّیْحِ وَقَالَ
کَذَا کَذَا قَالَ النَّبِیُّ صلعم
نَعَمْ یَا عُمَرُ اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ
وُلْدِ اٰدَمَ لٰکِنَّہٗ جِبْرَئِیْل ٥
اَرَادَ اَنْ یُّؤَکِّدَ عَلَیْکُمْ
مَا قُلْتُہٗ فِیْ عَلِیٍّ
مودۃ القربیٰ ص۵

میں نے مبارک باد دی اور اُس وقت میرے
پہلو میں ایک خوبصورت اچھی خوشبو والا
جوان کھڑا تھا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ
دیکھا تھا اس نے مجھ سے کہا اے عمر رسول
پاکؐ نے اپنے چچا زاد کے لئے جو عہد لے کر
علیؑ اور مومنین اور تم میں گانٹھ باندھ دی
ہے اُس کو نہ توڑے گا۔ مگر منافق اے عمر
خبردار تم کہیں اس گانٹھ یعنی عہد سے نہ
پھر جانا عمر فرماتے ہیں۔ میں نے آکر رسول
پاکؐ سے عرض کیا جناب میرے پہلو میں
ایک حسین جوان اچھی خوشبو والا کھڑا میرے
ساتھ یہ بات کر گیا ہے تھا وہ اجنبی
رسول پاکؐ نے فرمایا ہاں اے عمر وہ
آدمی اولاد آدمؑ سے نہ تھا بلکہ وہ جبرئیل
تھا اُس نے ارادہ کیا آج جو میں نے اپنے
بعد تمام مومنین کا علیؑ کو مولا بنا دیا ہے
اس کے بارے میں تم کو تاکید کرے۔

مدینہ منورہ میں رسول پاکؐ تشریف لے آئے آپ نے بخران کے عیسائیوں کو دعوت اسلام دی۔ اُن کے علما کی ایک جماعت مدینہ منورہ میں آئی اور حضرت عیسیٰؑ کے بارے میں وہ لوگ رسول پاکؐ سے مناظرہ کرتے رہے۔ آخر جب وہ لوگ کسی طرح سے نہ مانتے تو حضورؐ نے بحکم خداوند کریم اُن کو یہ ارشاد فرمایا۔

فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَ
کُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَ
اَنْفُسَکُمْ ثُمَّ نَبْتَہِلْ فَنَجْعَلْ لَّعْنَتَ
اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ (عمران)

پس آپ فرمادیں آؤ ہم بلائیں اپنے بیٹوں
کو اور تم بلاؤ اپنے بیٹوں کو ہم اپنی بیٹیوں
کو اور تم اپنی بیٹیوں کو ہم اپنے نفوس اور تم اپنے
نفوس کو پھر ہم کریں لعنت کاذبین پر

یہ واقعہ ۲۵ ذی الحج سنہ ۱۰ھ کا ہے۔ روز مباہلہ رسول پاکؐ نے تمام عالم اسلام
سے اپنی بیٹی فاطمہؑ اور بیٹوں میں حسنؑ اور حسینؑ کو لیا نفس کی جگہ مولا علیؑ کو لیا تفسیر
علامہ محمود الحسن دیوبندی علامہ شبیر احمد عثمانی علامہ ابن اثیر جزری۔ درمنثور تاریخ
اسلام جلد دوم صہ ۱۶۲ مدینہ منورہ میں ماہ صفر سنہ ۱۱ھ میں حضورؐ کی طبیعت علیل ہو گئی
آخر مرض بڑھتا رہا تو ایک روز جب جناب کے پاس اہل بیت میں جناب علیؑ امام حسنؑ
اور حسین علیہم السلام دیگر صحابہ جن میں ابوبکر۔ عمر۔ عثمان وغیرہ بھی تشریف فرما تھے۔
بلا تحقیق فرمایا میرے پاس قلم دوات لاؤ۔

قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم
الخمیس اشتد برسول اللہ صلعم
وجعہ فقال ائتونی اکتب لکم کتابا لن
تضلوا بعدہ ابدا فتنازعوا ولا
ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ
اھجر استفھموہ فذھبوا یردون
عنہ فقال دعونی فالذی انا فیہ
صحیح بخاری باب مرض النبی

جناب عبداللہ ابن عباس فرماتے ہیں
جمعرات کا دن بھی کیا مصیبت کا دن تھا
جب رسول پاکؐ پر بیماری نے غلبہ کیا
تو آپ نے فرمایا مجھے قلم دوات دو۔
تاکہ میں ایک وصیت نامہ لکھ دوں اس
پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ میرے بعد گمراہ
نہ ہو گے پس حاضرین میں نزاع ہو گیا
اور رسولؐ کے سامنے کسی طرح نزاع تکرار
لازم نہ تھا پس اصحاب نے کہا رسولؐ ہذیانؐ
بول رہے ہیں یہ سن کر رسولؐ نے فرمایا مجھے
چھوڑ دو جس حال میں بھی ہوں۔

ولما مات رسول اللہ صلعم قال
قبل وفاتہ ائتونی بدوات وبیاض
لازیل عنکم اشکال الامر واذکر
لکم من المستحق بعدی قال عمر
دعوا الرجل فانہ لیھجر وقیل یھذر
سر العالمین امام غزالی صہ ۹

جب رسول پاکؐ کا وصال ہوا تو آپ نے
وفات سے قبل فرمایا میرے پاس کاغذ دوات
اور قلم لاؤ تاکہ تمہارے لئے خلافت کا مسئلہ
حل کر دوں کہ میرے بعد خلیفہ کون ہوگا مگر
حضرت عمر نے اس وقت کہا ان کو چھوڑ
دو ان کو ہذیان ہو گیا ہے۔

مدارج النبوۃ جلد چہارم صہ ۲۴۳ تاریخ حبیب السیر جلد سوم صہ ۱۴۴ روضۃ الاحباب جلد اول صہ ۵۵

مسلم شریف مع شرح امام نوری جلد دوم ص۴۳ صحیح بخاری کتاب العلم رسولؐ کو ہذیان کہنے والا عمر تھا اور رسول پاکؐ آخر میں بھی خلافت لکھنا چاہتے تھے چنانچہ قاضی عیاض نے بھی یہی لکھا ہے وَذُکِرَ اِنَّ الَّذِی طلب کتابَتَہٗ امر الخلافت بَعْدَہٗ وَتَعْیِین الخلافت کتاب شفا ص۳۳ میں ذکر کیا گیا ہے کہ رسول پاکؐ کا مقصد اس وقت وصیت لکھنے سے امر خلافت کا یہ فیصلہ اور خاص کر خلیفہ کا تعیین و مقرر کرنا تھا اپنے بعد کے لیے۔

ابن عباس سے یہ روایت منقول ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا ہے کہ اے ابن عباس تم پر اونٹوں کی قربانی لازم ہو اگر تم جھوٹ بولو۔ سچ بتاؤ کہ کیا اب بھی علیؑ کے دل میں خلافت کا سودا موجود ہے ابن عباس نے کہا ہاں۔ بلکہ زیادہ بات یہ ہے کہ میں نے اپنے باپ عباس سے یہی بات پوچھی تھی تو انہوں نے فرمایا تھا۔ علیؑ کا دعویٰ خلافت سچا ہے یہ سُن کر حضرت عمر بن خطاب نے کہا رسول پاکؐ نے بھی علیؑ کے بارے چند بار ایسے کلمات تو کہے ہیں۔ لیکن وہ کچھ ثابت نہیں کرتے اور نہ ہی ان سے قطع حجت ہوتی ہے کیونکہ رسول پاکؐ علیؑ کی محبت کی وجہ سے ایسے کلمات کہہ دیا کرتے تھے اور جب آنحضرتؐ نے اپنے مرض الموت میں حق کو چھوڑ کر (معاذ اللہ) باطل کی طرف جانا چاہا تاکہ علیؑ کے نام کی صراحت کر دیں تو خدا کی قسم میں نے امت کی شفقت اور اسلام کی محبت کی وجہ سے آنحضرتؐ کو قلم دوات نہ دیا اور لکھنے سے منع کر دیا کیونکہ قریش علیؑ کی خلافت پر اتفاق نہ کرتے تھے اگر علیؑ خلافت پا جاتے تو عرب کے لوگ ان میں مخالفت میں کھڑے ہو جاتے۔ پس رسول پاکؐ نے جان لیا کہ میں عمر رسولؐ کے دل کے راز کو جان گیا ہوں پس رسولؐ خاموش ہو گئے اور اللہ تعالیٰ کو جو منظور تھا وہ ہوا تاریخ بغداد مصنفہ احمد بن طاہر خطیب بغداد جلد اول ص۵۵ شرح ابن ابی الحدید جلد اول ص۱۵

رسول پاکؐ نے اعلان نبوت دعوتِ ذوالعشیرہ سے لے کر ۲۸ صفر ۱۱ھ تک بار بار اپنے بعد خلافت۔ ولایت۔ وصایت۔ امارت علی علیہ السلام کا امت اور صحابہ میں اعلان اور بیعت بھی کرائی اب یہ کہنا کہ رسول پاکؐ امت کو ویسے ہی چھوڑ گئے خلیفہ نہ بنایا سراسر رسالت پر الزام غلط بیانی اور گناہ ہے بلکہ جس طرح حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر جناب عیسیٰؑ تک ہر ایک نبی دُنیا کو اپنا وصی۔ خلیفہ بنا کر دکھا کر گیا اسی طرح رسول

پاک علی علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر گئے ہیں۔

اُولی الامر

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ (سورہ نسا)	اے صاحبان ایمان تم اطاعت کرو اللہ کی اور رسول پاکؐ کی اور اُولی الامر کی جو تم میں سے ہے یعنی جو تم میں ہے۔

اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی تو لازماً بات ہے اُس زمانے میں صحابہ مومنین کو رسولؐ سے پوچھنا چاہیئے وہ اولی الامر کون ہے جس کی ہم اطاعت کریں اور یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اُولی الامر زمانہ رسالت میں موجود ہے اب زمانۂ رسالت میں صحابہ نے تین کی اطاعت کرنی ہے۔ اللہ۔ رسولؐ۔ اُولی الامر اگر زمانہ رسالت میں صحابہ اطاعت اُولی الامر نہ کریں تو اُن کا اس آیت پرعمل نہیں ہوتا لہذا صحابہ سے قرآن پاک کی ایک آیت چھوٹتی ہے مگر وہ صحابہ ہیں انہوں نے اس آیت پرعمل کیا ہے لہذا ماننا پڑے گا یہاں اُولی الاُمر سے مراد حضور رسولؐ کا ولی عہد۔ وصی۔ خلیفہ۔ جانشین ہے دعوت ذوالعشیرہ سے لے کر ۲۸ صفر ۱۱ھ تک جس کا بار بار اعلان حضورؐ نے فرمایا ہے۔ جناب جابر بن عبداللہ انصاری فرماتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی میں نے صحابہ سے پوچھا حضور فرمائیں آیت میں اُولی الامر سے مراد کون ہیں جن کی ہم اطاعت کریں۔ تو رسول پاکؐ نے صحابہ سے مخاطب ہو کے ارشاد فرمایا۔

اَنَا سَیِّدُ النَّبِیِّیْنَ وَ عَلِیٌّ سَیِّدُ الْوَصِیِّیْنَ وَ اِنَّ اَوْصِیَائِیْ مِنْ بَعْدِیْ اِثْنَا عَشَرَ اَوَّلُھُمْ عَلِیٌّ وَ آخِرُھُمُ الْقَائِمُ الْمَھْدِی ینابیع المودۃ ج ۲ ص ۴۴۶	میں نبیوں کا سردار ہوں اور علیؑ اوصیا کا سردار ہے اور میرے اوصیا میرے بعد بارہ ۱۲ ہوں گے۔ ان کے پہلے علی علیہ السلام اور آخری قائم المہدی ہیں۔
ھُمْ خُلَفَائِیْ مِنْ بَعْدِیْ اَوَّلُھُمْ علی ابن ابی طالب ثم الحسنؑ ثم الحسینؑ ثم علی بن الحسین ثم محمد بن علی المعروف فی التوراۃ بالباقر دستدرکہ یا جابر فاذا ادرکتہ فاقرء منی السلام	رسول پاکؐ نے فرمایا میرے بعد یہ خلفا ہوں گے اوّل علی بن ابی طالب پھر حسنؑ پھر حسینؑ پھر علی بن حسین پھر محمدؐ بن علی جن کا نام تورات میں باقر ہے اور اے جابر تم انکا زمانہ پاؤ گے جب تم ان سے ملنا تو میرا اسلام کہنا پھر ان

ثم الصادق جعفر بن محمد ثم موسیٰ بن جعفر ثم علی بن موسیٰ ثم محمد بن علی ثم علی بن محمد ثم الحسن بن علی ثم حجۃ اللہ فی ارضیہ وبقیۃ فی عبادتہ

روضۃ الاحباب جلد اوّل صفحہ ۴۲ مولفہ میر جمال الدین حسینی سنی

کے بعد خلیفہ ہوں گے صادق جعفر پھر موسیٰ بن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن بن علی اور پھر حجتہ اللہ قائم آل محمدؐ ہوں گے۔

وعن الاعمش قال حدثنی ابو اسحاق بن حارث وسعد بن بشیر عن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ قال قال رسول اللہ اَنَا وارِدکُم علی الحوض وَانت یا علی الساقی والحسن والحسین الامر وعلی بن الحسین الفاطر ومحمد بن علی الناشر وجعفر بن محمد السائق وموسیٰ بن جعفر محصی المحبین وَالمُبغِضِینَ وَقالع المنافقین وعلی ابن موسیٰ مزین المومنین ومحمد بن علی الجنۃ الیٰ درجاتھم وعلی بن محمد خطیبھُم یزوجھُم حور العین والحسن بن علی سراج اھل الجنۃ یتضیون واھل بہ والمھدی شفیعُھُم حیث لاشفاعۃ الا باذنِ اللہ لِمَن یَشَاءَ وَیَرضیٰ بہ

مودۃ القربیٰ صفحہ ۱۳۹

مولفہ سید علی ہمدانی سنی شافعی

اعمش سے روایت ہے کہ مجھ سے ابو اسحاق بن حارث اور سعد بن بشیر نے علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ جناب رسالت مآبؐ نے فرمایا میں حوض کوثر پر تم (امت) کو وارد کرنے والا ہوں اے علیؑ تم ساقی ہو اور حسنؑ حسینؑ لوگوں کو کوثر پینے کا حکم دینے والے اور علیؑ بن حسینؑ فاطر ہیں محمد بن علیؑ ناشر ہیں۔ اور جعفر بن محمد سائق یعنی مومنوں کو اپنے لگا کر جنت میں لے جانے والے اور موسیٰ بن جعفر دوستوں اور دشمنوں کو شمار کرنے والے اور منافقوں کی بیخ کنی کرنے والے اور علی بن موسیٰ مومنوں کی زینت کرنے والے اور محمد بن علی اہل جنت کو اُن کے درجات میں اُتارنے والے اور علی بن محمد خطیب حوروں سے مومنوں کا نکاح پڑھنے والے اور حسنؑ بن علیؑ اہل جنت کے چراغ ہیں یعنی ان کو روشنی دینے والے اور امام مہدی ان کی شفاعت کرنے والے اُس وقت جبکہ کسی کی شفاعت قبول نہ ہوگی مگر خدا کی اجازت سے جس کے لئے وہ باری تعالیٰ

اجازت دے اور چاہے۔

ابن احمد خوارزمی نے ابن عباس سے روایت لکھی ہے شیخ الاسلام حموینی نے بھی نقل کی ہے اور شیخ سلیمان قندوزی نے بھی ینابیع المودۃ میں نقل کی ہے ص۴۳۵

اَنَا وَعَلِیٌّ وَالْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَتِسْعَۃٌ مِنْ وُلْدِ الْحُسَیْنِ مُطَهَّرُوْنَ مَعْصُوْمُوْنَ

حضرت رسول پاکؐ نے فرمایا میں اور علیؑ اور حسنؑ حسینؑ اور اولاد حسینؑ میں سے نو۹ افراد پاک ہیں اور معصوم ہیں۔

زوائد فی المسند احمد بن حنبل جلد اوّل ص۱۶۲ ۔ مناقب خوارزم جلد اوّل ص۲۳۲ ۔ مصباح الظلم مولفہ مولوی امداد ص۲۳۵ مواقیت الجواہر جلد دوم ص۱۴۵ شواہد النبوۃ ص۳۱۴ کنز الاعمال جلد چہارم ص۱۵۴ الاصابہ جلد دوم ص۵۰۹ ان تمام کتب میں بارہ امام اولی الامر کے یہی مذکورہ نام درج ہیں۔ رسول پاکؐ نے جو ولی وصی۔ جانشین۔ خلیفہ۔ امام۔ اولی الامر بیان فرمائے وہ بارہ ہیں۔ حضرت علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ۔ علی زین العابدینؑ۔ محمد باقرؑ۔ جعفر صادقؑ۔ موسیٰ کاظمؑ۔ علی رضاؑ۔ محمد تقیؑ۔ علی نقی۔ حسن عسکریؑ۔ قائم المہدی علیہم السلام اور اہل سنت نے جن کو بنایا وہ یہ ہیں۔ ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ علیؑ۔ معاویہ۔ یزید۔ مروان۔ عبدالملک۔ ہشام۔ ولید۔ سلیمان بن عبدالملک۔ عمر بن عبدالعزیز۔ شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص۱۲۵ مگر آج کا اہل سنت ان کو نہیں مانتا اور رسول پاکؐ نے ان کا نام بھی لیا اور قرآن نے بنی اُمیہ کو شجرہ ملعونہ فرمایا ہے اور وہ بادشاہ بنی اُمیہ کے ہوتے بھی تیرہ ہیں۔ بنی عباس کے خلیفہ ۳۵ گذرے ہیں لہٰذا وہ ہی اولا امر ہیں جو اہل بیت رسولؐ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جن کے نام رسول پاکؐ نے فرمائے ہیں۔ موجودہ دور کے مشہور اہل سنت علامہ وحید الزمان نے اہل سنت عقیدہ بیان کیا ہے ملاحظہ ہو۔

اهل الحديث يَتَبَرَّءُوْنَ من الروافض الَّذِيْنَ يُبْغِضُوْنَ وَيَسُبُّوْنَهُمْ كَذَالِكَ يَتَبَرَّءُوْنَ مِنْ طريق الخوارج وَنواصب الَّذِيْنَ يُبْغِضُوْنَ اَهْلَ البيت وَالائمة الاطهار بِطَرِيْقِهِمْ هِيَ الطَّرِيْقَةُ الْمُثْلٰى وَالْجَادَّةُ الْفُضْلٰى هم

اہل حدیث تبراء کرتے ہیں روافض جس طرح تبراء کرتے ہیں صحابہ سے اور اُن کو بُرا کہتے ہیں اور اہل حدیث تبراء کرتے ہیں جس طرح تبراء کرتے ہیں خوارج اور نواصب ائمہ اہل بیت سے پس طریقہ ان کا یہی طریقہ مثلیٰ اور

سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَهُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ وَحَارِبٌ
لِمَنْ حَارَبَهُمْ وَ لوجرى الحرب بين
سيدنا على دبين معاويه فى عصرنا
لكنّا مع عَلِى بَعْدَهٗ مع امامنا الحسن
بن على ثُمَّ بعدهٗ معه امامنا الحسين
بن على ثُمَّ بعدهٗ معه امامنا على بن
الحسين ثُمَّ بعدهٗ معه امامنا الباقر
ثُمَّ بعدهٗ معه امامنا جعفر محمد الصادق
ثُمَّ بعدهٗ امامنا موسىٰ بن جعفر ثُمَّ بعدهٗ
معه امامنا على بن موسىٰ الرضا ثُمَّ معه
امامنا محمد بن على الجواد ثُمَّ بعدهٗ
معه امامنا على بن محمد الهادى ثُمَّ بعدهٗ
معه امامنا حسن بن على العسكرى النقى
ثُمَّ اِنَّ يَقِيْنًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ نكون مع
امامنا السيد محمد بن عبد الله
المهدى الفاطمى المنتظر هٰؤلاء الائمة
الاثنا عشرهم اُمَرَاءُ فى الحقيقة
انتهت اِلَيْهِمْ خلافة سيد المرسلين
وَ رياسة الدين المتين فَهُمْ شموس السماء
الايمان وَ اليقين وَ امّا ملوك بنى اُميّه
وَ العباسيين فلم يكونوا ائمة الدين بل اكثر
هُم كانوا لصوصًا مُتَغَلِّبِيْنَ سفكوا دماء المسلمين
و ملاء الارض جورًا وظلمًا وعداوة
كما ملاءت فى عهد النبى وخلفاء الراشدين
عدلًا و نورًا و ايمانًا اللّٰهم احشرنا مع

جادہ بہتر ہے یہ لوگ دوست رکھتے ہیں
اہل بیتؑ کو اور دشمن ہیں اُن کے جو دشمن
ہیں اہل بیتؑ کے اگر ہوتی لڑائی درمیان
سیدنا مولا علی اور معاویہ کے اس زمانے
میں تو اہل حدیث مولا علی کے ساتھ ہوتے پھر
اپنے امام حسنؑ کے پھر اپنے امام حسینؑ کے
پھر اپنے امام علیؑ بن حسینؑ کے پھر اپنے امام
محمد باقرؑ کے پھر اپنے امام جعفر صادقؑ کے
پھر اپنے امام موسیٰ کاظمؑ کے پھر اپنے امام
علی بن موسیٰ رضاؑ کے پھر اپنے امام محمد بن
علیؑ کے پھر اپنے امام علیؑ بن محمد کے پھر اپنے
امام حسن العسکریؑ بن علیؑ کے پھر انشاء اللہ
ساتھ ہوں گے۔ امام منتظر حضرت امام مہدیؑ
آخر زماں علیہ السلام کے یہی بارہ امام ہمارے
ہیں یہی لوگ حقیقت میں اُمراء ہیں اور
منتہی ہوتی ان کی طرف خلافت رسول پاکؐ
اور ریاست دین متین کی یہی لوگ آفتاب
آسمان ایمان و ایقان ہیں لیکن بادشاہان
بنی اُمیہ اور بنی عباس وہ ائمہ دین نہ تھے بلکہ
اکثر ان کے خائن تھے جنہوں نے غلبہ حاصل کیا
اور مسلمانوں کا خونِ ناحق بہایا اور زمین کو
ظلم وجور سے بھر دیا جیسا کہ عہد رسولؐ اور
خلفاء راشدین میں عدل و انصاف سے
بھری تھی خداوندا ہم کو ائمہ اثنا عشر کے
ساتھ محشور کرنا اور ہم کو ان کی ہی محبت

هٰؤلآءِ الائمۃ الاثنا عشرۃ ثبتنا علیٰ حُجَّتھم الی یوم الحشر کتاب ھدیۃ المہدی ص۱۰۲
رسالہ عقل وتہذیب اہل حدیث'
مصنفہ مولانا مظہر الاسلام ص۱۲۱ تا ص۱۲۲

پر یوم حشر تک قائم رکھنا۔

رسول پاکؐ اپنے بعد اولی الامر آیت قرآنیہ سے صحابہ اور امت کو بتا گئے یہی خلیفہ امام۔ وصی۔ ولی۔ اولی الامر۔ نائب جانشین ہیں۔ اور اللہ اور رسولؐ نے خلیفہ۔ امام۔ وصی۔ ولی۔ اولی الامر۔ نائب و جانشین کا معاملہ۔ اجماع۔ جمہوریت۔ امت کے سپرد نہیں فرمایا ہے نہ اجماع۔ جمہوریت اسلام میں درست ہے نہ قرآن وحدیث میں اس کا وجود ہے اور نہ یہ حق اور صدق سے تعلق رکھتے ہیں۔ نیز بعد وفات رسول پاکؐ حضرت علی علیہ السلام سے لے کر قائم المنتظر المہدی کے علاوہ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان۔ معاویہ اور دیگر خلفاء بنی اُمیہ بنی عباس وغیرہ شاہان غلاماں۔ مغلیہ۔ تغلق۔ لودھی۔ فاطمیہ۔ سلجوقیہ۔ سعودیہ۔ افغانستان۔ عراق۔ اُردن۔ یمن۔ لیبیا۔ مصر۔ شام۔ انڈونیشیا۔ نائجیریا۔ افریقہ۔ امریکہ۔ روس۔ ایران ترکی۔ سعودی عرب۔ ہندوستان۔ پاکستان۔ چین۔ اسٹریلیا۔ ایشیا غرضیکہ تمام خطۂ ارضی پر جو حکمران گذرے ہیں یا گذر رہے ہیں اور گذریں گے مسلمان اور غیر مسلمان وہ اولی الامر نہیں ہیں۔ نہ وہ نائب رسولؐ اور خلیفہ۔ وصی۔ امیر المومنین کے لفظ سے یاد کئے جاسکتے ہیں ان کا طریق کار قانونِ اسلامی ہے اور نہ شریعت رسولؐ ہے ان پر تنقید کرنے سے ان کو بُرا کہنے سے اُن کو نہ ماننے سے کفر لازم نہیں آتا۔ آج مکہ معظمہ۔ سعودی عربیہ وغیرہ کے حکمران بانص قرآن اولی الامر نہیں ہیں اور نہ اہل اسلام مل کر کسی کو اولی الامر بنا سکتا ہے بلکہ یہ دُنیا کے خود غلبہ پاکر الیکشن۔ زبردستی سے ڈپلومیسی سے اپنے تدبر سے حکمران بن کر تخت حکومت پر غالب قابض ہوتے ہیں۔ خدا۔ رسول اور قرآن کے مقرر کردہ نہیں ہیں۔

بیعت

بیعت البیعت اسم البایعہ یہ مبایعت کا نام ہے اور مبایعت بروزن مفاعلہ ہے جیسے معانقہ۔ مصافحہ۔ مقابلہ۔ مقاتلہ مناظرہ وغیرہ اور باب مفاعلہ ہے جب کوئی لفظ

اس باب سے اس وزن پر آئے تو یہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوتا کم از کم دو آدمیوں سے ہوتا ہے جیسے مصافحہ ایک سے نہیں دو آدمیوں سے اسی طرح مقاتلہ ایک آدمی سے نہیں دو آدمیوں سے مناظرہ ایک آدمی سے نہیں دو آدمیوں سے تو اس میں لفظ مبایعہ باب مفاعلہ سے تو مبایعہ بھی دو آدمیوں سے سرزد ہوگا اور اس کا نام ہے بیعت

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ فَمَنْ نَّکَثَ فَاِنَّمَا یَنْکُثُ عَلٰی نَفْسِہٖ
سورہ فتح

تحقیق جو لوگ بیعت کرتے ہیں تجھ سے وہ بیعت کرتے ہیں اللہ سے۔ پس اللہ کا ہاتھ اوپر ہے ان کے ہاتھ کے میں جس نے توڑ دیا بیعت کو اُس نے اپنا نقصان کیا۔

لہذا بیعت والے دونوں ہوں گے مادہ ہے بیعت کا بیع۔ مبایعہ۔ بیعت یہ الفاظ بیع سے نکلے ہیں دو آدمی آپس میں سودا کرتے ہیں ایک آدمی کچھ دیتا ہے اور دوسرا بھی کچھ دیتا ہے دو آدمی جو آپس میں خرید و فروخت کرتے ہیں جو چیز بیچی جائے اس کو عربی میں کہتے ہیں مبیع اور جو بیچ رہا ہے اُس کو کہتے ہیں بایع اور خریدنے والے کو کہتے ہیں مشتری اور قیمت کو کہتے ہیں ثمن۔ ایک آدمی اپنی جائداد۔ مال۔ مکان۔ عزت۔ عظمت۔ اولاد حتیٰ کہ اپنی جان۔ زندگی تک کو بیچ رہا ہے اور دوسرا خرید رہا ہے جو بیچ رہا ہے وہ چاہتا ہے مرضی خدا اور جنت اور جو خرید رہا ہے بھی دے گا اُس کو ثمن یعنی قیمت مرضی خدا اور جنت۔ عام انسان۔ غوث۔ قطب۔ ابدال۔ ولی۔ مجتہد۔ مرشد۔ پیر۔ صحابی غرضیکہ یہ تمام بندے متلاشی ہیں۔ رضائے خدا اور جنت کے تو جب یہ خود دولت رضا خدا اور جنت نہیں رکھتے تو کسی کو یہ کیسے خدا کی مرضی اور جنت دے سکتے ہیں۔ جب یہ دے نہیں سکتے تو کسی کے نفس کو خرید نہیں سکتے یعنی بیعت نہیں لے سکتے۔ خدا کی مرضی تو ہے محمدؐ اور آل محمدؐ کے پاس اور جنت بھی ہے ان کے پاس اب اگر کوئی رضائے خدا اور جنت خریدنا چاہے اپنے مال اولاد جائداد اور نفس کو فروخت کر کے تو وہ محمدؐ و آل محمدؐ کے پاس پہنچے اسی کا نام ہے بیعت۔ خداوند کریم نے قرآن پاک میں دست محمدؐ کو فرمایا ہے یَدُ اللّٰہ اور رسول نے آل محمدؐ مولا علیؑ۔ حسنؑ۔ حسینؑ دیگر ائمہ کو فرمایا ہے۔ یَدُ اللّٰہ ملاحظہ ہو۔

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ
سورہ فتح

جب مقام حدیبیہ پر صحابہ نے حضورؐ کی بیعت کی تو ان کا ہاتھ نیچے ہوتا تھا اور رسول پاکؐ کا ہاتھ ان کے اوپر دست محمدؐ کو قرآن

| نے یَدُ اللّٰہ فرمایا۔

اپنی مرضی خدا جب دے گا اور اپنی جنت جب مال۔ اولاد۔ جائداد اور اپنی جان کو بیچنے والا اللہ کے ہاتھ بیچ دے۔ اللہ کا ہاتھ ہے دستِ محمدؐ اور حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ رسولؐ نے فرمایا تھا علیؑ کا ہاتھ مجھ محمدؐ کا ہاتھ ہے لہذا علیؑ کا ہاتھ دستِ محمدؐ ہے اور دستِ محمدؐ یَدُ اللّٰہ ہے یعنی محمدؐ و آلِ محمد علیہم السلام دستِ خدا ہیں۔ رضائے خدا اور جنت کے لئے اگر انسان اپنا مال اولاد۔ جائداد نفس بیچ رہا ہے تو بیچے یعنی بیعت کرے رسول پاکؐ کی یا جناب مولائے کائنات حضرت علی علیہ السلام کی اگر دنیا کا باغ۔ زمین۔ مکان۔ شراب۔ عورت۔ لذت وغیرہ کے لئے اپنی اولاد، جائداد۔ جان کو بیچنے کے لئے تیار ہے تو پھر اختیار ہے اقلح کے ہاتھ بیچ دے یا جس ایرے غیرے نتھو خیرے کے ہاتھ لہذا اسلام میں محمدؐ مصطفٰے اور ائمہ اثنا عشر کے علاوہ اور کسی کی بیعت کرنا حق نہیں بلکہ باطل ہے۔ پیر۔ مرشد۔ اگر عوام سے بیعت لیتے ہیں کہ ہم تم کو محمدؐ و آل محمدؐ کے سپرد کرتے ہیں تو درست ورنہ ان کی بیعت حرام ہے۔ یہی وجہ ہے رسولؐ مرضی خدا اور جنت کا وارث ہے ارشاد خدا خود بول ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ٥ (آلِ عمران)

فرمادے اگر تم اللہ سے محبت کرکے اُس کی رضا چاہتے ہو پس میری اتباع کرو تو اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا اور مہربان ہے۔

یہی وجہ ہے رسولؐ کسی کی بیعت نہیں کرسکتا۔ حضرت ابوبکر۔ اور عمر۔ عثمان وغیرہ تمام صحابہ بکے (بیعت) کئے ہوئے ہیں رسول اکرمؐ کی اور جو مال خود بک جائے وہ کسی دوسرے کو نہیں خرید سکتا لہذا اب اگر صحابہ کو رضائے خدا اور جنت دے سکتے ہیں بعد محمدؐ تو وہ ہیں علیؑ اور دیگر امام اہل بیعت صحابہ اور دیگر مسلمان رسولؐ اور آل رسولؐ کی بیعت کرسکتے ہیں۔ مگر رسولؐ اور آل رسولؐ کسی صحابی اور مسلمان کی بیعت نہیں کرسکتے۔ لہذا حضرت علیؑ نے جناب ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت نہیں کی نہ امام حسنؑ اور امام حسینؑ علیہما السلام نے اور نہ امام حسین علیہ السلام نے یزیدؑ کی بیعت کی۔ نہ کسی امام نے اہل بیعت سے کسی کی بیعت کی ہے رسول پاکؐ کے بعد ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کی بیعت خواہ ۲۲۵ ہزار صحابہ نے کی

یا پچاس ہزار نے ان لوگوں نے صرف یوں بیعت کی کہ یہ بادشاہ بن کر ہم کو دُنیا میں آرام دیں گے ۔ جاگیر ۔ عہدہ ۔ باغ وغیرہ دیں گے جس کو ضرورت تھی اس نے کی اور جس کو دُنیا کی ضرورت نہ تھی اُس نے بھی بیعت نہ کی جیسے ابوذر ۔ سلمان فارسی ۔ ابوایوب انصاری ۔ ابوسعید خدری وغیرہ کثیر صحابہ یہ مومنِ کامل اور کامل مسلمان تھے عالم اسلام کا اتفاق ہے کوئی ابوبکر ۔ عمر ۔ عثمان کی بیعت نہ کرے تو وہ کافر منافق نہیں اگر کرے تو اس کا ایمان زیادہ نہیں ہوتا یہ ہے معنی بیعت ۔ ہاں جو محمدؐ مصطفٰے اور مولائے کائنات یا دیگر ائمہ اہل بیعت کی بیعت نہ کرے یا بیعت کر کے توڑ دے تو وہ اسلام سے خارج ہے جیسے ابوجہل ۔ ابولہب ۔ یزیدؑ ۔ شمر ۔ خولی ۔ عمر بن سعد وغیرہ یہ بیعت ظاہری ہو یا باطنی اسی طرح سے توڑنا ظاہری ہو یا باطنی اس وقت بھی آدمی محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی بیعت کر سکتا اور توڑ کر کافر بھی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ مردہ نہیں زندہ ہیں اور ان کے ہی قدوم میمنت سے یہ جہان قائم ہے اور دنیا کے سینے پر زندگی کا وجود ہے ۔

ووٹ

ووٹ انگلش زبان کا لفظ ہے اور یہ مذکر جس کا معنی ہے مشورہ ۔ قیاس ۔ پرچی ۔ نشان ۔ اور رائے ۔ اس کا معنی اپنی جائداد ۔ اولاد ۔ مال جان کو بیچنا نہیں ہے (فیروز اللغات) دو آدمی یا تین ۔ چار ۔ پانچ یا زیادہ صدارت ۔ چیئرمینی ۔ وزارت کے لئے کھڑے ہوں تو عوام کا اپنی اپنی جگہ ہر آدمی کے لئے قیاس کرنا ۔ مشورہ دینا ۔ پرچی ۔ پر نشان لگا کر صندوقچی میں ڈالنا ووٹ کہلاتا ہے ڈالنے والا ووٹر کہلاتا ہے اور ہمیشہ ایسا ہوتا آیا ہے اور ہوتا رہے گا جس کو مشورہ سے قیاس سے یعنی ووٹ سے چُنا وہ ہمیشہ انسانوں کے اُس قیاس پر پورا نہیں اُترا جس قیاس پر وہ چُنا گیا تھا ۔ تو عدم اعتماد کی تحریک چلی چُنے ہوئے کو سور کہا ۔ کُتا کہا ۔ ہائے ہائے کے نعرے لگائے جلوس نکالے آخر ہٹایا ۔ قید کیا اور قتل کیا سولی دیا وغیرہ وغیرہ حشر تمام دنیا کے ممالک میں ہے تو جو ووٹ دیتے ہیں ۔ وہ مسلمان نہیں ہو جاتے اور جو نہیں دیتے وہ کافر نہیں بن جاتے ۔ ووٹ ۔ رائے ۔ مشورہ اور قیاس ہے ۔ لہٰذا اسلام نے جو مفہوم بیعت بیان ہے جس کو ہم نے اوپر لکھ دیا ہے ۔ وہ بیعت اور ووٹ دونوں ایک نہیں ہیں بیعت اور ہے ووٹ اور ہے ۔

دونوں کو ایک جاننا حماقت ۔ جہالت اور اسلام سے دُوری ہے ۔ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کے لئے جو ہوا تھا وہ قیاس ۔مشورہ ۔ رائے یعنی وُوٹ تھا۔ بیعت نہ تھی یہی وجہ ہے آج بہت سے علما ہیں اور کل بھی تھے انہوں نے ووٹ دیا تھا۔ قائداعظم محمد علی جناح مرحوم اور لیاقت علی خاں۔ خواجہ ناظم الدین۔ غلام محمد گورنر جنرل۔ محمد ایوب خاں۔ ذوالفقار علی بھٹو وغیرہ اور محترمہ فاطمہ جناح کو اور یہ لوگ ایک مدت تک تخت حکومت پر بیٹھے بھی مگر پیر دیول شریف ۔ پیر گولڑہ شریف ۔ پیر شر قپور۔ مولانا احتشام الحق مولانا شبیر احمد عثمانی ۔ مولانا مودودی ۔مولانا شاہ احمد نورانی وغیرہ علما سے افضل اور اعلیٰ نہیں تھے ۔ اگرچہ وہ حاکم تھے اور یہ زیر حکم اسی طرح سے ان لوگوں نے اپنی جان مال اولاد کو ان کے ہاتھ فروخت (بیعت) نہیں کیا تھا بلکہ ووٹ دیا تھا اسی طرح سے حضرت ابوبکر عمر عثمان کو لوگوں نے ووٹ دیا تھا اور بیعت نہیں کی تھی حضرت علیؑ امام حسنؑ امام حسین علیہ السلام اہل بیت دیگر صحابہ نے پہلے تو ووٹ بھی نہیں دیا تھا اور ان بزرگوں کے تخت حکومت پر بیٹھنے سے اہل بیت دیگر صحابہ کی فضیلت میں بھی کوئی فرق نہیں آیا۔ آج کل اسلامی اور غیر اسلامی ملکوں میں جو طریق انتخاب ہے وہ اسلامی طریق بیعت نہیں ہے بلکہ ووٹ ہے ۔

اسلامی حکومت کے فرمانروا کا طریق انتخاب

حضورؐ سرکار دوعالم کے بعد اسلامی روحانی اور جسمانی حکمراں تھے حضرت علیؑ سے لے کر جناب امام حسن عسکریؑ تک ۱۱ امام یعنی ۲۵۹ھ تک مگر دُنیا نے ایسی تبدیلی کی جس نے آئین کبریائی کو درہم برہم کردیا۔ سرکار دوعالم کے بعد اسلام کی روحانی حکمرانی تو جناب علیؑ اور دیگر ائمہ اہل بیت کے پاس رہی اور حکومتِ دنیا۔ دُنیاداروں کے پاس آگئی۔ آج ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے بارھویں امام ۔ امام زمانہ صاحب العصر اور اولی الامر ہیں جو کہ غیب ہیں اُن کی غیبت میں اسلامی حکومتوں کے حکمراں کون ہوں اور وہ کیسے منتخب ہوں اسلامی طریق کار کیا ہے۔ پہلی بات تو یہ عرض کرتا ہوں ۔ جو عہدے القاب اللہ نے قرآن اور حدیث میں رسولؐ اور ائمہ اثناعشر کو دیئے ہیں وہ کسی کو نہیں دیئے جاسکتے مثلاً شفیع المذنبین ۔ رحمتہ اللعالمین ۔ ام المومنین کسی پیر اور عورت نہیں کہا جاسکتا اسی طرح کسی کو اولی الامر۔ خلیفہ۔ نائب رسول نہیں کہا جاسکتا۔ ایسے ہی قرآن پاک کی آیات پر عمل کرکے علم الا سما حاصل

کیا جا سکتا ہے مگر حصول کے بعد آدم نہیں بن سکتا نہ کہلا سکتا ہے ایسے ہی ریاضت کر کے مردے کو زندہ کر سکتا ہے مگر عیسیٰؑ نہیں کہلا سکتا عصا کا سانپ بنا سکتا ہے مگر موسیٰؑ نہ بن سکتا ہے نہ کہلا سکتا ہے اور کنکروں جانوروں سے کلام کر سکتا ہے مگر محمدؐ عربی نہیں بن سکتا۔ ایسے ہی حکمران اپنے ریاضت اور سلوک سے یہ صفات پیدا کر سکتا ہے کہ درندے سانپ حشرات الارض۔ اس کو سلام کریں وہ مردے زندہ کر دے مگر وہ اولی الامر اور خلیفہ نہیں بن سکتا قرآن پاک کسی آدمی سے یا جماعت سے خاص نہیں اگر خاص ہو تو عالم اسلام کے لئے خواص کے بعد نا قابل عمل ہو مگر ایسا نہیں قابل عمل ہے۔ آیات حکمران اور خلافت و امارت۔ انبیاء۔ اوصیاء۔ محمد مصطفیٰؐ اور مولا علیؑ دیگر ائمہ کے لئے خاص اور تا قیامت مسلمانوں کے لئے عام ہیں ان پر عمل کریں اب ہم یہاں قرآن پاک اور احادیث سے موجودہ دور میں حکمران مقرر کرنے کا طریق بیان کرتے ہیں۔ حکمران نے نظام چلانا ہے آئین۔ دستور تو قرآن کی صورت میں موجود ہے لہذا اس کو رائج کرنا ہے آئین بنانا نہیں ہے طریق انتخاب بیان کرنے سے پہلے یہ بتا دیتے ہیں کہ اسلامی حکومت کا سربراہ غیبت امام میں کون ہو۔

اسلامی حکومت کا حکمران کون ہو

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۠ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا ۭ يَعْبُدُوْنَنِيْ لَا يُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْـــًٔـا ۭ وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ؀

سورہ نور آیت ۵۵

وعدہ کیا ہے اللہ نے تم میں سے اُن لوگوں سے جو تم میں یعنی تمام مسلمانوں میں ایمان میں اعلیٰ اور کئے ہیں انہوں نے تمام اعمالِ صالح ان کو پیچھے حاکم کرے گا (زمین) ملکوں کا جس طرح حاکم بنایا ہے ان سے پہلوں کو اور اُن کے لئے اُن کا دین مضبوط کر دے گا وہ دین جو مرتضےٰ ہے اور اُن کے خوف کو جو دشمنانِ دین سے ہے امن میں بدل دے گا یہ لوگ یعنی حکمران میری ہی عبادت کریں گے اور میرے ساتھ ذرہ برابر بھی شرک نہ کریں گے اور جو کوئی انکار

کرے گا ان حکمرانوں کا وہ فاسق ہوں گے۔

آیت بالا خاص ہے مولائے کائنات جناب امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے لے کر صاحب الامر امام زمانہ حجتہ اللہ القائم المہدی علیہ السلام تک اصحاب رسول ہیں وہ صفات جو آیت میں ہی نہیں پائی جاتیں۔ مثلاً تمام بت پرست تھے سوائے علی علیہ السلام کے اور بارہ جانشینان رسول کے بعد اسلامی حکومت کے حکمراں ہیں جو غیبت امام میں ہوں گے لفظ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ البتہ ان کے پیچھے (بعد محمدؐ علیؑ اور علیؑ کے گیارہ جانشین اور امام مہدی کی غیبت میں ان کے پیچھے حکمراں ہوں گے آیت خاص ہے خلفائے اثنا عشر اہل بیت کے لئے اور عام ہے تا ظہور امام اسلامی حکمرانوں کے لئے۔ یعنی اعلان نبوت سے لے کر غیبت امام تک اور غیبت امام سے لے کر ظہور امام تک وہ لوگ حکمرانی کے قابل اور لائق نہیں جو ایمان میں اعلیٰ اور اتباع رسولؐ میں کامل اُن کو بعد رسولؐ حکومت اسلامیہ کا حکمراں بنائے گا دین محمدیؐ کے احکام شریعت دُنیا میں ان کے ہاتھوں جاری اور قائم کرے گا۔ دنیا میں یہ لوگ دین محمدیؐ کو جما دیں گے خشکی اور تری میں اس کا سکہ بٹھا دیں گے اور وہ لوگ حکمراں دشمنوں سے خائف ہوں گے اللہ اُن کے خوف کو امن میں تبدیل کر دے گا۔ اور وہ بے ڈر بے خوف احکام شریعت اسلامیہ کو جاری کریں گے۔ ہر طرح اسلامی حکومت میں ان حکمرانوں سے امن و امان قائم ہوگا۔ اور یہ حکمراں خاص خدائے واحد کی عبادت کریں گے ذرّہ برابر بھی شرک نہ ہوگا شرک جلی بھی نہ ہوگا اور شرک خفی بھی نہ ہوگا۔ یعنی یہ اپنے نفس کی پیروی کرتے ہوئے لوگوں پر حکمرانی نہیں کریں گے بلکہ نفس کا تزکیہ کر چکے ہوں گے وہ اب خدائے واحد اور محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کی اتباع کریں گے۔ اُن ہی کے احکام پر عمل کرنا ان کا جینا ہوگا اور ان ہی کی اتباع میں اُن کا مرنا ہوگا۔ خدا۔ محمدؐ۔ آل محمدؐ ان تین ہستیوں کے علاوہ وہ نہ کسی کی اتباع کریں گے نہ بات مانیں گے اور نہ کسی کی خواہش پر عمل کریں گے احکام شریعت اسلام جاری کرنے میں اور مجرموں پر حد شرع جاری کرنے میں کسی قسم کا ان پر مخلوق سے خوف اور ہراس طاری نہ ہوگا جو لوگ ان حکمرانوں کی مخالفت کریں گے وہ مومن مسلمان نہ ہوں گے بلکہ فاسقین کا گروہ ہوگا۔ خدا۔ رسولؐ۔ آل رسولؐ اُن سے ناراض ہوں گے ان حکمرانوں کی صفات کو دوسرے مقام پر قرآن نے وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے ملاحظہ ہو۔

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ
هَوْنًا وَّ اِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا
سَلٰمًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا
وَّقِيَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ
عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ ۖ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ
غَرَامًا ۝ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّ
مُقَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِ
فُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ
قَوَامًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ
اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ
الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ۝
وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا ۙ
يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَ
يَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ۝ اِلَّا مَنْ تَابَ
وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ
يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ۭ وَ
كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝ وَمَنْ تَابَ
وَعَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ
مَتَابًا ۝ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ ۙ
وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۝
وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ
يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۝ وَالَّذِيْنَ
يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّ
يّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ
اِمَامًا ۝ سورہ فرقان پ۱۹ آیت ۶۳ تا ۷۴

اور بندے (حکمراں) رحمٰن کے وہ ہیں جو زمین پر نرمی سے چلتے ہیں کسی مخلوق خدا انسان اور غیر انسان کو ناحق تکلیف نہیں دیتے اور بیماروں کی طرح زمین پر آہستہ آہستہ قدم نہیں رکھتے بلکہ مطلب یہ ہے کہ اُن کی چال متکبرانہ اور مغرورانہ نہیں ہوتی اور جب جاہل یعنی خدا۔ رسولؐ۔ آل رسول کے مخالف ان سے جھگڑا کرتے ہیں تو وہ اُن سے لڑتے نہیں بلکہ ان کے سلامتی کے کلمات کہتے اور دعا کرتے ہیں۔ اور رات کو وہ قیام اور سجدۂ خدا (تہجد) میں بسر کرتے ہیں اور ان لوگوں کی ہر وقت یہی دعا ہوتی ہے۔ ہمارے رب دوزخ کا عذاب ہم سے ہٹائے رکھنا بیشک دوزخ کا عذاب چمٹنے والا ہے اور وہ بُری جگہ ہے اور یہ لوگ اخراجات میں اسراف نہیں کرتے نہ زیادہ خرچ کرتے ہیں اور نہ تنگی کرتے ہیں۔ بلکہ وہ بین بین رہتے ہیں اور وہ لوگ اللہ کے سوا کسی کو نہیں جھکتے یہاں تک اپنی نفسانی خواہشات کو بھی نہیں جھکتے۔ اور وہ لوگوں کو قتل (جنگ) نہیں کرتے مگر جب ان کا قتل (جنگ) حق ہو تو قتل کرتے ہیں اور نہ وہ زنا کے نزدیک جاتے ہیں اور جو یہ کام ناحق قتل اور زنا (بدکاری) کرے گا وہ گناہ گار ہے اُس کو دوگن عذاب دیں گے اور قیامت کے دن

وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہے
گا۔ مگر یہ لوگ اگر توبہ کریں اعمال صالح
کریں تو اللہ تعالیٰ بدل دے گا اُن کی
بُرائیوں کو نیکیوں سے اور اللہ تعالیٰ بخشنے
والا مہربان ہے اور جس نے توبہ کی اور عمل
صالح کئے پس وہ اللہ کی طرف لوٹ آیا۔
قرب خدا بہترین ٹھکانہ ہے اور وہ لوگ
نہ جھوٹی گواہی دیتے ہیں نہ جھوٹے کاموں
میں شرکت کرتے ہیں۔ اور جب وہ کھیل تماشے
راگ رنگ ناچ گانے وغیرہ لغویات
افعال کے پاس سے گذرتے ہیں تو ان کی
طرف نظر نہیں کرتے بلکہ شریفانہ اور
بزرگانہ کردار سے سر جھکائے خاموشی
سے گذر جاتے ہیں اور جب اُن کے سامنے
ان کے رب کی آیات کا ذکر ہوتا ہے
تو وہ اندھے بہرے ہو کر اُن کو سجدہ کے
لئے نہیں گرتے بلکہ عرفان حاصل کرنے کے
بعد وہ دعا کرتے ہیں ہمارے رب ہماری
بیویاں تیری اور تیرے رسولؐ کی فرمانبردار
ہوں وہ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت
کریں اور ہماری اولاد بھی ہماری آنکھیں ٹھنڈی
رہیں ہم اہل ایمان صاحبان تقویٰ مسلمانوں
کے حاکم ہوں۔

تمام عالم اسلام کا اتفاق ہے مندرجہ بالا آیات خاص ہیں۔ جناب فاطمہ۔ علی۔
حسن۔ حسین۔ علی۔ محمد۔ جعفر۔ موسیٰ۔ علی۔ محمد۔ علی۔ حسن۔ القائم مہدی علیہم السلام کے لئے

اورعام ہیں تا قیامت غیبت امام سے لے کر ظہور امام تک اسلامی حکومت کے حکمرانوں کے لئے ہیں دونوں آیات ظاہر کر رہی ہیں۔ عقیدہ اثنا عشریہ امامیہ دین اسلام میں غیبت امام میں جب اسلامی حکومت قائم کی جائے گی تو حکمران ان اوصاف کا حامل ہوگا جو قرآن میں ان آیات میں بیان ہوئی ہیں۔

۱۔ مومن کامل ہو۔

۲۔ تمام اعمال صالح پر عامل ہو۔

۳۔ ہر امر میں متبع رسولؐ ہو۔

۴۔ خداوند کریم کے مقرر کردہ دین مرتضےٰ کا پیرو ہو۔

۵۔ دین مرتضےٰ کی جڑیں خشکی اور تری میں مضبوط کرے۔

۶۔ احکام شریعت اسلامیہ نافذ کرنے کے لئے کافر۔ مشرک۔ منافق۔ فاجر۔ فاسق۔ دشمن خدا۔ رسول۔ آل رسول سے خائف نہ ہو دشمنان خدا رسول شریعت۔ آل۔ کو ختم کر کے خدا ان کے خوف کو امن میں بدل دے گا۔

۷۔ دنیا میں قدم رنجا لانے کے بعد اُن لوگوں نے خدا کے ساتھ شرک نہ کیا ہو جلی بھی اور خفی بھی۔ اپنی خواہشات کو بھی خدا نہ بنایا ہو۔

۸۔ اللہ کے غلام ہوں۔

۹۔ اُن کی چال تکبرانہ مغرورانہ نہ ہو۔

۱۰۔ وہ لوگ جو اُن کو بُرا کہیں گالیاں دیں بوجہ جہلالت اُن کی ذاتیات پر حملے کریں وہ ذاتی طور پر ذاتیات میں آ کر اُن کو کچھ نہ کہیں اُن سے سلام کریں اور اُن کی سلامتی کا انتظام کریں اُن کے راہ راست پر آنے کے لئے دعا کریں۔

۱۱۔ تمام رات خالق کے لئے قیام اور سجود کی حالت میں رہیں یعنی شب بیدار تہجد گزار ہوں۔

۱۲۔ اُن کی دعا ہو خالق اسلامی نظام کے نفاذ میں اگر کوتاہی ہو تو ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا یعنی کوتاہی کو معاف کرنا تحقیق وہ عذاب آنے والا ہے اور دوزخ بُرا ٹھکانہ ہے۔

۱۳۔ اور وہ لوگ اپنی ذات اور انتظام اسلامی حکومت میں اخراجات نہ حد سے بڑھکر کرتے ہیں نہ حد سے کم یعنی نہ زیادہ اور نہ تنگی کے ساتھ بلکہ بین بین رہتے ہیں۔

۱۴۔ اللہ کے سوا کسی ذات کی یہاں تک اپنی نفسانی خواہشوں کی بھی اتباع نہیں کرتے اور احکام شریعت اسلام کے نفاذ میں کسی غیر مسلم کی ہاں میں ہاں اور فاسق

فاجر۔ منافق کی بھی رائے پر عمل نہیں کرتے۔

۱۵۔ جو لوگ قرآن اور سنّت محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام میں واجب القتل ہوں۔ اُن کو قتل کرتے اور اُن ہی سے جنگ کرتے ہیں۔ بغیر نہ کسی کو قتل کریں نہ کسی ملک سے جنگ کریں۔

۱۶۔ اور نہ وہ لوگ زنا (بدکاری کے قریب جاتے ہیں کیوں کہ یہ بہت ہی بُرا جرم اور گناہ ہے خدا ایسے لوگوں کو دوگُنا عذاب دے گا اور ایسے گُناہ کرنے والے اسی لائق ہیں کہ وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں۔ ہاں کسی شخص کے قتل یا کسی ملک سے جنگ ہو گئی ہو یا اپنے گھر میں ایک ہی فرش پر سوئی ہوئی عورتوں میں بیوی کی جگہ نوکرانی سے جماع کر لیا ہو بعد میں معلوم ہو یعنی جماع کرتے وقت یہ میری بیوی نہیں تو دونوں صورتوں میں وہ رُو رُو کر نماز استغفار پڑھ کر توبہ کرے اور عمل صالح توبہ کے ساتھ کرے تو اُن کی اس بُرائی کو معاف کر دیا جائے گا۔

۱۷۔ وہ لوگ نہ جھوٹے۔ غلط کاموں میں شریک ہوں گے اور نہ جھوٹی شہادت دیں گے نہ لغو باتیں کریں گے۔

۱۸۔ وہ لوگ جیب۔ ہاکی۔ کرکٹ۔ والی بال۔ کبڈی۔ سینما۔ تماشہ۔ راگ رنگ ناچ گانا وغیرہ لغو محافل کے پاس سے نہ گذریں شامل ہونا تو درکنار اگر وہ جا رہے ہوں اور راستے میں کہیں ایسی محفل ہو تو اس میں شامل ہونا تو درکنار سر جھکا کر شریفانہ انداز میں بزرگوں کی طرح نظر پھیر کر گذر جائیں۔

۱۹۔ جب کوئی کافر۔ منافق۔ فاسق۔ فاجر اپنی حرکات فاجرانہ۔ فاسقانہ۔ منافقانہ۔ کافرانہ کے جواز میں آیات قرآنی پیش کرے تو وہ اُن آیات کو سُن کر اندھے بہرے لوگوں کی طرح سجدے میں نہیں گرتے یعنی ان کی ہاں میں ہاں نہیں ملاتے بلکہ خود غور فکر کرتے ہیں پھر اُن آیات پر عمل کرتے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

۲۰۔ وہ لوگ خدا سے یہ دعا کرتے ہیں کہ ہماری ازواج صحیح معنوں میں اور اولاد خدا اور محمدؐ و آل محمدؐ کی فرمانبردار ہو ان کے پابند شریعت اسلامیہ ہونے ہماری آنکھیں ٹھنڈی رہیں بیوی۔ اولاد دونوں فتنہ ہیں بیوی نے جدھر کہا شوہر چل پڑا اولاد

نے جو فعل کیا باپ نے محبت
پدری میں کچھ نہ کہا اس لئے یہ دونوں
ایسے ہوں جو اُس کو غلط راستے پر
نہ لے چلیں بلکہ اُن کے کردار سے
اُن کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں کیوں کہ
لوگوں نے ان کی اتباع اور اطاعت کرنی
ہے احکام شریعت اسلامیہ میں اور
ان لوگوں نے احکام شریعت اسلامیہ
کو ملک میں نافذ کرنا ہے ۔

ریاست اسلامیہ کے حکمراں میں بیان کردہ قرآن پاک کی مذکورہ شرائط کا پایا جانا لازمی ہے یعنی لازم ہے ہاتھ غلط نہ اُٹھے پاؤں لغزش نہ کھائے نظر غلط نہ دیکھے زبان لغو نہ بولے اور کان فضول نہ سُنیں دل دماغ ناحق امور کی انجام دہی نہ سوچے انسان کا اپنے تمام اعضائے جسم پر پورا پورا شریعت اسلامیہ کے تحت کنٹرول (حکومت) ہو اگر اپنے جسم پر ہی (کنٹرول) نہیں تو از روئے قرآن وسنت دیگر افراد انسانی کے جسموں پر حکومت کرنے کا حق نہیں رکھتا۔

رائے

ووٹ انگلش کا لفظ ہے جس کا معنی اظہار رائے ۔ یا پرچی ڈالنا انتخاب میں اور رائے ہندی زبان کا لفظ ہے ۔ اسلام میں رائے دینے کا حق ہے مگر ہر ایک کو نہیں جمہوری نظام میں بالغ رائے دہی کا طریق خلاف اسلام ہے کیوں کہ اسلام نو سال کی لڑکی اور پندرہ سال کے لڑکے کو بالغ قرار دیتا ہے اور جمہوری حکمرانوں نے سولہ سال کی لڑکی اور اٹھارہ سال کا لڑکا بالغ قرار دیا ہے پندرہ سولہ یا اٹھارہ سالہ کی رائے اور ایک ڈاکٹر۔ وکیل۔ بیرسٹر۔ عالم دین۔ پروفیسر۔ بزرگ کی رائے ایک جیسی نہیں ہے اور جمہوریت میں عالم دین۔ پروفیسر۔ بیرسٹر۔ وکیل بزرگ ۔ ۱۸ سالہ لڑکا یا اکیس سالہ مرد ان تمام کی رائے ۔ ووٹ جاہل ان پڑھ بے وقوف نتھو۔ فتو ایک ہی سطح پر شمار ہوتا ہے ۔ اسی لئے حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال نے فرمایا ہے ؎

جمہوریت اک طرز حکومت ہے کہ جس میں
بندوں کو گنا کرتے ہیں تولا نہیں جاتا

نہ رائے دینے والے کو تولا جاتا ہے کہ وہ کس معیار کا عقل کا فہم کا کردار کا مالک ہے

اور جس کو ووٹ دیا جا رہا ہے اُس امیدوار کو تولا جاتا ہے کہ وہ کس فہم و فراست اور تدبر کا مالک ہے جمہوریت میں تو ایک لائن میں وکیل۔ ڈاکٹر۔ پروفیسر۔ بیرسٹر۔ مفتی۔ محدث۔ عالم۔ پیر۔ مرشد۔ جاہل۔ ان پڑھ۔ باعمل۔ بے عمل۔ مومن۔ فاسق۔ فاجر۔ متقی۔ زاہد۔ پابند شریعت اسلامیہ اور غیر پابند شرع مرد۔ عورت سب کے سب ایک جیسے اور سب کی مرضی سب کی فکر، عقل، عظمت ایک جیسی سمجھی جاتی ہے حالانکہ قرآن میں ارشاد ہے اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقَاكُمْ تم میں سب سے زیادہ اللہ کے نزدیک قابل عزت وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے۔ مگر جمہوری طرز میں سب ایک ہیں اور یہ بھی مسلمہ امر ہے اٹھارہ سالہ یا اکیس سالہ مرد عورت بالغ ہیں مگر راشد نہیں جب وہ راشد نہیں تو ایک عالم کے برابر اُن کی رائے کیسی ہوسکتی ہے پھر جمہوریت میں جو اُمیدوار ہے اگر وہ بے سمجھ نالائق۔ ظالم۔ فاسق۔ فاجر ہے اور اکثریت سے ووٹ دیدیا تو وہ کامیاب اب وہ کیا حکومت کرے گا۔ اور عوام کو کیا انصاف دے گا۔ جس کا نتیجہ انقلاب ہے اور آئے دن اس جمہوریت کے انقلاب دُنیا میں مختلف ملکوں میں ہو رہے ہیں اور بنائے ہوئے آئین ٹوٹتے بنتے رہتے ہیں لہٰذا اس طرز جمہوریت اور بالغ رائے دہی کا قرآن اور سُنت محمدؐ و آل محمدؐ میں کہیں وجود نہیں ہے اور اس طرز کی حکومت نہ اسلامی حکومت ہے۔

بیعت اور ووٹ ایک نہیں

کہا جاتا ہے اسلام ووٹ کا قائل نہیں بیعت کا قائل ہے ووٹ اور بیعت ایک ہے لہٰذا اسلام میں ووٹ ہے۔ یہ غلط ہے ووٹ کی تشریح تو بیان کر دی ہے جو آج مسلم اور غیر مسلم جمہوری ملکوں میں رائج ہے اب یہاں صرف بیعت کا ذکر کرتے ہیں۔

بیعت البیعت اسم البایعہ۔ یہ ہے مبایعت کا نام اور مبایعت ہے بروزن مفاعلہ جیسے مصافحہ، معانقہ، مقاتلہ، مقابلہ، مناظرہ اس کا باب ہے مفاعلہ جب کوئی لفظ اس باب سے ہو تو وہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوتا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہوتا ہے جیسے مصافحہ ایک آدمی سے نہیں وقوع پذیر ہوگا بلکہ دو آدمیوں سے ظاہر ہوگا ایسے ہی مقابلہ یہ فعل ایک آدمی سے صادر نہیں ہوگا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہوگا اسی طرح مبایعہ یہ بھی ایک آدمی سے صادر نہیں ہوگا بلکہ دو آدمیوں سے صادر ہوگا۔ اس مبایعہ کا نام ہے بیعت۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِذَا جَآءَكَ الْمُؤْمِنٰتُ
يُبَايِعْنَكَ عَلٰٓى اَنْ لَّا يُشْرِكْنَ بِاللّٰهِ
شَيْـًٔا وَّلَا يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِيْنَ وَلَا
يَقْتُلْنَ اَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَاْتِيْنَ بِبُهْتَانٍ
يَّفْتَرِيْنَهٗ بَيْنَ اَيْدِيْهِنَّ وَاَرْجُلِهِنَّ
وَلَا يَعْصِيْنَكَ فِيْ مَعْرُوْفٍ فَبَايِعْهُنَّ
وَاسْتَغْفِرْ لَهُنَّ اللّٰهَ اِنَّ
اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ سورہ الممتحنة
پ ۲۸

اے نبی جب تیرے پاس مومنہ عورتیں بیعت
کرنے کو آئیں اس امر پر کہ وہ اللہ کے ساتھ
شرک نہ کریں۔ چوری۔ زنا۔ اولاد کا قتل نہ
کریں اور کسی مومن مرد عورت پر بہتان نہ
لگائیں اور ہاتھ پاؤں باندھ کر غلط جھوٹی
بات گواہی نہ دیں۔ اور تیری نافرمانی نہ
کریں۔ غرضیکہ جب تمام ہاتھ کان پاؤں
زبان دل دماغ فکر حرکات تجھ کو بیچ دیں
تو اُن کو بیعت کرے اور اللہ سے ان کی
مغفرت کرنا اللہ بخش دے گا۔

ایک بیعت کرنے والا اور ایک بیعت لینے والا۔ مصدر ہے بیعت کا بیع جس کا معنی ہے بیچنا اب بیعت کرنے والا اور بیعت لینے والا۔ وہ بھی کچھ بیچ رہا ہے اور یہ بھی کچھ بیچ رہا ہے۔ بیعت کرنے والے نے جو بیچا وہ ملکیت ہو گیا بیعت لینے والے کی اور جو بیعت لینے والے نے بیچا وہ ملکیّت ہو گیا بیعت کرنے والے کی۔ اس معاہدہ کا نام ہے بیعت جب دونوں فریق میں یہ معاہدہ ہو گیا تو اصطلاح اسلام اور قرآن میں ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر اقرار کرنا معاہدہ کی تکمیل کی سند ہے۔ لہٰذا بیعت کرنے والا اپنے ہاتھ پاؤں آنکھ۔ زبان۔ دل۔ دماغ غرضیکہ کل جسم اور جان بیعت لینے والے کے ہاتھ میں بیچ دیتا ہے۔ اب جو اختیارات اُس کو اپنے جسم وجان پر تھے وہ سلب ہو گئے اور وہ ہی اختیارات بیعت لینے والے کے ہو گئے لہٰذا بیعت نام ہے اپنے جسم وجان کے بیچ دینے کا واضح ہو کہ جسم وجان خدا کی ملکیّت ہیں انسان ملکیت خدا کو کسی غیر کے ہاتھ فروخت نہیں کر سکتا اسی لئے تمام دنیا کی موتوں میں خودکشی جرم ہے کیوں کہ جسم وجان ملکیت خدا ہیں وہ جب چاہے لے انسان خود اپنی مرضی سے جسم وجان کو بیچے یا قتل کرے تو جرم ہے ناقابل معافی لہٰذا اگر اپنے آپ کو بیچے یعنی بیعت کرے تو اللہ کے ہاتھ میں یا اس ہاتھ میں جس کو اللہ کہے یہ میرا ہاتھ ہے اب جو آدمی بیعت کرے گا تو اللہ کی یا اُس کی جس کو اللہ نے اپنا ہاتھ کہا ہے ملاحظہ ہو قرآن میں اللہ نے جس کو اپنا ہاتھ فرمایا ہے۔

یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْہِمْ سورۃ فتح | اوپر ہے اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے۔
جب رسول پاکؐ بیعت لے رہے تھے تو نیچے لوگوں کا ہاتھ ہوتا اوپر سرکار رسالت کا ہاتھ ہوتا لہذا قرآن نے محمدؐ مصطفٰے کے ہاتھ کو اللہ کا ہاتھ فرمایا ہے اور وصی ترجمان زبان نے آل محمدؐ کے متعلق فرمایا ہے اَوَّلُنَا مُحَمَّدٌ وَّ آخِرُنَا مُحَمَّدٌ وَّ اَوْسَطُنَا مُحَمَّدٌ وَّ کُلُّنَا مُحَمَّدٌ نَحْنُ وَجْہُ اللّٰہِ وَنَحْنُ یَدُ اللّٰہِ ہمارا اول محمدؐ ہے ہمارا آخر محمدؐ ہے ہمارا درمیانہ محمدؐ ہے ہم سب کے سب محمدؐ ہیں۔ ہم وجہ اللہ ہیں ہم اللہ کا ہاتھ ہیں۔ لہذا اب اسلام میں بیعت ہوسکتی تو محمدؐ مصطفٰے کے ہاتھ پر یا ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے ہاتھ پر ان کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کرنا یعنی اپنے آپ کو بیچنا انتہائی نا قابل معافی جرم ہے لہذا اب معلوم ہوگیا کہ ووٹ اور بیعت میں ایمان و کفر کا فرق ہے ووٹ جس کے معنٰی رائے ہے اور جس کو چاہے دے سکتا ہے مگر بیعت کسی کی نہیں کرسکتا لہذا ووٹ اور بیعت کا نہ معنٰی ایک ہے اور نہ استعمال ایک ہے یہ دونوں الگ الگ ہیں اور ان کا استعمال بھی الگ الگ ہے۔

اسلامی حکومت کے حکمران کا انتخاب

اسلامی سربراہ مملکت کا چناؤ کس طریق پر ہے۔ تو اس کا طریق ہے علمائے کرام پر جن کو اہل خیرہ کہا جاتا ہے علماء ہی ایک وہ گروہ ہے جو صاحب فکر۔ دانش۔ غور۔ عقل اور ناشران شریعت محمدیہ ہیں اور علوم محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام کے حامل حافظ ہیں۔ عالم اگر قائم ہے تو دنیا امن و امان کے ساتھ قائم ہے۔ اگر عالم قائم نہ رہا تو دنیا میں امن و امان نہ رہا۔ قرآن نے علمائے کرام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے۔

وَمَا کَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِیَنْفِرُوْا کَآفَّۃً ط فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ کُلِّ فِرْقَۃٍ مِّنْہُمْ طَآئِفَۃٌ لِّیَتَفَقَّہُوْا فِی الدِّیْنِ وَلِیُنْذِرُوْا قَوْمَہُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَیْہِمْ لَعَلَّہُمْ یَحْذَرُوْنَ ۵

سورہ توبہ پ ۱۱

اور ایسا نہیں کہ تمام کے تمام مومنین اپنے اپنے گھروں سے نکل پڑیں سب مل کرکے۔ پس کیوں ایسا نہیں کرتے کہ ہر فرقہ یعنی بستی۔ محلہ۔ جماعت۔ گروہ خاندان۔ قبیلہ شہر سے ایک ایک آدمی یا پارٹی نکل آئے اور علم دین حاصل کرکے تفقہ فی

دین کریں پھر واپس آکر اپنے شہر۔ بستی ۔ محلہ ۔ قبیلہ ۔ خاندان قوم کو احکام شریعت اسلامیہ سے خبردار کریں تاکہ وہ عذاب خدا سے ڈرتے رہیں ۔

آیت صاف بتلا رہی ہے کہ تمام انسانی معاشرہ علم دین حاصل کر کے محدث ۔ منتق علامہ ۔ مجتہد نہیں بن سکتا بلکہ ہر برادری سے قبیلہ سے چند افراد کی پارٹی نکل کر تعلیم قرآن وسنت محمدؐ وآل محمدؐ حاصل کرے پھر وہ واپس آکر اپنی برادری ۔ قوم قبیلہ کو احکام شریعت محمدیہ بتائے وہ اُن پر عمل کریں اور خدا رسولؐ کی ناراضی سے عذاب سے بچیں یہ لوگ جن کو قرآن پاک تعلیم دین حاصل کرنے کے بعد تفقہ فی الدین کی ڈگری دے رہا ہے یہی لوگ اس قابل ہیں کہ غیبت امام میں اسلامی حکومت کے سربراہ کا انتخاب کریں ۔ ان میں بھی کالی بھیڑیں شامل ہو جاتی ہیں خود ارشاد خداوندی ہے ۔

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْأَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَأْكُلُونَ أَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۗ وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُم بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝ سورہ توبہ پ

اے صاحبان ایمان بیشک بہت سے عالم اور سجادہ نشین ۔ خانقاہ نشین درویش ۔ شیخ ۔ مشائخ کھاتے رہے اور کھا رہے ہیں کھاتے رہیں گے لوگوں سے مال باطل طریقوں سے اور روکتے ہیں دین حق سے اور وہ روساء بھی جو سونے چاندی کے ذخائر رکھتے ہیں ۔ مگر خدا کی راہ میں خرچ نہیں کرتے اُن کو دردناک عذاب ہوگا ۔

یہ آیت بھی ثابت کر رہی ہے کہ علمائے کرام اور مشائخ حضرات میں اکثریت اُن کی ہے جو لوگوں کا مال غلط ناجائز خلاف شرع ہضم کرتے ہیں اور سرمایہ دار طبقہ بھی اُن علما کے ساتھ ہے وہ بھی خدا کی راہ میں تو خرچ نہیں کرتے بلکہ ان علما کے طرفدار ہیں اور یہ علما اور مشائخ ٹکے بٹورنے کے لئے لوگوں کو اُن کی مرضی کے مطابق مسائل بتاتے ہیں اور ان مسائل کو شریعت محمدیہ کا نام دیتے ہیں حالانکہ وہ مسائل شریعت محمدیؐ سے دور کا بھی تعلق نہیں رکھتے بلکہ ان علما اور مشائخ ہوائے نفس عوام کی مرضی کے مطابق تیار کئے ہیں ۔ اور اپنی

ریاست۔ سیادت برقرار رکھنے کے لئے لوگوں کو صحیح شریعت اسلامیہ سے آگاہ نہ کیا بلکہ اپنی بتائی ہوئی شریعت پر لگادیا اور شریعت محمدؐیہ دین کبریا سے ان کو دور کردیا وفات رسول پاکؐ سے لے کر آج تک اسلامی سربراہوں کے ساتھ ایسے ہی علماء اور مشائخ کی جماعت رہی جنہوں نے سربراہ کو خوش کرنے کے لئے اس کی مرضی سے مسائل تیار کر کے اُن کو شریعت اسلامیہ کا نام دیا اور روپیہ کمایا اپنی سرداری قائم رکھی وفات رسولؐ کے بعد صرف حکومت حضرت علیؑ اور حضرت امام حسنؑ یہ دو حکومتیں ہی ایسی گذری ہیں جن کو صحیح معنوں اسلامی حکومت کہا جاتا ہے ورنہ کوئی ملک ہو اور کوئی حکمران وہ اسلامی حکومت قائم نہ کرسکے اور نہ اُن کو اسلامی حکومت کہا جاتا ہے اور یہ بھی یاد رہے آیت اوّل میں جو علمائے تفقہ فی الدین بیان کئے گئے وہ مدارس دینیہ کے فارغ التحصیل صاحب سند۔ مسجد کے ملاں۔ خطیب مدرس۔ مفتی محدث مراد نہیں کیوں کہ یہی آیت ثانیہ کے مطابق کالی بھیڑیں ہیں جن کے بارے حکیم الامت علامہ ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے ؎

دین ملاں فی سبیل اللہ فساد

بلکہ یہ وہ علماء مراد ہیں جو تفقہ فی الدین رکھتے ہوں مسجد کے ملاں ہوں یا نہ مدرس ہوں یا نہ کسی دینی مدرسہ کے فارغ التحصیل ہوں یا نہ مفتی اور محدث ہوں یا نہ بلکہ وہ عالم ہوں اور اپنے نفس کا تزکیہ رکھتے خوف خدا ان پر سوار ہو ایسے لوگ درویش۔ مشائخ عالم دین کہلانے کے حقدار ہیں ملاحظہ ہو فرمان خداوندی۔

اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ غَفُوْرٌ ۝ سورہ فاطر پ ۲۲	بیشک اللہ سے ڈرتے ہیں خشیت رکھتے ہیں انسانوں میں سے صرف وہ ہی جو علماء ہیں تحقیق زبردست غلبے والا اور مغفرت والا ہے۔

آیت نے بتلایا علماء وہ ہیں جن پر خشیہ کبریا ہر لمحہ طاری ہے اُن کا بند بند کانپتا ہے آنکھ میں آنسو رہتے ہیں خوف خدا سے یہ روپیہ کے لالچ میں نہیں آتے موت کی دھمکی سے گھبرا کر خوف تلوار سے ظالم اور جابر کے سامنے نہیں جھکتے بلکہ ان کا سب سے بڑا جہاد سلطان جابر کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے یہ دُنیا کے پیچھے نہیں بلکہ دُنیا ان کے پیچھے بھاگتی ہے ایسے علماء درویش۔ شیخ ہر برادری قبیلہ۔ خاندان قوم میں موجود ہیں یہ سب

اپنے میں سے اُس ہستی کا انتخاب کرنے کے حقدار ہیں جو ان سب میں اعلیٰ اور افضل ہے علم دین اور اتباع رسولؐ میں اور ایسے افراد کو اپنے میں ہر برادری قبیلہ جانتا ہے تمام ملک میں اسلامی سربراہ کے لئے گروہ رائے دینے کا حق رکھتا ہے امام زمانہ نے غیبت کبریٰ میں جانے کے لئے سائل کو اپنے بعد اپنے اپنے علاقے محلہ۔ برادری۔ خاندان قبیلہ کا ممبران الفاظ میں دیا ہے۔

اِنَّمَا عُلَمَائِیْ حُجَّۃٌ عَلَیْکُمْ وَ اَنَا عَلَی الْعُلَمَا حُجَّۃُ اللّٰہِ (احتجاج طبرسی)

بیشک میرے علماء تم پر حجت ہیں اور میں علماء کے اوپر اللہ کی حجت ہوں۔

حضرت امام حسن عسکری سے سوال کیا گیا۔ حضور یہ فرمایئے اسلامی حکومت کا سربراہ تو تو ہے معصوم اولی الامر۔ امام۔ مگر جب امام نہ ہو غیبت میں ہو تو عوام اب اپنا سربراہ۔ حاکم۔ پیشوا کس کو بنائیں۔ تو امام نے فرمایا تمام علماء۔ فقہا مل کر اپنے میں اُس ہستی کا انتخاب کریں جو اُس میں سے اپنے نفس پر پورا پورا کنٹرول رکھتا ہو خوف خدا اس پر چھایا ہوا اور اپنے مولا۔ خدا۔ رسولؐ۔ امام کی ہر امر دینی اور دنیاوی میں وہ اتباع کر رہا ہو پس عوام کے لئے لازم ہے فَلِلْعَوَامِ اَنْ یُّقَلِّدُوْہُ پس لوگ اُس کو اپنا سربراہ بنائیں اور اس کی اتباع کریں۔ یہ ہے اسلام میں سربراہ قائم کرنے کا طریق جو قرآن نے بیان فرمایا ہے۔ اسی منتخب شدہ ہستی کو شیعہ اثنا عشریہ نے مجتہد اعظم کا نام دیا ہے ایت اللہی کہا گیا ہے اور مرجع الخلائق بھی اسی کو اسلامی حکومت کا سربراہ ہونے کا اسلام میں حق ہے۔

اسلامی حکومت میں مجلس مشاورت

اسلامی حکومت میں۔ دو جماعتیں۔ حزب اقتدار اور حزب اختلاف نہیں ہوتیں یہ جماعتیں نظام جمہوری میں ہوتی ہیں۔ حزب اختلاف کا مقصد۔ برسر اقتدار جماعت کے اموری منصوبوں پر شدید مخالفت کے پس پردہ تنقید کرنا ہوتا ہے اور جیسے ہی موقع ہاتھ آئے عدم اعتماد یا کسی اور صورت میں اقتدار سے ٹانگ کھینچ لینا ہوتا ہے۔ حضور سرکار دو عالم کی حیات طیبہ میں حزب اختلاف نہیں تھا اگر تھا تو اُس کو قرآن سے منافقین کا نام دیا ہے سربراہ مملکت خود عنانِ حکومت ہاتھ میں لے یا کسی ہستی کو اقتدار کی کرسی پر بٹھا کر خود اُس کی سرپرستی۔ نگرانی کرے یہ اُس کی مرضی ہے گورنر۔ وزراء غرضیکہ انتظامی ڈھانچہ

وہ خود تیار کرے گا جیسا حضور سرکار رسالت مآبؐ خود فرمایا کرتے تھے۔ اسلامی حکومت میں پارلیمنٹ ۔ اسمبلی وغیرہ نہیں ہوا کرتی یہ تو ہوتی ہیں آئین بنانے کے لئے یا آئین میں وقتاً فوقتاً ترمیم کرنے کے لئے اسلامی حکومت میں آئین تو خالق کائنات نے قرآن کی صورت میں دے رکھا ہے نہ اس میں زیادتی کی جاسکتی ہے اور نہ کمی یا کسی حکم کی منسوخی کی جاسکتی ہے بلکہ ایسا کرنا کفر ہے بلکہ اسلامی حکومت میں تو آئین کبریا کو نافذ کرنا ہے اسی لئے قران پر سربراہ مملکت کا پوری طرح سے عبور حاصل ہونا اور اس کی تشریحات یعنی شریعت اور فقہ ۔ حدیث پر عبور ہونا لازمی ہے ۔ سربراہ مملکت کے لئے تمام شہروں ۔ قصبوں ۔ قبائل خاندانوں صوبوں سے ایسی مقتدر ہستیوں کا جو سربراہ کا انتخاب کر رہی ہیں صاحبان علم دین وعرفان کا ایک مجلس مشاورت کی صورت میں موجود ہونا لازمی ہے جو سربراہ مملکت کو اسلامی قوانین کے نفاذ میں مدد کرے تاکہ قرآن وسنت کا صحیح نفاذ ہو سربراہ مملکت پانچ ۔ دس جیسا بہتر خیال کرے اپنے معاون حضرات رکھ سکتا ہے جو اس کے ساتھ ساتھ تعمیری امور میں معاونت کریں۔

نظام مرتضےٰ

جناب سرکار دو عالم محمدؐ مصطفےٰ احمد مجتبےٰ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عالم خاک سے عالم نور کی طرف تشریف لے جانے کے بعد تین حکومتیں یکے بعد دیگرے وجود میں آئیں ۔ خلافت حضرت ابوبکر ۔ عمر ۔ عثمان ان حکومتوں نے چند ایک نئے اصول تیار کئے اور قانون بنائے مثلاً اکثریت صحابہ ایک مسئلہ پر اتفاق کر جائے اور اجماع صحابہ کے خلاف آیت موجود ہو قرآن میں تو آیت کو منسوخ سمجھا جائے گا اور اجماع صحابہ کو حق (اصول کرخی) اصول ۲۸ جیسا کہ صحابہ نے اجماع کیا کہ اولاد رسولؐ اور علیؑ کو خمس نہیں دیا جائے اور قرآن میں دسواں پارہ پہلی خمس کو ادا کرنا مال غنیمت سے ثابت کر رہی ہے لہٰذا اجماع صحابہ حق اور آیت منسوخ سمجھی جائے گی ۔ اور ایسے ہی حضرت عمر ابن خطاب نے اپنی خلافت میں خطبۂ جمعہ میں اعلان فرمایا ۔

مُتْعَتَانِ کَانَتَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَاَنَا اَنْھٰی عَنْھُمَا وَاُعَاقِبُ عَلَیْھِمَا	عہد رسول پاکؐ میں دو متعہ تھے جن پر بحکم رسولؐ عمل ہو رہا تھا اور میں اُن

مُتْعَۃَ الْحَجّ وَمُتْعَۃَ النِّسَآءِ
احکام القرآن جلد اوّل ص۳۴۲ وعلی نقی
کنز العمال جلد ہشتم ص۲۹۳ بیہقی جلد ہفتم ص۲۰۶

دونوں کو حرام کرتا ہوں اور جو اُن کو ادا کرے گا اُس کو سزا دوں گا۔

اَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ ھٰذَا الرَّسُولُ وَالْقُرْاٰنُ ھٰذَا الْقُرْاٰنُ وَاَنَّھُمَا کَانَتَا عَلٰی عَھْدِ رَسُولِ اللّٰہِ وَاَنَا اَنْھٰی عَنْھُمَا وَ اعاقِبُ عَلَیْھِمَا اِحْدٰی ھُمَا مُتْعَۃُ النِّسَآءِ وَلَا اَقْدِرُ عَلٰی رَجُلٍ تَزَوَّجَ اِمْرَاَۃً اِلٰی اَجَلٍ اِلَّا غَیَّبْتُہٗ بِالْحِجَارَۃِ وَالْاُخْرٰی مُتْعَۃُ الْحَجِّ
سنن بیہقی جلد ہفتم ص۲۰۶

بیشک رسول اللہ نے جو یہ رسول محمد صلعم ہے اور قرآن نے جو یہ قرآن تحقیق ان دو چیزوں کو عہد رسولؐ میں جاری وساری کیا اور میں ان دونوں کو روکتا ہوں اور ان پر جو ادا کرے گا سزا دوں گا اور میں اس کو برداشت نہیں کرتا کوئی مرد عورت سے کچھ مدت کے لئے نکاح کرے اگر کسی نے ایسا کیا تو اس کو سنگسار کروں گا اور دوسرا متعہ الحج ہے۔

حالانکہ قرآن نے متعہ الحج کے لئے فرمایا ہے وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ لِلّٰہِ حج اور عمرہ کو برائے خدا تمام کرو فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِہٖ مِنْھُنَّ فَاٰتُوْھُنَّ اُجُوْرَھُنَّ فَرِیْضَۃً پ۵ سورہ نساء پس جن عورتوں سے تم متعہ کرو اُن کے حقوق (مہر) وغیرہ ادا کرو واجب ہے ایسے دورِ عثمان میں اذانِ ثانی کا اجرا اور قرآن کی نزدل ترتیب کو ختم کرکے موجودہ ترتیب قائم کرنا۔ حضرت ابوبکر کو سقیفہ میں منتخب کرنا اور حضرت ابوبکر کا عمر کو ولی عہد مقرر کرنا اور حضرت عمر کا شوریٰ قائم کرنا برائے عثمان وغیرہ وغیرہ نئے نئے قوانین وجود میں آئے جو آج تک اسلام کے نام سے دُنیا میں جاری ہیں حالانکہ صحابہ کی حرکات جزو اسلام نہیں بلکہ صحابہ پیروکاران محمدؐ وآل محمد علیہم السلام تھے اُن کو قانون بنانے کا اور ترمیم کرنے کا حق نہیں تھا۔ یہی وجہ ہے اسلام کا شیرازہ منتشر ہوا۔ بوقت قتل عثمان پر آئی اور بعد جناب امام حسن علیہ السلام میں ملوکیت آ گئی لہٰذا آج تاریخ کے صفحات میں نہ حضرت ابوبکر۔ عمر۔ عثمان کا جاری کردہ اسلام نظام ہے نہ اس کا وجود دیگر شور ہے کہ خلافت راشدہ کا نظام جاری کرو یہ مسلمان نہیں کہتے خدا کا بنایا ہوا اور رسول اعظم کا لایا ہوا نظام جاری کرو۔ خدا۔ رسولؐ سے محبت

نہیں حلیفوں سے ہے اور جبکہ اسلام میں دو عظیم جماعتیں ہیں۔ سُنّی۔ شیعہ اور حضرت ابوبکرؓ۔ عمرؓ۔ عثمانؓ سے اختلاف ہے تاریخ کو بھی اور شیعہ کو بھی اُن کا جاری کردہ کوئی دستور ہے۔ حضرت علیؑ وہ ہستی ہے جس کو سُنّی۔ شیعہ دونوں مانتے ہیں لہٰذا عالم اسلام میں اتفاق ہے اسلامی حکومتوں کے لئے آئین جاری کرنے کے لئے قرآن اور بنایا ہوا۔ افسران مملکت کے لئے دستور جناب علیؑ کا جو نہج البلاغہ کے صفحات پر آج تک موجود ہے۔

علیؑ کی گورنمنٹ

قرآن پاک کتب الہامیہ میں صرف واحد کتاب ہے۔ جس کو اہل دُنیا نے بدلا نہیں جس طرح جناب خاتم الانبیاء محمدؐ مصطفٰے پر یہ کتاب نازل ہوئی اور جو الفاظ زبانِ وحی ربانی۔ محبوب سبحانی سے نکلے جوں کے توں اُسی نوک پلک زیر۔ زبر۔ پیش اور شد مد کے ساتھ محفوظ ہیں آج چودہ سو سال ۱۴۰۰ کا عرصہ گذر رہا ہے۔ تمام اقوام عالم کے پاس اپنی اپنی کتب سماوی موجود ہیں مگر اُن الفاظ میں نہیں جن میں اُن کا نزول ہوا بلکہ تراجم کی صورت میں اور اصلی نسخہ لاپتہ ہے تراجم زبان در زبان جب گئے تو اصلیت نہ رہی ایک مسلمانوں کی کتاب قرآن ہے۔ انگلش۔ چینی۔ روسی۔ ترکی۔ فارسی۔ ہندی۔ سنسکرت۔ گجراتی۔ لاطینی۔ افریقی۔ اُردو۔ پنجابی۔ جرمنی وغیرہ دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ ہے مگر صفحہ کے دو حصے ہیں۔ ایک حصہ پر اصل قرآن کی عربی عبارت اور دوسرے حصہ پر ترجمہ جس زبان میں بھی ہو رہا ہے موجود ہے تاکہ دیکھنے والا اصل عبارت قرآن کو بھی دیکھے اور ترجمہ کو بھی اگر ترجمہ میں کہیں شک ہو جائے تو اصل عبارت میں خود غور کرے اور مقصد حاصل کرے خود قرآن نے بھی یہی اعلان بار بار کیا ہے فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الْاَبْصَار پس اے صاحبانِ بصیرت غور کرو۔ لَعَلَّکُمْ تَعْقِلُوْنَ صاحبان عقل شاید تم امورِ قرآن میں عقل سے کام لو۔ قرآن صبح و شام ہر لمحہ خطۂ ارضی پر برائے عبادت اور خیر و برکت کے لئے پڑھا جا رہا ہے ایک منٹ میں چالیس کروڑ بار یہ کتاب پڑھی جا رہی ہے۔ مسلم اور غیر مسلم دونوں بلکہ غیر مسلم اقوام نیویارک ریاستہائے متحدہ امریکہ ہنگری ٹوکیو وغیرہ مقامات پر سائنس دان آیات قرآنیہ کے مفہوم و مطالب پر تحقیقات

کر رہے ہیں اور انہوں نے بہت کچھ حاصل کیا اور کریں گے۔

قرآن پاک کا رہتی دنیا تک کے لئے یہ چیلنج بھی ہے وَاِنْ كُنْتُمْ فِىْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ اگر تم کو شک ہوا اس میں جو ہم نے کتاب الفاظ۔ مفہوم۔ مطالب اپنے بندے پر نازل کئے ہیں تو تم اس جیسی کوئی ایک سورة بناؤ۔ آج تک کسی قوم نے نہ بنائی اور قیامت تک نہ کوئی بنائے گا۔ دوسرا دعویٰ اس کتاب کا ہے لَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِىْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ٥ نہیں کوئی تر اور خشک شے جس کا علم اس کتاب مبین میں نہیں۔ علماء نے اس کی تفاسیر معانی مطالب بیان کئے۔ مگر اس بحر علم میں جو بھی غوطہ زن ہوا وہ پہلے سے نرالے اور زیادہ علم کے موتی لے کر آیا قرآن میں ایک چھوٹی سی سورت ہے جس کا نام ہے سورہ توحید اُس کی ایک بار کی تلاوت کا ثواب برابر ہے دس پاروں کے دو بار کا ثواب برابر ہے بیس پاروں کے اور تین بار کا ثواب ہے پورے قرآن کے برابر اب دیکھئے عظمت علیؑ عزت علیؑ شوکت علی اور مقام علیؑ قال قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ اَخْبَرَنِىْ جِبْرَئِيْلُ اَنَّهٗ قَالَ لِىْ مَثَلُ حُبِّ عَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ مَثَلُ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فِى الْقُرْاٰنِ فَمَنْ قَرَاَهَا مَرَّةً وَّاحِدَةً كَانَ لَهٗ ثَوَابُ ثُلُثِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَاَهَا مَرَّتَيْنِ كَانَ لَهٗ ثَوَابُ ثُلُثَىِ الْقُرْاٰنِ وَمَنْ قَرَاَهَا ثُلُثًا كَانَ لَهٗ ثَوَابُ قَرَاءَ الْقُرْاٰنِ كُلِّهٖ وَكَذَا حُبُّ عَلِىِّ بْنِ اَبِىْ طَالِبٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَمَنْ اَحَبَّهٗ بِلِسَانِهٖ كَانَ لَهٗ ثَوَابُ ثُلُثِ اُمَّتِكَ وَمَنْ اَحَبَّهٗ بِلِسَانِهٖ وَقَلْبِهٖ كَانَ لَهٗ ثَوَابُ ثُلُثَىِ اُمَّتِكَ وَمَنْ اَحَبَّهٗ بِلِسَانِهٖ وَقَلْبِهٖ وَعَمَلِهٖ كَانَ ثَوَابُ اُمَّتِكَ بِاَسْرِهَا ترجمہ جناب رسالت مآبؐ نے ارشاد فرمایا ہے۔ مجھے جبرئیلؑ امین نے خبر دی ہے محبت علی (علی کی نہیں) کی مثال ایسی ہے جس طرح قرآن میں سورہ قل کی مثال ہے جس نے ایک بار سورہ توحید کو پڑھا اُس کا ثواب برابر ہے دس پاروں کے اور دو دفعہ پڑھا تو ثواب برابر ہے بیس پاروں کے اور تین دفعہ پڑھا تو ثواب اس کا برابر ختم قرآن کے اور اس طرح ہے محبت علیؑ پس جو مومن زبانی دوستی رکھے علیؑ سے تو اُس کا ثواب ہے ثلث آیت کی عبادات کے ثواب کے برابر اور جو مومن دوست رکھے علیؑ کو زبان اور دل سے تو ثواب اس کے آیت کے دو حصوں کی عبادات کے ثواب کے برابر اور جس نے محبت

کی علیؑ سے اپنی زبان اور دل اور اپنے اعمال سے تو اس کا ثواب ہے تمام امت کے عبادات
کے ثواب کے برابر اور یہ بھی یاد رکھیئے۔ امت محمدؐ یہ ہیں انبیآء۔ رسول۔ اولیاء۔ اوصیاء۔
قطب ابدال۔ غوث۔ صحابی۔ تابعی۔ پیر۔ مرشد۔ انسان۔ حیوان۔ جنات۔ چاند۔
سورج۔ ستارے۔ سیارے۔ باغ بہار۔ کرہ خاک۔ عالم علوی۔ سفلی غرضیکہ تمام عالمین
اُمتِ محمدؐ ہیں تو ان تمام عبادات کا ثواب اور میرے مولا کے ملنگ جس کی زبان دل اور
اعمال ہیں علیؑ علیؑ ہے ایک لمحہ برابر ہے ثواب عالمین کے اور ملنگ کی ساری زندگی کی
عبادات میں اب قیمت کیا ہو گی اور جس علیؑ کی محبت کا یہ حال ہے وہ علیؑ خود کیا ہو گا۔

یا علی ذَاتتُ ثُبُوتِ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ
نام تو نقش نگیں اَمْرِ اللّٰہِ الصَّمَدُ
لَمْ یَلِدْ از مادر گیتی وَلَمْ یُوْلَدْ چو تو
لا یکن بعد از نبی مثلث لَہٗ کفواً اَحَدٌ

صادق محمدؐ عربی نے علیؑ کے متعلق دو دعوے فرمائے ایک اَلْقُرْاٰنُ مَعَ عَلِیٌّ وَ عَلِیٌّ مَعَ الْقُرْاٰن۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ قرآن کے ساتھ ہے اور دوسرا دعویٰ اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے اور دو دعوے علیؑ نے اپنے بارے میں فرمائے ایک اَنَا قُرْاٰنُ نَاطِقٌ میں بولتا ہوا قرآن ہوں اور دوسرا دعویٰ جو علوم و فنون اور اسرار و رموز کائنات خالق نے کتب سماویہ میں رکھے وہ سب قرآن میں رکھ دیئے اور جو قرآن میں وہ سورہ اَلْحَمْدُ میں وہ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ میں جو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں وہ بسم اللہ کی ب میں ہے اور جو ب میں ہے وہ ب کے نقطے میں ہے اور اَنَا نُقْطَۃٌ تحت الباء میں ہوں وہ نقطہ جو ب کے نیچے ہے عالم اسلام نے آج تک نہ دونوں اقوال رسول کو غلط کہا اور نہ مولائے کائنات کے دونوں دعوؤں کو غلط کہا اعلان رسول ہے علوم کائنات کا نام علیؑ ہے اور نظام کائنات کا نام علیؑ ہے اور یہی اعلام و اعلان علیؑ ہے یعنی علوم و حکمت عالمین میں ہوں اور قرآن ناطق ضابطۂ حیات عالمین میں ہوں قابل غور یہ بات ہے خاتم النبیین نے بھی فرمایا اور اعلان علی نے بھی کیا کہ علیؑ ہے علوم عالمین اور ضابطۂ حیات عالمین کا نام رسولؐ کو اس اعلان میں کذاب کہا تو درکنار رسول کی طرف کذب کی نسبت دینا بھی کفر اور علیؑ کو تمام عالم اسلام کرم اللہ وجہہٗ کہتا ہے اس کی

طرف بھی لفظ غلط اور کذب کو نسبت دینا کفر اور یہ بھی مسلمہ امر ہے

۱۔ علیؑ نے نوع انسانی کی تباہی کے لئے کوئی کام نہیں کیا۔
۲۔ علیؑ نے کوئی تعلیمات انبیاء اور محمدؐ عربی کے خلاف قدم نہیں اُٹھایا۔
۳۔ علیؑ نے زندگی بھر جھوٹ کذب افترا کا کوئی کلمہ زبان پر نہیں لایا۔
۴۔ علیؑ نے کوئی حرکت قرآن و سنت سے ہٹ کر نہیں کی۔
۵۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کسی وقت بھی حقوق انسانی کو پامال نہیں کیا۔
۶۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کبھی بھی ظلم جور ستم کا رویہ اختیار نہیں کیا۔
۷۔ علیؑ نے حکومت میں برسر اقتدار آکر شکم پروری اور کنبہ پروری نہیں کی۔
۸۔ علیؑ نے کہیں بھی اور کبھی بھی عدل۔ انصاف۔ رحم۔ کرم کا دامن نہیں چھوڑا۔
۹۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی خود غرض حکمراں کی حکومت نہیں کہا۔
۱۰۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی ظالمانہ حکومت نہیں کہا۔
۱۱۔ علیؑ کی حکومت کو کسی نے بھی غلط حکومت نہیں کہا۔
۱۲۔ علیؑ کو کسی نے بھی ذات کا بندہ نہیں کہا۔
۱۳۔ علیؑ کو لوگوں نے وجہ اللہ نفس اللہ باب اللہ کہا۔
۱۴۔ علیؑ کو اہل دنیا نے شیر ہوا نہیں شیر خدا کہا۔

اب مسلمان اور غیر مسلمان مورخ اور تاریخ کا طالب علم یہاں آکر سوچتا ہے۔ جس علیؑ کو محمدؐ عربی نے علوم و فنون عالمین اور ضابطۂ حیات عالمین کہا اور خود جس علیؑ نے اپنے آپ کو علوم و فنون اسرار و رموز عالمین کہا اور خود کو ضابطۂ حیات عالمین کہا وہ علیؑ حکمراں بھی ہوا اور ایک عالم انسان کو نظام بھی دے گیا اُس کی حکومت کو خلافت راشدہ بھی کہا گیا تو ۴۰ھ سے لے کر آج تک عالم اسلام علیؑ کی گورنمنٹ کیوں قائم نہیں کرتا۔ سعودی عرب۔ مصر۔ شام۔ سوڈان۔ عراق۔ اُردن۔ ترکی۔ مراکش۔ یمن۔ صومالیہ۔ انڈونیشیا۔ ملائیشیا۔ افغانستان۔ پاکستان وغیرہ تمام ممالک سوشلزم۔ جمہوریت۔ شہنشاہیت۔ کیمونزم اور خود ساختہ مولوی کا نظام اسلام جاری کرتے رہے اور کر رہے ہیں خطۂ ارضی پر ۴۰ھ سے پہلے بعد رسولؐ اور ۴۰ھ کے بعد سے آج تک علیؑ کی گورنمنٹ قائم کرنے کے لئے مسلمان کیوں تیار نہ ہوا اور کیوں تیار نہیں ہے۔

علمائے عصر۔ مفکرین دہر۔ ماہرین اقتصادیات اور سربراہان ممالک اسلامیہ سے سوال ہے کیا رسول کا فرمان کہ علیؑ قرآن کے ساتھ اور قرآن علی کے ساتھ اور میں شہر علم اور علیؑ دروازہ ہے۔ علیؑ پر صادق نہیں آیا۔ اگر آیا ہے تو پہلوں نے علیؑ کی گورنمنٹ کیوں قائم نہ کی اور آج بھی تم خطۂ ارضی پر علیؑ کی گورنمنٹ قائم کرکے نوع انسانی کو بھوک۔ افلاس۔ ایٹمی خطرات سے بچانے کے لیے کیوں تیار نہیں ہو۔

ختم شد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ الصَّادِعِ بِالشَّرْعِ الْمَتِيْنِ وَالدِّيْنِ الْمُبِيْنِ وَعِتْرَتِهِ الغرّ الميامين مادامت السمٰوٰت والارضين

امابعد بندہ گناہگار سید عبدالحسین بن عمدۃ الاطائب الاطاہر مجمع معالی ومفاخر قبلہ کونین جناب سید صادق حسین مرحوم ومغفور متوطن قدیم قصبہ ککروِلی ضلع مظفر نگر معروف بار ہا برادران ایمانی واصدقاء روحانی کے خدمت میں عرض کرتا ہے کہ کتاب مستطاب جلاء العیون مصنفہ عالم ربانی جناب اخوند ملا محمد باقر مجلسی اصفہانی علیہ الرحمہ جو کہ مشتمل بر حالات چہاردہ معصومین علیہم اسلام بزبان فارسی ہے اور نہایت مستند ومعتبر ہے جس کو بامید ثواب وحسنات و باقیات الصالحات وحصول ذریعہ ووسیلۂ نجات اُردو میں صاف صاف لفظاً لفظاً ترجمہ کرکے جناب حاوی الفضائل الجلیلہ والفواضل النبیلہ مولوی مرزا محمد علی صاحب ادام اللّٰہ افضالہم کو سُنادیا۔ اور حتی الامکان الفاظ غیر مانوسہ وغیر مستعملہ کو جو اہل علم کی زبان پر کم جاری ہیں داخل نہیں کیا حضرات مومنین و شیعیان آل طٰہٰ ویٰسین سے توقع ہے کہ اس کے مطالعہ سے جب مستفیض ہوں مجھ گناہگار کو دعائے خیر سے فراموش نہ کریں۔ قدرداناں علم وہنر ومنصفان دادگر انصاف گستر سے گذارش ہے کہ مقام لغزش وخطا میں مواخذہ نہ فرمائیں اور بذیل بخشش دیں کہ راقم خود بے بضاعتی کا معترف ہے۔ اَللّٰهُمَّ اجعله خالصاً لوجهك الكريم وتقبل منا انك انت السميع العليم اب اس جگہ مناسب جانا کہ تیمناً وتبرکاً دیباچہ اصل کتاب بجنسہٖ زبان فارسی میں درج کیا جائے گا کہ باعث برکت وعزت ہے۔

اصل دیباچهٔ کتاب مستطاب جلاء العیون بزبان فارسی

ستایش بیشمار و ثنای بیحد سزاوار خداوندی بی‌نیاز است که تذکرهٔ مصائب و استماع نوائب سربازان مسالک قرب و وصال و جانفشانان معارک و امتثال خود را موجب جلای عیون ارباب ایمان و یقین گردانید و غبار فتنهٔ اشرار را در نظر بادیه پیمایان مراحل معرفت و اعتبار از کحل الجواهر البصار و آبروی عزت و افتخار بدرجات برتر نشانید و صلوات متوالیات و تحیات متواترات بر سید انبیاء و نخبهٔ اصفیا خلاصهٔ ارباب محبت و بلا و نقاوهٔ اصحاب محنت و ابتلا فرمان فرمای عوالم غیب و شهود و صدر نشین محفل قرب رحیم و دود شفیع درماندگان روز جزا ذخیرهٔ تهیدستان عالم بقا محمد مصطفی و بر آل بیمثالش که بصیقل محبت و ولای خود آئینه سینه‌های مومنان را از زنگ شکوک و شبهات جلا داده قابل انعکاس عکوسات انجمن حسن و عقیدت ساخته اند و در بوستان شجاعت گلهای رنگارنگ شهادت بنیان مشام جان مجرمان را بشمیم شفاعت نواخته اند فصلوات الله علیه و علیهم ابد الآبدین و لعنة الله علی اعدائهم و قاتلیهم و ظالمیهم الی یوم الدین اما بعد تشنه لب زلال فیوض ربانی و آرزومند ادراک سعادت جاودانی محمد باقر بن محمد تقی عفی الله عن جرائمهما بر لوائح ضمائر اخوان ایمانی و اخلاء روحانی تصویر و تلقین مینماید که چون بمقتضای اخبار متواتره و آثار متکاثره تذکیر گریستن و گریان گردانیدن و محزون ساختن بر بلایا و محن اهل بیت رسالت که از جمیع فرمان بارگاه احدیت عظیم تر است و ناله و شیون نهای این مصائب و از ملائکهٔ مقربان و انبیای مرسلان و شائستگان بندگان ارض و سماء و مرغان هوا و ماهیان دریا و وحشیان صحرا از همه مصیبت بیشتر است و اعظم طاعات و اشرف قربات و سبب نیل سعادت و رفع درجات میگردد و اطلاع بر احوال سعادت مآل پیشوایان دین و مقربان رب العالمین موجب قوت ایمان و یقین میشود و در هنگام نزول حوادث و دوران حدوث نوائب زمان تفکر در آلام و مصائب ایشان و راضی شدن بقضای ربانی در دفع وساوس شیطانی تاثیر عظیم دارد و آنچه درین باب بعربی و فارسی در سلک تالیف در آورده اند بعضی ناقص و ناتمام است و بعضی را از کتب سیر و اخبار مخالفان اخذ نموده اند که اعتماد بر آن نمی‌شاید و بسا باشد که برای جمعی که مایهٔ وافری از علم نداشته باشند ضرر عظیم نماید و موجب خلل در عقاید ایشان گردد و این شکسته در کتاب بحار الانوار و آنچه متعلق باحوال شریفهٔ ایشان ست در چندین مجلدات استیفا کرده ام و در کتاب حیات القلوب نیز اکثر آنها بر وجه اختصار مذکور است و چون از کتب

اوّل عوام را چندان انتفاعی نیست وتحصیل کتاب دم بر اکثر مردم متعسر است لهذا قلیل البضاعت را با اختلال احوال ووفور اشتغال وهجوم هموم آلام وطریان عوارض واسقام بخاطر فاتر رسید که کتاب وجیزی درین باب بلغت فارسی تالیف نماید که مقصود بر ذکر ولادت وشهادت فوت سیّد المرسلین وائمه طاهرین صلوٰة اللّٰه علیهم اجمعین بوده باشد بروجهی نوشته شود که همه خلق را ازان بهره بوده باشد وبترجمهٔ روایات معتبره اقتصار نموده مقید بحسن عبارات وتنوع استعارات نگردد وازغیر احادیث معتبره که از کتب افاضل محدثان امامیه رضوان اللّٰه علیهم اجمعین اخذ نموده چیزے نقل نماید تا مومنان بخواندن وشنیدن آن بثواب احیاء احادیث ائمه دین علیهم السلام که اشرف طاعات وارفع سعادات است فائز گردند وبمحزون گردیدن وگریستن بر مصائب جلیلهٔ برگزیدگان رب العالمین بدرجات مقربین برسند وبهره از مثوبات - جزیلهٔ ایشان باین غریق بحر سیئات درحال حیات و بعد از وفات عائد گردد وچون ترتیب این ابواب مترجمه الفوائد بتالیف این کتاب شریفة المقاصد از برکات عهد دادان سلیمانی ثانی بود که مرغ وماهی در پناه معدلتش آرمیده اند وبمیامن ترتیب خسرو قدردانی جلوه نموده که بفیض سحاب مکرمتش عروسان خلوت خانهٔ غیب بجلوه گاه ظهور خرامیده اعنی سلطان نشان ودارد دارا دربان غرهٔ ناصیهٔ اقبال ونور باصرهٔ جاه وجلال موسس بنیان سلطنت وکامگاری مشیر ارکان عظمت وبختیاری بانی مبانی مروت وانصاف ماحی مراسم جور واعتساف گلدستهٔ چهار باغ عناصر وارکان منتخب مجموعهٔ کون ومکان اعنی السلطان الاعظم والخاقان الاکرم مالک بلاد الترک والدیلم مطوق رقاب العرب والعجم فرع الشجرة الطیبة النبوة غصن الادحة العلیة العلویة معدن الجود والامتنان منبع الفضل والاحسان السلطان ابن السلطان ابن السلطان والخاقان ابن الخاقان ابن الخاقان السلطان سلیمان الموسوی الصفوی بهادر خان خلد اللّٰه ملکه وظلال جلاله علی مفارق اهل الایمان لهذا ناصیهٔ این نورسیده گلشن را باسم اقدس مطلع خورشید سعادت منور گردانید واین تحفه را بدرگاه جهان پناه مرفوع داشته باوج عزت و کرامت رسانید چون مشتمل بر غرر اخبار آبای اطهار آن سلالهٔ اخیار ومحتوی به احوال شریفهٔ اجداد امجاد آن زبدهٔ نتائج لیل ونهار است امید وصول بمنتهای درجهٔ عز وقبول دارد وعجز وقصور خود را مانع حصول این مأمول نمیداند چون اشک ریختن در مصائب پیشوایان دین موجب جلاء دیدهای ظاهر وباطن مومنین میگردد آن را به جلاء العیون مسمّٰی گردانید وبر مقدمه وچهارده باب بعدد مقربان رب الارباب مرتب ساخت - وَعَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِی وهو حسبی ونعم الوکیل ؞

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

آغاز ترجمۂ کتاب مستطاب

جلاء العیون

مقدمہ

ثوابِ آہ و بکا بر مصائبِ رسالت پناہ و آلِ اطہار صلوٰۃ اللہ علیہم

ابن بابویہ وغیرہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے معتبر حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو ہماری اُن مصیبتوں پر اور ظلموں کو جو دشمنوں سے ہم پہنچے ہیں یاد کرکے روئے پس بتحقیق کہ وہ شخص بروز قیامت ہمارے ساتھ ہوگا۔ ہمارے درجہ میں۔ اور جو شخص مجلس میں ہماری مصیبتوں کا ذکر کرے اور روئے اور رولائے نہ روئیگی وہ آنکھ اُس کی جس دن تمام آنکھیں روتی ہونگی اور جو شخص مجلس میں ہمارے ذکر کو زندہ کرے نہ مرے گا دل اُس کا جس دن تمام دل مردہ ہوں گے۔ علی بن ابراہیم نے بسندِ حسن حضرت صادق ع سے روایت کی ہے جو شخص ہماری مصیبتوں کو یاد کرکے روئے یا رُلائے اور اُس کی آنکھ سے بقدر پرِ پشہ آنسو نکلے پس حق تعالیٰ گناہ اس کے بخش دے گا۔ ہر چند کہ مثل کفِ دریا ہوں۔ شیخ مفید و شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جو شخص مہموم و مغموم رہے اُن ستموں پر جو ہم پر گذرے پس جو سانس لے گا ثواب تسبیح کا اُس کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا۔ اور مومن شیعہ کا غمگین رہنا عبادت ہے اور ہمارے بھید کو دشمنوں سے پوشیدہ رکھنا مثل جہاد راہ خدا ہے۔ حضرت علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ کہ اس حدیث کو آب طلا سے لکھنا چاہیئے۔ ایضاً شیخ طوسی نے بسند معتبر حضرت صادق ع سے روایت کی ہے کہ جس شخص کی آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا نکلے ہمارے خون بہنے یا ہمارے حق کم ہو جانے یا ہمارے اور ہمارے تابعوں شیعوں کے حق ضائع ہو جانے پر پس حق تعالیٰ اُس شخص کو بہشت میں جگہ دے گا۔ اور صاحب نعمت کرے گا۔ ایضاً شیخ مفید اور شیخ طوسی نے احمد بن یحیٰی سے روایت کی ہے۔ اُس نے مخول بن ابراہیم سے اُس نے ربیع بن منذر سے اُس نے اپنے

باپ منذر سے کہ حضرت امام حسینؑ سے میں نے سُنا ہے فرماتے تھے جس شخص کی آنکھ سے ہم اہل بیت کی مصیبت پر ایک قطرہ آنسو کا نکلے اُس کو اللہ تعالیٰ بہشت و خلد میں جگہ دے گا۔ پس احمد بن یحییٰ نے کہا کہ ایک رات جناب امام حسین علیہ السلام کو میں نے خواب میں دیکھا اور خدمت میں عرض کی کہ مخول بن ابراہیم نے یہ روایت آپ سے بیان کی ہے آیا آپ نے فرمایا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں پس احمد بن یحییٰ نے کہا کہ سند اس حدیث کی بلا واسطہ میں نے حاصل کی۔ علی بن ابراہیم سے و ابن بابویہ و ابن بابویہ و سید ابن طاؤس نے بسند ہائے صحیح حضرت امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسینؑ کے شہید ہونے پر جس آنکھ سے ایک قطرہ آنسو کا نکلے اور منہ پر جاری ہو حق تعالیٰ بہشت میں اُس کے لئے غرفہائے کرامت مہیا کرے گا۔ اور جس مومن کی آنکھ سے آنسو نکل کر رخسارہ پر جاری ہو اُن مصیبتوں پر جو ہم پر دشمنوں سے گذریں حق تعالیٰ اُس کے لئے بہشت میں ایک مکان آراستہ اور خوشنما مہیا رکھے گا۔ اور دُنیا میں مومن کو بسبب ہماری محبت کے ایذا اور آزار پہونچنے اور شدتِ مصیبت و آزار سے آنسو اُس کے چہرے پر جاری ہوں۔ حق تعالیٰ ہر آزار کو اُس سے دور کرے گا۔ اور ہولِ قیامت اور اپنے غضب اور آتش جہنم سے بےخوف کرے گا۔ حمیری نے قرب الاسناد میں بسند صحیح روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ نے فضل بن یسار سے فرمایا۔ آیا تم شیعہ مجلسوں میں بیٹھ کر ایک دوسرے سے ذکر ہم اہل بیت کا کرتے ہو۔ اُس نے عرض کی۔ میں فدا ہوں آپ پر بہت ایسا ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا میں اُن مجلسوں کو دوست رکھتا ہوں۔ اے فضل خدا رحمت کرے اُن پر جو احادیث ہمارے ذکر کرتے اور زندہ کرنے میں ہمارے امر کو۔ اے فضل جو ہم کو یاد کرے یا ہم کو اور لوگ اُس کے سامنے یاد کریں اور اُس کی آنکھ سے بقدر پر مگس آنسو نکلے۔ خدا گناہ اُس کے بخش دے گا۔ اگرچہ مثل کفِ دریا ہوں۔ اور اس حدیث کو ابن قولویہ اور برقی نے بھی بہت ہی اسناد معتبر سے روایت کیا ہے۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس کے سامنے ہمارا ذکر ہو اور اُس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوں۔ حق تعالیٰ اُس کے منہ اور بدن پر آتش جہنم کو حرام کرے گا۔ ابن بابویہ نے بسند حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے ریان بن شبیب سے فرمایا۔ کہ اگر تو چاہتا ہے۔ درجات عالیہ بہشت میں ہمارے ساتھ ہو۔ پس ہمارے رنج و اندوہ پر محزون ہو اور ہماری خوشی پر خوش و شادمان ہو اور بشرطیکہ تجھ میں جو ولایت اور محبت ہماری۔ بتحقیق اگر کوئی شخص پتھر کو دوست رکھے۔ حق تعالےٰ اُس کو اُس پتھر کے ساتھ محشور کرے گا۔ اور بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ خدا نے نظر کی طرف اہل زمین کے اور ان میں سے ہم کو پسند کیا۔ اور ہمارے واسطے چند شیعہ اختیار کئے کہ وہ

ہماری مددگاری کریں وہ لوگ ہماری خوشی پر خوشی کرتے ہیں اور ہمارے اندوہ پر اندوہگین ہوتے ہیں اور مال و جان کو ہمارے لئے صرف کرتے ہیں یہ لوگ ہم سے ہیں اور اُن کی بازگشت ہماری طرف ہے۔ سید ابن طاؤس نے روایت کی ہے کہ ائمہ طاہرین نے فرمایا۔ جو شخص ہماری مصیبت پر روئے اور سو آدمیوں کو رُلائے۔ پس بہشت اُس کے لئے ہے اور جو شخص خود بھی روئے اور پچاس ۵۰ کو اپنے ساتھ رُلائے بہشت اُس کے لئے ہے اور جو خود بھی روئے اور بیس ۲۰ شخصوں کو رُلائے بہشت اُس کے لئے ہے اور جو آپ بھی روئے دس ۱۰ شخصوں کو رُلائے بہشت اس کے لئے ہے اور جو شخص آپ بھی روئے اور ایک ہی آدمی کو رُلائے بہشت اس کے لئے ہے اور جو شخص تنہا ہی مشغولِ بکا ہو بہشت اُس کے لئے ہے۔

باب اوّل

ولادت و وفات اشرف کائنات و بعض احوال کریمہ اور مناقب شریفہ کا بیان

اس باب میں چھ فصلیں ہیں۔ پہلی فصل نسب شریف اور اسم مبارک اور لقب آنحضرت میں۔ بنا بر مشہور نسب شریف حضرت رسولؐ یہ ہے۔ محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف بن قصیٰ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن اد بن اُود بن الیسع بن ہمیسع بن سلامان بن النبت بن حمل بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم خلیل اللہ بن تارخ بن ناخور بن شروع بن ارغو بن فالغ بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح بن ملک بن متوشلخ بن اخنوخ بن الیارد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم علیہ السلام اور نسب مبارک میں اقوال دیگر بھی ہیں جو حیات القلوب میں ذکر کئے ہیں۔ اور مشہور تر یہ ہے کہ نام عبدالمطلب کا شیبۃ الحمد ہے اور اسم شریف ہاشم عمرو اور اسم عبدمناف مغیرہ اور اسم قصی زید اور اُن کو مجمع بھی کہتے تھے اور اسم قریش نضر تھا۔ اور ہر ایک ان میں سے بسبب خاص اسامی مذکورہ سے مسمٰی ہوئے اور کہتے ہیں کہ ارغو اسم ہود تھا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ عابر اسم آنحضرت تھا۔ اور اخنوخ اسم ادریس ہے۔ والدہ آنحضرت آمنہ بیٹی وہب بن عبدمناف بن قصی بن کلاب کی تھیں۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر جابر انصاری رضؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول خُدا نے فرمایا۔ میں شبیہ ترین مردم

ہوں آدمؑ اور حضرت ابراہیمؑ شبیہ ترین مردم تھے۔ مجھ سے خلق اور خلقت میں اور حق تعالیٰ نے میرے لیے عرش عظمت و جلال پر دس نام رکھے اور صفت میری بیان کی اور ہر پیغمبر کی زبان سے خوشخبری اور بشارت میری پیدائش کی اُن کی اُمت کو پہونچائی۔ اور تورایت و انجیل میں میرے نام کو بہت جگہ یاد کیا۔ اپنا کلام مجھے تعلیم فرمایا۔ اور مجھے آسمان پر لے گیا۔ اور میرا نام اپنے نام بزرگ سے مشتق فرمایا۔ نام اُس کا محمود ہے اور نام میرا محمدؐ رکھا۔ اور مجھے بہترین زمانے میں پیدا کیا۔ اور بہترین اُمت میں ظاہر کیا۔
تورایت میں نام میرا احید ہے اس لئے کہ بوجہ اقرار توحید و یگانہ پرستی خدا نے آتش جہنم کو میری امت پر حرام فرمایا۔ اور انجیل میں مجھے بلفظ احمد یاد فرمایا۔ اس لئے کہ میں آسمان پر محمود ہوں اور میری امت حمد کرنے والی ہے اور زبور میں مجھے ماحی کہا۔ اس وجہ سے کہ میں نے زمین سے بتوں کی پرستش کو محو کیا۔ اور قرآن میں میرا نام محمدؐ رکھا۔ اس سبب سے کہ بروز قیامت کل امتیں میری حمد وستائش کریں گی۔ کیونکہ سوائے میرے کوئی پیغمبر قیامت میں شفاعت نہ کرے گا۔ مگر میری اجازت سے اور مجھے قیامت میں حاشر کہیں گے۔ کیونکہ میری امت کا زمانہ حشر سے متصل ہے اور میرا موقف نام رکھا۔ کیونکہ میں لوگوں کو خدا کے سامنے مقام حساب میں رکھوں گا۔ اور نام میرا عاقب رکھا۔ اس لئے کہ میں سب پیغمبروں کے بعد آیا۔ اور میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں۔ میں ہوں رسولؐ رحمت اور رسولؐ توبہ اور رسولؐ ملاحم یعنی لڑائیوں کا اور میں ہوں مقفی کہ پیچھے قضائے انبیاء کے مبعوث ہوا اور میں ہوں قثم یعنی جامع کمالات اور مجھ پر میرے پروردگار نے رحم فرمایا اور کہا اے محمدؐ میں نے ہر پیغمبر کو بزبان امت بھیجا اور ہر پیغمبر کو زمانہ خاص اور وقت معین کے لئے بھیجا۔ اور تجھے ہر سرخ و سیاہ پر مبعوث کیا۔ اور تجھے میں نے یاری و مددگاری دی اور اُس خوف وہیبت سے جو تجھ سے تیرے دشمنوں کے دل میں بجز تیرے اور کسی پیغمبر کے لئے میں نے ایسا نہیں کیا۔ غنیمت کفار تجھ پر حلال کی اور سوائے تیرے کسی اور پر حلال نہ کی تھی۔ بلکہ پیغمبران سابق کو حکم دیا تھا۔ کہ غنیمت کافروں کی جلادیں اور تجھے اور تیری امت کو خزانہائے عرش سے عطا کیا کہ وہ سورہ فاتحۃ الکتاب اور آیات سورۂ بقر ہیں اور تیرے اور تیری امت کے لئے تمام روئے زمین کو محل سجدہ و نماز کیا۔ برخلاف امتہائے گذشتہ کہ ان کو حکم تھا اپنے معبدوں میں عبادت کریں اور خاکِ زمین کو تیرے لئے مطہر یعنی پاک کنندہ کیا اور کلمہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرْ تیری امت کو عطا کیا اور تیرے ذکر کو اپنے ذکر سے متصل کیا۔ کہ جس وقت تیری امت مجھے بوحدانیت یاد کرے تجھے بہ پیغمبری یاد کرے پس طوبیٰ میں نے تجھ کو اور تیری امت کو دیا۔
حدیث معتبر میں روایت ہے کہ ایک گروہ یہود خدمت رسول مقبولؐ میں آیا۔ اور سوال کیا کہ کس سبب سے آپ کا محمدؐ و احمدؐ و ابوالقاسمؐ و بشیرؐ و نذیرؐ نام رکھا گیا۔ فرمایا ابوالقاسم میرا اس لئے نام رکھا۔ کہ

حق تعالیٰ بہشت و دوزخ کو روز قیامت میرے سبب سے تقسیم کرے گا۔ اور کافروں کو جو ایمان نہیں لائے جہنم میں بھیجے گا۔ اور جو ایمان مجھ پر لائے ہیں اور میری پیغمبری کا اقرار کرتے ہیں ان کو بہشت میں داخل کرے گا۔ اور میرا داعی اس لئے نام رکھا۔ کہ میں لوگوں کو دین پروردگار کی طرف دعوت کرتا ہوں اور مجھے نذیر فرمایا اس لئے کہ نافرمانوں کو میں آتشِ دوزخ سے ڈراتا ہوں۔ اور مجھے بشیر کہا اس لئے کہ اپنے مطیعوں کو بشارت بہشت دیتا ہوں۔ حدیث موثق میں روایت ہے کہ حسن بن فضال نے حضرت امام رضاؑ سے پوچھا۔ کس سبب سے رسالت پناہ کی کنیت ابو القاسم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کہ قاسم نام فرزند رسولؐ کا تھا۔ حسن نے عرض کی۔ یا حضرتؑ آیا مجھے آپ قابل زیادہ اس توضیح کے جانتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں مگر تو نہیں جانتا کہ حضرتؐ نے فرمایا میں اور علیؑ دو باپ اس اُمت کے ہیں۔ میں نے عرض کی صحیح ہے پھر فرمایا تو نہیں جانتا — کہ آنحضرت باپ اس امت کے ہیں۔ میں نے عرض کی درست ہے پھر فرمایا تو نہیں جانتا کہ حضرت تقسیم کنندہ بہشت و دوزخ ہیں۔ میں نے عرض کی بجا ہے۔ فرمایا پس پیغمبر تقسیم کنندہ بہشت و دوزخ ہیں۔ اور اسی سبب سے خدا نے کنیت حضرت کی ابوالقاسمؐ رکھی۔ پھر حسن بن فضال نے عرض کی کہ پدر اُمت کے کیا معنی۔ فرمایا یعنی شفقت حضرت رسولؐ کی جمیع امت پر مانند شفقت پدری کے اولاد پر اور علیؑ بہترین امت حضرت رسول مقبولؐ ہیں اور اسی طرح شفقت امیرالمومنین علیؑ کی اُمت پر بعد حضرت رسول مقبولؐ مانند شفقت آنحضرت تھی کیونکہ علیؑ امیرالمومنین وصی اور جانشین اور امام و پیشوا اس اُمت کے بعد ان حضرتؐ کے ہیں۔ اس خبر سے حضرتؐ نے فرمایا۔ میں اور علیؑ اس امت کے دو باپ ہیں۔ ایک روز جناب رسول خدا منبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ جو شخص کوئی مال یا قرض چھوڑ جائے۔ پس وہ اُس کے وارث کا ہے اور ادا اس کے قرض اُس کا مجھ پر ہے اسی سبب سے آنحضرتؐ کو نفوس اُمت سے اولویت ہوئی اور اسی طرح جناب امیرؑ بعد آنحضرتؐ اولیٰ نفوس امت پر تھے۔ حدیث موثق میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ کے دس نام تھے پانچ قرآن میں ہیں اور وہ نام محمدؐ و احمد و عبداللہ و یٰسین و نون ہیں۔ اور جو قرآن میں نہیں وہ فاتح و خاتم و کافی و مقفی و حاشر ہیں۔ علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرتؐ کا مزمل اس واسطے نام رکھا کہ جس وقت وحی نازل ہوئی تھی۔ اس وقت حضرتؐ جسم مبارک چادر سے چھپائے تھے اور خطاب مدثر باعتبار رجعت آنحضرتؐ قبل قیامت ہے یعنی اے شخص کہ کفن میں لپٹا ہوا ہے بار دگر زندہ ہو اور لوگوں کو بار دگر عذاب پروردگار سے ڈرائے۔ روایت کثیر میں وارد ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا۔ اور میرے دو نام اپنے ناموں سے مشتق کئے۔ پس خداوند عرش پر محمود ہے اور میں محمدؐ اور خدا تعالیٰ علیٔ اعلیٰ ہے اور امیرالمومنین

علیؑ ہے۔ ابن بابویہ نے بسند صحیح حضرت امام باقرؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ کا نام صحف ابراہیمؑ میں ماحی اور توریت میں عاد اور انجیل میں احمد اور قرآن میں محمدؐ۔ لوگوں نے پوچھا۔ ماحی کس وجہ سے نام ہے امامؑ نے فرمایا۔ یعنی محو کرنے والا بتوں اور قمار اور صورتوں اور ہر معبود باطل کا۔ لیکن معنی عاد یعنی دشمنی کرنے والا دشمنان خدا سے خواہ وہ یگانے ہوں یا بیگانے معنے احمد کے یہ ہیں کہ حق تعالیٰ نے جا بجا تعریف حضرت کی بوجہ افعال شائستہ و پسندیدہ فرمائی ہے اور محمدؐ کی تاویل یہ ہے کہ خدا اور فرشتگان پیغمبران و رسولان امت نے تعریف حضرت کی فرمائی ہے اور درود حضرت پر بھیجا ہے اور نام حضرت کا عرش پر محمدؐ رسول اللہ لکھا ہے اور صفار نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ کے قرآن میں دس نام ہیں۔ محمدؐ۔ احمدؐ۔ عبداللہ۔ طہٰ۔ یٰسین۔ نون۔ مزمل۔ مدثر۔ ذکر۔ رسول۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ وَمَا کَانَ مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُہٗ اَحْمَدُ۔ ولما قام عبد اللہ کادوا یکونون علیہ لبدًا۔ وطٰہٰ۔ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی ویٰسین والقرآن الحکیم۔ ونٓ والقلم وما یسطرون۔ ویا ایھا المزمل۔ ویا ایھا المدثر۔ وانزلنا الیکم ذکرا رسولاً۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ ذکر نام ہے آنحضرتؐ سے ہے اور ہم اہل ذکر ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں حکم فرمایا۔ کہ جو کچھ نہ جانو اہل ذکر سے پوچھو۔ اور بعض علماء نے چارسو نام آنحضرتؐ کے قرآن سے نکالے ہیں اور مشہور یہ ہے کہ نام حضرتؐ کا توریت میں موذ موذ اور انجیل میں طاب طاب اور زبور میں فارقلیط ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ انجیل میں فارقلیط ہے لیکن اسماء اور القاب آنحضرتؐ کے اکثر علماء نے قرآن مجید سے استخراج کئے ہیں علاوہ ان اسمائے مبارکہ کے جو نقل ہو چکے ہیں۔ شاہد۔ شہید۔ مبشر۔ بشیر۔ نذیر۔ داعی۔ سراج۔ منیر۔ رحمۃ للعالمین و رسول اللہ و خاتم النبیین و نبی۔ امی۔ نور۔ نعمت و رؤف۔ رحیم۔ منذر۔ مذکر و نجم و شمس و حم و سماو تین۔

فصل دوم

رسالتؐ پناہ کے نور مبارکہ کے اذکار عالیہ

ابتدائے نور شریف آنحضرتؐ کا بیان بسند معتبر ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں اور علیؑ ایک نور سے پیدا ہوئے اور جانب راست عرش تسبیح خدا پیدائش آدمؑ سے دو ہزار سال قبل کرتے تھے اور جب خدا نے حضرت آدمؑ کو پیدا کیا۔ اس وقت اس نور کو بہشت آدمؑ میں جگہ دی۔ اور

جب حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ وہ نور ان میں تھا۔ اور ہمیشہ خدا ہمارے نور کو اصلاب پاکیزہ سے رحمہائے مطہرہ میں منتقل فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ عبد المطلب تک وہ نور پہنچا۔ اس وقت اس نور کے دو حصے کئے۔ مجھے صلب عبداللہ میں اور علیؑ کو صلب ابوطالب میں رکھا۔ مجھے پیغمبری اور برکت دی۔ اور علیؑ کو فصاحت و شجاعت۔ میرے لئے دو نام اپنے نام سے مشتق فرمائے۔ پس خداوند صاحب عرش محمود ہے اور میں محمدؐ ہوں اور خداوند بزرگوار علیٰ اعلیٰ ہے اور میرا بھائی علیؑ ہے میرے لئے رسالت و پیغمبری عطا ہوئی اور علیؑ کے لئے وصایت و امامت اور فیصلہ حکم بحق لوگوں میں۔ بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ محمدؐ و علیؑ دو نور نزدیک حق تعالیٰ کے تھے دو ہزار سال قبل ایجاد خلائق جب ملائکہ نے یہ دو نور دیکھے ایک کو اصل پایا اور اُس سے ایک شعاع لامع و ساطع تھی کہ وہ اس کی فرع تھی۔ پس عرض کیا۔ خداوندا یہ نور کس کا ہے ارشاد جناب باری ہوا۔ یہ نور میرے نور سے ہے۔ اصل اس کی پیغمبری اور فرع اس کی امامت ہے پیغمبری محمدؐ سے ہے کہ وہ بندہ اور رسولؐ میرا ہے اور امامت علیؑ سے کہ وہ حجت اور خلیفہ میرا ہے اور اگر یہ نور نہ ہوتے تو میں کوئی خلق پیدا نہ کرتا۔ حدیث معتبر دیگر میں آنحضرتؐ سے منقول ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول مقبولؐ سے خطاب فرمایا۔ کہ اے محمدؐ تجھے اور علیؑ کو ایک نور سے خلق کیا ہے یعنی ایک روح بے بدن سے قبل پیدائش آسمان و زمین و عرش و دریا پس تم دونو ہمیشہ تسبیح و تہلیل و تمجید کرتے رہے اور مجھے بوحدانیت و عظمت یاد کیا کئے۔ اس لئے میں نے تمہاری دونوں روحوں کو باہم جمع کرکے ایک کر دیا۔ وہ بہ پاکی و بزرگی مجھے یاد کرتی رہی۔ پس اس روح کو دو قسم کیا۔ اور اُس سے محمدؐ و علیؑ و حسنؑ و حسینؑ کو پیدا کیا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہ کو نورِ تنہا سے پیدا کیا۔ اور اُس سے ایک روح بلا جسم کو پیدا کیا۔ چنانچہ وہ نور ہم اہل بیت میں جاری و ساری ہے۔ حدیث معتبر میں حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے۔ کہ ہمیشہ حق تعالیٰ واحد و منفرد و یگانگی میں تھا۔ اور سوائے اس کے کوئی نہ تھا۔ پس محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کو خلق فرمایا۔ اور بعد ہزار سال کے جمیع اشیاء کو خلق فرمایا۔ اور ان اشیاء کو ان کی پیدائش پر گواہ کیا۔ اور اطاعت ان کی جمیع مخلوقات پر واجب کی اور امور خلق ان کو سپرد کئے اور یہ کوئی کام نہیں کرتے مگر حکم خدا سے اور کسی کام کا ارادہ نہیں کرتے مگر مشیت الٰہی سے اور حضرت امام حسن عسکریؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ نے فرمایا۔ بہشت فردوس میں ایک چشمہ ہے کہ شہد سے شیریں اور مسکہ سے نرم اور برف سے خنک اور مشک سے زیادہ تر خوشبو ہے اور اس چشمہ میں ایک طینت ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اور میرے شیعوں کو اُس طینت سے خلق کیا ہے اور جو اُس طینت سے نہیں وہ ہم سے اور ہمارے شیعوں سے نہیں اور دوسری حدیث میں فرمایا۔ کہ میں نے اپنے جد حضرت رسولؐ سے سُنا ہے۔ فرماتے تھے۔ میں نورِ خدا سے پیدا ہوا ہوں اور میرے اہل بیت

میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور محبان اہل بیت نور اہل بیت سے پیدا ہوئے ہیں باقی لوگ آتش جہنم سے ہیں۔ ابو سعید خدری سے بسند معتبر منقول ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا سے قول حق تعالیٰ کی تفسیر پوچھی کہ شیطان سے حق تعالیٰ نے خطاب فرمایا۔ جبکہ اُس نے سجدۂ آدمؑ سے انکار کیا۔ قولہ تعالیٰ استکبرت امر کنت من العالین کہ آیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے۔ اس شخص نے پوچھا۔ وہ بلند مرتبہ کون ہیں جن کا مرتبہ بلند ہے ملائکہ سے بھی۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اور علیؑ اور فاطمہؑ حسنؑ و حسینؑ۔ کیونکہ ہم سراپردۂ عرش الٰہی ہیں۔ تسبیح و تہلیل کرتے تھے اور ملائکہ ہماری تسبیح سے تسبیح کرتے تھے دو ہزار سال قبل پیدائش حضرت آدمؑ کے جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور فرشتوں کو حکم دیا کہ سب سجدہ کریں۔ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔ مگر شیطان نے انکار کیا۔ اور سجدہ نہ کیا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے خطاب کیا۔ آیا تکبر کیا تو نے یا تھا تو بلند مرتبہ والوں سے کہ سجدہ کریں آدمؑ کو یعنی اُن پانچ بزرگواروں کے جن کے نام سراپردہ عرش الٰہی پر لکھے ہیں۔ اور حدیث میں معتبر میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور امام جعفر صادقؑ سے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسول مقبولؐ کو اس طینت سے پیدا کیا جو مثل موتی کے عرش کے نیچے تھی۔ اور اس کی زیادتی طینت سے علی ابن ابی طالب کو پیدا کیا۔ اور زیادتی طینت علیؑ سے ہم اہل بیت کو پیدا کیا۔ اور ہماری زیادتی طینت سے قلوب شیعہ کو ہمارے پیدا کیا۔ اس سبب سے ہمارے شیعوں کے قلوب ہماری طرف مائل و مشتاق ہیں اور ہمارے دل اُن کی طرف مہربان ہیں مثل مہربانی پدر بفرزند اور ہم ان کے لئے بہتر ہیں سب سے اور یہ ہمارے لئے بہتر ہیں سب سے اور بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے محمدؐ و علیؑ اور گیارہ امام کو ان کی ذریت سے اپنے نور عظمت سے پیدا کیا۔ یہ بزرگوار پر تو نور خدا میں اس کی تسبیح اور عبادت قبل پیدائش کرتے تھے۔ حدیث معتبر میں جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ حق تعالیٰ نے چودہ ہزار سال قبل پیدائش خلق چودہ نور پیدا کئے اور وہ نور ارواح ہمارے تھے۔ لوگوں نے عرض کی یا ابن رسول اللہ کون وہ چودہ ارواح ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور نو امام فرزندان حسینؑ سے کہ آخر امام ان کا حضرت قائمؑ ہیں اور وہ غائب ہوں گے۔ اور بعد غائب ہونے کے پھر ظاہر ہوں گے۔ دجال کو ہلاک اور زمین کو جور و ستم سے پاک کریں گے۔ اور بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ حضرت رسول مقبولؐ سے پوچھا گیا۔ کہ کس وجہ سے آپ کی ذات سب پیغمبروں سے افضل اور برتر ہوئی۔ حالانکہ سب کے بعد آپ مبعوث ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ میں ان میں سے پہلا ہوں۔ جنہوں نے اپنے پروردگار کا اقرار کیا۔ اور پہلے جواب کہا۔ جس وقت عہد و میثاق پیغمبروں سے حق تعالیٰ نے لیا۔ اور اُن کو اُن پر گواہ کیا۔ اور کہا اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ۔ سب نے

کہا۔ ہاں۔ پس فرمایا۔ میں نے ان سب میں سے پہلے اقرار کیا۔ اس وجہ سے مجھے سب پر سبقت ہے۔ کہ سب سے پہلے میں نے اقرار اپنے پروردگار کا کیا۔ اور دوسری حدیث میں ان حضرت سے منقول ہے۔ کہ جب حق تعالی نے ارواح کو پیدا کیا۔ تو سامنے اپنے رکھا۔ اور خطاب کیا۔ کہ تمہارا پروردگار کون ہے پہلے جس نے جواب دیا۔ رسول خدا اور علیؑ امیرالمومنین اور گیارہ فرزندان کے تھے۔ اور کہا پروردگار ہمارا تو ہی ہے۔ لہذا حق تعالی نے علم اور دین اُن پر واضح کیا۔ بعد اس کے فرشتوں سے حق تعالی نے کہا۔ کہ یہ خزینہ دار ہمارے علم دین کے ہیں اور امین ہمارے تمام مخلوق پر ہیں۔ میرے علوم کو ان سے دریافت و استفسار کرو فرزندان آدمؑ سے خطاب کیا۔ اور کہا اقرار کرو واسطے خدا کے اس کی پروردگاری پر اور واسطے اس گروہ کے محبت اور ولایت اور فرمانبرداری پر سب نے عرض کی۔ اے پروردگار ہم نے اقرار کیا۔ پھر حق تعالی نے ملائکہ سے ارشاد فرمایا۔ گواہ رہو اور آئندہ یہ نہ کہو کہ ہم غافل تھے۔ انہوں نے عرض کی ہم گواہ ہیں۔ جناب صادقؑ فرماتے ہیں۔ بخدا سوگند ہماری ولایت پر پیغمبروں کو تاکید فرمائی اور بروز الست ان سے عہد و میثاق لیا۔ اور شیخ ابوالحسن بصری نے کتاب انوار تاریخ ولادت سیدابرار میں لکھا ہے اور بسند خود عبداللہ بن عباس اور ایک اور جماعت صحابہ سے روایت کی ہے کہ حق تعالی نے چاہا محمد صلعم کو پیدا کرکے فرشتوں سے کہا۔ میں چاہتا ہوں ایک خلق پیدا کروں اور ان کو شرافت و فضیلت جمیع خلائق پر دوں۔ اور ان کو بہترین اگلے اور پچھلے کا کروں اور شفیع روز قیامت کروں اور اگر ان کو نہ پیدا کرتا تو بہشت و دوزخ کو بھی پیدا نہ کرتا۔ تم کو لازم ہے کہ ان کی منزلت کو پہچانو اور ان کو بوجہ ان کی کرامت اور میری عظمت کے بزرگ جانو۔ فرشتوں نے کہا۔ اے ہمارے اللہ اور اے ہمارے سید بندوں کو اپنے آقا پر اعتراض نہیں ہوتا۔ ہم سب نے سنا اور اقرار کیا۔ اور اطاعت کی۔ پس حق تعالی نے جبرئیلؑ اور حاملان عرش کو حکم دیا۔ کہ تربت نورانی حضرت رسول مقبولؐ کو موضع ضریح مقدس سے اٹھالیں اس وقت جبرائیلؑ اس تربت کو آسمان پر لے گئے اور چشمۂ سلسبیل میں غوطہ دیا۔ یہاں تک کہ مثل موتی سفید پاکیزہ ہوئی۔ اس طرح ہر روز اس کو ایک نہر میں نہر ہائے بہشت کے اندر لے جاتے اور ملائکہ کو دکھلاتے تھے فرشتے جب نور اور ضیا کو دیکھتے تحیۃ و سلام و اکرام کرتے اور جس صف میں کہ صفہائے ملائکہ سے اس کو دکھلاتے وہ اس کے فضل کا اقرار کرتے اور عرض کرتے کہ اگر ہم کو حکم سجدہ کا ہو ہم سجدہ کریں۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ حق تعالی تھا اور کوئی چیز نہ تھی۔ پس پہلے جو چیز پیدا کی وہ نور اپنے حبیب محمد مصطفےٰ کا تھا۔ اس کو چارسو چوبیس ہزار سال قبل پیدائش آب و عرش و کرسی و آسمان و زمین و لوح و قلم و بہشت و دوزخ و ملائکہ پیدا کیا۔ جب نور حضرت پیغمبر کو پیدا کیا۔ ہزار سال

اپنے رب کے سامنے کھڑا رہا۔ اور حمد و ثنا کرتا رہا۔ اور حق تعالیٰ نظر رحمت اس نور کی جانب رکھتا تھا۔ اور فرماتا تھا۔ کہ تو ہی مراد و مقصود خلق عالم سے ہے اور تو ہی برگزیدہ خلق سے ہے۔ میں اپنی عزت اور جلال کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر تو نہ ہوتا۔ تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا۔ جو تجھے دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں اور جو تجھے دشمن رکھے اور تیری پیروی نہ کرے میں اسے دشمن رکھتا ہوں۔ نور حضرت کا چمکتا تھا۔ اور شعاع بلند ہوتی تھی پھر حق تعالیٰ نے اس نور سے بارہ حجاب پیدا کئے۔ حجاب قدرت۔ حجاب عظمت اور حجاب عزت و حجاب ہیبت و حجاب جبروت و حجاب رحمت و حجاب نبوت۔ و حجاب کبریا و حجاب منزلت و حجاب رفعت و حجاب سعادت و حجاب شفاعت حق تعالیٰ نے حکم فرمایا۔ نور محمدیؐ کو کہ حجاب قدرت میں داخل ہو۔ وہ نور بارہ ہزار سال اس حجاب میں یہ تسبیح کہتا رہا۔ سبحان ربی الاعلیٰ اور حجاب عظمت میں گیارہ ہزار سال یہ کہا کیا سبحان عالم السر واخفی۔ اور حجاب عزت میں دس ہزار سال کہا کیا سبحان الملک المنان اور حجاب ہیبت میں نو ہزار سال کہا کیا سبحان من ھو غنی لا یفتقر اور حجاب جبروت میں آٹھ ہزار سال کہا کیا سبحان الکریم الاکرم۔ اور حجاب رحمت میں سات ہزار سال کہا کیا سبحان رب العرش العظیم اور حجاب نبوت میں چھ ہزار سال کہا کیا سبحان ربک رب العزت عما یصفون اور حجاب کبریا میں پانچ ہزار سال کہا کیا سبحان عظیم الاعظم اور حجاب منزلت میں چار ہزار سال کہا کیا سبحن العلیم الکبیر اور حجاب رفعت میں تین ہزار سال کہا کیا سبحان من یزیل الاشیاء ولا یزول اور حجاب شفاعت میں ایک ہزار سال کہا کیا سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان العظیم۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے نور محمدیؐ سے بیس ۲۰ دریائے نور پیدا کئے اور ہر دریا میں ایک ایسا علم تھا۔ کہ بغیر خدا کے کوئی نہ جانتا تھا۔ پس حکم فرمایا نور حضرت کو کہ دریائے عزت اور دریائے صبر اور دریائے خشوع اور دریائے تواضع اور دریائے رضا اور دریائے وفا اور دریائے پرہیزگاری اور دریائے خشیت اور دریائے انابت اور دریائے عمل اور دریائے صدق اور دریائے امانت اور دریائے جود اور دریائے علم اور دریائے مزید اور دریائے ہدایت اور دریائے صیانت اور دریائے حیا اور دریائے حلم میں جائے۔ غرضیکہ ان بیسوں دریاؤں میں غوطہ کھایا۔ جب آخر دریا سے باہر آیا حق تعالیٰ نے وحی کی۔ کہ اے حبیب میرے اور اے بہترین پیغمبران اور اے بہترین بندگان اور اے ابتدائے آفرینش اے آخر رسولاں تو ہی شفیع روز جزا ہے۔ یہ سُن کر نور شریف حضرت رسول مقبولؐ نے سجدہ کیا۔ اور جب سر سجدہ سے اُٹھایا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار نور کے قطرے جبین مطہر سے گرے۔ پس ہر قطرہ نور حضرت رسولؐ سے ایک پیغمبر حق تعالیٰ نے خلق فرمایا۔ وہ سب نور حضرت رسولؐ کے نور پر طواف کرتے تھے اور کہتے تھے سبحان من ھو عالم لا یجھل

سبحان من ھو حلیمٌ لا یعجل سبحان من ھو غنی لا یفتقر۔ اس وقت جناب احدیت سے سب کو ندا ہوئی آیا مجھے پہچانتے ہو۔ اس وقت نور محمدیؐ نے سب نوروں سے پہلے جواب دیا۔ انت اللّٰہ الذی لا الٰہ الا انت وحدک لا شریک لک رب الارباب وملک الملوک۔ آواز آئی تو ہی میرا برگزیدہ اور دوست میرا اور تیری امت بہتر سب امتوں سے ہے بعد اس کے نور حضرت سے ایک جوہر پیدا کیا۔ اس کو دو حصے کیا ایک کو بنظر ہیبت دیکھا۔ وہ حصہ آب شیریں ہوا۔ دوسرے کو بنظر شفقت دیکھا۔ اور اس سے عرش کو پیدا کیا۔ اور عرش کو پانی پر قرار کیا۔ کرسی کو نور عرش سے پیدا کیا۔ اور نور کرسی سے نور لوح کو پیدا کیا۔ اور نور لوح سے قلم کو پیدا کیا۔ اور قلم کو حکم دیا۔ کہ لکھ میری توحید۔ قلم اس کلام ملک علام کے سننے سے (۱) ہزار سال بیہوش رہا اور جب ہوش میں آیا کہا اے پروردگار کیا چیز لکھوں فرمایا لکھ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ قلم نے جب یہ نام سُنا سجدہ کیا۔ اور کہا سبحان اللّٰہ الواحد القہار سبحان اللّٰہ العظیم الاعظم پھر سر سجدہ سے اُٹھا کر شہادتین کو لکھا۔ اور کہا اے پروردگار محمدؐ کون ہے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ اور اس کی یاد کو اپنی یاد کے ساتھ تو نے نزدیک کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی کی اے قلم اگر وہ نہ ہوتا۔ تو میں تجھے اور دوسری مخلوق کو پیدا نہ کرتا۔ مگر اسی کے سبب سے یہ آفرینش ہوئی۔ وہی ہے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور روشن کرنے والا چراغ نور کا۔ اور شفاعت کرنے والا۔ اور دوست میرا ہے۔ قلم نے حلاوت نام مبارک محمدیؐ سے کہا۔ السلام علیک یا رسول اللّٰہ حضرت نے جواب دیا علیک السلام منی ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہٗ اُس دن سے سلام کرنا سنت اور سلام کا جواب دینا واجب ہوا۔ پھر حق تعالیٰ نے قلم کو فرمایا۔ میری قضا و قدر کو لکھ اور جو کچھ میں پیدا کرنے والا ہوں تا بہ قیامت اس کو بھی لکھ۔ اس وقت خدا نے چند فرشتے پیدا کئے کہ محمدؐ اور آل محمدؐ پر صلوات بھیجیں اور واسطے شیعوں کے تا قیامت استغفار کریں۔ اس کے بعد خدا نے نور محمدیؐ سے بہشت کو پیدا کیا۔ اور چار صفت سے اس کو زینت بخشی۔ تعظیم و جلالت و امانت و سخاوت اور بہشت کو دوستوں اور اہل طاعت آنحضرتؐ کے لئے قرار دیا اور آسمانوں کو پانی کے دھوئیں سے پیدا کیا۔ اور اُس کے کف سے زمین کو پیدا کیا۔ اس وقت زمین مانند کشتی کے حرکت میں تھی لہٰذا اس کے استحکام اور قرار کے واسطے پہاڑوں کو پیدا کیا۔ تب زمین قائم ہوئی۔ پھر ایک فرشتہ پیدا کیا۔ کہ زمین کو اس نے اُٹھایا۔ اور ایک بہت بڑا پتھر پیدا کیا کہ پاؤں اس فرشتہ کے اوپر ٹھہرے اور ایک بہت بڑی گائے پیدا کی اور اس پتھر کو اس پر ٹھہرایا۔ اور ایک بہت بڑی مچھلی پیدا کی کہ اس کی پیٹھ پر گائے کھڑی ہوئی اور اس مچھلی کو پانی پر ٹھہرایا اور پانی کو ہوا پر اور ہوا کو ظلمت پر اور جو کچھ ظلمت کے نیچے ہے پس اسے بغیر خدا کوئی نہیں جانتا۔ پس عرش کو دو نور سے منور کیا۔ ایک نور فضلؔ اور دوسرا نور عدلؔ۔ نور فضل سے عقل و حلم و سخاوت پیدا فرمائی اور عقل سے

خوف و بیم اور حلم سے رضا و خوشنودی اور حلم سے مودت اور سخاوت سے محبت پیدا کی۔ پس ان سب صفات کو طینت محمدؐ اور اہل بیت میں خمیر کیا۔ بعد اس کے ارواح مومنین کو پیدا کیا اور بعد اس کے چاند سورج ستارے۔ رات دن روشنی سیاہی اور جمیع ملائکہ کو نور محمدیؐ سے پیدا کیا۔ بعد ازاں اس نور کو تہتر۷۳ ہزار سال سدرۃ المنتہیٰ میں ساکن فرمایا۔ بعد اس کے ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی جانب منتقل فرمایا۔ یہاں تک کہ آسمان اوّل تک پہنچا۔ آسمان اوّل میں ساکن رہا۔ یہاں تک کہ خدا نے چاہا کہ حضرت آدمؑ کو پیدا فرمائے۔ اس وقت جبرئیلؑ کو حکم کیا۔ کہ زمین پر جا کر ایک قبضہ خاک زمین سے بدنِ آدمؑ کے لئے لائے۔ ابلیس لعین جبرئیلؑ سے پہلے زمین پر آیا۔ اور زمین سے کہا۔ خدا چاہتا ہے تجھ سے ایک خلق پیدا کرے اور اسے آگ سے عذاب کرے۔ تجھے لازم ہے کہ جب ملائکہ آئیں ان سے کہہ میں پناہ مانگتی ہوں خدا سے کہ مجھ سے کوئی چیز لے جائیں کہ آگ میں اس کا حصہ ہو۔ جب جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ زمین نے پناہ مانگی۔ جبرئیلؑ پھر گئے اور عرض کی اے پروردگار زمین نے تجھ سے پناہ مانگی پس مجھے رحم آیا۔ پس اسی طرح میکائیلؑ اور اسرافیلؑ آئے اور واپس گئے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو بھیجا۔ حسب معمول زمین نے خدا سے پناہ مانگی۔ عزرائیلؑ نے کہا۔ میں بھی پناہ اپنے خدا سے مانگتا ہوں کہ اُس کی نافرمانی کروں پس ایک قبضہ ہر قسم اور ہر رنگ سفید و سرخ و سیاہ و زرد و نرم و درشت زمین سے اُٹھایا اور اسی وجہ سے خلق اور رنگ فرزندانِ آدمؑ کا مختلف ہوا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے عزرائیلؑ کو وحی فرمائی۔ کہ تو نے کیوں زمین پر رحم نہ کیا جس طرح اوروں نے رحم کیا۔ عزرائیل نے عرض کی اے پروردگار تیری اطاعت و فرمانبرداری اس پر رحمت سے بہتر تھی۔ پس حق تعالیٰ نے وحی فرمائی۔ میں چاہتا ہوں اس خاک سے ایک خلق پیدا کروں کہ پیغمبران و شایستگان و اشقیا و بدکاران میں ہوں اور تجھے قابض ارواح ان سب کا مقرر کروں۔ پھر جبرئیلؑ کو حکم ہوا۔ کہ وہ قبضۂ سفید نورانی جس سے طینت پیغمبر آخر الزمان اور اصل جمیع مخلوقات کی ہے۔ حاضر کرے۔ جبرئیلؑ ملائکہ کروبین و ملائکہ صافون و مسبحون کے ہمراہ تربت ضریح مقدس آنحضرت رسول مقبولؐ آئے اور ایک قبضۂ خاک اُٹھا کر اس کو آب تسنیم و تعظیم و تکریم و تکوین و رحمت و خوشنودی و عفو میں خمیر کیا۔ پس سر مطہر حضرت رسولؐ کو ہدایت سے اور سینہ کو شفقت سے اور ہاتھوں کو سخاوت سے اور دل کو صبر و تلقین سے اور فرج یعنی شرمگاہ کو عفت سے اور پاؤں کو شرف سے اور نفس کو بوئے خوش سے پیدا کیا۔ پھر اس طینت کو طینتِ آدمؑ میں مخلوط کیا۔ جب آدمؑ کا جسم مبارک درست ہوا۔ اس وقت فرشتوں کو حکم ہوا۔ کہ میں ایک بشر مٹی سے پیدا کرتا ہوں۔ جب اس کو درست کروں اور اس میں روح پھونکوں اور وہ روح داخل بدن ہو۔ اس وقت تم سب کے سب اس کے قریب سجدہ کرو۔ یہ سُن کر ملائکہ جسد مبارک آدمؑ کو بہشت میں

لئے ہوئے منتظر حکم تھے کہ جس وقت وحی آئے اسی وقت سجدہ کریں۔ پس روح کو حکم ہوا کہ بدن آدمؑ میں داخل ہو۔ روح نے مکان تنگ دیکھ کر داخل ہونے سے پناہ مانگی۔ حکم ہوا کراہت سے اندر جا اور کراہت سے باہر آنا۔ جس وقت روح آنکھوں میں پہنچی۔ حضرت آدمؑ نے اپنے جسد مبارک کو دیکھا اور آواز تسبیح ملائکہ سنی۔ جب روح دماغ میں پہونچی۔ اس وقت چھینک آئی۔ پس خدا تعالیٰ نے گویائی عطا فرمائی۔ حضرت آدمؑ نے کہا۔ الحمد للہ اور یہ پہلا کلمہ ہے حضرت آدمؑ نے جس سے کلام کیا۔ حق تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ یرحمک اللہ اے آدمؑ واسطے رحمت کے تجھے میں نے پیدا کیا اور رحمت کو تیرے لئے اور تیری اولاد کے لئے خلق کیا۔ جبکہ مثل اس کے کلام کریں۔ اسی سبب سے چھینکنے والے پر دعا کرنا سنت ہوا اور کوئی چیز شیطان پر اس سے زیادہ گراں نہیں کہ چھینکنے والے پر دعا کریں۔ اس وقت حضرت آدمؑ نے عرش کی طرف نظر کی۔ دیکھا کہ عرش پر لکھا ہے۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اسمائے اہل بیت حضرت رسولؐ کو بھی دیکھا کہ عرش پر لکھے ہیں۔ اور جب روح ساق مبارک تک پہنچی اور ہنوز پاؤں تک نہ پہنچی تھی۔ حضرت آدمؑ نے چاہا کہ کھڑے ہو جائیں اور نہ کھڑے ہو سکے اسی سبب سے خدا نے فرمایا ہے کہ خلق الانسان من عجل یعنی پیدا ہوا ہے آدمی جلدی کرنے والا کاموں میں۔ اور حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ روح ایک سو سال آدمؑ کے سر میں تھی اور سو سال سینہ میں تھی اور سو سال پیٹھ میں تھی اور سو سال رانوں میں تھی اور سو سال پنڈلیوں میں اور سو سال پنجوں میں۔ جب ٹھیک کھڑے ہوئے اس وقت خدا نے ملائکہ کو فرمایا۔ کہ سجدہ کرو۔ اور یہ حکم بعد ظہر روز جمعہ تھا۔ ملائکہ سجدے میں تھے کہ وقت عصر آدمؑ نے عقب سے صدائے تسبیح و تہلیل و تقدیس الٰہی مانند صدائے مرغ سنی۔ عرض کی اے پروردگار یہ کیا آواز ہے حکم ہوا یہ تسبیح محمد عربیؐ کی ہے کہ بہترین اولین و آخرین ہے۔ سعادت مند ہے وہ جو اطاعت اس کی کرے اور بدبختی اس کے لئے ہے جو اس کی نافرمانی کرے۔ اے آدمؑ لے میرے عہد کو اور رکھ اس کو مگر صلب ہائے پاکیزہ میں اور رحمہائے طیبہ میں زنان عفیفہ اور پشتہائے پاکیزہ مردان پاک میں۔ آدمؑ نے عرض کی بارالٰہا بسبب اس مولود سراپا مسعود کے رونق و شرف و حسن و وقار کو میرے تو نے زیادہ کیا۔ پھر حق تعالیٰ نے طینت پہلوئے آدمؑ سے حوا کو پیدا کیا۔ خواب نے حضرت آدمؑ پر غلبہ کیا۔ جب بیدار ہوئے اور حوا کو اپنے پاس دیکھا۔ کہا تو کون ہے۔ کہا میں حوا ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہارے لئے پیدا کیا ہے۔ آدمؑ نے کہا۔ کیا اچھی تیری صورت ہے۔ اور خلقت۔ اس وقت حق تعالیٰ نے آدمؑ کو وحی فرمائی۔ کہ یہ میری کنیز ہے اور تو میرا بندہ ہے اور میں نے تجھے بہشت کے لئے پیدا کیا ہے۔ مجھ کو بہ پاکی یاد کر اور میری حمد و سپاس کر اے آدمؑ مجھ سے حوا کی خواستگاری کر اور اس کا مہر دے۔ آدمؑ نے عرض کی۔ مہر اس کا کیا ہے فرمایا مہر اس کا یہ ہے کہ محمدؐ و آل محمدؐ پر دس مرتبہ درود

بھیج پس حضرت آدمؑ نے عرض کی۔ اے پروردگار ان نعمتوں کے عوض جب تک زندہ رہوں میں تیری حمد وسپاس کروں گا۔ پس حوا کو حضرت آدمؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ قاضی خداوند عالمیان اور عقد کنندہ جبرئیل امین تھے اور ملائکہ مقربین گواہ ہوئے۔ ملائکہ عقب آدمؑ کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے کہا اے پروردگار ملائکہ میرے پیچھے کس لئے کھڑے ہیں۔ حکم ہوا اس لئے کہ نور محمدیؐ کو دیکھیں کہ اس نور کو میں نے تیرے صلب میں منتقل کیا ہے۔ آدمؑ نے عرض کی اے پروردگار اس نور کو میرے آگے سامنے رکھ دے کہ ملائکہ میرے سامنے کھڑے رہیں۔ پس ملائکہ برابر آدمؑ کے صف بہ صف کھڑے ہوئے۔ آدمؑ نے عرض کی نور محمدیؐ ایسے مقام پر ہے کہ میں دیکھ سکوں۔ حق تعالےٰ نے اس نور کو انگشت شہادت آدمؑ میں جگہ دی۔ اور نور علیؑ کو بیچ کی انگلی میں اور نور فاطمہؑ کو اس انگلی کے بعد اور نور حسنؑ کو اس کے بعد اور نور حسینؑ کو انگوٹھے میں ظاہر کیا۔ اور ہمیشہ یہ سب نور حضرت آدمؑ سے مانند آفتاب درخشاں رہے اور آسمان و زمین و عرش و کرسی و سراپردہ ہائے عظمت و جلال ان انوار متبرکہ سے منور و روشن رہا کئے۔ جب حضرت آدمؑ کو منظور ہوتا تھا۔ کہ حوا سے مقاربت کریں۔ ان کو فرماتے وضو کریں۔ اور کہتے خدا اس نور کو تیری روزی کرے گا۔ اور یہ امانت و میثاق خدا ہے۔ پس ہمیشہ وہ نور آدمؑ کے ہمراہ تھا۔ یہاں تک کہ حضرت حوا حاملہ ہوئیں اور حضرت شیثؑ رحم طاہرہ حضرت حوا میں تشریف لائے اور وہ نور پیشانی حضرت حوا میں آیا۔ پس ملائکہ حضرت حوا پاس آئے۔ اور تہنیت و مبارکباد دیتے۔ جب شیثؑ متولد ہوئے نور محمدیؐ جبین شیثؑ میں چمکتا جبرئیلؑ نے ایک پردہ حوا اور شیثؑ کے درمیان حائل کر کے شیثؑ کو پوشیدہ کر دیا جب حضرت شیثؑ حد بلوغ کو پہونچے اس وقت آدمؑ نے بلایا۔ اور فرمایا۔ اے فرزند اب زمانہ میری مفارقت کا نزدیک ہے میرے قریب آ کہ تجھ سے عہد و پیمان لوں۔ جس طرح حق تعالیٰ نے مجھ سے عہد لیا۔ پھر آدمؑ نے سر مبارک بجانب آسمان بلند کیا۔ اور حق تعالیٰ نے مراد آدمؑ کی معلوم کر کے فرشتوں کو حکم دیا کہ تسبیح و تقدیس ترک کر کے اپنا بال پیٹی اور ساکنانِ بہشت نے بحکم خدا غرفہائے بہشت سے جھانکنا شروع کیا۔ اور صدائیں دروازہ ہائے بہشت اور نہر ہائے بہشت سے موقوف ہوگئیں۔ اور سب کے سب آواز آدمؑ کے منتظر تھے اس وقت حق تعالیٰ نے وحی کی۔ اے آدمؑ کیا چاہتا ہے بیان کر۔ آدمؑ نے عرض کی۔ اے خالق نفس و روشنی بخش قمر و شمس مجھے تو نے جس طرح چاہا پیدا کیا اور میرے سپرد نور مقدس کیا جس کی وجہ سے میں نے کرامتیں معائنہ کیں۔ اب وہ نور میرے فرزند شیثؑ میں منتقل ہوا۔ میں چاہتا ہوں اس سے عہد و پیماں لوں جس طرح تو نے مجھ سے عہد لیا۔ حکم ہوا اے آدمؑ اپنے فرزند شیثؑ سے عہد لے اور جبرئیلؑ و ملائکہ کو گواہ کر۔ پھر حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم فرمایا۔ کہ زمین پر جا اور ستر ہزار ملائکہ اپنے ہمراہ لے جا اور ہر ایک فرشتہ

علم و تسبیح ہاتھ میں لئے تھا۔ اور جبرئیلؑ کے ہاتھ میں ایک حریر اور ایک قلم تھا۔ پس آدمؑ سے مخاطب ہو کر کہا۔ خدا نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ اپنے فرزند شیثؑ سے وہ عہد و پیماں لے اور لکھ مجھے اور میکائیلؑ اور جمیع ملائکہ کو گواہ کر۔ حضرت آدمؑ نے وہ نامہ لکھا۔ اور جبرئیلؑ نے وہ نامہ مہر کر کے شیثؑ کے سپرد کیا۔ اور لباس سُرخ پہنایا۔ کہ نور آفتاب سے روشن اور خوش رنگ زیادہ تھا اور کسی کا سیا ہوا نہ تھا۔ بلکہ خداوند عالم نے حکم فرمایا تھا ہو اور پیدا ہو گیا۔ پس نور محمدیؐ ہمیشہ پیشانی شیثؑ میں چمکتا رہا۔ یہانتک کہ شیثؑ نے محاوا بیضاء سے تزویج کیا۔ اور حضرت جبرئیلؑ نے اس حوریہ کا حضرت شیثؑ سے عقد کیا۔ اور جب اس سے ہم بستر ہوے انوشؑ حمل میں آگئے۔ اس وقت منادی نے آسمان سے ندا کی۔ کہ اے بیضا گوارا اور مبارک باد ہو کہ حق تعالیٰ نے نور سید پیغمبراں اور بہترین گذشتگان اور آئندگان کو تیرے سپرد کیا۔ جب انوشؑ حد بلوغ کو پہنچے۔ شیثؑ نے عہد و پیمان لیا۔ اور نور محمدیؐ قینانؑ ان کے فرزند میں منتقل ہوا۔ اور اُن سے ملائیلؑ اور اُن سے الیارؑد اور اُن سے اخنوخؑ ہیں کہ ادریسؑ ہیں۔ اور ادریسؑ سے متوشلخؑ اور متوشلخؑ سے ملکؑ میں اور اُن نوح علیہ السلام میں۔ اور نوحؑ سے سامؑ اور سامؑ سے ارفخشدؑ اور اُن سے عابرؑ اور ان سے فالغؑ اور اُن سے ارغوؑ اور اُن سے شارغؑ اور اُن سے ناخورؑ اور اُن سے تارخ اور اُن سے ابراہیم علیہ السلام اور اُن سے اسمٰعیل علیہ السلام اور اُن سے قیدارؑ اور اُن سے ہمیسعؑ اور اُن سے نبتؑ اور اُن سے یشجبؑ اور اُن سے اود اور اُن سے عدنانؑ اور اُن سے معد اور اُن سے نزار اور اُن سے مضر اور اُن سے الیاس اور اُن سے مدرکہ اور اُن سے خزیمہ اور اُن سے کنانہ اور اُن سے قصیٰ اور اُن سے لوی اور اُن سے غالب اور اُن سے فہر اور اُن سے عبد مناف اور ان سے ہاشم ہیں کہ ان کو عمرو العلا کہتے تھے۔ منتقل ہوا۔ اور نور حضرت رسول مقبولؐ ہمیشہ پیشانی ہاشم میں اس قدر تاباں و درخشاں تھا۔ کہ جب مسجد الحرام میں جاتے ہمیشہ روئے انور سے روشنی آسمان پر جاتی۔ اور اہل مکہ اس حال کے مشاہدہ سے تعجب کرتے اور جب آپ بطن عاتکہ سے متولد ہوئے تو دو گیسو مانند گیسوہائے اسمٰعیل سر اقدس پر تھے۔ کہ نور ان کا جانب آسمان ساطع تھا۔ اور قبائل عرب ہر طرف سے دیکھنے کو مکہ میں آئے کاہنوں کو تشویش ہوئی۔ بت فضیلت حضرت رسالت مآبؐ میں گویا ہوئے جس سنگ و کلوخ کی جانب گذر ہوتا۔ بقدرت خدا گویا ہوتے اور کہتے اے ہاشم بشارت ہو عنقریب تمہاری ذریت سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ نزدیک حق تعالیٰ گرامی ترین خلق و شریف ترین عالم ہوگا۔ یعنی محمد مصطفےٰؐ کہ خاتم پیغمبراں ہے اور جب ہاشم اندھیرے میں جاتے روشنی نور محمدیؐ ہر طرف اندھیرے میں چمکتی۔ جب وقت وفات عبد مناف آیا۔ ہاشم سے عہد و پیمان لیا۔ کہ نور حضرت رسالتؐ پناہ کو نہ سونپیے مگر رحمہائے پاکیزہ ترین زنان مسلمہ و صالحہ نجیبہ میں حضرت ہاشم نے قبولِ عہد فرمایا۔ بادشاہان وقت آرزو کرتے تھے کہ ہم اپنی لڑکی ہاشم کو دیں اور مال و ہدایا بھیجتے کہ

شاید ہاشم راضی ہو جائیں اور حضرت ہاشم جب جانب کعبہ آتے سات بار طواف کرتے اور پردہ ہائے کعبہ میں لپیٹتے تھے۔ جو شخص حضرت ہاشم کے پاس آتا اس کی بزرگی کرتے ننگوں کو کپڑا پہناتے۔ بھوکوں کو کھلاتے محتاجوں اور پریشانوں کی حاجت روائی کرتے۔ قرضداروں کا قرض ادا کرتے اور ہرگز دروازہ مہمانوں اور مہمان داری سے نہ بند کرتے تھے اور جب ولیمہ یا اطعام فرماتے اس قدر کھانا پکواتے کہ آدمیوں سے بچ رہتا اور وہ بچا ہوا وحشیوں اور جانوروں کو دیا جاتا۔ آوازۂ کرم حضرت ہاشم تمام جہان میں مشہور ہوا۔ اور بادشاہی مکہ آپ پر مسلم ہوئی اور جمیع امور متعلق کعبہ مثل کلید برداری اور آب زمزم حاجیوں کو دینا اور حجابت کعبہ اور مہمانداری حاجیوں کی یہ سب کام حضرت ہاشم سے متعلق ہوئے اور علم حضرت نزار و کمانِ اسمٰعیل پیراہن حضرت ابراہیمؑ و نعلین شیثؑ و انگوٹھی نوح صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین ان سب کو میراث میں لیا۔ پس حضرت ہاشم حاجیوں کو بزرگ جانتے اور حاجت روائی حاجیوں کی فرماتے۔ اور جب چاند ماہ ذوالحجہ کا نکلتا لوگوں کو حکم فرماتے کہ کعبہ معظمہ کے پاس جمع ہوں۔ پس خطبہ پڑھتے اور فرماتے تھے۔ اے گروہ مردم بتحقیق کہ تم امان یافتگان خدا اور ہمسائیگان خانہ خدا ہو۔ اور اس فصل میں زیارت کرنے خانۂ خدا کے آتے ہیں اور یہ لوگ مہمان خدا کے ہیں۔ لازم ہے کہ مہمانوں کو اوروں سے بزرگ جانو۔ حق تعالیٰ نے تم کو اس کرامت سے مخصوص کیا ہے۔ اور اب بہت جلدی حاجی تمہاری طرف ژولیدہ و گرد آلود ہر جانب سے آتے ہیں یہ مہمان خدا کے ہیں ان کی طرفداری کرو ان کو بزرگ رکھو تاکہ خدا تم کو بزرگ رکھے۔ اس نصیحت سے کار قریش مالہائے عظیم حاجیوں کے لئے لاتے اور حضرت ہاشم حاجیوں کے لئے چمڑے کے حوض بنواتے اور آب زمزم سے بھرواتے۔ ساتویں دن سے ضیافت حاجیوں کی شروع ہوتی منیٰ و عرفات میں کھانا بھجواتے اتفاقاً ایک سال مکہ میں قحط پڑا۔ اور کچھ بھی موجود نہ تھا جس سے حاجیوں کی دعوت کریں۔ مگر کچھ اونٹ تھے ان کو شام میں بیچنے کو بھیجا اور بیچ ڈالا۔ اور ان کی قیمت جس قدر ملی سب حاجیوں کی دعوت اور مہمانداری میں خرچ فرمائی۔ اور ایک رات کا کھانا اپنے واسطے نہ رکھا۔ اس سبب سے آوازۂ کرم حضرت ہاشم اطراف عالم میں پہنچا۔ اور تمام جہان میں آپ کی ہمت کا شہرہ ہوا۔ اور یہ خبر جب نجاشی بادشاہ حبشہ اور قیصر بادشاہ روم کو پہونچی ان لوگوں نے نامے لکھے اور ہدیے بھیجے اور خواہش و التماس کی کہ ہم سے ہماری لڑکیاں قبول کریں شاید نور محمدؐی ان کے شکم میں منتقل ہو۔ اس لئے کہ کاہنوں۔ رہبانوں اور عالموں نے ان کو خبر دی تھی کہ وہ نور حضرت ہاشم کی پیشانی میں ہے مگر حضرت نے کسی کی لڑکی قبول نہ فرمائی اور اپنے عزیزوں میں سے جو لوگ حسب نسب میں نجیب الطرفین تھے اُن سے استدعا کی اور اپنی شادی فرمائی اور تین لڑکے پیدا ہوئے۔ اسد و مضر و صیفی اور چار لڑکیاں صعصعہ و رقیہ و شعثا و خلاوہ مگر وہ نور اسی طرح پیشانی ہاشم میں تاباں رہا۔ اور اس سبب سے زیادہ محزون رہا کرتے۔

ایک رات خانۂ کعبہ کے گرد طواف کر رہے تھے اور الحاج وزاری بارگاہ باری میں فرماتے اور دعا کرتے تھے خداوندا مجھے ایسا فرزند عطا فرما جس میں یہ نور منتقل ہو۔ ناگاہ نیند نے غلبہ کیا۔ اور آپ سو گئے۔ اس وقت آواز ہاتف آئی۔ کہ سلمٰی دختر عمرو کہ طاہرہ پاکدامن گناہوں سے ہے اس کی خواستگاری کرو۔ اور مہر زیادہ دو کہ مثل اس کے دوسری عورت نہ ملے گی۔ اور اس سے تم کو فرزند عطا ہوگا۔ کہ اس سے سید پیغمبراں پیدا ہوگا۔ ہاشم خائف و ترساں جو نکے اور اپنے بھائی مطلب اور بھتیجوں کو جمع کیا۔ اور ان سے خواب بیان کیا عبدالمطلب نے کہا اے بھائی جس عورت کا تم نام لیتے ہو وہ قبیلہ بنی النجار سے ہے۔ ہر چند کے وہ صاحب عفت ہیں ولیکن تم ان لوگوں سے شرافت و نسب میں افضل ہو اور تمام بادشاہ تم سے خواستگار ہیں اگر تمہارا قصد یہی ہے تو مجھ کو اجازت دو کہ تمہارے لئے خطبہ کروں۔ ہاشم نے کہا۔ اپنا کام اپنے ہی سے خوب ہوتا ہے۔ میں چاہتا ہوں تجارت کروں اور شام میں جاؤں اور اثنائے راہ میں اس زن کریمہ کی خواستگاری کروں۔ پس اسباب سفر مہیا کیا۔ اور اپنے بھائی حضرت مطلب اور بھتیجوں کو ہمراہ لیا۔ اور متوجہ مدینہ ہوئے۔ نور محمدیؐ نے جو پیشانی حضرت ہاشم میں ساطع تھا تمام مدینہ کو روشن اور تمام گھروں کو منور کر دیا۔ سب لوگ حاضر ہو کر جمع ہوئے اور کہا تم لوگ کون ہو۔ ہرگز ہم نے تم سے بہتر و خوبصورت آدمی نہیں دیکھے خصوصاً یہ صاحب نور جس کے جمال نے تمام شہر کو روشن کر دیا ہے مطلب نے کہا ہم اہل خانۂ خدا اور ہم ساکنانِ حرم حق تعالیٰ ہیں۔ ہم اولاد لوی بن غالب سے ہیں۔ اور یہ صاحب نور روشن میرا بھائی ہاشم بن عبد مناف ہے۔ ہم خواستگاری کو تمہارے پاس آئے اور تم لوگ جانتے ہو اس میرے بھائی کی تمام بادشاہوں نے استدعا کی ہے اور اس نے انکار کیا۔ اب خواہش و رغبت یہ ہے کہ کرے کہ خطبہ سلمٰی کا باپ بھی ان لوگوں میں تھا۔ اس نے جواب دیا۔ آپ لوگ صاحبان عزت و فخر و شرف و سعادت و فتوت و جود و کرم ہیں اور جس لڑکی کا آپ نے خطبہ فرمایا۔ وہ میری دختر ہے اور خود مختار ہے وہ کل سے اکابر زنان قبیلۂ بنی قینقاع کے ہمراہ گئی ہے اگر یہاں تھوڑی دیر توقف فرمائیں عنایت ہوگی۔ ورنہ اگر آپ جانا چاہتے ہیں تو اختیار ہے اب فرمایئے آپ میں کون شخص ہے جس نے خواستگاری کی ہے۔ کہا یہ صاحب نور لامع و شعاع ساطع چراغ بیت اللہ الحرام مصباح ظلام صاحب جود و اکرام ہاشم بن عبد مناف ہے۔ پدر سلمٰی نے کہا۔ بہتر بہتر ہم بلند پایہ ہوئے سر ہمارا اوج رفعت پر پہنچا۔ اب ہماری رغبت اس کی طرف زیادہ ہے۔ جو ہماری طرف ہے۔ ولیکن وہ دختر ہماری خود مختار ہے میں آپ کے ہمراہ چلوں گا۔ اے بہترین زوّار و فخر قبیلۂ نزار اس وقت آپ توقف فرمائیں۔ پس پدر سلمٰی نے حضرت ہاشم اور ان کے اقارب کو بہ نہایت عزت و حرمت مہمان رکھا۔ اور انواع و اقسام کا ضیافت و دعوت میں اہتمام کیا۔ کچھ اونٹ اسی وقت نحر کر کے متعدد خوان کھانے کے حاضر کئے۔ جمیع مردمانِ مدینہ و قبیلۂ اوس و خزرج مشاہدۂ جمال حضرت ہاشم کو حاضر ہوئے۔ علمائے یہود نے حضرت ہاشم کے جمال مبارک پر نظر کی۔

جہان روشن ان کی آنکھوں میں تاریک ہوا۔ اس لئے کہ اپنی کتابوں یعنی توراییت وغیرہ میں پڑھ چکے تھے کہ یہ علامت اور نور پیغمبر آخر الزمانؐ کا ہے۔ پس مشاہدۂ جمال نور محمدیؐ سے ملول وگریاں ہوئے۔ تمام اہل شہر نے پوچھنا شروع کیا کہ تمہارے رونے کا کیا سبب ہے۔ یہود نے کہا۔ یہ نور علامت اس شخص کی ہے کہ وہ بہت جلد ظاہر ہوگا۔ اور خونریزی کرے گا۔ ملائکہ اس کی مدد کریں گے۔ اور ہماری کتاب میں اس کا نام ماحی ہے یہ نور وہی ہے کہ ظاہر ہوا ہے پس تمام یہود اس خبر کے سننے سے رونے لگے اور سب نے حضرت ہاشم کی طرف سے دل میں دشمنی ٹھان لی۔ اور اس روز سے نور محمدیؐ کے بجھانے کا قصد کیا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ ہاشم نے اپنے اصحاب کو حکم دیا۔ کہ جامہائے فاخرہ پہنیں اور خود سروں پر رکھیں اور زرہیں زیب تن کریں اور علم نزار کو بلند کریں۔ یہ سن کر سب نے لباس ہائے فاخرہ پہن کر حضرت ہاشم کو بیچ میں لے لیا جس طرح چاند ستاروں کی جھرمٹ میں ہوتا ہے۔ اور اس شان وشوکت سے کہ غلام آگے آگے اور خدم وحشم پیچھے پیچھے روانہ بازار قینقاع ہوئے۔ اور پدر سلمیٰ مع اکابر قوم وجماعت یہود ہمراہ خدمت میں چلے۔ جب نزدیک بازار پہنچے ساکنانِ شہر واطراف نزدیک و دور وہاں موجود تھے۔ سب نے اپنے اپنے کام چھوڑ دیئے اور محو نور جمال ہاشم ہوئے ہر طرف سے آکر ہجوم کرلیا۔ اور سلمیٰ بھی اس گروہ میں محو جمال ہاشم تھی۔ ناگاہ باپ نے اُس سے کہا۔ میں تجھے بشارت دیتا ہوں ایسے امر کی جو موجب سرور وشادی اور باعث فخر وعزت ابدی ہو۔ سلمیٰ نے کہا۔ وہ بشارت کون سی ہے۔ باپ نے کہا یہ آفتاب اوج عزت وماہ برادرج شرافت جسے تو دیکھ رہی ہے تیری خواستگاری کو آیا ہے اور اطراف جہاں میں کریم وسخی وعفیف مشہور ہے۔ یہ سن کر سلمیٰ نے بکمال شرم وحیا سر جھکا لیا۔ اور باپ نے فحوائے کلام سے رضامندی وخوشنودی سمجھ لی۔ پس ہاشم نے ایک جامہ وخیمہ حریر سرخ برپا کیا۔ گرد خیمہ سراپردہ کھینچی اور خیمہ میں رونق افروز ہوئے۔ اہل شہر ہر طرف سے آکر جمع ہوئے اور حالات دریافت کرتے تھے۔ جب حقیقت حال پر مطلع ہوئے۔ شعلۂ حسد ان کے سینوں میں بھڑکنے لگا۔ اس لئے کہ سلمیٰ حسن وجمال وعفت وآداب وسیرت خلق وکمال میں یکتائے زمان اور زیادہ دوران تھی اس وقت شیطان بصورت پیر مرد سلمیٰ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اصحاب ہاشم سے ہوں۔ تجھے نصیحت کرنے آیا ہوں۔ واضح ہو اگرچہ حسن وجمال اس مرد میں واقعی بہت ہے جیسے تو نے خود دیکھا۔ ولیکن عورتوں سے بہت کم راغب ہے اور جس عورت سے صحبت کرتا ہے۔ دو مہینے سے زیادہ اس کو نہیں رکھتا۔ بکثرت عورتوں سے مباشرت وصحبت کرکے اُن کو طلاق دے چکا ہے۔ لڑائی میں شجاع نہیں۔ بلکہ ڈرپوک ہے۔ سلمیٰ نے کہا۔ اگر تو سچ کہتا ہے میں ہرگز اس سے رغبت نہ کروں گی۔ اگرچہ قلعہ ہائے خیبر کو میرے لئے سونے سے بھر دے۔ پھر ابلیس لعین دوسرا بھیس بدل کر اصحاب ہاشم کی صورت میں سلمیٰ پاس آیا۔ اور بہت کچھ برائیاں مثل سابق بیان کیں۔ پھر تیسری شکل بدل کر انہیں باتوں کو دہرایا۔ جب پدر سلمیٰ آیا۔ اور اسے غمگین وملول پایا۔ پوچھا۔ اے سلمیٰ تو اداس

اور آج چُپ چاپ کیوں ہو۔ یہ دن شادی و خوشی و سرور کا ہے کہ عزت و مکرمت ابدی تجھے میسّر ہوئی۔ سلمیٰ نے کہا۔ اے بابا تمہارا ارادہ ہے۔ کہ مجھے ایسے شخص سے تزویج کرو۔ جو عورتوں سے رغبت نہیں رکھتا۔ لڑائیوں میں ترساں و خائف ہے اور بکثرت عورتوں کو طلاق دے چکا ہے۔ باپ نے جب یہ سُنا ہنسا۔ اور کہا۔ جن صفات کا تو نے ذکر کیا یہ شخص ان صفات کا متصف نہیں بلکہ جود و کرم و سخاوت و شجاعت میں یہ شخص ضرب المثل ہے اور کثرت مہمانداری و فراوانی گوشت و استخوان سے جو مہمانوں کے واسطے مہیا کرتا ہے اُسے ہاشم کہتے ہیں اور ہرگز اس نے کسی عورت کو طلاق نہیں دیا۔ شجاعت و جوانمردی میں شہرۂ آفاق ہے۔ خوشخوئی و خوش بیانی میں بے مثل ہے۔ بیشک جس نے تجھ سے اس کی برائیاں بیان کیں وہ شیطان رجیم ہے۔ جب دوسرا دن ہوا۔ سلمیٰ نے ہاشم کو دیکھا محبت نور پیشانی انور سے بیتاب ہو کر قاصد سے کہلا بھیجا۔ کہ آپ میرے کل کے روز خواستگاری کریں اور جو مہر میرا باپ مانگے آپ اقرار کر لیں۔ میں اپنے مال سے آپ کی کفالت کروں گی۔ پس دوسرے دن ہاشم مع اصحاب کبار خیمۂ پدر سلمیٰ میں آئے۔ ہاشم و مطلب اور یہ چچیرے بھائی صدر مجلس میں بیٹھے۔ مطلب نے کہا اے اہل شرافت و کرامت ہم اہل بیت اللہ الحرام ہیں و صاحبان مشاعر عظام ہیں۔ ہماری طرف رجوع جمیع خلائق ہے اور تم خود ہماری شرافت و بزرگی جانتے ہو۔ تم پر ظاہر ہے کہ نور باہرۂ محمدیؐ حق تعالیٰ نے ہم سے مخصوص کیا ہے اور ہم فرزندانِ لوی بن غالب ہیں۔ اور وہ نور محمدیؐ حضرت آدمؑ سے منتقل ہوتا ہوا ہمارے پدر عبد مناف تک پہنچا۔ اور اُن سے ہمارے بھائی ہاشم میں منتقل ہوا۔ اب خدا نے ہم کو تمہاری طرف بھیجا ہے کہ ہاشم کے لئے تمہاری دختر کی خواستگاری کریں۔ پس سلمیٰ کے باپ اور چچا نے کہا۔ کہ البتہ تحیت و کرامت تمہارے ہی لئے ہے یہ ہم نے تمہارا ہی خطبہ قبول کیا۔ اور تمہاری خواستگاری منظور کی۔ ولیکن ہم عادت قدیم سے مجبور ہیں کہ مہر گراں اور ذیشاں میں مقدم ہے اور اگر یہ عادت قدیم نہ ہوتی تو ہم ہرگز ذکر نہ کرتے۔ مطلب نے کہا۔ ہم بعوض مہر ایک سَو اُونٹ سیاہ چشم و سُرخ مو دینگے۔ پس ابلیس لعین جو کہ حاضرین میں موجود تھا رونے لگا۔ اور پدر سلمیٰ کے پاس جا کر کہا۔ مہر زیادہ کرو۔ پدر سلمیٰ نے کہا اے بزرگان قوم کیا قدر میری بیٹی کی تمہارے نزدیک اسی قدر ہے۔ مطلب نے کہا۔ ہم ہزار مثقال طلا بھی دیں گے۔ پھر شیطان نے اشارہ کیا۔ کہ اور زیادہ چاہو۔ پدر سلمیٰ نے کہا اے جوان ہمارے حق میں کمی ہے۔ مطلب نے کہا۔ ایک خرد ار عنبر اور دس جامۂ مصری اور دس جامۂ عراقی ہم نے زیادہ کئے۔ پھر شیطان نے کہا۔ اور زیادہ مانگ۔ پدر سلمیٰ نے کہا۔ آپ کا ہم پر احسان اور کچھ زیادہ فرمائیے۔ مطلب نے کہا۔ ہم پانچ لونڈیاں بھی ان کی خدمت میں دیں گے۔ پھر شیطان نے اشارہ کیا۔ کہ اور زیادہ چاہو۔ پدر سلمیٰ نے کہا۔ آپ جو کچھ دیں گے وہ آپ ہی کا ہے۔ مطلب نے کہا۔ کہ دس اوقیہ مشک اور پانچ قدح کافور اور اضافہ کیا۔ پھر شیطان نے چاہا۔ کہ وسوسہ کرے۔ پدر سلمیٰ نے آواز دی۔ اے

پیر بد ضمیر دور ہو۔ تو نے مجھے اس محفل میں خجل کیا۔ پس مطلب نے شیطان کو لعنت ملامت کر کے خیمے سے نکال دیا۔ اور یہود بھی ذلیل و خوار خیمے سے نکل گئے۔ یہودیوں کے سردار نے پدر سلمیٰ سے کہا۔ کہ یہ مرد پیر حکیم و دانا ترین شام و عراق ہے۔ اس کی تدبیر سے کیوں انکار کرتے ہو اور ہم رضامند نہیں ہیں کہ اپنی لڑکی سوائے اہل شہر کسی کو دو۔ پس چار سو نفر یہود جو یہاں موجود تھے۔ سب نے تلواریں کھینچ لیں اور سامنے آکھڑے ہوئے سادات اہل حرم چالیس مرد تھے انہوں نے بھی تلواریں کھینچیں۔ مطلب نے سردار یہود پر حملہ کیا اور حضرت ہاشم ابلیس لعین پر جھپٹے۔ ابلیس بھاگا۔ حضرت ہاشم نے نزدیک پہنچ کر اسے زمین پر دے مارا۔ جب نور محمدیؐ اس پر چمکا ایک نعرہ کیا اور مثل ہوا ہاتھ سے نکل گیا۔ جب ہاشم نے مطلب پر نظر کی دیکھا کہ رئیس یہود کو دو ٹکڑے کر دیا ہے۔ بغرضیکہ ہاشم اور اصحاب ہاشم نے بہت یہود کو واصل جہنم کیا۔ جب یہ خبر مدینہ پہنچی مرد و عورت دوڑے اور ستر یہودی مارے گئے۔ باقی کو ہزیمت ہوئی اور عداوت حضرت رسول مقبولؐ اُن کے دلوں میں محکم ہو گئی۔ پس ہاشم نے فرمایا۔ اب میرے خواب کی تعبیر پوری ہوئی۔ پدر سلمیٰ نے مطلب اور ہاشم سے التماس کیا۔ کہ اب آپ ہاتھ لوٹائیے اور شادی کو مبدل باندوہ نہ فرمائیے۔ پس ہاشم اپنے خیمہ میں تشریف لے گئے اور اسباب ولیمہ مہیا کر کے جمیع حاضرین کو کھانا کھلایا۔ پدر سلمیٰ نے سلمیٰ سے کہا۔ تو نے شجاعت ہاشم کی دیکھی۔ اگر میں التماس نہ کرتا تو ایک یہود کو زندہ نہ چھوڑتے۔ سلمیٰ نے کہا۔ اے پدر میرے حق میں بہتر اور مناسب معلوم ہو مجھے منظور ہے۔ ملامت و شماتت حاسدین سے پرواہ نہ کرو۔ پدر سلمیٰ اہل حرم کے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے صاحبو اندوہ کینہ اپنے سینہ سے نکال ڈالو میری دختر ہدیہ ہے اور کسی چیز کی میں تم سے آرزو نہیں کرتا۔ مطلب نے کہا۔ جو میں نے کہا ہے اس سے زیادہ دوں گا۔ یہ کہہ کر ہاشم سے مخاطب ہوئے اور کہا اے برادر جو میں نے کہا تم اس سے راضی ہو گئے۔ ہاشم نے اقرار کیا۔ اس وقت سب نے آپس میں مصافحہ کیا۔ اور پدر سلمیٰ نے مال و زر و مشک و عنبر و کافور بیشمار ہاشم و مطلب اور جمیع اصحاب پر نثار کئے۔ سب نے جانب مدینہ مراجعت کی۔ اور نور محمدیؐ پیشانیٔ نورانی سلمیٰ سے ساطع ہوا۔ تمام اہل یثرب نے بسبب اس کرامت عظمیٰ کے سلمیٰ کو تہنیت و مبارکباد دی۔ اس نور سے حسن سلمیٰ مضاعف ہوا۔ زنان مدینہ معائنۂ نور سے حیران و ششدر تھیں۔ جس سنگ و کلوخ و شجر پر گذر ہوتا تہنیت دیتے اور تحیت و اکرام کرتے اور ہمیشہ داہنی جانب سے آواز آتی۔ کہ السلام علیک یا سید البشر سلمیٰ ان غرائب کو ہاشم سے بیان کرتی اور لوگوں سے پوشیدہ رکھتی۔ یہاں تک کہ ایک رات منادی ندا کرتا ہے تجھے بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے فرزند بہترین اہل شہر و مصر اعنایت فرمایا۔ جب سلمیٰ نے یہ ندا سنی تو اس دن سے حضرت ہاشم سے ہم بستری نہ چاہی۔ ہاشم چند روز مدینہ میں رہے بعد اس کے سلمیٰ سے رخصت ہوئے اور کہا اے سلمیٰ میں نے وہ امانت تیرے سپرد کی جو حق تعالیٰ نے آدمؑ کے سپرد کی تھی۔ اور آدمؑ نے شیثؑ کو ان کے بعد اکابرین دین اس نور مبین کو ایک دوسرے کے سپرد کرتے آئے۔ یہاں تک کہ یہ نور بزرگوار

مجھ تک پہنچا۔ اور میری کرامت بسبب اس نور کے دو چند ہوئی اور اب اس نور کو میں نے بحکم پروردگار تیرے سپرد کیا۔ میں تجھ سے عہد و پیمان لیتا ہوں کہ اس نور کی نگہبانی و حفاظت کرنا اور اگر میرے پیچھے یہ فرزند پیدا ہو۔ تو لازم ہے اپنی آنکھوں کا تارا اور جان سے زیادہ عزیز رکھنا۔ اگر ہو سکے تو ایسا انتظام کرنا کہ کوئی اسے نہ دیکھے اس لئے کہ اس کے دشمن بہت ہیں۔ خصوصاً یہود کہ ان کی عداوت پہلے ہی دن ظاہر ہوگئی۔ اور اگر اس سفر سے میں بخیریت واپس نہ آؤں یا تم کو خبر وفات میری پہنچے۔ لازم ہے اس کی حفاظت اور کرامت میں تقصیر نہ کرنا۔ اور جب سن شباب پہونچے حرم خدا میں لے جانا اور اس کے چچاؤں سے علیٰحدہ نہ کرنا کہ خانۂ خدا خانۂ عزت و نصرت ہمارا ہے۔ سلمیٰ نے کہا یہ سب باتیں میں نے سُنیں اور بجان و دل قبول کیں۔ لیکن اپنی مفارقت سے تم نے میرے دل کو دردناک کیا۔ خدا سے سوال ہے کہ جلد تم کو مجھ تک واپس لائے۔ پس ہاشم مع برادران و اقارب باہر تشریف لائے اور سب کے سامنے آکر کہا۔ اے بھائیو موت وہ چیز ہے کہ جس کسی کو چارہ نہیں اور تم سے غائب ہوتا ہوں نہ معلوم پھروں یا نہ پھروں، لہٰذا تم کو وصیت کرتا ہوں کہ آپس میں ایک دوسرے پر شفیق و مہربان رہنا۔ اور ایک دوسرے سے جدا نہ ہونا۔ کہ بادشاہوں اور رئیسوں کے نزدیک باعث ذلت و خواری ہے۔ بوجہ عزت و دولت کے دشمن تم سے طمع رکھتے ہیں۔ اور برادر مطلب کو میں تم پر خلیفہ مقرر کرتا ہوں۔ اس لئے کہ وہ میرے نزدیک عزیز ترین خلق ہیں۔ اگر میری وصیت پر عمل کرو۔ پس ان کو اپنا پیشوا جانو اور اگر کلید برادری کعبہ و سقایت زمزم و علم جدم نزار اور جو کچھ کہ پیغمبروں سے مجھ کو ملا ہے۔ سب ان کے سپرد کرو گے فیروزمند و سعادتمند ہوں گے۔ اور دوسری وصیت تم کو یہ کرتا ہوں وہ فرزند جو شکم سلمیٰ میں ہے اس کی شان عظیم اور مرتبۂ بزرگ ہے۔ کسی چیز میں میری مخالفت نہ کرنا۔ ان سب نے کہا ہم نے سُنا اور اطاعت آپ کے قول اور ارشاد کی قبول کی۔ ولیکن ہمارے دلوں کو اس وصیت سے آپ نے غمگین کیا۔ پس ہاشم جانب شام روانہ ہوئے اور جب منزل مقصود پر پہونچے اور اسباب فروخت کیا متاع مناسب خرید فرمایئے۔ اور تحفہ و ہدایا سلمیٰ کے واسطے خرید کر کے چاہا جانب مدینہ سفر کریں ناگاہ بیمار ہوگئے۔ اور رفیقوں سے چھوٹ گئے روز بروز مرض شدید ہوتا گیا۔ اکثر رفقا اور غلاموں سے فرمایا۔ کہ میں علامات مرگ مشاہدہ کرتا ہوں اور گویا اس درد سے رہائی نہ ہوگی۔ تم لوگ مکہ پھر جاؤ اور جب مدینہ میں پہونچو سلمیٰ سے میرا سلام کہو اور اس کو تعزیت دو اور در بارۂ فرزند اس کو وصیت کرو کہ کوئی غم مجھے سوائے فرزند کے نہیں پس بعد دو روز کے آثار مرگ ظاہر ہوئے اور لشکر موت متواتر پہونچے۔ فرمایا بٹھاؤ اور دوات و کاغذ طلب کیا۔ جب دوات و کاغذ حاضر کیا۔ بعد نام جناب ایزدی لکھا کہ یہ بندۂ ذلیل لکھتا ہے اس وقت میں کہ جب فرمان مولا پہونچا کہ اسباب باندھے اور اس جہان فانی سے جانب عالم جاودانی کوچ کرے۔ امابعد یہ نامہ اس وقت میں نے لکھا ہے کہ جب میری جان کشاکش مرگ میں تھی۔ اور کسی کو اس سے چارہ نہیں۔ واضح ہو کہ میں نے اپنا مال تجھ کو بھیجا ہے کہ مساوی آپس میں تقسیم کر لو۔

اور وہ کریم کہ تم سے دور ہے اور نور وشرف اس کے ہمراہ ہے یعنی سلمیٰ اس کو فراموش نہ کرنا اور میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اس کے فرزند کے حق میں رعایت واحترام کرنا اور پیام میرا سلمیٰ کو پہونچانا اور کہنا۔ کہ آہ آہ میں دیدار فرزند ارجمند سے بہرہ مند نہ ہوا۔ سلام ورحمت خدا قیامت تک تم پر ہو۔ پس نامہ لپیٹا۔ اور مہر کر کے ہمراہیوں کے سپرد کیا۔ اور کہا مجھے لٹا دو۔ جب لیٹے آسمان کی جانب نظر کی۔ اور کہا اے رسولِ پروردگار یہ حق نورِ مصطفیٰ جس کا میں حامل تھا۔ مجھ سے مدارا کر۔ جب یہ کہا بآسانی عالم بقا کو رحلت فرمائی۔ گویا چراغ روشن تھا اور بجھ گیا۔ پس غسل وکفن دے کر بعض مواضع شام میں اس معدنِ کرم وانعام کو دفن کیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ جب مدینہ طیبہ میں پہونچے صدا بتالہ واہاشما بلند ہوئی۔ اس آواز دردناک کے سننے سے زنان ومردانِ مدینہ اپنے گھروں سے دوڑے۔ سلمیٰ اور پدر سلمیٰ نے مع عزیزوں کے غم ہاشم میں جامے چاک کئے اور سلمیٰ نے فریاد کی واہاشماکرم وعزت وحرمت میری اور میرے فرزند کی تمہارے مرنے سے کون کرے گا۔ پس سلمیٰ نے شمشیر ہاشم کھینچکر اشتران واسپان ہاشم کو پے کیا۔ اور ان سب کی قیمت اپنے مال سے دی۔ اور وصی ہاشم سے کہا۔ کہ مطلب سے میرا سلام کہو۔ اور کہو کہ میں تمہارے بھائی کے عہد وپیمان ومیثاق پر ہوں اور اب ان کے بعد دوسرے مرد مجھ پر حرام ہیں۔ جب اموال وغلامانِ ہاشم مکہ میں پہونچے۔ زنانِ مکہ نے بال کھولے گریبان چاک کئے اور مراسم تعزیت اس طرح ادا کئے کہ زمین وآسمان اُن پر روئے۔ جب وصیت نامہ ہاشم کھولا گیا مصیبت واندوہ ازسرنو تازہ ہوا۔ اور بموجب وصیت مطلب کو رئیس وپیشوا کیا۔ علم اکرم نزار وکلید برداری کعبہ معظمہ وسقایت زمزم وحاجیان حرم وکمانِ اسمٰعیلؑ ونعلین شیثؑ وپیراہن ابراہیمؑ وانگشتری نوحؑ اور تمام تبرکات انبیاء سب مطلب کے سپرد کیا۔ جب وقت وضع حمل سلمیٰ قریب ہوا۔ وہ کسل وہ بے چینی جو عورتوں کو ہوتی ہے سلمیٰ کو نہ ہوئی۔ ناگاہ آواز ہاتف آئی کہ اے زینت زنانِ بنی النجار اپنے فرزند ارجمند کو چھپا لینا۔ اور لوگوں سے پوشیدہ رکھنا۔ کہ تمام مردیان عالم اس سے سعادت مند ہونگے۔ سلمیٰ نے جب یہ صدائے ہاتف سُنی دروازے بند کر کے پردے ڈال دیئے اور کسی کو اپنے حال کی خبر نہ کی۔ ناگاہ دیکھا۔ ایک نور حجاب زمین سے آسمان تک حائل ہو گیا۔ تاکہ شیطان پاس نہ آئے۔ پس شیبۃ الحمد متولد ہوئے اور نورِ محمدیؐ ان میں چمک رہا تھا۔ بعد ایک ساعت کے متبسم ہوئے جب ان کو گود میں لیا تو ایک سفید بال سر پر دکھائی دیا۔ اس وجہ سے شیبۃ الحمد ان کا نام ہوا۔ اور سلمیٰ نے ایک مہینہ لوگوں سے مخفی رکھا۔ اور کوئی مطلع نہ ہوا۔ بعد ایک مہینہ کے جب زنانِ قبیلہ کو معلوم ہوا مبارکباد کو آئیں اور غرائب احوال مولود مسعود سے متعجب ہوئیں۔ جب دو مہینے کے ہوئے چلنے لگے۔ یہودیوں نے دیکھ کر حسد کیا۔ اور بغض وکینہ سے بیتاب ہو گئے۔ اس لئے کہ علامت نور سے جانتے تھے کہ یہ نواسی پیغمبر کا ہے جوان کو قتل اور ان کے دین کو برطرف کرے گا۔ اور جب سات برس عمر شریف سے گذرے جوان باقوت وشوکت وصولت ہوئے بار ہائے گراں اٹھاتے اور اطفال کو اٹھا کر دے مارتے۔ اتفاقاً ایک شخص قبیلہ بنی الحارث

سے ایک حاجت لے کر حاضر ہوا۔ اس کی نظر ایک لڑکے پر پڑی جس کے چہرے سے نور چمکتا تھا۔ اور لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ پس وہ شخص قریب آیا۔ اور تماشا دیکھنے لگا حسن صورت اور خوبی سیرت شبیۃ الحمد سے حیران ہوکر کہنے لگا۔ زہے سعادتمند وہ شخص جس کے شہر میں تو ہے۔ شبیۃ الحمد کھیلتے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے۔ کہ میں فرزند صاحب زمزم و صفا پسر ہاشم ہوں اور یہ شرف میرا کافی ہے وہ شخص قریب آیا اور کہا اے جوان تیرا کیا نام ہے۔ فرمایا میرا نام شبیۃ الحمد پسر ہاشم پسر عبد مناف ہے۔ میرے باپ نے انتقال کیا۔ چچاؤں نے مجھ پر جفا کی مجھے معہ والدہ وفا کو یہاں چھوڑ دیا۔ اے مرد پیر تیرا کہاں سے آنا ہوا۔ اُس نے کہا۔ میں مکہ سے آیا ہوں۔ فرمایا۔ جب مکہ واپس جانا۔ اور فرزندانِ عبد مناف سے ملاقات ہو۔ میرا سلام کہنا اور کہنا ایک طفل یتیم کا پیام لایا ہوں جس کا باپ مر گیا ہے اور چچاؤں نے اس پر جفا کی ہے اور کہنا۔ اے فرزندانِ عبد مناف بہت جلد تو نے وصیت ہاشم کی بھلا دی اور اس کی نسل کو ضائع کیا۔ جو ہوا مکہ سے آتی ہے میں اس سے تمہاری بو سونگھتا ہوں اور تمہاری آرزوئے ملاقات میں بیتاب ہوں۔ وہ مرد اس کلام سے جانب مکہ گریاں و نالاں رواں ہوا۔ جب مجلس اولاد عبد مناف میں پہونچا۔ بعد تحیت و سلام بیان کیا۔ اے اکابر و اشراف اے فرزندانِ عبد مناف تم اپنی عزت سے غافل ہو گئے۔ اپنا چراغ ولایت اوروں کے گھروں میں روشن کیا۔ اس کے بعد پیغام شبیۃ الحمد پہونچایا۔ اور ان لوگوں نے جواب دیا۔ ہم نہ جانتے تھے۔ وہ اس مرتبہ کو پہونچا ہے۔ اس شخص نے کہا۔ بخدا اس کی فصاحت کے سامنے فصحا گونگے اور عقلا اس سے گفتگو میں عاجز ہیں۔ وہ خورشید اوج حسن و جمال اور نور دیدہ اہل فضل و کمال ہے۔ پس عبد المطلب اسی دن تنہا گھوڑے پر سوار ہوکر جانب مدینہ روانہ ہوئے۔ اور بہت جلد داخل مدینہ ہوئے۔ ناگاہ شبیۃ الحمد کو دیکھا۔ کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ مطلب نے نور محمدی سے پہچانا اور دیکھا کہ بہت بڑا پتھر اُٹھایا۔ اور کہا۔ میں فرزند ہاشم ہوں کہ مشہور بہ عز انم ہے۔ جب مطلب نے یہ سُنا۔ اونٹ کو بٹھایا۔ اور کہا۔ اے میرے بھائی کی یادگار میرے پاس آ۔ پس شبیۃ الحمد دوڑے اور کہا۔ آپ کون ہیں کہ میرا دل آپ کی جانب مائل ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ آپ میرے چچاؤں میں سے ہیں۔ کہا میں مطلب تیرا چچا ہوں۔ یہ کہا اور گود میں لے کر خوب پیار کیا۔ اور رونے لگے۔ پس کہا۔ اے فرزند تجھے منظور ہے۔ کہ تیرے چچاؤں پاس تیرے شہر تجھے لے جاؤں۔ کہا۔ ہاں اے چچا مجھے منظور ہے۔ پس مطلب سوار ہوئے اور شبیۃ الحمد کو اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ شبیۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا مجھے خوف ہے کہ میری ماں کے عزیز و اقارب مطلع ہو جائیں۔ ایسا نہ ہو کہ قبیلہ اوس و خزرج آپس میں مل جائیں اور مجھ کو نہ جانے دیں۔ مطلب نے کہا۔ اے جان عم کچھ غم نہیں۔ حق تعالیٰ کفایت شر فرمائے گا۔ جب یہود مطلع ہوئے کہ شبیۃ الحمد تنہا ہمراہ چچا جانب مکہ روانہ ہوئے۔ ان کو طمع دامنگیر ہوئی اور ارادہ قتل کیا۔ ان کے رؤسا میں سے ایک یہودی جس کا نام

دہیہ کہتے تھے اور اس کے بیٹے کا نام لاطبہ تھا۔ وہ ایک روز ہمراہ اطفال کھیل رہا تھا۔ کہ شیبۃ الحمد نے استخوان شتر اٹھا کر لاطبہ کے سر پر مارا اور کہا۔ اے فرزند یہودی تیری اجل نزدیک ہے اور بہت جلد تمہارے مکان خراب ہوں گے۔ جب یہ خبر اس کے باپ کو پہونچی۔ نہایت خشمناک ہوا اور یہ کینہ جدید علاوہ اس کینۂ قدیم کے اسے ہوا۔ جب یہ خبر سُنی کہ شیبۃ الحمد روانہ مکہ ہوئے۔ اس وقت اپنی قوم کو خبر دی کہ اے گروہ یہود آگاہ ہو۔ جس لڑکے سے تم ڈرتے تھے وہ اپنے چچا کے ہمراہ گیا ہے۔ لازم ہے کہ اس کی خبر لو اور جس طرح ہو سکے مار ڈالو کہ اس کے شر سے بے خطر ہو جاؤ۔ پس ستر نفر یہود مسلح ہو کر روانہ ہوئے۔ جب رات کو آواز سم اسپاں سنی کہا اے فرزند برادر جن سے خوف تھا وہ آپہونچے۔ شیبۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا دوسری راہ چلو۔ مطلب نے کہا اے پسر برادر تیرا نور پیشانی ان گمراہوں کی راہ نمائی کرے گا۔ جدھر ہم جائیں گے۔ یہ اُدھر پہنچینگے۔ شیبۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا میرا منہ چھپالو۔ شاید وہ نور مخفی ہو جائے۔ پس عبدالمطلب نے تین تہ کر کے کپڑے کو شیبۃ الحمد کے منہ پر ڈالا۔ مگر وہ نور اسی طرح روشن تھا۔ اور مطلق فرق نہ تھا۔ مطلب نے کہا اے پسر برادر یہ نور خورشید جمال نور خدا ہے خاک ڈالے سے کہیں چھپتا ہے کوئی نہیں اس کو چھپا سکتا۔ تیری خدا کے نزدیک قدر و منزلت عظیم ہے جس خدا نے نور عطا کیا ہے وہی ہر بلا سے محفوظ بھی رکھے گا۔ جب یہود قریب پہنچے۔ شیبۃ الحمد نے کہا۔ اے چچا مجھے آپ نیچے اُتار دیجئے اور قدرت الٰہی کا تماشا دیکھئے جب زمین پر اُترے۔ منہ پر خاک ملی اور سجدہ کیا۔ اور عرض کی کہ اے پروردگار نور و ظلمت و گردانندہ ہفت فلک بارفعت و قسمت کنندۂ روزی ہائے امت میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ بحق شفیع روز جزا اور اس نور بزرگوار کے تصدق سے جو تو نے میرے سپرد فرمایا ہے کہ مجھے دشمنوں کے مکر و شر سے محفوظ رکھ۔ ابھی دعا ختم نہ ہوئی تھی کہ گروہ یہود آپہونچا اور سامنے صف آراء ہوا۔ ناگاہ بہ قدرت خدا خوف و مہابت شیبۃ الحمد و مطلب یہود کے دلوں پر غالب ہوئی اور براہ خوشامد کہنے لگے اے بزرگواران نیکو کردار ہم آپ کو ضرر پہنچانے نہیں آئے بلکہ ہمارا مطلب یہ ہے کہ شیبۃ الحمد کو واپس اس کی ماں کے پاس لے جائیں۔ جو ہمارے شہر کا چراغ اور باعث برکت و نعمت ہے۔ شیبۃ الحمد نے جواب دیا۔ کہ میں تمہاری دشمنی کو جانتا ہوں۔ اس وقت جو قدرت الٰہی تم پر ظاہر ہوئی ہے اس سے جان بچانے لگے۔ پس یہود خائف و ناامید پھر گئے۔ جب تھوڑی دور پہونچے لاطبہ پسر دہیہ نے کہا تم نہیں جانتے۔ کہ یہ لوگ معدنِ سحر ہیں۔ اور ہم پر جادو کیا ہے۔ اب پیادہ چلو اور ان کو قتل کرو۔ پس تلواریں کھینچ کر پھر لوٹے اور جب نزدیک پہونچے مطلب نے کہا۔ اب مطلب اور مقصد تمہارا ظاہر اور جہاد تم سے واجب ہوا۔ پس مطلب نے کمان ہاتھ میں لی اور کئی تیروں سے جوانانِ یہود کو قتل کیا۔ یہود سب کے سب ایک بار حملہ آور ہوئے اور مطلب نے بھی نام خدا لے کر

اُن پر حملہ کیا۔ شیبۃ الحمد تضرع وزاری بارگاہ باری میں کر رہے۔ ناگاہ گرد و غبار دور سے ظاہر ہوا۔ گھوڑوں کی ہنہناہٹ اور ہتھیاروں کی کھڑکھڑاہٹ کان میں پہنچی۔ مطلب نے دیکھا۔ کہ سلمٰی مع پدر و چار سو نفر شجاعان اوس وخزرج شیبۃ الحمد کے لینے کو آئے ہیں۔ جب سلمٰی نے دیکھا۔ کہ یہود مطلب سے لڑ رہے ہیں۔ آواز دی۔ اور یہ کیا کر رہے ہو۔ پس لاطیہ بھاگا۔ مطلب نے کہا۔ او دشمن کہاں جاتا ہے یہ کہا۔ اور دو ٹکڑے کیا۔ یہ دیکھتے ہی شجاعان اوس وخزرج یہودیوں پر ٹوٹ پڑے اور ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑا۔ اس کے بعد مطلب سے مخاطب ہوئے اور مطلب شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے تھے۔ سلمٰی نے بخوف قتل پسر اپنے قبائل کو لڑنے سے منع کیا۔ اور مطلب سے کہا۔ تم کون ہو جو میرے بیٹے کو لئے جاتے ہو۔ اور مجھ سے میرے فرزند کو جدا کرتے ہو۔ مطلب نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کے شرف وعزت کو زیادہ کروں اور تم سے میں ان پر زیادہ مہربان ہوں امیدوار ہوں کہ حق تعالیٰ اس کو صاحب حرم اور پیشوائے امم کرے۔ میں اس کا چچا مطلب ہوں۔ پس سلمٰی نے کہا خوشا آمدی۔ اے مطلب تم نے مجھ سے خبر کیوں نہ کی۔ اس لئے کہ اس کے باپ نے مجھ سے وصیت کی تھی اس کو جدا نہ کرنا۔ پھر سلمٰی نے شیبۃ الحمد سے کہا۔ اے فرزند تجھے اختیار ہے اگر تو چاہے چچا کے ساتھ جا اور اگر چاہے میرے ہمراہ چل۔ جب شیبۃ الحمد نے یہ بات ماں سے سُنی سر نیچا کر لیا اور رونے لگے اور کہا اے مادر مہربان تمہاری مخالفت سے میں خائف وترساں ہوں۔ اور میں خانۂ کعبہ کی مجاورت چاہتا ہوں اگر اجازت ہو تو جاؤں ورنہ واپس پھر چلوں۔ سلمٰی نے رو رو کر کہا۔ اے فرزند تیری خواہش کو میں نے اپنی خواہش پر اختیار کیا۔ اور بضرورت تیرے درد مفارقت کو میں نے قبول کیا۔ اُمید ہے کہ ہم کو بھول نہ جانا اور اپنی خبر سے ہم کو نہ ترسانا۔ پس شیبۃ الحمد کو گود میں لے کر پیار کیا۔ اور وداع کیا۔ اور مطلب سے کہا۔ اے ابن عبد مناف وہ امانت جو تمہارے بھائی نے میرے سپرد کی تھی وہ اب امانت میں نے تمہارے سپرد کی۔ لازم ہے کہ اس کی حفاظت کرنا۔ اور جب بیاہنے کے دن آئیں تو جو عورت عزت وشرف میں مناسب سمجھنا اس سے بیاہ کر دینا۔ مطلب نے کہا۔ اے کریمۂ بزرگوار تو نے مجھ پر کرم واحسان کیا۔ جب تک زندہ ہوں تیرے حق کو فراموش نہ کروں گا۔ پس شیبۃ الحمد کو ساتھ لیا۔ اور جانب مکہ روانہ ہوئے۔ جب آفتاب جمال شیبۃ الحمد اطراف مکہ سے طالع ہوا۔ اور پرتو نور نے کوہ ہائے مکہ معظمہ کو روشن کیا۔ اس وقت اہالیان مکہ کو تعجب ہوا اور اپنے اپنے گھروں سے باہر نکل آئے جب مطلب کو دیکھا۔ ان سے پوچھا یہ کون ہے جس کو اپنے ساتھ لائے ہو۔ مطلب نے ازراہ مصلحت کہا میرا غلام ہے۔ اس وجہ سے شیبۃ الحمد کو عبد المطلب کہنے لگے۔ پس مطلب شیبۃ الحمد کو اپنے مکان میں لے گئے اور مدت تک پوشیدہ رکھا۔ لوگ اُن کے نور سے تعجب کرتے تھے یہ نہ جانتے تھے کہ وہ جدِ رسول خُدا ہیں اور ان کا حکم مردان قریش میں جاری ہوگا۔ ہر کام میں اس نور سے برکت پاتے تھے اور ہر مصیبت وبلا میں اس سے پناہ مانگتے تھے۔ قحط وشدت میں متوسل بہ نور آنحضرت ہوتے تھے۔ اور حق سبحانہٗ وتعالیٰ دفع شدائد ان سے کرتا تھا۔ اور اکثر معجزات باہرات اس نور سے ظاہر ہوتے تھے۔

فصل تیسری

بیان تاریخ ولادت باسعادت رسول مقبولؐ

واضح ہو کہ اجماع امامیہ اس پر ہے کہ ولادت باسعادت حضرت رسول مقبولؐ سترھویں[۱۷] ربیع الاوّل کو واقع ہوئی اور مخالفین بارھویں[۱۲] کو جانتے ہیں۔ اور بہت کم مخالفین سے آٹھویں یا دسویں کے قائل ہیں۔ اور بعض ماہ رمضان میں کہتے ہیں۔ محمدؒ بن یعقوب کلینیؒ نے کہا ہے کہ ولادت حضرت اس وقت ہوئی جب بارہ راتیں ربیع الاوّل سے گذریں تھیں۔ اس سال جب اصحاب الفیل بقصد خرابی کعبہ آئے اور ابابیل کی کنکریوں سے ہلاک ہوئے۔ بروز جمعہ وقت زوال اور دوسری روایت میں نزدیک طلوع فجر چالیس سال قبل بعثت اور والدۂ ماجدہ حضرت رسالتؐ ایام تشریق میں نزدیک جمرۂ وسطیٰ منزل عبداللہ بن عبدالمطلب میں حاملہ ہوئیں۔ اور ولادت آنحضرتؐ مکہ معظمہ شعب ابوطالب خانۂ محمد بن یوسف میں جاتے ہوئے جانب حجرۂ چپ واقع ہوئی بعد اُس کے اس حجرہ کو اس مکان سے خیزران نے نکال ڈالا۔ اور وہ جگہ مسجد میں ملادی۔ کہ لوگ اس مقام متبرک پر نماز پڑھیں، اس جگہ کلام کلینیؒ ختم ہوا۔ گویا تعین روز ولادت میں تقیہ فرمایا۔ کہ موافق مشہور روایت مخالفان بیان کیا۔ اور کتاب عدد قویہ میں لکھا ہے کہ ولادت آنحضرتؐ نزدیک طلوع فجر روز جمعہ سترھویں[۱۷] ربیع الاوّل کو بعد پچاس روز ہلاکت اصحاب فیل سے ہوئی اور بقول دیگر پینتالیس[۴۵] روز یا تیس[۳۰] روز کے واقع ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے کہ زمانۂ بادشاہی ہرمز فرزند نوشیرواں میں ہوئی۔ اور شیخ طوسیؒ نے کہا ہے کہ بیالیس[۴۲] سال ابتدا سے بادشاہی نوشیرواں سے گذرے تھے اور مویّد اس قول کے مشہور وہ روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ میں عہد بادشاہ عادل میں متولد ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ آٹھویں شباط رومی کو ہوا۔ اور بعضوں نے کہا ہے۔ غرۂ یا بیسویں یا اٹھائیسوں تیراں ماہ رومی مطابق سترھویں دی ماہ فرس کو کہ قمر منزل غفر میں طالع تھا ولادت ہوئی۔ اور ابومعشر نے کہا ہے کہ وقت طالع ولادت حضرت بیسویں درجہ جدی میں تھا۔ اور زحل و مشتری دونوں عقرب میں اور مریخ اپنے برج میں اور آفتاب شرف برج حمل میں اور زہرہ و عطارد شرف حوت میں اور قمر اوّل میزان و راس جوزا میں اور ذنب قوس میں تھا۔ اور آنحضرتؐ اپنے گھر میں پیدا ہوئے۔ پس اس مکان کو حضرتؐ نے عقیل پسر ابوطالب کو بخشا۔ اور عقیل نے محمد بن یوسف برادر حجاج کے ہاتھ فروخت کیا اور اُس نے اپنے مکان میں شامل کیا۔ جب زمانۂ ہارون ہوا۔ خیزران مادر ہارون نے وہ مکان محمد بن یوسف کے مکان سے علیحدہ کر دیا۔ اور اس کی مسجد بنوا دی۔ اور اب تک اسی حال پر اسی جگہ باقی ہے اور لوگ زیارت کو جاتے

ہیں۔ ابن بابویہ نے کہا ہے کہ اٹھارہویں جمادی الآخر شب جمعہ کو مادر آنحضرتؐ حاملہ ہوئیں اور پھر ابن بابویہ نے بسند معتبر آ
ابوطالب سے روایت ہے کہ عبدالمطلب نے کہا۔ ایک رات میں حجرۂ اسمٰعیل میں سو رہا تھا۔ ناگاہ ایک خواب عجیب میں
نے دیکھا۔ اور چونکا۔ راہ میں ایک کاہن یعنی نجومی نے لرزتا مجھے پایا۔ اور دیکھا۔ کہ میرے سر کے بال شانوں پر بل رہے
ہیں جب ایسی میری حالت متغیر دیکھی۔ اس کاہن نے پوچھا۔ اے بزرگ عرب کیا ہوا ہے جو رنگ اس قدر متغیر ہوا
ہے۔ آیا کوئی حادثہ حوادث زمانہ سے پہنچا ہے۔ میں نے کہا۔ آج کی رات میں حجرہ میں سو رہا تھا۔ ناگاہ خواب میں دیکھ
میری پیٹھ سے ایک درخت اُوگا۔ اور اس قدر بلند ہوا کہ چوٹی اس درخت کی آسمان پر جا پہنچی شاخیں مشرق و مغرب
میں پھیل گئیں اور ایک نور ساطع ہوا۔ کہ ستر درجہ بڑھ کر نور آفتاب سے تھا۔ عرب و عجم کو دیکھا کہ اس درخت
کو سجدہ کر رہے ہیں اور عظمت و نور اس درخت کا بڑھتا جاتا تھا۔ ایک گروہ قریش نے چاہا۔ کہ اس درخت کو اُکھا
ڈالیں۔ مگر جب نزدیک پہنچتے ہیں ایک جوان نہایت شکیل و جمیل ان کو گھیر لیتا ہے اور پشت ہائے قریش
کو شکست کرتا اور ان کی آنکھوں کو نکال لیتا ہے۔ اس اثنا میں میں نے ہاتھ بلند کیا۔ اور چاہا۔ کہ اس کی شاخوں میں
سے ایک شاخ لے لوں۔ اس نوجوان نے مجھے آواز دی اور کہا تیرا اس میں حصہ نہیں۔ میں نے کہا۔ درخت
میرا ہے اور حصہ میرا نہیں۔ اس جوان نے کہا۔ اس میں حصہ اس گروہ کا ہے جو اس میں لٹکے ہوئے ہیں۔
میں ہراساں اس خواب سے چونکا۔ اور اُٹھ کھڑا ہوا۔ جب کاہن نے یہ خواب سُنا۔ اس کا رنگ متغیر ہو گیا۔ اور کہا اگر
یہ سچ کہتے ہو تو ایک فرزند تمہارے صلب سے متولد ہوگا۔ کہ مالک مشرق و مغرب اور پیغمبر ہوگا پس عبدالمطلب نے کہا
اے ابوطالب کوشش کرو۔ کہ وہ جوان جس نے نصرت و مددگاری کی تم ہو پس ہمیشہ بعد بعثت حضرت رسالتؐ
ابوطالب اس خواب کو بیان کرتے اور کہتے تھے کہ واللہ وہ درخت ابوالقاسم امین تھا مولف فرماتے ہیں کہ بظاہر
اس جوان سے تعبیر امیرالمومنین ہوں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ جب مامون پر وفور علم و فضل منجمین سے
ایک نجومی کا کہ نام اس کا ایزدخواہ تھا ظاہر ہوا۔ ایک روز اس سے کہا۔ تو باوجود اس علم و عقل کے ہمارے پیغمبرؐ
پر کس لئے ایمان نہیں لاتا۔ اس نے کہا۔ کیونکر ایمان لاؤں حالانکہ ان کا دروغ مجھ پر ظاہر ہو گیا۔ کیونکہ انہوں نے کہا
ہے میں خاتم پیغمبراں ہوں اور اس کو دروغ جانتا ہوں۔ اس لئے جس طالع میں وہ پیدا ہوئے ہیں۔ جو اس طالع
میں پیدا ہو چاہیئے کہ وہ پیغمبر نہ ہو۔ اس وقت ایک حکیم موجود تھا۔ اس نے جواب دیا۔ میں اس طالع کی تاثیر
کو جانتا ہوں کہ وہ سچے ہیں اس لئے کہ حکما نے اتفاق کیا ہے کہ طالع ان کا مشتری و عطارد و زہرہ و مریخ ہے
اور جو اس طالع میں متولد ہو لازم ہے کہ اسی وقت مر جائے اور اگر جیتا بھی رہے۔ ستائیسویں روز سے پہلے مر جائے
اور وہ پیغمبر اس طالع میں پیدا ہوا ہے۔ اور تریسٹھ ۶۳ سال زندہ رہے اور یہ علاوہ ان کے جمیع معجزات سے ہے یہ سُن کر
اس حکیم نے اقرار کیا۔ اور مسلمان ہوا۔ مامون نے اس کا ایزدخواہ و ماشاء اللہ نام رکھا پس نظر مشتری علامت علم و حکمہ

وزیر کی دانشمندی و سیاست و ریاست آنحضرتؐ تھی۔ اور نظر عطارد و نشان لطافت و ظرافت و ملاحت و فصاحت حضرت تھی اور نظر زہرہ دلیل صباحت و شادی و بشاشت و حسن و جمال و خوبی سیرت و خصال تھی۔ اور نظر مریخ شجاعت و جلاوت و قتال و قہر و غلبہ و جنگ و جدال آنحضرتؐ پر دال تھی۔ پس حق تعالےٰ نے حضرت رسولؐ میں جمیع صفات جمع فرمائے اور بعض منجموں نے کہا ہے کہ طالع پیغمبران سنبلہ و میزان ہے اور طالع حضرت رسولؐ میزان تھا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ طالع آنحضرتؐ سماک رامح تھا۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر عبداللہ ابن عباس اور انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ جب میرے باپ عبدالمطلب کے گھر عبداللہ پیدا ہوئے ان کے چہرے سے ایک نور مثل آفتاب چمکتا دیکھا۔ اس وقت میرے باپ نے کہا۔ اس پسر کی شان و شوکت بزرگ ہوئی۔ پھر ایک رات میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ عبداللہ کی ناک سے ایک مرغ سفید باہر آیا۔ اور اُڑ گیا۔ یہاں تک کہ مشرق و مغرب عالم میں پہونچا۔ جب پھرا خانۂ کعبہ پر بیٹھا۔ اس وقت جمیع قریش نے اس کو سجدہ کیا۔ میں بحیرت اس مُرغ کو دیکھ رہا تھا۔ ناگاہ ایک نور بلند ہوا۔ اور اُس نے آسمان و زمین مشرق و مغرب کو گھیر لیا۔ جب میں بیدار ہوا۔ ایک کاہنہ بنی مخدوم سے پوچھا۔ اس نے کہا۔ اے عباس اگر خواب تمہارا درست ہے پس ضرور ہے کہ پشت عبداللہ سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ اہل مشرق و مغرب اس کے تابع ہوں۔ عباس نے کہا۔ میں ہمیشہ اس خواب کے بعد عبداللہ کے مقدمہ میں منتظر رہا۔ یہاں تک کہ عبداللہ نے آمنہ سے عقد کیا۔ اور آمنہ جمیلہ ترین زنان قریش سے تھیں اور جب عبداللہ رحمتِ الٰہی واصل ہوئے اور حضرت رسول مقبولؐ حضرت آمنہ سے متولد ہوئے میں نے دیکھا۔ کہ نور حضرت رسول کی دونوں آنکھوں کے درمیان ساطع تھا۔ اور جب میں نے ان کو گود میں لیا۔ بوئے مشک آتی تھی۔ اور مثل نافۂ مشک میں خوشبو ہو گیا۔ پھر آمنہ نے مجھ سے بیان کیا۔ کہ جب مجھے درد زہ شدید ہوا جس مکان میں تھی۔ وہاں سے میں نے آوازیں سُنیں کہ آدمیوں کی آوازوں سے مشابہ نہ تھیں اور ایک علم سندس بہشت کا میں نے دیکھا کہ چھڑ اس کی یاقوت کی تھی۔ جس نے آسمان و زمین کو گھیر لیا تھا۔ اور ایک نور سر آنحضرتؐ سے ساطع ہوا۔ اور اُس نے آسمان کو روشن کر دیا۔ قصر ہائے شام کو میں نے دیکھا کہ وفور نور سے مانند شعلۂ آتش ہو گئے تھے اور اپنے گرد میں نے بہت سے جانور مثل اسفرو باز و کھوے دیکھے۔ اور شعیرۂ اسدیہ کو میں نے دیکھا کہ وہ مجھ سے کہہ رہی ہے اے آمنہ دیکھنا تیرے اس فرزند سے کاہن اور بُت کس طرح ہلاک ہوں گے۔ اور ایک جوان بلند کو میں نے دیکھا۔ کہ سب سے بلند و خوشرو اور لباس پاکیزہ پہنے ہے۔ میں نے جانا کہ عبدالمطلب ہیں اس نے آکر میرے فرزند کو اُٹھا لیا۔ آب دہان اس کے منہ میں ڈالا۔ اور ہمراہ اُس کے ایک طشت طلائی تھا۔ کہ اُس کو زمرد سے مرصع کیا تھا۔ اور کنگھی بھی طلائی تھی۔ پس شکم فرزند کو شگافتہ کیا۔ اور دل کو نکال کر چاک کیا۔ ایک نقطۂ سیاہ اس دل منور سے باہر نکال پھینک دیا۔ پھر ایک تھیلی حریر سبز کی نکالی اور کھولی۔ اس تھیلی میں ایک گھانس مثل زہرہ سفید تھی۔ اس دل

دل مقدس کو اس سے مملو کیا۔ اور پھر اپنی جگہ رکھ دیا۔ پھر ہاتھ شکم مبارک پر پھیرا۔ اور حضرت سے باتیں کیں۔ حضرت نے بھی جواب دیئے اور مجھے کچھ وہ باتیں سمجھائی نہ دیں۔ مگر اس قدر کہ اس نے کہا۔ امان وحفاظت وحمایت خدا میں رہ بتحقیق کہ تیرے دل کو ایمان وعلم وحلم ویقین وعقل وشجاعت سے میں نے بھر دیا۔ تو بہترین خلق سے ہے۔ خوشحال اس کا جو تیری متابعت کرے اور وائے اس پر جو تیری مخالفت کرے۔ پھر دوسری تھیلی حریر سفید کی نکالی اور منہ اس تھیلی کا کھول کر ایک انگوٹھی اس میں سے نکالی۔ اور درمیان دو کتف مبارک اس سے مہر کی۔ کہ نقش ابھر آیا۔ اور کہا مجھے پروردگار نے حکم کیا ہے کہ تجھ میں روح القدس پھونکوں۔ یہ کہا اور پھونک دی پھر ایک پیراہن حضرت کو پہنایا۔ اور کہا۔ یہ امان تیرے لئے ہے آفتہائے دنیا سے ہے۔ اے عباس یہ سب میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ عباس نے کہا۔ میں نے کتف ہائے مبارک کھولیں اور نقش مہر کو کھولا۔ اور پڑھا۔ ہمیشہ اس حال کو میں پوشیدہ رکھتا تھا۔ یہاں تک کہ میں بھول گیا۔ جب بشرف اسلام مشرف ہوا۔ حضرت رسول مقبولؐ نے مجھے یاد دلایا۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ابلیس لعین ساتویں آسمان پر جاتا۔ اور اخبار سماویہ کو سنتا تھا۔ جب حضرت عیسیٰؑ متولد ہوئے شیطان تین آسمان سے منع کیا گیا۔ اور چوتھے آسمان تک جاتا تھا۔ حضرت رسول مقبولؐ متولد ہوئے تو شیطان سب آسمانوں سے منع کیا گیا۔ اور شیطانوں کو بہ تیر ہائے شہاب درہائے آسمان سے نکال دیا۔ قریش نے کہا۔ اہل کتاب ذکر کرتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے دنیا آخر ہوئی اور قیامت نزدیک ہے اس وقت عمر بن امیہ نے کہ داناترین اہل جاہلیت سے تھا کہا دیکھو اگر ستارہ ہائے معروف جن سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اور ان سے زمانہائے زمستان وتابستان دریافت کرتے ہیں اگر ان میں سے ایک گرے اس وقت جانو وہ وقت ہے کہ جمیع خلائق ہلاک ہوگی۔ اور اگر وہ ستارے بدستور ہیں اور علاوہ ان کے اور ظاہر ہوتے ہیں۔ پس جانو کہ ایک امر غریب حادث ہوا ہے اور اس دن کی صبح کو حضرت رسول مقبولؐ متولد ہوئے جو جو بت جہاں جہاں جس عالم میں تھے وہ سب کے سب منہ کے بل گر پڑے اور ایوان کسریٰ یعنی نوشیرواں میں زلزلہ ہوا۔ اور چودہ کنگرے اس کے گر پڑے۔ دریائے ساوہ جس کی کفار پرستش کرتے تھے خشک ہوگیا اور نزدیک کاشان ہوہی ہے کہ نمک ہوگیا اور صحرائے سماوہ جہاں برسوں کبھی کسی نے پانی نہ دیکھا تھا۔ اس میں پانی جاری ہوگیا۔ اور آتش کدہ فارس جو ہزار سال سے روشن تھا۔ اس رات کو بجھ گیا۔ ایک عالم نے داناترین مجوس سے اس رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شتر سخت چند اسپان عربی کو کھینچ رہا ہے۔ اور دجلہ سے گذر کر داخل بلاد مجوس ہوا۔ اور طاق کسریٰ بیچ سے شگافتہ ہوکر دو حصے ہوگیا۔ اور آب دجلہ درمیان سے جدا ہوکر قصر کسریٰ میں جاری ہوا۔ ایک نور جانب حجاز سے ظاہر ہوکر عالم میں منتشر ہوگیا۔ اور پرواز کیا۔ یہاں تک کہ تامشرق پہنچا۔ اور ہر ایک بادشاہ کا تخت اسی رات اوندھا ہوگیا۔ جمیع بادشاہ اس رات گونگے ہوگئے۔

اور بات نہ کر سکتے تھے[1] اور علم کاہناں برطرف اور سحر جادوگراں معطل ہوگیا۔ جو کاہن تھا وہ اپنے ہمزاد کو کھو بیٹھا۔ قبیلۂ قریش درمیان عرب بزرگ ہوگئے۔ آل اللہ کہلاتے تھے۔ اس لئے کہ یہ خانۂ خدا میں تھے۔ آمنہ کہتی ہیں جب میرا فرزند زمین پر آیا۔ ہاتھوں کو زمین پر رکھا اور سر بسوئے آسمان بلند کر کے اطراف آسمان پر نظر کی پھر اس سے ایک نور ساطع ہوا۔ کہ جمیع اشیاء کو روشن کیا۔ اور اس نور کے سبب میں نے قصر ہائے شام دیکھے اور اسی روشنی کے درمیان میں نے ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے۔ بہترین خلق تجھ سے تولد ہوا۔ اس کا نام محمدؐ رکھ اور جب آنحضرتؐ کو عبدالمطلب کے پاس لے گئے عبدالمطلب نے گود میں لے لیا۔ اور کہا۔ میں حمد و شکر کرتا ہوں۔ اس خدا کا جس نے مجھے یہ پسر خوش رو۔ خوشبو عطا فرمایا۔ کہ گہوارا میں جمیع اطفال پر سیادت و بزرگی رکھتا ہے پس ایک تعویذ دیا جس میں ارکان کعبہ مندرج تھے۔ اور چند شعر فضائل آنحضرتؐ میں ارشاد فرمائے۔ اس وقت شیطان نے اپنی اولاد کو آواز دی۔ اور سب اس کے پاس جمع ہوگئے۔ سب نے کہا۔ اے سردار تم کو کس چیز نے فکرمند کیا۔ شیطان نے کہا۔ وائے ہو تم پر اوّل شب سے اس وقت تک احوال آسمان و زمین کو متغیر دیکھتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے کہ حادثۂ بزرگ زمین پر واقع ہوا ہے کہ جب سے عیسیٰؑ آسمان پر گئے ہیں۔ اس وقت سے کوئی حادثہ ایسا نہیں گذرا۔ پس جاؤ اور ڈھونڈو کہ کون امر عجیب حادث ہوا ہے۔ یہ سُن کر شیاطین متفرق ہوئے اور پھر

---

[1] رسول پاکؐ کی آنکھ ظاہرہ طور پر بند ہوتے ہی دُنیا اہل بیت سے پھر گئی۔ امت نے اہل بیت کی جاگیریں ضبط کیں۔ حقوق چھینے۔ انقلاب تک کو بدلا۔ فضائل کو چھپایا جس نے محبت آل محمدؐ کا دعویٰ کیا۔ اس کے خون سے اپنے ناپاک ہاتھوں کو رنگا بلکہ خود حضرت علی علیہ السلام کو بُرا بھلا کہنا قانوناً جاری کیا۔ اور اس پر عمل کرایا۔ علماء نے اہل بیت کی گدی سے زبانیں نکلوائیں۔ ملت جعفریہ کے کتب خانوں کو نذر آتش کیا۔ غرضیکہ اپنے خیال میں اُمت نے تذکرہ اہل بیت کو بدلنے کی کیا مٹانے کے لئے کوئی تدبیر اور کسر اُٹھا نہ رکھی ایسے وقت میں غیروں نے بغض کے سبب اور اپنوں نے جان کے خوف سے تقیۃً فضائل اہل بیت کو چھپایا۔ لیکن ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت قضا کرے — وہ شمع کیوں بُجھے جسے روشن خدا کرے

مخالفین نے اہل بیت کو ذلیل کرنے کے لئے رسولؐ کی عزت کی بھی کوئی پروا نہ کی نہ ایسی ایسی احادیث تیار کیں۔ بلکہ ان کو صحت کا جامہ دیدیا جن کو دیکھ کر کافروں نے معاذ اللہ محمدؐ عربی کو رنگیلا رسول کہا۔ اور خود آج مسلمانوں کو ان احادیث کی روشنی میں صحیح شانِ رسولؐ۔ ذات رسولؐ۔ تعلیم رسولؐ اور اسوہ رسولؐ معلوم کرنا اگر ناممکن نہیں تو مشکل ہوگیا۔ بہرحال جب زمانہ نے پلٹا کھایا اور مذہب امامیہ کو کچھ آرام و سکون میسر ہوا۔ تو علمائے امامیہ نے سوانح حیات رسولؐ اور آل رسولؐ کو قلمبند کر کے دُنیا کے سامنے پیش کرنے کی طرف قدم بڑھایا۔ اپنا لٹریچر موجود نہ تھا۔ لہٰذا مخالفین کی کتب سے ہر وہ روایت جس میں کچھ بھی تذکرہ رسولؐ اور آل رسولؐ ملا۔ ان کو تحریر کیا۔ نزاکت دور زمانہ سے راویوں پر جرح نہ کر سکے کیونکہ اقتدار ان ہی راویان حدیث کے معتقدین کا تھا (باقی صفحہ ۱۴۰)

آئے اور کہا ہم نے تو کچھ نہیں پایا۔ اس ملعون نے کہا۔ اس کا دریافت مجھ ہی سے ہوگا۔ یہ کہہ کر دنیا میں آیا۔ اور خوب دنیا میں پھر کر دیکھا۔ یہاں تک کہ حرم میں پہنچا۔ اور دیکھا ملائکہ اطراف حرم کو گھیرے ہوئے ہیں۔ جب فرشتوں نے شیطان کو دیکھا۔ للکارا وہ ملعون پھر آیا۔ اور مثل کنجشک چھوٹا بن کر کوہِ حرا کی طرف سے حرم میں داخل ہوا۔ جبرئیلؑ نے آواز دی۔ اے ملعون دور ہو۔ شیطان نے کہا۔ اے جبرئیلؑ میں ایک بات تجھ سے پوچھتا ہوں۔ بتاؤ تو کہ اس رات کیا حادثہ زمین پر گذرا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بہترین پیغمبران گذشتگان ہیں۔ آج کی رات پیدا ہوئے ہیں۔ شیطان نے پوچھا۔ آیا ان میں میرا حصہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ نہیں۔ شیطان نے کہا۔ ان کی اُمت میں میرا حصہ ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں۔ یہ سُن کر شیطان نے کہا۔ اب میں خوش ہوا۔ اور دوسری حدیث میں روایت ہے کہ آمنہ نے کہا۔ جب مجھے حمل ہوا۔ اور رسول خداؐ میرے شکم میں تشریف لائے۔ مطلق کوئی اثر حمل مجھ میں نہ تھا۔ اور جو حالات عورتوں کو حمل میں ہوتے ہیں مجھے نہ ہوئے اور میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ تو حامل ہے بہترین خلق کی۔ اور جب وقت ولادت ہوا باآسانی حضرت متولّد ہوئے۔ مجھے اور کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ اور پہلے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر تشریف لائے۔ ہاتف مجھے آواز دی۔ کہ بہترین بشر تجھ سے متولّد ہوا۔ اس کو شر بر ظالم سے اور ہر حاسد سے پناہ و خدا میں رکھ اور بروایت دیگر کہا کہ جب اس کو زمین پر رکھنا تو کہنا۔ اعیذہٗ بالواحد

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۹ ایسے علامہ مجلسیؒ نے ہر ایک وہ روایت اپنی کتب میں جمع کرنے کی کوشش کی جس میں کچھ بھی تذکرہ رسول پاکؐ یا آل رسولؐ تھا۔ اگرچہ وہ روایت مسلمات شیعہ بھی نہ تھی ایسی روایات جو جلاء العیون میں آئی ہیں بندہ نے ان کے متعلق تحریر کر دیا ہے لہٰذا ان روایات سے نہ حضرت علامہ مجلسیؒ پر کوئی حرف آتا ہے اور نہ مذہب شیعہ پر کوئی اعتراض ہے کیونکہ یہ روایات مسلّمات شیعہ سے نہیں۔ اسی طرح یہ حدیث شق صدر والی مسلّمات شیعہ سے نہیں۔ بلکہ مسلّمات مخالفین سے ہے مشکوٰۃ بخاری مسلم۔ ابوداؤد وغیرہ کتب اور جمہور مفسرین اہل سنت کے معتقدات سے اس کا تعلق ہے۔ اس حدیث کا راوی انس بن مالک ہے جو رسولؐ کے رحلت فرماتے ہی اہل بیت سے بدل گیا۔ اور حکمران پارٹی سے مل گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے روز بیعت ابوبکر دربار میں انس سے فرمایا۔ انس تم اس مجمع میں تھے جس میں رسول پاکؐ نے میرے متعلق فرمایا۔ کہ من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ۔ انس نے کھڑے ہو کر کہا۔ مجھے کوئی علم نہیں کب کہا تھا اور کیا تھا۔ جناب امیرؑ نے انس کی اس دروغ گوئی پر فوراً دست مبارک دعا کے لیے بلند فرمائے اور انس کے لئے بد دعا کی۔ جو فوراً قبول ہو گئی۔ چنانچہ یہ مرض برص میں مبتلا ہو گیا۔ اور اسی میں مرا۔ نیز جب امام حسینؑ اور رسولؐ زادیاں اسیر ہو کر ابن زیاد کے سامنے پیش ہوئے۔ تو یہ ابن زیاد کے برابر دربار میں بیٹھا تمام نظارہ کر رہا تھا۔ جب ابن زیاد نے دندان مبارک امام حسینؑ پر چھڑی رکھی۔ فقط اس نے کہا۔ ابن زیاد میں نے ان ہونٹوں کے رسولؐ کو بوسے لیتے دیکھا (باقی صفحہ ۱۴۱)

من شر کل حاسد وکل خلق مارد یاخذ بالمراصد فی طرق الموارد من قائم۔ پس حضرت ایک روز میں اس قدر بڑھتے تھے اور بچے جس قدر ایک ماہ میں بڑھتے تھے۔ ایضاً

واقعہ لیث بن سعد و کعب الاحبار۔ لیث بن سعد سے روایت ہے کہ میں ایک روز معاویہ کے پاس بیٹھا تھا۔ اور کعب الاحبار بھی وہاں حاضر تھا۔ میں نے اس سے پوچھا تم نے صفت ولادت حضرت رسالتؐ میں کس طرح دیکھی ہے آیا کوئی فضیلت عزت رسولؐ اپنی کتابوں میں پائی ہے۔ یہ سنکر کعب نے معاویہ کی طرف دیکھا۔ کہ آیا وہ میرے بیان پر راضی ہے یا نہیں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے زبان معاویہ پر جاری

اگر محبت اہل بیت رسولؐ دل میں ہوتی تو نصرت حسینؑ کے لئے کربلا میں شریک ہوتے مگر جو مبغض اہل بیت ہو اور طرفدار دشمنان اہل بیت ہو۔ اس کی بیان کردہ روایت کے قابل قبول ہو سکتی ہے۔ نیز علماء اسلام اور مورخین و محدثین کا اس پر اتفاق ہے۔ کہ تمام مخلوقات کے وجود سے قبل پروردگار عالم نے نور محمد مصطفےٰ خلق فرمایا تھا چنانچہ فرمان رسولؐ ہے۔ اول ما خلق اللہ نوری۔ اور فرمان خداوندی ہے۔ قل للرحمٰن کان ولدٌ فانا اول العابدین۔ سب عابدوں سے پہلا میں عابد ہوں۔ ابھی نہ وجود بشریت تھا نہ انسانیت نہ حیوانیت نہ ارض و آسمان نہ بحر و بر نہ شجر و حجر نہ شمس و قمر نہ حور نہ غلمان نہ انبیاء و رسل نہ ابلیس تھا نہ ابلیس کی شیطانیت نہ جسد آدمؑ بنا تھا نہ ابلیس کو ابھی حکم سجدہ ہوا تھا نہ اس نے انکار سجدہ کیا تھا۔ تو قلب محمدؐ میں حظ الشیطان کہاں سے آگیا۔ اگر یہ کہا جائے کہ جب آپ لباس بشریت میں آئے جب یہ حصہ آیا تو شیطان نے خود یہ خداوند کریم سے وعدہ کیا تھا۔ کہ میں اولاد آدمؑ کو گمراہ کروں گا۔ لیکن الاعبادك منهم المخلصین ان میں سے تیرے مخلص بندوں کے نزدیک نہ جاؤں گا۔ تو محمدؐ عربی کیا مخلص نہ تھے؟ بلکہ سرتاج مخلصین تھے اور عبداللہ نہیں بلکہ عبدہٗ کے مصداق تھے ؎ عبد دیگر عبدہٗ چیزے دیگر۔

اس قرآنی وعدہ کی کیا مخالفت ہوگئی کہ محمدؐ عربی میں حظ الشیطان آگیا۔ قرآن حق۔ وعدہ ابلیس سچ کہ مخلصین میں میرا کوئی حصہ نہیں ہوگا۔ نبی کریم پاک حظ الشیطانی سے بلکہ یہ ستم امت ہے جنہوں نے دشمنی اہل بیت میں عزت رسولؐ کی بھی پرواہ نہ کی اور جبرئیلؑ جیسے خادم اہل بیت فرشتے سے رسول کا اپریشن کروا دیا۔ اور حظ الشیطان رکھتے ہوئے مخلص نہ تھے اور کامل انسانیت نہ تھی بلکہ مریض تھے اور جبرئیلؑ معالج تھے۔ معالج ہمیشہ مریض سے عالم اور افضل ہوا کرتا ہے۔ استغفر اللہ جبرئیلؑ تو یہ کہے میں در محمدؐ کی غلامی سے جبرئیلؑ بنا اور مسلمان اس کو اپریشن ڈاکٹر کا رتبہ دیں۔ افسوس آتا ہے ان لوگوں پر جو الزام شیطان پر رکھتے ہیں اور حرکات شیطانی کے مرتکب ہیں ؎

عقل حیراں ہے میری اس حضرت انساں پر — فعل بد تو خود کرے لعنت کرے شیطان پر

خداوندا اپنے محبوب کی عزت کی حفاظت کر اور ان لوگوں کو معرفت رسولؐ کی توفیق دے۔ (کوثر بریلوی عفی عنہ)

کیا۔ اس نے کہا۔ اے ابو اسحاق جو تجھے معلوم ہے اور جو تو نے دیکھا ہے بیان کر۔ کعب نے کہا۔ میں نے بہتر کتابیں جو آسمان سے نازل ہوئی ہیں۔ ان میں دیکھا ہے۔ اور صحف دانیال کو بھی پڑھا ہے ان سب میں ذکر ولادت آنحضرتؐ اور ولادت عترت آنحضرتؐ لکھا ہے۔ بتحقیق کہ نام حضرت کا تمام کتابوں میں معروف ہے۔ اور کسی پیغمبر کی ولادت کے وقت بغیر حضرت عیسیٰؑ اور احمدؐ ملائکہ نازل نہیں ہوئے۔ اور پردہ ہائے بہشت بغیر مریم اور آمنہ کسی عورت کے لئے نہیں گرے اور ملائکہ کسی عورت کے پاس وقت حمل سوائے مادر عیسیٰؑ اور مادر احمدؐ موکل نہیں ہوئے اور علامت حمل آنحضرتؐ وہ تھی کہ جس رات آمنہ حاملہ ہوئیں منادی نے ساتوں آسمانوں پر بشارت دی۔ اور تمام زمین اور دریاؤں میں اس مژدہ مسرت افزا کی ندا دی گئی اور زمین پر کوئی چلنے والا اور کوئی پرند باقی نہ رہا جو ولادت شریف آنحضرتؐ پر مطلع نہ ہوا۔ اور شب ولادت آنحضرتؐ ستر ہزار قصر یاقوت سرخ اور ستر ہزار قصر مروارید آبدار کے بنائے گئے اور ان کا قصر ہائے ولادت نام رکھا اور سب بہشتوں کو آراستہ کیا۔ اور ندا کی کہ شاد اور بالیدہ ہو جاؤ کہ تمہارے دوستوں کا پیغمبر پیدا ہوا پس بہشت ہنسا اور قیامت تک خنداں رہے گا۔

میں نے سنا کہ ایک مچھلی ماہیان دریا سے ہے کہ اس کو طرما کہتے ہیں اور وہ مچھلیوں کی سردار ہے اور سات لاکھ اس کی دمیں ہیں۔ اور اس کی پیٹھ پر سات سو گائے راہ چلتی ہیں کہ ہر ایک گائے کے سات لاکھ سینگ زمرد سبز کے ہیں اور اس مچھلی کو ان گاؤں کے چلنے کی خبر بھی نہیں ہوتی۔ اس دن وہ مچھلی ولادت باسعادت حضرت رسالتؐ سے حرکت میں آئی۔ اور اگر خدا اس کو ساکن نہ کرتا تو زمین کو الٹ دیتی۔ اور میں نے سنا ہے کہ اس روز کوئی پہاڑ باقی نہ رہا جس نے ایک دوسرے کو بشارت ولادت آنحضرتؐ نہ دی۔ اور سب نے آواز سے لا الہ الا اللہ بلند کی اور تمام پہاڑ نزدیک کوہ ابوقبیس واسطے کرامت حضرت رسالتؐ کے خاضع اور خاشع ہوئے اور تمام درختوں نے اپنے اپنے شاخوں اور میووں سے بشادی و سرور ولادت باسعادت حضرت رسالتؐ کی تصدیق کی حق تعالیٰ کی آمد درمیان زمین و آسمان ستر ستون انواع اقسام سے نور کے نصب کئے کہ ایک دوسرے سے مشابہ نہ تھا۔ اور روح حضرت آدمؑ کو بشارت ولادت آنحضرتؐ کی دی۔ پس ستر درجہ حسن و ضیا اس کا مضاعف اور اس وقت تلخی مرگ اون سے برطرف ہوئی۔ حوض کوثر نے بہشت میں اضطراب کیا۔ اور ستر ہزار قصر در و یاقوت طیب شادی ولادت آنحضرتؐ حوض کوثر نے اوگل دیئے۔ شیطان کو زنجیروں سے باندھ دیا۔ اور چالیس روز قلعہ میں قید رکھا۔ عرشی نے اس کو روز پانی میں غرق رکھا۔ سب بت سرنگوں ہو گئے اور فریاد و داویلا ان میں بلند تھی۔ اور ایک آواز کعبہ سے سنائی دی کہ اے آل قریش تمہاری بشارت دینے والا اور ڈرانے والا عذاب سے آیا۔ اور اس کے

ساتھ عزت ابدی و سودمندی بزرگ ہے وہ خاتم پیغمبراں ہے اور ہم نے کتابوں میں پڑھا ہے کہ عترت اس کی بعد اس کے بہترین خلائق ہے اور لوگ امان میں ہیں عذاب خدا سے جب تک ان میں سے ایک بھی زمین پر راہ چلتا ہے۔ معاویہ نے کہا اے ابو اسحٰق عترت اس کی کون ہے۔ کعب نے کہا فرزندانِ فاطمہ۔ پس معاویہ ترش رو ہوا۔ اور ہونٹ چبا کر ہاتھ داڑھی پر پھیرنے لگا۔ کعب نے کہا۔ میں نے صفت ان دو فرزند پیغمبر کی جو شہید ہونگے پائی ہے اور وہ دو فاطمہ کے فرزند ہونگے۔ ان دونوں کو بدترین خلق خدا شہید کرے گا۔ معاویہ نے کہا۔ ان کو قتل کریگا۔ کعب نے کہا۔ ایک مرد قریش۔ یہ سنتے ہی معاویہ بیتاب ہوا۔ اور کہا۔ یہاں سے اُٹھ جا۔ پس کعب اُٹھ کھڑا ہوا۔ ایضاً بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ فاطمہ بنت اسد مادر امیر المومنینؑ ابو طالب پاس آئیں اور ولادت حضرت رسالت کی بشارت دے کر بہت عجائب و غرائب ان سے بیان کئے۔ ابو طالب نے کہا۔ تیس ۳۰ سال صبر کرو کہ تمہارے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا۔ کہ وہ جمیع کمالات میں سوائے پیغمبری مثل اس فرزند کے ہوگا۔ شیخ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ وقت ولادت حضرت رسالتؐ فاطمہ بنت اسد آمنہ کے پاس موجود تھی۔ ایک نے دوسرے سے کہا۔ کیا دیکھتی ہو کہ یہ نور ساطع جس نے مابین مشرق و مغرب کو گھیر لیا ہے۔ پس یہی گفتگو ہو رہی تھی کہ ابو طالب آئے اور ان سے پوچھا۔ تمہیں کیوں تعجب ہے۔ فاطمہ نے اس نور کا حال بیان کیا۔ ابو طالب نے کہا۔ چاہتی ہو کہ میں تم کو بشارت دوں۔ فاطمہ نے کہا۔ ہاں۔ ابو طالب نے کہا۔ تم سے بھی ایک فرزند پیدا ہوگا کہ وہ وصی اس فرزند کا ہوگا۔ ایضاً روایت کی ہے۔ کہ ابو طالب نے ساتویں روز آنحضرتؐ کا عقیقہ کیا۔ اور آل ابو طالب کو بلایا۔ انہوں نے پوچھا یہ کھانا کیسا ہے۔ ابو طالب نے کہا۔ یہ عقیقہ احمدؐ ہے۔ انہوں نے کہا۔ احمد کیوں ان کا نام رکھا۔ ابو طالب نے کہا۔ اہل آسمان اس کی ستائش کریں گے۔ ایضاً۔ کلینیؒ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس رات کو حضرت رسولؐ پیدا ہوئے ایک عالم علمائے اہل کتاب سے مجلس قریش میں کہ اس میں اشراف قریش جمع تھے حاضر ہوا۔ اور ان میں ہشام اور ولید پسران مغیرہ و عاص بن ہشام و ابو وجزہ بن عمر بن امیہ و عتبہ بن ربیعہ بھی بیٹھے تھے۔ اس عالم نے کہا۔ آیا تم میں کوئی اس رات فرزند پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ اس نے کہا ضرور پیدا ہوا ہوگا کہ نام اس کا احمدؐ ہے اور اس میں ایک علامت بھی ہوگی بزنگ خز کہ سیاہی مائل ہو۔ ہلاک ہونا خصوصاً اہل کتاب کا یعنی یہود کا اس کے ہاتھ سے ہوگا۔ شاید وہ پیدا ہوا اور تم اس سے مطلع نہ ہو۔ جب اس مجلس سے اٹھ کر متفرق ہوئے اور دریافت کیا۔ معلوم ہوا کہ ایک فرزند عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر پیدا ہوا ہے۔ پس عالم مذکور کو بلایا۔ اور کہا ہاں فرزند پیدا ہوا ہے۔ اس عالم نے کہا جب میں نے پوچھا تھا اس سے پہلے پیدا

ہوا یا بعد ہیں۔ انھوں نے کہا۔ اس سے پہلے پیدا ہوا ہے۔ اس عالم نے کہا مجھے اس کے پاس لے چلو کہ میں اسے دیکھو لوں۔ جب آمنہ پاس آئے اور کہا اپنے فرزند کو باہر لاؤ۔ کہ ہم بھی دیکھیں آمنہ نے کہا۔ واللہ میرا فرزند اور بچوں کی طرح نہیں پیدا ہوا۔ بلکہ ہاتھوں کو زمین پر رکھا۔ اور سر جانب آسمان بلند کیا۔ اور ایک ایسا نور اس سے ساطع ہوا۔ کہ میں نے قصر ہائے بصرہ و شام مشاہدہ کئے۔ اور ہاتف نے درمیان ہوا آواز دی کہ تم سے سید امت پیدا ہوا پس کہہ اعیذہ بالواحد من شر کل حاسد۔ اور اس کا نام محمدؐ رکھ۔ اس عالم نے کہا۔ اس کو باہر لاؤ۔ کہ میں بھی دیکھوں۔ جب آمنہ حضرت رسولؐ کو باہر لائیں اور اس عالم کی نظر حضرت پر پڑی۔ اس نے پیٹھ اور شانے کھولے اور مہر نبوت دیکھتے ہی بیہوش ہو کر گر پڑا۔ حضرت کو اُٹھا کر آمنہ کو دے دیا اور مبارکباد دی جب وہ عالم ہوش میں آیا۔ لوگوں نے پوچھا تجھے کیا ہو گیا۔ اس نے کہا پیغمبری بنی اسرائیل تا روز قیامت برطرف ہوئی۔ واللہ یہ وہ ہے کہ ان کو ہلاک کریگا۔ جب اس نے دیکھا۔ کہ قریش اُس کی خبر سے شاد ہوئے اس نے کہا۔ واللہ البساد بدیہ تم کو دکھائے کہ اہل مشرق و مغرب یاد کریں گے۔ ابن شہر آشوب اور صاحب کتاب انوار وغیرہ نے حضرت آمنہ سے روایت کی ہے۔ کہ جب ولادت حضرت رسالتؐ قریب پہنچی۔ اس وقت ایک دہشت مجھ پر غالب ہوئی۔ اس وقت ایک مرغ سفید میں نے دیکھا۔ کہ اس نے اپنا پر میرے دل پر پھیرا۔ یہاں تک کہ خوف مجھ سے برطرف ہو گیا۔ پھر میں نے کئی عورتیں دیکھیں جو کہ مثل درخت خرما بلند تھیں میرے گھر میں آئیں اور ان سے بوئے مشک و عنبر آتی تھی۔ کپڑے بہشت کے رنگے ہوئے پہنے ہوئے تھیں۔ اور مجھ سے باتیں کرتی تھیں۔ ان کی باتیں میں نے سُنیں مگر آدمیوں کی باتوں سے مشابہ نہ تھیں۔ اور ان کے ہاتھوں میں کاسہائے بلور سفید تھے اور ان کاسوں میں شربتہائے بہشت تھا۔ مجھ سے کہا۔ اے آمنہ تھوڑا سا شربت اس سے نوش کرو اور تم کو بہترین گذشتگان و آیندگان محمد مصطفےٰؐ کی بشارت ہو۔ جب وہ شربت میں نے پیا۔ وہ نور جو میرے منہ پر چمکتا تھا۔ روشن ہوا۔ اور میرے سراپا کو گھیر لیا۔ اور مانند دیبائے سفید ایک چیز میں نے دیکھی کہ آسمان و زمین کو اس سے بھر دیا۔ اور آواز ہاتف سُنی کہ کہتا تھا۔ کہ اُٹھا لے بہترین خلائق کو اور کئی مرد میں نے دیکھے کہ ہوا میں کھڑے تھے اور ابریقیں ان کے ہاتھوں میں تھیں اور مشرق و مغرب زمین کو میں نے معائنہ کیا۔ اور ایک علم سندس دیکھا جس کو یاقوت سُرخ پر باندھ کر بام کعبہ پر نصب کیا تھا کہ زمین سے آسمان تک اس کی روشنی تھی۔ اور جب آنحضرتؐ متولد ہوئے۔ جانب کعبہ سجدہ کیا اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ اور حق تعالیٰ سے مناجات کرتے تھے اور ایک ابر سفید میں نے دیکھا آسمان سے اُترا۔ اور حضرتؐ کو گھیر لیا۔ اور ایک ہاتف نے آواز دی کہ محمدؐ کو مشرق و مغرب میں اور تمام دریاؤں میں پھرا لا۔ کہ جمیع خلائق نام اور صفت اور صورت اس کی پہچان لیں۔ جب ابر برطرف ہوا۔ میں نے دیکھا حضرت کو سفید کپڑے میں لپیٹا ہے کہ وہ دودھ سے زیادہ سفید ہے اور اس کے نیچے حریر سبز بچھایا ہے اور تین کنجیاں موتیوں کی

حضرت کے ہاتھ میں ہیں اور کوئی کہہ رہا ہے کہ محمدؐ نے نصرت اور سود مندی اور پیغمبری کی کنجیاں لے لیں۔ پس دوسرا ابر آیا اور حضرت کو میری آنکھوں سے پہلی مرتبہ سے زیادہ پوشیدہ کر دیا۔ اور دوسری آواز میں نے سُنی کہ محمدؐ کو مشرق و مغرب میں پھرا لاؤ۔ اور روحانیاں جن وانس و مرغان و درندگان عالم کو دکھلاؤ اور صفائے آدمؑ و رقت نوحؑ و خلّت ابراہیمؑ و زبان اسمٰعیلؑ و جمال یوسفؑ و بشارت یعقوبؑ و صدائے داؤد و زہد یحییٰ و کرم عیسیٰؑ اس کو عطا کرو۔ اور جب ابر پھٹا۔ میں نے دیکھا۔ کہ ایک حریر سفید ہاتھ میں لئے ہیں اور بہت مضبوط لپیٹا ہے اور میں نے سُنا ہے کوئی کہتا ہے کہ محمدؐ نے تمام دُنیا کو اپنے قبضۂ تصرف میں لے لیا۔ اور کوئی چیز نہیں رہی مگر یہ کہ اس کے قبضۂ قدرت میں داخل ہو گئی۔ اور تین مرد میں نے دیکھے گویا خورشید ان کے چہروں سے طالع تھا۔ ایک کے ہاتھ میں ابریق نقرہ اور مشک نافہ تھا۔ اور دوسرے کے ہاتھ میں طشت زمرد سبز تھا اور اس طشت کے چار کونے تھے اور ہر جانب ایک موتی نصب تھا اور رکھنے والا کہتا تھا یہ دُنیا ہے لے دوست خدا لے پس وسط اس کا لے لیا۔ اس وقت کسی نے کہا کعبہ کو اختیار کیا۔ اور تیسرے کے ہاتھ میں حریر سفید لپیٹا ہوا تھا۔ اس کو کھولا۔ اور انگوٹھی اس میں سے باہر لائے کہ اس کی چمک نے آنکھوں میں چکا چوند ڈال دی۔ پس حضرت کو سات مرتبہ اس پانی سے دھویا۔ جو اس ابریق میں تھا۔ پھر اس انگوٹھی سے درمیان میں دو کتف مبارک مہر کی کہ نقش اُبھر آیا۔ اور حضرت سے کچھ کہا۔ حضرت نے جواب دیا۔ حضرت کو اس نے دعا دی اور ہر ایک نے ایک ایک ساعت حضرت کو اپنے پروں میں رکھا۔ اور جس نے کہ حضرت کو ان صفات مذکورہ سے نسبت دی۔ وہ رضوان خازن بہشت تھا۔ بعد اس کے روانہ ہوا۔ اور جانب حضرت ملتفت ہو کر کہا۔ بشارت ہو تجھے لے مایۂ عزت دنیا و آخرت اور بسند دیگر روایت کی ہے کہ عبدالمطلب شب ولادت آنحضرتؐ نزدیک کعبہ سو رہے تھے۔ ناگاہ دیکھا کہ خانۂ کعبہ نے مع ارکان جمیع زمین سے اُٹھ کر جانب مقام ابراہیمؑ سجدہ کیا۔ بعد اس کے سیدھا ہوا اور کہا اللہ اکبر پروردگار محمدؐ مصطفےٰ نے اب مجھے نجاستہائے مشرکین اور کافرین بیدین سے پاک کر دیا۔ یہ سُن کر مُرت کانپ اُٹھے اور منہ کے بل گر پڑے اور ناگاہ دیکھا۔ کہ تمام جانور جانب کعبہ جمع ہوئے اور کوہہائے مکہ جانب کعبہ مائل ہوئے اور ایک ابر سفید دیکھا کہ متصل حجرۂ آمنہ استادہ ہے۔ میں جانب خانۂ آمنہ دوڑا۔ اور میں نے ان سے کہا میں سوتا ہوں یا جاگتا ہوں۔ آمنہ نے کہا۔ جاگتے ہو۔ میں نے کہا وہ نور جو تیری پیشانی میں تھا کیا ہو گیا۔ آمنہ نے کہا۔ اس فرزند میں ہے جو مجھ سے متولد ہوا۔ اور کئی مرغ اس کو مجھ سے لے گئے ہیں۔ اور میرے پاس نہیں چھوڑتے اور یہ ابر وقت ولادت مسعود سے مجھ پر سایہ فگن ہے میں نے کہا۔ میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ کہ میں بھی دیکھوں۔ کہا تین روز تک تمہیں دیکھنے نہ دیں گے۔ اس وقت میں نے تلوار کھینچ لی۔ اور کہا۔ میرے فرزند کو باہر لاؤ۔ ورنہ تم کو مار ڈالوں گا۔ آمنہ نے کہا۔ حجرہ میں ہے تم جانو اور بچہ۔ جب میں گیا اور داخل حجرہ ہوا۔ ایک آدمی باہر آیا۔ اور مجھ سے کہا پھر جاؤ۔ فرزندانِ

آدم اس کو نہ دیکھ سکیں گے۔ جب تک تمام ملائکہ اس کی زیارت نہ کر لیں۔ اس وقت میں کانپنے لگا۔ اور پھر گیا۔ اور روایت ہے کہ حضرت ختنہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ عبدالمطلب کہتے تھے کہ اس میرے فرزند کی شان عظیم و بزرگ ہے۔ حضرت امیرالمومنین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ متولد ہوئے۔ بُت ہائے کعبہ منہ کے بل گر پڑے۔ اور جب شام ہوئی آسمان سے آواز آئی کہ جاء الحق و زہق الباطل ان الباطل کان زھوقا اور تمام دنیا اس رات کو روشن ہوگئی۔ اور ہر سنگ و کلوخ و درخت ہنسا۔ اور جو کچھ زمین میں یا آسمان میں تھا۔ سب نے تسبیح خدا کی۔ شیطان بھاگتا۔ اور کہتا تھا۔ کہ محمدؐ بہترین جمیع امت اور بہترین خلائق و گرامی ترین بندگان و بزرگترین عالمیان ہے۔ شیخ طبرسیؒ نے کتاب احتجاج میں حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب جناب رسولؐ شکم مادر سے زمین پر تشریف لائے۔ بائیں ہاتھ کو زمین پر رکھا۔ اور داہنے ہاتھ کو آسمان کی طرف بلند فرمایا۔ اور لبہائے مبارک کو بکلمۂ توحید حرکت دی اور دہان مبارک سے ایک نور ساطع ہوا کہ اہلِ مکہ نے قصر ہائے بصرہ و فارس اور اس کے حوالی کو معائنہ کیا۔ اور قصر ہائے سطح یمن اور اس کے نواحی اور قصر ہائے سفید اصطخر کو دیکھا۔ اور اس شب دُنیا روشن ہوگئی۔ یہاں تک کہ جن وانس و شیاطین خائف و ترساں ہوئے اور کہا زمین پر کوئی امر غریب حادث ہوا اور فرشتوں کو دیکھتے تھے۔ کہ آتے جاتے فوج فوج اور تسبیح و تقدیس خدا کرتے تھے۔ ستارے حرکت میں آکر درمیان ہوا گرتے۔ اور یہ سب علامات ولادت آنحضرت تھے شیطان نے چاہا کہ بوجہ ان غرائب کے آسمان پر جائے اس لئے کہ تیسرے آسمان پر اس کی جگہ تھی۔ اور وہاں سے شیاطین جمیع ملائکہ کی باتوں کو سُنتے تھے۔ جب وہاں واسطے دریافت حقیقت گیا۔ فرشتوں نے بسبب ولادت حضرت رسالتؐ تیر ہائے شہاب سے مارا ابن بابویہ وغیرہم نے روایت کی ہے کہ شب ولادت آنحضرتؐ ایوان کسریٰ کانپنے لگا اور چودہ کنگرے اُس کے گر پڑے۔ دریائے سادہ خشک ہوگیا۔ آتشکدہ فارس بُجھ گیا۔ اور ایک بڑے عالم فارس نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک شتر سخت نے چند اسپان عربی کو کھینچا۔ یہاں تک کہ دجلہ سے گذر کر بلاد عجم میں منتشر ہوگئے۔ جب کسریٰ نے یہ احوال غریب سُنا تاج پہن کر تخت پر بیٹھا۔ امراء اور ارکان دولت کو جمع کر کے انہیں مطلع کیا۔ اثنائے گفتگو میں خط پہونچا۔ اس میں مندرج تھا کہ آتشکدہ بُجھ گیا۔ پس غم واندوہ کسریٰ مضاعف ہوا۔ اس وقت اس عالم نے کہا۔ اے بادشاہ میں نے بھی ایک خواب عجیب و غریب دیکھا ہے۔ اور اپنا خواب بیان کیا۔ بادشاہ نے کہا۔ اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ عالم نے کہا۔ تعبیر اس کی یہ ہے کہ حادثہ جانب مغرب حادث ہوا ہے پس کسریٰ نے نعمان بن منذر بادشاہ عرب کے نام نامہ لکھا کہ علمائے عرب سے ایک عالم کو میرے پاس بھیج دے۔ میں ایک مشکل مسئلہ کا اس سے سوال کروں گا۔ جب نامہ نعمان کے پاس پہنچا۔ اس نے عبدالمسیح بن عمرو غسانی کو بھیجا۔ جب عبدالمسیح آیا۔ اور وقائع کو اس سے بیان کیا۔ اس نے کہا۔ میں اس خواب کی تعبیر اور اس کے اسرار پر مطلع نہیں ہوں لیکن میرا خالو

سطیح شام میں رہتا ہے وہ اس خواب کی تعبیر جانتا ہے۔ کسریٰ نے کہا۔ وہاں جا اور اس سے دریافت کر کے مجھ سے بیان کر۔ جب عبدالمسیح مجلس سطیح میں داخل ہوا۔ اس وقت سطیح سکرات موت میں تھا۔ عبدالمسیح نے سلام کیا۔ مگر جواب نہ سُنا۔ اس وقت عبدالمسیح نے چند شعر پڑھے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ میں راہ دور سے مصیبت جھیل کر ایک بزرگ پاس سے آیا۔ کہ تم سے سوال کروں یہاں آ کر جواب سے ناامید ہوا۔ جب سطیح نے شعر سُنے آنکھیں کھول دیں اور کہا عبدالمسیح اونٹ پر سوار سطیح پاس اس وقت آیا۔ جب وہ قریب المرگ ہے۔ عبدالمسیح کو بادشاہ بنی ساسان نے بھیجا ہے کہ زلزلہ ایوان کسریٰ اور آتشکدہ فارس بجھ گیا۔ اور خواب دیکھنا ایک بہت بڑا عالم مجوس کا۔ اور خشک ہو جانا دریائے ساوہ کا۔ مجھ سے سوال کرے سا اے عبدالمسیح جس وقت تلاوت قرآن بہت ہو۔ اور ایک پیغمبر مبعوث ہو۔ اور عصائے کو چک ہاتھ میں رکھتا ہو اور رود خانۂ سماوہ پانی سے بھر جائے اور دریائے ساوہ خشک ہو جائے ملک شام و عجم ان کے تصرف سے نکل جائے اور جس قدر کنگرے ان کے ایوان کے گرے ہیں اسی قدر بادشاہ بادشاہی کر چکیں اس وقت ان کی بادشاہی جاتی رہے گی۔ اور جو کچھ ہونے والا ہے ہو کر رہے گا۔ اور مر گیا۔ یہ سُن کر عبدالمسیح سوار ہوا۔ اور بہت جلد بادشاہ عجم کے پاس پہنچا۔ اور جو کچھ سطیح سے سُنا تھا۔ بیان کیا۔ کسریٰ نے کہا۔ جب تک چودہ آدمی بادشاہی کریں۔ ہم میں سے ایک زمانہ اس کو چاہیئے۔ پس دس آدمیوں نے چار سال کے اندر پادشاہی کی۔ اور باقی چار سال کے اندر تا امارت عثمان پادشاہی کر کے متاصل ہوئے۔ اور سطیح سیل العرم میں متولد ہوا۔ اور پادشاہی ذونواس تک زندہ رہا۔ اور زندگی اس کی تیس۳۰ قرن سے زیادہ ہوئی۔ ہر قرن تیس۳۰ سال کا یا اس سے زیادہ ہوتا ہے قطب راوندی نے روایت کی ہے۔ کہ ابن عباس سے احوال سطیح دریافت کیا۔ ابن عباس نے بیان کیا حق تعالیٰ نے سطیح کو بغیر استخوان پیدا کیا۔ کہ خرمے کی لکڑیوں پر اس کو رکھ کر جہاں چاہتے لے جاتے اور کوئی ہڈی و بجز اس کے بدن میں بغیر سر و گردن نہ تھا۔ اور پاؤں سے چیز گردن تک اس کو پیٹتے تھے جس طرح کپڑا لپیٹتے ہیں اور کوئی عضو اس کا بغیر زبان حرکت نہ کرتا تھا۔ اور جب لوگوں نے چاہا۔ اس کو مکہ میں لے جائیں اس وقت کوئی چیز خرمے کی چھال سے بٹ کر بنائی اور اس پر اس کو ڈال کر مکہ میں لائے۔ اس وقت چار آدمی قریش سے اس کے پاس آئے اور کہا۔ ہم تیرا علم و فضل سُن کر تیرے پاس آئے ہیں۔ ہم کو خبر دے ہمارے زمانے میں اور بعد ہمارے کیا ہوگا۔

تعبیر خواب زبانی سطیح نجومی سطیح نے کہا۔ اے گروہ عرب تم کو علم و فہم نہیں۔ تمہارے بعد ایک گروہ پیدا ہوگا۔ وہ لوگ ہر علم تحصیل کریں گے۔ بتوں کو توڑ دیں گے۔ عجم کو ماریں گے۔ غنیمت طلب کریں گے۔ قریش نے کہا۔ اے سطیح یہ لوگ کس جماعت سے ہوں گے۔ سطیح نے کہا۔ بحق خانۂ صاحب ارکان تمہارے

بعد تمہاری اولاد سے ہوں گے۔ وہ خدا کو بہ یگانگی پرستش کریں گے۔ اور ترک عبادت شیطان و اصنام کریں گے۔ قریش نے پوچھا کس نسل سے ہوں گے۔ سطیح نے کہا نسل شریف ترین اشراف عبدمناف سے ہوں گے۔ قریش نے کہا۔ کس شہر سے وہ لوگ ہوں گے۔ سطیح نے کہا۔ بحق خدا جو ہمیشہ باقی رہے گا۔ بتحقیق اسی سرزمین سے ہوں گے۔ لوگوں کو رشد و صلاح ہدایت اور اپنے معبود برحق کی عبادت کریں گے۔ سید ابن طاؤس نے بسند خود وہب بن منبہ سے روایت کی ہے کہ کسریٰ نوشیرواں نے دجلہ پر ایک دیوار بنوائی تھی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا تھا۔ اور ایک طاق اپنے لئے اس جگہ بنوایا تھا۔ کہ کسی نے مثل اس کے عمارت نہ دیکھی تھی اور وہ عمارت مجلس دیوان کسریٰ تھی کہ تاج پہن کر تخت پر اجلاس کرتا تھا۔ اور تین سو ساٹھ ساحر اور کاہن منجم اس مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور ان حاضرین میں ایک منجم عرب تھا۔ جس کو سائب کہتے تھے اور باذان حاکم یمن نے اس کو بھیجا تھا۔ وہ اپنے احکام میں کم خطا کرتا تھا۔ اور مشکل جو بادشاہ کو پیش آتی تھی۔ کاہنوں اور ساحروں اور منجموں کو بلاتا۔ اور ان سے بیان کر کے اس سے بچنا دریافت کرتا۔ جب حضرت رسولؐ پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ مبعوث ہوئے تو کسریٰ صبح کو جاگا۔ دیکھا کہ طاق بیچوں بیچ ٹوٹ کر دجلہ میں جا پڑا ہے۔ اور اس قصر پر پانی جاری ہے اپنے دل میں کہا۔ اب میری بادشاہی اور سلطنت پر زوال آیا۔ اور نہایت صدمہ ہوا۔ منجموں اور کاہنوں کو بلایا۔ اور اس واقعہ کا حال ان سے دریافت کیا۔ اور حکم دیا۔ کہ فکر و تفحص کر کے اس حادثہ کا سبب مجھ سے بیان کرو۔ اور سائب منجم بھی ان لوگوں میں تھا۔ جب دربار سے باہر آئے ہر ایک نے فکر کی۔ مگر کچھ بھید نہ کھلا۔ اور کہانت و نجوم وغیرہ کی راہوں کو مسدود پایا۔ دیکھا کہ سحر ساحران اور کہانت کاہنان اور احکام منجماں باطل ہو گئے ہیں۔ سائب اس رات کو ایک ٹیلے پر بیٹھا تھا۔ اور اس ماجرے سے حیران تھا۔ ناگاہ ایک برق مشاہدہ کی کہ حجاز کی طرف سے ساطع ہوئی اور پرواز کر کے مشرق تک پہنچی۔ جب صبح ہوئی اور اپنے پاؤں کے نیچے اس کی نظر پڑی۔ ایک باغ سبز اس کو دکھائی دیا۔ سائب نے کہا۔ جو کچھ میں نے دیکھا ہے۔ اس کا مقتضیٰ یہی ہے کہ حجاز کی طرف سے ایک بادشاہ ظاہر ہوگا۔ اس کی بادشاہی مشرق و مغرب تک پہنچے گی۔ اور ہر بادشاہ سے زیادہ اس کی بادشاہی میں زمین آباد ہو گی۔ جب جمیع کاہن و منجم آپس میں بیٹھے سب نے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے سحر اور کہانت کا باطل ہونا اور ہمارے علم کی راہوں کو مسدود ہوتا بغیر حدوث امر آسمانی نہیں یہ بات ضرور ہے کہ یا تو کوئی پیغمبر مبعوث ہوا ہے یا مبعوث ہوگا۔ اور بادشاہی بادشاہوں کی اس کے سبب سے برطرف ہو گی۔ اب اگر ہم کسریٰ سے کہیں وہ ہم کو مار ڈالے گا۔ مناسب ہے کہ اس سے پوشیدہ رکھیں کہ اور قرینوں سے اس پر ظاہر ہو جائے۔ بعد اس کے کسریٰ کے پاس آئے اور اس سے کہا۔ کہ ہم نے غور و فکر کے بعد یہ پایا ہے کہ بنائے قصر و دیوار دجلہ ساعت نحس میں واقع ہوئی۔ اور حساب میں غلطی ہو گئی تھی اس وجہ سے منہدم ہو گیا ہے۔ اب لازم ہے کہ ساعت سعد میں اس کو بنائیں کہ پھر نہ گرے۔ اس نے ساعت نیک

میں تعمیر شروع کی۔ اور چھ مہینے میں تمام ہوئی۔ مال وزر بے حساب خرچ کیا جب تعمیر عمارت سے فارغ ہوئے۔ ایک نیک ساعت مقرر کر کے کسریٰ نے بام قصر پر جلوس کیا۔ فرشہائے زنگارنگ بچھائے۔ انواع واقسام کے پھول اپنے گرد رکھے اور جب مطمئن ہو کر بیٹھا قصر منہدم ہو کر دجلہ میں جا گرا اور کسریٰ کو اس وقت دریا سے نکالا۔ جب ایک رمق جان باقی تھی۔ اس وقت کاہنوں اور منجموں کو جمع کیا۔ اور ایک سو نفر کے قریب قتل کئے اور کہا میں نے تم کو اپنا مقرب کیا۔ اور مال وزر اپنا تم کو بے حساب دیا۔ اور تم نے مجھ سے دغا کی۔ اور مجھے فریب دیا۔ ان منجموں نے کہا اے بادشاہ ہم نے حساب منجمان سابق غلط کیا تھا اور اب ہم دوسرا حساب کرتے ہیں۔ اور موافق اس حساب کے قصر بنواتے ہیں۔ بعد اس کے آٹھ مہینے تک بہت روپیہ خرچ کر کے پھر قصر تیار کیا۔ اور کسریٰ کو جرأت نہ ہوئی کہ وہاں بیٹھے پس سوار ہو کر داخل ہوا۔ اور قصر شق ہوا۔ اور پانی میں جا گرا۔ اور کسریٰ غرق ہو گیا۔ مگر ایک رمق جان باقی تھی کہ اس کو دریا سے نکالا کسریٰ نے منجموں کو بلا کے بہت ڈرایا۔ اور کہا میں تم کو قتل کروں گا۔ اور تمہارے پیٹ کی آلائش و کثافت نکلوا دوں گا۔ اور ہاتھیوں کے پاؤں کے نیچے کچلوا ڈالوں گا۔ اگر تم لوگ سچ سچ بھید مجھ سے نہ بیان کرو گے۔ سب نے کہا اے بادشاہ اس دفعہ اب ہم سچ بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب آپ نے اپنا خواب ہم سے بیان کیا۔ اس وقت ہم سب نے غور و فکر کی مگر دروازہ ہائے علم مسدود پائے۔ لہٰذا ہم نے جانا کہ یہ بسبب حادثۂ آسمانی یہ امور غریبہ صادر ہوئے ہیں۔ اور ضرور ہے کہ ایک پیغمبر مبعوث ہوا ہو۔ یا مبعوث ہو گا۔ اور اپنے خوف قتل سے ہم نے آپ سے بیان نہیں کیا تھا۔ پس کسریٰ نے کہا۔ تمہارا برا ہو تم نے پہلے مجھ سے کیوں نہ کہا۔ کہ میں نے اپنے کام کا بندوبست کر لیتا۔ پس کسریٰ نے منجموں اور بنائے قصر سے ہاتھ اٹھایا۔ اور باز رہا۔

فصل چوتھی

بیان وصایائے حضرتؐ رسول مقبولؐ

چوتھی فصل بیان وصایائے حضرت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از حجۃ الوداع کہ قریب انتقال واقع ہوئے۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور حضرت کو معلوم ہوا۔ کہ زمانۂ رحلت قریب ہے ہمیشہ خطبہ ہائے بلیغ فرماتے اور لوگوں کو اپنے احکام کی مخالفت اور اپنے بعد فتنہ و فساد برپا کرنے سے منع فرماتے اور ڈراتے اور وصیت فرماتے تھے کہ میرے طریقہ سے اور سنت سے دست بردار نہ ہونا اور دین خدا میں بدعت نہ کرنا۔ میری عترت و اہل بیت کی اطاعت و نصرت و متابعت کرنا۔ اور ان سے موافق رہنا مخالفت نہ کرنا۔ مرتد نہ ہو جانا۔ اور مکرر فرماتے۔ ایھا الناس میں تم سے پہلے جاتا ہوں۔ اور تم

حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے۔ اور میں تم سے سوال کروں گا۔ کہ تم نے ان دو بزرگ چیزوں کے ساتھ کیا سلوک
کیا۔ جن کو چھوڑ آیا تھا۔ یعنی کتاب خدا اور عترت و اہل بیت میرے پس تم سوچو اور غور و فکر کرو۔ کہ کس طرح ان
دو چیزوں سے برتاؤ کرو گے۔ تحقیق کہ خداوند لطیف و خبیر نے مجھے اطلاع دی کہ یہ دونوں چیزیں جدا نہ ہوں گی۔
جب تک حوض کوثر پر میرے پاس نہ آئیں۔ ان دو چیزوں کو میں تم میں چھوڑے جاتا ہوں۔ میرے اہل بیت پر
سبقت نہ کرنا اور ان سے پراگندہ نہ ہونا۔ اور ان کے حق میں تقصیر نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور کوئی چیز ان کو
تعلیم نہ کرنا۔ تم سے دانا تر ہیں۔ اور ایسا نہ ہو کہ میرے بعد میرے دین سے پھر جاؤ اور کافر ہو جاؤ کہ آپس میں
ایک دوسرے پر تلوار کھینچو۔ پس مجھ سے یا علیؑ سے ملاقات کرو لشکر میں مانند سیل تند و شریر کے ایھا الناس جاننا
چاہیئے۔ کہ علی ابن ابی طالب میرا چچازاد بھائی۔ اور میرا وصی ہے سو وہ قتال تاویل قرآن پر کرے گا جس طرح میں
نے تنزیل قرآن پر کیا۔ اور اسی طرح کے کلام مجالس متعدد میں فرماتے تھے بعد اس کے آنحضرتؐ اسامہ بن
زید کو امیر کیا۔ اور ایک لشکر منافقان و اہل فتنہ وغیرہ سے اس کے لئے ترتیب دیا اور حکم دیا کہ ہمراہ اکثر اصحاب
جانب بلاد روم جس جگہ اس کا باپ شہید ہوا تھا۔ جائیں اور غرض حضرت کی اس لشکر کے بھیجنے سے صرف یہ
تھی کہ مدینہ اہل فتنہ اور منافقوں سے خالی ہو جائے۔ اور کوئی علی ابن ابی طالب سے مخالفت و منازعت
نہ کرے اور امر خلافت جناب امیر علیہ السلام پر مستقر اور محکم ہو جائے۔ لوگوں کو باہر جانے پر نہایت مبالغہ
فرماتے تھے۔ اور اسامہ کو حکم دیا۔ کہ جُرف میں جائے اور فرمایا وہاں پہونچکر توقف کرے کہ لشکری وہاں آکر جمع ہو
جائیں۔ اور ایک جماعت کو مقرر فرمایا۔ کہ لوگوں کو نکال دیں۔ اور ان کو تاخیر سے تجدید فرماتے تھے۔ پس اسی
حالت میں رسولؐ پر وہ مرض موت طاری ہوا۔ کہ جس سے بجوار رحمت الٰہی مراجعت فرمائی۔ جب حالت آنحضرتؐ
نے مشاہدہ فرمائی۔ علی ابن ابی طالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور متوجہ بہ بقیع ہوئے اور اکثر اصحاب پیچھے
پیچھے آتے تھے۔ پس حضرت نے فرمایا حق تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ مردگان بقیعہ پر استغفار کروں۔ اور جب بقیعہ میں
پہونچے ارشاد فرمایا۔ السلام علیکم اے اہل قبور۔ تم کو وہ حالت گوارا ہو جس میں تم نے صبح کی اور اس فتنۂ و
فساد سے نجات پائی جو لوگوں کو در پیش ہے۔ تحقیق کہ مانند پارہ ہائے شب تار فساد و فتنہائے عظیم نے لوگوں
کی جانب رخ کیا ہے۔ یہ فرما کر عرصہ تک اہل بقیع کے لئے طلب آمرزش کی۔ اور جناب امیر علیہ السلام کی طرف
دیکھ کر فرمایا۔ جبرئیلؑ مجھ پر ہر سال ایک دفعہ قرآن عرض کرتے تھے اور اس سال دو دفعہ عرض کیا۔ گمان میرا اس سے
یہی ہے کہ میرا وقت وفات نزدیک ہے۔ پھر فرمایا۔ کہ یا علیؑ حق تعالیٰ نے مجھے خزانہائے دنیا پر مخیر فرمایا۔ کہ میں
چاہوں ہمیشہ دنیا میں رہوں یا بہشت میں اور میں نے لقائے پروردگار کو اختیار کیا۔ جب میں انتقال کروں تم
میری شرمگاہ ڈھانپ دینا۔ کہ جس کی نظر پڑ جائے گی وہ اندھا ہو جائیگا۔ یہ فرما کر بجانب منزل مراجعت فرمائی اور مرض

حضرت شدید ہوا۔ تیسرے روز اس صورت سے مسجد میں تشریف لائے کہ سر مبارک پر عصابہ بندھا تھا۔ اور داہنا ہاتھ دوش مبارک جناب امیرؑ پر اور بایاں ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر تھا۔ یہاں تک کہ مسجد میں تشریف لاکر منبر پر گئے اور بیٹھے۔ پس فرمایا اے گروہ مردم اب وہ وقت قریب ہے کہ میں تم سے غائب ہو جاؤں۔ جس کسی کا مجھ سے وعدہ ہو وہ آئے اور مجھ سے وعدہ لے لے اور جس کسی کا مجھ پر قرض ہو وہ مجھ سے طلب کرے۔ اے گروہ مردم کسی متنفس اور خدا کے درمیان کوئی وسیلہ بجز عمل طاعت خدا نہیں۔ جس کے سبب سے کوئی عمل خیر ہو۔ یا کوئی شر اس سے دفع ہو۔ ایھا الناس کوئی مدعی دعویٰ نہ کرے کہ میں بغیر عمل رستگار ہونگا۔ اور کوئی آرزومندی نہ کرے کہ میں بغیر طاعت خدا رضائے خدا حاصل کر سکتا ہوں۔ میں قسم کھاتا ہوں اس خدا کی جس نے مجھے بحق بھیجا ہے کہ عذاب الٰہی سے نجات حاصل کرے مگر نیک عمل اور رحمت حق تعالیٰ سے اور اگر میں معصیت کروں جہنم میں چلا جاؤں۔ خداوندا میں نے تیری رسالت پہونچا دی۔ پس منبر سے نیچے آئے اور لوگوں کے ساتھ نماز بسہولت ادا فرما کر ام سلمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور ایک یا دو روز وہاں رہے۔ پس عائشہ نے اور عورتوں کو راضی کیا۔ اور حضرت سے آکر کہا۔ آپ میرے گھر چلیں۔ اور جب آنحضرتؐ عائشہ کے گھر تشریف لے گئے۔ مرض حضرت شدید ہوا۔ بلالؓ وقت نماز صبح حاضر ہوا۔ اور جب آیا تو حضرت اس وقت بیہوش تھے۔ جب بلال نے آواز نماز دی حضرت کو خبر نہ ہوئی۔ عائشہ نے کہا۔ میرے باپ ابوبکر سے کہو کہ نمازیوں[1] کو نماز پڑھائیں۔ اور حفصہ نے کہا۔ میرے باپ عمر سے

---

[1] لوگوں کا یہ کہنا کہ حضرت ابوبکر کو رسول پاکؐ نے آخری وقت میں نماز پڑھانے کا حکم دیا لہٰذا وہ خلیفہ ہیں۔ یہ روایت صاف بتا رہی ہے کہ رسولِ خداؐ نے حضرت ابوبکر کو نماز کی امامت کرنے کا حکم نہیں دیا۔ بلکہ یہ حکم امامت کا حضرت ابوبکر کی بیٹی عائشہ صدیقہ نے دیا ہے کتب اہل سنت میں صحاح ستہ کی کتب ابن ماجہ ص۸۹ مطبوعہ کراچی میں یہی روایت درج ہے ان الفاظ میں کہ رسول پاکؐ نے فرمایا علی کو بلاؤ جناب عائشہ نے اپنے باپ ابوبکر کو بلا لیا۔ رسولؐ نے پھر فرمایا علی کو بلاؤ جناب حفصہ نے اپنے باپ عمر کو بلا لیا رسولؐ نے ناراض ہو کر فرمایا یہاں سے نکل جاؤ چلتے ہوئے جناب عمر نے ابوبکر سے فرمایا تم چل کر مسجد میں ہم کو نماز پڑھاؤ تمام لوگ آگئے اذان ہوئی اور جناب ابوبکر نے مصلائے رسالتؐ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھانی شروع کر دی جب رسول پاکؐ کو پتہ چلا آپ نے جناب عباس اور حضرت علیؑ سے فرمایا مجھے مسجد میں لے چلو چنانچہ ایک بازو جناب عباس نے پکڑا اور دوسرا جناب علیؑ نے پکڑا۔ اس طرح رسول پاکؐ کو مسجد میں لائے آپ کے آنے کا جب علم ہوا تو ابوبکر مصلے سے ہٹ گئے اور رسول کریمؐ مصلے پر بیٹھ گئے نماز پڑھائی اگر رسول پاکؐ جناب ابوبکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے تو حالت بیماری میں اس حال میں اور اس حالت سے مسجد میں نہ آتے۔ کوثر بھریلوی

کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب حضرت رسولؐ نے یہ باتیں سُنیں۔ فرمایا۔ ان باتوں سے ہاتھ اٹھاؤ تم مثل انہی عورتوں کے ہو جنھوں نے چاہا کہ یوسف کو گمراہ کریں۔ اس وقت حضرت کو یاد آیا۔ کہ میں نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو حکم دیا تھا۔ کہ ہمراہ لشکر کے جائیں۔ اور اب معلوم ہوا۔ کہ یہ مدینہ میں پھر آئے ہیں۔ اس سبب سے حضرت کو نہایت صدمہ ہوا غم اور اُسی حالت **مخالفت لشکر اسامہ** ۔شدت مرض میں اُٹھے۔ اور حضرت تشریف لے چلے اس طرح کہ ایک ہاتھ جناب امیر کے دوش مبارک پر اور دوسرا ہاتھ فضل بن عباس کے کندھے پر ڈالے ہوئے نہایت ضعف نا توانی سے قدم اُٹھاتے مسجد تک پہنچے۔ اور جب نزدیک محراب آئے دیکھا کہ ابوبکر نے سبقت کی ہے اور بجائے حضرت کے نماز شروع کی ہے پس حضرتؐ نے دست مبارک سے اشارہ فرمایا۔ کہ پیچھے کھڑا ہو۔ اور خود داخل محراب ہوئے۔ اور لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر نماز کو پھر سے ادا فرمایا۔ اور بعد سلام نماز گھر میں تشریف لے گئے۔ ابوبکر و عمر اور ایک جماعت مسلمانوں کو طلب فرمایا۔ ارشاد کیا۔ میں نے تم کو حکم نہیں دیا تھا۔ کہ ہمراہ لشکر اسامہ باہر چلے جاؤ۔ ان سب نے اقرار کیا۔ کہ بیشک حضرت نے حکم ہم کو یہ دیا تھا حضرت نے فرمایا کس لئے میرے حکم کی اطاعت تم نے نہ کی۔ ابوبکر نے کہا۔ میں گیا۔ اور اس لئے پھر آیا۔ کہ اپنا عہد تازہ کروں۔ عمر نے کہا۔ میں اس لئے نہ گیا۔ کہ آپ کی بیماری کا حال اور سے دریافت کروں۔ اس وقت پھر حضرتؐ نے حکم دیا کہ لشکر اسامہ کے ہمراہ باہر چلے جاؤ۔ اور فرمایا کہ بیزاری نفرین خدا اس پر ہو جو لشکر اسامہ سے مخالفت کرے اس کلمہ کو حضرت نے تین دفعہ فرمایا۔ اور بے ہوش ہو گئے اس لئے کہ آمد و رفت مسجد سے اس حالت علالت میں اور پھر مشاہدۂ احوال و اطوار ناپسندیدۂ منافقین سے حضرت کو نہایت صدمہ اور حزن و اندوہ ہوا تھا۔ اور نیت فاسدہ لوگوں کی آپ سمجھ گئے تھے۔ پھر حضرت کو غش آگیا۔ اس لئے مسلمان رونے لگے اور آواز نوحہ و گریہ برزنان و فرزندان حضرت اور صدائے غل و شور مردان و زنان مسلمانان بلند ہوئی۔ حضرت نے چشم کھول کر طرف دیکھا۔ اور کہا۔ دوات اور کتف کو سفند لاؤ۔ کہ تمہارے لئے میں ایک نامہ **بیان حدیث قرطاس** ۔لکھوں کہ میرے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ یہ سُن کر اصحاب میں سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا۔ کہ دوات اور کتف گوسفند لائے۔ عمر نے کہا۔ لوٹ آ کہ یہ مرد ہذیان[1] کہتا ہے اور اس پر بیماری نے غلبہ کیا ہے۔ ہم کو کتاب خدا کافی ہے اس بات سے جو لوگ وہاں موجود تھے ان میں اختلاف ہوا۔ بعضوں نے کہا قول قول عمرؓ اور

---

[1] عن ابن عباس قال لما حضر رسول اللّٰہ صلعم وفی بیت رجال فیھم عمر بن الخطاب قال النبی صلعم ھلم اکتب لکم کتابًا لا تضلون بعدہ ابدًا فقال عمر ان رسول اللّٰہ صلعم قد غلب علیہ الوجع وعندکم القرآن حسبنا کتاب اللّٰہ فاختلف اھل البیت فاختصموا منھم من یقول قربوا یکتب لکم رسول اللّٰہ کتابًا لن تضلوا بعدہ ومنھم من یقول عمر فلما اکثروا (باقی ص۱۱۵)

اور بعضوں نے کہا۔ قول قول پیغمبر ہے اور ایسی حالت میں مخالفت پیغمبر کیونکر جائز ہے۔ دوسری دفعہ پوچھا کہ جو آپ نے طلب کیا۔ وہ ہم لائیں حضرت نے فرمایا۔ ان بیہودہ باتوں کے بعد جو میں نے تم سے سنیں اب مجھے دوات و قلم کی حاجت نہیں۔ ولیکن میں تم وصیّت کرتا ہوں کہ میرے اہل بیت سے نیک سلوک کرنا اور روگردانی نہ کرنا۔ مولّف فرماتے ہیں۔ کہ حدیث دوات و کاغذ صحیح بخاری و مسلم اور جمیع کتب معتبرہ اہل سنت میں ہے اور متعدد طریقوں سے مذکور ہے اور اہل سنت نے ابن عباس سے اس طرح روایت کی ہے کہ ابن عباس اس قدر روئے کہ ان کے آنسوؤں سے سنگریزہ مسجد بھیگ گئے اور کہا۔ کہ روز پنجشنبہ اور کون پنجشنبہ وہ جس دن حضرت پر مرض شدید ہوا۔ اور حکم دیا۔ کہ دوات و کاغذ لاؤ کہ میں تمہارے لئے ایک وصیّت لکھوں کہ اس کے بعد ہرگز گمراہ نہ ہو۔ لوگوں نے آپس میں قریب حضرت رسولؐ نزاع کی۔ عمر نے کلام رسول خداؐ کو بہ ہذیان نسبت دی اور بروایت دیگر عمر نے کہا۔ کہ رسولؐ پر مرض کی شدت ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے وہ ہم کو اور تم کو کافی ہے۔ یہ سُن کر لوگوں نے آپس میں اختلاف کیا۔ بعضوں کہا۔ لانا چاہیئے کہ رسول خداؐ تمہارے لئے ایک ایسی وصیّت لکھیں کہ اس کے بعد تم گمراہ نہ ہو۔ اور بعضوں نے قول عمر پسند کیا۔ اور جب حضرت کے نزدیک آوازیں بلند ہوئیں آپ نے دل تنگ ہو کر فرمایا۔ میرے پاس سے اُٹھ جاؤ۔ ابن عباس کہتے تھے مصیبت اور بدترین مصیبت وہ تھی کہ پیغمبر کو تحریر وصیّت سے مانع ہوئے۔

بقیہ حاشیہ ص۱۵۲۔ اللغو والاختلاف عند رسول اللہ قال رسول اللہ قوموا قال عبید اللہ فکان ابن عباس یقول ان الرزیۃ کل الرزیۃ ما حال بین رسول اللہ وبین ان یکتب لہم ذالک الکتاب من اختلافہم ولغطہم۔ (صحیح مسلم جلد دوم ص۴۳) قال ابن عباس یوم الخمیس وما یوم الخمیس اشتد برسول اللہ صلعم وجعہٗ فقال ائتونی اکتب لکم کتابا لن تضلوا بعدہٗ ابدًا فتنازعوا ولا ینبغی عند نبی تنازع فقالوا ما شانہ اھجر استفہموہ فذھبوا یردون عنہ فقال دعونی فالذی انا فیہ خیر مما تدعونی الیہ واوصاھم بثلث قال اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب واجیزوا الوفد بنحو ما کنت اجیزھم وسکت عن الثالثۃ او قال فنسیتہا (بخاری جلد دوم ص ـــ)

ابن عباس نے کہا۔ جمعرات کا روز عجیب دن تھا کہ شدت مرض میں نبی کریمؐ نے فرمایا۔ لاؤ کاغذ و قلم تاکہ میں ایک نامہ لکھ دوں کہ اس پر عمل کرنے کے بعد تم لوگ گمراہی میں نہ پڑو گے۔ پس حاضرین میں نزاع ہوئی اور حضور نبیؐ کو نزاع و تکرار کسی طرح جائز نہ تھا۔ پس عمر ابن خطاب نے کہا۔ نبی کریمؐ کو ہذیان ہے یعنی بڑبڑاہٹ کر رہے ہیں۔ ہم کو کتاب خدا کافی ہے۔ رسولؐ نے غصہ میں فرمایا۔ میں جس حالت میں ہوں مجھے چھوڑ دو اور یہاں سے نکل جاؤ۔ بعدہ نبی نے تین وصیتیں کیں۔ مشرکین کو جزیرہ عرب سے نکال دینا۔ جزیہ لینا جیسے لیا کرتا تھا۔ تیسری کے وقت خاموش ہو گئے۔ یا راوی بھول گیا۔ (کوثر بریلوی عفی عنہ)

اور آنحضرتؐ کے روبرو آوازیں بلند کیں۔ یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ الغرض تمامی اہل مدینہ و مہاجرو انصار آخری زیارت زیارت حضرت رسولؐ کو مسجد میں حاضر ہوئے۔ یہاں تک کہ دختران ناکتخدا اپنے اپنے گھروں سے مسجد میں چلی آئیں۔ تمام مرد و عورت روتے پیٹتے تھے۔ بعضے واویلا اور اناللہ کہتے تھے۔ اور حضرت آخری **خطبہ آخری حضرت رسولؐ** خطبہ پڑھ رہے تھے کبھی ضعف و ناتوانی سے خاموش ہو جاتے تھے۔ اور پھر خطبہ شروع فرماتے تھے۔ اثنائے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مہاجر و انصار اور جو شخص اس وقت یہاں موجود ہے۔ آدمیوں اور جنات سب سے میرا خطاب ہے کہ جو کچھ میں تم سے کہتا ہوں۔ تم لوگ ان لوگوں کو جو یہاں موجود نہیں ہیں پہونچادو اور حق کو نہ چھپاؤ۔ کہ میں اب جاتا ہوں اور تم میں کتاب خدا چھوڑے جاتا ہوں۔ جو کہ منور بنور ہدایت ہے۔ اور جس چیز کی امت محتاج ہو اس سب کا بیان اس میں ہے اور حجت خدا تم پر ہے میری طرف سے اور میں تم میں علم اکبر چھوڑے جاتا ہوں۔ کہ وہ نشان راہ دین اور نور ہدایت ہے اور وہ علی ابن ابی طالب میرا وصی ہے وہ ریسمان محکم خدا ہے۔ لازم ہے تم سب اس سے متمسک رہو۔ اس سے پراگندہ نہ ہو۔ نعمت خدا کو یاد کرو۔ واضح ہو جب تم آپسمیں ایک دوسرے کے دشمن تھے۔ اس وقت خدا نے تمہارے دلوں میں محبت ڈال دی۔ اور بسبب نعمت خدا آپس میں بھائی ہو گئے۔ ایھاالناس علی ابن ابی طالب علم و حکمت میں خدا کا خزانہ ہے جو شخص اس کو اس روز کے بعد اور اس روز بھی دوست رکھے اس پر واجب ہے کہ اس نے عہد خدا کو وفا کیا۔ اور جو اس سے اس دن اور بعد اس دن کے دشمنی کرے وہ قیامت کے دن اندھا اور بہرا محشور ہوگا۔ اور اس کو خدا پر کوئی حجت نہ ہوگی۔ ایھاالناس بروز قیامت دنیا کے ہمراہ میرے پاس نہ آنا۔ درآنحالیکہ میرے اہل بیت آئیں۔ الجھے بال مٹی بھرے ہوئے آزار کشیدہ ستم دیدہ خون ان کا تمہارے منہ کے سامنے بہتا ہوا تمہاری بیعت کے ضلالت اور شور تمہارے جہالت کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ تم نے ان کی نصرت و مددگاری نہ کی ہو۔ ایھاالناس امامت و پیشوائی کے لئے کچھ لوگ ہیں کہ ان کیلئے علامتیں ہیں۔ اور حق تعالیٰ نے ان کی تعریف قرآن مجید میں بیان فرمائی ہے اور میں نے ان کو تمہارے لئے نامزد کیا ہے۔ اور جو کچھ ان کے حق میں کہنا ضرور تھا۔ وہ میں نے تم کو پہونچایا۔ و لیکن تم میں سے ایک گروہ نادان کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ بعد میرے کا فر اور میرے دین سے پھر گئے۔ اور تاویل کتاب خدا بجہل و بہ خواہشہائے نفس کرتے ہو۔ دین میں بدعتیں جاری کر رہے ہو۔ اس لئے کہ ہر سنت و حدیث اور جو بات قرآن کے خلاف ہے۔ وہ باطل ہے اور قرآن پیشوائے راہ ہدایت ہے اور قرآن کے لئے ایک راہ نما ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائے گا اور جو شخص قرآن کی تاویل اور تفسیر جانتا ہے وہ علی ابن ابی طالب وارث علم و حکمت ملک منان و محرم راز پنہاں پیغمبر آخرالزمان ہے۔ اور تمام پیغمبروں کی میراث اس کے پاس ہے۔ ایھاالناس میں تم کو اپنے اہل بیت کے حق

وصایائے رسولؐ در حق اہل بیت ۔ میں خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ یہ ارکان دین اور چراغ راہ یقین ومعدن علم رب العلمین ہیں۔ اور میرا بھائی علیؑ ہے اور میرا وارث اور میرا وزیر اور میرا امین ہے اور بعد میرے وہ میرا خلیفہ ہے اور وہ بعد میرے ۔ میرے عہد پر وفا کرے گا ۔ وہ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لایا ہے ۔ اور سب کے بعد مجھ سے جدا ہوگا ۔ اور سب سے پہلے بروز قیامت میرے پاس ہوگا بس یہ میرا حکم جو حاضر ہیں وہ غیر حاضروں تک پہنچا دیں ۔ جو کوئی بغیر علی ابن ابی طالب پیشوا لئے جماعت ہو وہ کافر ہے ۔ ایھاالناس جس کا کوئی حق مجھ سے ہو وہ آئے اور لے لے اور جس کسی سے میں نے وعدہ کیا ہے وہ میرے بعد علیؑ پاس جائے کہ وہ میرے وعدوں کا ضامن ہے ۔ پھر جناب امیر علیہ السلام سے مخاطب ہو کر فرمایا ۔ یا علی اکثر اس جماعت سے کافر ہو جائیں گے ۔ اور دین سے پھر جائیں گے ۔ اور تلواریں ایک دوسرے پر کھینچیں گے ۔ اور جب میں دنیا سے انتقال کر جاؤں گا ۔ اس وقت یہ حال جو میں نے بیان کیا تم پر ظاہر ہو جائے گا ۔ یا علیؑ جو تم سے لڑائی کرے میری عورتوں یا میرے اصحاب میں سے اس نے میری معصیت کی ہے اور جس نے میری معصیت کی اس نے خدا کی معصیت کی ۔ اور میں اس سے بیزار ہوں ۔ اور تم بھی اس سے بیزار رہنا ۔ جناب امیر نے فرمایا ۔ میں اس سے بیزار ہوں ۔ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا ۔ گواہ رہ بعد اس کے ۔ فرمایا ۔ یا علیؑ یہ لوگ آپس میں عہد و پیمان کر رہے ہیں ۔ کہ میرے بعد تم پر ظلم و ستم کریں ۔ اور اس خیال باطل میں رات دن مبتلا ہیں ۔ اور جس کسی کے دل میں مکر و فریب ہو ۔ میں اس سے بیزار ہوں ۔ اور قرآن میں یہ آیۃ ان کے حق میں نازل ہوا ہے ۔ بیت طائفۃ منھم غیری تقول واللہ یکتب مایبیتون یعنی رات کو دن کرتے ہیں ۔ ایک گروہ ان میں سے بغیر اس کے کہ تو کہتا ہے ۔ اور خدا لکھتا ہے جو کچھ یہ لوگ راتوں کو صلاح و مشورہ کرتے ہیں ۔ سید ابن طاؤس نے حضرت امام موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے کہ جناب صادق نے ارشاد

وصایائے رسولؐ از انصار ۔ فرمایا ۔ کہ جب وقت وفات سرور کائنات ہوا ۔ اس وقت انصار کو بلایا ۔ اور فرمایا اے گروہ انصار دیار ابن احمد مختار میری مفارقت تم سے نزدیک ہے اور حق نے مجھے اپنے بحار رحمت میں طلب کیا ہے ۔ اور اجابت دعوت حق لازم ہے تم نے میرے ہمراہ نیک طریقہ اختیار کیا اور جو کچھ شرائط نصرت و مددگاری تھی وہ تم لوگ بجالائے اور مال میں مہاجرین سے تم نے مضائقہ نہیں کیا ۔ اور اپنی خیر و نیکی کو تم نے مسلمانوں پر وسعت دی ۔ اور راہ خدا میں تم نے اپنی جانوں سے دریغ نہ کیا ۔ اور حق تعالیٰ بعوض اعمال پسندیدہ تم کو جزائے جزیل و ثواب جمیل عطا کرے گا ۔ واضح ہو کہ دو چیزیں رہ گئیں ہیں ۔ کہ تمہارا ہر کام ان کے ساتھ ہوگا ۔ اور بغیر اس کے کوئی علم تم کو فائدہ نہ دے گا ۔ اور وہ دو چیزیں آپس میں جدا نہ ہونگی ۔ اور وہ کتاب خدا اور میرے اہل بیت ہیں ۔ پس کتاب خدا سے دستبردار نہ ہونا ۔ وہ حجت و

برہان وگواہ عادل مسلمانوں کی ہے اور جنہوں نے اس پر عمل نہیں کیا۔ وہ ان سے بروز قیامت مخاصمہ کرے گی۔ اور ان کے پاؤں کو صراط سے پھسلا دے گی۔ اے گروہ انصار میری نصرت و اعانت کرو۔ میرے اہل بیت کے حق میں کہ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ کتاب خدا ان سے جدا نہ ہوگی۔ جب تک کہ مجھ پر حوض کوثر پر وارد نہ ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ اسلام مانند چھت کے ہے۔ اور اس کے کھمبے اطاعت و متابعت امام کی ہے اے گروہ مسلمانان ہرگز میرے اہل بیت سے دستبردار نہ ہونا۔ کہ یہ چراغہائے راہ ہدایت اور معدن ہائے علم اور چشمہ ہائے حکمت ہیں۔ ان پر ملائکہ آسمان سے نازل ہوتے ہیں۔ ان میں کا پہلا علی ابن ابی طالب ہے کہ وہ میرا وصی اور میرا امین ہے اور میرا وارث ہے اور وہ مجھ سے بمنزلہ ہارونؑ ہے موسیٰؑ سے اے گروہ انصار فاطمہؑ میری درگاہ حرمت ہے۔ اور گھر اس کا میرا گھر ہے۔ جس نے اس کی حرمت کو ضائع کیا۔ اس نے حرمت خدا کو ضائع کیا۔ پس حضرت امام موسیٰ بن جعفر بہت روئے اور کہا۔ اے مادر بزرگوار تمہاری حرمت کو ضائع کیا۔ اور تمہاری درگاہ جلالت کی توقیر اور حرمتِ خدا کی رعایت نہ کی۔ پھر امام نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ نے مہاجرین

وصایائے رسولؐ از مہاجرین

۔ کو جمع کیا۔ اور کہا۔ ایھاالناس حضرت رب العزت نے مجھے بلایا ہے۔ اور بہت جلد دعوت حق قبول کرتا ہوں۔ اور میں مشتاق لقائے پروردگار اور آرزومند ملاقات برادران یعنی پیغمبران گذشتہ ہوا ہوں۔ اور تم کو مانند بہائم بے سردار نہیں چھوڑتا ہوں۔ بلکہ تمہارے کام کو اپنے وصی یعنی علیؑ کے سپرد کرتا ہوں۔ اور جو کچھ تمہارے لئے ضرور ہے وہ میں نے علیؑ کے لئے کہہ دیا ہے پس عمرؓ نے اٹھ کر کہا۔ کہ یا حضرت آپ نے بحکم خدا اس وصیّت کو فرمایا۔ یا کہ اپنی طرف سے۔ حضرتؐ نے فرمایا اے عمر بیٹھ جا۔ میں نے بحکم خدا اور بحکم علیؑ کو وصی کیا ہے۔ اور میرا حکم خدا کا حکم اور میری اطاعت خدا کی اطاعت اور میری معصیت خدا کی معصیت۔ جس نے میرے وصی کی نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے خدا کی نافرمانی کی۔ یہ فرما کر حضرت نے غضب آلود و خشمناک ہو کر ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اور فرمایا۔ ایھاالناس۔ میری وصیت غور سے سنو۔ جس نے میرا ایمان اختیار کیا۔ اور میری پیغمبری کی تصدیق کی۔ میں اس کو وصیت کرتا ہوں کہ ولایت اور اطاعت علیؑ کی قبول کرے اور تصدیق کرے۔ کہ اس کی ولایت میری ولایت اور میری ولایت پروردگار کی ولایت ہے۔ مجھے جو کچھ لازم تھا وہ تم سے کہہ دیا۔ چاہیے کہ اس میرے کلام کو حاضرین غیر حاضرین تک پہنچا دیں۔ بتحقیق کہ علیؑ علم اعظم ہے جو اس سے پیچھے رہ گیا۔ اور جس نے اس پر سبقت کی۔ اس کی راہ جہنم کی طرف ہے کہ علیؑ کو چھوڑ کر دائیں بائیں بھٹکا پھرا اور ہلاک اور گمراہ ہوگا کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفر سے روایت کی ہے۔ امام نے فرمایا میں نے اپنے بزرگوار سے پوچھا۔ آیا ایسا نہ تھا۔ کہ حضرت امیرالمومنین کاتب وصیت نامہ رسول خداؐ تھے کہ حضرت رسولؐ نے سمجھا دیا اور جبرئیلؑ

و ملائکہ مقربین گواہ تھے۔ حضرت صادق نے ایک لمحہ سکوت فرمایا۔ اور بعد اس کے ارشاد کیا کہ ایسا ہی تھا۔ جیسا تم نے بیان کیا۔ ولیکن جب وقت وفات حضرت رسولؐ ہوا۔ جبرئیلؑ جانب خداوند جلیل سے نامہ لکھ کر مہر کر کے ہمراہ امینان خداوند عالمیان و ملائکہ مقربین حاضر ہوئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ جو لوگ آپ کے پاس ہیں ان کو باہر کر دیجئے اور علی ابن ابی طالب اپنے وصی کو اپنے پاس رہنے دیجئے کہ نامۂ آسمانی مجھ سے لے لیں۔ اور آپ مجھے گواہ کیجئے کہ علیؑ نے نامہ لے لیا۔ اور علیؑ ضامن ہوں کہ اس میں جو کچھ لکھا ہے اس پر عمل کریں۔ پس حضرت نے فرمایا۔ کہ بغیر علی ابن ابی طالب جو لوگ موجود ہیں۔ سب کو باہر کر دیں۔ اور فاطمہ علیہا السلام پردہ میں بیٹھی تھیں پس جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ تمہارے پروردگار نے سلام کہا ہے اور فرمایا یہ نامہ وہ نامہ ہے جس کا شب معراج اور علاوہ اس کے میں نے تم سے شرط اور عہد کیا تھا۔ اور میں خود گواہ ہوا تھا۔ اور ملائکہ کو تم پر گواہ کیا تھا۔ باوجودیکہ میں خود گواہی کے واسطے کافی ہوں۔ جب حضرت رسولؐ نے یہ سنا اعضائے بدن خوف الٰہی سے کانپنے لگے۔ اور فرمایا۔ اے جبرئیلؑ میرا پروردگار جمیع نقص سے سالم ہے اور اسی سے سب سلامتی ہے اور اسی کی طرف سب تحیت ہے میرے پروردگار نے سچ فرمایا۔ اور اپنے وعدہ کی وفا فرمائی۔ وہ مجھے نامہ دو۔ جبرئیلؑ نے وہ نامہ حضرت کو دیا۔ اور کہا۔ آپ جناب امیرؑ کو دیجئے۔ حضرت نے جب وہ نامہ جناب امیرؑ کو دیا فرمایا۔ اے علیؑ پڑھو۔ جناب امیرؑ نے نامہ حرف آخر تک پڑھا حضرت نے فرمایا۔ یہ عہد میرے پروردگار کا مجھ پر ہے اور وہ شرط ہے کہ مجھ سے لی ہے اور یہ امانت اس کی میرے پاس ہے۔ اور میں نے اس کا حکم پہنچا دیا۔ اور جو شرط خیر خواہی امت تھی اس کی تعمیل اور ادائے رسالت کر دی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں۔ آپ نے تبلیغ رسالت اور خیر خواہی امت فرمادی۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا۔ میں اس کی تصدیق کرتا ہوں۔ اور میرے کان اور آنکھیں اور گوشت اور خون گواہی دیتے ہیں۔ پس جبرئیلؑ نے کہا۔ میں بھی آپ دونوں کے ساتھ کلام پر منجملہ گواہ ہوں۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ میری وصیت تم نے قبول کی۔ اور اس کو سمجھ لیا۔ اور واسطے میرے اور خدا کے ضامن ہوئے جو کچھ اس عہد نامہ میں لکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ

بیان عہد نامہ حضرت رسولؐ

میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں تعمیل اس حکمنامہ کی مجھ پر ہے۔ اور میں خدا سے امیدوار ہوں کہ وہ میری نصرت و مدد فرمائے۔ اور توفیق عطا کرے کہ میں اس نامہ پر عمل کروں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ میں چاہتا ہوں کہ تم پر کسی کو گواہ کروں کہ جب تم میرے پاس روز قیامت آؤ۔ تو وہ گواہی دیں کہ میں نے حجت تم پر تمام کی۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں آپ گواہ لیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ اور میکائیلؑ مع ملائکہ مقربان حاضر ہیں۔ اور میرے تمہارے درمیان گواہ ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ اے ملائکہ گواہ رہو۔ اور یا حضرت میں بھی انہی کو گواہ کرتا ہوں۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ حضرت رسولؐ نے

ملائکہ کو گواہ کیا۔ اور منجملہ جمیع شرائط جس شرط پر جبرئیلؑ کو بحکم خداوند جلیل گواہ کیا۔ یہ بھی کہ یا علیؑ جو کچھ اس نامہ میں ہے اس پر وفا کرو۔ اور اس نامہ میں لکھا ہے کہ خدا اور رسولؐ خدا کے دوست سے دوستی کرنا۔ اور دشمن سے دشمنی کرنا۔ اور بیزاری کرنا۔ اور اپنے حق تلف ہو جانے اور خمس غصب ہو جانے اور ہتک حرمت پر صبر کرنا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ بہت اچھا یا رسول اللہ میں نے قبول کیا۔ پس جناب امیرؑ فرماتے ہیں۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ اس پروردگار کی جس نے دانا شگافتہ کیا اور خلائق کو پیدا کیا۔ میں نے جبرئیلؑ سے سُنا کہ کہتے تھے۔ یا نبی اللہ علیؑ کو آگاہ کرو۔ کہ ان کی ہتک حرمت کریں گے۔ اور ان کی حرمت خدا اور رسولؐ کی حرمت ہے اور ان کی ریش مبارک کو ان کے خون سے خضاب کریں گے۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب جبرئیلؑ سے میں نے یہ کلمہ سُنا۔ بیہوش ہو کر منہ کے بل گر پڑا۔ اور میں نے کہا۔ قبول کیا اور راضی ہوا۔ ہر چند میری ہتک کریں اور سنتہائے رسولؐ کو ترک کریں اور قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کریں اور کعبہ کو خراب کریں۔ اور میری داڑھی میرے خون سے رنگین کریں۔ میں سب حال میں صبر کروں گا۔ اور اپنے خدا سے امید اجر رکھوں گا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس مظلوم آؤں۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ کو بلایا۔ اور ان کو بھی مثل جناب امیرؑ آگاہ کیا۔ اور انہوں نے بھی مثل جناب امیرؑ قبول کیا۔ پس وصیت نامہ

بیان سپردگی وصیّت نامہ

پر مہر ہائے طلائی بہشت سے مہر کی کہ آگ اس طلا تک نہ پہونچی تھی۔ اور نامہ جناب امیرؑ کے سپرد کیا۔ جب حضرت امام موسیٰؑ نے یہاں تک بیان فرمایا۔ راوی نے پوچھا۔ اس وصیت نامہ میں کیا لکھا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ سنتہائے خدا و رسولؐ خدا۔ راوی نے پوچھا۔ آیا اس وصیت نامہ میں لکھا تھا۔ کہ منافق غصبِ خلافت جناب امیرؑ کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ واللہ جو کچھ ان لوگوں نے کیا۔ وہ سب کچھ اس میں درج تھا مگر تو نے قول حق تعالیٰ نے سُنا۔ انا نحن نحی الموتی و نکتب ماقدموا واثارھم وکل شیٔ احصیناہ فی امامٍ مبین۔ یعنی زندہ کرتا ہوں مردوں کو اور لکھتا ہوں جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا۔ اور جو کچھ بعد ان کے حالات پر ہونے والا ہے اور سب چیزوں کو میں نے احصا کیا ہے امام مبین یعنی لوح محفوظ یا امیر المومنینؑ میں۔ پس حضرت نے فرمایا۔ کہ رسول خداؐ نے جناب امیرؑ اور جناب فاطمہؑ سے ارشاد فرمایا۔ کہ آیا تم سمجھے جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا۔ اور تم نے قبول کیا۔ کہ اس پر عمل کرو گے۔ کہا ہاں ہم نے قبول کیا جو حق قبول کرنے کا ہے اور ہم اس پر صبر کریں گے۔ جو ہم پر دشوار ہوگا۔ اور ہم کو غصہ میں لائے گا۔ سید ابن طاؤسؒ نے حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ حضرت رسولؐ نے مجھے وقت وفات بلایا۔ اور مکان میں تخلیہ کر دیا۔ مگر جبرئیلؑ و میکائیلؑ اس مکان میں تھے۔ اور میں ان کی آواز سُنتا تھا۔ مگر ان کو دیکھتا نہ تھا۔ پس حضرت نے وصیت نامہ انہی جبرئیلؑ سے لیا۔ اور مجھے دیا۔ اور فرمایا۔ مہر کھول کر پڑھو۔ میں نے سب پڑھا۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ نامہ جبرئیلؑ

خداوند جلیل کی طرف سے تمہارے واسطے لائے ہیں۔ جب میں نے پڑھا سب موافق وصیت رسولؐ پایا۔ کہ جو مجھ سے وصیت کر چکے تھے۔ اور اس وقت حضرت میرے سینے سے تکیہ فرما ہوئے تھے۔ پس فرمایا میرے سامنے آؤ۔ اور جبرئیلؑ نے حضرت کا تکیہ اپنا سینہ کیا۔ اور میکائیلؑ داہنی جانب بیٹھے۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ اپنی مٹھیاں بند کر لو۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ میں تم سے دو امینان پروردگار عالمیان یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ کے سامنے عہد لیتا ہوں۔ اور تم کو بحق دو بزرگوار یعنی جبرئیلؑ و میکائیلؑ قسم دیتا ہوں۔ کہ قبول کرو اور عمل کرو۔ اور جو کچھ اس وصیت نامہ میں لکھا ہے۔ بصبر و شکیبائی و پرہیز گاری میری سنت اور میرے طریقے پر نہ بطریقہ بدعت اور قبول کرو بہ نیت درست اور بہ دل قوی کہ جو تم کو خدا نے دیا ہے۔ پس اپنا دست مبارک میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان داخل فرمایا۔ اور مجھے ایسا معلوم ہوا کہ میرے دونوں ہاتھوں کے درمیان کوئی چیز گر پڑی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ تمہارے دونوں ہاتھوں کے درمیان علم و حکمت ڈال دی۔ اور کوئی مسئلہ اور حکم تم پر مخفی نہ ہوگا۔ اور جب تمہارا وقتِ وفات آئے تم بھی اپنے وصی سے اسی طرح وصیت کرنا۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ عنوان وصیت نامہ کا یہ تھا۔

مضمون وصیت نامہ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ یہ وصیت و عہد و پیمان محمدؐ بن عبداللہ بحکم الٰہی جانب وصایت پناہ علی ابن ابی طالب امیر مومنان ہے اور آخر وصیت نامہ میں لکھا تھا کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ اس وصیت پر جو محمدؐ نے علیؑ کو کی ہے گواہ ہوئے اور علیؑ نے اس وصیت کو قبول کیا۔ اور ضامن ہوئے۔ جو کچھ اس میں لکھا ہے۔ اس پر عمل کریں جس طرح ضامن ہوئے یوشعؑ بن نون واسطے موسیٰؑ بن عمران کے اور شمعونؑ بن حمون واسطے عیسیٰؑ بن مریم اور جس طرح ضامن ہوئے اوصیا پہلے ان کے واسطے پیغمبروں کے باوجود کہ محمدؐ بہترین پیغمبران اور علیؑ بہترین اوصیا ہے۔ اور محمدؐ نے علیؑ کو ولی امر خلافت کیا اور عہد کیا کہ بعد محمدؐ کے کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ نہ واسطے علیؑ کے اور نہ واسطے اوروں کے اور خدا اس سب پر گواہ۔ پس حضرت صادقؑ نے فرمایا۔ کہ جب وصایائے رسولؐ تمام ہوئیں۔ فرمایا۔ یا علیؑ جواب اپنا مہیا رکھو کہ کل بروز قیامت نزدیک حق تعالیٰ ادا کرنا ہوگا۔ بتحقیق کہ میں بروز قیامت تم پر حجت تمام کروں گا۔ حلال و حرام و محکم و متشابہ کتاب خدا سے جس طرح بھیجا ہے اور جس طرح میں نے تم کو بفرائض و احکام امر کیا ہے اور نیکی کا حکم دینا ہے اور بدی سے منع کیا ہے۔ اور اقامت حدود خدا اور نماز کا برپا رکھنا اور زکوٰۃ کا مستحقوں کو دینا اور حج خانۂ خدا اور جہاد راہ خدا میں۔ پس یا علیؑ تم کیا جواب دو گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں اس کرامت اور منزلت کا امیدوار ہوں۔ جو آپ کو خدا کے نزدیک ہے۔ اور اُن نعمتوں کا جو حق تعالیٰ نے آپ کو عطا کیں ہیں۔ اور جو کچھ آپ نے فرمایا۔ اس کی بجاآوری پر میرا پروردگار میری نصرت کرے گا۔ اور آپ کی سنت اور

بیان قبول وصیّت نامہ۔ طریقہ پر ثابت قدم رکھے گا۔ یا حضرت جب روز قیامت میں آپ سے ملاقات کروں۔ خدا سے اُمیدوار ہوں کہ کوئی تقصیر مجھ سے اور تفریط میں نے نہ کی ہو۔ اور اثر خجالت آپ کی جبین مبین پر میری جانب سے نہ ہو۔ آپ پر سے میرا منہ اور میرے ماں باپ کا منہ فدا ہو۔ بلکہ یا حضرت میرے ماں باپ کو اور مجھے اپنا مطیع اپنی وصیت اور طریقۂ سنت میں پائیں گے۔ جب تک کہ زندہ رہوں اور اسی طرح ہر ایک امام کو تیرے فرزندوں میں سے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب کلام یہاں تک پہنچا۔ ایک شعلۂ حسرت میرے سینہ میں بھڑکا۔ اور اپنے سینے کو حضرت پر گرادیا۔ اور اپنا منہ حضرت کے منہ پر رکھ کر ایک نعرہ بلند کیا۔ کہ واحسرتا اس وحشت و تنہائی پر جو بعد آپ کے آئے گی۔ میرے ماں باپ آپ پر فدا۔ افسوس اس حسرت و وحشت پر آپ کی دختر بزرگوار اور آپ کے فرزندان بیقرار کہ ایک لحظہ بغیر آپ کے دیکھے ان کو آرام نہیں اور افسوس اس غم جانگداز اور اندوہ دور دراز پر آپ ایسے دمساز کی مفارقت پر کہ بعد آپ کے ہمارے گھر سے خبر ہائے بارگاہ آسمانی منقطع ہو جائیں گی۔ نہ جبرئیلؑ سے خبر اور نہ میکائیلؑ سے اثر پائیں گے۔ پس ہمارے سامنے حضرت رسولؐ متوجہ رب الارباب ہو کر بے ہوش ہو گئے۔ بیبیاں اور بیٹیاں حجرۂ طاہرہ میں آئیں۔ اور صدائے نوحہ وزاری بلند ہوئی۔ مہاجرین و انصار باہر کھڑے نالۂ وامحمداہ و واسیلہ آسمان ہفتم تک پہنچاتے تھے۔ حضرت نے چشم کھول کر جناب امیرؑ کو طلب فرمایا۔ جناب امیرالمومنینؑ آئے۔ حضرت نے جناب امیرالمومنینؑ کو آپ نے سینے سے لگایا۔ اور کہا اے برادر محمدؐ خدا تجھے کچھ دے اور تجھے توفیق رفیق عطا فرمائے اور تجھے بلند آواز کرے اے برادر جب میں دنیا سے رحلت کروں اور منافقین امت غدار مجھ سے متفرق ہو کر قبل غسل و دفن تو تم ان کی طرف نہ جانا۔ اور ان سے اپنا حق طلب نہ کرنا جب وہ خود تم کو بلاتے نہ آئیں۔ اس لئے کہ یا علیؑ تمہاری مثال کعبہ کی مثل ہے کہ وہ اپنی جگہ ثابت و قائم ہے۔ مگر تمام لوگوں کو لازم ہے کہ اطراف عالم سے کعبہ کی طرف آئیں۔ اور یا علیؑ تم علم و ہدایت اور روشنی زمین و آسمان ہو۔ اے برادر بحق پروردگار جس نے مجھے براستی بجانب خلق بھیجا ہے قسم کھاتا ہوں۔ کہ تیری امامت اور تیرے وجوب متابعت کا حکم میں نے سب کو پہونچا دیا۔ اور سب سے اقرار اور بیعت میں نے لے لی۔ اور سب اظہار بفرمانبرداری کیا۔ اور میں جانتا ہوں۔ کہ میرے عہد پر وفا نہ کریں گے۔ یا علیؑ جب میں بجانب عالم بقا رحلت کروں اور میرے غسل و کفن اور نماز سے فرصت ہو بیٹھو۔ قرآن کو بترتیب جس طرح خدا نے بھیجا ہے جمع کرو۔ اور جو کچھ میں نے تم کو حکم کیا ہے بجا لاؤ۔ اور ملامت خلق سے پرواہ نہ کرنا جور و ظلم امت سے صبر کرنا۔ یہاں تک کہ میرے پاس آؤ۔ پس حضرت فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ کو بلایا۔ اور باقی سب کو گھر سے باہر کر دیا۔ ام سلمہؓ کو حکم دیا کہ نزدیک دروازے کے کھڑی ہوں۔ اور کسی کو دروازے کے پاس نہ آنے دیں پس فرمایا۔ یا علیؑ میرے نزدیک آؤ۔ کہ اب وقت وداع ہے۔ پس

اپنی نور دیدہ فاطمہؑ کا ہاتھ اپنے منہ پر رکھا۔ اور دست مبارک سے جناب فاطمہؑ کا ہاتھ پکڑ کر ایک ساعت بچشم حسرت و یاس دونوں صاحبوں کو دیکھا کئے اور اشک حسرت دیدۂ حضرت پر جاری تھے۔ جب چاہتے تھے۔ کچھ کہیں رقت مانع ہوتی تھی۔ یہ دیکھ کر تمام اہل بیت رونے لگے۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ نے اپنے رونے سے میرا دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور میرے جگر کو جلا دیا۔ اور میرے سینۂ پُر حسرت میں آگ **بیان رخصت رسولؐ اور اہل بیت** ۔ بھڑکا دی۔ اے سید پیغمبراں، اے بہترین گذشتگان و آئندگان، اے امین پروردگار عالمیان اے رسولؐ خداوند رحمان اپنے حبیب منان آپ کے بعد میرے فرزندوں کی کون حمایت کرے گا۔ اور آپ کی امت سے جو ذلت مجھے پہونچے گی۔ اس وقت کون میری مدد کرے گا۔ کون اس وقت جور و بیداد امت سے جو علیؑ کو کہ ناصر دین خدا ہے پہونچے گی فریاد رسی کرے گا۔ کون بعد آپ کے وحی خدا سُنے گا۔ اور حکم خدا لوگوں کو پہونچائے گا۔ یہ کہہ کر اپنے پدر بزرگوار کے سینے سے پسٹ گئیں۔ منہ سے بوسے لینے لگیں۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ نالۂ آہ جگر خراش آسمان تک بلند تھا۔ حضرت رسولؐ نے امام حسنؑ اور حسینؑ کو گود میں لیا۔ اور ہر ایک کو وداع کیا۔ صدائے الوداع الوداع و خروش الفراق الفراق زمین سے آسمان تک بلند ہوا۔ پھر فاطمہؑ زہرا کا ہاتھ علی ابن ابی طالب کے ہاتھ میں **وصیت مخصوص بحق فاطمہؑ** ۔ دیا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ یہ امانت خدا اور امانت رسولؐ خدا ہے۔ کہ بحرمت خدا اور حرمت رسول خدا اس کے حق میں رعایت کرنا۔ اور جانتا ہوں کہ رعایت کروگے یا علیؑ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ بہترین زنان گذشتگان و آئندگان ہے اور بخدا سوگند یہ مریم سے خدا کے نزدیک بزرگ تر ہے اور بخدا سوگند کہ میری جان اس جگہ تک نہیں پہونچی مگر یہ کہ حق تعالیٰ سے اور تمہارے لئے میں نے سوال کیا جس میں تمہارے واسطے خیر ہے۔ اور جو کچھ میں نے مانگا۔ وہ خدا نے عطا فرمایا۔ یا علیؑ میں نے چند امور بامر جبرئیلؑ خداوند جلیل کی طرف سے میں نے فاطمہؑ سے کہے ہیں وہ تم سے کہے گی۔ جو کچھ وہ کہے اس پر عمل کرنا۔ یا علیؑ واضح ہو جس سے میری دختر راضی ہے۔ میں اس سے راضی ہوں۔ اور اسی طرح پروردگار عالمیاں اور ملائکہ زمین و آسمان اس سے خوشنود ہیں جس سے فاطمہؑ خوشنود ہے۔ اے علیؑ وائے اس پر جو ستم کرے۔ اور عذاب جہنم اس کے لئے ہے۔ جو اس کا حق غصب کرے اور ہلاکت اس کے لئے ہے جو اس کی ہتک و عزت کرے اور بُرا حال اس کا جو اس کے گھر کا دروازہ جلائے اور عذاب الیم اس پر جو اس کے دوست کو اذیت پہونچائے اور اسفل درجات جہنم اس کے لئے ہے جو اس سے نزاع و جنگ کرے۔ **وصیت مخصوص جناب فاطمہؑ** ۔ خداوندا میں ان لوگوں سے بیزار ہوں۔ اور وہ مجھ سے بیزار ہیں پھر حضرت رسولؐ نے ان لوگوں کے نام لئے جن سے یہ تمام افعال زشت و ظلم و جور صادر ہوں گے۔ پس فاطمہؑ اور حسنینؑ کو

گود میں لیا۔ اور کہا۔ خداوندا میں ان کا اور ان کے شیعوں کا یاور و ضامن ہوں۔ کہ ان کے سب دشمن داخل جہنم ہوں گے اور جو لوگ ان سے دشمنی کریں یا ان پر ستم کریں یا ان پر سبقت کریں یا ان سے پیچھے رہ جائیں اور ان کی متابعت و پیروی نہ کریں۔ میں ان سے دشمنی و مخاصمت کروں گا۔ اور میں ضامن ہوں کہ ان کے سب دشمن داخل جہنم ہوں گے۔ پھر تین مرتبہ فرمایا۔ میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان سے راضی نہ ہوں گا۔ جب تک اے فاطمہؑ تو ان سے راضی نہ ہو گی۔ اور میں ان سے خوشنود نہ ہوں گا۔ جب تک تو ان سے خوشنود نہ ہو گی۔ بعد اس کے جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اور کہا۔ یا علیؑ بعض ازواج میرے بعد تم سے جدال اور نزاع کرینگی۔ اور... لشکر گراں لے کر تم پر خروج کرے گی۔ اور ایک دوسرے کو اجازت دیگی کہ تیرے لئے لشکر جمع کرے۔ اور دونوں آپس میں تیری عداوت پر یکساں ہونگی۔ یا علیؑ اس وقت تم کیا کروگے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت اگر ایسا کریں گی۔ تو پہلے کتاب خدا ان پر حجت کروں گا۔ اگر اس کو قبول نہ کریں گی۔ آپ کی سنت اور جو کچھ کہ آپ نے میری اطاعت کے وجوب میں فرمایا ہے اور میرے حق کے بارے میں ارشاد ہوا ہے۔ اس سے ان پر حجت لاؤں گا۔ اگر اس کو بھی نہ مانیں گی۔ خدا اور رسولؐ خدا کو ان پر گواہ کر کے ان سے قتال کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ ان سے لڑنا اونٹ کو پے کرنا۔ اور پروا نہ کرنا۔ پس فرمایا۔ خداوندا تو گواہ رہ۔ بعد اس کے کہا۔ یا علیؑ یہ اگر ایسا کریں اسوقت ان کو طلاق دینا اور مجھ کو بیگانہ جاننا۔ کہ دونوں مجھ سے دنیا و عقبیٰ میں بیگانہ ہیں اور ان کے ساتھی و بال اعمال میں انکے شریک ہیں۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ ظالموں کے ستم پر صبر کرنا۔ واضح ہو کہ کفر و ارتداد و نفاق لوگوں میں پھیلے گا۔ خلافت غیر کو اختیار کریں گے۔ اور زمانہ اس سے بدتر و ستمگار ہوگا۔ اور اس طرح تیسرا بھی ہوگا۔ جب وہ قتل ہوگا۔ یا علیؑ تمہارے واسطے ایک گروہ شیعہ جمع ہوگا۔ اور تم ان کے ہمراہ ناکثان و مارقان و قاسطان سے جہاد کروگے ان پر نفرین کروگے۔ کہ یہ اور ان کے دوست گروہ کفر و نفاق ہیں۔ جب رات ہوئی پھر علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کو **وصیت از جناب فاطمہؑ** طلب کیا۔ اور فرمایا۔ گھر کا دروازہ بند کرلیں کہ بغیر ان کے کوئی نہ ہو۔ پس جناب فاطمہؑ کو قریب بلایا اور کچھ اسرار بیان فرمائے۔ جب اہل بیت نے دیکھا۔ کہ حضرت رسولؐ جناب فاطمہؑ سے راز بیان کر رہے ہیں۔ سب کے سب باہر چلے گئے۔ اور قریب دروازہ کھڑے ہوئے۔ اور اکثر لوگ دروازے کے باہر تھے۔ اور حضرت کی بیبیاں دیکھ رہی تھیں کہ جناب امیرؑ اور حسنؑ و حسینؑ قریب دروازہ کھڑے ہیں۔ پس عائشہ نے کہا۔ وہ کون امر عظیم ہے جس کے لئے تم کو باہر کر کے اپنی بیٹی سے تخلیہ کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس لئے تخلیہ کیا ہے کہ جو کچھ چند نفر نے صلاح و مشورہ کیا ہے اور اس کے انجام کرنے میں کوشش کر رہے ہیں۔ اس کو بیان کریں۔ جب عائشہ نے یہ سنا اور جانا۔ کہ اہل بیت اس راز

بے ہوش ہو گئے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس وقت فاطمہؑ نے مجھے بلایا۔ جب میں گیا۔ دیکھا۔ حضرت رسولؐ کا غیر حال ہے۔ مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں بے اختیار رونے لگا۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ کیوں روتے ہو۔ یہ وقت تعزیت نہیں بلکہ وقت وصیت ہے میرا وقت مفارقت نزدیک ہے۔ اور حق تعالےٰ نے سرائے عقبیٰ کو سرائے دنیا پر میرے لئے اختیار کیا ہے۔ اے برادر تم کو خدا کو سونپا اور مجھے غم و اندوہ اس کا ہے کہ بعد میرے تم پر اور فاطمہؑ پر ظلم و ستم کریں گے۔ اور ایک گروہ منافقان امت نے اتفاق کیا ہے کہ تم پر ظلم کریں۔ اور میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا ہے۔ اور اس نے میری امانت قبول کی۔ یا علیؑ میں نے فاطمہؑ کو چند وصیتیں کی ہیں اور اس کو حکم کیا ہے۔ وہ تم سے بیان کرے۔ پس جو کچھ فاطمہؑ کہے اس کو بجا لانا۔ اور سچ جاننا۔ کہ وہ صادق البیان اور راست گفتار ہے پھر دوسری مرتبہ اس گوہر صدف عصمت کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور سر کے بوسے لے کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ باپ تجھ پر فدا ہو۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے صدائے گریہ وزاری اور فریاد بلند فرمائی۔ تیسری مرتبہ پھر حضرت نے فاطمہؑ کو آغوش مبارک میں لیا۔ اور کہا۔ بخدا سوگند خداوند کریم تیرے دشمنوں سے انتقام لے گا۔ اور تیرے غضب سے غضب فرمائے گا۔ ہلاکت اور عذاب الیم و آتش جحیم تیرے دشمنوں اور ستمگاروں کے لئے مہیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس وقت حضرت کی آنکھوں سے آنسو مانند باراں ریش مبارک پر بہنے لگے۔ اور چادر جو حضرت کے منہ پر پڑی تھی آنسوؤں سے بھیگ گئی اور اس قدر روئے کہ میرا جگر حضرت کے رونے پر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ اس وقت سر مبارک حضرت رسول مقبولؐ میں اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھا۔ اور حضرت مجھ پر تکیہ کئے ہوئے تھے۔ اور فاطمہ زہراؑ کو اپنے سینے سے لگائے ہوئے تھے۔ اور حسنینؑ حضرت کے قدمہائے مبارک چوم رہے تھے۔ اور اپنی آنکھوں سے مل رہے تھے اور بصدائے بلند رو رہے تھے اور جبرئیلؑ بھی اس وقت موجود تھے۔ اور میں ان کے رونے کی آواز سن رہا تھا۔ اور گریہ وزاری حضرت فاطمہؑ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا زمین و آسمان گریہ و فغاں کر رہے ہیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا اے دختر گرامی

وصیّت حضرت رسولؐ بجانب فاطمہؑ ۔ خدا میری جانب سے تجھ پر خلیفہ ہے اور خدا تم پر اچھا اور نیک خلیفہ ہے۔ قسم اس خدا کی۔ جس نے مجھے بحق بھیجا ہے کہ جمیع آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے اور عرش اعلیٰ و ساکنان عالم بالا تیرے رونے سے روئے اور تیری نالہ وزاری سے گریہ و فغاں میں آئے اے فاطمہؑ بخدا سوگند بہشت جمیع خلائق پر حرام ہے جب تک میں نہ داخل ہو لوں اور میرے بعد تو اے دختر خوش خوش زیور و جامہائے بہشت پہنے داخل بہشت ہو گی۔ اے فاطمہؑ نعمتہائے بہشت تجھے گوارا ہوں اے فاطمہؑ بخدا سوگند تو سب زنان بہشت سے بہتر ہے۔ اے بیٹی بروز قیامت جہنم ایسا خروش کرے گا۔ کہ جمیع ملائکہ مقربین اور تمام پیغمبر اس کی دہشت سے بیہوش ہو جائیں گے۔ اس وقت حق تعالیٰ جہنم کو حکم کرے گا۔ کہ

اے جہنم تجھے میری عزت کی قسم ساکن ہو جا۔ اور تھم جا۔ کہ فاطمہؑ بنت محمدؐ تجھ پر سے جانب بہشت گذر جائے۔ اور تیرا غبار و دھواں اس کے دامن عزت تک نہ پہنچنے پائے۔ اے بیٹی بخدا سوگند اس طرح تو داخل بہشت ہو گی۔ کہ داہنی جانب حسنؑ اور بائیں جانب حسینؑ ہوں گے۔ یہاں تک کہ اعلائے غرفہ ہائے بہشت پر آ کر مقام محشر تک پہنچے گی۔ اور علم حمد علیؑ کے ہاتھ میں ہو گا۔ اور بخدا سوگند خدا اس روز تیرے دشمنوں سے دشمنی کرے گا۔ اور وہ لوگ جنہوں نے تیرا حق غصب کیا ہے اور تیری محبت اور مودت کو قطع کیا ہے اور تجھ پر تہمت دروغ[1] رکھی ہے وہ پشیمان ہوں گے۔ اور ملائکہ ان کو میرے پاس سے لیجا کر جہنم میں ڈال دیں گے۔ میں

---

[1] فابیٰ ابوبکر ان یدفع الیٰ فاطمۃ شیئاً فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک قال فھجرتہ فلم تکلمہ حتیٰ توفیت وعاشت بعد رسول اللہ ستۃ اشھر فلما توفیت دفنھا زوجھا علی ابن ابی طالب لیلاً ولم یوذن بھا ابابکر وصلی علیھا علی (صحیح مسلم جلد دوم ص۹۱) عروہ بن زبیر حضرت عائشہ کی زبانی حدیث بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جناب فاطمہؑ کے طلب میراث پر حضرت ابوبکر نے فدک دینے سے انکار کر دیا۔ فاطمہ ابوبکر پر غضبناک ہوئیں اور ابوبکر سے قطع تعلق کر لیا۔ یہاں تک وفات پائی اور بعد رسولؐ چھ ماہ زندہ رہیں۔ حضرت علیؑ نے نماز جنازہ پڑھائی اور شب میں دفن کیا اور شرکت جنازہ کی ابوبکر کو اجازت نہ دی۔ عن سلمہ بن عبد الرحمٰن قال لما جلس ابوبکر علی المنبر کان علی والزبیر وناس من بنی ھاشم فی بیت فجاء عمر الیھم فقال واللہ الذی نفسی بیدہ لتخرجن الی البیعۃ ولاحرقن البیت علیکم (شرح ابن ابی الحدید ص۳۲) ان عمر ضرب بطن فاطمۃ علیھا السلام یوم البیعۃ حتیٰ القت المحسن من بطنھا وکان یصیح احرقوھا بمن فیھا وما کان فی الدار علی وفاطمۃ والحسن والحسین (کتاب الملل والنحل مطبوعہ مصر ص۲) یعنی حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی بیعت کے دن فاطمہ زہرا کے شکم مطہر پر ضرب لگائی جس کی وجہ سے محسن نامی بچہ شکم سے ساقط ہو گیا اور حضرت عمر نے بلند آواز سے کہا۔ جلا دو اس گھر کو اور جو اس میں ہیں اور اس میں علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ ان واقعات کو تاجدار دو عالم کی نظر دور بین دیکھ رہی تھی کہ میرے بعد میری بیٹی سے یہ ہو گا۔ تو آپ اپنی پیاری بیٹی کو ان واقعات کی طرف اشارہ کر کے یہ فرما رہے تھے جو علاوہ موصوف خطبہ رسالت دے رہے ہیں اور ان لوگوں کے انجام سے بھی بیٹی کو خبر دے کر ان الفاظ میں آپ دل زہرا کو مسرور کر رہے تھے۔ عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ قال یرد علیّ القیمۃ رھط من اصحابی فیقال انک لاعلم لک ما احدثوا بعدک انھم ارتدوا علیٰ ادبارھم القھقریٰ قال صلعم فاقول سحقاً لمن غیر بعدی۔ (بخاری شریف باب الرقاق جلد دوم ص) ابوہریرہ نے کہا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا۔ قیامت کے روز ایک جماعت صحابہ میرے اوپر پیش ہو گی۔ اور مجھ کہا جائے۔ اے نبی کیا تو نہیں جانتا۔ انہوں نے تیرے بعد کیا کیا بدعتیں کیں۔ میں کہوں گا کہ دور کرو دور کرو۔ جنہوں نے میرے بعد دین میں تغیر و تبدل کیا۔ (کوثر بھیر بلوی عفی عنہ)

کہوں گا یہ میری امت سے ہیں۔ اور ملائکہ کہیں گے انہوں نے تیرے بعد دین بدل دیا۔ اور راہ جہنم اختیار کی۔ بعد اس کے حضرت نے ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ و فاطمہؑ یہ حنوط ہے جسے جبرئیلؑ بہشت سے میرے لئے لائے ہیں۔ اور تم کو سلام کہتے ہیں اور کہتے ہیں اس حنوط کو آپس میں تقسیم کریں۔ حضرت فاطمہؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ اس کا ثلث آپ کا ہے اور باقی کو علیؑ ابن ابی طالب تقسیم کریں۔ پس حضرت رونے لگے اور فاطمہؑ کو آغوش میں لیا۔ اور فرمایا۔ تو ہمیشہ سے توفیق و ہدایت و الہام یافتہ ہے۔ جو کچھ تو نے کہا۔ موافق رضائے الٰہی کہا۔ یا علیؑ باقی حنوط کے تم دو حصے کرو۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت کچھ باقی ہے۔ اس کا نصف حصہ فاطمہؑ کا ہے اور نصف جو باقی بچا۔ اس کو جیسا فرمایئے۔ حضرت نے ارشاد فرمایا نصف تمہارا ہے اور وہ تم نصف لے

بیان اخبار آئندہ زبانی رسولؐ

لو۔ اور جیسا مناسب جانو صرف کرو۔ پھر کہا۔ یا علیؑ میرے قرض کے تم ضامن ہونے کہ ادا کرو۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا حضرت میں ضامن ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوندا تو گواہ رہنا۔ پھر فرمایا۔ یا علیؑ تم مجھے غسل دو اور سوائے تمہارے اور کوئی مجھے غسل نہ دے کہ اندھا ہو جائے گا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ کیوں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ نے جناب رب جلیل سے اسی طرح کہا ہے کہ بعد تمہارے انتقال کے جس کی تمہارے بدن پر نظر پڑے گی اندھا ہو جائے گا۔ حضرت علیؑ نے کہا۔ یا حضرت میں اکیلا کیوں کر غسل دے سکوں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ و عزرائیلؑ و اسمٰعیلؑ کہ آسمان اوّل پر موکل ہیں۔ میرے غسل دینے پر تمہاری اعانت کریں گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ پانی کون دیگا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ فضل بن عباس۔ ولیکن اس کو چاہیئے کہ اپنی آنکھیں بند رکھے کہ میرے بدن پر نظر نہ پڑے۔ اس لئے کہ اس پر اور میری عورتوں اور سب مردوں اور عورتوں پر بجز تمہارے حرام ہے۔ کہ میرے بدن پر نظر کریں۔ اور یا علیؑ جب تم میرے بدن کو دھوتا۔ اور مجھ کو تختے پر رکھنا۔ اس وقت چاہ غرس سے چالیس ڈول پانی کے میرے بدن پر ڈالنا۔ پس فرمایا۔ کہ حسنؑ اور حسینؑ کو بلاؤ اور مجھ سے خبر گذشتہ اور شدہ شنو اور جو دل چاہے وہ پوچھو۔ کہ میں انشاء اللہ تعالیٰ جواب دوں گا۔ یا علیؑ جو کچھ میں نے کہا تم نے قبول کیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا حضرت میں نے قبول کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوندا تو گواہ رہنا۔ پس فرمایا۔ یا علیؑ تم کیا کروگے۔ اگر یہ گروہ میرے بعد تم بدامیر ہوں اور تم پر سبقت کریں۔ اور زبردستی تم کو بیعت کے لئے بلائے اور جب تم انکار کرو اور تم کو گریبان سے پکڑلیں اور تم کو اندوہ ناک بے یار و غمگسار لے جائیں اور بعد ازاں میری جگر گوشہ فاطمہؑ کو آزردہ و رنجیدہ کریں۔ جب جناب فاطمہؑ نے اس خبر جانسوز کو سنا۔ صدائے فریاد و فغاں بلند فرمائی۔ اور حضرت رسولؐ بھی گریہ فاطمہؑ دیکھ کر رونے لگے۔ پھر فرمایا۔ اے دختر گرامی نہ رو اور جس قدر یہاں تیرے یاد را اور

ہمنشین یعنی ملائکہ بیٹھے ہیں ان کو اپنے رونے سے اذیت نہ دے کہ اس وقت جبرئیلؑ و میکائیلؑ و صاحب اسرار خدا اسرافیلؑ تیرے رونے سے رو رہے ہیں۔ اے فرزند پسندیدہ و نور دیدہ نہ رو کہ تمام آسمان و زمین کو تم نے رولایا۔ اور دیدۂ مہر و ماہ اور مقربان درگاہ کو آہ حسرت سے تیرہ کر دیا پس جناب امیرؑ نے کہا یا حضرت اگر یاور نہ ملیں تو صبر کروں گا۔ لیکن ان سے بیعت نہ کروں گا۔ مگر یاور ملیں گے۔ تو ان سے قتال کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ خداوندا تو بھی گواہ رہنا۔ پھر حضرت رسولؐ نے کہا۔ یا علیؑ قرآن کی نسبت کیا کرو گے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ قرآن کو جمع کر کے ان لوگوں کے پاس لے جاؤں گا۔ اگر انہوں نے قبول کیا یا نہ کیا دونوں صورتوں میں خدا کو اور آپ کو گواہ کروں گا۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد فرمایا۔ یا علیؑ جب

وصایا حضرت رسولؐ درباب دفن۔ مجھے غسل دینا۔ تو اسی جگہ جہاں میری روح قبض ہو مجھے دفن کرنا۔ اور کفن تین جامہ کا دینا۔ کہ ان میں سے ایک جامہ یمنی ہو۔ اور بجز تمہارے کوئی دوسرا میری قبر میں نہ آئے اور جب غسل سے فارغ ہونا تو یہاں تک توقف کرنا کہ جبرئیلؑ تم کو اجازت دیں۔ پس ہمراہ فاطمہؑ و حسنینؑ مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور پچھتر مرتبہ تکبیر کہنا۔ بعد اس کے میرے مردان اہل بیت فوج فوج مجھ پر نماز پڑھیں بعد اس کے عورتیں بعد تمام لوگ مجھ پر نماز پڑھیں۔ اس وقت حضرت عائشہ نے کہا۔ یا رسول اللہ جس وقت آپ کو میرے حجرہ میں دفن کریں گے تو میں کہاں رہوں گی۔ حضرت نے فرمایا جس گھر میں تیرا دل چاہے وہاں رہنا۔ اور تیرا کچھ میرے حجرہ میں[1] حق نہیں ہے اور اپنے گھر میں جا کر رہ اور بطریق اہل کفر و جاہلیت گھر سے باہر نہ جانا۔ اور اپنے مولیٰ و اولیٰ بامر خود یعنی علی ابن ابی طالب سے از روئے ستم و شقاق و نفاق قتال نہ کرنا۔ اور مجھے معلوم ہے کہ کرے گی۔ جب یہ خبر ثانی کو پہونچی تو حفصہ سے کہا حضرت عائشہ کو کہدے۔ کہ درباۂ علیؑ ہمراہ رسولؐ معارضہ اور مخاصمہ نہ کرے۔ کہ وہ ہمیشہ سے فریفتہ محبت علیؑ ہیں اور خاطر جمع رکھ کہ یہ گھر تیرا ہے اور کوئی تجھے گھر سے باہر نہ کر سکے گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں اس رات کو پاس حضرت رسولؐ کے

---

[1] سرکار دو عالم کے ارشاد سے صاف ظاہر ہے کہ زوجہ شوہر کی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں ہوتی خواہ اولاد ہو یا نہ ہو۔ وہ تو صرف شوہر کی جائداد منقولہ۔ درخت۔ فصل۔ جانور۔ زیور۔ نقدی۔ برتن۔ پارچہ جات۔ مکان کی عمارت۔ اینٹ لکڑی وغیرہ میں وارث ہے۔ غیر منقولہ جائداد شوہر کی اولاد یا اولاد نہ ہونے کی صورت میں اُس کے شرعی وارثوں کا حق ہے۔ لہٰذا جناب عائشہ یا دیگر ازواج رسول پاکؐ کی جائداد غیر منقولہ کی وارث نہیں تھیں وہ اپنے مکان میں نہ کسی کو دفن ہونے کی اجازت دینے کی حقدار تھیں اور نہ روکنے کی۔

تھا۔ اور ایک باریک کپڑا حضرت کے منہ پر ڈال دیا تھا۔ اور حضرت متوجہ عالم قدس تھے اور اہل بیت رسولؐ مشغول گریہ و زاری تھے اور کلمہ اِنا للّٰہ و انا الیہ راجعون کہتے تھے ناگاہ حضرت نے فرمایا۔ چند منہ سفید ہوئے اور چند منہ سیاہ ہوئے۔ اور ایک جماعت سعادتمند ہوئی اور ایک گروہ بدبخت ہوا اور اصحاب عبا پانچ آدمی ہیں۔ اور میں ان کا سردار ہوں۔ اور یہ میرے اہل بیت میرے مقربان درگاہ الٰہ ہیں۔ وہ سعادتمند ہوگا۔ جو متابعت اور پیروی ان کی میرے دین اور میرے پدران بزرگ کے دین پر کرے۔ پروردگارا اپنے وعدوں کو تو میرے اہل بیت کے حق میں تا روز قیامت عمل میں لانا پھر فرمایا۔ تشنہ و روسیاہ جہنم میں گئے وہ جنہوں نے ثقل اکبر یعنی قرآن کو پھاڑ ڈالا۔ ثقل اصغر کو میرے اہل بیت ہیں ضائع کیا۔ اور اپنی جگہ سے ان کو دور کیا۔ اور ان کا حساب خدا پر ہے۔ ہر ایک اپنے کردار کا مختار ہے اور بعد ان کے کے تیسرا[1] اور چوتھا[2] ہوگا۔ منہ ان کا سیاہ ہو وہ بہت مال جمع کریں گے اور لوگوں کو جہنم کی طرف کھینچیں گے۔ اور ان کے زمانے میں کتاب خدا کا چرچا اُٹھ جائے گا۔ اور اہل بیت کا گھر مہجور و متروک ہو جائیگا۔ اور حکم بنادانی کریں گے۔ علیؑ و آل علیؑ کے دشمن جہنم میں ہیں اور دوستان علیؑ اور آل علیؑ بہشت میں ہیں یہ فرماکر حضرت ایک ساعت کو خاموش ہو گئے۔ اور روح مقدس نے آشیان بدن سے جانب کنگرۂ عرش قرب ملک منان و ریاض خلد جاودان پرواز کیا۔ اور ساتھ کھڑے ہو کر رفیق اعلیٰ کے انبیاء اور اولیاء اور شہداء سے ملحق ہوئے۔

بیان وصایائے حضرت رسولؐ ۔ ایضاً کلینیؒ نے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ اس وقت جانب رب جلیل سے اس وقت خبر وفات سرور کائنات لائے۔ جبکہ حضرت کو درد و الم نہ تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ منادی ندا کرے کہ مہاجرین و انصار جمع ہوں اور حکم دیا۔ کہ ہتھیار سج لیں۔ جب سب لوگ جمع ہوئے۔ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ اور ان سے اپنی خبر وفات بیان فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ خدا کو میں اُسے یاد دلاتا ہوں۔ جو بعد میرے میری اُمت پر سردار ہو کر البتہ مسلمانوں کی جماعت پر اور ان کے ضعیفوں پر رحم کرے اور ان کے عالم کی تعظیم کرے اور ان کو ضرر نہ پہونچائے۔ کہ ان کا باعث مذلت ہو۔ اور ان کو فقیر نہ کرے کہ باعث ان کے کفر کا ہو۔ اور اپنا دروازہ ان پر بند نہ کرے۔ کہ ان کے اقویا ضعیفوں پر مسلط ہوں اور ان کو سرحد ہائے کافران میں بہت حبس نہ کرے۔ کہ باعث قتل نسل

---

[1] تیسرے سے مراد یہاں معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ جنہوں نے علی علیہ السلام کو ایک دن چین نہ لینے دیا۔ اور امام حسنؑ کو زہر دلوایا۔ جنازے پر تیروں کی بارش کروائی۔ نزدیک قبر رسولؐ دفن نہ ہونے دیا۔ یزید کو ولی عہد مقرر کیا۔ اور دوسرے تیسرے سے مراد تیسرے صاحب بھی ہیں۔

[2] یزید بن معاویہ قاتل اہل بیت رسولؐ۔ (کوثر بھریلوی)

میری امت کا ہو۔ واضح ہو کہ تبلیغ رسالت میں نے کر دی اور میں خیر خواہی تمہاری بجا لایا ۔ تم سب گواہ رہو۔ حضرت صادقؑ نے فرمایا ۔ یہ آخری وعظ تھی ۔ جو حضرت نے منبر پر فرمائی ۔ کلینیؒ ۔ ابن بابویہؒ اور شیخ طوسیؒ ۔ شیخ مفیدؒ اور اکثر محدثین فریقین نے بسند ہائے معتبر حضرت امام زین العابدینؑ و امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ وغیرہم صلواۃ اللہ علیہم اجمعین سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا ۔ اور بیماری حضرت پر سنگین ہوئی ۔ جناب امیر علیہ السلام اور عباس کو بلایا ۔ اور گھر اصحاب مہاجرین و انصار سے بھرا ہوا تھا ۔ جب جناب امیرؑ تشریف لائے ۔ حضرت رسول مقبولؐ نے اپنا سر مبارک دامن جناب امیرؑ میں رکھا ۔ اور عباسؓ سامنے کھڑے ہو کر اپنی چادر کے کونے سے مگس رانی کرنے لگے ۔

حضرت رسولؐ نے چشم مبارک کھول کر فرمایا ۔ اے عباسؓ ۔ اے عم رسولؐ خدا میری وصیت کو میرے اہل بیت اور میری عورتوں کے حق میں قبول کرو ۔ میری میراث لو اور میرا دین ادا کرو ۔ میرے وعدوں کو عمل میں لاؤ اور مجھے بری کرو ۔ عباسؓ نے کہا ۔ یا رسول اللہ میں مرد پر عیالدار ہوں اور آپ ہوائے تند اور ابر بہار سے زیادہ تر بخشش اور سخاوت فرمانے والے ہیں ۔ میرا مال آپ کے وعدوں کی بخششوں کو وفا نہیں کر سکتا ۔ اس سے مجھے معاف رکھیئے اور اس شخص کو حکم کیجیئے ۔ جو طاقت میں اور ہمت میں مجھ سے زیادہ ہو ۔ حضرت نے تین بار اس کلام کا اعادہ فرمایا ۔ اور ہر مرتبہ عباس نے وہی جواب دیا ۔ اس وقت حضرت نے فرمایا ۔ میں اپنی میراث اسے دوں گا جو قبول کرے ۔ جو حق قبول کرنے کا ہے اور وہ اس کے لائق ہے اور جس طرح اے عباس تم نے جواب دیا ۔ وہ جواب نہ دے گا پس جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا ۔ اور ارشاد کیا ۔ یا علیؑ تم میری میراث لو کہ تم سے

بیان سپردگی میراث مخصوص ہے اور کسی کو اس میں نزاع نہیں میری وصیت قبول کرو اور میرے وعدوں پر عمل کرو ۔ اور میرے قرض کو ادا کرو ۔ یا علیؑ تم میرے خلیفہ میرے اہل بیت میں رہو ۔ اور میری تبلیغ رسالت بعد میرے لوگوں پر کرو ۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا ۔ جب میں نے نظر کی اور دیکھا کہ سر مبارک آنحضرتؐ شدت مرض سے میرے دامن میں کانپ رہا ہے میں بیتاب ہو گیا ۔ اور میری آنکھوں سے آنسو بہ کر حضرت کے روئے مبارک پر ٹپکے ۔ دل میرا تڑپنے لگا ۔ اور میں جواب حضرت کا نہ دے سکا ۔ حضرت نے دوسری دفعہ اعادہ فرمایا ۔ اور پھر رقت نے مجھ پر جوش کیا ۔ اور بہ نہایت دشواری بصدائے ضعیف میں نے کہا ۔ ہاں یا رسول اللہ میرے پدر و مادر آپ پر فدا ہوں میں نے قبول کیا ۔ حضرت نے فرمایا مجھے بٹھاؤ ۔ حضرت کو میں نے بٹھایا ۔ اور پشت مبارک کو اپنے سینے سے لگایا ۔ حضرت نے فرمایا ۔ یا علیؑ تم ہی میرے بھائی ہو ۔ دنیا و آخرت میں اور تم ہی میرے وصی اور خلیفہ ہو میرے اہل بیت اور میری امت میں پھر فرمایا ۔ بلالؓ جا اور میرا خود جس کا نام ذوالجبین اور میری زرہ جسے ذات الفضول کہتے ہیں اور میرا علم جسے عقاب کہتے ہیں ۔ اور میری شمشیر جسے ذوالفقار کہتے ہیں ۔ اور میرا عمامہ جسے سحاب کہتے ہیں اور دوسرا عمامہ

جسے ضحیہ کہتے ہیں۔ اور میری چادر۔ اور میرا ابرقہ اور میرا عصائے کوچک اور میری چھڑی جسے ممشوق کہتے ہیں لے آ۔ عباس نے کہا۔ میں نے وہ ابرقہ پہلے نہ دیکھا تھا۔ اور جب قریب لائے نزدیک تھا کہ اس کا نور نگاہ کو خیرہ کر دے۔ پس حضرت نے ارشاد کیا۔ یا علیؑ جبرئیلؑ یہ جامہ میرے لئے لائے اور کہا۔ یا محمدؐ اس کو عقلہائے زرہ میں داخل کرو۔ اور بجائے منطقہ کمر پر باندھو۔ پس دو جوڑی نعل عربی کی مانگی۔ کہ ایک ٹکی ہوئی۔ اور دوسری ٹکی نہ تھی اور اس پیراہن کو جو شب معراج پہنا تھا۔ اور وہ پیراہن جو بروز احد پہنے تھے۔ اور دوسری وہ ٹوپی جو عید کے دن پہنتے تھے اور تیسری وہ ٹوپی جو پہن کر اصحاب میں رونق افروز ہوتے تھے۔ پھر فرمایا۔ اے بلالؓ میرے دونوں اشتر جن میں ایک کا نام شیبا اور دوسرے کا نام دلدل ہے۔ لے آ۔ اور دو ناقہ میرے کہ ایک غضبا اور دوسرا صہبا ہے اور دو گھوڑے میرے ایک کا نام جناح اور دوسرا خیرم ہے لے آ۔ جناح وہ گھوڑا تھا جو مسجد کے دروازے پر حاضر رہتا تھا۔ اور حضرت جس کسی کو کہیں جانے کا حکم دیتے تھے وہ اس پر سوار ہو کر جاتا تھا۔ اور خیرم وہ گھوڑا تھا۔ جس پر بروز جنگ احد سوار تھے۔ اور جبرئیلؑ درمیان ہوا کہتے تھے۔ چل اے خیرم۔ اور دراز گوش اپنا طلب فرمایا جسے یعفور کہتے تھے۔ جب بلالؓ نے ان سب کو حاضر کیا۔ حضرت نے عباس کو بلایا۔ اور فرمایا۔ بجائے علیؑ بیٹھو کہ میں اپنی پیٹھ کا تکیہ کروں اور کہا۔ یا علیؑ اُٹھو اور ان سب پر میری زندگی میں قبضہ کرو کہ یہ جماعت مردم جو اس وقت حاضر ہیں سب گواہ ہو جائیں۔ اور کوئی بعد میرے تم سے نزاع نہ کرسکے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں اٹھا اور میرے پاؤں میں طاقت چلنے کی نہ تھی۔ پس نہایت مشقت سے وہ تبرکات لے کر اپنے گھر آیا۔ اور جب پھر خدمت حاضر میں آیا۔ اور حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور حضرت کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ انگشتری مبارک دست حق پرست سے نکال کر میرے ہاتھ میں پہنادی۔ اور اس وقت گھر تمام مسلمانوں اور بنی ہاشم سے بھرا ہوا تھا۔ حضرت نے باوجود اس ضعف کے سر ہلانا دشوار تھا۔ داہنے بائیں جانب سر اقدس کو حرکت دی اور باواز بلند فرمایا کہ سب نے سُنا۔ اے گروہ مسلماناں علیؑ میرا بھائی ہے اور وصی اور میرا خلیفہ میرے اہل بیت اور کرامت میں ہے۔ اور علیؑ میرا دین ادا کرے گا۔ اور میرے وعدوں کو وفا کرے گا۔ اے فرزندان ہاشم و فرزندان عبدالمطلب اور اے گروہ مسلمانان علیؑ سے دشمنی نہ کرنا۔ اور اس کے امر کی مخالفت نہ کرنا۔ کہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ اور علیؑ پر حسد نہ کرنا۔ اور اُس کو چھوڑ کر دوسری طرف نہ جانا۔ کہ کافر ہو جاؤ گے۔ پس فرمایا۔ اے عباس تم علیؑ کی جگہ سے اُٹھو۔ عباس نے عرض کی یا حضرت آپ پیرمرد کو اٹھاتے اور ایک لڑکے کو اس کی جگہ بٹھاتے ہیں۔ حضرت نے تین مرتبہ اس سخن کو ارشاد فرمایا۔ اور عباس نے وہ ہی جواب دیا۔ آخر عباس غضبناک اٹھ کھڑے ہوئے اور جناب امیرؑ ان کی جگہ پر بیٹھے۔ جب حضرت

رسولؐ نے عباس کو غضبناک پایا۔ فرمایا اے عباس۔ اے عم رسول خدا ایسا کام نہ کرو کہ میں دُنیا سے جاتے ہوئے تم پر خشمناک جاؤں اور میرا غضب تم کو جہنم میں لے جائے۔ جب عباس نے یہ سُنا پھر کر بیٹھ گئے۔ حضرت نے کہا۔ یا علیؑ مجھے لٹا دو۔ اور حضرت لیٹے۔ ارشاد فرمایا۔ اے بلالؓ میرے دونوں فرزند حسنؑ و حسینؑ کو لے آؤ۔ جب امام حسنؑ اور حسینؑ حاضر ہوئے۔ حضرت نے دونوں کو سینے سے لگایا۔ اور ان دو گل بوستان رسالت کو سونگھتے تھے اور پیار کرتے تھے۔ جناب امیرؑ نے بخیال مزید اندوہ آنحضرتؐ کے نزدیک جاکر چاہا۔ کہ حسنینؑ کو علیحدہ کریں۔ حضرت نے ارشاد کیا۔ یا علیؑ رہنے دو کہ میں ان کو سونگھوں اور یہ مجھے سونگھیں۔ اور یہ اپنا توشہ میری ملاقات سے اور میں اپنا توشہ ان کے دیکھنے سے حاصل کروں۔ کیوں کہ یہ دونوں بعد میرے بلا ہائے عظیم اور مصیبتہائے بزرگ میں پھنس جائیں گے۔ خدا ان پر لعنت کرے جو ان کو ڈرائے اور جو ان پر ظلم و ستم کریں۔ خداوندا میں نے ان دونوں کو تیرے اور شائستہ مومنان یعنی علی ابن ابی طالب کے سپرد

وصایائے حضرت درحق حسینؑ

کیا۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے لوگوں کو رخصت کیا۔ سب چلے گئے۔ عباس اور ان کے بیٹے فضل اور علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام اور اہل بیت رسولؐ مخصوص نزدیک رہ گئے۔ عباس نے کہا۔ یا رسول اللہ۔ اگر امر خلافت ہم بنی ہاشم میں قرار پائے گا۔ ہمیں بشارت دیجیے کہ ہم خوش ہوں اور اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم پر ستم کریں گے اور ہم سے خلافت کو غصب کرلیں گے۔ پس اپنے اصحاب سے سفارش کیجیے۔ حضرت نے فرمایا تم کو بعد میرے ضعیف کریں گے اور تم پر غالب ہوں گے۔ یہ سُن کر سب اہل بیت رونے لگے۔ اور اس مرض میں جناب امیرؑ شب و روز خدمت میں حاضر رہتے تھے اور بغیر کسی کام مفارقت نہ کرتے تھے۔ ابن بابویہ و شیخ مفیدؒ و شیخ طوسی و صفار و شیخ طبرسی اور ابن شہر آشوب وغیرہ ہم رضوان اللہ علیہم نے بسند ہائے متواترہ حضرت امیر المومنین اور امام محمد باقر اور امام جعفر صادقؑ و ام سلمہ وغیرہ سے روایت کی ہے۔ کہ آخر مرض حضرتؐ میں جناب امیرؑ کسی ضروری کام کو تشریف لے گئے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے یار و میرے دوست اور بھائی کو بلاؤ۔ یہ سُن کر حضرت عائشہ نے ابوبکر کو اور حضرت حفصہ نے عمر کو بلایا۔ جب دونوں آگئے اور حضرت کی نظر پڑی۔ اپنا سر مبارک کپڑے سے چھپا لیا۔ اور بروایت دیگر اپنا مُنہ دوسری طرف کرلیا۔ جب وہ دونوں اُٹھ کر باہر تشریف لے گئے۔ تو پھر حضرت نے مُنہ کھول کر فرمایا۔ میرے خلیل اور میرے حبیب اور میرے برادر کو بلاؤ۔ پھر عائشہ نے اپنے بابا کو اور حفصہ نے اپنے بابا کو بلایا جب وہ دونوں آئے حضرت نے اپنا مُنہ کپڑے میں کرلیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا۔ رسولؐ ہم نہیں بلاتے بلکہ علی کو بلا رہے ہیں۔ پس جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ کو بلایا۔ جب جناب امیرؑ آگئے۔ حضرت نے ان کو اپنے سینے سے لگالیا۔ اور اپنا دہن

مبارک جناب امیرؑ کے کان پر رکھ کر اپنا جامہ جناب امیرؑ کو اوڑھایا۔ ان کا پسینہ ان پر اور ان کا پسینہ ان پر گرتا تھا۔ اور عرصہ تک جناب امیرؑ سے راز بیان فرمائے۔ اکثر لوگ مکان کے پیچھے جمع تھے اور ابوبکر وعمر بھی دروازہ کے باہر کھڑے تھے۔ جب جناب امیرؑ باہر آئے۔ لوگوں نے پوچھا۔ یہ کون سا راز تھا۔ جو حضرت نے تم سے کہا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہزار باب علم حضرت نے مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر دروازے سے ہزار دروازے کھلتے ہیں اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ خضر علیہ السلام نے جناب امیرؑ کو دہلیز خانہ جناب رسولؐ میں دیکھا۔ پوچھا۔ آیا پیغمبرؐ نے تم سے کوئی راز کہا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں ہزار قسمیں مجھے علم کی تعلیم فرمائیں۔ کہ ہر قسم سے ہزار دوسری قسمیں نکلتی ہیں۔ خضرؑ نے کہا۔ آیا سب کو سمجھ کر یاد کر لیا۔ جناب خضرؑ نے پوچھا۔ چاندنی چھائیاں کیا چیز ہیں۔ جناب امیرؑ نے ارشاد کیا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ وجعلنا الليل والنهار آيتين فمحونا آية الليل وجعلنا آية النهار مبصرة۔ خضرؑ نے کہا۔ یا علیؑ تم نے خوب جواب یاد کیا ہے اور عائشہ کی روایت میں ہے کہ جب جناب امیرؑ حاضر ہوئے۔ حضرت نے ان کو اپنے لحاف میں لے کر اپنے آغوش مبارک میں لے لیا۔ اور جناب امیرؑ سے راز کہہ رہے تھے۔ یہاں تک کہ روح مقدس بدن اطہر سے مفارقت کر گئی۔ اور ہاتھ حضرت کا جناب امیرؑ کے جسم پر تھا۔ اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ مجھے بلایا۔ اور فرمایا۔ یا علیؑ تم میرے وصی اور میرے خلیفہ میری حیات اور وفات میں میرے اہل بیت اور اُمت میں ہو۔ تمہارا دوست میرا دوست اور میرا دوست خدا کا دوست اور تمہارا دشمن میرا دشمن اور میرا دشمن خدا کا دشمن۔ یا علیؑ جو تمہارا منکر امامت میرے بعد میں ہے وہ منکر رسالت میری حیات میں ہے۔ اس لئے یا علیؑ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ پس مجھے قریب بلایا۔ اور ہزار باب علم مجھ پر کھول دیئے کہ ہر باب سے ہزار باب مفتوح ہوئے اور دوسری روایت میں فرمایا۔ کہ ہزار باب حلال وحرام اور جو کچھ گذرا اور تا قیامت گذرے گا مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر مفتوح ہوئے یہاں تک کہ مرگ وبلاہائے مردم پر مطلع ہوا۔ اور حکمہائے حق جو درمیان مردم کرنے چاہئیں اس کو جان لیا۔ صفار نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ نے بحالت علالت نماز صبح مسجد میں ادا فرمائی۔ اس وقت پیراہن سیاہ پہنے تھے۔ پس خطبہ پڑھا۔ اور اس خطبہ میں لوگوں کو امر ونہی فرمائی اور وعظ کہے اور آخرت یاد دلائی۔ بعد اس کے تنبیہ مردم کے لئے ارشاد کیا۔ اے فاطمہؑ عمل کر اور اطاعت خدا بجالا کہ بغیر عمل مجھے تجھ سے فائدہ نہ پہنچے گا۔ جب لوگوں نے حضرت کا خطبہ سنا خوش ہو گئے۔ اور حضرت کی زیارت سے مسرور ہوئے اور زنان حضرت شاد ہو گئیں۔ کہ

حضرت نے شفا پائی۔ بالوں میں کنگھی کی اور آنکھوں میں سرمہ لگایا۔ مگر اسی دن حضرت نے رحلت فرمائی۔
راوی نے پوچھا۔ وہ کون سا وقت تھا۔ حضرت نے جناب امیرؑ کو ہزار باب علم تعلیم فرمائے۔ جناب صادق
نے فرمایا۔ کہ وہ روز وفات سے پہلے تھا۔ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر عبداللہ ابن عباس سے روایت کی۔ علی
ابن ابی طالب اور عباس۔ فضل بن عباس اس بیماری میں جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ پاس آئے اور کہا۔
یارسول اللہ مردان و زنان انصار مسجد میں جمع ہیں۔ اور سب آپ کے لئے رو رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔
کیوں روتے ہیں۔ عرض کیا۔ ڈرتے ہیں۔ کہ اس مرض میں آپ ان سے مفارقت فرمائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔
میرا ہاتھ پکڑو۔ پس باہر تشریف لائے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور سر پر عصابہ باندھے ہوئے تھے۔
مسجد میں آکر منبر پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنائے حق تعالیٰ ادا فرمائی اور کہا۔ امابعد ایھا الناس اپنے
پیغمبر کے مرنے سے کیوں ڈرتے ہو۔ میں نے مکرر اپنی خبر مرگ تم سے بیان کی۔ اگر مجھ سے پہلے کوئی پیغمبر دنیا
میں رہتا تو میں بھی البتہ ہمیشہ تم میں رہتا۔ ایھا الناس واضح ہو۔ میں اپنے پروردگار کے پاس رہنا چاہتا ہوں۔
اور تم میں دو گراں چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ اگر ان سے موافق رہوگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے۔ اور وہ کتاب خدا ہے۔
جو تمہارے پاس موجود ہے۔ ہر صبح و شام اس کی تلاوت کرتے رہو۔ تم کو چاہیئے کہ دنیا پر رغبت نہ کرو۔ اور
ایک دوسرے پر حسد نہ کرو اور آپس میں دشمنی نہ کرو۔ بلکہ باہم بھائیوں کی طرح رہنا جس طرح خدا نے فرمایا
ہے۔ اور بتحقیق میں اپنی اہل بیت کو تم میں چھوڑے جاتا ہوں اور تم کو ان کے بارے میں وصیت کرتا ہوں۔
اور میں تم کو انصار کے حق میں وصیت کرتا ہوں۔ اس لئے کہ تم ان کے حقوق جانتے ہو اور ان کی جانفشانی
اور کوشش خدا و رسولؐ خدا اور مومنوں کے ہمراہ تم کو معلوم ہے۔ اپنے گھروں میں تمہارے لئے زحمت اٹھائی۔
اور آدھا میوہ تم کو بخش دیا۔ اور تم کو اپنے اوپر مقدم کیا۔ ہر چند کہ خود محتاج تھے جو شخص کہ حاکم امر مسلمان ہو لازم ہے
کہ انصار نیکوکار کی رعایت اور بدکار سے درگذر کرے۔ اور آخری مجلس موعظہ تھی۔ کہ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔
یہاں تک کہ حق تعالیٰ سے ملاقات ہوئی۔ اور شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب
وقت وفات حضرت آیا۔ جبرئیلؑ حاضر ہوئے اور کہا۔ یارسول اللہ آپ چاہتے ہیں کہ دنیا میں پھر جائیں۔ فرمایا۔
نہیں بلکہ میں رفیق اعلیٰ یعنی انبیاء۔ اوصیاء۔ اولیاء اور دوستداران خدا سے ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ پس حضرت
نے موعظہ فرمایا۔ اور فرمایا۔ ایھا الناس کوئی پیغمبر میرے بعد نہ ہوگا۔ اور کوئی سنت بعد میری سنت کے
نہیں۔ جو کوئی بعد میرے دعوائے پیغمبری کرے یا کوئی بدعت دین میں نکالے اس کا دعویٰ جھوٹا اور اس
کی بدعت دوزخ میں ہے اور جو کوئی ایسا دعویٰ کرے اس کو قتل کر دینا۔ اور جو کوئی اس کی پیروی کرے۔
وہ جہنم میں ہے۔ ایھا الناس۔ قصاص اور حق کو زندہ کرو۔ پراگندہ نہ ہو جانا۔ اور مسلمان رہنا۔ اور بیٹھو ایمان

دین کی اطاعت کرنا۔ کہ عذاب دنیا اور آخرت سے محفوظ رہو۔ پس یہ آیت نازل ہوئی۔ کتب اللہ لاغلبن وانا ورسلی ان اللہ قوی عزیز ا۔ ایضاً بسند معتبر

بیان خطبۂ حضرت رسولؐ ۔ ابوسعید خدری نے روایت کی ہے جو آخری خطبہ حضرت رسولؐ نے ہمارے لئے پڑھا وہ خطبہ تھا جو آخری مرض میں پڑھا اور گھر سے جناب امیرؑ اور میمونہ پر جو آنحضرتؐ کے آزاد کرتے تھے تکیہ کئے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور منبر پر بیٹھ کر فرمایا۔ ایھا الناس بدرستیکہ میں تم میں دو بزرگ چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ یہ فرمایا۔ اور چپ ہو گئے۔ ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا۔ دو چیزیں جن کو آپ نے فرمایا کون ہیں۔ حضرت غضبناک ہوئے اور رنگ مبارک سُرخ ہو گیا۔ اور فرمایا میں نے چاہا تھا کہ اس کی تفسیر کروں لیکن ضعف بیماری سے میرا نفس تنگی کرنے لگا۔ پس فرمایا۔ ان دو چیزوں میں سے پہلے قرآن ہے۔ کہ ایک ریسمان آسمان سے زمین کی طرف لٹکی ہوئی ہے۔ ایک سرا اُس کا خدا کے ہاتھ میں اور دوسرا سرا اس کا تمہارے ہاتھ میں ہے۔ اور اُن دو چیزوں میں سے دوسری میرے اہل بیتؑ ہیں۔ پس فرمایا۔ بخدا اس کلام کو میں تم سے بیان کر رہا ہوں۔ اور جانتا ہوں چند لوگ ایسے ہیں جو ابھی تک پشتہائے اہل شرک میں ہیں۔ اور دُنیا میں نہیں آئے اور مجھے اُمید اُن سے تم اکثروں سے زیادہ ہے۔ پس فرمایا۔ کوئی بندہ میرے اہل بیت کو بخدا دوست نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ بروز قیامت اس کو ایک نور عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات کرے اور کوئی بندہ میرے اہل بیت کو دشمن نہیں رکھتا۔ مگر یہ کہ حق تعالیٰ بروز قیامت اپنی رحمت کو اس سے چھپالے گا۔ راوی نے کہا۔ میں نے اس حدیث کو حضرت امام محمد باقرؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ اور حضرت نے اس کی تصدیق فرمائی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ سلمان فارسیؓ نے کہا۔ میں حضرت رسولؐ کی خدمت میں اس مرض میں کہ جس میں حضرت نے انتقال فرمایا حاضر تھا۔ اور بیٹھ کر احوال شریف پوچھنے لگا۔ جب میں نے چاہا۔ اُٹھ کر باہر جاؤں۔ فرمایا۔ اے سلمان بیٹھے رہو اور گواہ رہو اس امر پر جو کہ بہترین امور ہے۔ میں بیٹھ گیا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ چند مرد اہل بیت حضرت سے اور چند مرد اصحاب حضرت سے گھر میں آئے اور جناب فاطمہؑ بھی گھر میں تشریف لائیں۔ جب حضرت کا ضعف ملاحظہ کیا رونے لگیں۔ اور اشک جناب سیدہ روئے مبارک آنحضرتؐ پر ٹپکے۔ جب حضرت نے جناب فاطمہؑ کو روتے دیکھا۔ فرمایا۔ اے دختر کس لئے روتی ہے۔ خدا تیری آنکھیں روشن رکھے۔ اور کبھی نہ رُلائے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار میں آپ کو اس حالت میں دیکھوں۔ پھر کیسے نہ روؤں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ خدا پر توکل کر اور صبر کر جس طرح اور پیغمبروں نے کیا۔ کہ وہ تیرے باپ تھے اور جس طرح پیغمبروں کی بیویوں نے کیا۔ کہ وہ تیری مائیں تھیں۔ آیا اے فاطمہؑ چاہتی ہے کہ میں تجھے

بشارت دوں۔ فاطمہؑ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ مگر نہیں تجھے معلوم کہ حق تعالےٰ نے جمیع خلائق سے تیرے باپ کو اختیار کیا۔ اور اس کو مرتبۂ پیغمبری تک پہونچایا۔ اور تمام خلق پر مبعوث کیا۔ بعد اس کے علیؑ کو اختیار کیا۔ اور مجھے حکم فرمایا۔ تجھے اس کے ساتھ تزویج کروں اور علیؑ کو میں نے بحکم پروردگار اپنا وزیر اور وصی کیا۔ اے فاطمہؑ حق علیؑ کا تمام مسلمانوں پر سب کے حق سے عظیم تر اور اسلام علیؑ کا سب سے قدیم تر ہے۔ اور علم اس کا سب سے بیشتر اور حلم اس کا سب سے افزوں تر اور میزان قدرت و منزلت میں قدر اس کی سب سے گراں تر۔ پس جناب فاطمہؑ خوش ہوگئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ میں تجھے خوش

فضائل جناب امیرؑ زبانی رسولؐ

کیا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ ہاں۔ اے پدر بزرگوار پھر حضرتؐ نے فرمایا اے فاطمہؑ اس سے اور زیادہ تیرے شوہر تیرے پسر عم یعنی علیؑ کی فضیلت بیان کروں۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ علیؑ سب سے پہلے اس اُمت سے خدا پر ایمان لایا۔ اور اس کے رسولؐ پر اور اس کے بعد سب سے پہلے خدیجہؓ تمہاری ماں ایمان لائیں۔ اور پہلے جس نے پیغمبری میں میری نصرت و مددگاری کی وہ علیؑ تھا۔ اے فاطمہؑ علیؑ میرا بھائی اور میرا برگزیدہ ہے اور میرے فرزندوں کا باپ ہے۔ حق تعالیٰ نے علیؑ کو چند ایسی خصلتیں عطا کی ہیں۔ کہ کسی کو اس سے پہلے اور اس کے بعد نہیں عطا کیں۔ اے فاطمہؑ صبر کر اور سمجھ جا سب سے پہلے تیرا باپ رب تعالیٰ سے ملحق ہوگا۔ فاطمہؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار پہلے تو آپ نے مجھے خوش کیا۔ اور آخر میں رنجیدہ اور غمگین فرمایا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ دنیا کے امور اسی طرح ہیں۔ شادی اور غم دنیا میں ملا ہوا ہے۔ صفائی دنیا کدورت سے مخلوط ہے اے فاطمہؑ چاہتی ہے۔ کہ تیری خوشی اور زیادہ کروں۔ جناب سیدہؑ نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا۔ اور ان کو دو حصہ کیا۔ مجھے اور علیؑ کو عمدہ اور اچھے حصہ میں قرار دیا۔ کہ وہ اصحاب الیاسین ہیں۔ پھر ان دونوں حصوں کے قبیلے کئے۔ مجھے اور علیؑ کو بہترین قبائل میں قرار دیا۔ چنانچہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وجعلناکم شعوبا و قبائل لتعارفوا ان اکرمکم عند اللہ اتقکم پس ان قبیلوں سے گھر آباد کئے مجھے اور علیؑ کو ان سب گھر والوں سے بہتر قرار دیا۔ چنانچہ فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ حق تعالیٰ نے مجھے میرے اہل بیت سے اختیار کیا۔ اور علیؑ، حسنؑ، حسینؑ اور تجھے ان میں سے اختیار کیا۔ میں بہترین فرزندان آدم سے ہوں۔ اور علیؑ بہترین عرب ہے اور تو بہترین زنان عالمیان ہے۔ اور حسنؑ و حسینؑ بہترین جوانان اہل بہشت سے ہیں۔ اور تیری ذرّیت سے مہدی ہے کہ حق تعالیٰ اس کی برکت سے زمین کو بعدالت بھر دیگا۔ بعد ازانکہ جور و ستم سے بھر گئی ہو۔ اور فرات بن ابراہیم نے

بیان فضائل اہل بیت زبانی رسولؐ ۔ بسند معتبر جابرؓ انصاری سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے اپنے آخر مرض میں جناب فاطمہؑ سے کہا۔ اے فاطمہؑ میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں ۔ اپنے شوہر کو بلا۔ جناب سیدہ نے امام حسنؑ سے کہا۔ جاؤ اپنے باپ سے کہو۔ آپ کو نانا بلاتے ہیں۔ جب جناب امیرؑ تشریف لائے سُنا کہ جناب فاطمہؑ کہہ رہی ہیں۔ اے پدر بزرگوار آپ کے شدت الم اور آزار سے کس درجہ مجھ پر اندوہ والم ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ آج کے بعد پھر شدت تیرے باپ پر نہیں۔ اے فاطمہؑ واضح ہو کہ پیغمبر کے مرنے میں گریبان چاک نہ کرنا چاہیئے اور بال نوچنے نہ چاہئیں۔ اور واویلا[1] نہ کہنا چاہیئے اور وہ کہنا چاہیئے جو تیرے باپ نے ابراہیم کے مرنے پر کیا۔ کہ آنکھیں روتی ہیں اور دل دردمند ہے اور میں وہ نہیں کہتا۔ کہ موجب غضب پروردگار اے ابراہیم میں تجھ پر اندوہ ناک ہوں۔ اور اگر ابراہیم زندہ رہتا تو لازم تھا کہ پیغمبر ہوتا۔ پس فرمایا۔ اے علیؑ میرے قریب آؤ۔ جب جناب امیرؑ قریب گئے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اپنا کان میرے مُنہ کے قریب رکھو۔ اور جب عائشہ و حفصہ نے چاہا۔ کہ کلام حضرتؐ کا سنیں۔ حضرتؐ نے کہا۔ خداوندا ان کے کانوں ..... کر دے کہ نہ سُنیں۔ پس فرمایا۔ اے میرے برادر تم نے سُنا۔ جو کچھ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔ ان الذین امنو وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ بدرستیکہ وہ لوگ جو ایمان لاتے ہیں اور اعمال شائستہ کرتے ہیں اور وہ بہترین خلق ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا حضرتؐ میں نے سُنا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ شیعہ اور تیرے یاور ہیں۔ اور وعدہ گاہ ان کی اور میری بروز قیامت نزدیک حوض کوثر ہے۔ اس وقت جب تمام امت دو زانوں ہوں اور ان کے اعمال حق پر عرض کئے جائیں۔ اس وقت خدا تمہیں اور تمہارے شیعوں کو بلائے ۔ اور تم اور تمہارے

---

[1] پیغمبر اسلام اپنی بیٹی کو یہ کلمات برائے تسلّی انداز بشریت میں ارشاد فرما رہے تھے جیسا کہ انسان سفر پر جاتے ہوئے اپنے بچوں کو کہتا ہے دیکھو میرے بعد گھبرانا نہیں فکر نہ کرنا نہ رونا بیٹنا آرام سے رہنا۔ لیکن باپ کے سفر پر چلے جانے کے بعد اگر وہ گھبرائیں یا روئیں تو یہ فعل نہ گناہ ہے اور نہ جُرم۔ نہ آج تک کسی نے ان کو مجرم کہا۔ اسی طرح جناب فاطمہؑ کا نوحہ کرنا اور رونا پیٹنا نیز آج ہمارا بھی نوحہ کرنا اور رونا پیٹنا فرمان رسولؐ کے خلاف نہیں بلکہ عین مطابق ہے یہ فرمان تو آپؐ نے سفر کرتے ہوئے فرمایا۔ ورنہ اگر رونا پیٹنا گناہ ہوتا تو آپ کی زندگی میں جب جناب زہرؑ نے یہ فعل کیا آپ سختی سے منع کرتے فاطمہ زہراؑ چوں این آواز شنید دست بر سر زناں از خانہ بیرون دوید و دیگر لیست وہم زنان ہاشمیہ نالید ند (مدارج النبوۃ جلد دوم ص۱۴۲) جنگ احد میں جناب سیدہ اپنے باپ کی وفات سُن کر ہاشمیہ عورتوں کے ہمراہ نالہ کرتی اور پیٹتی ہوئی آئیں۔ نیز نوحہ کرنے اور ماتم کرنے کا حکم عورات انصار و ہاشمیاں کو لاش حضرت حمزہ پر خود رسول پاکؐ نے دیا۔ (کوثر بریلوی)

شیعہ اس حالت میں جبکہ سیر و سیراب ہو اور اس صورت سے کہ منہ اور ہاتھ اور پاؤں نور سے چمکتے ہوں حاضر ہوں۔ یا علیؑ تم نے سُنا ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ ان الذین کفر و امن اھل الکتاب والمشرکین فی نار جہنم خالدین فیھا اولئک ھم شر البریۃ۔ کہا ہاں یا رسول اللہ میں نے سُنا ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ لوگ یہود اور بنی امیہ اور ان کے اتباع اور تیرے اور تیرے شیعوں کے دشمن ہیں بروز قیامت بھوکے پیاسے روسیاہ۔ شقاوت اور تعصب اور عذاب شدید میں گرفتار اور مبعوث ہوں گے اور یہی حدیث کتاب سلیم بن قیسؒ میں جناب امیرؑ سے منقول ہے اور تفسیر محمد بن عیاش بن ماہیار میں امام محمد باقرؑ سے منقول ہے اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے وقت وفات جناب سیدہؑ سے کہا۔ اے فاطمہؑ جب میں انتقال کر جاؤں اس وقت تو اپنے بال میری مفارقت میں نہ نوچنا اور اپنے گیسو پریشان نہ کرنا۔ اور واویلا^ک نہ کرنا۔ اور کتاب بشارت

سلہ یہ الفاظ سرکار رسالتؐ کے فاطمہ زہراؑ کو اس کی بشارت تھے۔ بیٹی عنقریب تو میری جدائی میں ہر وقت بے چین ہوگی روئے پیٹے گی۔ نہ بیٹی ایسا نہ کرنا۔ تو جلد عنقریب سب سے پہلے میرے پاس آجائے گی۔ تو ان الفاظ میں رونے پیٹنے کی ممانعت نہیں بلکہ سکون دل زہراؑ کے لئے یہ الفاظ دہن رسالتؐ سے نکلے تھے اور جناب سرور کائناتؐ جانتے بھی تھے کہ میری ازواج یہ افعال تمام کریں گی۔ مگر آپ نے یہ نہ فرمایا۔ کہ ہماری شہادت میں یہ افعال کرنے والا جہنمی ہوگا۔ یہ تو تقاضۂ بشریت رونا پیٹنا۔ تسلی دینا انسان کا فطری کام ہے۔ کسی نے یہ کبھی نہیں کہا سفر کرتے وقت یا آتے وقت اپنی اولاد کو کہ خوب رونا پیٹنا کپڑے پھاڑنا۔ نہیں تسلی دینا فطرت انسانی اور رونا پیٹنا تقاضۂ بشریت ہے۔ اسی لئے حضرت عائشہ نے وفات رسولؐ پر یہ کام کیا۔ عن عبد اللہ ابن زبیر قال سمعت عائشہ تقول مات رسول اللہ بین سحری و نحری و فی دولتی لم اظلم فیہ احدا فمن سفھی و حداثۃ سنی ان رسول اللہ قبض وھو فی حجری ثم وضعت راسہ علی وسادۃ وقمت التدم و مع النساء واضرب وجہی و صدری۔ (سیرۃ ابن ہشام جلد چار صـ۳۵) عبد اللہ ابن زبیر سے روایت ہے کہ میں نے سُنا بی بی عائشہ ام المومنین فرماتی تھیں کہ رسول خدا میرے سینہ پر اور میری باری میں فوت ہوئے۔ میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا۔ میری سفاہت اور کم سنی ہے۔ تحقیق رسول خدا فوت ہوئے میری گود میں پھر میں حضرت کا سر تکیئے پر رکھ دیا۔ اور خود اٹھ کر دو عورتوں کے ساتھ رونے اور پیٹنے لگی۔ اور میں اپنا منہ اور سینہ پیٹتی تھی۔ لہٰذا اگر یہ فعل جہنمیوں کا فعل ہوتا تو حضرت عائشہ ام المومنین وفات رسولؐ پر نہ کرتیں۔ آج کل کے ملاؤں نے مفت میں مفتی بن کر غم اہل بیت میں رونے پیٹنے والوں کو بدعتی اور جہنمی قرار دیدیا۔ حالانکہ وہ کم عقل خود یہ بھی جانتے ہیں (باقی صـ۱۳۸ پر)

المصطفٰی میں روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ بیمار ہوئے۔ جس بیماری میں کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب فاطمہؑ امام حسنؑ اور امام حسینؑ کو لے کر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ جب حضرت کو اس حال میں مشاہدہ فرمایا۔ بیتاب ہو کر حضرتؐ کے مُنہ پر گر پڑیں۔ اور اپنا سینہ حضرت کے منہ پر رکھ کر بہت روئیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ نہ رو اور صبر اختیار کر۔ یہ سُن کر حضرت سیّدہؑ اٹھیں اور چشمہائے مبارک حضرت سے آنسو جاری تھے۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ خداوندا یہ میرے اہل بیت ہیں اور میں ان کو تیرے اور ہر مومن کے سپرد کرتا ہوں۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ جب رحلت حضرتؐ بجانب ریاض جنت نزدیک ہوئی۔ جناب امیرؑ سے ارشاد کیا۔ یا علیؑ میرا سر اپنے دامن میں لے لو۔ کہ حکم خدا آ پہنچا ہے اور جب روح میرے جسم سے مفارقت کر جائے۔ اپنے ہاتھ سے مجھے اپنے مُنہ کی طرف کر دینا۔ اور متوجہ تجہیز ہونا۔ اور پہلے تم مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور مجھ سے جدا نہ ہونا۔ جب تک قبر میں نہ اُتار لینا۔ اور ان سب امور میں خدا سے نصرت چاہنا۔ جب جناب امیرؑ نے سر مبارک اپنے دامن میں رکھا۔ حضرت بیہوش ہو گئے۔ پس جناب فاطمہؑ حضرت کے جمال پر نظر فرماتیں اور روتی تھیں اور بیان کرتی تھیں اور شعر پڑھتی تھیں کہ مضمون اس کا یہ ہے۔ وہ سفید رو کہ جس کی برکت سے طلب باراں کرتے ہیں۔ فریادرس یتیماں و پناہ زناں ہے۔ حضرتؐ نے آواز جناب سیّدہؑ سُنی آنکھیں کھول دیں اور بآواز ضعف فرمایا۔ اے دختر یہ کلام تیرے چچا ابوطالبؑ کا ہے اس کو نہ کہہ ولیکن یہ کہہ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ اور جب جناب فاطمہؑ بہت روئیں۔ حضرت رسولؐ نے قریب اپنے بلایا۔ اور کان میں کوئی راز کہا۔ جسے سُن کر جناب سیّدہؑ شاد ہو گئیں اور جب روح مقدس حضرتؐ سے مفارقت کی۔ جناب امیرؑ کا ہاتھ بلند کیا۔ اور اپنے مُنہ کی طرف اُٹھایا۔ اور آنکھیں حضرتؐ کی ڈھانپ دیں۔ اور چادر حضرت کے قامت مبارک پر اوڑھا دی۔ پھر جناب سیّدہؑ سے پوچھا۔ وہ راز کیا تھا جسے حضرت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ: ۔ کہ یہ فعل حضرت رسول مقبولؐ نے لاش حمزہ پر کیا۔ اور حضرت عائشہ نے وفات رسول پر اور ان کے فتوے کی زد میں رسول مقبولؐ اور حضرت عائشہ بھی آجاتی ہیں لیکن ان کی پرواہ نہیں۔ مخالفت شیعہ کرنی ہے۔ خواہ کافر ہو کر جہنم کے ساتویں طبقے میں چلے جائیں۔ فقہ کی کتاب نور الانوار (اہل سنت) ملا جیون الحرام داخل فی الفرض باعتبار الترك۔ حرام فرض میں داخل ہے بلحاظ ترک کے۔ اور فرض ہے جو دلیل بلاشبہ قطعی سے ثابت ہو اور ہم شیعہ کا دعویٰ ہے کہ مخالفین ماتم و نوحہ کے پاس اس کی حرمت کے لئے کوئی دلیل قطعی الثبوت والدلالۃ قطعی بسند نہیں اور خیالات سے حرام ثابت کرنا سفاہت کی دلیل دین سے لاعلمی کی نشانی دشمنی اسلام کی علامت ہے۔ (کوثر بریلوی عفی عنہ)

رسولؐ نے تمہارے کان میں کہا۔ اس وقت تمہارا غم و اندوہ بہ شادی مبدل ہو گیا۔ اور قلق و اضطراب کم ہو گیا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی کہ پہلے میرے اہل بیت سے جو مجھ سے ملاقات کریگا۔ وہ تو ہے اور میری مدت حیات بعد حضرت سرور کائنات بہت نہ ہو گی۔ اس وجہ سے شدت اندوہ و غم میرا جاتا رہا۔ اس لئے کہ مجھے معلوم ہو گیا کہ مدت مفارقت آنحضرتؐ بہت نہ ہو گی۔

فصل پانچویں

دربیان حضرت رسولؐ کی رحلتؐ

بیان کیفیت وقوع مصیبت کبریٰ و حادثۂ عظمیٰ یعنی وفات سید انبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بیان غسل وکفن ودفن اور نماز آنحضرتؐ اور جو کچھ واقعات اس وقت یا اس وقت کے بعد پیدا ہوئے۔ جاننا چاہیئے کہ اکثر علمائے خاصہ و عامہ یعنی علمائے شیعہ و سُنی کا اعتقاد یہ ہے کہ ارتحال سید انبیا بعالم بقا دوشنبہ کو ہوا۔ اور اکثر علمائے شیعہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اس دن اٹھائیسویں ماہ صفر کی تھی اور اکثر علمائے اہل سنت بارھویں ربیع الاوّل کہتے ہیں۔ اور محمد بن یعقوب کلینیؒ اس قول کے قائل ہیں۔ اور پہلا قول یعنی اٹھائیسویں صفر کی صحیح اور بہت مشہور ہے۔ اور بعض علمائے اہل سنت دوسری اور بعض پہلی۔ اور بعض اٹھارویں اور بعض دسویں اور بعض بارہویں اور بعض آٹھ ربیع الاوّل کہتے ہیں اور اس میں اختلاف نہیں کہ سن حضرت کا تریسٹھ ۶۳ سال کا تھا۔ اور دسواں سال ہجرت سے تھا۔ اور کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے دسویں سال ہجرت میں انتقال فرمایا۔ اور عمر شریف حضرت سے تریسٹھ سال گذرے تھے۔ چالیس ۴۰ سال مکہ میں رہے کہ وحی نازل ہوئی اور بعد اس کے تیرہ ۱۳ سال اور مکہ میں رہا کئے اور جب مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ اس وقت ترپن ۵۳ سال عمر شریف سے گذرے تھے۔ اور دس ۱۰ سال بعد ہجرت کے مدینہ میں رہے اور وفات حضرت کی دوسری ربیع الاوّل بروز شنبہ واقع ہوئی۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ اس قول کا علمائے شیعہ سے کوئی قائل نہیں شاید نہ قول محمول تقیہ پر ہو۔ ایضاً کشف الغمہ میں لکھا ہے کہ عمر شریف حضرت کی تریسٹھ ۶۳ سال کی ہوئی اور اپنے پدر بزرگوار کے ہمراہ دو سال چار ماہ رہے اور جب عبدالمطلب نے وفات پائی۔ اس وقت آٹھ سال حضرت کی عمر کے گذرے تھے اور بعد ان کے چچا ابو طالب حضرت کی حمایت اور کفالت کرتے رہے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ وقت وفات پدر بزرگوار حضرتؐ سات ۷ ماہ کے تھے اور جب چھ ۶ سال کے ہوئے والدہ ماجدہ نے انتقال کیا۔ اور جب ابو طالبؑ

حضرتؐ کے چچا نے جانب ریاضِ جنت رحلت فرمائی۔ اس وقت عمر حضرتؐ سے چھیالیس سال اور آٹھ مہینے چوبیس روز گذرے تھے۔ اور اس کے تیسرے روز حضرت خدیجہؓ نے انتقال فرمایا۔ پس اس وجہ سے اس سال کا نام عام الحزن رکھا۔ اور حضرت بعد بعثت کے تیرہ سال مکہ میں رہے پھر تین یا چھ روز غار میں پوشیدہ رہے اور بعد ازاں بجانب مدینہ ہجرت فرمائی۔ اور گیارھویں ربیع الاوّل دوشنبہ کے دن مدینہ میں داخل ہوئے۔ اور دس سال مدینہ میں رہے۔ پس دسویں سال ہجرت سے بتاریخ اٹھائیسویں ۲۸ ماہ صفر رحلت فرمائی۔

بیان تعیین تاریخ وفات حضرت رسولؐ۔ خطیب راوندی نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز ابوسفیان خدمت آنحضرتؐ میں آیا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اگر تجھے منظور ہو تو میں قبل تیرے بیان کے تیرے سوال کا جواب دے دوں۔ ابوسفیان نے کہا۔ اچھا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ تو مجھ سے سوال کرنے آیا ہے کہ میری عمر کس قدر ہوگی۔ اس نے کہا۔ ہاں میں یہی پوچھنے آیا تھا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ میں ترسٹھ ۶۳ سال زندہ رہوں گا۔ ابوسفیان نے کہا۔ آپ نے سچ کہا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ زبان سے کہتا ہے نہ دل سے۔ اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے فرمایا۔ دوشنبہ کو سفر نہ کرو۔ اور روزہ نہ رکھو کہ اس روز حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی اور اس مضمون کی بہت سی حدیثیں ائمہ اطہار سے منقول ہیں اور شیخ طوسیؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ جب کوئی مصیبت در پیش آئے مصیبت رسول خداؐ کی یاد کرو۔ کہ ایسی مصیبت ہرگز کسی پر نہیں ہوئی۔ اور نہ ہوگی۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ جس کو کوئی مصیبت در پیش آئے وہ میری مصیبت کو یاد کرے کہ میری مصیبت سب مصیبتوں سے عظیم ہے۔ اور ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ چالیس درم کافور بہشت سے واسطے حنوط حضرت رسولؐ کے لائے۔ پھر اس کے برابر تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے لئے رکھا۔ اور ایک حصہ علیؑ کو دیا۔ اور ایک حصہ فاطمہؑ کو دیا۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ فرمایا میں اس وقت علالت حضرتؐ کی خدمت میں گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ حضرت کا سر مبارک ایک شخص کے دامن میں ہے کہ اس سے زیادہ میں نے خوبصورت کسی کو نہ دیکھا تھا۔ اور حضرت آرام فرما رہے تھے۔ جب میں گیا۔ اس شخص نے کہا آؤ اور اپنے پسر عم کا سر اپنی گود میں لو۔ کہ تم مجھ سے زیادہ سزاوار اور مستحق اس کے ہو۔ جب میں قریب گیا وہ شخص اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور سر حضرتؐ کو میری گود میں دیدیا۔ ایک ساعت میں بیٹھا۔ کہ حضرت بیدار ہوئے اور فرمایا وہ شخص کہاں گیا۔ جس کی گود میں میرا سر تھا۔ جناب امیرؑ نے جو کچھ گذرا تھا۔ بیان کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تم نے اس شخص کو پہچانا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ میں نے نہیں پہچانا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ وہ جبرئیل امینؑ تھے۔ کہ

جب مجھ پر مرض کی شدت ہوئی۔ انہوں نے باتیں کیں اور میں نے ان سے باتیں کیں کہ میری آنکھ لگ گئی۔

بیان غسل وکفن حضرت رسولؐ ۔ ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن مسعود نے کہا میں نے حضرت رسول خداؐ سے پوچھا۔ کہ آپ کو آپ کے انتقال کے بعد کون شخص غسل دے گا۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ ہر پیغمبر کو اس کا وصی غسل دیتا ہے۔ میں نے پوچھا۔ یا حضرت آپ کا وصیؑ[1] کون ہے حضرتؐ نے

---

[1] عن علی بن حسین علیہما السلام عن ابن عمر قال مر سلمان الفارسی وھو یرید ان یعود رجلاً ونحن جلوس فی حلقة وفینا رجلٌ قال یقول لو شئت لانباتکم بافضل ھٰذہ الامة بعد نبینا وافضل من ھٰذین الرجلین ابی بکر وعمر فسئل سلمان فقال ماوللہ لو شئت لانبا تکم بافضل ھٰذہ الامت بعد نبینا وافضل من ھٰذین الرجلین ابوبکر وعمر ثم مضٰی سلمان فقیل لہٗ یاعبد اللہ ماقلت لہ قال سلمان دخلت علی رسول اللہ وھو فی غمرات الموت فقلت یارسول اللہ ھل اوصیت قال یاسلمان اتدری من الاوصیاءُ قلتُ اللہ ورسولہٗ اعلم قال اٰدم وکان وصیہٗ شیثؑ وکان افضل من ترک بعدہٗ ومن ولدہٖ وکان وصی نوحؑ سامؑ وکان افضل من ترکہٗ بعدہٖ وکان وصی موسٰی یوشع وکان افضل من ترکہٖ وکان وصی سلیمانؑ اٰصف بن برخیا وکان افضل من ترکہٗ وکان وصی عیسیٰؑ شمعون بن فرخیا وکان افضل من ترک بعدہٖ وانی اوصیتُ الی علیؑ وھو افضل من اترکہٖ بعدی (مودۃ القربیٰ ص۳۳۔ فردوس الاخبار دیلمی ص۱۰۲) امام علی ابن حسین زین العابدین علیہما السلام نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی کسی شخص کی عیادت کے ارادے سے جا رہے تھے کہ ان کا گذر ہم پر سے ہوا۔ اور ہم آدمیوں کے حلقہ میں بیٹھے تھے۔ ایک شخص ہم میں سے کہہ رہا تھا۔ اگر میں چاہوں۔ تو تم کو ایک ایسے شخص کے حال سے خبر دوں جو ہمارے نبی کے بعد ساری امت سے افضل اور ان دونوں ابوبکر وعمر سے افضل ہے۔ پھر اس نے سلمان سے درخواست کی۔ تب سلمان نے کہا۔ اے لوگو! خدا کی قسم اگر میں چاہوں تو تم کو ایسے شخص سے خبر دوں جو بعد رسولؐ ساری امت اور ابوبکر وعمر سے افضل ہے یہ کہہ کر سلمان روانہ ہوئے لوگوں نے کہا۔ اے عبداللہ تم نے بیان نہ کیا۔ سلمان نے فرمایا۔ میں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جبکہ آپ نزع کی حالت میں تھے۔ میں نے عرض کی۔ آیا آپ نے اپنا وصی مقرر کیا ہے۔ فرمایا۔ اے سلمانؓ تم اوصیا کو جانتے ہو۔ میں نے عرض کی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا آدمؑ کے وصی شیثؑ تھے۔ اور وہ اولاد آدمؑ سے جو ان کے بعد باقی رہی بہتر ہے اور نوحؑ کے وصی سامؑ تھے جو ان سب سے افضل تھے جن کو نوحؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشع تھے اور وہ ان سب سے افضل تھے جو حضرت موسیٰؑ کے بعد باقی رہے اور سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا تھے اور جن کو سلیمانؑ نے اپنے بعد چھوڑا سب سے افضل تھے۔ اور حضرت عیسیٰؑ کے

فرمایا۔ میرا وصی علیؑ ہے۔ میں نے پوچھا۔ علیؑ آپ کے بعد کتنے سال زندہ رہیں گے۔ حضرت نے فرمایا تیس سال۔ جس طرح یوشع بن نون وصی موسیٰؑ بعد موسیٰؑ کے تیس[۳۰] سال زندہ رہے اور صفیراؑ دختر شعیبؑ کہ زوجہ موسیٰؑ تھی۔ یوشع پر خروج کیا۔ اور کہا میں تم سے زیادہ مستحق خلافت موسیٰؑ ہوں۔ یوشع نے اس سے مقابلہ کیا۔ اور قید کر لیا۔ بعد قید کرنے کے اس کی عزت کی۔ اسی طرح میری زوجہ عائشہ دختر ابوبکر ہمراہ چند ہزار نامرد جو میری امت سے ہوں گے علیؑ پر خروج کرے گی۔ اور علیؑ اکثر مردان لشکر عائشہ کو قتل اور عائشہ کو اسیر کرے گا اور پھر اس پر احسان کرے گا۔ کلینیؒ و صفارؒ و شیخ طوسیؒ و ابن بابویہؒ و قطب راوندیؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ:۔ وصی شمون بن فرخیا تھے جو سب سے افضل تھے۔ جن کو عیسیٰؑ نے اپنے بعد چھوڑا۔ اور میں نے علیؑ بن ابی طالب کو اپنا وصی کیا۔ اور وہ میرے بعد سب لوگوں سے جن کو میں پیچھے چھوڑ رہا ہوں افضل ہیں۔ ہر نبی اپنا وصی یعنی خلیفہ خود مقرر کرتا ہے کسی امت نے اجماع نہیں کیا۔ تو جب دیگر امتوں نے اجماع سے وصی مقرر نہیں کئے تو امت محمدیہ کیوں کرے اور جب دیگر انبیاء نے خود مقرر کئے تو ہمارا نبی بغیر مقرر کئے چلا جائے۔ اوصیا انبیاء کے تقرر ملاحظہ ہوں۔ آدمؑ نے مرض الموت میں شیثؑ کو اپنا وصی و خلیفہ مقرر کیا۔ روضۃ الصفا صـ۱۲ اور حضرت شیثؑ نے اپنے بیٹے انوش کو مرض الموت میں اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ تاریخ کامل جلد اول صـ۱۹ حضرت انوش نے اپنے بیٹے قینان کو مقرر کیا مرض الموت میں تاریخ کامل جلد اول صـ۲۰ حضرت قینان نے اپنے بیٹے مہلائیل کو مقرر کیا۔ تاریخ کامل جلد اول صـ۲۰ اور حضرت مہلائیل نے اپنے بیٹے برد کو تاریخ کامل صـ۲۰ اور حضرت برد نے اپنے بیٹے ادریس کو تاریخ کامل جلد اول صـ۲۱ حضرت ادریس نے اپنے بیٹے متوشلخ کو اور انہوں نے اپنے بیٹے نوحؑ کو اور حضرت نوحؑ نے اپنے بیٹے سام کو۔ تاریخ کامل جلد اول صـ۲۲ یہ سلسلہ ایسے ہی حضرت ابراہیمؑ تک آیا۔ ابراہیمؑ نے اسحاقؑ شام میں اور اسمٰعیلؑ عرب میں اپنے خلیفے مقرر کئے۔ روضۃ الصفا صـ۱۳ حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے بیٹے قیدار کو۔ اور حضرت اسحاقؑ نے حضرت یعقوبؑ کو اور حضرت یعقوبؑ نے یوسفؑ کو اور حضرت یوسفؑ کے بعد یہ سلسلہ حضرت موسیٰؑ تک آیا۔ حضرت موسیٰؑ نے ہارونؑ اور بعد انتقال حضرت یوشع بن نون اور اسی طرح حضرت داؤدؑ نے حضرت سلیمانؑ کو۔ روضۃ الصفا صـ۹۱ اور حضرت عیسیٰؑ نے خود حضرت شمعون کو اپنا وصی اور خلیفہ مقرر کیا۔ روضۃ الصفا صـ۱۳۶ اور یہاں سے یہ سلسلہ خاندان قریش سے ہوتا ہوا بنی ہاشم میں حضرت محمد مصطفیٰ کے پاس پہنچا۔ لہٰذا مثل سابق انبیائے ماسلف تاجدار دو عالمؐ کے لئے بھی یہ ضروری ولازمی ہو گیا کہ اپنے بعد خلیفہ اور وصی خود مقرر کریں۔ اور امت کو اجماعی گمراہی سے بچائیں۔ خداوند تعالیٰ نے بھی آپ کو یا ایہا الرسول بلغ ما انزل آیت بھیج کے تنبیہ فرمائی۔ اور اپنے غدیرخم پر علی ابن ابی طالب کو اپنے بعد تمام مومنین و مومنات کا مولا و امیر اور اپنا وصی و خلیفہ مقرر کر دیا۔ سرالعالمین امام غزالی صـ۹ تذکرہ خواص الامہ صـ۳۶ ۔ (کوثر بھربلوی عفی عنہ)

جناب امیرالمومنینؑ و امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ جب میں انتقال کر جاؤں۔ چھ مشک پانی چاہ غرس سے کھینچ کر مجھے اچھی طرح اس سے غسل دینا۔ اور کفن و حنوط کرنا۔ اور جب غسل و کفن و حنوط سے فارغ ہو نا میرا گریبان کفن پکڑ نا اور مجھے لٹانا۔ اور جو کچھ جی چاہے مجھ سے پوچھنا۔ جو پوچھو گے میں اس کا جواب دوں گا۔ چنانچہ جناب امیرؑ نے ایسا ہی کیا۔ اور فرمایا۔ اس وقت بھی ہزار باب مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب مجھ پر مفتوح ہوئے اور دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ جب جناب امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ حضرتؐ نے جو کچھ قیامت تک گذرے گا۔ اس کی مجھے خبر دی۔ پس کوئی گروہ مردم نہیں مگر یہ کہ میں جانتا ہوں ان میں سے راہ حق پر کون ہے۔ اور گمراہ کون ہے اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ حضرت نے جو کچھ فرمایا۔ جناب امیرؑ نے سب کچھ اس وقت لکھ لیا۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی کہ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا اے علیؑ جب میں انتقال کر جاؤں مجھے غسل اس طرح دینا کہ بغیر تمہارے کوئی میری شرمگاہ نہ دیکھ سکے۔ اس لئے جو دیکھ لے گا اندھا ہو جائے گا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا حضرت میں تنہا غسل کیسے دے سکوں گا۔ بغیر اس کے چارہ نہیں کہ دوسرا شخص بھی ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ بوقت غسل جبرئیلؑ تمہارے معین ہوں گے۔ اور فضل بن عباسؓ کو حکم دو کہ وہ تم کو پانی دے مگر کہدو کہ پٹی آنکھوں پر باندھ لے اس لئے کہ اگر اس کی نظر میری شرمگاہ پر پڑیگی تو وہ اندھا ہو جائے گا۔

بیان کفن حضرت رسولؐ ۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ دو مرد قریش امام زین العابدینؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت نے کہا۔ تم چاہتے ہو کہ میں تم کو وفات سرور کائنات کی خبر دوں۔ ان دو قریش نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار نے خبر دی کہ تین روز پہلے وفات رسول خداؐ سے جبرئیلؑ آئے اور کہا۔ اے احمدؐ حق تعالےٰ نے مجھے آپ کے پاس بسبب آپ کے فضل اور بزرگی کے بھیجا ہے اور پوچھا ہے کہ باوجودیکہ وہ خوب جانتا ہے کہ اے محمدؐ کیسے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ بےچین ہوں۔ جب تیسرا روز ہوا۔ جبرئیلؑ مع ملک الموت پھر حاضر ہوئے اور ان کے ہمراہ اسمٰعیل موکل ہوا بھی ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ آیا۔ اور جبرئیلؑ ان سے پہلے وہ ہی پیغام لائے۔ اور حضرتؐ نے بھی وہی جواب دیا۔ اس وقت ملک الموت نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ ملک الموت ہے۔ اور اجازت گھر میں آنے کی مانگتا ہے۔ اور اس نے کبھی کسی سے قبل آپ کے گھر میں آنے کی اجازت نہیں مانگی۔ اور بعد آپ کے کسی سے بھی نہ مانگے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اجازت ہے آئیں۔ جبرئیلؑ نے اجازت دی۔ جب ملک الموت حاضر ہوئے۔ ادب سے حضرت کی خدمت میں کھڑے ہوئے اور کہا۔ احمدؐ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ آپ کی اطاعت کروں اگر حکم ہو تو روح قبض کروں۔ اور اگر حکم ہو تو پھر جاؤں۔ حضرت

نے فرمایا۔ اے ملک اگر میں تم کو حکم دوں کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ گے اور مجھے چھوڑ دو گے ۔ ملک الموت نے عرض کی۔ ہاں یا محمدؐ مجھے ایسا ہی حکم ہوا ہے ۔ کہ آپ جو کچھ فرمائیں میں اس کی اطاعت کروں۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ اے احمدؐ حق تعالیٰ آپ کا مشتاق لقا ہے ۔ یہ سُن کر حضرت نے فرمایا اے ملک الموت جس کام پر تم مامور ہوئے ہو مشغول ہو۔ اس وقت جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ میرا آنا زمین پر آخری تھا[1]۔ آپ ہی دُنیا میں میری حاجت تھے اور آپ ہی سے مجھے کام تھا۔ اب دُنیا میں میرا کوئی کام نہیں۔ پس روح مقدس نے حضرت کے بدن اطہر سے مفارقت کی۔ ناگاہ ایک شخص آیا۔ اور اس نے ان کو تعزیت دی۔ آواز

تعزیت حضرت خضرؑ ۔ اس کی سُنتے تھے مگر دکھائی نہ دیتا تھا۔ پس کہا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ کل نفس ذائقۃ الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمۃ فمن زحزح عن النار وادخل الجنۃ فقد فاز وما الحیوۃ الدنیا الا متاع الغرور۔

یعنی ہر نفس ذائقہ موت چکھنے والا ہے ۔ اور تم اپنی اجرت بروز قیامت پاؤ گے پس جو دور کیا جائے آتش جہنم سے اور داخل کریں اس کو بہشت میں وہ رستگار ہوا۔ اور نہیں ہے زندگانی دنیا۔ مگر متاع فریب۔ پھر کہا۔ صبر فرمانے والی ہر مصیبت سے ہے اور خدا خلیفہ ہر ہالک کا ہے اور تدارک اس کے عوض ثواب کا کرتا ہے ۔ پس خدا پر اعتماد کرو۔ اور اسی سے امید رکھو۔ کیونکہ مصیبت زدہ وہی ہے جو رحمت خدا سے محروم رہے السلام علیکم و رحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ یہ حضرت خضرؑ تھے جو ہماری تعزیت کو آئے تھے ۔ ایضاً۔ ابن بابویہؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے ۔ کہ جب حضرت بستر بیماری پر لیٹے ۔ اور اصحاب گرد جمع ہوئے ۔ اس وقت عمار بن یاسرؓ اُٹھے ۔ اور کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ۔ یا حضرت جب آپ بجوار رحمت پروردگار واصل ہوں۔ کون ہم سے آپ کو غسل دے ۔ حضرت نے فرمایا مجھے علیؑ غسل دے گا۔ کیونکہ جس عضو کے دھونے کا قصد کرے گا ۔ ملائکہ اس کے اُٹھانے کا قصد کریں گے ۔ پھر عمار بن یاسرؓ نے پوچھا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ۔ ہم سے آپ پر پہلے کون نماز پڑھے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے چپ رہو۔ پس جناب امیرؑ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علیؑ جب دیکھنا کہ روح نے میرے بدن سے مفارقت کی مجھے غسل دینا۔ اور اچھی طرح غسل

---

[1] جبرئیلؑ کا یہ کہنا کہ اب یہ میرا زمین پر آنا آخری ہے برائے نبوت تھا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری نبی تھے اور آپ کے بعد اب کوئی نبی اور رسول نہ آئے گا جس کے پاس جبرئیلؑ من جانب اللہ پیغام لائیں۔ یعنی جبرئیلؑ اب نبوت کے لئے زمین پر نہیں آئے گا۔ بلکہ جبرئیلؑ اوصیائے نبوت کے پاس آتا رہا۔ اور آئندہ بھی آئے گا۔ لہٰذا جبرئیلؑ کا میدان کربلا میں وصی وخلیفہ رسول امام حسین علیہ السلام کے پاس آنا سُنی شیعہ دونوں فریقین کی کتب میں مرقوم ہے اور مشہور ہے حوالہ کی ضرورت نہیں (ذکو ترجمہ بیری عفی عنہ)

دینا۔ اور ان دو کپڑوں میں جو میں پہنے ہوں مجھے کفن کرنا۔ پاجامہ سفید مصری اور چادر یمنی میں مجھے کفن کرنا۔ اور کفن میرا بہت گراں نہ کرنا۔ اور مجھے اُٹھا کر نزدیک قبر رکھ دینا پہلے جو مجھ پر نماز پڑھے گا وہ خداوند جبار ہے کہ عرش عظمت و جلال پر مجھ پر صلوات بھیجے گا۔ بعد ازاں جبرئیلؑ و میکائیلؑ و اسرافیلؑ ہمراہ لشکر ہائے ملائکہ کہ ان کی گنتی بغیر پروردگار کوئی نہیں جانتا مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ بعد ان کے وہ ملائکہ نماز پڑھیں گے جو عرش الٰہی کو احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد ساکنانِ ہر آسمان ایک دوسرے کے بعد مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اس کے بعد جمیع اہل بیت میرے اور بیبیاں میری بحسب مراتب اشارہ اور سلام مجھ پر کریں گے۔ جو حق اور اشارہ سلام کرنے کا ہے۔ اور آزار بعد لئے نالہ و فغاں نہ ہو بجائیں۔ پھر حکم فرمایا۔ اے بلالؓ لوگوں کو میری مسجد میں جمع کر۔ جب لوگ جمع ہوئے۔ حضرت باہر تشریف لائے۔ عمامہ سر مبارک پر اور کمان پر تکیہ کئے یہاں تک کہ منبر پر گئے۔ اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے۔ اور فرمایا۔ اے گروہ اصحاب میں تمہارے لیئے کیسا پیغمبر تھا۔ آیا میں نے تمہارے واسطے جہاد نہیں کیا۔ آیا میرے آگے کے دانتوں کو تم نے نہیں توڑا۔ آیا میری پیشانی کو خاک آلود تم نے نہیں کیا۔ آیا خون میرے منہ پر تم نے نہیں بہایا۔ یہاں تک کہ میری داڑھی رنگین ہو گئی۔ آیا میں متحمل شدتوں اور سختیوں کا اپنی قوم کے نادانوں کے ہاتھوں نہیں ہوا۔ آیا بھوک سے پتھر میں نے اپنی امت کی رعایت کے لئے پیٹ پر نہیں باندھا۔ اصحاب نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ تحقیق آپ صبر کرنے والے واسطے خدا کے اور منع کرنے والے برائیوں کے تھے۔ حق تعالیٰ آپ کو ہم سب کی طرف سے جزائے خیر دے۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا تم کو بھی جزائے خیر دے۔ پھر حضرت نے

بیان قصاص حضرت رسولؐ

فرمایا۔ حق تعالیٰ نے حکم کیا ہے اور میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ اس سے ظلم کسی ستمگار کا نہ چل سکے گا۔ لہذا میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ کہ جس کسی پر محمدؐ سے مظلمہ ہوا ہو۔ البتہ اُٹھ کھڑا ہو اور مجھ سے قصاص لے لے کہ قصاص دنیا میرے نزدیک قصاص عقبیٰ سے سامنے گروہ ملائکہ اور انبیاء کے بہتر اور محبوب تر ہے۔ یہ سُن کر ایک شخص سب سے پیچھے سے اُٹھا۔ کہ اس کا سوادا بن قیس نام تھا۔ اور کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یا رسول اللہ جب آپ طائف سے آئے تھے۔ میں آپ کے استقبال کو آیا۔ اور آپ ناقہ عضبا پر سوار تھے۔ اور عصائے ممشوق آپ کے ہاتھ میں تھا۔ جب آپ نے عصا کو بلند کیا۔ کہ اس کو اونٹ پر ماریں۔ وہ میرے پیٹ پر لگا۔ نہیں معلوم آپ نے عمداً مارا یا سہواً۔ حضرت نے فرمایا۔ معاذ اللہ اگر میں نے عمداً ایسا کیا ہو۔ پس فرمایا۔ اے بلالؓ فاطمہؑ کے گھر جا اور وہی عصا لے آ۔ جب بلالؓ مسجد سے باہر آئے۔ بازار مدینہ میں منادی کی اے گروہ مردم کون ہے قبل روز قیامت اپنے نفس کو قصاص فرمائے۔ اس وقت رسول خدا قبل قیامت اپنا قصاص چاہتے ہیں اور جب

دروازہ سیدہ پر پہونچے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔ اے جناب فاطمہؑ حضرت اپنا عصائے ممشوق طلب فرماتے ہیں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اے بلالؓ آج عصا کا کام نہیں۔ کیوں حضرت طلب فرماتے ہیں بلالؓ نے کہا۔ اے فاطمہؑ مگر آپ نہیں جانتی کہ آپ کے پدر بزرگوار منبر پر تشریف رکھتے اور تمام لوگوں کو وداع فرما رہے ہیں۔ جب جناب سیدہ نے کلام سنا۔ فریاد کی۔ اور کہا۔ افسوس غم واندوہ حسرت میرے دل فگار کی۔ اے پدر بزرگوار آپ کے غم واندوہ پر ہو۔ بعد آپ کے اے حبیب خداؐ و محبوب قلوب فقرا فقیروں اور بیچاروں اور غریبوں اور محتاجوں کی کون خبر لے گا۔ اور یہ لوگ کس سے پناہ مانگیں گے۔ پس بلالؓ نے عصا لیا اور حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جب عصا حضرت کو دیا۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ پیر مرد کہاں گیا۔ اس نے کہا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان میں حاضر ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے قصاص لے کر تو رضامند ہو جائے۔ اس مرد نے کہا۔ یا حضرت اپنا شکم کھولیئے۔ جب حضرت نے شکم مبارک کھولا۔ اس مرد نے کہا۔ یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اجازت دیجئے کہ میں اپنا منہ آپ کے شکم مبارک پر رکھوں۔ جب اجازت پائی۔ اس مرد نے شکم مکرم سید عالم کو بوسہ دیا۔ اور کہا میں آتش جہنم سے بروز قیامت پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے سودا آیا قصاص کرتا ہے یا عفو کرتا ہے۔ سودا نے کہا۔ بلکہ عفو کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا خداوندا جس طرح سودا نے تیرے پیغمبر کو عفو کیا۔ تو بھی سودا سے عفو کر۔ یہ فرما کر حضرت منبر سے اترے اور ام سلمہؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرماتے تھے۔ خداوندا میری امت کو آتش جہنم سے محفوظ رکھنا۔ اور ان پر حساب روز جزا آسان کرنا۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ یا حضرت کس لئے آپ کو غمگین اور آپ کا رنگ مبارک متغیر پاتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ نے اس وقت مجھے خبر مرگ پہنچائی۔ پس تم پر سلام ہو دنیا میں کہ بعد اس دن کے پھر آواز محمدؐ کی نہ سنو گی۔ ام سلمہؓ نے جب یہ خبر وحشت اثر حضرت سے سنی چلائیں اور کہا۔ واحسرتا۔ آپ پر ایسا غم واندوہ مجھے ہوا۔ کہ جس کی ندامت وحسرت کا تدارک نہیں کر سکتی۔ پس حضرت نے صدائے غم زادۂ دختر نیک اختر سنی چشمہائے مبارک کھولیں۔ اور فرمایا۔ اے دختر گرامی۔ بہت جلد میں تجھ سے مفارقت کرتا۔ اور تجھے وداع کرتا ہوں۔ اے دختر تجھ پر سلام ہو۔ جب جناب سیدہ نے یہ خبر وحشت اثر سید البشر سے سنی آہ سرد دل پر درد سے کھینچا۔

ملاقات حضرت رسولؐ در حشر ۔ اور کہا۔ اے پدر بزرگوار بروز قیامت کہاں ملاقات آپ سے کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں جہاں حساب خلائق ہوگا ملوں گا۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اگر آپ کو وہاں نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ مقام محمود میں کہ حق تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہاں گنہگاران امت کی شفاعت کروں گا۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ اگر وہاں سے نہ پاؤں تو کیا کروں۔

حضرت نے فرمایا۔ نزدیک صراط تلاش کرنا۔ جس وقت کہ امت میری صراط سے گذرتی ہو۔ اور میں وہاں کھڑا ہوں۔ اور جبرئیلؑ میرے دائیں جانب اور میکائیلؑ بائیں طرف اور جمیع ملائکہ حق تعالیٰ میرے پس و پیش کھڑے ہوں۔ اور سب کے سب درگاہ قاضی الحاجات میں دعا کریں کہ پروردگار سلامت سے امتِ محمدؐ کو صراط سے اُتار دے۔ اور ان پر حساب کو آسان کر دے۔ پس جناب فاطمہؑ نے پوچھا۔ میری ماں خدیجہ کبریٰ کہاں ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ایک قصر میں ہیں۔ چار دروازے اس قصر کے بہشت کی طرف کھلے ہیں۔ یہ فرما کر حضرت بے ہوش ہو گئے۔ اور متوجہ عالم قدس ہوئے۔ اور جب بلالؓ نے آوازِ نماز دی اور کہا۔ الصلوٰۃ رحمک اللہ۔ حضرت ہوش میں آئے اور مسجد میں تشریف لا کر نماز سبک ادا فرمائی۔ اور جب فارغ ہوئے اسامہؓ بن زید اور جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور کہا مجھے فاطمہؑ کے گھر لے چلو۔ جب جناب سیدہ کے گھر تشریف لائے۔ اپنا سر مبارک سیدہ کی گود میں دیا۔ امام حسنؑ اور امام حسینؑ اپنے نانا کا یہ حال دیکھ کر بیتاب ہو گئے اور رونے لگے اور کہتے تھے۔ ہماری جانیں آپ کی جان پر فدا ہوں اور ہمارے منہ آپ کے منہ پر فدا ہوں۔ حضرت نے پوچھا۔ یہ کون ہیں۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یہ آپ کے فرزندان گرامی حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ حضرت نے قریب بلایا۔ اور ہاتھ ان کی گردن میں ڈال کر اپنے سینے سے لگا لیا۔ جب جناب حسنؑ بہت روتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے حسنؑ اس قدر نہ رو۔ اور ٹھہر جا۔ کہ تیرا رونا مجھے سخت ناگوار اور باعث آزار دلفگار ہے۔ ناگاہ ملک الموت حاضر ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام اے ملک الموت۔ میری تم سے ایک حاجت ہے۔ ملک الموت نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کی کیا حاجت ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری روح جب تک جبرئیلؑ نہ آئیں۔ اور مجھے سلام نہ کر لیں اور میں ان کو سلام نہ کر لوں اور وداع نہ کر لوں قبض نہ کرنا۔ پس ملک الموت باہر چلے گئے اور کہتے تھے یا محمداہ۔ اتنے میں جبرئیلؑ ہوا سے ملک الموت کے پاس آئے۔ اور پوچھا۔ اے ملک الموت قبض روح محمدؐ کر چکے۔ ملک الموت نے کہا۔ نہیں اے جبرائیلؑ حضرت رسولؐ نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ جب تک جبرئیلؑ سے ملاقات نہ کر لوں۔ اور ان کو وداع نہ کر لوں میری روح قبض نہ کرنا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت نہیں دیکھتے کہ حوران بہشتی نے روح حضرت محمدؐ کی تشریف آوری میں اپنا بناؤ سنگار کیا ہے۔ پس جبرئیلؑ قریب حضرت کے آئے۔ اور کہا۔ السلام علیک یا ابا القاسم۔ حضرت نے فرمایا۔ وعلیک السلام یا جبرئیلؑ۔ اے جبرئیلؑ ایسی حالت میں مجھے تم تنہا چھوڑ دیتے ہو۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا حضرت آپ کو رحلت فرمانا چاہیئے اور سب کو مرگ درپیش ہے اور ہر نفس ذائقۂ مرگ چکھنے والا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ اے میرے حبیب میرے پاس آؤ۔ جبرئیلؑ قریب آئے۔ اور ملک الموت بھی آئے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت در بارہ قبض روح محمدؐ وصیت حق تعالیٰ یاد رکھنا۔ پس

جبرئیلؑ داہنی طرف اور میکائیلؑ بائیں جانب اور ملک الموت سامنے کھڑے ہوئے اور مشغول قبض روح اطہر ہوئے۔

بیان رحلت حضرت رسولؐ ۔ ابن عباس نے کہا۔ کہ حضرت اس روز مکرر فرماتے تھے۔ میرے حبیب کو بلاؤ۔ اور جس کو لوگ سامنے لاتے تھے۔ اس سے حضرت مُنہ پھیر لیتے تھے۔ جناب فاطمہؑ سے لوگوں نے کہا۔ ہمیں یقین ہے۔ حضرت علی ابن ابی طالب کو بلاتے ہیں۔ جناب فاطمہؑ گئیں اور جناب امیرؑ کو بلا لائیں۔ جب نظر مبارک سید انبیاء روئے منور سید اوصیاء پر پڑی۔ ہنسنے لگے اور مکرر فرمایا۔ اے علیؑ میرے پاس آؤ۔ یہاں تک کہ ہاتھ جناب امیرؑ کا پکڑ کر اپنے سرہانے بٹھایا۔ اور بیہوش ہو گئے۔ اتنے میں حسنؑ اور حسینؑ تشریف لائے اور جب ان کی نظر اپنے نانا کے جمال بے مثال پر پڑی اور حضرت کا وہ حال دیکھا۔ فریاد واجداہ وا محمداہ کر کے روتے ہوئے سینۂ حضرت پر گر پڑے۔ جناب امیرؑ اُٹھے کہ ان کو اُٹھائیں۔ حضرت ہوش میں آئے۔ اور کہا۔ اے علیؑ ان کو رہنے دو۔ کہ میں ان دونوں اپنے باغ کے پھولوں کو سونگھوں اور یہ میرے گل رخسار کو سونگھیں اور میں ان کو وداع کر دوں۔ اور یہ مجھے وداع کریں۔ یہ دونوں بعد میرے مظلوم ہوں گے۔ تیغ ظلم و ستم زہر سے مارے جائینگے۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ خدا کی لعنت ان پر ہو۔ جو ان پر ظلم کرے۔ پھر ہاتھ جناب امیرؑ کا تھام کر لحاف کے اندر لے لیا۔ اور اپنا منہ ان کے مُنہ کے اوپر اور دوسری روایت میں اپنا مُنہ جناب امیرؑ کے کان کے اوپر رکھا۔ اور بہت راز کہے۔ اور اسرار الٰہی و علوم غیر متناہی بیان فرمائے۔ یہاں تک کہ روح مقدس حضرتؐ نے جانب آشیان عرش رحمت پروردگار

بیان رحلت حضرت رسولؐ ۔ پرواز فرمائی۔ جناب امیرؑ لحاف بشیر و نذیر سے باہر تشریف لائے اور کہا حق تعالیٰ تمہارے اجر کو تمہارے پیغمبر کی مصیبت میں عظیم کرے۔ واضح ہو کہ خداوند عالمیان روح برگزیدہ پیغمبر آخر الزمان کو اپنی طرف لے گیا۔ یہ سُن کر صدائے خروش و شیون اہل بیت رسالت سے بلند ہوئی۔ اور کچھ لوگ مومنین سے جو غصب خلافت میں مشغول نہ ہوئے۔ تعزیت اور مصیبت اہل بیت میں شریک ہوئے۔ ابن عباس نے کہا۔ کہ جناب امیرؑ سے پوچھا۔ وہ راز جو حضرت نے آپ سے لحاف کے اندر کہا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہزار باب علم مجھے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے اور ہزار باب کھل گئے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بعد حضرت رسولؐ پہلی بلا اور امتحان جو مجھ پر وارد ہوا یہ تھا۔ کہ میرا بغیر حضرت مسلمانوں میں کوئی مونس و مددگار نہ تھا۔ کہ میں اس پر اعتماد کرتا۔ اور امید و نصرت اس سے رکھتا۔ حضرت نے مجھے بچپن میں تربیت کی۔ اور جب میں بڑا ہوا۔ اپنی پناہ میں رکھا۔ یتیمی سے نکالا۔ میرے اور میرے عیال کے خرچ کی کفالت فرمائی۔ مجھے ہر حاجت سے بے نیاز کیا۔ حضرت کی برکت سے محتاج نہ ہوا۔ اور اسی طرح چند نعمتہائے دنیا حضرت کی برکت سے مہیا تھیں! اور یہ سب باوجود زیادتی اس شفقت اور مرحمت کے سامنے کم تھیں کہ مجھے درجات عالیہ اور کمالات نامتناہیہ پر فائز کیا۔ اور علوم ربانی سے ممتاز فرمایا۔ اور راہ نمائی مراتب قرب وصال

دو اصل ملک متعال سے فرمائی۔ افعال و اقوال و آداب حسنہ سے آراستہ فرمایا۔ پس وفات حضرت سرور کائنات سے ایسے چند اندوہ و الم مجھ پر نازل ہوئے کہ مجھے گمان ہے اگر مصیبتوں کو پہاڑوں پر ڈالوں تو وہ تاب و تحمل نہ لاسکیں۔ اس مصیبت میں۔ میں نے لوگوں کو مختلف پایا۔ بعضوں کا رونا پیٹنا اس درجہ تھا۔ کہ مطلق ضبط نہ کرسکتے تھے اور قوتِ تحمل اس مصیبت عظیم پر نہ تھی۔ شدت غم و اندوہ نے صبر ان سے دور کر دیا تھا۔ اور ان کی عقل کو پریشان کر دیا تھا۔ سمجھنے سمجھانے اور کہنے سننے والوں کے درمیان ان کی جزع اور مصیبت حائل تھی یہ حال اہلِ بیت و خویشان حضرت اور فرزندان عبدالمطلب کا تھا۔ اور تمام لوگوں کی یہ کیفیت تھی۔ کہ بعضے ماتم پرسا دیتے تھے اور کہتے تھے۔ اس کوہ مصیبت و اندوہ عظیم میں جو دفعتہً مجھ پر ٹوٹ پڑا۔ میں نے صبر و شکیبائی و خاموشی اختیار کی۔ اور جو کچھ حضرت نے غسل و کفن و حنوط و نماز و دفن کرنے اور کتاب جمع کرنے میں مجھے وصیت فرمائی تھی۔ اس میں مشغول ہوا۔ اور مجھے بجا آوری امور ضروری میں کہ حضرت کی جانب سے مامور تھا۔ گریہ بیتابانہ اور آہ و نالہ سوزش سینہ اور مصیبت دردناک مانع ہوئی۔ یہاں تک کہ جو حق تعالیٰ کی طرف سے مجھ پر لازم تھا۔ سب میں نے ادا کیا۔ اور از روئے صبر و شکیبائی و امیدواری رحمت نامتناہی الٰہی ان درد اور مصیبتوں کو میں نے بھلا دیا۔ یہاں تک کہ تمام احکام خدا اور رسولؐ سے فارغ ہوا۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ جب حضور ایک روز شدت مرض میں بے ہوش ہو گئے۔ ناگاہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔

اذن ملک الموت در خانۂ رسولؐ ۔ جناب سیدہ نے فرمایا۔ کون ہے جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے۔ اس نے کہا۔ میں ایک غریب مرد ہوں اور حضرت رسولؐ سے ایک سوال کرنے آیا ہوں۔ اجازت ہے کہ گھر میں داخل ہوں۔ جناب سیدہ نے کہا۔ اپنے کام کو جا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ کیونکہ حضرت اپنے مرض میں ہیں تجھ سے بات نہ کر سکیں گے۔ یہ سن کر وہ شخص چلا گیا۔ اور پھر تھوڑی دیر کے بعد آیا۔ اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اور کہا۔ ایک غریب رخصت چاہتا ہے کہ حضرت رسولؐ کے پاس آئے۔ آیا غریبوں کو رخصت دیتے ہو۔ اس وقت حضرت رسولؐ ہوش میں آئے۔ اور آنکھیں کھول کر فرمایا اے فاطمہؑ تم جانتی ہو یہ کون ہے۔ جناب سیّدہ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار میں نہیں جانتی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ جماعت کا پراگندہ کرنے والا۔ اور لذتوں کا برطرف کرنے والا۔ اے فاطمہؑ یہ ملک الموت ہے۔ مجھ سے پہلے کسی سے گھر میں آنے کی اجازت اس نے نہیں لی۔ اور نہ بعد میرے کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ مجھے جو کرامت اپنے پروردگار کے نزدیک ہے۔ اس سبب سے اجازت چاہتا ہے۔ اے فاطمہؑ اجازت دو کہ آئیں۔ جناب سیّدہ نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے گھر میں داخل ہو۔ پس مثل نسیم تند ملک الموت داخل ہوئے اور اہل بیت رسالت پر سلام کیا اور کہا۔

بیان اذن ملک الموت ۔ السلام علی اہل بیت رسول اللہ۔ حضرت نے جناب امیرؑ کو

وصیت فرمائی۔ کہ جور وجفا وظلم وستم اشقیا سے صبر کرنا اور فاطمہؑ کی حفاظت کرنا۔ اور قرآن کو جمع کرنا۔ میرے قرض کو ادا کرنا۔ اور مجھے غسل دینا اور میری قبر کے گرد دیوار بنانا۔ اور حسنؑ وحسینؑ کی حفاظت کرنا۔ کشف الغمہ میں روایت ہے کہ وقت وفات حضرت ایک شخص نے اجازت چاہی کہ حاضر خدمت ہو۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ کیا کام ہے۔ اُس شخص نے کہا۔ میں حضرت سے ملاقات کرنے آیا ہوں۔ جناب امیرؑ حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے۔ اور اس شخص کے لئے اجازت طلب کی حضرت نے فرمایا۔ کہو آئیں۔ جب وہ شخص حضرت کے سرہانے بیٹھا۔ اور کہا اے پیغمبر خدا میں حق تعالیٰ کی طرف سے برسالت آپکے پاس آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تم کون ہو۔ اُس شخص نے کہا۔ میں ملک الموت ہوں حق تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اور اختیار دیا ہے۔ خواہ آپ دُنیا میں تشریف رکھیں یا لقائے پروردگار قبول فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھے جبرئیلؑ کے آنے تک مہلت دو۔ کہ ان سے مشورہ کرلوں۔ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا رسول اللہ آپ کے لئے دنیا سے آخرت بہتر ہے۔ اور حق تعالیٰ آخرت میں ایسے قرب وکرامت ومنزلت کے درجے اور شفاعت کے قبول فرمائے گا۔ آپ بہت خوش ہوں گے۔ اور لقائے دنیا سے لقائے پروردگار بہتر وبرتر ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے ملک الموت سے کہا۔ جس پر تم خدا کی طرف سے مامور ومقرر ہو۔ اس کام کو بجالاؤ۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے ملک الموت جلدی نہ کرو۔ میں اپنے پروردگار کے پاس ہو آؤں۔ ملک الموت نے کہا۔ اے جبرئیلؑ روح مقدس وہاں تک پہنچی کہ تاخیر کرنا جائز نہیں۔ یہ سُن کر جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ زمین پر میرا آنا آخری تھا۔ اور اب زمین پر آنے کی مجھے کوئی حاجت نہیں۔ ایضاً ثعلبی نے روایت کی ہے کہ جس وقت مرض رسولؐ پر سنگین ہوا۔ اس وقت ابوبکر آئے اور کہا۔ یا حضرت آپ کس وقت انتقال کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری اجل حاضر ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کی بازگشت کہاں ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ جانب سدرۃ المنتہیٰ وجنت الماویٰ ورفیق اعلیٰ وعیش گوارا وجو عیائے شراب قرب حق تعالیٰ۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کو غسل کون دے۔ حضرت نے فرمایا۔ جو میرے اہل بیت سے **وصیّت غسل وکفن** مجھ سے قریب ہوگا۔ ابوبکر نے پوچھا کس چیز میں آپ کو کفن کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ان ہی کپڑوں میں جو میں نے پہن رکھے ہیں۔ یا جامہائے یمنی ومصری میں۔ ابوبکر نے پوچھا۔ کس طرح آپ پر نماز پڑھیں۔ اس وقت شور وغلغلہ جوش وخروش آواز مردم بلند ہوا۔ اور در و دیوار کانپنے لگے۔ حضرت نے اہل بیت سے فرمایا۔ صبر کرو۔ خدا تم لوگوں سے عفو کرے۔ جب مجھے غسل دینا۔ اور کفن اس وقت مجھے قبر کے نزدیک ایک تختہ پر رکھنا اور ایک ساعت علیحدہ ہو جانا۔ اور مجھے تنہا چھوڑ دینا۔ کہ پہلے جو سب سے مجھ پر نماز پڑھیگا۔ وہ خداوند عالمیان ہے۔ پھر ملائکہ کو اجازت دے گا۔ وہ مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اور سب سے پہلے جبرئیلؑ نازل ہوں گے۔ بعد ان کے اسرافیلؑ ان کے بعد میکائیلؑ ان کے بعد ملک الموت اور ان کے بعد تمام لشکر ہائے ملائکہ آئینگے۔

اور مجھ پر نماز پڑھیں گے۔ اس وقت تم لوگ فوج فوج اس گھر میں آنا اور مجھ پر صلوٰت بھیجنا اور سلام کرنا اور مجھے آزار نہ دینا۔ اور لازم ہے کہ سب سے پہلے آدمیوں سے وہ مجھ پر نماز پڑھے گا۔ جو میرے اہل بیت سے مجھ سے قریب ہوگا۔ بعد اس کے عورتیں اور لڑکے میرے اہل بیت سے ان کے بعد اور لوگ نماز پڑھیں۔ ابوبکر نے کہا۔ آپ کو قبر میں کون اُتارے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ جو شخص میرے اہل بیت میں سے مجھ سے بہت قریب ہوگا۔ ہمراہ چند ملک مجھے قبر میں اُتاریگا۔ ان فرشتوں کو تم نہ دیکھوگے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا۔ اُٹھ جاؤ اور جو کچھ میں نے بیان کیا ہے اس سے اور لوگوں کو مطلع کرو۔ ایضاً۔ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ آخری بیماری میں جبرئیلؑ ہر روز اور ہر شب نازل ہوتے تھے۔ اور کہتے تھے السلام علیک یا رسول اللہ۔ پروردگار نے آپ کو سلام کہا۔ اور فرمایا ہے آپ کا کیا حال ہے باوجودیکہ وہ آپکا حال آپ سے بہتر جانتا ہے لیکن چاہتا ہے کہ آپ کے شرف وکرامت کو زیادہ کرے جس طرح آپ کو جمیع خلق پر فضیلت دی۔ اور چاہتا ہے کہ عیادت بیماروں کی آپ کی امت میں سنت ہو جائے اگر حضرت کے درد ہوتا تو فرماتے درد ہے جبرئیلؑ کہتے یا حضرت کوئی شخص حق تعالیٰ کے نزدیک گرامی تر آپ سے نہیں۔ آپ کو اس لئے درد دیا ہے۔ کہ آپ کی صدائے دعا کا سُننا اچھا معلوم ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ کے درجے بہشت میں بلند فرمائے۔ اور اگر حضرت فرماتے میں راحت میں ہوں۔ جبرئیلؑ کہتے۔ عافیت پر خدا کی حمد کیجئے کہ خدا تعالیٰ حمد کرنے والوں کے حمد کو دوست رکھتا ہے اور اپنی نعمت کو ان پر زیادہ کرتا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جس وقت جبرئیلؑ نازل ہوتے اور ان کے آنے کے آثار ہم پر ظاہر ہوتے۔ سب لوگ سوائے میرے گھر سے باہر چلے جاتے۔ آخر مرتبہ جبرئیلؑ نے حضرت سے کہا۔ یا محمدؐ پروردگار سلام فرماتا ہے اور آپ کا حال پوچھتا ہے باوجودیکہ وہ بہتر جانتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں سفر آخرت پر آنے کو مہیا دیکھتا ہوں۔ اور آثار مرگ اپنے میں پاتا ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ بشارت ہو کہ بسبب اس حال کے جو آپ کا ہے۔ حق تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کے جس نزد درجات ہیں سب کو اختیار فرمایئے۔ باوجودیکہ آپ کے درجے کو کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ ملک الموت نے اجازت گھر میں آنے کی چاہی۔ اور کئے مگر میں نے اُن سے مہلت تمہارے آنے تک کی مانگی ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ پروردگار آپ کا مشتاق ہے اور ملک الموت نے بغیر آپ کے کسی سے اجازت نہیں طلب کی۔ اور نہ طلب کرے گا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جبرئیلؑ جب تک ملک الموت نہ آلیں تم نہ جانا پس حضرت نے بیبیوں اور فرزندوں کو رخصت کیا۔ اور جناب فاطمہؑ سے کہا۔ اے دختر میرے پاس آ۔ جب آئیں حضرت نے کوئی راز کان میں کہا۔ جب سیدہ نے اوپر سر اٹھایا۔ آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ حضرت نے دوسری دفعہ قریب بُلایا۔ اور گود میں لیا۔ اور کوئی راز کان میں کہا۔ جب جناب سیدہ نے سر اُٹھایا ہنسنے لگیں۔ زنانِ حضرت نے اس حال سے تعجب کیا۔ اور جناب سیدہ سے پوچھا۔ فرمایا پہلی مرتبہ خبر وفات اپنی مجھ سے بیان فرمائی اور اس سبب سے میں رونے لگی۔ دوسری مرتبہ فرمایا۔ اے دختر نہ

رد۔ میں نے پروردگار سے سوال کیا پہلے سب سے میرے اہل بیت سے جو میرے پاس آئے وہ تو ہو۔ اور حق تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے اور میرے بعد دنیا میں تو بہت نہ رہے گی۔ اس کے سُننے سے خوش ہو گئی۔ پس حضرت نے حسنینؑ کو طلب فرمایا۔ اور پیار کر کے رونے لگے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ **صدائے شیطان بعد وفات حضرت رسولؐ** ۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت کی۔ ایک پردہ حضرت کے سامنے ڈال دیا۔ اور جناب امیر پردہ کے آگے بیٹھے تھے اور شدت اندوہ سے اپنے دونوں ہاتھ روئے مبارک کے نیچے رکھے تھے اور جب ہوا چلتی تھی۔ پردہ روئے مبارک پر لگتا تھا۔ اور اصحاب دروازہ پر اور مسجد میں بھرے ہوئے تھے۔ اور صداہائے نالہ وزاری بلند تھی۔ روتے اور خاک اُڑاتے تھے۔ ناگاہ ایک آواز حضرت کے گھر سے بلند ہوئی۔ کہ کہنے والے کو نہ دیکھتے تھے۔ وہ شخص کہتا تھا۔ تمہارا پیغمبر طاہر و مطاہر تھا۔ دفن کر دو۔ اور غسل نہ دو۔ جب امیرؑ نے یہ آواز سُنی جانا۔ یہ آواز شیطان کی ہے۔ فتنہ انگیزی سے خائف ہو کر سر زانوئے اندوہ سے اُٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے دشمنِ خدا دور رہو۔ حضرت نے مجھے حکم دیا ہے ان کو غسل و کفن دوں اور دفن کروں اور یہ سنت تا قیامت سب لوگوں کے لئے جاری رہے۔ بعد اس کے دوسری آواز آئی کہ علیؑ شرمگاہ وقت غسل اپنے پیغمبر کی لوگوں سے چھپا دینا۔ اور اس کا پیراہن سے جدا نہ کرنا۔ شیخ مفیدؒ اور شیخ رضی الدین وغیرہ نے بسندہائے معتبر ابن عباس وغیرہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے دار فنا سے عالم بقا کی طرف رحلت فرمائی۔ جناب امیرؑ متوجہ غسل ہوئے۔ اور عباس حاضر تھے۔ فضل بن عباس جناب امیرؑ کی مدد کرتے تھے۔ جب غسل سے فارغ ہوئے اور کفن پہنایا۔ جناب امیرؑ نے مُنہ حضرت کا کھول کر کہا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ زندگی میں اور بعد مرنے کے کیسے طیّب و طاہر ہیں۔ وہ آپ کے مرنے سے منقطع ہوا۔ جو کسی پیغمبر کے مرنے سے منقطع نہ ہوا تھا۔ آپ کے بعد وحی آسمانی منقطع ہو گئی۔ آپ کی مصیبت اس درجہ عظیم ہوئی۔ کہ اوروں کی مصیبت سے تسلی دینے والی ہوئی۔ اور آپ کی محنت وفات ایسی عام ہوئی۔ کہ آپ کی مصیبت میں جمیع خلق صاحب مصیبت ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ کہ آپ نے مجھے صبر کا حکم فرمایا ہے اور رونے سے منع کیا ہے۔ البتہ میں آپ کی مصیبت میں آنسو بہاتا اور آپ کے درد مصیبت کی ہرگز دوا نہ کرتا۔ اور آپ کے جراحت مفارقت کو ہرگز سینہ سے باہر نہ کرتا۔ اور اس سب کی آپ کی مصیبت میں کچھ حقیقت نہیں اور حسرت کا کوئی چارہ نہیں اور آپ کا حُزن مفارقت برطرف ہونے والا نہیں۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ مجھے اپنے پروردگار کے سامنے یاد کرنا۔ اور مجھے اپنے دل سے بھلا نہ دینا۔ یہ کہکر حضرت کے روئے اقدس پر گر پڑے اور روئے مبارک کے بوسے لئے اور آہ حسرت سینہ پر درد سے کھینچی۔ بعد اس کے کپڑا حضرت کے مُنہ پر ڈال دیا۔ اور بصائر الدرجات میں منقول ہے کہ جس دن جناب امیرؑ نے حضرت کو غسل دیا حق تعالیٰ نے

بیان شرکت ملائکہ در تجہیز و تکفین حضرت رسولؐ و آئمہ طاہرین ۔ ان سے راز کہے۔

ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے بعالم بقا رحلت فرمائی۔ جبرئیلؑ اور ملائکہ اور روح کہ شب قدر میں حضرت پر نازل ہوئے تھے پس حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کی آنکھیں روشن کردیں کہ ان کو منتہائے آسمان سے زمین تک دیکھتے تھے۔ اور یہ سب جناب امیرؑ کو غسل دینے اور نماز پڑھنے میں اعانت کرتے تھے اور قبر کھودتے تھے۔ اور بخدا سوگند بجز ملائکہ اور کسی نے حضرت کی قبر نہیں کھودی۔ یہاں تک کہ جناب امیرؑ داخل قبر ہوئے اور حضرت رسولؐ کو قبر میں اتارا۔ پس حضرت رسولؐ فرشتوں سے کلام فرماتے۔ اور حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ کے کانوں کو سننے کا حکم فرمایا۔ کہ حضرت فرشتوں سے جناب امیرؑ کی سفارش فرماتے ہیں۔ یہ سن کر جناب امیرؑ رونے لگے اور سنا کہ ملائکہ حضرت سے کہتے ہیں۔ ہم علیؑ کی خدمت و نصرت و اعانت و خیر خواہی میں کمی نہ کریں گے۔ اور وہ ہمارے صاحب۔ امام اور پیشوا ہیں اور ہم ہمیشہ ان کے پاس آئیں گے۔ ولیکن وہ بغیر آج کے ہم کو نہ دیکھیں گے۔ مگر آوازیں ہماری سنیں گے۔ اور جب جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جبرئیلؑ اور ملائکہ اور روح۔ جناب امام حسنؑ اور امام حسینؑ پر نازل ہوئے اور دونوں صاحبوں نے فرشتوں کو دیکھا۔ اور جو کچھ وفات حضرت سرور کائنات میں واقع ہوا اور جناب پیغمبر خدا کو دیکھا۔ کہ ہمراہ ملائکہ دفن و کفن جناب امیرؑ میں مدد و اعانت فرماتے ہیں۔ اور جب امام حسنؑ نے رحلت فرمائی۔ امام حسینؑ نے جبرئیلؑ و ملائکہ اور روح اور رسول خداؐ امیرالمومنین کو دیکھا کہ نازل ہوئے اور غسل و کفن و دفن میں شریک ہوئے اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے امام زین العابدینؑ نے جبرئیلؑ و ملائکہ و روح اور حضرت رسولؐ۔ جناب امیرؑ۔ جناب حسنؑ کو دیکھا۔ کہ تشریف لائے ہیں اور جمیع امور میں جناب عابدؑ کی نصرت و مددگاری فرمائی۔ اور جب امام زین العابدینؑ نے وفات فرمائی۔ امام محمد باقرؑ نے جناب رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ کو دیکھا کہ میری مدد و نصرت ہے جبرئیلؑ و ملائکہ اور روح فرماتے ہیں۔ اور جب امام محمد باقرؑ نے انتقال کیا۔ جناب صادقؑ فرماتے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ۔ امام حسنؑ۔ امام حسینؑ اور امام زین العابدینؑ اور ملائکہ و روح غسل و کفن و دفن اور نماز و جمیع امور میں میری مدد و نصرت اور اعانت کرتے تھے۔ اور یہ حکم آخر امام تک جاری اور باقی ہے۔

مولف فرماتے ہیں شاید ان حدیثوں سے مراد یہ ہو جن میں گذرا ہے کہ جبرئیلؑ نے کہا۔ میں اب زمین پر نازل نہ ہوں گا یہ ہو۔ کہ وحی لیکر نہ آؤں گا۔ تاکہ ان احادیث کے خلاف نہ ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ بعد حضرت رسولؐ کے زمین پر آئے نہ ہوں۔ اور بالائے ہوا یہ سب کام کرتے ہوں۔ شیخ طوسیؒ اور کلینیؒ وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ کو تین کپڑوں میں کفن دیا۔ ایک چادر حریری سرخ اور دو جامۂ سفید سحارہ میں سے ایضاً بسند حسنؑ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے

بیان نماز جنازہ حضرت رسولؐ ۔ کہ عباس جناب امیرؑ کی خدمت میں آئے اور کہا۔ لوگوں نے اتفاق کیا ہے۔ کہ حضرت کو بقیع میں دفن کریں اور ابوبکر آگے کھڑے ہو کر نماز پڑھائے۔ جناب امیرؑ نے جب منافقوں کا فساد جانا گھر سے باہر گئے اور فرمایا۔ ایھا الناس رسول خداؐ۔ امام و پیشوا ہمارے حیات اور ممات میں ہیں۔ اور حضرت نے خود فرمایا

ہے میں وہاں دفن ہونگا۔ جہاں میری روح قبض کی جائے۔ اس وقت اس وجہ سے یہ لوگ اپنا کام نکال چکے تھے۔ اس امر میں بارج اور مانع نہ ہوئے اور کہا۔ جو بہتر جانو وہ کرو جناب امیرؑ دروازے کے آگے کھڑے ہوئے۔ اور حضرت کی نماز پڑھی۔ اور اس کے بعد اصحاب کو اجازت دی۔ دس دس نفر داخل ہوتے اور گرد جنازہ کے کھڑے ہوتے تھے اور جناب امیرؑ ان کے بیچ میں کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھتے تھے۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ۔ اور یہ لوگ بھی یہی آیت پڑھتے تھے اور درود حضرت پر بھیجتے اور باہر جاتے تھے یہاں تک کہ جمیع اہل مدینہ و اطراف مدینہ نے درود بھیجا اور طبرسیؒ نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ دس دس آدمی جاتے اور بغیر امام نماز پڑھتے تھے بروز شنبہ اور شب سہ شنبہ سے صبح تک اور صبح سہ شنبہ سے شام تک یہاں تک کہ جمیع خرد و بزرگ و مرد و زن مدینہ و اطراف مدینہ سب نے اسی طرح حضرت پر نماز پڑھی۔ اور کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت رسولؐ نے انتقال کیا۔ جمیع ملائکہ۔ مہاجرین و انصار فوج فوج آئے اور نماز پڑھنے لگے۔ اب جناب امیرؑ نے فرمایا۔ حضرت رسولؐ نے حالت صحت میں فرمایا۔ کہ آئیہ مذکورہ مجھ پر نماز پڑھنے کے بارہ میں بعد میری رحلت کے نازل ہوا۔ اور طبرسیؒ نے بسند معتبر آنحضرتؐ روایت کی ہے کہ جب جناب امیرؑ نے حضرت کو غسل دیا۔ ایک کپڑا حضرت کے منہ کے اوپر ڈال دیا۔ اور گھر میں لٹا دیا۔ جو گروہ آتا تھا۔ حضرت کے گرد کھڑا ہو کر درود بھیجتا تھا۔ اور نماز پڑھتا تھا۔ اور پھر باہر چلا جاتا تھا۔ اس کے بعد دوسرا گروہ آتا تھا۔ جب سب نماز سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ داخل قبر آنحضرتؐ ہوئے اور فضل بن عباس کو بھی قبر میں لے گئے۔ جب جناب امیرؑ نے حضرت کو ہاتھوں میں لیا۔ کہ قبر میں اتاریں۔ ناگاہ ایک مرد انصاری نے گروہ بنی خیلا سے جس کا نام اوس بن خولی تھا۔ اس نے گھر کے باہر سے دیکھ کر کہا میں تم کو قسم دیتا ہوں ہمارے حق کو قطع اور ہماری خدمت کو فراموش نہ کرو۔ اور ہم کو بھی اس شرف سے بہرہ اندوز کرو۔ یہ سنکر جناب امیرؑ نے اسکو بلایا۔ اور داخل قبر کیا۔ اور وہ شخص جنگ بدر میں حاضر ہوا تھا۔ راوی نے پوچھا۔ جنازہ حضرت کا کس جگہ رکھا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ قبر کے پائنتی رکھا تھا۔ اور وہاں سے داخل قبر کیا۔ کتاب احتجاج اور کتاب سلیم بن قیس ہلالی میں سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ جب جناب امیرؑ غسل و کفن حضرت سے فارغ ہوئے مجھے اور ابوذر۔ مقداد۔ اور فاطمہؑ و حسنینؑ کو گھر میں لے گئے اور آپ آگے کھڑے ہوئے اور ہم نے پیچھے صف باندھی اور حضرت پر نماز پڑھی۔ عائشہ وہاں موجود تھی۔ مگر ہمارے نماز پڑھنے سے مطلع نہ ہوئی۔ اس وجہ سے کہ جبرئیلؑ اس کی آنکھیں ڈھانپتے تھے۔ پس دس دس نفر کو داخل حجرہ فرماتے اور یہ لوگ درود بھیجتے اور باہر آتے یہاں تک کہ مہاجرین و انصار بھی فارغ ہوئے۔ اور نماز حضرت پر وہی تھی جو جناب امیرؑ نے بیان فرمائی اور کتاب کفایۃ الاثر میں بسند عمار بن یاسر سے روایت ہے کہ جب وقت وفات حضرت ہوا۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور بہت راز ان سے فرمائے۔ پس فرمایا۔ تو میرا

وصی اور وارث میرا ہے اور حق تعالٰی نے تجھے علم و فہم عطا کیا ہے۔ جب میں دُنیا سے رحلت کرونگا۔ اس وقت کینہ ہائے دیرینہ جو ایک جماعت کے سینوں میں پنہاں ہے ظاہر کریں گے۔ اور تیرا حق غصب کریں گے۔ یہ سُن کر جناب سیّدہ و حسنینؑ رونے لگے۔ حضرت رسولؐ نے فاطمہؑ سے فرمایا۔ اے بہترین زنان عالمیاں کیوں روتی ہے۔ جناب سیدہ نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار۔ میں ڈرتی ہوں کہ بعد آپ کے میرا حق غصب کریں اور میری حرمت کی رعایت نہ کریں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو کہ پہلے سب سے جو میرے اہل بیت سے ملحق ہوگا وہ تو ہے گریہ نہ کر اور اندوہناک نہ ہو۔ تحقیق اے فاطمہؑ تو بہترین اہل بہشت ہے اور تیرا باپ بہترین پیغمبران ہے اور تیرا عم پسر بہترین اوصیائے پیغمبران ہے اور دو فرزند تیرے بہترین جوانان اہل بہشت ہیں اور حق تعالٰی اصلب حسینؑ سے نو فرزند ظاہر کرے گا۔ وہ سب مطہر اور معصوم ہونگے اور میری اولاد سے مہدی اسی امت کا مددگار ہوگا۔ بعد اس کے جناب امیرؑ سے خطاب فرمایا۔ اے علیؑ مجھے غسل و کفن بغیر تمہارے اور کوئی نہ دے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت آپ کے غسل دینے میں میری کون اعانت کریگا۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ تمہاری اعانت کریں گے اور فضل بن عباسؓ تمہیں پانی دیں گے۔ اور فقہ الرضا میں مذکور ہے جب جناب امیرؑ حضرت کے غسل سے فارغ ہوئے۔ اپنی زبان سے جو کچھ گرد چشم رسول خدا تھا چاٹ لیا۔ اور کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ حیات اور وفات میں طیب و پاکیزہ ہیں۔ اور نہج البلاغہ میں ہے کہ بعد وفات جناب سیدہ حضرت امیرالمومنین نے جناب رسول خداؐ سے خطاب فرمایا۔ کہ یا رسول اللہ مفارقت عظیم اور مصیبت دردناک آپ کی مجھے صبر فرمائے والی ہر مصیبت سے ہے اس لئے کہ میں نے ہاتھ اپنے سے آپ کو قبر میں اتارا اور آپ کی روح مقدس نے میری آغوش میں مفارقت کی۔ دوسرے خطبہ میں فرمایا۔ کہ جب روح مقدس کو قبض کیا۔ اس وقت سر مبارک حضرت کا میرے سینے پر تھا۔ اور جان حضرت کی میرے ہاتھ میں جاری ہوئی۔ اور حضرت کو میں نے اپنے مُنہ کی جانب اُٹھا لیا۔ اور آپ ہی متوجہ غسل حضرت ہوا۔ اور ملائکہ میرے معین و مددگار تھے۔ اس وقت وہ گھر اور اطراف خانہ صدائے ملائکہ سے بھرا ہوا تھا۔ ایک گروہ ملائکہ آسمان کے اوپر جاتا اور دوسرا نیچے آتا۔ اور میں ان کی آوازیں سُنتا تھا۔ کہ حضرت پر درود بھیجتے ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے جسد مطہر کو مرقد منور میں پنہاں کیا۔ پس مجھ سے زیادہ کون حیات اور بعد وفات سزاوار ہے۔ کلینیؒ نے روایت کی بسند حسن جناب صادقؑ

بیان دفن رسولؐ ۔ سے کہ ابو طلحہ انصاری نے لحد حضرت رسولؐ کھودی۔ مولف فرماتے ہیں ہوسکتا ہے کہ بظاہر ایسا ہو لوگوں کی نظروں میں کہ ابو طلحہ کھودتا ہے۔ اور حقیقت میں ملائکہ کھودتے ہوں کہ منافات حدیث سابق سے نہ ہو۔ کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت صادق سے روایت کی ہے کہ شقران آزادہ کردہ رسول خدا نے قبر حضرت میں اینٹیں دیں۔ بسند صحیح دیگر جناب صادق سے روایت ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت کی قبر میں اینٹیں دیں۔ بسند معتبر حضرت

صادق سے روایت ہے کہ قبر حضرت پر سنگریزہ ہائے سُرخ بچھائے کلینیؒ وحمیری وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول خداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا کہ جب میں انتقال کروں تم مجھے اسی مکان میں دفن کرنا۔ اور میری قبر زمین سے چار انگشت اونچی کرنا اور اس پر پانی چھڑکنا۔ شیخ طوسیؒ نے دوسری حدیث میں روایت کی ہے۔ کہ قبر شریف حضرت کو ایک بالشت زمین سے اونچا کیا۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ احادیث بخصوص بلندی چار انگشت بہت ہیں۔ اور احتمال ہے کہ باعتبار اختلاف کئی ہوں۔ اس لئے چار انگشت کشادہ قبر قریب ایک بالشت کے ہے۔ اور احتمال ہے کہ پہلے چار انگشت ہو۔ اور بعد سنگریزے بچھانے ایک بالشت ہوگئی ہو۔ علاوہ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے۔ کہ ام سلمہؓ نے کہا جب حضرت نے بعالم بقا رحلت فرمائی۔ میں نے اپنا ہاتھ حضرت کے سینہ پر رکھا۔ پس کئی ہفتہ تک جب کھانا کھاتی یا وضو کرتی خوشبو مشک کی میرے ہاتھ سے آتی تھی۔ کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جس رات کو حضرت نے جانب ریاض جنت رحلت فرمائی۔ وہ رات اہل بیت پر تمام راتوں سے طولانی تھی اور ایک ایسی حالت ان پر طاری تھی یہ نہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ آسمان کے نیچے ہیں یا زمین پر۔ اس لئے کہ حضرت نے واسطے رضائے خدا کے ہر نزدیک و دُور سے دشمنی کی تھی۔ اور ان سے بہت لوگ قتل کئے تھے۔ پس انتقام کا فریق و منافقین سے اہل بیت ترساں تھے۔ حق تعالیٰ نے اس حالت میں ایک فرشتہ بھیجا۔ بروایت دیگر جبرئیلؑ کو بھیجا کہ دیکھتے نہ تھے۔ مگر آواز سُنتے تھے کہ اس نے کہا۔ السلام علیکم یا اهل البیت ورحمة الله وبرکاته واضح ہو کہ خدا ہر مصیبت سے تسلی دینے والا اور ہر مہلکہ سے نجات دینے والا ہے۔ اور ہر چیز فوت شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔

پھر یہ آیت پڑھی کل نفسٍ ذائقة الموت وانما توفون اجورکم یوم القیمة فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز وما الحیوة الدنیا الا متاع الغرور حق تعالیٰ نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تمام لوگوں پر فضیلت دی ہے۔ گناہوں اور عیبوں سے پاک کیا ہے اور تم کو اپنے پیغمبر کا اہل بیت کیا ہے اور اپنا علم تمہارے سپرد کیا ہے اور اپنی کتاب تمہاری میراث میں دی ہے اور تم کو اپنا صندوق علم کہا ہے۔ اور تم کو اپنا عصائے عزت کیا ہے۔ اور تمہارے واسطے اپنے نور سے مثال دی ہے اور تم کو معصوم گردانا ہے اور لغزش فتنہ و فساد سے تم کو بے خوف کیا ہے۔ پس خدا کے لئے صبر کرو۔ حق تعالیٰ تم سے اپنی رحمت دور نہیں کرتا۔ اور اپنی نعمت تم سے زائل نہیں فرماتا۔ بخدا سوگند تم لوگ اہل خدا ہو تمہارے سبب سے اپنی نعمت کو خلق پر تمام کیا۔ اور پراگندہ کو مجتمع کیا۔ اور کلمات کو متفق کیا۔ اور تم خدا کے دوست ہو۔ جو کوئی تمہاری ولایت اختیار کرے وہ رستگار ہے اور جو کوئی تم پر ستم کرے اور تمہارا حق تم سے چھین لے وہ ہلاکت میں ہے۔ حق تعالیٰ نے تمہاری محبت کو اپنی کتاب میں مومنوں پر واجب کیا۔ اور خدا جس وقت چاہے تمہاری نصرت و

مددگاری پر قادر ہے۔ لہٰذا صبر کرو اور عاقبت بخیر کے منتظر رہو۔ کیونکہ بازگشت جمیع امور کی خدا کی طرف سے ہے۔ اور بتحقیق کہ پیغمبر خدا نے تم کو حق تعالیٰ کے سپرد کیا۔ اور حق تعالیٰ نے قبول کیا۔ اور تم کو زمین پر اپنے دوستوں اور مومنوں کے سپرد کیا۔ جو شخص امانت ادائے الٰہی کرے اور تمہاری ولایت کو اپنے اوپر واجب جانے اور تمہاری حرمت کی رعایت کرے۔ حق تعالیٰ اجر اُسے نیک اس کو قیامت میں دے گا۔ تم لوگ امانت خدا اور رسولؐ ہو۔ اور تمہاری محبت واجب اور اطاعت فرض ہے۔ اور حضرت دنیا سے نہیں گئے۔ جب تک کہ دین کو تمہارے لئے کامل نہیں کیا اور تمہارے لئے راہ نجات کو واضح کیا۔ اور کسی جاہل کے لئے کوئی حجت باقی نہیں۔ اگر کوئی نادان ہو یا اظہار نادانی کرے۔ یا کسی حق کا انکار کرے یا بھول جائے۔ یا اظہار فراموشی کرے۔ خدا پر اس کا حساب ہے اور خدا تمہاری حاجتیں برلانے والا ہے اور تم کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں والسلام۔ راوی نے حضرت سے پوچھا۔ یہ تعزیت کس طرف سے تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ تعزیت خدا کی طرف سے تھی۔ اور احادیث معتبرہ میں وارد

بیان در زہر کتف گوسفند۔ ہے کہ حضرت رسولؐ شہید دنیا سے گئے۔ چنانچہ صفارؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بروز جنگ خیبر حضرت کو دست بزغالہ میں زہر دیا۔ اور جب حضرت نے لقمہ تناول فرمایا۔ اس گوشت نے کہا۔ یا رسول اللہ مجھے زہر آلود کیا ہے۔ چنانچہ حضرت اپنے مرض موت میں فرماتے تھے۔ آج کے دن اس زہر نے جو میں نے خیبر کے دن کھایا۔ میری کمر کو شکستہ کیا ہے اور کوئی پیغمبر۔ وصی پیغمبر نہیں مگر یہ کہ شہید دنیا سے جاتا ہے اور دوسری روایت میں فرمایا۔ کہ زن یہودیہ نے حضرت کو کتف گوسفند میں زہر دیا۔ اور جب حضرت نے اس سے کچھ تناول فرمایا۔ اس کتف نے کہا مجھے زہر آلود کیا ہے یہ سُن کر حضرت نے اُسے پھینک دیا۔ اور ہمیشہ وہ زہر جسم مبارک میں اثر کرتا تھا۔ یہاں تک کہ اسی زہر سے رحلت فرمائی۔ شیخ مفیدؒ شیخ طوسیؒ و شیخ طبرسیؒ اور جمیع محدثین فریقین روایت کی ہے کہ جب حضرت نے دُنیا سے رحلت فرمائی۔ منافقین مہاجرین و انصار نے اہل بیت رسالت کو اسی حال پر چھوڑ دیا۔ اور ان کی تعزیت کو نہ آئے۔ اور نہ متوجہ تجہیز و تکفین حضرت ہوئے۔ اسی وجہ سے ان میں سے اکثر کو نماز جنازہ حضرت میسر نہ ہوئی۔ جناب امیرؑ نے بریدہ کو ان کے پاس بھیجا کہ حضرت پر نماز پڑھنے حاضر ہوں۔ اور یہ نہ آئے یہاں تک کہ حضرت کو دفن کر چکے تھے اور جب صبح ہوئی۔ جناب سیدہ نے فریاد کی۔ کہ واسوٗ صباحاً۔ یعنی اے روز بد آ کہ تیرا دن ہے۔ اور انہوں نے غنیمت جانا۔ کہ جناب امیرؑ متوجہ تجہیز و تکفین ہیں۔ اور بنی ہاشم مصیبت جدائی حضرت میں بے قرار ہیں۔ ان سب نے آپس میں اتفاق کیا۔ کہ ابوبکر کو خلیفہ کریں جس حالت حیات سرور کائنات میں مشورہ کیا تھا۔ جب انہوں نے (انصار نے) چاہا۔ کہ سعد بن عبادہ کو خلیفہ کریں۔ وہ مہاجرین کی برابری نہ کر سکے اور مغلوب ہوئے۔ جب بیعت ابوبکرؓ کی تمام ہوئی ایک شخص اس وقت جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا جب حضرت بیلچہ ہاتھ

میں لیٹے ہوئے قبر رسالت مآبؐ کو درست فرما رہے تھے۔ اس شخص نے کہا۔ لوگوں نے ابوبکر سے بیعت کی اس خوف سے کہ جب آپ فارغ ہو جائیں تو وہ طلب خلافت نہ کر سکیں۔ یہ سن کر جناب امیرؑ نے بیلچہ ہاتھ سے زمین پر رکھ دیا۔ اور یہ آیت پڑھی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الٓمٓ ۔ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمن اللہ الذین صدقوا ولیعلمن الکاذبین ام حسب الذین یعملون السیئات ان یسبقونا ساء ما یحکمون اور تفصیل اس قصہ کی آئندہ انشاء اللہ بیان ہو گی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ امام محمد تقیؑ سے لوگوں نے

کلام حضرت امیر المومنینؑ ۔ پوچھا۔ کیا جناب امیرؑ نے آنحضرتؐ کو غسل دیا۔ تو خود بھی غسل کیا۔ حضرت نے جواب دیا۔ کہ حضرت رسولؐ طاہر و مطاہر تھے۔ ولیکن جناب امیرؑ نے غسل کیا۔ کہ سنت جاری رہے کہ جو شخص میت کو چھوئے وہ غسل کرے۔ شیخ طوسیؒ۔ شیخ طبرسیؒ و جمیع محدثین فریقین نے روایت کی ہے۔ کہ بروز شوریٰ جناب امیرؑ نے منافقین پر حجت تمام کی ارشاد فرمایا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے۔ جس نے حضرت رسولؐ کو ہمراہ ملائکہ مقربین غسل دیا ہو۔ اور وہ ملائکہ ہمراہ اپنے خوشبو و گلہائے بہشت کو لاتے تھے۔ اور اعضائے حضرت کو ایک جانب سے دوسری جانب پھیرتے تھے۔ اور میں انکی باتیں سنتا تھا اور وہ کہتے تھے کہ اپنے پیغمبر کی شرمگاہ چھپاؤ۔ کہ حق تعالیٰ تمہاری شرمگاہ چھپائے۔ سب نے یہ سن کر کہا۔ بغیر آپ کے کوئی ایسا نہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بغیر میرے کوئی تم میں ایسا ہے جس نے حضرت کو کفن دیا اور اپنے ہاتھ سے دفن کیا۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ آیا سوا میرے کوئی شخص تم میں ہے جسے حق تعالیٰ نے پرسا دیا ہو۔ جس وقت کہ حضرت نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اور فاطمہؑ رو رہی تھیں۔ ناگاہ سامنے سے میں نے ایک آواز سنی کہ کوئی کہنے والا کہتا ہے اور ہم سب اس کو نہیں دیکھتے۔ کہتا وہ یہ ہے۔ السلام علیکم یا اھل البیت ورحمۃ اللہ وبرکاتہ تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے رحمت و ثواب الٰہی ہر مصیبت میں ہے اور ہر امر گذشتہ سے تسلی فرمانے والا ہے اور ہر امر فوت شدہ کا تدارک کرنے والا ہے۔ لازم ہے خدا کی تعزیت فرمانے سے صبر کرو۔ اور جانو کہ سب اہل زمین مر جائیں گے۔ اور اہل آسمان سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اور اس وقت اس گھر میں بغیر میرے اور فاطمہؑ اور حسنینؑ کے کوئی اور نہ تھا۔ حضرت رسولؐ بیچ میں لیٹے ہوئے تھے۔ اور کپڑا حضرت کے منہ پر ڈالا تھا۔ سب نے کہا۔ بجز آپ کے کوئی نہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ آیا تم میں کوئی ایسا ہے۔ جس نے حضرت رسولؐ کو حنوط بہشت دیا ہو۔ اور فرمایا۔ اس کے تین حصے کرو۔ ایک ثلث سے مجھے حنوط اور ایک ثلث سے میری دختر فاطمہؑ کو اور ایک ثلث واسطے اپنے رکھو۔ سب نے کہا نہیں۔ پھر فرمایا آیا تم میں کوئی ہے جو حالت حیات میں حضرت کا

مجھ سے زیادہ مقرب ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ پھر فرمایا۔ تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ آیا تم میں بغیر میرے کوئی ایسا ہے۔ جس کو حضرت نے ہزار کلمے علم تعلیم فرمائے ہوں۔ کہ ہر کلمہ کنجی دوسرے ہزار کلمہ کی ہو۔ سب نے کہا۔ نہیں۔ کلینیؒ نے بسند

ذکر مصحف حضرت فاطمہؑ

معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے انتقال کیا۔ جناب سیدہ کو وفات پدر بزرگوار جور و ستم امت سے۔۔۔۔ اس درجہ حزن و اندوہ ہوا کہ بغیر حق تعالیٰ کوئی اس حزن و رنج و غم سے واقف نہ تھا۔ پس حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو جناب فاطمہؑ کے پاس بھیجا۔ کہ باتیں کرے اور شدت اندوہ و غم جناب سیدہ کو تسکین کریں۔ چنانچہ ہر روز جبرئیلؑ آتے اور دلجوئی و تسکین جناب فاطمہؑ کی فرماتے۔ اور بعد ان کے ان کی ذریت طاہرہ پر جو جو مصیبتیں دشمنوں پر گذریں گی اس کا ذکر کرتے تھے اور جو کچھ ان کے دشمنوں پر عذاب ہوگا۔ اور جو کوئی اس امت میں سلطنت یا دولت بحق باطل کریگا۔ ان سب کا حال بیان کرتے تھے۔ جب جناب سیدہ نے یہ حالت ملاحظہ فرمائی۔ جناب امیرؑ سے کہا۔ کوئی شخص آتا ہے اور اس اس طرح کی خبریں سُناتا ہے۔ مجھ سے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ جب تمہارے پاس وہ آئے مجھے خبر کرنا۔ پس جس وقت جبرئیلؑ آتے۔ جناب فاطمہؑ حضرت امیرؑ کو خبر کرتی تھیں اور جو کچھ جبرئیلؑ کہتے۔ جناب امیرؑ لکھتے تھے۔ یہاں تک کہ ایک کتاب جمع ہو گئی۔ اور وہ مصحف فاطمہؑ ہے۔ کہ اس میں احوال آئندہ تا روز قیامت مندرج ہیں۔ اور وہ کتاب اب حضرت قائم آل محمدؑ کے پاس ہے۔ اور حضرت نے فرمایا۔ جناب فاطمہؑ بعد رحلت حضرت رسولؐ پچھتر ۷۵ دن زندہ رہیں۔ اور ہمیشہ محزون و غمگین رہیں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملحق ہو گئیں۔ صلوٰۃ اللہ علیہا وعلیٰ ابیہا وعلیٰ بعلہا وعلیٰ اولادہا الطاہرین ولعنۃ اللہ علیٰ اعدائہم اجمعین۔

فصل چھٹی

بیان بعد دفن آنحضرتؐ

فصل چھٹی۔ بیان اُن چند احوال کا جو بعد دفن آنحضرتؐ واقع ہوئے اور جو کچھ قریب ضریح اقدس ظاہر ہوا۔ و بیان غرائب احوال روح پُر فتوح آنحضرتؐ شیخ طوسیؒ نے روایت کی ہے کہ جب چاہا روضۂ اقدس پر عمارت بنائی ہے۔ اس وقت ضریح کے سراہنے اور پائنتی سے مشک نکلا۔ کہ ایسا خوشبو مشک نہ دیکھا تھا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت جعفر بن مثنیٰ خطیب سے روایت کی ہے۔ کہا میں مدینہ میں تھا۔ کہ سقف مسجد حضرت رسولؐ جس جگہ قبر شریف تھی وہاں سے منہدم ہو گئی۔ اور معمار و مزدور چھت پر آتے جاتے تھے۔ میں نے اسمٰعیل بن عمار معمار سے کہا۔ کہ جناب صادقؑ سے پوچھو۔ آیا ہم چھت پر جا سکتے ہیں۔ اور وہاں سے جا قبر شریف دیکھ

سکتے ہیں۔ دوسرے روز اسمٰعیل خبر لائے۔ میں نے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اچھا نہیں جانتا۔ کہ کوئی قبر شریف حضرت سے مشرف ہو۔ اور میں بے خوف نہیں ہوں۔ کہ وہ ایسی چیز دیکھے کہ اندھا ہو جائے۔ اس سبب سے کہ وہ دیکھے حضرت کھڑے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں یا یہ دیکھے کہ ہمراہ بعض زنانِ طاہرہ بیٹھے ہیں۔

بیان نصب منبر بحکم معاویہ ۔ ایضاً۔ بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ اکتالیسویں سال ہجرت حضرت سے معاویہ نے ارادۂ حج کیا۔ اور بڑھئی معہ لکڑیوں اور اوزاروں کے بھیجے اور حاکم مدینہ کو نامہ لکھا۔ کہ حضرت رسولؐ کا منبر اکھیڑ کر اتنا ہی بڑا منبر میں نے شام میں بنوایا ہے۔ بنا دے۔ جب قصد منبر کے اکھیڑنے کا کیا۔ سورج کو گہن لگا۔ اور زلزلہ عظیم زمین سے ظاہر ہوا۔ اور لوگوں نے منبر نہ اکھیڑا۔ اور یہ قضیہ معاویہ کو لکھا۔ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ جو میں نے کہا ہے۔ اس کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ پس بحکم معاویہ منبر حضرتؐ کا اکھیڑ ڈالا۔ اور بڑا بنایا صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے صحیح و معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ نے اصحاب سے فرمایا۔ میری زندگی اور موت تمہارے لئے بہتر ہے۔ اصحاب نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ تو ہم جانتے ہیں آپ کی زندگی ہمارے لئے بہتر ہے۔ ہم نے آپ کے سبب سے آتش جہنم اور ضلالت سے نجات پائی۔ مگر آپ کا انتقال ہمارے لئے کس طرح بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ بعد میرے انتقال کے تمہارے اعمال مجھے دکھائے جائیں گے۔ جو عمل نیک تم سے دیکھوں گا دعا کروں گا۔ خدا تمہاری توفیق زیادہ کرے اور جب عمل بد تم سے ہوگا۔ تمہارے لئے طلب آمرزش کروں گا۔ اس وقت ایک شخص نے منافقین میں سے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کیونکر ہمارے اس وقت دعا کریں گے۔ جبکہ استخوان آپ کے خاک ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے میرے گوشت کو زمین پر حرام کیا ہے اور میرا بدن بوسیدہ اور کہنہ نہ ہوگا۔ بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کوئی پیغمبر اور وصی پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ گوشت و استخوان و روح اس کا آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تمام لوگ ان کی قبر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور دور و نزدیک سے لوگوں کا سلام ان کو پہنچتا ہے۔ بسند معتبر

بیان احتجاج جناب امیرؑ ۔ جناب صادق سے روایت ہے جس وقت حضرت ابوبکر نے قبضۂ خلافت کر لیا۔ تو جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کیا میری اطاعت کا تجھے رسول خدا نے حکم نہیں دیا۔ ابوبکر نے کہا نہیں اگر مجھے حکم دیتے تو میں اطاعت کرتا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر تو پیغمبر کو دیکھے اور وہ تجھے حکم میری اطاعت کا کریں۔ آیا میری اطاعت کرے گا۔ ابوبکر نے کہا۔ ہاں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے ہمراہ مسجد قبا میں چل۔ جب مسجد قبا میں پہنچے۔ ابوبکر نے دیکھا۔ حضرت رسولؐ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب حضرت نماز

سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ابوبکر کو انکار ہے کہ آپ نے میری اطاعت کا حکم اُسے نہیں دیا۔ جناب رسولؐ نے فرمایا۔ میں نے مکرر تجھے اطاعت علیؑ کا حکم نہیں کیا ہے جا اور اسکی اطاعت کر۔ ابوبکر خائف و ترساں وہاں سے پھرا۔ راہ میں جناب عمر ملے۔ عمر نے کہا۔ ابوبکر تم کو کیا ہو گیا ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ حضرت رسولؐ نے مجھے ایسا حکم فرمایا ہے۔ عمر نے کہا۔ وہ گروہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ جو تجھ ایسے احمقؔ کو سردار کرے۔ کیا تو نہیں جانتا یہ سب بنی ہاشم کا سحر ہے۔ کتاب اختصاص و بصائر الدرجات اور جمیع کتب معتبر میں بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے۔ جب جناب امیرؑ کا گریبان مبارک پکڑ کر ابوبکر کی بیعت کو مسجد میں لے گئے۔ راہ میں جناب امیرؑ قبر رسول خداؐ کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی سلہ میرے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کیا۔ اور قریب ہے کہ مجھے مار ڈالیں۔ اس وقت ایک ہاتھ قبر رسول خداؐ سے باہر ابوبکر کی طرف آیا۔ کہ سب نے پہچانا۔ یہ ہاتھ حضرت رسولؐ کا ہے اور ایک آواز ایسی آئی۔ سب نے پہچانا یہ آواز رسولؐ کی ہے اور فرمایا۔ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّیک رجلا۔ یعنی کافر ہوا اس خدا سے جس سے خدا نے تجھے پیدا کیا ہے پس نطفہ سے پس تجھے آدمی کیا۔ بروایت دیگر ہاتھ ایک قبر سے باہر آیا۔ اور اس ہاتھ پر لکھا تھا۔ اکفرت یا عمر بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّیک رجلا ایضاً صفار وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؐ نے

سلہ یہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر کا اپنا کلام ہے وہ ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہہ سکتے ہیں۔ ہم کو اس میں دم مارنے کی جگہ نہیں۔ کیوں کہ حضرت عمر اپنے کو حضرت ابوبکر سے نیک اور اچھا تصور کیا کرتے تھے لہٰذا اپنے بڑا ہونے کی وجہ سے وہ ایسے کلمات اکثر حضرت ابوبکر کو کہہ دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔ لما توفی رسول اللہ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امراتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ ما نورث ما ترکناہ صدقۃ فرایتماہ کاذبا غادرا اثما خائنا واللہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق توفی ابوبکر ولکنت انا ولی رسول اللہ وولی ابی بکر فرایتمانی کاذبا اثما غادرا خائنا (مسلم شریف جلد دوم ص۹۱) حضرت عباسؓ اور حضرت علیؑ سے حضرت عمر نے کہا۔ جب رسولؐ نے وفات پائی۔ ابوبکر نے کہا میں خلیفہ رسولؐ ہوں۔ اور تم دونوں نے میراث طلب کی۔ عباسؓ نے بھتیجے کی اور علیؑ نے اپنی زوجہ کا حق ابوبکر نے کہا۔ رسولؐ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا پس تم نے اس کو کاذب۔ غدار۔ خائن۔ اثم جانا۔ اس کے بعد میں ابوبکر اور رسولؐ کا ولی ہوا پس تم نے مجھے بھی کاذب۔ غادر۔ خیانت کرنے والا اور سخت گنہگار پایا۔ یہ صحابہ کا آپس کا معاملہ ہے اور حضرت عمر کا خاص کر ابوبکر اور خود کو عباس اور علیؑ کے نزدیک پانا۔ (کوثر بھریلوی عفی عنہ)

اپنے اصحاب سے فرمایا۔ حضرتؐ کو کس لئے آزردہ کرتے ہو۔ اصحاب نے کہا ہم کس بات میں حضرت کو آزردہ کرتے ہیں۔ جناب صادقؑ نے فرمایا۔ مگر نہیں جانتے تم کہ تمہارے اعمال حضرت پر پیش کئے جاتے ہیں۔ جب معصیت حضرت تم سے دیکھتے ہیں تو آزردہ ہوتے ہیں۔ کلینیؒ اور صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی۔ کہ جب شب جمعہ ہوتا ہے روح رسول خدا اور روح پیغمبراں گذشتہ و ارواح اوصیاء گذشتہ و روح امام زمانؑ کو رخصت ملتی ہے پس ان کو عرش پر لے جاتے ہیں اور سات بار گرد عرش کے طواف کرتے ہیں۔ اور ہر قائمہ عرش کے نزدیک نماز پڑھتے ہیں اور جب صبح ہوتی ہے علم ان کا زیادہ ہو جاتا ہے اور روایت معتبر دیگر میں وارد ہے کہ جب خدا چاہتا ہے علم تازہ امام زمانؑ کو بغیر حلال و حرام تعلیم فرماتے پس اس علم کو ہمراہ رسولؐ خدا ایک ملک ان کے پاس بھیجتا ہے اور وہ ملک حضرت پر عرض کرتا ہے حضرت فرماتے ہیں علیؑ پاس جا اور اس علم کو ان تک پہونچا جب وہ ملک جناب امیرؑ پاس آتا ہے جناب امیرؑ فرماتے ہیں حسنؑ پاس جا اور اسی طرح ہر ایک امام دوسرے کے پاس جانے کا حکم دیتا ہے یہاں تک کہ امام زمانؑ تک منتہی ہوتا ہے۔ اور حمیری و صفار وغیرہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ کل رات کو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اس جگہ دیکھا۔ اور ان سے معانقہ کیا۔

باب دوم

بیان تاریخ ولادت و وفلت اور بعض احوال کریمہ و مناقب حضرت سیدہؑ

اس باب میں آٹھ فصلیں ہیں۔

ولادت سیدہؑ۔ کلینیؒ نے بسند صحیح حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب سیدہؑ بعد پانچ سال بعثت جناب رسول خداؐ کے واقع ہوئی اور سن شریف وقت وفات اٹھارہ سال اور پچھتر روز کا تھا۔ اور کشف الغمہ میں بھی مثل اس حدیث کے حضرت صادق سے روایت ہے۔ شیخ طوسیؒ نے مصباح وغیرہ میں اور اکثر محققین علماء نے ذکر کیا ہے۔ کہ ولادت باسعادت بیسویں جمادی الآخر روز جمعہ دوسرے سال بعثت میں ہوئی اور بعضوں نے کہا ہے پانچویں سال بعثت میں ہوئی۔ اور اہل سنت نے روایت کی ہے کہ ولادت سیدہؑ پانچ سال قبل بعثت واقع ہوئی۔ اور پہلا قول مشہور اور قوی تر ہے۔ اور طبری رمانی نے دلائل الامامۃ میں

جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ولادت جناب سیدہؑ پینتالیسویں سال ولادت حضرت رسول خداؐ سے بیسویں جمادی الآخر کو واقع ہوئی۔ پس آٹھ سال مکہ معظمہ اور دس سال مدینہ منورہ میں رہیں اور پچھتر روز بعد وفات رسول خداؐ تیسری ماہ جمادی الآخر گیارہویں سال ہجری جانب ریاض جنت انتقال کیا۔ اور جناب زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب جناب سیدہؑ متولد ہوئیں۔ ہر روز اس قدر بڑھتی تھیں۔ جتنا اور بچے سات روز میں بڑھتے ہیں۔ اور ایک ہفتہ میں بقدر ایک مہینہ کے اور ایک مہینہ میں بقدر ایک سال کے اور جب حضرت رسول خداؐ نے مدینہ میں ہجرت فرمائی۔ ام سلمہؓ کو عقد میں لائے اور جناب سیدہؑ کو ام سلمہؓ کے سپرد کیا۔ کہ مشغول خدمت و تربیت جناب سیدہ رہیں۔ ام سلمہؓ نے کہا قسم بخدا میں جناب سیدہ سے آداب سیکھتی تھی اور ان کو حاجت آداب سیکھنے کی نہ تھی۔ بلکہ سب چیزوں کو مجھ سے اور سب سے بہتر جانتی تھی۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر عبداللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز عائشہ حضرت رسولؐ کے پاس آئیں۔ دیکھا کہ رسولؐ جناب سیدہ کو پیار فرما رہے ہیں عائشہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ جناب سیدہ کو بہت دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا اگر تو جانے کہ میں اس کو کس قدر دوست رکھتا ہوں۔ اس وقت دوستی تیری نسبت اس کے زیادہ ہوگی۔ واضح ہو کہ جب میں شب معراج چوتھے آسمان پر پہنچا۔ جبرئیلؑ نے اذان اور میکائیل نے اقامت کی۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ آگے کھڑے ہو جیئے کہ ہم آپ کے پیچھے نماز پڑھیں۔ میں نے کہا۔ بھلا اے[1] جبرئیلؑ میں نماز میں تمہارے آگے کھڑا ہوں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں حق تعالیٰ نے پیغمبران مرسل کو ملائکہ پر فضیلت دی ہے۔ اور آپ کو مخصوص تمام عالم پر فضیلت دی ہے۔ یہ سن کر میں آگے کھڑا ہوا۔ اور ہمراہ ملائکہ آسمان چہارم پر نماز پڑھی۔ پس داہنی جانب نظر کی دیکھا حضرت ابراہیمؑ ایک باغ میں باغہائے بہشت سے تشریف رکھتے ہیں۔ اور گروہ ملائکہ گرد موجود ہیں۔ وہاں سے اوپر بجانب آسمان پنجم گیا۔ اور وہاں سے جانب آسمان ششم گیا۔ اور صدائے حق تعالیٰ مجھے وہاں پہنچی۔ اے محمدؐ نیک باپ باپ تھا تمہارا ابراہیمؑ اور نیک بھائی بھائی تمہارا ہے علی ابن ابی طالب۔ پس جب میں حجاب میں پہنچا۔ جبرئیلؑ نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور داخل بہشت کیا۔ جب بہشت میں پہونچا۔ ایک درخت نور میں نے دیکھا۔ اور اس درخت کی جڑ پاس دو فرشتے دیکھے کہ حُلّہائے بہشت تہ کر رہے ہیں۔ میں نے جبرئیلؑ سے کہا۔ اے حبیبؑ یہ درخت کس کے لئے ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ علی ابن ابی طالب کے لئے ہیں۔ اور یہ دو فرشتے قیامت تک کے لئے حلے بہشت کے تہ کرتے رہیں گے۔ وہاں سے میں تھوڑا آگے بڑھا۔ میں نے

---

[1] رسول پاکؐ کو علم تھا۔ کہ فرشتے بلکہ جبرئیلؑ سب میرے نور سے پیدا ہوئے ہیں اور میرے خادم ہیں۔ میں فرشتوں اور بعد خدا تمام مخلوق سے افضل ہوں۔ وجہ یہ تھی پہلے ملائکہ نے کسی کو امام بنا کر نماز اقتدا میں ادا نہیں کی تھی۔ اس لئے آپ نے فرمایا جبرئیلؑ میں کھڑا ہوں اگر ہوں تو تم پڑھو گے۔ انہوں نے کہا۔ ضرور بحکم خدا ہم پڑھیں گے۔ (کوثر بھریلوی عفی عنہ)

ایک رطب مسکہ سے زیادہ نرم اور مشک سے خوشبو زیادہ اور شہد سے شیریں زیادہ دیکھا وہ رطب میں نے کھایا۔ اور وہ رطب میرے صلب میں نطفہ ہوا۔ اور جب میں زمین پر خدیجہؓ سے ہمبستر ہوا اور وہ فاطمہؑ سے حاملہ ہوئیں۔ پس فاطمہؑ حوریہ انسیہ ہے۔ ظاہر میں بصورت انسان ہے اور صفات و اخلاق میں مثل حوروں کے ہے جب مجھے بہشت کا شوق ہوتا ہے۔ اس وقت میں فاطمہؑ کو دیکھتا ہوں اور اس سے مجھے بوئے بہشت آتی ہے۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت رسولؐ سے کہا۔ آپ فاطمہؑ کو کیوں زیادہ پیار کرتے ہیں اور گود میں لیتے ہیں۔ اور اپنے پاس بٹھاتے ہیں۔ اور اُن سے خاص کچھ آپ ایسی محبت کرتے ہیں کہ کسی اور سے نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ سبب اس کا یہ ہے جبرئیلؑ بہشت سے ایک سیب میرے لئے لائے۔ اور میں نے اس کو کھایا۔ پس وہ میرے شکم میں نطفہ ہوگیا اور میں خدیجہؓ سے ہم بستر ہوا۔ اور خدیجہؓ بحمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ اور میں ہمیشہ فاطمہؑ سے بوئے بہشت سونگھتا ہوں۔ علیؑ بن ابراہیم وغیرہ نے بسندہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ فاطمہؑ کو بہت پیار کرتے تھے اور سونگھتے تھے یہ بات عائشہ کو بہت بُری لگی۔ اور کسی روز حضرت سے اس کا ذکر کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عائشہ جب مجھے آسمان پر لے گئے۔ اور میں داخل بہشت ہوا۔ اس وقت جبرئیلؑ مجھے درخت طوبیٰ کے پاس لے گئے۔ اور اس درخت کا میوہ مجھے دیا۔ اور میں نے کھایا۔ وہ میوہ میرے پیٹ میں پانی ہوگیا۔ اور جب زمین پر آیا۔ خدیجہؓ سے ہم بستر ہوا۔ اور وہ بحمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ جب میں فاطمہؑ کو سونگھتا ہوں اس سے بوئے بہشت آتی ہے۔ کتاب معانی الاخبار

بیان نور شریف جناب سیدہؑ ۔ میں حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کے نور کو قبل پیدائش آسمان و زمین خلق کیا۔ بعض لوگوں نے عرض کی۔ یا حضرت آیا فاطمہؑ داخل انس نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ باطن میں حوریہ اور ظاہر میں انسیہ ہیں۔ لوگوں نے کہا یا حضرتؐ آپ حقیقت اس کلام کی ہم سے بیان فرمایئے۔ حضرت نے کہا۔ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو اپنے نور سے قبل پیدائش آدم پیدا کیا۔ جس وقت کہ ارواح خلائق کو پیدا فرمایا پس جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا فرمایا۔ فاطمہؑ کا نور ان پر عرض کیا۔ اصحاب نے کہا۔ یا حضرت قبل پیدائش آدمؑ فاطمہؑ کا نور کہاں تھا فرمایا۔ ایک شیشہ میں ساق عرش کے نیچے تھا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا حضرت خوراک اس نور کی کیا تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ خوراک اس کی تسبیح و تہلیل و تمجید حق تعالیٰ تھی جب حق تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا۔ اور مجھے ان کے شکم سے ظاہر کیا اور چاہا۔ کہ فاطمہؑ کو میرے شکم سے ظاہر کرے۔ پس فاطمہؑ کے نور کو بہشت میں ایک سیب بنا دیا۔ اور جبرئیلؑ اس سیب کو میرے لئے لائے۔ اور کہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ اے میرے حبیب پھر جبرئیلؑ نے کہا۔ اے محمدؐ تمہارا پروردگار تم کو سلام کہتا ہے۔ میں نے کہا۔ اسی سے سلامتی ہے اور اسی کی طرف سلام اور تحیت ہے جبرئیلؑ نے کہا یا محمدؐ یہ سیب حق تعالیٰ نے آپ کو بہشت سے ہدیہ بھیجا ہے۔ اس سیب کو میں نے جبرئیلؑ سے لے کر اپنے سینے

سے لگا لیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اس سیب کو کھاؤ۔ جب اس کو توڑا۔ ایک نور اس سے ساطع ہوا۔ میں اس سے ڈر گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ آپ بیخوف نوش کیجئے۔ حضرت یہ نور اس کا ہے جسکا نام آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہؑ ہے۔ میں نے کہا۔ اے جبرئیلؑ حبیب میرے اس کو آسمان پر منصورہ اور زمین پر فاطمہؑ کس لئے کہتے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ زمین پر فاطمہؑ اس لئے کہتے ہیں کہ اس نے شیعوں کو آتشِ جہنم سے چھڑایا۔ اور اپنے دشمنوں کو اپنی محبت سے قطع کیا ہے۔ آسمان پر منصورہ اس لئے کہتے ہیں۔ اپنے محبوں کی نصرت و مددگاری کی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ دیومئذٍ یفرح المؤمنون بنصر اللہ ینصر من یشاء۔ اور کتاب عیون المعجزات میں عمارؓ بن یاسر سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ فاطمہؑ کے پاس گئے۔ جب نظر سیدہؑ کی جناب امیرؑ پر پڑی۔ کہا۔ یا علیؑ میرے قریب آؤ۔ میں تم کو گذشتہ اور آئندہ قیامت تک خبر دوں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ کلام سُنا۔ پھر گئے اور حضرت رسولؐ کی خدمت میں آئے جب جناب رسول خداؐ کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی۔ فرمایا۔ اے ابوالحسن میرے قریب آؤ۔ جب جناب امیرؑ نزدیک بشیر و نذیر بیٹھے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد کیا۔ منظور ہے میں تم سے کوئی خبر بیان کروں یا تم مجھے خبر دو۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کا فرمانا میرے کہنے سے بہتر ہے۔ پس جو کچھ جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ سے کہا تھا وہ حضرت نے ارشاد کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت آیا نور فاطمہؑ کا میرے نور سے ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ مگر یا علیؑ تمہیں نہیں معلوم کہ فاطمہؑ کا نور میرے نور سے ہے۔ پس جناب امیرؑ نے سجدہ کیا۔ اور شکر الٰہی بجا لائے۔ اور جناب فاطمہؑ کے پاس آئے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ میرے باپ پاس تم گئے تھے۔ اور جو کچھ میں نے کہا تم نے ان سے کہا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہاں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ ابوالحسن سُنو۔ حق تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا کیا۔ اور میرا نور حق تعالیٰ کی تسبیح کرتا تھا۔ پھر میرے نور کو ایک درخت میں درختہائے بہشت کے سپرد کیا۔ اور وہ درخت میرے نور سے روشن ہو گیا۔ جب شب معراج میرے باپ داخل بہشت ہوئے۔ حق تعالیٰ نے انہیں الہام کیا۔ اس درخت سے میوہ توڑ کر تناول فرمایا۔ پس میرا نور ان کے شکم مبارک میں ٹھہرا۔ اور ان کے شکم سے رحم خدیجہؓ دختر خویلد میں منتقل ہوا۔ اور میں اس نور سے پیدا ہوئی۔ علم گذشتہ اور آئندہ کو جانتی ہوں اے ابوالحسنؑ مومن بنور الٰہی دیکھتا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ میں نے جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ کہ ولادت جناب سیدہؑ کس طرح ہوئی۔ حضرت نے فرمایا۔ جب خدیجہؓ نے جناب رسول خداؐ کے ساتھ عقد کیا۔ اور زنان مکہ بوجہ اس عداوت کے جو حضرت سے رکھتی تھیں علیحدہ ہو گئیں اور ان کو سلام کرنا چھوڑ دیا۔ اور کسی عورت کو خدیجہؓ کے پاس نہ جانے دیتی تھیں۔ خدیجہؓ کو اس سبب سے کمال صدمہ ہوا۔ لیکن زیادہ رنج و غم خدیجہؓ کا حضرت رسولؐ کے لئے تھا۔ کہ مبادا اشدت عداوت کے سبب کوئی صدمہ حضرت کو پہنچے۔

جب بحمل فاطمہؑ حاملہ ہوئیں۔ جناب سیدہؑ شکم میں ان سے باتیں کرتیں۔ اور مونس و ہمدم خدیجہؓ کی تھیں اور خدیجہؓ کو صبر و تسلی دیتی تھیں۔ اور خدیجہؓ اس حالت کو حضرت سے پوشیدہ رکھتی تھیں۔ ایک روز حضرت تشریف لائے اور سُنا خدیجہؓ باتیں کر رہی ہے۔ مگر کسی کو ان کے پاس نہ دیکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے خدیجہؓ کس سے باتیں کر رہی ہو۔ خدیجہؓ نے کہا۔ یہ فرزند جو میرے شکم میں ہے۔ مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اور میرا مونس و ہمدم ہے حضرت نے فرمایا۔ اس وقت جبرئیلؑ مجھے خبر دیتے ہیں کہ یہ فرزند دختر ہے اور وہ نسل طاہرہ بامن و بابرکت ہے اور حق تعالیٰ میری نسل اس سے ظاہر کریگا۔ اور اس کی نسل سے پیشوا و اماما ن دین پیدا ہوں گے اور حق تعالیٰ بعد انقطاع وحی ان کو اپنا خلیفہ زمین پر کرے گا اور ہمیشہ خدیجہؓ اسی طرح رہیں یہاں تک کہ ولادت جناب سیدہؑ

بیان ولادت فاطمہؑ قریب پہونچی اور درد زہ محسوس ہوئے۔ زنانِ قریش و زنان ہاشمیہ کو بُلایا۔ کہ آئیں۔ انھوں نے جواب میں کہلا بھیجا۔ تم نے ہمارا کہنا نہیں مانا اور ہمارا قول قبول نہ کیا۔ اور یتیم ابو طالب کی بی بی بنیں جو مفلس ہے اور کچھ مال نہیں رکھتا۔ ہم اس وجہ سے تمہارے گھر میں نہ آئیں گے اور تمہارے کاموں میں شریک نہ ہوں گے۔ جب خدیجہؓ نے ان کا پیغام سُنا۔ بہت اندوہ ناک ہوئیں۔ ناگاہ کیا دیکھتی ہیں۔ کہ چار عورتیں گندم گوں۔ طویل القامت حاضر ہوئیں۔ اور زنانِ بنی ہاشم سے مشابہ تھیں۔ خدیجہؓ ان سے ڈریں ایک عورت نے ان میں سے کہا۔ اے خدیجہؓ ہم سے نہ ڈرو۔ ہم تمہارے پاس خدا کی طرف سے آئی ہیں۔ اور ہم تمہاری بہنیں ہیں۔ میں سارہؑ زوجہ ابراہیمؑ اور دوسری آسیہؑ دختر مزاحم ہے کہ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی بہشت میں رفیق ہوگی اور تیسری مریمؑ دختر عمران اور چوتھی کلثوم خواہر موسیؑ ہے۔ حق تعالیٰ نے ہم کو بھیجا ہے کہ وقت ولادت مولود مسعود تمہارے پاس رہیں اور تمہاری اعانت کریں۔ پس ان میں سے ایک دائیں جانب خدیجہؓ کے اور دوسری بائیں طرف اور تیسری سامنے اور چوتھی پیچھے بیٹھیں۔ پس جناب سیدہؑ پاک و پاکیزہ پیدا ہوئیں۔ اور جب زمین پر تشریف لائیں نور اس قدر چمکا۔ کہ مکہ کے گھر روشن ہو گئے اور مشرق و مغرب میں کوئی گھر آباد نہیں رہا۔ مگر یہ کہ اس نور سے روشن ہو گیا۔ اور دس حور العین جناب خدیجہؓ پاس آئیں۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں طشت و ابریق بہشت تھا۔ اور ان کی ابریقین کوثر سے بھری ہوئی تھی۔ پھر اس عورت نے جو خدیجہؓ کے سامنے بیٹھی ہوئی تھی اس نے حضرت فاطمہؑ کو اُٹھایا۔ اور آب کوثر سے غسل دیا۔ اور دو جامہ سفید نکالے کہ دودھ سے زیادہ سفید اور مشک و عنبر سے خوشبو تر تھے۔ جناب سیدہؑ کو ایک جامہ میں لپیٹا۔ اور دوسرے جامہ کا کیا۔ اور جناب سیدہؑ سے باتیں کیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشھد ان ابی رسول اللّٰہ سید الانبیآء وان بعلی سید الاوصیاء وولدی سادۃ الاسباط میں گواہی دیتی ہوں یگانگی پروردگار پر اور کہ میرے باپ بہترین پیغمبران ہیں اور میرا شوہر بہترین اوصیائے

پیغمبران اور میرے فرزند بہترین فرزندان پیغمبران ہیں۔ پس ہر ایک کو ان چار عورتوں نے سلام کیا۔ اور ہر ایک کا نام لیا۔ اور ان عورتوں نے خوشی ظاہر کی۔ حوران بہشت ہنسنے لگیں۔ ساکنان فلک اور حوران بہشت نے ایک دوسرے کو بشارت دی۔ آسمان پر ایک ایسا نور چمکا کہ پہلے اس کے ایسا نور نہ تھا۔ پھر ان زنان مقدسہ نے خدیجہؑ سے خطاب کیا۔ اور کہا۔ اس دختر کو لو۔ کہ طاہرہ و مطاہرہ و پاکیزہ و بابرکت ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو اور اس کی نسل کو برکت دی ہے۔ یہ سُن کر خدیجہؑ نے خوشی خوشی جناب سیدہؑ کو گود میں لیکر بکمال فرحت و خوشی دودھ پلانے لگیں۔ جناب سیدہؑ ایک روز میں اس قدر بڑھتی تھیں کہ اور بچے ایک مہینہ میں۔ اور ایک مہینہ میں اس قدر نشو و نما فرماتی تھیں کہ اور اطفال جس قدر ایک سال میں بڑھیں۔

فصل دوسری

بیان اسمائے شریفہ سیّدہؑ

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ خدا کے ہاں فاطمہؑ کے نو نام ہیں۔ فاطمہ۔ صدیقہ۔ مبارکہ۔ طاہرہ۔ ذکیہ۔ راضیہ۔ مرضیہ۔ محدثہ۔ زہرا۔ حضرت نے فرمایا۔ آیا تو جانتا ہے فاطمہؑ کی تفسیر کیا ہے۔ راوی نے عرض کی۔ اے سیّد میرے آپ خبر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ یعنی بدی سے علیحدہ ہیں۔ پھر فرمایا۔ اگر جناب امیرؑ سیدہؑ کو تزویج نہ فرماتے تو قیامت تک زمین پر کفو نہ تھا۔ نہ آدمؑ نہ وہ لوگ جو بعد آدمؑ کے پیدا ہوئے۔ مولف فرماتے ہیں۔ صدیقہ یعنی معصومہ ہے اور مبارکہ یعنی صاحب برکت و علم و فضل و کمالات و معجزات و اولاد کرام ہیں۔ اور طاہرہ پاکیزہ یعنی پاک نقص سے اور ذکیہ یعنی ترقی کرنے والی۔ کمالات و خیرات میں اور راضیہ یعنی رضائے الٰہی میں راضی ہونے والی۔ و مرضیہ یعنی پسندیدہ خدا و دوستان خدا اور محدثہ یعنی فرشتے آپ سے باتیں کرتے تھے۔ اور زہرا یعنی بندہ نورانی بنور ظاہری و باطنی واضح ہو کہ یہ حدیث شریف اس پر دلالت کرتی ہے کہ جناب امیرؑ جمیع پیغمبران و اوصیا سے بغیر پیغمبر آخر الزماں افضل ہیں اور بلکہ بعضوں نے استدلال فضیلت جناب فاطمہ زہراؑ بھی پیغمبروں پر کیا ہے۔ ایضاً۔ کتاب علل الشرائع میں بسند معتبر روایت کی ہے۔ ابان بن تغلب نے جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ جناب فاطمہؑ کو کس وجہ سے زہرا کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ نور فاطمہؑ ایک دن میں تین مرتبہ جناب امیرؑ کے لئے ظاہر ہوتا ہے۔ ایک مرتبہ اول روز جبکہ جناب سیدہؑ صبح کی نماز کو کھڑی ہوتیں اور لوگ سوتے ہوتے۔ اس وقت ایک نور جناب فاطمہؑ سے چمکتا۔ اور جمیع خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور ان کے گھروں کی دیواریں اس نور سے سفید ہو جاتیں۔ اس حالت کے دیکھنے سے سب لوگ متعجب ہوتے اور خدمت رسول خداؐ میں جا کر اس کا سبب دریافت کرتے تھے۔ حضرت فرماتے تھے۔ فاطمہؑ

کے گھر میں جاؤ اس نور کا سبب تم پر ظاہر ہو۔ جب جناب سیدہؑ کے گھر میں آتے۔ دیکھتے کہ جناب فاطمہؑ محراب عبادت میں بیٹھی مشغول نماز ہیں۔ اور وہ نور روئے مبارک سے چمک رہا ہے۔ پس جانتے تھے وہ نور ہمارے گھروں کو منور کر رہا ہے نور فاطمہ ہے۔ اور جب دوپہر ڈھل جاتی۔ اور فاطمہؑ مہیائے نماز ظہر ہوتیں۔ ایک نور زرد جبین مبین سیدہؑ سے ساطع ہوتا۔ اور جمیع خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور اس نور سے در و دیوار کپڑے اور لوگوں کی رنگتیں زرد ہو جاتیں۔ جناب رسول خداؐ سے جب دریافت کرتے حضرت ان کو حکم دیتے فاطمہؑ کے گھر جاؤ۔ جب وہاں جاتے دیکھتے فاطمہؑ محراب عبادت میں بیٹھی مشغول نماز ہیں۔ اور ایک نور زرد روئے مبارک سے ساطع ہے۔ پس جانتے وہ نور جناب سیدہؑ کا نور ہے۔ جب شام ہوتی اور آفتاب غروب کرتا۔ روئے منور جناب فاطمہؑ سرخ ہو جاتا۔ اور ایک سرخ نور بسبب فرحت و سرور و شکر نعمت الٰہی روئے نورانی سے ساطع ہوتا۔ اور تمام خانہ ہائے مدینہ میں داخل ہوتا۔ اور ان کے گھروں کی دیواریں سرخ ہو جاتیں۔ اس حال سے متعجب ہو کر جناب پیغمبر خدا کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور سوال کرتے اور آنحضرتؐ جناب فاطمہؑ کے گھر بھیجتے وہاں پہونچ کر دیکھتے۔ کہ جناب سیدہؑ محراب میں بیٹھی تسبیح و تحمید الٰہی میں مشغول ہیں۔ اور چہرۂ نورانی سے ایک سرخ نور ساطع ہے اس وقت سمجھ جاتے تھے۔ کہ وہ نور آثار نور جمال سیدہؑ ہے۔ اور وہ نور ہمیشہ جبین مبین فاطمہؑ میں تھا۔ یہاں تک کہ جناب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ اور وہ نور پیشانی امام حسنؑ میں منتقل ہوا۔ بعد اس کے پیشانی مبارک امام حسینؑ میں رہا۔ اور ہمیشہ وہ نور ہمارے ساتھ ہے اور ایک امام سے دوسرے امام میں تا روز قیامت منتقل ہوتا رہے گا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے جناب صادقؑ سے وجہ تسمیہ زہرا دریافت کی۔ حضرت نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے اپنے نور عظمت سے ان کو پیدا کیا۔ جب اس نور کو پیدا کیا۔ جمیع آسمان و زمین اس نور سے روشن اور دیدہ ہائے ملائکہ خیرہ ہو گئے۔ اور سب کے سب سجدۂ حق تعالیٰ میں جھک گئے۔ اور عرض کی اے ہمارے رب اور اے بزرگ یہ نور کیا ہے۔ حق تعالیٰ نے ان کو وحی فرمائی یہ نور وہ نور ہے۔ جس کو میں نے اپنے نور سے پیدا کیا۔ اور آسمان پر رکھا ہے اور اپنی عظمت سے میں نے اس کو پیدا کیا ہے۔ اور اس کو اس پیغمبر کے شکم سے ظاہر کروں گا۔ جو سب پیغمبروں سے افضل ہے۔ اور اس نور سے پیشوایان دین کو پیدا کروں گا۔ کہ میرے امر کو قائم کریں گے۔ اور میرے دین حق پر لوگوں کو ہدایت کریں گے۔ اور ان کو زمین پر بعد منقطع ہونے وحی کے اپنا خلیفہ کروں گا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہؑ کا نام زہرا اس لئے رکھا کہ جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتیں تھیں ان کا نور اہل آسمان کو روشنی بخشتا تھا جس طرح ستارے اہل زمین کو روشن کرتے ہیں۔

بیان معنی فاطمہؑ ۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ کو معلوم ہے۔ کہ حضرت رسولؐ اکثر قبائل سے رشتہ داری کریں گے۔ اور ان میں سے ہر ایک طمع خلافت کرے گا۔ لہٰذا جب جناب

فاطمہؑ پیدا ہوئیں۔ ان کا نام فاطمہؑ رکھا۔ اس لئے کہ خبر دے خلافت بعد رسولؐ اسکے شوہر اور فرزندوں میں ہے اور بوجہ ولادت فاطمہؑ طمع خلافت اوروں سے منقطع ہو گئی۔ اس لئے کہ فاطمہؑ مشتق فطم سے ہے اور فطم کے معنی قطع و برید کے ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ جب جناب سیدہؑ پیدا ہوئیں۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ کہ حضرت رسولؐ کی زبان پر اس نے جاری کیا۔ کہ جناب سیدہؑ کا نام فاطمہؑ رکھیں پس حق تعالیٰ کی جانب سے اس فرشتے نے خطاب کیا۔ تم کو جہل سے بسوئے علم میں نے علیحدہ کیا۔ اور تم کو حائض ہونے سے باز رکھا پس جناب محمد باقرؑ نے فرمایا۔ قسم بخدا۔ حق تعالیٰ نے روز الست سے فاطمہؑ کو مخصوص کیا۔ اور کثافتہائے علین اور آلودگیہائے دیگر سے محفوظ فرمایا۔ اور احادیث متواترہ میں بطریق شیعہ و سنی روایت ہے کہ سیدہؑ کو اس واسطے فاطمہؑ کہا۔ کہ حق تعالیٰ نے جناب فاطمہؑ اور جمیع شیعان فاطمہؑ کو آتش جہنم سے جدا کر دیا۔ اور ابن بابویہؒ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہؑ بروز قیامت جہنم کے کنارے کھڑی ہونگی اور اس روز ہر ایک شخص کے دو آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا۔ کہ مومن ہے یا کافر۔ اس دن ایک محب اہل بیت کو جس نے بہت گناہ کئے ہونگے حکم ہوگا اس کو جہنم میں ڈال دو۔ اور جب اس کو جناب فاطمہؑ کے پاس لے جائیں گے۔ جناب فاطمہؑ اس کی پیشانی میں پڑھیں گی۔ کہ وہ محب آنحضرتؐ ہے۔ اور ذریت آنحضرتؐ سے ہے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ فرمائیں گی۔ اے خدا اور اے میرے سید تو نے میرا نام فاطمہؑ رکھا۔ اور مجھ سے وعدہ کیا۔ کہ میرے سبب سے میرے دوستوں کو آتش جہنم سے آزاد کرے گا۔ اور وعدہ تیرا حق ہے اور تو خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے فاطمہؑ تو نے سچ کہا۔ میں نے تیرا نام فاطمہؑ رکھا۔ جو شخص تجھے اور تیری ذریت سے اماموں کو دوست رکھے۔ اور تیری اور تیری ذریت کے موالیوں سے ہو۔ اس کو میں نے آتش جہنم سے قطع کیا۔ اور جدا کیا۔ اور میرا وعدہ حق ہے اور میں خلاف وعدہ نہیں کرتا۔ مگر اس بندہ کو جہنم میں لے جانے کے واسطے اس لئے میں نے حکم دیا تھا کہ تو اس کی شفاعت کرے اور اس کے حق میں تیری شفاعت قبول کروں کہ تیری قدر و منزلت۔ ملائکہ۔ انبیاءؑ رسل اور اوصیا پر ظاہر ہو۔ اے فاطمہؑ تو جس کی پیشانی پر مومن لکھا دیکھ اس کا ہاتھ پکڑ اور داخل بہشت کر۔ ایضاً۔

تفسیر فاطمہؑ و بتولؑ و زہراؑ۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ سے پوچھا جناب فاطمہؑ کا نام آپ نے بتولؑ کس نے رکھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ جو خون ماہواری عورتیں دیکھتی ہیں وہ نہیں دیکھتی اور خون دیکھنا دختران پیغمبر میں نازیبا ہے اور دوسری روایت میں حضرت رسولؐ سے منقول ہے کہ فاطمہؑ میں مثل اور عورتوں کے کثافت نہیں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن عسکریؑ سے سوال کیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کا زہرا کس لئے نام رکھا۔ فرمایا۔ اس لئے کہ روئے انور جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ کے لئے اول روز مثل آفتاب اور وقت زوال مانند ماہ منیر اور قریب غروب آفتاب مانند ستارۂ روشن تاباں ہوتا تھا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جناب صادقؑ سے پوچھا گیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کو زہرا کیوں کہتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے۔ کہ جناب فاطمہؑ کے لئے

بہشت میں ایک قبہ یاقوت سُرخ کا ہے۔ بلندی اس قبہ کی ایک سالہ راہ ہے۔ اور بقدرت حق تعالیٰ وہ قبہ ہوا میں کھڑا ہے نہ اُوپر سے کسی چیز میں لٹکا ہے اور نہ نیچے کوئی ستون ہے۔ کہ اس پر قائم رہے اور اس قبہ کے ہزار دروازے ہیں۔ اور ہر ہر دروازے پر ہزار ہزار فرشتے کھڑے ہیں۔ اور اہل بہشت اس قبہ کو اس طرح دیکھتے ہیں جس طرح تم لوگ ستاروں کو آسمان پر دیکھتے ہو پس کہتے ہیں۔ یہ قبہ زہرا اور نورانی سیدہ نساء ہے۔ دیلمی نے کتاب ارشاد القلوب میں سلمان فارسی سے روایت کی ہے کہ ایک دن جناب رسول خداؐ مسجد میں بیٹھے تھے ناگاہ عباس حضرت کے چچا آئے اور سلام کیا۔ حضرت نے سلام کا جواب دیا۔ اور ان کو مرحبا کہا۔ عباس نے کہا۔ مجھ پر علیؑ ابن ابی طالب نے کس مرتبہ سے فضیلت پائی۔ اور حالانکہ اصل ہماری ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے چچا واضح ہو حق تعالیٰ نے مجھے اور علیؑ کو اس وقت پیدا کیا جب آسمان نہ تھا نہ زمین نہ بہشت نہ دوزخ نہ لوح نہ قلم، اور جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ ہم کو پیدا کرے۔ ایک کلمہ سے کلام فرمایا اس سے نور پیدا ہوا پھر دوسرا کلمہ فرمایا۔ اس سے روح پیدا ہوئی۔ اس وقت اس نور کو اس روح سے مزدوج کرکے مجھے اور علیؑ کو پیدا کیا۔ بعد اس کے میرے نور سے عرش کو پیدا کیا۔ اور میں عرش سے بزرگ تر ہوں۔ اور علیؑ کے نور سے آسمانوں کو پیدا کیا۔ پس علیؑ آسمانوں سے جلیل تر ہے اور بزرگ تر ہے اور نور حسنؑ سے نور آفتاب اور نور حسینؑ سے نور مہتاب کو پیدا کیا۔ حسینؑ ماہتاب و آفتاب سے بزرگ تر ہیں۔ اس وقت ملائکہ حق تعالیٰ کی تسبیح کرتے اور کہتے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ۔ کس قدر یہ نور حق تعالیٰ کے نزدیک بزرگ و گرامی ہیں۔ جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ کہ ملائکہ کا امتحان کرے۔ ان پر ابر تاریک نازل کیا۔ اور اس ابر نے ان کو اس قدر گھیر لیا۔ کہ ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکتے تھے۔ ملائکہ نے عرض کی۔ بارالہٰا۔ اور اے خداوند و سید و بزرگ ہمارے جس روز سے تو نے ہم کو پیدا کیا۔ اب تک ایسی حالت ہم نے نہیں دیکھی تجھ سے بتصدق ان انوار کے ہم سوال کرتے ہیں کہ اس ظلمت کو ہم سے دُور فرمادے۔ پس حق تعالیٰ نے جناب فاطمہؑ کا نور مانند ایک قندیل کے پیدا کیا۔ اور عرش کے کنارے لٹکا دیا۔ اور اُس نور سے آسمان ہائے ہفتگانہ اور طبقات زمین روشن ہوگئے۔ اس سبب سے جناب فاطمہؑ کا نام زہراؑ رکھا۔ ملائکہ نے تسبیح و تقدیس کی اور حق تعالیٰ نے فرمایا۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ تمہاری تسبیح و تقدیس کا ثواب تا روز قیامت میں نے محبان و دوستان فاطمہؑ اور اس کے شوہر اور اس کے فرزندوں کے لئے

بیان کنیت ہائے جناب سیدہؑ

مقرر کیا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ کنیت ہائے جناب سیدہؑ ام الحسن۔ ام الحسین و ام المحسن و ام الائمہ و ام ابیہا تھیں اور نام آپ کے فاطمہؑ بتول محدثہ۔ مکرمہ۔ حصان و حرہ و سیدہ و عذرا و زہرا و حورا و مبارکہ و طاہرہ و ذکیہ و راضیہ۔ مرضیہ و مریم الکبریٰ و صدیقۃ الکبریٰ ہیں۔

فصل تیسری

بیان فضائل ومناقب سیّدہؑ

فضائل ومناقب اور بعض احوال ومعجزات جناب فاطمہؑ کا بیان۔ شیخ مفیدؒ اور شیخ ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ فاطمہؑ کے غضب سے غضبناک اور فاطمہؑ کی خوشنودی سے خوشنود ہوتا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے عورتوں میں سے چار عورتوں کو منتخب کیا اور مقرب فرمایا۔ مریم۔ آسیہ۔ خدیجہ۔ فاطمہ۔ ایضاً بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ حسنینؑ جمیع اہل زمین سے میرے بعد اور اپنے ماں باپ کے بعد بہتر ہیں۔ اور ان کی ماں بہترین زنان اہل زمین ہے۔ ابن بابویہؒ نے بطریق مخالفان مادر انس بن مالک سے روایت کی ہے۔ کہ جناب سیدہؑ نے ہرگز خون حیض و نفاس نہیں دیکھا۔ ایضاً بسند صحیح روایت کی ہے۔ جناب صادقؑ سے سوال کیا۔ کہ جناب رسول خداؐ نے جو فرمایا ہے کہ فاطمہؑ بہترین اہل بہشت ہے آیا اپنے زمانے میں بہترین زنان ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مریمؑ اپنے زمانے میں بہترین زنان تھیں اور جناب فاطمہؑ بہترین زنان اہل بہشت اولین وآخرین ہیں پھر پوچھا۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ بہترین جوانان اہل بہشت ہیں۔ آیا ایسا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا حسنینؑ بہترین جوانان بہشت گذشتگان و آئندگان ہیں۔

سیدہؑ کا زیور راہِ خدا میں دینا

ایضاً۔ معتبر روایت کی ہے۔ جب رسول خداؐ کسی سفر سے مراجعت فرماتے۔ پہلے اپنی دختر جناب سیدہؑ کے گھر تشریف لاتے اور مدت تک تشریف رکھتے تھے۔ بعد اپنی بیویوں کے گھر جاتے تھے پس حضرت کسی سفر میں تھے۔ اور جناب سیدہؑ نے دو کنگن اور طوق اور گوشوارے چاندی کے بنوائے اور دروازہ پر پردہ چھوڑ دیا۔ حضرت سفر سے واپس تشریف لائے۔ اور جناب فاطمہؑ کے گھر میں آئے۔ اور اصحاب دروازہ پر ٹھہرے۔ جب حضرت نے اندر جاکر ملاحظہ فرمایا۔ غصہ میں باہر تشریف لائے اور مسجد میں قریب ممبر بیٹھ گئے۔ جناب سیدہؑ کو گمان ہوا۔ کہ اس زینت کی وجہ سے حضرت ناراض ہوئے۔ یہ کہکر طوق اور کنگنوں کو اُتار ڈالا۔ اور پردہ اٹھا دیا۔ اور زیور حضرت پاس بھیج دیا۔ اور کہلا بھیجا۔ حضرت سے عرض کرنا۔ آپ کی بیٹی سلام عرض کرتی ہے اور کہتی ہے اس زیور کو راہ خدا میں دیجئے جب حضرت پاس وہ زیور لائے۔ حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ جو میں چاہتا تھا ویسا ہی فاطمہؑ نے کہا۔ باپ اس پر سے قربان دنیا محمدؐ اور آل محمدؐ کے لئے نہیں۔ اور اگر دنیا خوبی وعمدگی میں پر پشہ کے برابر ہوتی خدا دنیا میں ایک کافر کو بھی پانی کا گھونٹ نہ دیتا۔ یہ فرماکر حضرت اٹھے اور جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب صادقؑ سے

روایت کی۔ ایک روز جناب فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ سے پوچھا۔ اے پدر بزرگوار بروز قیامت میں آپ سے کہاں ملاقات کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ قریب دروازہ بہشت جس وقت کہ علم حمد میرے ہمراہ ہو۔ اور اپنی امت کی شفاعت اپنے پروردگار سے کروں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اگر وہاں آپ سے ملاقات نہ ہو۔ تو پھر کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ نزدیک حوض کوثر جس وقت اپنی امت کو حوض کوثر سے سیراب کرتا ہوں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو کہاں ڈھونڈوں۔ حضرت نے فرمایا۔ قریب صراط جس وقت اپنے پروردگار سے مناجات کرتا ہوں۔ پروردگارا میری امت کو صراط سے سلامت اُتار دے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اگر وہاں بھی آپ کو نہ پاؤں تو کہاں ملاقات کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ نزدیک میزان کے ملوں گا جس وقت کہ پروردگار اپنے سے عرض کرتا ہوں۔ کہ خداوندا میری امت کو عذاب سے سالم رکھ۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اگر وہاں بھی نہ پاؤں تو کہاں تلاش کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ جہنم کے کنارہ پر ملوں گا جس وقت کہ وہاں پر کھڑا ہو کر شرار اور شعلہ ہائے آتش کو اپنی امت سے منع کروں گا۔ پس جناب فاطمہؑ ان باتوں کو سُننے سے خوش ہو گئیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر

سیدہؑ کا گردن بند دینا حضرت امام موسیٰؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور جناب سیدہؑ کی گردن میں ایک گردن بند دیکھا پس روئے مبارک پھیر لیا۔ جب جناب سیدہؑ نے جانا۔ کہ حضرت نے گردن بند دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تو مجھ سے ہے۔ ناگاہ ایک سائل نے سوال کیا۔ جناب سیدہؑ نے وہ گردن بند اس کو دے دیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ غضب خدا غضب رسولؐ اس پر شدید ہے جو میرا خون بہائے اور مجھ کو میری عترت میں آزار دے۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے بطریق اہل سنت روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے جس نے اس کو خوش کیا۔ اس نے مجھ کو خوش کیا۔ اور جس نے اس کو آزار و صدمہ دیا۔ اس نے مجھ کو آزار و صدمہ دیا۔ فاطمہؑ میرے نزدیک عزیز ترین مردم ہے۔ ایضاً۔ بطریق اہل سنت عائشہ سے روایت کی ہے کوئی مردوں میں سے حضرت رسولؐ کے نزدیک محبوب مثل علیؑ ابن ابی طالب زیادہ اور عورتوں میں سے محبوب فاطمہؑ سے زیادہ نہ تھی۔ عائشہ سے روایت ہے۔ کہ ایک دن جناب رسول خداؐ

فضیلت زہراؑ برعالمین بیٹھے تھے۔ اور جناب فاطمہؑ حضرت کے پاس تشریف لائیں۔ اور مثل رفتار حضرت رسولؐ راہ چلتی تھیں۔ جب حضرت کی نظر ان پر پڑی۔ دو مرتبہ فرمایا۔ مرحبا میری دختر کو پس فرمایا۔ اے فاطمہؑ آیا راضی نہیں ہے کہ جب بروز قیامت آئے تو بہترین زنان مومنان یا بہترین زنان امت ہو۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ و حسنینؑ بھی حضرت پاس بیٹھے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ خداوندا تو جانتا ہے یہ میرے اہل بیت میرے نزدیک

گرامی ترین مردم ہیں۔ جو ان کو دوست رکھے تو ان کو دوست رکھ اور جو ان کو دشمن رکھے تو بھی ان کو دشمن رکھ۔ اور جو ان کی اعانت کرے تو بھی ان کی اعانت کر اور ان کو ہر شک و شبہ سے مطہر اور ہر گناہ سے معصوم کر اور ان کی تقویت روح القدس اور اپنی جانب سے فرما۔ یہ کہکر حضرتؐ نے فرمایا۔ یا علیؑ تم پیشوا میری امت کے اور میری امت میں بعد میرے خلیفہ ہو۔ اور تم ہی مومنوں کو بہشت کی جانب کھینچ لے جانے والے ہو۔ اور گویا میں اپنی فاطمہؑ کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ صحرائے محشر میں ایک ناقۂ نور پر سوار آئے اور داہنے بائیں آگے پیچھے اس کے ستر ہزار فرشتے ہیں اور میری زنانِ امت کو اپنے پیچھے بہشت میں لے جائے۔ پس جو عورت رات دن میں پانچ نمازیں ادا کرے اور ماہ مبارک رمضان کے روزے رکھے اور خانۂ خدا کا حج کرے۔ اور اپنے مال کی زکوٰۃ دے اور اپنے شوہر کی اطاعت کرے اقرار امامت کا علی ابن ابی طالب میرے بعد کرے میری فاطمہؑ کی شفاعت سے داخل بہشت ہوگی۔ بتحقیق میری بیٹی بہترین زنان عالمیان ہے۔ لوگوں نے عرض کی۔ آیا یا حضرت فاطمہؑ اپنے زمانے میں بہترین زنان ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ مریمؑ دختر عمران ہے کہ اپنے زمانے کی عورتوں سے بہتر تھی لیکن میری بیٹی بہترین زنان عالمیان گذشتگان و آئندگان ہے اور جب محراب عبادت میں کھڑی ہوتی ہے ستر ہزار ملائکہ مقربین اس کو سلام کرتے ہیں اور اس کے لئے ندا کرتے ہیں۔ وہ ندا جو دختر عمران مریمؑ کے لئے کرتے تھے۔ اور وہ فرشتے کہتے ہیں۔ یا فاطمۃ ان اللہ اصطفاکِ وطہرکِ واصطفاکِ علیٰ نساء العالمین اے فاطمہؑ بدرستیکہ حق تعالیٰ نے تجھ کو برگزیدہ کیا۔ اور مطہر و پاکیزہ کیا۔ اور تجھے زنان عالمیان پر اختیار کیا۔ پھر جناب امیرؑ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ اے علیؑ فاطمہؑ میری پارہ تن اور نور دیدہ اور میوہ دل ہے۔ جو اسے آزردہ کرے اس نے مجھے آزردہ کیا۔ اور جو اس کو شاد کرے اس نے مجھے شاد کیا۔ اور سب سے پہلے جو میرے اہل بیت میں مجھ سے ملحق ہوگا۔ وہ فاطمہؑ ہے۔ اے علیؑ میرے بعد اس سے نیک سلوک کرنا لیکن حسنینؑ کو یہ میرے فرزند ہیں۔ اور میرے باغ کے دو پھول ہیں۔ اور بہترین جوانانِ بہشت ہیں۔ لازم ہے کہ ان کو مثل کان آنکھ کے گراں و عزیز رکھنا۔ بعد اس کے حضرت نے ہاتھ آسمان کی جانب بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خداوندا میں تجھے گواہ کرتا ہوں۔ میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو انہیں دوست رکھے اور ان کو دشمن رکھتا ہوں جو ان کو دشمن رکھے۔ اور جو ان سے برسرِ صلح ہو میں ان سے برسرِ صلح ہوں۔ اور جو ان سے برسرِ جنگ ہے۔ میں ان سے برسرِ جنگ ہوں۔ ایضاً بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔ کہ دختر پیغمبر حائضہ نہیں ہوا کرتی۔ اور بتحقیق حیض عورتوں کے لئے عقوبت ہے اور پہلے جو نیک عورتوں میں سے حائض ہوئیں وہ سارہ تھیں۔ شیخ طوسیؒ نے بسند عائشہ سے روایت کی وہ فرماتی ہیں۔ میں نے کسی کو رفتار اور بات چیت میں جناب فاطمہؑ کو رسول خداؐ سے مشابہ زیادہ نہیں دیکھا۔ اور جناب فاطمہؑ حضرت پاس آتی تھیں۔ حضرت مرحبا فرماتے تھے اور سیدہؑ کے ہاتھ چومتے اور اپنی جگہ بٹھاتے تھے۔

اور جب حضرتؐ خود فاطمہؑ کے گھر تشریف لے جاتے ۔ فاطمہؑ اُٹھ کھڑی ہوتیں اور حضرت کا استقبال کرتیں اور مرحبا کہتی اور حضرتؐ کا ہاتھ چومتی ۔ جب مرض وفات حضرت رسولؐ آیا ۔ آنحضرتؐ کے پاس آئیں ۔ اور حضرت نے ان سے راز کہے ۔ جناب سیدہؑ رونے لگیں ۔ اس کے بعد ایک راز کہا ۔ اس کو سُن کر جناب سیدہؑ خوش ہوگئیں ۔ میں نے اپنے دل میں کہا ۔ میں فاطمہؑ کو اور عورتوں سے بہتر جانتی تھی ۔ اب معلوم ہوا ۔ وہ بھی مثل اور عورتوں کے ہیں ۔ جلد رونے اور ہنسنے لگتی ہیں ۔ پس میں نے فاطمہؑ سے رونے اور ہنسنے کا سبب دریافت کیا ۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا ۔ میں افشائے راز نہ کرونگی ۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی پھر میں نے اس راز کو پوچھا ۔ جناب سیدہؑ نے کہا ۔ اوّل مرتبہ حضرت نے اپنے انتقال کی خبر دی ۔ میں رونے لگی اور بعد اس کے فرمایا ۔ میرے اہل بیت میں سب سے پہلے تو مجھ سے ملحق ہو گی ۔ اس کے سُننے سے میں ہنسنے لگی ۔ علیؒ بن ابراہیم نے روایت کی کہ حضرت نے فرمایا ۔ جو شخص صدمہ و آزار فاطمہؑ کو میری حیات میں دے ۔ ایسا ہے کہ گویا اس نے اس کو بعد میری وفات کے آزار دیا ۔ اور جو فاطمہؑ کو میری وفات کے بعد آزار دے ۔ اس طرح ہے گویا اس کو میری حیات میں آزار دیا ۔ جس نے اس کو ایذا دی ۔ اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے خدا کو ایذا دی ۔ اور حق تعالیٰ نے درباب ایذا و آزار جناب امیرؑ و فاطمہؑ یہ آیہ نازل فرمایا ہے ۔ ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لہم عذابا مھین تحقیق جو لوگ خدا و رسول کو ایذا دیتے ہیں ۔ خدا نے ان پر دُنیا اور آخرت میں لعنت کی ہے اور ان کے لئے عذاب خوار کنندہ مقرر کیا ۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ۔ حضرت رسولؐ نے وصیت فرمائی ۔ اے علیؑ حق تعالیٰ کے علم کامل نے مخلوق کے احوال پر احاطہ فرمایا ۔ اور مجھے مردان عالمیان سے برگزیدہ کیا ۔ پھر جمیع مردانِ عالمیان پر تمہارے فرزندان امامان کو میرے اور تمہارے بعد اختیار کیا ۔ پھر فاطمہؑ کو جمیع زنانِ عالمیان سے برگزیدہ فرمایا ۔ ایضاً ۔ بسند ہائے معتبر حضرت رسولؐ سے روایت ہے ۔ حضرت نے فرمایا ۔ فاطمہؑ مجھ سے ایک شاخ ہے ۔ جو کوئی اسے ایذا دیتا ہے مجھ کو ایذا دیتا ہے ۔ اور جو اسے شاد کرتا ہے مجھ کو شاد کرتا ہے اور بتحقیق حق تعالیٰ فاطمہؑ کے غضب پر غضب کرتا ہے اور خوشنودی فاطمہؑ سے خوشنود ہوتا ہے ۔ اور صحیفۃ الرضا میں اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور فاطمہؑ کی گردن میں گردن بند سونے کا دیکھا ۔ کہ جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ کے لئے مالِ غنیمت سے لائے تھے ۔ پس حضرت نے فرمایا ۔ اے فاطمہؑ تجھے لوگ فریب نہ دیں ۔ اور یہ نہ کہیں ۔ فاطمہؑ محمدؐ کی بیٹی ہے اور جباروں کا لباس پہنے ہے یہ سُن کر جناب سیدہؑ نے وہ گردن بند اتار ڈالا ۔ اور بیچ کر غلام خریدا اور آزاد کر دیا ۔ یہ دیکھ کر حضرت خوش ہو گئے قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے ایک روز حضرت رسولؐ بیٹھے تھے ۔ جناب فاطمہؑ تشریف لائیں ۔ اور رنگ جناب فاطمہؑ کا

فاقوں سے متغیر ہو گیا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ قریب آ۔ جب فاطمہؑ قریب گئیں۔ حضرت رسولؐ نے دست مبارک سینۂ فاطمہؑ پر رکھا۔ اور اس وقت جناب سیدہؑ بچہ تھیں۔ پس فرمایا۔ خداوندا اے بھوکوں کے سیر کرنے والے اور اے زیر دستوں کے بلند کرنے والے فاطمہؑ کو بھوکا نہ رکھ۔ جب حضرت کی دعا ختم ہوئی۔ میں نے دیکھا جناب سیدہؑ کا زرد رنگ سُرخ ہو گیا۔ اور اس درجہ سُرخ ہوا۔ کہ گویا خون چہرۂ مبارک پر جاری تھا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ بعد اس کے مجھے ہرگز بھوک نہیں لگی۔ ایضاً۔ بسند معتبر جابرؓ انصاری سے روایت ہے کہ حضرت کو چند روز کھانا ممکن نہ ہوا۔ اور بھوک نے غلبہ کیا۔ حجرہ ہائے زنان میں تلاش کیا۔ وہاں بھی نہ پایا۔ پس حجرہ طاہرہ جناب فاطمہؑ میں تشریف لائے فرمایا۔ اے بیٹی کچھ کھانا تیرے پاس ہے۔ میں اسے کھاؤں اس لئے کہ بھوک نے مجھ پر غلبہ کیا ہے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند میری جان آپ پر سے قربان کچھ کھانا میرے پاس نہیں ہے۔ جب حضرت رسولؐ جناب سیدہؑ کے گھر سے باہر تشریف لائے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ کی ایک کنیز دو روٹیاں اور گوشت بطور ہدیہ لائی۔ جناب سیدہؑ نے اس سے لے لیا۔ اور کاسہ نیچے رکھ کر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ اور فرمایا قسم بخدا۔ میں حضرت رسولؐ کو اپنے اور اپنے فرزندوں پر مقدم جانتی ہوں۔ اس وقت سب بھوکے تھے۔ پس امام حسنؑ و امام حسینؑ کو بھیج کر حضرت رسولؐ کو طلب کیا۔ جب حضرت تشریف لائے۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار بعد آپ کے تشریف لے جانے کے حق تعالیٰ نے طعام میرے لئے بھیجا۔ اور میں نے آپ کے لئے اپنے فرزندوں سے چھپا رکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر لے آ۔ جب حضرت فاطمہؑ نے کاسہ کھولا۔ بقدرت حق تعالیٰ وہ کاسہ گوشت اور روٹی سے بھر گیا تھا۔ جناب فاطمہؑ نے ملاحظہ فرمایا۔ متحیر و متعجب ہوئیں اور جانا کہ حق تعالیٰ نے کاسہ بھر دیا ہے۔ یہ دیکھ کر حمد الٰہی بجا لائیں اور حضرت پر درود بھیجا۔ اور وہ طعام حضرت پاس لائیں۔ جب حضرت نے وہ کاسہ طعام سے بھرا دیکھا۔ حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ اور پوچھا۔ اے فاطمہؑ کہاں سے یہ کھانا لائیں۔ فاطمہؑ نے عرض کیا۔ حق تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ کیونکہ خدا چاہتا ہے جسے بے حساب روزی دیتا ہے۔ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کو طلب فرمایا۔ اور حضرت رسولؐ و جناب امیرؑ جناب سیدہؑ حسنینؑ اور جمیع آنحضرتؐ نے وہ کھانا نوش فرمایا۔ اور سیر ہو گئے۔ جناب فاطمہؑ فرماتی ہیں وہ کاسہ بدستور بھرا ہوا تھا۔ اور کچھ کم نہ ہوا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سب ہمسایوں کو اس کھانا سے سیر کیا۔ اور حق تعالیٰ نے اس میں بے حد خیر و برکت و کرامت فرمائی۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے جب خدیجہؓ نے دار فنا سے رحلت فرمائی۔ جناب سیدہؑ اپنے پدر بزرگوار پاس مضطر و بیقرار آئیں اور پوچھتی تھیں۔ اماں کہاں ہیں۔ حضرت جواب نہ دیتے تھے اور سیدہؑ ہمیشہ یہی دریافت فرماتی تھی۔ اور گھر والوں سے بھی پوچھتی تھی۔ میری اماں کہاں ہیں اور جناب رسول خداؐ خبر انتقال نہ دیتے تھے۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا۔ آپ کا پروردگار آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ہمارا سلام

فاطمہؑ سے کہو۔ اور کہو تیری ماں خانہ ہائے بہشت سے ایک گھر میں ہے۔ جس کو قصب سے بنایا ہے اور قصب سونے میں نصب کیا ہے اور اس کے ستون یاقوت سُرخ کے ہیں۔ اور اس قصر میں آسیہ زن فرعون۔ مریم دختر عمران بھی ہے جناب فاطمہؑ نے یہ سُنا۔ فرمایا حق تعالیٰ تمام عیبوں اور نقصوں سے سالم ہے اور سلامتی اسی میں ہے اور تحقیق اسی کی طرف پھرتی ہیں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب جناب فاطمہؑ نے

حال ام ایمن خادمۂ سیدہؑ ۔ رحلت فرمائی۔ ام ایمن خادمۂ جناب سیدہؑ نے قسم کھائی۔ میں مدینہ میں نہ رہوں گی۔ اس لئے جناب صدیقہؑ کی جگہ خالی نہیں دیکھ سکتی۔ پس مدینے سے متوجہ مکہ ہوئی۔ اثنائے راہ میں کسی منزل پر بعض منزلوں میں سے اس پر پیاس نے غلبہ کیا۔ اور جب پانی سے مایوس ہوئی۔ ہاتھ آسمان کی جانب اُٹھائے اور کہا خداوندا میں جناب فاطمہؑ کی خادمہ ہوں۔ کیا مجھے تشنگی سے ہلاک کر ڈالے گا۔ یہ کہنا تھا۔ کہ ایک ڈول آسمان سے اس کے لئے پانی کا زمین پر اُترا۔ اور ام ایمن نے وہ پانی پیا۔ اس کے بعد سات سال تک پانی پینے کی حاجت نہ ہوئی۔ لوگ اس کو کاموں کے لئے بہت گرمی کے ایام میں باہر بھیجتے تھے اور وہ پیاسی نہ ہوتی تھی۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن سلمان فارسیؓ جناب سیدہؑ

بیان آسیہ گردانی جناب سیدہؑ ۔ کے گھر میں اجازت لے کر آئے اور دیکھا۔ جناب فاطمہؑ چکی پیس رہی ہیں۔ دست مبارک زخمی ہے اور خون چوب آسیہ پر جاری ہے اور امام حسینؑ ایک طرف کو بھوک سے بلکتے اور روتے ہیں۔ سلمان نے عرض کی اے مخدومہ اے دختر رسول خداؐ آپ کے ہاتھ چکی سے زخمی ہو گئے ہیں۔ حالانکہ آپ کی کنیز فضہ بھی موجود ہے۔ یہ خدمت آپ اس سے کیوں نہیں لیتیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے سلمان حضرت رسولؐ نے مجھے وصیت فرمائی ہے کہ گھر کا کاروبار ایک دن فضہ کرے اور ایک دن میں کروں۔ کل فضہ کی باری تھی آج میری باری ہے۔ سلمانؓ نے عرض کی۔ میں آپ کا غلام اور آزاد کردہ ہوں۔ مجھے حکم دیجئے۔ میں امام حسینؑ کو بہلاؤں یا چکی پیسوں۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ میں حسین کو ہر طرح بہلا سکتی ہوں۔ تم چکی پیسو۔ سلمانؓ نے تھوڑے جو پیسے۔ اور اذان نماز سُن کر مسجد میں گئے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جو کچھ دیکھا تھا۔ جناب امیرؑ سے بیان کیا۔ جناب امیرؑ سُن کر گریاں ہوئے اور گھر آئے اور پھر ہنستے مسجد میں تشریف لائے۔ جب حضرت رسولؐ نے ہنسنے کا حال پوچھا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت جب میں گھر گیا۔ دیکھا فاطمہؑ آرام کر رہی ہیں۔ اور حسینؑ ان کے سینہ اقدس پر سو رہے ہیں۔ اور چکی بغیر اس کے کہ ہاتھ کسی کا دکھائی دے چل رہی ہے۔ حضرت یہ سُن ہنسنے لگے اور کہا۔ یا علیؑ کیا یہ تم کو معلوم نہیں کہ خدا کے چند فرشتے ایسے ہیں جو زمین پر پھرتے ہیں۔ اور تا روز قیامت محمدؐ و آل محمدؐ کی خدمت کرتے ہیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے ابوذرؓ نے کہا۔ ایک دن حضرت رسولؐ نے مجھے جناب امیرؑ کے گھر بھیجا۔ کہ علیؑ کو بلا لاؤ۔ جب میں گھر میں گیا۔ اور آواز دی مجھے کسی نے جواب نہ دیا۔ اور میں نے دیکھا کہ چکی چل رہی ہے۔

اور کوئی چکی کے پاس نہیں۔ پس جناب امیرؑ حضرت رسولؐ پاس آئے۔ کوئی بات ایسی فرمائی کہ میں نہ سمجھا۔ میں نے عرض کی یا حضرت جناب امیرؑ کے گھر میں نے دیکھا۔ کہ چکی خود بخود گھومتی ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی نہیں۔ اس سبب سے مجھے کمال تعجب ہے۔ حضرتؐ نے فرمایا حق تعالیٰ نے دل اور جمیع اعضائے جسم میری دختر کے ایمان اور یقین سے بھر دیئے ہیں۔ اور حق تعالیٰ اس کے ضعف سے واقف ہے۔ اس لئے اس کی اعانت و مدد فرماتا ہے اس کے امور اور مہمات کی کفایت کرتا ہے۔ اے ابوذرؓ تم کو نہیں معلوم کہ حق تعالیٰ کے چند فرشتے ایسے ہیں۔ جو محمدؐ و آل محمدؐ کی مدد و اعانت کرتے ہیں۔ کتاب کشف الغمہ و امالی شیخ و تفسیر فرات بن ابراہیم میں ابوسعید خدری سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ سے کچھ کھانا مانگا۔ اور کہا صرف احتیاج سے میں چاشت کروں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا قسم اس خدا کی جس نے میرے پدر بزرگوار کو گرامی کیا ہے اس وقت میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ جو تمہارے لئے لاؤں دو دن گذرے ہیں کہ کھانا نہ تھا۔ بغیر اس کھانے کے جو میں تمہارے لئے اپنے اور اپنے بچوں سے بچا کر رکھ چھوڑتی تھی۔ اور تم کو اپنے اور اپنے فرزندوں پر مقدم جانتی تھی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تم نے دو دن تک مجھ سے کیوں نہ کہا۔ کہ گھر میں کھانا نہیں ہے۔ میں تمہارے لئے تلاش کرتا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ میں اپنے خدا سے شرم کرتی ہوں۔ کہ تم کو اس چیز کی تکلیف دوں جس پر تم قادر نہ ہو۔ پس جناب امیرؑ، گھر سے باہر تشریف لائے اور اعتماد تمام و ثوق عظیم اپنے خدا پر فرما کر ایک دینار قرض کیا۔ اور چاہا اپنے عیال کے لئے کھانا خریدیں۔ ناگاہ راستہ میں وقت شدت تمازت آفتاب مقداد سے ملاقات ہوئی۔ کہ حرارت آفتاب سے مقداد کا سر جلا جاتا تھا۔ اور پاؤں بھنے جاتے تھے اور گرمی سے بہت متغیر تھا۔ جب جناب امیرؑ نے مقداد کو دیکھا۔ پوچھا۔ اے مقداد اس گرمی میں اس وقت کیوں گھر سے باہر نکلے مقداد نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ آپ تشریف لے جائیے اور میرا حال نہ پوچھیئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے بھائی مجھے جائز نہیں۔ کہ تمہیں اس طرح دیکھوں اور تمہارا حال نہ معلوم کروں۔ مقداد نے پھر عذر کیا۔ اور حضرت نے مبالغہ فرمایا۔ اس وقت مقداد نے عرض کی۔ بحق اس خدا کے جس نے محمدؐ کو پیغمبر اور تم کو وصی کیا ہے۔ میں گھر سے باہر نہیں آیا۔ مگر شدت گرسنگی سے اور اپنے عیال کو بھوکا چھوڑ کر آیا ہوں۔ ان کے رونے سے مجھے تاب نہ رہی اور اس حال سے گھر سے باہر نکلا۔ جب جناب امیرؑ مقداد کے حال سے مطلع ہوئے۔ رونے لگے۔ اور اس قدر روئے کہ ریش مبارک آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ اور فرمایا اے مقداد بحق اس خدا کے جسکی تم نے قسم کھائی۔ میں بھی اس کام کے لئے باہر نکلا ہوں اور ایک دینار قرض لیا ہے۔ میں تمہیں اپنے نفس پر اختیار و ایثار کرتا ہوں۔ پس وہ دینار مقداد کو دیدیا۔ اور شرم سے گھر میں نہ گئے۔ مسجد میں تشریف لائے اور نماز ظہر و عصر و مغرب و عشا رسول خداؐ کے ہمراہ ادا کی۔ جب رسول خداؐ نماز سے فارغ ہوئے تو جناب امیرؑ کی طرف تشریف لائے جو صف اوّل بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے اشارہ کیا اٹھو جناب امیرؑ اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت کے پیچھے چلے۔ جب دروازہ مسجد

کے قریب پہنچے اور حضرت کو سلام کیا۔ حضرت نے جواب سلام دیا۔ اور فرمایا اے علیؑ کچھ گھر میں موجود ہے میں چل کر کھاؤں۔ جناب امیر یہ سُن کر شرم سے چُپ ہو رہے۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور جناب رسولؐ وحی الٰہی سے جان چکے تھے۔ جو کچھ جناب امیرؑ پر اس روز گذرا تھا۔ اور حق تعالیٰ نے حکم کیا تھا۔ کہ آج کی رات علیؑ کے گھر افطار کرنا۔ جب حضرت نے جناب امیرؑ کو خاموش پایا۔ ارشاد کیا اے ابوالحسنؑ جواب کیوں نہیں دیتے۔ اگر انکار کرو میں پھر جاؤں یا اقرار کرو تمہارے ساتھ چلوں۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ حضرت! میں شرم سے جواب نہیں دے سکتا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اچھا آؤ چلیں۔ پس جناب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور چل دیئے یہاں تک کہ جناب سیدہؑ کے گھر میں تشریف لائے اور سیدہؑ جائے نماز پر بیٹھی تھیں اور نماز سے فارغ ہو چکی تھیں۔ اور جناب سیدہؑ کے عقب ایک کاسہ کھانے سے بھرا رکھا تھا۔ اور بھاپ اس کھانے سے اُٹھ رہی تھی۔ جب جناب سیدہؑ نے حضرت رسولؐ کی آواز سُنی جائے نماز سے اُٹھ کر باہر تشریف لائیں۔ اور حضرت کو سلام کیا۔ جناب فاطمہؑ حضرت کے نزدیک عزیز ترین مردم تھیں۔ پس حضرت نے جواب سلام دیا۔ اور دست مبارک سر پر پھیرا۔ اور کہا۔ اے دختر کس حالت میں شام کی ہے۔ خدا تجھ پر رحم کرے۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ بخیر و نیکی میں نے شام کی ہے۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ اور کچھ ہے میرے واسطے کھانا لا۔ میں کھاؤں۔ جناب سیدہؑ نے وہ کاسہ اُٹھایا۔ اور جناب رسول خداؐ اور جناب امیر کے سامنے رکھا۔ جب جناب امیرؑ نے وہ کھانا دیکھا۔ از روئے تعجب جناب فاطمہؑ کی طرف نظر کی۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ سبحان اللہ از روئے تعجب مجھے آپ کیوں دیکھ رہے ہیں۔ کیا میں نے کوئی برائی کی ہے کہ باعث آپ کے غضب کا ہوئی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس سبب سے مجھے تعجب ہے تم نے آج قسم کھائی تھی کہ دو روز سے کھانا نہیں کھایا۔ اور نہ گھر میں کچھ کھانا موجود ہے۔ اور اب ایسا کھانا لائی ہو۔ یہ سُن کر جناب سیدہؑ نے جانب آسمان نظر کی۔ اور کہا۔ پروردگار آسمان و زمین جانتا ہے میں نے سچ قسم کھائی تھی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ یہ کھانا کہاں سے لائی تھیں کہ اس کا خوشبو اور ذائقہ میں نے کہیں نہیں دیکھا۔ اور نہ کھایا ہے۔ یہ سُن کر جناب رسول خداؐ نے اپنا دست مبارک جناب امیرؑ کے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور فرمایا۔ اے علیؑ یہ عوض تمہارے اس دینار کا ہے جو تم نے مقداد کو دیا۔ اور یہ جزا تمہارے دینار کی خدا کی طرف سے ہے اور خدا جس کو چاہتا ہے بیحساب روزی دیتا ہے۔ یہ فرما کر حضرت رسولؐ رونے لگے۔ اور فرمایا حمد و سپاس اس خدا کی جس نے مجھ کو دنیا سے نہیں اُٹھایا۔ یہاں تک کہ اے علیؑ تم کو بمنزلہ زکریاؑ کر دیا۔ اور فاطمہؑ کو بمنزلہ مریمؑ دختر عمران کیا۔ اور عیاشی نے مثل اس قصہ کے امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ اور اس کے آخر میں ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ تمہاری اور فاطمہؑ کی مثال زکریاؑ اور مریمؑ کی مثال ہے۔ جس وقت ذکریاؑ مریمؑ پاس جاتے اور ان کے پاس کھانا دیکھتے۔ پوچھتے اے مریمؑ یہ کھانا

کہاں سے تمہارے پاس آیا۔ مریمؑ کہتیں۔ خداوند عالم نے بھیجا ہے۔ بتحقیق خدا جس کو چاہتا ہے بیحساب روزی دیتا ہے۔ اور فرمایا۔ ایک مہینہ تک اس کاسہ میں سے کھایا اور کم نہ ہوا۔ اور وہ کاسہ اب میرے پاس ہے اور جناب صاحب الامر اس کاسہ میں سے کھانا کھائیں گے۔ ابن شہر آشوب اور قطب راوندی نے روایت کی ہے۔

منزلت و بزرگی جناب سیدہؑ کا ۔ ایک دن جناب امیرؑ کو قرض لینے کی ضرورت پیش آئی۔ اور چادر جناب فاطمہؑ کی ایک یہودی کے پاس گروی کی۔ بروایت ابن شہر آشوب اس یہودی کا نام زید تھا۔ اور وہ چادر بالوں کی تھی۔ پس چادر گرو فرما کر تھوڑے جَو اس یہودی سے لئے اور اس یہودی نے اس چادر کو لے جا کر کوٹھڑی میں رکھ دیا۔ جب رات ہوئی اور یہودی کی بی بی اس کوٹھڑی میں آئی۔ ایک نور اس چادر سے ساطع دیکھا۔ کہ اس نے تمام کوٹھڑی کو روشن کر دیا ہے۔ جب زن یہود نے وہ حالت عجیب و غریب مشاہدہ کی۔ اور اپنے شوہر پاس گئی۔ جو دیکھا تھا بیان کیا۔ وہ یہودی بھی اس نقل سے متعجب ہوا۔ اور بھول گیا۔ کہ چادر جناب سیدہؑ کی اس کوٹھڑی میں ہے۔ جب کوٹھڑی میں گیا۔ دیکھا کہ شعاع چادر خورشید فلک عصمت و طہارت ہے کہ اس کی شعاع نے مانند بدر منیر گھر روشن کر دیا۔ یہودی یہ دیکھ کر زیادہ متعجب ہوا۔ اور دونوں اپنے عزیزوں پاس گئے۔ اور اسی نفر یہود کو لائے اور برکت نورانی چادر جناب فاطمہؑ سے وہ سب بنور اسلام منور ہوئے۔ قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ گروہ یہود میں شادی رچی وہ یہود حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا ہمارا آپ پر حق ہمسائیگی ہے۔ اب ہمارے یہاں شادی ہے۔ لہٰذا التماس ہے۔ جناب فاطمہؑ کو شادی میں ہمارے گھر بھیج دیجئے کہ ہمارا موجب مزید عزت و مکرمت و فرحت ہو۔ اور اس بارہ میں بہت اصرار کیا حضرت نے فرمایا وہ علی ابن ابی طالب کی زوجہ ہے اور ان کے حکم میں ہے۔ یہودیوں نے عرض کی آپ علیؑ سے سفارش کر کے اجازت دلا دیجئے۔ اور غرض یہودیوں کی یہ تھی۔ کہ ان کی عورتوں نے خوب اچھی طرح بناؤ سنگار کیا تھا۔ اور زیور و جامہائے فاخرہ پہنے تھے۔ اور جناب فاطمہؑ کو اس وجہ سے بلایا۔ وہ پا جامہائے کہنہ ان کی شادی میں آئیں گی۔ اور موجب خواری و ذلت حضرت رسولؐ ہو گا۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور زیور و جامہائے بہشت جناب سیدہؑ کے لئے لائے۔ اور جناب فاطمہؑ وہ زیور و جامہائے بہشت پہن کر یہودیوں کی شادی میں تشریف لے گئیں۔ جب زنان یہود نے وہ عمدہ زیور و جامہائے نفیس پہنے دیکھا۔ اور ان کے نور و ضیاء و صفا مشاہدہ کئے۔ سب کے سب جناب فاطمہؑ پاس آئیں اور زمین پر گر کر پائے مبارک چومنے لگیں۔ ان میں سے بہت عورتیں بشرف اسلام مشرف ہوئیں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ یہ قصہ کتابوں میں اس سے بہت زیادہ مذکور ہے مگر چونکہ کتب معتبرہ میں اسی طرح مندرج ہے۔

تفسیر آیات سورہ رحمان ۔ میں نے بھی اس قدر لکھا۔ احادیث معتبرہ میں بطریق شیعہ و سُنی جناب صادقؑ اور علاوہ حضرت کے دیگر ائمہ طاہرین نے بھی آیہ مبارکہ مرج البحرین یلتقیان کی اس طرح روایت

کی ہے یعنی دو دریا کو مخلوط کیا۔ کہ آپس میں ملتے ہیں حضرت نے فرمایا۔ مراد اس سے دو دریائے علم ہیں۔ علیؑ اور فاطمہؑ کہ حق تعالیٰ نے ان دونوں کو باہم کیا۔ بینھما برزخ لا یبغیان۔ یعنی ان کے درمیان فاصلہ ہے۔ ایک دوسرے پر زیادتی نہ کریں اور وہ فاصلہ حضرت رسولؐ ہیں۔ کہ سبب الفتِ علیؑ و فاطمہؑ ہوئے۔ یخرج منھما اللؤلؤ والمرجان۔ ان دریاؤں سے مروارید و مرجان نکلتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ مروارید و مرجان سے مراد حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ کہ ان دو دریائے علم سے ظاہر ہوئے۔ کتب معتبرہ اہل سنت میں باسانید بسیار حضرت رسولؐ مختار سے منقول ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ تمام عالم کی عورتوں سے کوئی بہتر نہیں۔ مگر چار عورتیں مریمؑ دختر عمران۔ آسیہ زن فرعون۔ خدیجہؑ بنت خویلد اور فاطمہؑ دختر محمدؐ اور سب سے بہتر فاطمہؑ ہے۔ باسانید بسیار دیگر روایت میں ہے۔ بہترین زنان بہشت یہ چار عورتیں ہیں اور دوسری روایت میں بہترین زنان عالمیان یہ چار عورتیں ہیں۔ اور روایات متواترہ میں بطریق شیعہ و سُنی منقول ہے فاطمہؑ بہترین زنان اوّلین و آخرین ہیں۔ ایضاً۔ اہل سنت نے عائشہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے جناب سیدہؑ سے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو خدا نے تجھے زنانِ عالمیان سے برگزیدہ کیا ہے اور دوسری حدیث میں وارد ہے۔ بروز قیامت آسیہ و مریم دختران عمران و خدیجہ جناب فاطمہؑ کے آگے آگے مانند دربانوں اور خدمتگاروں کے چلیں گی۔ یہاں تک کہ داخل بہشت کریں۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب حضرت رسولؐ ارادۂ سفر فرماتے۔ سب سے آخر جسے وداع کرتے وہ جناب فاطمہؑ تھیں۔ اور جب سفر سے واپس آتے۔ سب سے پہلے جس سے ملاقات کرتے وہ جناب فاطمہؑ تھیں۔ ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ

وصف بہشت سیدہؑ - نے فرمایا جب حق نے مجھے حکم دیا۔ کہ فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کردں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ حق تعالیٰ نے ایک بہشت موتیوں سے بنایا ہے۔ اور اس کی دیواریں قطعات مروارید و یاقوت سے بنائی ہیں اور مشک لیطلا ہے اور چھت زبرجد سبز سے بنائی ہے اور اس بہشت میں موتیوں سے طاق نکالے ہیں اور ان کو یاقوت سے مکلل و آراستہ کیا ہے اور اس بہشت میں غرفے پیدا کئے ہیں۔ اور ان کو سونے چاندی۔ موتی۔ یاقوت۔ زبرجد کی ایک ایک اینٹ سے بنایا ہے اور ان غرفوں میں چشمے جاری کئے ہیں کہ دریچوں کے اطراف سے جاری ہیں اور ان دریچوں کے گرد نہریں جاری کی ہیں۔ اور ان نہروں پر قبہ ہائے مروارید بنائے ہیں اور ان قبوں کو سونے کی زنجیروں سے باندھا ہے اور ان کے گرداگرد درختان میوہ دار اُگے ہیں۔ اور بالائے ہر شاخ قبہ بنایا ہے اور قبہ میں سفید موتی کا ایک تخت رکھا ہے اور ان تختوں کے سامنے حریر نازک پردے لٹکائے ہیں اور فرش زمین زعفران سے ہے اور ان تختوں کو مشک و عنبر سے معطر کیا ہے۔ اور ہر قبہ میں ایک حوریہ ہے اور اس قبہ کے ایک سو دروازے ہیں اور ہر دروازہ پر دو

کنیزیں کھڑی ہیں۔ اور گرد اس قبہ کے آیتہ الکرسی نقش ہے۔ پس میں نے کہا۔ اے جبرئیلؑ اس قبہ کو کس لئے پیدا کیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ علیؑ اور فاطمہؑ کے لئے بنایا ہے اور یہ تحفہ حق تعالیٰ نے ان کو دیا ہے۔ بغیر ان کے بہشت اولی کے جوان کے لئے پیدا کئے ہیں۔ خاص اس واسطے کہ آپ کی آنکھیں روشن اور دل شاد ہو جائے۔ ابن شہر آشوب نے حضرت امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ جب تک جناب سیدہؑ کو پیار نہ کر لیتے نہ سوتے تھے اور اپنا روئے مبارک سینۂ جناب سیدہؑ پر رکھتے اور ان کے لئے دعا فرماتے تھے۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے حضرت سے معنی حی علیٰ خیر العمل کے پوچھے حضرت نے فرمایا۔ کہ تا روز قیامت فاطمہؑ اور اس کے فرزندوں کی طرف بہ نیکی رفتار کرو۔ یہ بہترین اعمال ہیں۔

گہوارہ جنبانی ملائکہ۔ ثعلبی اور دیگر مفسرین اہل سنت نے روایت کی ہے کہ جب اہل بہشت بہشت میں ساکن ہوں گے۔ اس وقت بہشت میں ایک نور مشاہدہ کریں گے کہ اس نور سے تمام بہشت روشن ہو جائیگا اس وقت اہل بہشت عرض کریں گے۔ پروردگارا تو نے قرآن میں فرمایا ہے کہ اہل بہشت سورج نہ دیکھیں گے یہ نور کیسا ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں۔ پس منادی ندا کرے گا۔ یہ نور چاند سورج کا نہیں۔ بلکہ علیؑ و فاطمہؑ ہنستے ہیں۔ اور یہ نور ان کا ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے۔ جناب فاطمہؑ مشغول عبادت ہوتیں تھیں اور کوئی بچہ جناب سیدہؑ کا جھولے میں روتا تھا پس حق تعالیٰ ملائکہ کو حکم فرماتا۔ کہ وہ آکر جھولا ہلاتے تھے۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ نماز سے فارغ ہوتیں تھیں۔ کتاب کشف الغمہ میں بسند معتبر حضرت امام حسن عسکریؑ سے روایت ہے کہ جب حق تعالیٰ نے آدمؑ و حواؑ کو پیدا کیا۔ انہوں نے بہشت میں فخر کیا۔ آدم نے حوا سے کہا۔ خدا تعالیٰ نے کوئی مخلوق ہم سے بہتر نہیں پیدا کی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیلؑ کو حکم فرمایا۔ کہ آدم و حوا میرے دونوں بندوں کو فردوس اعلیٰ کی طرف لے جاؤ۔ جب آدم و حوا داخل فردوس اعلیٰ ہوئے۔ دیکھا ایک لڑکی تخت پر تختہائے بہشت سے بیٹھی ہے اور ایک تاج نور سر پر رکھا ہے۔ اور دونوں کانوں میں دو گوشوارے نور کے ہیں۔ اور تمام بہشت اس کے نور سے روشن ہو گیا۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ فاطمہؑ دختر محمدؐ ہے اور وہ ایک پیغمبر آپ کے فرزندوں میں ہے کہ زمانہ آخر میں پیدا ہوگا۔ آدم نے کہا۔ یہ تاج جو سر پر ہے کیا چیز ہے۔ کہا۔ یہ تاج اس کا شوہر علیؑ ابن ابی طالب ہے۔ آدمؑ نے پوچھا یہ دونوں بندے اس کے کان میں کیسے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ اس کے دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ ہیں۔ آدمؑ نے کہا۔ اے حبیب من۔ اے جبرئیلؑ آیا یہ مجھ سے پہلے پیدا ہوئے ہیں۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ یہ علم پنہاں حق تعالیٰ میں چار ہزار سال قبل آپ کی پیدائش کے تھے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے کہ عائشہ کہتی تھی۔ محبوب ترین زنان بسوئے رسول خداؐ فاطمہؑ تھیں۔ اور محبوب ترین مردان بسوئے سرور عالمیان جناب امیرؑ شوہر فاطمہؑ تھے۔ ایضاً۔ عائشہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ سچا زیادہ کسی کو میں نے فاطمہؑ سے نہیں دیکھا۔ سوائے اس کے باپ کے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر

حضرت رسولؐ سے روایت کی ہے کہ بہشت چار عورتوں کی مشتاق ہے۔ مریمؑ دختر عمران آسیہ زن فرعون کہ بہشت میں زوجۂ رسولؐ خدا ہونگی۔ و خدیجہؓ زوجہ آنحضرتؐ دنیا و آخرت میں اور فاطمہؑ دختر محمدؐ کشف الغمہ میں بطریق مخالفین روایت ہے۔ ایک دن رسول خداؐ گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور جناب سیدہؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لئے تھے۔ اور فرماتے تھے جو اسے پہنچانتا ہے پہچانے اور جو نہیں پہچانتا۔ وہ پہچانے کہ یہ محمدؐ کی بیٹی ہے اور میری پارۂ تن ہے اور یہ میری دل و جان ہے۔ میرے دونوں پہلو کے درمیان ہے جس نے اس آزار دیا۔ اس نے مجھ کو آزار دیا۔ اس نے خدا کو آزار دیا۔ ایضاً بطریق مخالفین ام سلمہؓ سے روایت ہے۔ فاطمہؑ شبیہہ ترین مردم صورت اور خلقت اور سیرت میں رسول خداؐ سے تھیں۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔ جو کوئی تم پر درود بھیجے گا۔ خدا اس کے گناہوں کو بخش دیگا۔ اور اس کو بہشت میں جس جگہ میں ہونگا جگہ دے گا۔ اور کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے ایک دن جناب رسول خداؐ نے نماز عصر ادا فرمائی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ محراب میں بیٹھ گئے۔ اور اصحاب گرد جمع تھے۔ ناگاہ ایک مرد پیر مہاجرین سے پھٹے پرانے کپڑے پہنے حاضر ہوا۔ اور بڑھاپے سے آپے میں نہ تھا۔ اس کی طرف حضرت متوجہ ہوئے۔ اور حال پوچھا۔ اس بوڑھے نے عرض کی۔ یا حضرت میں بھوکا ہوں۔ مجھے کھانا دیجئے۔ میں ننگا ہوں مجھے کپڑا عنایت کیجئے۔ فقیر ہوں بے نیاز کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تیرے لئے میرے پاس کچھ نہیں۔ لیکن خیرات کا بتلانے والا مثل خیرات کرنے کے ہے۔ اس شخص کے گھر جا۔ جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور خدا و رسولؐ اس کو دوست رکھتے تھے اور رضائے خدا اپنی جان پر اختیار کرتا ہے۔ ایسے شخص فاطمہؑ کے گھر جا۔ اور جناب فاطمہؑ کا گھر حجرہ رسالت مآبؐ سے متصل تھا۔ اور حضرت کو منظور ہوتا کہ ازواج سے علیحدہ رہیں۔ اس حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پھر حضرت بلالؓ کو حکم دیا۔ اس مرد پیر کو فاطمہؑ کے گھر لے جا۔ جب وہ مرد پیر دروازۂ فاطمہؑ پر پہنچا۔ باآواز بلند ندا کی۔ السلام علیکم یا اھل بیت النبوۃ ومختلف الملائکۃ ومھبط جبرئیل الروح الامین بالتنزیل من عند رب العٰلمین۔ تم پر سلام ہو اے اہل بیت پیغمبرؐ و محل آمد و رفت ملائکہ اور محل نزول جبرئیلؑ روح الامین باذن پروردگار رحیم کی جانب سے پس جناب فاطمہؑ نے کہا۔ تم پر سلام ہو تم کون ہو۔ اس نے کہا۔ میں مرد پیر عرب ہوں تمہارے والد پاس آیا ہوں۔ بہت دور سے اے دختر پیغمبرؐ میں ننگا اور بھوکا ہوں۔ اپنے مال سے میری دستگیری کرو۔ کہ خدا تم پر رحم فرمائے اور یہ وقت تھا۔ کہ جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ اور جناب رسول خداؐ نے تین روز سے کھانا نہیں کھایا تھا۔ اور حضرت رسولؐ ان کی حالت سے خوب واقف تھے۔ جناب فاطمہؑ کے گھر میں ایک پوست گوسفند تھا۔ کہ حسنینؑ اس پر آرام کرتے تھے وہ پوست گوسفند اس مرد پیر کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ اسے لے شاید حق تعالیٰ تیرے لئے اس سے بہتر کر دے۔ اعرابی نے کہا۔ اے دختر پیغمبرؐ مجھے بھوک کی

شکایت ہے۔ اور آپ پوست گوسفند دیتی ہیں۔ اسے میں کیا کروں کیونکہ میں بھوکا ہوں۔ جب سائل سے یہ سُنا۔ اس وقت جناب سیدہؑ نے اپنا گردن بند جو فاطمہؑ دختر حمزہ نے بطور تحفہ دیا تھا۔ اپنی گردن سے اتار کر اعرابی کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ اس گردن بند کو لے اور فروخت کر دے شاید حق تعالیٰ اس کے عوض تجھے بہتر عطا فرمائے۔ اس اعرابی نے گردن بند لے لیا۔ اور مسجد میں حاضر ہوا۔ حضرت رسولؐ ہنوز مع اصحاب بیٹھے تھے۔ اس اعرابی نے عرض کیا۔ یارسول اللہ فاطمہؑ نے یہ گردن بند مجھے دی ہے اور کہا ہے فروخت کر شاید حق تعالیٰ اس سے بہتر میسّر کرے۔ حضرت رسولؐ نے جب یہ سُنا رونے لگے اور فرمایا۔ حق تعالیٰ تیرے لئے اس سے بہتر کیونکر میسّر کرے۔ نہ کرے گا۔ حالانکہ بہترین دختر محمدؐ فاطمہؑ بہترین دختران فرزندان آدمؑ نے تجھے دیا۔ اس وقت عمار بن یاسرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا۔ یا حضرت آپ اجازت دیتے ہیں کہ میں اس گردن بند کو خریدوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے عمار خرید لو۔ بتحقیق اگر تمام جن وانس اس گردن بند میں شریک ہوں۔ تو حق تعالیٰ ان سب کو آتش دوزخ سے عذاب نہ کرے گا۔ عمار نے اعرابی سے کہا۔ یہ گردن بند کتنے کو بیچتے ہو۔ اعرابی نے کہا۔ اس قدر گوشت روٹی جس سے سیر ہو جاؤں اور ایک چادر یمنی جس سے اپنا بدن چھپاؤں۔ اور اس سے اپنے پروردگار کی نماز پڑھوں اور ایک دینار طلا کہ راہ میں خرچ کرتا ہوا اپنے اہل وعیال تک پہنچ جاؤں اس وقت عمار نے اپنا حصّہ خیبر کی غنیمت کا بیچا تھا۔ اور علاوہ اس کے کچھ نہ تھا۔ پس عمار نے کہا۔ اس گردن بند کو میں قیمت ذیل میں تجھ سے لیتا ہوں۔ بیس دینار طلا۔ اور دو سو درہم ہجری اور ایک چادر یمنی اور ایک اونٹ جو میرے پاس ہے اس لئے کہ تیرے عیال تک پہونچا دے۔ اور اس قدر گیہوں کی روٹی اور گوشت جس سے تو سیر ہو جائے اعرابی نے کہا۔ اے مرد اپنے مال پر تو اس قدر جواں مرد ہے۔ عمار اپنے ساتھ اس اعرابی کو لے گئے۔ اور جو کچھ تھا سب اس کو دے دیا۔ پھر وہ اعرابی حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی سیر ہوا۔ اور کپڑا پہنا۔ اعرابی نے عرض کی۔ ہاں یا حضرت میرے ماں باپ آپ پر قربان میں مستغنی اور بے نیاز ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ کو دعا دے جو اس نے تیرے ساتھ سلوک کیا۔ اعرابی نے کہا۔ خداوندا تو ہی وہ پروردگار ہے میں جسے حادث نہیں جانتا۔ بلکہ تو ہمیشہ سے ہے اور تو ہی وہ خدا ہے کہ دوسرا معبود بجز تیرے نہیں۔ اور تو ہی مجھے ہر حال میں روزی دینے والا ہے۔ خداوندا فاطمہؑ کو وہ عطا کر جو کسی آنکھ نے نہ دیکھا۔ اور کسی کان نے نہ سُنا۔ پھر حضرت رسولؐ نے دعائے اعرابی پر آمین کہی۔ اور اصحاب سے مخاطب ہوکر فرمایا۔ حق تعالیٰ نے دُنیا میں فاطمہؑ کو وہ عطا کیا۔ جو اعرابی نے آخرت میں اس کے لئے طلب کیا۔ اس لئے میں اس کا باپ ہوں۔ اور کوئی تمام عالم میں مثل میرے نہیں۔ اور علیؑ اس کا شوہر ہے اور اگر علیؑ نہ ہوتا۔ تو فاطمہؑ کے مانند اور مثل شوہر نہ ہوتا۔ اور حق تعالےٰ نے حسنینؑ فاطمہؑ کو عطا فرمائے کہ تمام عالم میں خدا نے ایسے فرزند

کسی کو نہیں دیئے۔ حسنینؑ بہترین فرزندگان پیغمبران عالم اور بہترین جوانان بہشت ہیں۔ اس وقت حضرت کے نزدیک سلمانؓ۔ مقدادؓ۔ اور عمارؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ چاہتے ہو اس سے زیادہ بیان کروں۔ عرض کی ہاں یا رسول اللہ ارشاد فرمایئے۔ حضرت نے فرمایا۔ جبرئیلؑ میرے پاس آئے۔ اور کہا جب فاطمہؑ دُنیا سے رحلت فرمائیگی۔ اور ان کو دفن کر چکیں گے۔ اس وقت دو فرشتے ان کی قبر میں آئیں گے۔ اور سوال کریں گے تمہارا پروردگار کون ہے۔ جواب دیں گی۔ خداوند عالمیان میرا پروردگار ہے پھر کہیں گے پیغمبر تمہارا کون ہے۔ جواب دیں گی میرا باپ میرا پیغمبر ہے۔ پھر کہیں گے۔ ولی تمہارا کون ہے۔ جواب دیں گی۔ یہ مرد جو قبر کے کنارے کھڑا ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔ پھر حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ کے اور فضائل بیان کروں تحقیق حق تعالیٰ نے بہت سے فرشتوں کے گروہ فاطمہؑ پر موکل کئے ہیں کہ پیش رو اور پشت سر اور داہنے بائیں جانب سے حالت حیات میں حفاظت کرتے ہیں۔ اور بعد وفات نزدیک قبر رہیں گے اور درود بکثرت فاطمہؑ۔ اُس کے باپ اور شوہر اور فرزندوں پر بھیجتے ہیں جو کوئی اس کے بعد میری قبر کی زیارت کرے۔ ایسا ہے گویا میری زیارت میری زندگی میں کی۔ اور جس نے فاطمہؑ کی زیارت کی۔ اس نے میری زیارت کی۔ اور جس نے علیؑ کی زیارت کی۔ اس نے فاطمہؑ کی زیارت کی اور جس نے حسنینؑ کی زیارت کی اس نے علیؑ کی زیارت کی اور جس نے ان کے فرزندوں یعنی باقی نو اماموں کی زیارت کی اس نے ان کی زیارت کی۔ عمارؓ نے اس گردن بند کو مشک سے خوشبو

غلام کا آزاد ہو ببرکت گردن بند

کر کے چادر یمنی میں لپیٹ کر اپنے غلام کو جس کا نام سہم تھا۔ اور حصہ غنیمت خیبر سے اس کو خرید کیا تھا۔ دیا اور کہا۔ اس کو حضرت کی خدمت میں لے جا۔ اور تجھے بھی میں نے حضرت کو بخش دیا۔ جب وہ غلام حضرت رسولؐ کی خدمت میں آیا۔ اور عمارؓ کی گذارش عرض کی۔ حضرت نے فرمایا۔ فاطمہؑ پاس جاؤ اور یہ گردن بند فاطمہؑ کو دے دو اور میں نے بھی تجھ کو فاطمہؑ کو بخش دیا۔ جب وہ غلام جناب سیدہؑ کی خدمت میں آیا۔ اور پیغام حضرت کا بیان کیا۔ جناب فاطمہؑ نے گردن بند لے لیا۔ اور غلام کو آزاد کر دیا۔ اس وقت وہ غلام ہنسنے لگا۔ جناب فاطمہؑ نے پوچھا۔ کیوں ہنستا ہے۔ اس نے کہا۔ اس گردن بند کی برکت سے میں ہنستا ہوں کہ بھوکے کو کھانا کھلایا اور ننگے کو کپڑے پہنائے فقیر کو غنی کیا۔ اور غلام کو آزاد کیا۔ اور پھر اپنے مالک کے پاس آگیا۔ کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے ایک دن جناب رسول خداؐ نے حضرت فاطمہؑ سے فرمایا۔ اُٹھو اور وہ کاسہ لاؤ۔ پس جناب سیدہؑ اُٹھیں اور وہ کاسہ لائیں۔ اس کاسہ میں کچھ گوشت اور نان خورش گرما گرم تھی جس سے بھاپ اُٹھ رہی تھی۔ اسی وقت آسمان سے اترا تھا۔ حضرت رسولؐ جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ جناب حسنینؑ تیرہ روز تک اس سے تناول فرمایا کئے۔ ام ایمن نے ایک دن دیکھا۔ کہ امام حسینؑ اس میں سے تھوڑا سا ہاتھ میں لئے تناول فرما رہے ہیں۔ ام ایمن نے پوچھا۔ کہاں سے لائے۔ امام

حسینؑ نے فرمایا کئی روز سے ہم اس سے کھاتے ہیں۔ ام ایمن جناب فاطمہؑ پاس آئیں۔ اور کہا۔ جب کوئی چیز
ام ایمن کو دستیاب ہوتی ہے وہ گویا۔ آپ کی اور آپ کے بچوں کی ہوتی ہے۔ اور جب کوئی چیز آپ کو دستیاب
ہو اس میں ام ایمن کا حصہ نہ ہو۔ یہ سن کر جناب سیدہؑ وہ کاسہ لائیں اور ام ایمن نے اس سے کھایا۔ اور اس
سبب سے کھانا اس کاسہ سے غائب ہو گیا۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ اگر فاطمہؑ اس کاسہ سے کھانا کسی کو نہ دیتیں۔
تو قیامت تک تمہارے فرزندوں کے لئے باقی رہتا۔ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ وہ کاسہ اب ہمارے
پاس ہے اور قائم آل محمدؐ اس کو ظاہر کریں گے۔ ایضاً۔ بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے۔
ثواب تسبیح جناب سیدہؑ۔ حق تعالیٰ۔ تمجید و تعظیم کسی چیز سے عبادت نہیں کیا گیا۔ جو کہ
تسبیح جناب سیدہؑ سے بہتر ہو۔ اگر جناب فاطمہؑ کی تسبیح سے اور کوئی بہتر ہوتی۔ بیشک حضرت رسولؐ ان کو
عطا فرماتے۔ اور فرات بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں حضرت امام صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جابر انصاری
نے میرے پدر بزرگوار سے فضائل جناب سیدہؑ پوچھے۔ حضرت نے کہا۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد فرمایا۔ جب
قیامت ہو گی۔ میرے اور رسولوں کے لئے منبر ہائے نور نصب کئے جائیں گے۔ اور میرا منبر ان سب کے ممبروں
سے بہت اونچا ہو گا۔ اس وقت حق تعالیٰ مجھے ندا فرمائے گا۔ اے محمدؐ خطبہ پڑھو۔ میں ایسا خطبہ پڑھوں گا۔
کہ کسی پیغمبر اور رسولؑ نے ایسا خطبہ نہ سنا ہو گا۔ اس کے بعد پیغمبروں کے اوصیا کے لئے نور کے ممبر نصب کئے جائیں گے۔
اور میرے وصی علی ابن ابی طالب کے لئے ان ممبروں میں سب سے اونچا منبر نصب کیا جائے گا۔ اور حق تعالےٰ
فرمائے گا۔ اے علیؑ خطبہ پڑھو۔ پس علیؑ ایسا خطبہ پڑھیں گے۔ کہ کسی وصی نے ایسا خطبہ نہ سنا ہو گا۔ بعد اس کے
منبر ہائے نور فرزندان پیغمبران کے لئے نصب کئے جائیں گے۔ پس میرے دو گل بوستان اور فرزندان حسنؑ حسینؑ
کے لئے دو منبر نصب کریں گے۔ حق اللہ ان کو حکم فرمائے گا۔ خطبہ پڑھیں گے۔ اور یہ خطبہ ایسے پڑھیں گے کہ اور کسی
پیغمبر کی اولاد سے ایسا خطبہ ادا نہ ہو گا۔ اس وقت جبرئیلؑ ندا کریں گے۔ فاطمہؑ دختر محمدؐ و خدیجہؑ دختر خویلد۔ مریم
بنت عمران۔ ام کلثوم خواہر موسیٰ مادر یحییٰ کہاں ہیں۔ یہ سن کر وہ اٹھ کھڑی ہوں گی۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔
اے اہل محشر آج کے دن بزرگواری کس کے لئے ہے۔ محمدؐ و علیؑ۔ حسنؑ و حسینؑ و فاطمہؑ کہیں گے۔ مخصوص خدا وند
یگانہ تعالے کے لئے۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے اہل محشر آج کے دن بزرگواری و کرم محمدؐ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ۔
حسینؑ کے لئے میں نے مقرر کی۔ اے اہل محشر سر نیچے کر لو۔ آنکھیں بند کر لو۔ فاطمہؑ بہشت میں جاتی ہیں۔ پس جبرئیلؑ
ایک ناقہ ناقہائے بہشت سے فاطمہؑ کے لئے لائیں گے۔ اس کے پہلوؤں کو دیبائے بہشت سے مزین کیا ہو گا۔ اور مہار
اس کی مروارید تر سے اور کجاوہ مرجان کا ہو گا۔ اس اونٹ کو جناب فاطمہؑ پاس بٹھا دیں گے۔ اور جناب سیدہؑ اس
اونٹ پر سوار ہوں گی۔ حق تعالیٰ سو ہزار فرشتے بھیجے گا۔ کہ داہنی جانب چلیں اور سو ہزار فرشتے بائیں جانب

چلیں اور سو ہزار فرشتے اپنے پروں پر اُٹھا کر جانب بہشت پرواز کریں۔ جب دروازہ بہشت پر پہنچیں گی۔ جانب عقب نظر کریں گی۔ حق تعالےٰ ندا کرے گا۔ اے دختر حبیب من کیا دیکھتی ہے۔ حالانکہ میں نے حکم کیا ہے۔ تجھے بہشت میں لے جائیں۔ جناب فاطمہؑ عرض کریں گی۔ اے میرے پروردگار میں چاہتی ہوں۔ کہ میری قدر و منزلت جو تیرے نزدیک ہے۔ وہ لوگوں پر ظاہر ہو جائے۔ اس وقت حق تعالیٰ فرمائے گا۔ اے دختر حبیب من جانب محشر پھر جا۔ اور جس کے دل میں اپنی جانب یا اولاد کی محبت پا۔ اس کو داخل بہشت کر پس جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اے جابر انصاری بخدا سوگند جناب فاطمہؑ اس دن اپنے محبوں اور شیعوں کو اس طرح میدان محشر سے اُٹھا لیں گی جس طرح مرغ اچھے دانا کو بُرے دانا سے الگ کر کے اُٹھا لیتا ہے۔ اور جب حضرت کے شیعہ دروازہ بہشت پر پہنچیں گے۔ حق تعالیٰ ان کے دلوں میں ڈالے گا اپنی پشت کی طرف دیکھیں۔ اس وقت حق تعالیٰ ندا کرے گا اے دوستان من تم پیچھے کیوں دیکھتے ہو حالانکہ فاطمہؑ دختر محمد مصطفیٰؐ نے تمہاری شفاعت کی ہے۔ یہ سُن کر وہ عرض کریں گے۔ اے پروردگار تیرے نزدیک جو ہماری قدر و منزلت ہے وہ آج اہل محشر پر ظاہر و آشکار ہو جائے۔ حق تعالیٰ فرمائے گا اے دوستان من جانب محشر پھر جاؤ۔ اور نظر کرو۔ جس نے تم کو بسبب دوستی فاطمہؑ دوست رکھا۔ اور جس نے کہ بوجہ دوستی کھانا دیا ہو۔ اور جس نے تم کو بسبب محبت فاطمہؑ پانی دیا ہو۔ اور جس نے بوجہ دوستی فاطمہؑ تمہاری تم غیبت کو رد کیا ہو۔ اس وقت ان کا ہاتھ پکڑو اور داخل بہشت کرو۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا بخدا سوگند صحرائے محشر میں سوائے شک کنندہ یا کافر یا منافق اور کوئی باقی نہ رہے گا۔ جب باقی ماندہ کو طبقات جہنم میں ڈالیں گے۔ وہ کہیں گے۔ فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنی ہماری شفاعت کرنے والے نہیں اور یار مہربان نہیں ہیں۔ پس کہیں گے فلو ان لنا کرۃ فنکون من المومنین کیا اچھا ہوتا اگر ہماری بازگشت دنیا میں ہوتی۔ پس ہم مومنین میں سے ہو جاتے۔ جناب امام محمد باقرؑ نے فرمایا ہیہات ہیہات اس دن ان کی آرزو ان کو کوئی فائدہ نہ دے گی۔ اور اگر دنیا کی طرف پھر جائیں پھر وہ ہی عمل کریں گے۔ جن سے ان کو منع کرتے تھے۔ تحقیق یہ جھوٹے لوگوں میں سے ہیں۔ سید ابن طاؤسؒ نے بسند معتبر ابو سعید خدری

قصۂ رسولؐ مع مہاجرین وانصار سے روایت کی ہے کہ بادشاہ حبشہ نے حضرت کے لئے ایک چادر زرتار ہدیۃً بھیجی۔ حضرت نے فرمایا۔ البتہ اس چادر کو اس شخص کو دوں گا جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے خدا اور رسولؐ اس کو دوست رکھتے ہیں۔ جب اصحاب نے یہ سُنا۔ سب نے گردنیں اُٹھائیں۔ کہ شاید ان کو دیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ ابن ابی طالب کہاں ہیں۔ عمارؓ نے جب یہ سنا۔ جناب امیرؑ کے گھر کی طرف دوڑتے ہوئے گئے اور جناب امیرؑ سے بیان کیا۔ جب جناب امیرؑ تشریف لائے حضرت رسولؐ نے

وہ چادر عطا فرمائی۔ اور کہا۔ یا علیؑ تم ہی اس چادر کے سزاوار ہو۔ جناب امیرؑ اس چادر کو لیکر جانب سوق اللیل گئے اور تار تار اس کے جُدا فرما کر سوتا اس کا مہاجرین و انصار پر تقسیم کیا۔ اور جب گھر میں واپس تشریف لائے۔ کوئی چیز اس چادر کے ہمراہ نہ لائے۔ دوسرے دن جناب رسول خدا نے ملاقات کر کے کہا اے علیؑ کل تمہیں تین ہزار مثقال طلا ملا ہے۔ لہٰذا میں اور جمیع مہاجرین و انصار تمہارے گھر چاشت کھائیں گے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یاحضرت ایسا ہی ہوگا۔ جب دوسرا دن ہوا۔ جمیع مہاجرین و انصار آئے۔ کنڈی کھٹکھٹائی۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے۔ اور جب نظر مبارک ان پر پڑی۔ حیا سے عرق عرق ہو گئے۔ اس لئے گھر میں تھوڑی بہت چیز کا بھی گمان نہ تھا۔ بعد اس کے سید مختار مع مہاجرین و انصار تشریف لائے۔ اور بیٹھے جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ پاس گئے۔ ناگاہ ایک بہت بڑا کاسہ دیکھا۔ کہ روٹی سے بھرا ہوا تھا۔ اور ایک پارچہ گوشت اس پر رکھا تھا۔ جس سے بُوئے مشک آرہی تھی۔ جناب امیرؑ نے چاہا۔ اس کاسہ کو اُٹھائیں۔ مگر نہ اُٹھا سکے۔ جناب سیدہؑ نے بھی مل کر اُٹھایا۔ اور اُٹھا کر جناب رسول خدا کے پاس رکھ دیا۔ جب حضرت نے وہ کھانا دیکھا جناب فاطمہؑ پاس آئے۔ اور کہا۔ اے بیٹی یہ کھانا کہاں سے آگیا۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اے پدر بزرگوار خدا نے بھیجا ہے تحقیق خدا جسے چاہتا ہے بے حساب روزی دیتا ہے۔ یہ سُن کر حضرت نے فرمایا۔ حمد اپنے پروردگار کی کرتا ہوں جس نے مجھے دنیا سے نہیں اُٹھایا۔ یہاں تک میں نے اپنے دختر میں دیکھا جو زکریا نے دیکھا۔ مریم بنت عمران نے دیکھا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب فاطمہؑ کو اس لئے محدثہ کیا گیا ہے کہ فرشتے آسمان سے آتے اور ندا کرتے تھے ان کو جس طرح مریم دختر عمران کو ندا کرتے تھے۔ فرشتے کہتے تھے۔ فاطمہؑ خدا نے تجھے برگزیدہ اور مطہر و معصوم کیا ہے اور تمہیں زنان عالمیان پر اختیار کیا ہے۔ اے فاطمہؑ اپنے پروردگار کے لئے عبادت کر اور خضوع کر اور رکوع و سجود کر رکوع کرنے والوں کے ہمراہ پس جناب سیدہؑ ملائکہ سے باتیں کرتی اور ملائکہ جناب فاطمہؑ سے باتیں کرتے۔ ایک دن ملائکہ سے کہا۔ آیا مریمؑ دختر عمران برگزیدہ زنانِ عالمیان سے نہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ مریمؑ اپنے زمانے میں زنان عالمیان سے بہتر تھی۔ اور حق تعالیٰ نے تم کو تمہاری زنانِ زمان اور زنانِ زمان مریمؑ اور زنان اوّلین و آخرین سے بہتر کیا ہے۔

فصل چہارم
بیان مکارم و اخلاق سیدہؑ

بعض سیرت و مکارم جناب فاطمہؑ کا بیان قرب الاسناد میں بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا نے یہ انتظام فرمایا تھا۔ کہ خدمت باہر کی مثل لکڑی پانی لانے کی جناب امیرؑ کریں۔

اور خدمت گھر کے اندر کی مثل چکی پیسے۔ کھانا پکاتے۔ جھاڑو دینے کی جناب فاطمہؑ کریں۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امام حسنؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ شب جمعہ میری مادر گرامی محراب عبادت میں کھڑے ہو کر مشغول عبادت ہوتیں۔ اور ہمیشہ تا طلوع صبح رکوع و سجود و قیام و دعا فرماتیں۔ میں نے سنا ہمیشہ واسطے مومنین اور مومنات کے دعا کرتیں۔ اور ان کے نام لیتیں۔ اور بہت دعا ان کے لئے فرماتیں اور اپنے لئے دعا نہ کرتیں۔ میں نے کہا اے مادر آپ نے مثل اوروں کے اپنے لئے کیوں دعا نہ فرمائی۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ اے فرزند پہلے ہمسایہ کا خیال چاہیئے بعد اس کے اپنا۔ **بیان امور خانہ داری سیدہؑ** ۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت ہے۔ جناب فاطمہؑ حضرت رسولؐ کو محبوب ترین مردم تھیں اور اس قدر مشکیزے پانی کے اٹھائے کہ سینہ مبارک سے اثر ایذا ظاہر ہوا۔ اور اس قدر چکی پیسی۔ ہاتھ مجروح ہو گئے۔ اور اس قدر گھر جھاڑو دی کہ کپڑے گرد آلود ہو گئے۔ اور اس قدر کھانے پکائے اور آگ سلگائی کہ کپڑے سیاہ ہو گئے۔ لہٰذا کثرت کار و بار جناب سیدہؑ کو سخت تکلیف ہوئی۔ میں نے ایک روز کہا۔ اپنے پدر بزرگوار پاس جاؤ۔ اور عرض کرو۔ مجھے کام کاج کے لئے ایک کنیز مول لے دیجئے۔ جناب فاطمہؑ جناب رسول خداؐ پاس گئیں۔ لوگوں کا ہجوم دیکھا۔ کہ حضرت سے باتیں کر رہے ہیں۔ اس وقت حجاب مانع ہوئی کہ حضرت سے باتیں کریں۔ گھر میں پھر آئیں۔ جناب رسول خداؐ نے خیال فرمایا۔ اور جانا۔ فاطمہؑ کسی کام کو آئی تھیں۔ دوسرے دن صبح کو حضرت پاس آئے۔ اور ہم دونوں ایک لحاف میں تھے۔ دوسرا کپڑا نہ تھا۔ کہ اسے اوڑھ کر باہر آتے۔ حضرت نے فرمایا۔ السلام علیکم۔ ہمیں شرم آئی کہ اس حالت میں حضرت کے سلام کا جواب دیں۔ دوسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا۔ اور ہم نے جواب حیا سے نہ دیا۔ تیسری مرتبہ حضرت نے سلام کیا۔ ہم ڈرے اگر ہم جواب نہ دیں گے تو حضرت پھر جائیں اور عادت حضرت کی یہی تھی۔ تین مرتبہ سلام کرتے تھے اگر جواب نہ ملتا۔ واپس تشریف لے جاتے تھے۔ میں نے کہا۔ وعلیک السلام یا رسول اللہ تشریف لایئے۔ پس حضرت تشریف لائے۔ سرہانے بیٹھے اور فرمایا۔ اے فاطمہؑ کل میرے پاس کیوں آئی تھیں۔ جب جواب سیدہؑ نے مارے شرم کے نہ دیا۔ میں ڈرا اگر جواب نہ دوں گا۔ تو حضرت اٹھ جائیں گے۔ اس وقت میں سر لحاف سے نکالا۔ اور مطلب جناب فاطمہؑ کا عرض کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ کیا میں تم کو اس چیز کی خبر دوں۔ جو کہ کنیز سے تمہارے لئے بہتر ہو۔ پس فرمایا۔ جب بستر خواب پر جاؤ۔ تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ تینتیس ۳۳ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے لحاف سے منہ نکال کر تین مرتبہ فرمایا۔ میں خدا اور رسولؐ سے راضی ہوں۔ کتاب **بیان تقسیم پارچا ہائے وغیرہ** ۔ مکارم الاخلاق میں بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت ہے جب جناب رسول خداؐ سفر کا ارادہ فرماتے۔ سب سے آخر جناب فاطمہؑ کو رخصت کرتے اور ان کے گھر سے متوجہ سفر ہوتے۔ اور جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے جناب فاطمہؑ سے ملاقات کرتے۔ جناب امیرؑ نے کوئی چیز

مال غنیمت میں کسی لڑائی میں پائی تھی اور وہ جناب سیدہؑ کو دے دی تھی۔ جب جناب رسول خداؐ سفر میں گئے۔ جناب فاطمہؑ نے اس مال غنیمت سے دو چاندی کے کڑے بنوائے ہاتھ میں پہنے اور دروازہ پر کپڑا ایک پردہ ڈالا جبکہ حضرت رسولؐ سفر سے واپس آئے اور داخل خانۂ زہراؑ ہوئے جناب فاطمہؑ خوش خوش استقبال کو آئیں۔ حضرت نے جب کپڑے اور پردہ دیکھا۔ پھر آئے اور مسجد میں جاکر بیٹھے۔ جناب سیدہؑ کو اس بات سے بہت رنج ہوا۔ اور رو کر فرمانے لگیں۔ اس سے پہلے کبھی حضرت نے ایسا نہیں کیا۔ پس جناب حسنؑ اور جناب امام حسینؑ کو بلایا۔ اور پردہ کھول ڈالا۔ ایک صاحبزادے کو کڑے اور دوسرے کو پردہ دیا۔ اور فرمایا۔ ان کو میرے پدر بزرگوار کے پاس لے جاؤ اور میرا سلام کہو۔ اور کہو بعد آپ کے تشریف لے جانے کے سوائے اس کے میں نے اور کوئی کام نہیں کیا۔ جو باعث آپ کے غضب وغصہ کا ہو۔ آپ ان چیزوں کو جو چاہیں فرمائیں۔ جب دونوں شاہزادوں نے پیغام اپنی مادر بزرگوار کا پہنچایا حضرت نے دونوں فرزندوں کو گود میں لیا۔ اور پیار کیا۔ دونوں کو اپنے زانوؤں پر بٹھایا پھر حکم دیا۔ ان کڑوں کو توڑ کر فقرائے مہاجرین اہل صفہ کو کہ وہ لوگ کوئی مکان و منزل نہ رکھتے تھے بلاکر تقسیم کردو اور پردہ بقدر لنگیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کیا۔ اور ان لوگوں جن کے پاس کپڑا ستر پوشی کو نہ تھا تقسیم فرما دیا۔ کہ بجائے لنگ باندھتے تھے اور وہ پردہ چونکہ عرض میں تھا۔ سجدہ میں ستر عورتیں نہ کر سکتے تھے۔ اس وجہ سے حضرت نے فرمایا۔ کہ نماز جماعت میں مرد عورتوں سے پہلے سر اٹھائیں۔ عورتوں کی نظر ان کی شرمگاہ پر نہ پڑے اور یہ سنت مقرر ہوئی۔ حضرت نے فرمایا خدا فاطمہؑ پر رحمت نازل کرے۔ اور اس کو بعوض اس کپڑا کے جامہائے بہشت پہنائے۔ اور بعوض اس زیور کے زیور بہشت سے آراستہ کرے۔ ابن شہرآشوب وغیرہ نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ حسن بصری نے کہا۔ جناب فاطمہؑ عابدترین تھیں اور عبادت حق تعالیٰ میں اس قدر کھڑی ہوتی تھیں کہ پاؤں ورم کرتے تھے۔

بیان خواب جناب سیدہؑ

ایضاً۔ بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت رسولؐ خدا حضرت فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے اور فاطمہؑ اونٹ کی کھال کا جامہ پہنے اپنے ہاتھ سے چکی پیس رہی تھیں۔ اور ساتھ فرزند کو دودھ پلا رہی تھیں۔ جب جناب رسول خداؐ نے فاطمہؑ کو اس حال میں دیکھا آنسو چشمہائے مبارک سے رواں ہوئے اور فرمایا اے دختر گرامی تلخیہائے دنیا کو حلاوت ہائے آخرت کے لئے آج چکھو۔ یہ سن کر جناب سیدہؑ نے کہا۔ یارسول اللہ میں اپنے خدا کی ان نعمتوں پر حمد کرتی ہوں۔ اور اس کی کرامتوں پر اس کا شکر کرتی ہوں۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ آیۂ نازل فرمایا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ۔ حق اللہ بروز قیامت اس قدر عطا کریگا۔ کہ تو راضی ہو۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جناب فاطمہؑ ہر ہفتہ کی صبح کو حضرت حمزہ اور دیگر شہدا کی قبروں کی زیارت کو جاتی۔ اور ترحم و استغفار حضرت حمزہ کے لئے فرماتی۔ علیؒ بن ابراہیم نے بسند حسن حضرت صادقؑ سے روایت ہے ایک شب جناب فاطمہؑ نے خواب میں دیکھا۔

جناب رسول خداؐ۔ جناب امیرؑ اور حسنینؑ کو مدینہ سے لے کر باہر گئے جب باغہائے مدینہ سے گذرے دو راستے ان کو ملے۔ حضرت رسولؐ داہنے راستے پر روانہ ہوئے۔ یہاں تک کہ ایک موضع میں پہونچے وہاں پانی میٹھا اور خرما کے درخت تھے۔ حضرت نے ایک گوسفند مول لیا۔ اور اس کے کان میں نقطہ ہائے سفید تھے۔ اور حکم دیا اس کو ذبح کر کے پکاؤ۔ جب تناول کیا سب مر گئے۔ جناب فاطمہؑ خواب سے گریاں و ترساں بیدار ہوئیں۔ اور حضرت رسولؐ کو اطلاع فرمائی۔ جب صبح ہوئی۔ حضرت نے خچر منگایا۔ اور اس پر جناب فاطمہؑ کو سوار کیا۔ اور جناب امیرؑ کو حکم دیا۔ حسنینؑ کو مدینہ سے باہر لے جاؤ۔ جب باغستانہائے مدینہ سے گذر گئے۔ دو راہہ ملا۔ حضرت داہنی جانب جس طرح جناب فاطمہؑ نے دیکھا تھا۔ خواب میں متوجہ ہوئے یہاں تک کہ ایک موضع میں پہونچے اور وہاں پانی اور درختان خرمہ بھی تھے۔ حضرت نے ایک گوسفند مول لیا اسی شکل کا جیسا فاطمہؑ نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور حکم دیا اُسے ذبح کر کے پکائیں جب چاہا تناول کریں۔ جناب فاطمہؑ اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور کنارے جا کر اس خوف سے جو خواب میں کیفیت دیکھی تھی رونے لگیں حضرت نے بلایا اور جب فاطمہؑ کو روتا پایا۔ پوچھا۔ اے دختر گرامی تیرے رونے کا کیا سبب ہے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ یا حضرت اب تک جو کیفیت گذری سب میں نے خواب میں دیکھی تھی اور اب جو میں خواب میں سے الگ چلی گئی۔ اس سے مطلب یہ تھا بعد اس کے جو کیفیت میں نے خواب میں دیکھی تھی وہ نہ دیکھوں۔ یہ سُن کر حضرت اُٹھے اور دو رکعت نماز پڑھی بعد فراغت نماز بارگاہ بے نیاز میں مناجات فرمائی۔ ناگاہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور کہا۔ یا حضرت فاطمہؑ کا خواب ایک شیطان سے ہے جس کا نام دھار ہے اور وہ خواب ہائے مومنین میں آتا اور ان کو آزار و تکلیف دیتا ہے اور خواب ہائے پریشان ان کو دکھاتا ہے وہ اندوہ گیں ہوتے ہیں۔ پھر جبرئیلؑ اس شیطان کو حضرت کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے پوچھا۔ تو ہی نے یہ خواب فاطمہؑ کو دکھایا۔ اس نے کہا۔ ہاں یا محمدؐ۔ پس حضرت نے تین[1] مرتبہ آب دہان مبارک اس کی طرف ڈالا۔ اور اُس کے سر کو تین جگہ سے مجروح کیا۔ جبرئیلؑ نے عرض کی یا حضرت جس وقت کوئی مومن یا آپ خواب میں ایسی باتیں دیکھیں کہ اچھی معلوم نہ ہوں۔ تو یہ دعا پڑھیں اَعُوْذُ بِمَا عَاذَتْ بِهٖ مَلَائِكَةُ اللّٰهِ الْمُقَرَّبُوْنَ وَاَنْبِيَاۤءُ اللّٰهِ الْمُرْسَلُوْنَ وَعِبَادُ اللّٰهِ الصّٰلِحُوْنَ مِنْ

---

[1] شیاطین انبیاء اور ائمہ معصومین نیز جناب سیدہؑ معصومہ کے پاس بہکانے کے لئے نہیں آسکتا اور نہ وسوسہ پیدا کر سکتا ہے۔ کیونکہ اس نے خدا سے یہ وعدہ کیا ہوا ہے الا عبادك منهم المخلصين۔ لیکن بعض اوقات یہ ملعون انبیاء اور دیگر ائمہ معصومین کو فرامین خدا پر عمل کرتے ہوئے ان کے خیال کو دوسری طرف بدلنے کے لئے آسکتا تھا اور آتا ہے جیسا کہ امام زین العابدینؑ کے پاس حالت نماز میں سانپ بن کر کبھی ضعیف انسان بن کر اسی طرح حقیقت میں خواب آرہا تھا یہ ملعون آگیا۔ لہٰذا عفت فاطمہؑ پر اس کے آنے سے کوئی حرف نہیں آیا۔ (کوثر بھریلوی)

شَرِّ مَا رَاَیْتُ مِنْ رُؤْیَایَ اور سورہ حمد و معوذتین و قل ھو اللہ احد پڑھیں اور بائیں طرف تین دفعہ آب دہان ڈالیں جب ایسا کریں گے تو جو انہوں نے خواب دیکھا ہے وہ ان کو ضرر نہ پہنچائے گا۔ پس حق تعالیٰ نے یہ آیہ حضرت پر نازل فرمایا اِنَّمَا النَّجْوٰی مِنَ الشَّیْطَانِ لِیَحْزُنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَلَیْسَ بِضَآرِّهِمْ شَیْئًا اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ۔

فصل پانچویں
بیان تزویج جناب فاطمہؑ

شیخ مفیدؒ اور ابن طاؤس اور اکثر اعاظم علماء نے لکھا ہے یہ مزاوجت باسعادت پنجشنبہ شب اکیسویں[۲۱] ماہ محرم سال سوم ہجرت کو واقع ہوئی اور شیخ طوسیؒ نے امالی میں روایت کی ہے زفاف جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ سولہ روز بعد از وفات رقیہ بعد مراجعت جنگ بدر ہوئی۔ اور چند روز ماہ شوال سے گذرے تھے۔ اور بعضوں نے کہا ہے بروز سہ شنبہ چھٹی ماہ ذی الحجہ کو ہوا کشف الغمہ میں جناب صادقؑ سے روایت ہے تزویج جناب امیرؑ ماہ مبارک رمضان میں اور زفاف ماہ ذی الحجہ سال دوم ہجرت میں ہوا۔ اور بعض مخالفین نے کہا۔ ماہ صفر میں بعد ایک سال ہجرت کے ہوا۔ اور بعضوں نے کہا۔ کہ بعد مراجعت جنگ بدر کے واقع ہوا۔ اور کتاب اخبار عیون الرضا میں بسند معتبر حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا حضرت رسولؐ نے مجھ سے فرمایا۔ اے علیؑ چند نفر مردان قریش نے فاطمہؑ کے معاملہ میں مجھ سے سختی کی۔ اور کہا۔ ہم نے آپ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ آپ نے ہم سے انکار کیا۔ اور علیؑ سے تزویج کر دیا میں نے ان سے کہا بخدا سوگند میں نے تم سے انکار نہیں کیا۔ اور علیؑ سے تزویج نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تم سے انکار اور علیؑ سے تزویج کر دیا پس جبرئیلؑ مجھ پر نازل ہوئے اور کہا۔ یا محمدؐ خداوند جلیل فرماتا ہے۔ اگر میں علیؑ کو نہ پیدا کرتا۔ فاطمہؑ تیری دختر کا ہم نسب اور ہمتا اور اس کا شوہر روئے زمین پر نہ آدم اور نہ غیر آدم کوئی ملتا۔ اور شیخ طوسیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے اگر حق تعالیٰ جناب امیرؑ کو جناب فاطمہؑ کے لئے پیدا نہ کرتا۔ بہ تحقیق کہ روئے زمین پر اس کا ہم نسب اور مثل و نظیر نہ تھا۔ اور یہ مضمون بطریق شیعہ و سنی بسندہائے معتبر متعددہ وارد ہوا ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امام رضاؑ سے روایت کی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ میں نے علیؑ سے فاطمہؑ کو تزویج نہیں کیا مگر جبکہ حق تعالیٰ نے مجھے ان کے تزویج کا حکم فرمایا۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ایک فرشتہ میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے میں نے فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ لہٰذا تم فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کر دو۔ اور میں نے درخت طوبیٰ کو حکم دیا۔ کہ یاقوت

ومرجان اس خوشی میں نثار کرکے اور اس شادی سے اہل آسمان کمال شاداں ہوئے اور بہت جلد ان سے دو فرزند متولد ہوں گے کہ بہترین جوانان اہل بہشت ہونگے۔ اور ان سے اہل بہشت زینت پائیں گے۔ اور اے محمدؐ خوش ہو کہ تم بہترین پیشنیاں و آیندگان ہو۔ بسند ہائے معتبر امام موسیٰ ابن جعفرؑ سے روایت ہے۔ کہ ایک

قصۂ محمود فرشتہ - دن حضرت رسولؐ بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک فرشتہ ناگاہ حضرت پر نازل ہوا۔ جس کے چوبیس[24] منہ تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے حبیب من جبرئیلؑ ہرگز تم کو میں نے اس صورت سے نہیں دیکھا۔ اس فرشتہ نے عرض کی میں جبرئیلؑ نہیں۔ بلکہ میں محمود ہوں۔ حق تعالیٰ نے مجھے بھیجا ہے کہ نور کو نور سے پیوند کرو۔ حضرت نے پوچھا کس نور کو کس نور سے۔ فرشتہ نے کہا۔ فاطمہؑ کو علیؑ سے۔ جب فرشتہ نے پیٹھ پھیری۔ حضرت نے دیکھا اس کے درمیانِ دوکتف لکھا ہے محمد رسول علیؑ وصیہ حضرت نے اس سے پوچھا۔ یہ تیرے درمیانِ دوکتف کب سے لکھا ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ بائیس[22000] ہزار سال قبل پیدائش آدم۔ وبروایت شہر آشوب چوبیس[24] ہزار سال قبل پیدائش آدم اور اہل سنت نے بھی اس حدیث کو متعدد روایت کیا ہے۔ بروایت اہل سنت نام اس فرشتہ کا صرصائیل تھا اور اس کے بیس سر تھے۔ اور ہر سر میں ہزار زبانیں تھیں۔ اور اس کے ہاتھ ہفت آسمان و ہفت زمین سے بڑھے تھے۔ اور اس کے درمیانِ دوکتف بعد شہادتین لکھا تھا۔ کہ علی ابن ابی طالب مقیم الحجۃ۔ اور شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ابوبکر و عمر میرے پاس آئے اور کہا۔ حضرت رسولؐ پاس جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کیوں نہیں کرتے۔ میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ جب حضرت کی نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ ہنسے اور فرمایا۔ کس کام کو آئے ہو اے علیؑ اپنی حاجت بیان کرو۔ میں نے آنحضرتؐ کی خدمت میں جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی اور اپنی سابق الاسلام ہونے اور نصرت و مددگاری کرنے کو بیان کیا۔ اور جس قدر جہاد در راہ خدا میں کئے ان کو بھی بیان کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ یا علیؑ تم نے سچ کہا۔ اور تم ان سب امور سے جن کا تم نے ذکر کیا زیادہ تر اچھے ہو۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں استدعا کرتا ہوں۔ فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرما دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہارے قبل ایک جماعت نے اس کی خواستگاری کی۔ اور جب میں نے ان کا فاطمہؑ سے ذکر کیا۔ آثار کراہت اس کے چہرے سے پائے گئے۔ لیکن تم ٹھہرو میں فاطمہؑ پاس جا کر پھر آتا ہوں۔ جب حضرت رسولؐ حضرت فاطمہؑ پاس گئے۔ فاطمہؑ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ اور ردائے مبارک حضرت سے لے کر نعلین پائے مبارک حضرت سے اتاریں۔ پانی لاکر ہاتھ پاؤں دھوئے اور خدمت میں بیٹھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ لبیک یا رسول اللہ۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تم علیؑ ابن ابی طالب کی قرابت سے واقف ہو۔ اس کی فضیلت اور سبقت الاسلام اور اس کے حقوق جو دین خدا میں ہیں اسے جانتی ہو۔ اور میں

نے حق تعالیٰ سے سوال کیا۔ اے فاطمہؑ تمہیں بہترین خلق خدا۔ اور مقربین کبریا سے تزویج کروں۔ اب علیؑ نے تمہاری خواستگاری کی ہے کیا مصلحت ہے۔ جناب فاطمہؑ نے جب یہ سنا خاموش ہو گئیں ۔ ولیکن منہ نہ پھیرا۔ اور کراہت نہ کی۔ یہ دیکھ کر حضرت رسولؐ اُٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اللہ اکبر خاموشی علامت رضامندی ہے اس وقت جبرئیلؑ نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کر دحق تعالیٰ نے علیؑ فاطمہؑ کے لئے اور فاطمہؑ علیؑ کے لئے پسند کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ حضرتؐ نے پس جناب فاطمہؑ کو میرے ساتھ تزویج کیا۔

قصۂ تزویج جناب سیدہؑ۔ مناقب خوارزمی اور جمیع کتب معتبرہ شیعہ وسنی میں جناب امیرؑ و ام سلمہؓ وسلمان فارسیؓ سے روایت کی ہے۔ جب جناب سیدہؑ حد بلوغ کو پہنچی اکابر واشراف قریش وصاحبان مال و ثروت وشرف وعزت نے جناب فاطمہؑ کی خواستگاری کی۔ جو شخص ان میں سے خواستگاری کرتا تھا۔ حضرت رسولؐ روئے مبارک اس کی طرف سے پھیر لیتے تھے اور اظہار کراہت فرماتے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ایک کو معلوم ہو جاتا تھا۔ کہ حضرت ہم سے راضی نہیں۔ یا آسمان سے وحی ہماری مذمت میں نازل ہوئی۔ اور ان سب میں سے جنہوں نے خواستگاری کی ابوبکر بھی تھے حضرت رسولؐ نے جواب دیا۔ اس کا اختیار خدا کو ہے بعد اس کے عمرؓ[1] نے خواستگاری کی۔ اور حضرت نے وہی جواب دیا۔ ایک دن ابوبکر وعمر وسعد بن معاذ مسجد حضرت رسولؐ میں بیٹھے تھے۔ آپس میں مزاوجت جناب فاطمہؑ کا ذکر رہے تھے۔ ابوبکر نے کہا۔ اشراف قریش نے فاطمہؑ کی خواستگاری حضرت سے کی۔ اور حضرت نے ان کو جواب دیا۔ کہ اس کا اختیار پروردگار کو ہے اگر اس کو تزویج کرنا چاہے ۔ تو تزویج کرسکتا ہے اور علی ابن ابی طالب نے اس بارہ میں ان سے کچھ نہیں کہا۔ اور نہ کسی نے ان کی طرف سے کہا ۔

---

[1] یہ روایت اہل سنت سے ہے خوارزمی۔ طبری۔ اسد الغابہ وغیرہ کہ ابوبکر وعمر نے فاطمہؑ سے نکاح کی خواستگاری کی اور حضرت نے اظہار کراہت فرمایا۔ جب فاطمہ زہراؑ کا نکاح رسولؐ اور خدا کو عمر کے ساتھ ہونا منظور نہ تھا تو دختر فاطمہؑ کا نکاح شریعت محمدیہ میں عمر کے ساتھ ہونا منظور ہو گیا یہ مسلمانوں کی جہالت ہے جو یہ کہتے ہیں کہ ام کلثوم بنت فاطمہؑ کا نکاح حضرت عمر سے ہوا فقط عزت رسولؐ برباد کرنا ہے۔ حضرت عمر جناب ام کلثوم کے نانا لگتے تھے حفصہ کے باپ ہونے سے مولوی صاحبان سخت ترین عمر کرتے ہیں۔ کہ انہوں نے نواسی سے نکاح کرالیا۔ حالانکہ یہ کسی شریعت میں جائز نہیں تھا۔ اور جس ام کلثوم کا نکاح عمر سے ہوا۔ وہ ام کلثوم اسماء کے پیٹ کی تھیں۔ محمد بن ابوبکر کی بہن اور ابوبکر کی لاڈلی تھی۔ جس سے عمر نے مرضی عائشہ حاصل کر کے کم سنی یعنی نابالغی میں نکاح رچالیا۔ ان سے زید پیدا ہوا۔ اور دونوں ماں بیٹا معاویہ کے پاس مر گئے۔ اور معاویہ نے ہی دونوں کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے برعکس فاطمہؑ سلام اللہ علیہا کی بیٹیاں جناب زینبؑ اور ام کلثوم بعد معاویہ واقعۂ کربلا میں زندہ تھیں۔ جن کی کربلا و شام کی زندگی آج ان دشمن ملاؤں کی خرافات کی بغیر کسی حوالہ کے اس بات کی تردید کر رہی ہے کہ مسلمانوں نے عصمت اہل بیت برباد کرنے کے لئے یہ ڈھونگ رچایا ہے۔

(کوثر بریلوی عفی عنہ)

اور ہمیں گمان یہی ہے سوائے تنگدستی کے کوئی بات ان کو مانع نہیں ہے۔ اور جو کچھ ہم جانتے ہیں۔ خدا اور رسول خداؐ نے بیشک فاطمہؑ کو علیؑ کے لئے رکھا ہے پس ابوبکر نے عمر اور سعد بن معاذ سے کہا۔ اٹھو علی کے پاس چلیں۔ اور ان سے کہیں فاطمہؑ کی خواستگاری کریں۔ اگر تنگدستی مانع ہے تو ہم ان کی مدد کریں۔ سعد بن معاذ نے کہا بہت ٹھیک ہے یہ کہہ کر اٹھے اور جناب امیرؑ کے گھر گئے حضرت کو وہاں نہ پایا۔ اس وقت حضرت اپنے اونٹ کو لے گئے تھے۔ اور باغ میں ایک مرد انصاری کی اجرت پر آب کشی کر رہے تھے۔ یہ لوگ اس باغ میں گئے۔ جب جناب امیرؑ کی خدمت میں پہنچے حضرت نے فرمایا کیوں آئے ہو۔ ابوبکر نے کہا اے علیؑ کوئی خصلت خصلتہائے نیک سے نہیں۔ مگر یہ کہ تم اور لوگوں پر اس خصلت میں افضل ہو۔ تمہارے اور حضرت رسول کے درمیان جو روابط یگانگی و مصاحبت دائمی و نصرت و مددگاری اور جو روابط معنوی ہیں۔ وہ معلوم ہیں۔ جمیع قریش نے فاطمہ کی خواستگاری کی۔ مگر حضرت نے قبول نہ کی اور جواب دیا۔ اس کا اختیار پروردگار کو ہے۔ اے علیؑ آپ کو کون سی چیز فاطمہؑ کی خواستگاری سے مانع ہے۔ ہم کو گمان یہ ہے خدا اور رسولؐ نے فاطمہؑ کو آپ کے لئے رکھا ہے باقی اور لوگوں سے منع کیا ہے۔ جب جناب امیرؑ نے ابوبکر سے یہ کلام سنا۔ آنسو چشمہائے مبارک سے جاری ہوئے اور فرمایا میرا اندوہ تم نے تازہ کیا۔ اور جو آرزو میرے دل میں پنہاں تھی۔ اس کو تم نے تیز کر دیا۔ کون ایسا ہوگا۔ جو فاطمہؑ کی خواستگاری نہ چاہتا ہوگا لیکن مجھے تنگدستی اس امر کے اظہار سے شرم دلاتی ہے۔

ان لوگوں نے جس طرح ہوا حضرت کو راضی کیا۔ کہ جناب رسول خداؐ پاس جا کر فاطمہؑ کی خواستگاری کریں جناب امیرؑ نے اپنا اونٹ کھولا۔ اور گھر میں لا کر باندھا۔ اور نعلین پہن کر متوجہ خانۂ حضرت ہوئے۔ اس وقت حضرت حجرۂ ام سلمہؓ میں تشریف رکھتے تھے۔ جب جناب امیرؑ نے کنڈی کھٹکھٹائی۔ ام سلمہ نے کہا۔ کون ہے۔ پس قبل اس کے جناب امیرؑ فرمائیں میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے ام سلمہ اٹھو اور دروازہ کھول دو۔ یہ وہ مرد ہے جو خدا اور رسول کو دوست رکھتا ہے اور خدا اور رسول اس کو دوست رکھتے ہیں۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ یا حضرتؐ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ کون شخص ہے آپ جس کے حق میں ایسا فرماتے ہیں اور ہنوز آپ نے اسے نہیں دیکھا حضرت نے فرمایا۔ اے ام سلمہ چپ رہو یہ وہ مرد ہے جو سفیہ و احمق نہیں۔ بلکہ نازک مزاج اور شجاع ہے یہ میرا بھائی اور ابن عم ہے اور مجھے یہ مرد سب خلق سے زیادہ محبوب ہے۔ ام سلمہؓ نے کہا میں اٹھی اور دروازہ کھولنے میں جلدی کی۔ میرا پاؤں دامن میں الجھا اور نزدیک تھی گر پڑوں جب دروازہ کھولا علیؑ ابن ابی طالب کو دیکھا بخدا سوگند علی گھر میں نہ آئے جب تک نہ جان لیا میں پردہ میں چلی گئی ہوں۔ پس داخل ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ جناب رسول خداؐ نے جواب میں فرمایا۔ وعلیک السلام اے علیؑ بیٹھو۔ ام سلمہؓ نے کہا۔ جب جناب امیر خدمت حضرت

بشیر و نذیر میں بیٹھے نگاہ نیچی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کسی کام کو آئے ہیں اور اس کے اظہار سے شرم کرتے ہیں۔ اور حیا سے سر جھکائے ہوئے ہیں۔ جب رسول خداؐ نے بعلم نبوت جانا کہ علیؑ کے دل میں کیا ہے۔ اور فرمایا اے علیؑ ایسا معلوم ہوتا ہے تم کسی کام کو آئے ہو۔ اپنا کام بیان کرو۔ اور جو کچھ دل میں ہے اس کا اظہار کرو۔ تمہاری حاجتیں میرے پاس مقبول ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت آپ جانتے ہیں کہ آپ نے مجھے ابو طالب اور فاطمہ بنت اسد سے لیکر عہد طفلی میں مجھ کو پالا آپ نے اپنی غذا سے مجھے غذا دی۔ آپ نے مجھے آداب دیا۔ اور مجھ پر آپ میرے ماں باپ سے زیادہ مہربان رہے۔ حق تعالیٰ نے مجھے آپ کی برکت سے چچاؤں[ف] اور بزرگوں کی گمراہی سے ہدایت فرمائی۔ یا رسول اللہ آپ ذخیرہ و شرف میرا دنیا اور آخرت میں ہیں۔ اور سبب ان کرامتوں کے جو حق تعالیٰ نے مجھے آپکی برکت سے عطا فرمائیں۔ امیدوار ہوں کہ گھر اور زوجہ سے مجھے ملے۔ اور آپ پاس خواستگار آیا ہوں کہ اپنی بیٹی فاطمہؑ سے مجھے تزویج فرما دیجئے اور یا رسول اللہؐ آپ فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرمائیں گے ام سلمہؓ کہتی ہیں۔ میں نے دیکھا۔ ان باتوں کے سننے سے روئے مبارک حضرت رسولؐ شگفتہ ہو گیا اور حضرت ہنسنے لگے بعد اس کے از روئے تبسم جناب امیرؑ سے کہا اے علیؑ کچھ تمہارے پاس ہے۔ کہ میں فاطمہؑ کو تم سے تزویج کروں۔ جناب امیرؑ نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان بخدا سوگند آپ پر میرا کوئی امر مخفی نہیں میرے پاس ایک شمشیر اور ایک زرہ اور ایک اونٹ ہے جس کے اوپر پانی پہونچاتا ہوں اور اس کے سوا کوئی چیز میرے پاس نہیں حضرت نے فرمایا لیکن شمشیر اس سے تمہیں احتیاج جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ کہ دشمنان خدا سے مقابلہ کرو۔ اونٹ اس سے اپنے نخلستان کے لئے پانی کھینچتے ہو۔ اور اپنا اسباب وغیرہ سفر میں اس پہ بار کرتے ہو۔ اچھا تمہارے پاس جو ایک زرہ ہے میں اسی پہ راضی ہوں۔ اور فاطمہؑ کو تم سے تزویج کر دوں اے ابوالحسنؑ چاہتے ہو۔ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں میرے ماں باپ آپ پہ قربان مجھے بشارت دیجئے۔ آپ پر درود خدا ہو آپ ہمیشہ بابرکت و سعادت و میمنت و فیروزی کنندہ اور کرواہی سب ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے ابوالحسنؑ تم کو بشارت ہو۔ حق تعالیٰ آسمان پہ فاطمہؑ کو تم سے تزویج کر چکا ہے قبل اس کے میں زمین پر تم سے تزویج کروں۔ اور اسی جگہ قبل تمہارے آنے کے ایک فرشتہ مجھ پہ نازل ہوا جس کے منہ اور ہاتھ بے شمار تھے اور اس کے پہلے میں نے ایسا فرشتہ نہ دیکھا تھا جب وہ فرشتہ آیا کہا۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اے محمدؐ آپ کو بشارت ہو۔ اجتماع اہل و پاکیزگی نسل سے میں

[ف] تاجدار دو عالم اور جناب علیؑ آپس میں چچازاد بھائی تھے لہٰذا جو رسولؐ کے سب رشتہ دار تھے وہ ہی حضرت علیؑ کے لہٰذا یہاں جناب علیؑ کا بزرگوں سے اشارہ ابو لہب۔ ابو جہل۔ ابو سفیان اور دیگر مشرک و کافر قریشیوں کی طرف ہے۔ (کوثر بریلوی عفی عنہ)

نے کہا۔ اے ملک کیسی بشارت ہے جو تو مجھے دیتا ہے۔ اس نے کہا۔ یا محمدؐ میرا نام سیطائیل ہے اور میں ایک قائمہ عرش الٰہی پر موکل ہوں میں نے اپنے پروردگار سے اجازت لی کہ آپ کو بشارت دوں اور جبرئیل بھی آتے ہیں۔ وہ آپ کو کرامتہائے حق سبحانہ تعالیٰ جو آپ پر مبذول ہیں۔ ان کی خبر دینگے۔ ابھی کلام اس فرشتہ کا تمام نہ ہوا تھا کہ جبرئیل امین آپہنچے۔ اور کہا السلام علیک و رحمتہ اللہ و برکاتہٗ یا نبی اللہ پس ایک حریر سفید حریر ہائے بہشت سے میرے ہاتھ میں دیا۔ اور اس حریر پر دو سطر نور سے لکھی ہوئی تھیں۔ میں نے کہا۔ اے حبیب من جبرئیل یہ حریر اور نوشتہ کیا ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یا محمدؐ چونکہ حق تعالیٰ اپنے علم سے احوال جمیع خلائق پر مطلع تھا۔ پس آپ کو جمیع خلق سے برگزیدہ کیا۔ اور برسالت بھیجا اور بعد آپ کے جمیع خلق سے آپ کے لئے آپ کے بھائی اور وزیر اور مصاحب اور داماد کو برگزیدہ کیا۔ پس آپ کی دختر فاطمہؑ کو اس سے تزویج کیا۔ میں نے کہا۔ اے حبیب من جبرئیل وہ کون شخص ہے۔ جبرئیل نے کہا یا محمدؐ وہ آپ کا بھائی دنیا میں اور آپ کا ابن عم نسب میں ہے یعنی علیؑ ابن ابی طالب۔

بیان سامان تزویج جناب فاطمہؑ بالائے آسمان۔ حق تعالیٰ نے جمیع اہل بہشت کو وحی فرمائی۔ کہ مزین ہو جاؤ۔ پس روضات جنان مزین ہو گئے۔ پھر درخت طوبیٰ کو حکم فرمایا۔ زیور اور اسباب زینت سے آراستہ ہو۔ حوران بہشت نے بناؤ سنگار کیا۔ اور حق تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا۔ کہ آسمان چہارم پر نزدیک بیت المعمور جمع ہوں۔ پس ہر فرشتہ جو آسمان پر تھا بیت المعمور پاس آموجود ہوا۔ اور جو جو فرشتے آسمان چہارم سے نیچے تھے سب اوپر ہو گئے۔ اور حق تعالیٰ نے رضوان خزانہ دار بہشت کو حکم فرمایا کہ منبر کرامت نزدیک بیت المعمور نصب کرے۔ اور وہ منبر وہ ہے جس پر حضرت آدمؑ نے جس روز فرشتوں کو تعلیم اسماء کی۔ اس پر خطبہ پڑھا تھا۔ اور وہ منبر نور کا ہے۔ پس حق تعالیٰ نے ایک ملک کو ملائکہ حجب سے جس کا نام راحیل ہے وحی فرمائی۔ اس منبر پر جا کر حق تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور اس کو بجلالت و بزرگی یاد کرے۔ اور حق تعالیٰ کی تعریف کرے جس کا وہ سزاوار ہے۔ اور درمیان ملائکہ اس فرشتہ سے خوش بیان و نیکو بیان زیادہ کوئی فرشتہ نہیں پس وہ فرشتہ منبر پر آیا اور حمد حق تعالیٰ کی ان محامد سے بیان کی جو سزاوار عظمت و جلال ایزد متعال ہے اور سب آسمانوں سے صدائے مدح و سرود آئی۔ اور تمام اہل سماوات خورسند و شاد ہو گئے۔ اور ایک روایت میں ہے اس فرشتہ نے یہ خطبہ پڑھا۔

خطبۂ ملک۔ حمد و سپاس اس خدا کو سزاوار ہے۔ جو سب پہلوں کی اولیت سے پہلے ہے اور بعد فنائے عالمین کے باقی ہے۔ اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس نے ہم کو ملائکہ روحانیاں کیا۔ اور ہم کو اپنے پروردگار کا اقرار کرنے والا کیا۔ اور ان نعمتوں پر جو ہم کو عطا ہوئیں۔ شاکر کیا۔ ہم کو کمان سے شہوت اور غضبوں سے مستور کیا۔ ہم کو سموات میں ساکن کیا۔ اور مقرب سرادقات فرمایا۔ ہم نے حرص شہوات زائل کی۔ اور حرص و خواہش ہماری اپنی تسبیح و تقدیس میں قرار دی۔ وہ خدا جس نے اپنی رحمت وسیع کی نعمتوں کا بخشنے والا ہے اس سے جلیل تر

ہے۔ جس سے مشرکین اس کو منسوب کرتے ہیں اور بوجہ اپنی عظمت و جلال کے ان افتراؤں سے بلند تر ہے۔ جو اس پر ملحدین قرار دیتے ہیں۔ بعد اس حمد و ثنا کے بیان کیا۔ خداوند جبار نے اپنے برگزیدہ گرامی اور پسندیدہ کو اپنی کنیز کے لئے اختیار کیا۔ کہ بہترین زنان اور بہترین دختران پیغمبران و اشرف مرسلان ہے۔ اس پیغمبر کے رشتے کو اس کے ایک مرد اہل بیت کے رشتے سے پیوند کر دیا۔ کہ وہ مرد اس کا مصاحب اور اس کی دعوت کی تصدیق کرنے والا۔ اور اس کے دین و ملّت کی طرف مبادرت کرنے والا۔ اور وہ مرد علی ابن ابی طالب ہے جس نے دختر رسول یعنی فاطمہ بتول سے پیوند پایا و بروایت اوّل جبرئیل نے کہا حق تعالیٰ نے مجھے وحی فرمائی کہ ان کا عقد نکاح باندھوں۔ کیونکہ میں نے اپنی کنیز فاطمہؑ اپنے حبیب محمدؐ کی دختر کو اپنے بندے علیؑ ابن ابی طالب سے تزویج کیا۔ یہ سن کر میں نے عقد نکاح باندھا اور ملائکہ مقربین کو گواہ کیا۔ اور ان کی گواہی اس حریر پر لکھی ہوئی۔ اور مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا کہ یہ نامہ آپ کو دکھاؤں اور مشک سے اس پر مہر کروں اور رضوان خزینہ دار بہشت کے سپرد کروں۔ اور جب حق تعالیٰ نے ملائکہ کو تزویج علی بر فاطمہؑ کے ہمراہ گواہ کیا۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا جو کچھ زیور اور حلّے تجھ پر ہیں سب گرادے اور ان پر نثار کر۔ ملائکہ اور حورالعین نے وہ نثار سمیٹ لیا اور اس نثار کا حوریں ایک دوسرے کو ہدیۃً بھیجتی ہیں۔ اور اس سے فخر و مباہات قیامت تک کرتی ہیں۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں آپ کو حکم دوں فاطمہؑ کو علیؑ سے زمین پر تزویج فرما دیجئے۔ اور ان کو بشارت دیجئے کہ حق تعالیٰ ان کو دو فرزند عطا کرے گا۔ وہ پاکیزہ نجیب طیب طاہر باخیر صاحب فضیلت دنیا و آخرت میں ہونگے۔

بیان تزویج فاطمہؑ بر زمین ۔ اے ابوالحسن وہ فرشتہ بخدا سوگند ابھی میرے پاس سے گیا تھا۔ کہ تم نے دروازہ کھٹکھٹا دیا۔ واضح ہو کہ میں تمہارے مقدمہ میں امر پروردگار جاری کروں گا۔ اے ابوالحسن تم جاؤ اور میں تمہارے عقب میں مسجد میں جاتا ہوں۔ اور سب لوگوں کے سامنے فاطمہؑ کو تم سے تزویج کرتا ہوں اور تمہاری ایسی فضیلت بیان کروں گا۔ وہ تمہاری اور تمہارے دوستوں کی دنیا و آخرت میں باعث روشنی چشم ہوگی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں خدمت بابرکت حضرت رسالت سے اٹھ کر جلدی مسجد کی طرف روانہ ہوا۔ اور مجھے اس درجہ خوشی تھی کہ بیان سے باہر ہے۔ ادھر ابوبکر و عمر منتظر جناب امیرؑ تھے۔ اس لئے کہ امتحاناً جناب امیرؑ کو جناب رسول خدا پاس بھیجا۔ جب جناب امیرؑ کو آتے دیکھا راہ ہی میں حضرت کو ٹوکا۔ اور پوچھا۔ کہو کیا ہوا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج کر دیا اور مجھے خبر دی کہ حق تعالیٰ نے آسمان پہ فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج کیا۔ اور حضرت رسولؐ تشریف لاتے ہیں کہ سب لوگوں کے سامنے فاطمہؑ کو مجھ سے تزویج فرمائیں جب انہوں نے یہ خبر سنی بظاہر خوش خوش مسجد میں گئے۔ جناب امیرؑ

نے فرمایا۔ میں ہنوز مسجد کے اندر تک نہ گیا تھا کہ جناب رسول خداؐ تشریف لائے اور اثر شادی و خورمی روئے مبارک سے ظاہر تھے۔ اس وقت بلال کو حکم دیا۔ کہ مہاجرین و انصار کو ندا کرے کہ سب جمع ہوں جب سب جمع ہوئے حضرت منبر کے پہلے زینہ پر تشریف لے گئے۔ اور حمد و ثنائے حق تعالیٰ ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا۔ اے گروہ مسلمانان آج جبرئیل میرے پاس آئے اور مجھے خبر دی میرے پروردگار نے ملائکہ کو بیت المعمور میں جمع کیا۔ اور سب کو اس پر گواہ کیا کہ میں نے اپنی کنیز فاطمہؑ دختر رسول کا عقد اپنے بندے علیؑ ابن ابی طالب سے کیا۔ اور مجھے حکم دیا۔ کہ زمین پر فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کروں۔ اور میں تم کو اس پر گواہ کرتا ہوں یہ فرما کر بیٹھ گئے اور جناب امیرؑ سے فرمایا۔ اے ابوالحسن اٹھو اور فاطمہؑ کی اپنے لئے خواستگاری کرو۔ جناب امیرؑ اٹھے۔ اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور بعض الفاظ اس خطبہ کے یہ ہیں۔ میں اپنے حق تعالیٰ کی۔ اس کی نعمتوں اور شکر و احسان پر حمد کرتا ہوں۔ اور وہ گواہی خدا کی وحدانیت پر دیتا ہوں جو موجب رضامندی اور خوشنودی حق تعالیٰ ہو۔ اور محمدؐ و آل محمدؐ پر درود بھیجتا ہوں۔ جو باعث اس کے مزید قرب و منزلت کا ہو اور واضح ہو کہ نکاح منجملہ ان چیزوں کے ہے۔ جن کا خداوند عالمیان نے حکم دیا۔ اور اسے پسند فرمایا۔ اور یہ مجلس و مجمع بقضا و قدر حق تعالیٰ یہاں ہوا۔ اور تحقیق جناب رسول خدا نے اپنی دختر فاطمہ زہرا کو مجھ سے تزویج فرمایا۔ اور مہر ان کا یہ میری زرہ قرار دی۔ بروایت دیگر پانچ سو درہم مہر مقرر کیا۔ اور میں اس سے راضی ہوا۔ تم سب رسول خداؐ سے دریافت کرو۔ اور گواہ رہو۔ یہ سن کر اصحاب نے رسول خدا سے دریافت کیا۔ یا حضرت آپ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کیا حضرت رسول نے فرمایا۔ ہاں میں نے تزویج کیا اصحاب نے کہا۔ خدا ان کو برکت دے اور ان کی جدائی کو مبدل بیکجائی کرے۔ بعد اس کے حضرت رسولؐ اپنے ازواج کے گھر تشریف لے گئے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ

تفصیل شادی جناب فاطمہؑ۔ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت رسولؐ نے جناب فاطمہؑ کو علیؑ ابن ابی طالب سے تزویج کیا اور فاطمہؑ پاس تشریف لائے۔ دیکھا رو رہی ہیں۔ حضرت نے رونے کا سبب پوچھا اور ارشاد کیا اگر میرے اہل بیت میں کوئی اس سے بہتر ہوتا تو میں اس کے ساتھ تزویج کرتا۔ اور میں نے اے فاطمہ تجھے علیؑ سے تزویج نہیں کیا لیکن حق تعالیٰ نے تجھے علیؑ سے تزویج کیا۔ مال فئے اور خمس کو جب تک زمین و آسمان باقی ہیں۔ تمہارا مہر مقرر کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ حضرت رسولؐ نے مجھ سے ارشاد کیا۔ اے علیؑ اٹھو اور اپنی زرہ بیچ ڈالو۔ یہ سن کر میں گیا۔ اور زرہ فروخت کر کے اس کی قیمت حضرت کی خدمت میں لایا۔ اور روپے حضرت کے دامن میں رکھ دیئے۔ حضرت نے مجھ سے نہ پوچھا۔ کتنے روپے ہیں۔ اور میں نے بھی کچھ نہ کہا۔ بعد اس کے ان میں سے ایک مٹھی بھر لیا۔ اور بلال کو بلا کر دیا۔ اور فرمایا۔ فاطمہؑ کے لئے عطر و خوشبو لے آؤ۔ پھر ان میں سے

دو مٹھیاں ابوبکر کو دیں۔ بازار میں جا اور کپڑا وغیرہ جو کچھ اثاث البیت درکار ہے لے آ۔ پھر عمار بن یاسر کو اور ایک جماعت صحابہ کو ابوبکر کے بعد بھیجا۔ اور سب بازار میں پہونچے ان میں سے جو شخص چیز لیتا تھا ابوبکر کے مشورہ سے لیتا تھا ایک پیراہن سات درہم کو اور ایک مقنعہ چار درہم اور ایک چادر سیاہ خیبری اور ایک کرسی جس کے دونوں پاٹ خرمے کی چھال سے جڑے ہوئے تھے۔ اور دو توشک جامہائے مصری۔ ایک خرمہ کی چھال سے بھرا ہوا۔ اور دوسرا پشم گوسفند سے اور چار تکئے پوست طائف کے جن کو گیاہ اذخر سے بھرا تھا۔ اور ایک پردہ پشم اور بوریائے ہجری اور چکی اور بادیہ مسی اور ایک ڈول چمڑے کا اور کاسۂ چوبین دودھ کے لئے اور ایک مشک پانی کے لئے اور ایک آفتابہ روغنی اور ایک سبوئے سبز اور کوزہ ہائے سفالین خرید کئے۔ جب سب اسباب خرید چکے۔ ابوبکر اور سب اصحاب مذکورہ لے کر حضرت کی خدمت میں آئے۔ حضرت ہر ایک چیز دست مبارک میں لے کر ملاحظہ فرماتے اور کہتے تھے خداوندا اس

بیان تزویج فاطمہؑ زہراؑ

کو میرے اہل بیت پر مبارک کر۔ بروایت دیگر آنسو چشمہائے مبارک سے رواں ہوئے اور سر بجانب آسمان بلند کر کے فرمایا۔ خداوندا اس گروہ کو برکت دے جن کے ظروف زیادہ تر سفالین ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بعد اس کے میں ایک مہینے تک ہمراہ حضرت کے مسجد میں نماز پڑھتا۔ اور اپنے گھر پھر جاتا۔ اور جناب فاطمہؑ کے بارہ میں کچھ نہ کہتا۔ ازواج جناب رسول خداؐ نے مجھ سے کہا۔ تمہیں منظور ہے کہ مقدمہ مزاوجت میں حضرت رسولؐ سے ہم کہیں۔ میں نے کہا۔ ہاں۔ یہ سن کر ازواج حضرت رسولؐ پاس گئیں۔ ام ایمن نے کہا یا رسول اللہ اگر خدیجہ زندہ ہوتیں زفاف فاطمہؑ سے ان کی آنکھیں روشن ہوتیں۔ علیؑ اپنی زوجہ کے خواستگار ہیں۔ لہٰذا دیدۂ فاطمہؑ کو اس کے شوہر سے روشن کیجئے اور ان دونوں بزرگوار کو جمع فرمائیے اور ہماری آنکھیں اس مزاوجت سے روشن فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ اپنی زوجہ کو مجھ سے کیوں نہیں طلب کرتے۔ میں ان کے طلب کرنے کا منتظر ہوں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت مجھے حیا مانع ہوتی ہے۔ حضرت ازواج کی طرف مخاطب ہوئے۔ کون کون میرے ازواج سے یہاں حاضر ہے۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت میں اور زینب اور فلاں فلاں حاضر ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے حجروں میں سے ایک حجرہ میری بیٹی فاطمہؑ اور میرے ابن عم علی ابن ابی طالب کے لئے جھاڑ بہار کر صاف کرو۔ ام سلمہ نے کہا۔ یا حضرت کون سا حجرہ۔ فرمایا۔ تم اپنا حجرہ درست کرو۔ اور اپنی ازواج کو حکم دیا کہ فاطمہؑ کو آراستہ کریں۔ اور جو کچھ فاطمہؑ کو درکار ہو۔ مہیا کریں۔ ام سلمہ نے کہا میں نے فاطمہؑ سے پوچھا تمہارے پاس کچھ خوشبو ہے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں۔ پھر ایک شیشہ لائیں اور اس میں سے تھوڑا میری ہتھیلی پر دیا۔ مجھے ایسی خوشبو آئی کہ کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی تھی۔ میں نے پوچھا۔ اے فاطمہؑ یہ خوشبو کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ دحیۂ کلبی جب کبھی میرے پدر بزرگوار کی خدمت میں آتے۔ حضرت فرماتے اپنے چچا کے لئے تکیہ لا کر رکھو۔ میں تکیہ لاتی اور دحیہ کلبی تکیہ کر کے بیٹھتے اور جب اٹھتے

جو کچھ ان کے کپڑوں میں سے گرتا حضرت فرماتے اس کو جمع کر لو۔ جناب امیرؑ نے حضرت رسول سے پوچھا۔ یا حضرت کیا چیز گرتی تھی حضرت نے ارشاد کیا۔ وہ جبرئیل تھے جو بصورت دحیہ کلبی آتے اور یہ عنبر ہے جو ان کے بدن سے جھڑتا رہتا۔ بروایت دیگر جناب فاطمہؑ گلاب بھی لائیں۔ ام سلمہ کہتی ہیں۔ ہرگز میں نے ایسا خوشبو گلاب نہ سونگھا تھا۔ ام سلمہ نے پوچھا۔ یہ گلاب کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا جب حضرت رسول استراحت فرماتے۔ میں پسینہ حضرت کا لے کر اس شیشہ میں جمع کرتی تھی۔ اور یہ گلاب نہیں پسینہ حضرت ہے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ حضرت نے مجھ سے ارشاد کیا اے علیؑ اپنے اعزہ کے لئے عمدہ کھانا تیار کرو۔ اور فرمایا۔ گوشت روٹی میں لاتا ہوں۔ تم خرما اور روغن لاؤ۔ حسب الامر میں خرما اور روغن لے کر آیا۔ حضرت رسول نے اپنے دست مبارک سے کپڑے میں روغن ڈالا۔ اور خرمے توڑ کر اس میں ملے۔ گوسفند فربہ اور بہت سی روٹیاں بھی منگا لیں۔ جب کھانا تیار ہو گیا فرمایا۔ اے علیؑ جاؤ اور جس کو چاہو بلا لاؤ۔ جب میں مسجد میں آیا۔ تمام مسجد اصحاب سے بھری ہوئی تھی۔ مجھے شرم و حیا دامنگیر ہوئی۔ کہ ان میں سے بعض کو بلاؤں اور بعض کو نہ بلاؤں۔ پس میں نے بلندی پر آ کر آواز دی کہ ولیمہ فاطمہؑ میں سب لوگ تکلیف کریں۔ یہ سن کر تمام حاضرین مسجد اٹھ کھڑے ہوئے اور میرے گھر چلے۔ مجھے کثرت مردم اور قلت طعام سے شرم و حیا آتی تھی۔ جب حضرت نے مجھے متفکر و شرمندہ پایا فرمایا۔ میں دعا کروں گا۔ حق تعالی اس کھانے میں برکت فرمائے گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بہ برکت دعائے حضرت رسولؐ تمام اصحاب نے وہ طعام کھایا۔ اور پانی پیا۔ اور میرے لئے دعائے برکت کی۔ اور سیر ہو کر باہر آ گئے۔ اور یہ لوگ چار ہزار سے زیادہ تھے۔ اور اس کھانے میں کچھ بھی کمی نہ ہوئی۔ پھر حضرت نے فرمایا کاسے لاؤ۔ جب پیالے لائے۔

وہ کھانا ان میں بھرا۔ اور اپنی ازواج کے گھر بھیجا۔ پھر ایک کاسہ اور طلب کیا۔ اس میں کھانا بھرا۔ اور ارشاد فرمایا۔ یہ علیؑ و فاطمہؑ کا حصہ ہے جب آفتاب غروب ہوا حضرت نے ام سلمہ سے فرمایا۔ فاطمہؑ کو لاؤ۔ ام سلمہ جناب فاطمہؑ کو لائیں۔ دامن زمین پر لٹکتا۔ اور فرط حیا سے عرق ٹپکتا تھا۔ نہایت شرم و حیا سے سر نہوڑائے تشریف لائیں۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ حق تعالی تمہیں دنیا و آخرت میں لغزش کی نگاہ سے محفوظ رکھے۔ جب جناب فاطمہؑ حضرت رسولؐ کے سامنے کھڑی ہوئیں۔ حضرت نے نقاب روئے منور جناب فاطمہؑ سے اٹھا دی کہ علیؑ نے خورشید جمال بے مثال مشاہدہ فرمایا۔ پھر جناب سیدہؑ کا ہاتھ پکڑ کے جناب امیرؑ کے ہاتھ میں دیا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ خدا مواصلت دختر رسول خدا کو تمہارے ساتھ مبارک کرے۔ اے علیؑ فاطمہؑ نیک زوجہ ہے اور اے فاطمہؑ علیؑ نیک شوہر ہے اپنی منزل میں جاؤ اور میرے آنے کا انتظار کرو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ فاطمہ زہراؑ کا دست مبارک اپنے ہاتھ میں تھام کر اپنے گھر لے گیا۔ اور ایک گوشہ میں بٹھا کر دوسرے گوشہ میں جا بیٹھا ہم دونوں شرم و حیا سے سر جھکائے ہوئے تھے ناگاہ حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور فرمایا یہاں کون ہے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپکو

مرحبا آپ زیارت کرنے والے اور تشریف لانے والے۔ یہ سُن کر حضرت تشریف لائے اور فاطمہؑ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور فرمایا۔ اے فاطمہؑ پانی لاؤ۔ جب فاطمہؑ اٹھ کر پانی کا کاسہ بھر لائیں۔ حضرت نے ایک گھونٹ اس میں سے دہانِ مبارک میں لیکر مضمضہ فرمایا۔ اور اسی کاسہ میں ڈال دیا۔ اور تھوڑا پانی اس میں سے لے کر جناب فاطمہؑ کے سر پر چھڑکا۔ اور فرمایا پشت میری طرف کرو۔ پھر تھوڑا پانی دونوں شانوں کے درمیان چھڑکا۔ اور فرمایا۔ خداوندا یہ میری بیٹی ہے اور تجھے محبوب ترین خلق ہے۔ خداوندا اس کو اپنا ولی اور اطاعت کنندہ اور اس کے اہل کو اس کے لئے مبارک فرما۔ بعد اس کے ارشاد کیا۔ اے علیؑ اپنی زوجہ پاس جاؤ۔ خدا تم کو برکت دے اور اے اہل بیت تم پر رحمت خدا و برکات ہو۔ بدرستیکہ خدا بزرگوار و مستحق حمد ہے اور دوسری روایت معتبر جناب امیرؑ نے فرمایا کہ شب زفاف حضرت رسولؐ میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اٹھو۔ بنام خدا اور کہو برکت خدا جاتا ہوں اور جو کچھ خدا چاہتا ہے واقع ہوتا ہے اور کاموں میں سوائے مدد خدا قوت نہیں اور میں نے توکل خدا پر کیا۔ پس مجھے جناب فاطمہؑ پاس لا کر بٹھا دیا۔ اور فرمایا۔ خداوندا یہ دونوں مجھے حبیب ترین خلق ہیں۔ تو ان کو دوست رکھ۔ اور ان کے فرزندوں میں برکت دے۔ اپنی طرف سے حفاظت کرنے والا فرما۔ اور میں ان کو تیری پناہ میں دیتا ہوں۔ اور ان کی ذریّت کو شیطان رجیم سے تیری حفاظت و حراست میں سونپتا ہوں۔ کتب معتبرہ فریقین میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت نے مجمع اصحاب میں فاطمہؑ کی مجھ سے تزویج کیا اس کے بعد ایک مہینہ تک میں نے صبر کیا۔ اور بوجہ شرم و حیا فاطمہؑ کے متعلق میں نے رسالت مآبؐ سے کچھ ذکر نہ کیا۔ لیکن جب میں حضرت کے ساتھ تخلیہ میں بیٹھتا۔ مجھ سے فرماتے۔ اے ابوالحسن تمہاری زوجہ کیا نیک ہے۔ اے ابوالحسن شاد و خوش رہو۔ کہ تم سے میں نے بہترین زنانِ عالمیان کو تزویج کیا۔ جب ایک مہینہ گذر گیا میرے پاس میرے بھائی عقیل آئے۔ بروایت دیگر جعفر و عقیل آئے اور کہا۔ اے برادر ہم کسی چیز سے اس قدر خوش نہیں ہوئے جس قدر تمہارے فاطمہؑ کے ساتھ تزویج ہونے سے خوش ہوئے۔ اے برادر کس لئے تم حضرت رسولؐ سے سوال نہیں کرتے۔ کہ فاطمہؑ تمہیں عطا کریں۔ اور تمہارے زفاف سے ہماری آنکھیں روشن ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند میں بھی یہی چاہتا ہوں۔ لیکن مجھے شرم و حیا مانع ہے کہ اس بات کو حضرت سے عرض کروں۔ یہ سُن کر عقیل مجھے قسم دلا کر اپنے ہمراہ لے گئے۔ اثنائے راہ میں ام ایمن سے ملاقات ہوئی۔ ام ایمن نے کہا۔ میں جا کر اس بارہ میں حضرت سے گفتگو کرتی ہوں۔ عورتوں کی باتیں اس مقدمہ میں بہت مفید ہوتی ہیں۔ پھر ام ایمن پھر کر ام سلمہ پاس گئیں۔ اور اس بارہ میں مصلحت کی۔ ام سلمہ نے حضرت کی سب ازواج کو طلب کیا اور سب مل کر حضرت کے پاس گئیں۔ اور حضرت اس وقت حجرہ عائشہ میں تھے۔ سب نے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ ہم اس بات کے لئے خدمت میں جمع ہوئے

ہیں اگر آج خدیجہ زندہ ہوتیں تو ان کی آنکھیں اس سے روشن ہوتیں۔ ام سلمہ نے کہا۔ جب ہم نے خدیجہ کا نام لیا۔ حضرت رونے لگے اور فرمایا۔ مثل خدیجہ کے کون ہے۔ میری اس نے اس وقت تصدیق کی۔ جس وقت سب لوگ تکذیب کرتے تھے۔ میری اس نے نصرت دین خدا پر کی۔ اس نے اپنے مال سے میری امانت کی۔ مجھے حق تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ میں خدیجہ کو بشارت دوں۔ کہ حق تعالیٰ نے ایک گھر قصبہائے زمرد سے بنایا ہے۔ اس گھر میں تعب و مشقت نہیں۔ ام سلمیٰ نے کہا میں نے عرض کی۔ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان یا رسول اللہ آپ نے کچھ فضائل خدیجہ کے ہم سے بیان فرمائیے۔ سب حق ہے اور وہ واصل رحمت پروردگار ہوئیں۔ اور کرامتہائے حق تعالیٰ میں پہونچیں۔ خدا کرامتیں انہیں گوارا کریں اور اپنی رحمت سے ہمارے اور ان کے درمیان بہشت میں جمعیت عطا فرمائے۔ اب آپ کا برادر دنیا و آخرت میں اور آپ کا پسر عم نسب میں علی ابن ابی طالبؑ استگار ہے کہ اس کی زوجیت سے تسلیم و عطا فرمائیے حضرت نے فرمایا۔ اے ام سلمہ علیؑ نے خود مجھ سے کیوں سوال نہ کیا۔ ام سلمہ نے عرض کی یا حضرت انہیں شرم و حیا مانع ہے۔ ام ایمن کہتی ہیں۔ حضرت نے کہا مجھ سے جاؤ اور علیؑ کو لے آؤ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جب ام ایمن نے مجھے بلایا۔ اور میں حضرت کی خدمت میں پہونچا۔ حضرت کی ازواج اٹھ کھڑی ہوئیں اور میں حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ اور شرم و حیا سے میں نے سر جھکا لیا۔ حضرت نے فرمایا۔ چاہتے ہو میں تمہیں زوجہ تسلیم و عطا کروں۔ میں نے شرم سے سر نیچا کر لیا۔ اور میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان ہاں میں چاہتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ آج کی رات یا کل کی رات انشاء اللہ فاطمہؑ کو تمہیں سپرد کر دوں گا۔ یہ سن کر میں حضرت کی خدمت سے خوش خوش باہر آیا۔ حضرت نے اپنی ازواج کو طلب کیا۔ اور فرمایا فاطمہؑ کو آراستہ کرو۔ خوشبو لگاؤ اور حجرہ میں فرش بچھاؤ۔ اور قیمت زرہ سے جو ام سلمہ کے سپرد کی تھی اس میں سے دس درہم لے کر مجھے دیئے اور فرمایا۔ اے علیؑ جاؤ۔ خرمہ۔ روغن۔ پنیر مول لے آؤ۔ میں مول لے کر حضرت کی خدمت میں لایا۔ حضرت نے دستک دی اور دسترخوان پوست مانگا اور اپنے دست مبارک سے خرمہ۔ پنیر۔ روغن باہم ملا کر مثل حیس بنایا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ جس کو چاہو بلاؤ۔ میں مسجد میں گیا۔ اور اس وقت اصحاب آنحضرت کے سب کے سب مسجد میں جمع تھے۔ میں نے کہا تم کو حضرت نے بلایا ہے۔ سب اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت کے مکان کی طرف چل کھڑے ہوئے۔ میں جلدی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کی۔ بہت لوگ آئے ہیں۔ حضرت نے رومال دسترخوان پر ڈال دیا۔ اور فرمایا۔ دس دس آدمیوں کو لاؤ۔ کھانا کھائیں۔ اور باہر جائیں پس لوگ اس طرح آتے اور کھانا کھا کر باہر جاتے تھے۔ کھانا کچھ بھی کم نہ ہوا۔ یہاں تک کہ سات سو مرد و عورت نے برکت آنحضرت اس میں سے کھانا کھایا۔ و بروایت دیگر جناب امیرؑ کی آواز با اعجاز جمیع اہل مدینہ اور اطراف مدینہ کے پہنچی اور سب کے سب اپنے اپنے باغوں نخلستانوں سے متوجہ خانہ حضرت ہوئے اور

ان کے لئے مسجد میں فرش چرمین بچھایا۔ اور سب نے اس کھانے سے کھایا۔ اور سیر ہوئے اور یہ لوگ چار ہزار سے زیادہ تھے۔ بعد میں تین روز تک لوگ آتے اور اس کھانے سے کھاتے تھے اور کھانا کچھ کم نہ ہوتا تھا۔ ام سلمہ نے کہا حضرت رسول نے علیؑ و فاطمہؑ کو بلایا۔ علیؑ کو داہنے ہاتھ اور فاطمہؑ بائیں ہاتھ سے پکڑ کر دونوں کو اپنے سینے سے لگایا۔ اور پیشانی کے بوسے لے کر فاطمہؑ کو علیؑ کے سپرد کیا۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ نیک بی بی تمہاری بی بی ہے اور پھر جناب فاطمہؑ سے مخاطب ہوئے اور کہا۔ اے فاطمہؑ نیک شوہر تمہارا شوہر ہے یہ کہہ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کو اپنے ہمراہ لے گئے۔ یہاں تک ان کو ان کے گھر میں جو ان کے لئے خالی کیا تھا پہنچا کر آپ باہر چلے آئے اور دونوں پٹ دروازے کے پکڑ کر اپنے دست مبارک سے ارشاد کیا۔ خدا تم کو مطہر کرے اور تمہاری نسل کو پاک و پاکیزہ کرے۔ میں اس کا دوست ہوں جو تمہارا دوست ہے اور میں اس سے برسر جنگ ہوں جو تم سے برسر جنگ ہے میں تم کو خدا کو سونپتا ہوں۔ اور خدا کو تم پر اپنا خلیفہ مقرر کرتا ہوں بروایت دیگر فرمایا۔ مرحبا دو دریائے نے آپس میں ملاقات کی اور مرحبا دو نجم آسمان سعادت و شرف کو کہ آپس میں نزدیک ہوئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا حضرت تین روز تک ہمارے پاس نہیں آئے۔ جب چوتھے دن صبح ہوئی حضرت نے چاہا کہ تشریف لائیں کہ اسماء بنت عمیس کو دیکھا۔ دروازے کے باہر کھڑی ہیں۔ فرمایا۔ کیوں یہاں کھڑی ہو۔ کہ مرد اس حجرہ میں ہے۔ اسماء نے عرض کی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ جب دلہن شوہر کے گھر جاتی ہے تو جو عورت اس کے ہمراہ آتی ہے۔ وہ اس کی خدمت کرتی ہے۔ اور میں حضرت فاطمہؑ کی خدمت کے لئے کھڑی ہوں۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا۔ اے اسماء حق تعالیٰ تمہارے حوائج دنیا و آخرت بر لائے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اس وقت نہایت سردی تھی۔ میں اور فاطمہؑ ایک عبا میں سو گئے تھے۔ جب حضرت کی آواز ہم نے سنی چاہا۔ اٹھیں جناب رسول خداؐ نے قسم دلائی۔ تم کو قسم ہے جو تم ہلے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنا جب تک میں نہ آؤں۔ پس ہم اسی طرح منتظر رہے۔ یہاں تک کہ حضرت ہمارے سرہانے آ کر ہمارے سر کے نزدیک بیٹھ گئے۔ اور پائے مبارک ہماری عبا میں پھیلا دیئے اور داہنا پاؤں حضرت کا میں نے اپنے منہ سے اور بائیں حضرت کا فاطمہؑ نے اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور حضرت کے پاؤں گرم کر دیئے۔ جب حضرت کے پاؤں گرم ہو گئے فرمایا۔ اے علیؑ کوزہ آب لاؤ۔ جب میں کوزہ آب لایا۔ تین مرتبہ حضرت نے آب دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور چند آیتہ قرآن اس پر پڑھے۔ پھر فرمایا اے علیؑ اس کو پی لو۔ اور تھوڑا سا پانی رہنے دو۔ جب میں پی چکا۔ تھوڑا سا پانی میرے سر اور سینے پر چھڑکا۔ اور ارشاد کیا اے ابوالحسن حق تعالیٰ ہر بدی کو تم سے دور رکھے اور تم کو گناہوں اور عیبوں سے پاک کرے۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ پھر فرمایا۔ اور پانی لاؤ۔ جب میں پانی لایا۔ تین مرتبہ آپ نے آب دہن مبارک اس میں ڈالا۔ اور آیات قرآن اس پر پڑھ کر جناب فاطمہؑ کو دیا اور فرمایا۔

اے فاطمہؑ پی لو اور تھوڑا سا رہنے دو۔ باقی ماندہ پانی سر و سینہ فاطمہؑ پر چھڑکا۔ اور فرمایا۔ خدا ہر بدی سے تم کو دور کرے اور عیبوں اور گناہوں سے تم کو پاک کرے۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ یہ فرما کر مجھے گھر کے باہر بھیج دیا اور فاطمہؑ سے تخلیہ میں فرمایا اے فاطمہؑ کیا حال ہے اور شوہر تمہارا کیسا ہے۔ جناب سیدہ نے کہا۔ پدر بزرگوار شوہر میرا نیک ہے لیکن زنان قریش میرے پاس آئیں اور کہا حضرت رسولؐ نے تمہیں ایسے شخص سے تزویج کیا ہے جو پریشان حال اور کچھ مال اس کے پاس نہیں ہے حضرت نے فرمایا۔ اے دختر تیرا باپ اور تیرا شوہر پریشان حال نہیں ہے واضح ہو کہ خزانہائے زمین میرے لئے پیش کئے گئے اور میں نے قبول نہ کئے۔ بلکہ ثواب آخرت اختیار کیا۔ اے دختر اگر تو جانے جو تیرا باپ جانتا ہے تو دنیا[1] کی تیری نظر میں کچھ قدر نہ ہوتی۔ بخدا سوگند اے دختر تیری خیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اور تجھے اس سے تزویج کیا جس کا اسلام سب سے پہلے اور جس کا علم و حلم سب سے زیادہ۔ اے دختر حق تعالیٰ نے تمام اہل زمین سے دو شخص اختیار کئے۔ ایک تیرا باپ اور ایک تیرا شوہر۔ اے دختر تیرا شوہر نیک شوہر ہے کسی امر میں اس کی مخالفت جائز نہ رکھنا۔ پس مجھے آواز دی۔ اور طلب فرمایا۔ میں نے کہا۔ لبیک یا رسول اللہ فرمایا اپنے گھر میں آؤ اور اپنی زوجہ سے شفقت و مہربانی کرو۔ اس لئے کہ فاطمہؑ میری پارۂ تن ہے جو اسے آزردہ کرے وہ مجھے آزردہ کرتا ہے اور جو اسے شاد کرے وہ مجھے شاد کرتا ہے میں تم کو خدا کو سونپتا ہے اور خدا کو تم پر خلیفہ کرتا ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بخدا سوگند جب تک فاطمہؑ میرے پاس زندہ رہیں میں نے اس کو رنجیدہ نہ رکھا۔ اور ہرگز کوئی امر جو ان کی طبع اقدس پر گراں ہوا۔ مجھ سے سرزد نہیں ہوا۔ وہ ہرگز مجھے غیظ و غضب میں نہ لائیں اور کسی امر میں میری نافرمانی نہیں کی۔ جب میں ان پر نظر کرتا۔ تمام الم و غم و غیظ مجھ سے دور ہو جاتے۔ جب حضرت رسولؐ نے چاہا باہر تشریف لے جائیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا اے بابا مجھ میں طاقت خانہ داری کی نہیں۔ کوئی خادمہ میرے لئے عنایت ہو۔ وہ میری خدمت اور امور خانہ داری میں میری اعانت کرے۔ حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ تمہیں وہ چیز نہیں منظور جو خادمہ سے بہتر ہو جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہاں کہہ دو منظور ہے۔ پس جناب فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ جو چیز خادمہ سے بہتر ہو منظور ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہر روز تینتیس ۳۳ مرتبہ سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ مرتبہ الحمد للہ اور چونتیس ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر کہو۔ یہ زبان پر ایک سو تسبیح ہے اور

---

[1] رسول پاکؐ کا فاطمہ زہراؑ کو یہ فرمانا اس لئے تھا کہ لوگ عظمت علیؑ سے خبردار اور آگاہ ہو جائیں۔ ورنہ فاطمہ زہراؑ تو وارث علم نبوت و امامت تھی اور ان بچوں کی ماں تھی جو گود رسولؐ میں بیٹھ کر لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے تھے۔ ان الفاظ سے شان سیدہؑ میں کوئی کمی نہیں یہ تو ویسے ہی ہیں۔ جیسا کہ پنجابی زبان میں مثال ہے۔ آکھاں دھی نوں سناواں نونہہ نوں۔ لہٰذا نبی کریمؐ کا فاطمہ زہراؑ کو شان کرامت کو بتانا دکھانا مقصود تھا۔ (ڈاکٹر محمد حیدری عفی عنہ)

میزان میں اس کا ثواب ایک ہزار ہے۔ اے فاطمہؑ اگر ہر روز صبح کو یہ تسبیح پڑھو گی۔ حق تعالیٰ کفایت امور
دنیا و آخرت کرے گا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حق
تعالیٰ نے مجھ میں اور علیؑ میں برادری قائم کی۔ اور ساتویں آسمان پر میری دختر فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج
کیا۔ اور ملائکہ مقربین کو اس کے تزویج پر گواہ کیا۔ اور علیؑ کو میرا وزیر اور خلیفہ مقرر کیا۔ پس علیؑ مجھ سے ہے۔
اور میں علیؑ سے ہوں۔ اس کا دوست میرا دوست اس کا دشمن میرا دشمن۔ ملائکہ بوجہ محبت و دوستی علیؑ
حق تعالیٰ سے تقرب حاصل کرتے ہیں۔ ایضاً بسند صحیح جناب صادق سے روایت ہے کہ ایک دن
ام ایمنؓ حضرت رسولؐ پاس آئیں۔ اور اپنی چادر میں کچھ لئے ہوئے تھیں حضرت نے فرمایا۔ اے ام ایمن
تمہارے پاس کیا ہے۔ ام ایمن نے کہا۔ میں فلاں عورت کی شادی میں گئی تھی۔ اس پر جو نثار کیا۔ یہ اس میں سے
ہے۔ یہ کہہ کر ام ایمن رونے لگیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ آپ نے فاطمہؑ کی شادی فرمائی اور ان پر کچھ نثار نہ کیا۔
حضرت نے فرمایا اے ام ایمن کیوں جھوٹ بولتی ہو۔ واضح ہو۔ کہ جب حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج
کیا۔ درختانِ بہشت کو حکم دیا کہ اہل بہشت پر اپنے زیور اور حلّوں اور موتیوں اور حریر و زمرد کو نثار کریں۔
پس اس قدر نثار حاصل کیا۔ کہ اس کا وصف نہیں کر سکتے۔ اور حق تعالیٰ نے درخت طوبیٰ فاطمہؑ کے مہر
میں دیا۔ اور اس درخت کو علیؑ ابن ابی طالب کے گھر میں قرار دیا۔ علی بن ابراہیم نے بسند معتبر

فضائل علیؑ زبانی رسولؐ

روایت کی ہے۔ جو شخص جناب فاطمہؑ کی خواستگاری حضرت رسولؐ
سے کرتا۔ حضرت اپنا منہ اس کی جانب سے پھیر لیتے۔ اور اظہار کراہت فرماتے۔ جب ارادہ تزویج ہمراہ علیؑ
ہوا۔ جناب فاطمہؑ سے پوشیدہ بیان کیا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ میرا اختیار آپ کو ہے۔ لیکن زنان قریش
کہتی ہیں۔ علیؑ بزرگ شکم[۵] اور بلند دست ہیں اور بند ہائے استخوان گندہ ہیں۔ آگے سر کے بال نہیں۔

---

۵ یہ روایت کہ حضرت علیؑ بڑے پیٹ والے تھے جناب سیدہؑ نے کہا مخالفین نے بنائی ہوئی ہے اور طبری۔
ابن اثیر اس کے ناقل ہیں۔ مقصد یہ تھا کہ جیسا کہ اکثر احادیث میں ہے کہ فاطمہؑ ایک باعظمت عورت ہیں کہ خدا نے خود عقد
کیا اور حضرت علیؑ کی اس سے بزرگی ظاہر ہوگئی۔ لہٰذا ایسے واقعات اجماعی مشینوں میں بنے تاکہ لوگ یہ معلوم کریں کہ یا حادیث
فضیلت علیؑ و فاطمہؑ والی ویسی ہی ہیں۔ بلکہ فاطمہؑ تو ناراض تھیں نکاح سے۔ رسول نے معاذ اللہ زبردستی کر دیا مگر سچ ہے جو
دشمن آل رسول ہوگا عقل سے کورا ہوگا اور جو عقلمند ہوگا دشمن آل رسول نہ ہوگا۔ لہٰذا اس میں بھی جناب رسول میں وہ
باتیں صادر ہوئیں جو حق تھیں اور عظمت علیؑ و فاطمہ کو اور دوبالا کر گئیں۔ سچ ہے ؎

حقیقت چھپ نہیں سکتی بناوٹ کے اصولوں سے ‏ ‏ ‏ ‏ کہ خوشبو آ نہیں سکتی کبھی کاغذ کے پھولوں سے

(ڈاکٹر محمد بلیغ حسنی عفی عنہ)

آنکھیں بہتی ہیں اور ہمیشہ خنداں و شاداں اور مفلس ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیا تم کو معلوم نہیں حق تعالیٰ جانب دنیا متوجہ ہوا۔ اور مجھ کو جمیع مردان عالمیان سے اختیار کیا۔ پس پھر دوسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور علیؑ کو مردان عالمیان سے اختیار کیا۔ پھر تیسری دفعہ دنیا کی طرف متوجہ ہوا۔ اور تجھے زنانِ عالمیان سے اختیار کیا۔ اے فاطمہؑ جس رات مجھے آسمان پر لے گئے۔ میں نے دیکھا۔ سنگ بیت المقدس پر لکھا تھا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ ایدتہ بوزیرہ ونصرتہ بوزیرہ یعنی محمدؐ کی میں نے اس کے وزیر سے تقویت کی اور اس کے وزیر سے اس کی نصرت کی۔ اس وقت میں نے جبرئیل سے پوچھا میرا وزیر کون ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ علی ابن ابی طالب آپ کے وزیر ہیں۔ اور جب سدرۃ المنتہیٰ پر پہنچا۔ وہی کلمہ اس پر بھی لکھا دیکھا۔ اور جب عرش پر پہنچا۔ وہاں بھی وہ کلمہ لکھا دیکھا۔ اور جب داخل بہشت ہوا۔ اور درخت طوبیٰ کو علیؑ کے گھر میں دیکھا۔ اور بہشت میں کوئی قصر و منزل نہیں۔ مگر یہ کہ درخت طوبیٰ کی اس میں ایک شاخ ہے۔ اور اس درخت پر سبدہائے استبرق و حلہائے سندس ہیں۔ اور ہر مومن کے لئے ہزار ہزار سبد ہیں اور ہر سبد میں سو ہزار حلے ہیں اور ایک حلہ دوسرے کے شبیہ نہیں رکھتا۔ ہر ایک کا رنگ جدا۔ اور جامہائے اہل بہشت انہی حلوں سے ہیں۔ اور اس درخت کے درمیان ایک نمد کشیدہ ہے۔ اور بہشت کا عرض مثل زمینوں اور آسمانوں کے ہے۔ اور وہ ان لوگوں کے لئے فراہم کئے ہیں۔ جو ایمان خدا اور رسول پر لائے ہیں۔ اگر سوار اس درخت کے سایہ میں سو ہزار سال گھوڑا دوڑائے۔ اس درخت کے سایہ سے باہر نہیں جا سکتا۔ اور یہی ہے مراد قول اللہ تعالیٰ سے وہ فرماتا ہے وظل ممدود اور اس درخت کے نیچے میوہ ہائے اہل بہشت ہیں۔ اور طعامہائے بہشت ان کے ہر گھر میں لٹکا ہے اور اس درخت کی شاخ میں سو قسم کا میوہ ہے جن کی شبیہ دنیا میں دیکھی اور جنکی نہیں بھی دیکھی۔ اور جنہیں سنا اور جن کو نہیں بھی سنا۔ اور جو میوہ اس درخت سے جدا ہوتا ہے۔ اسی وقت پھر ویسا ہی میوہ اس میں لگ جاتا ہے۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ لا مقطوعۃ ولا ممنوعۃ اور اس درخت میں ایک نہر جاری ہے اس نہر سے چار نہریں نکلتی ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا پہلی نہر اس پانی کی ہے جس کا پانی بو رنگ رنگ نہیں بدلتا۔ دوسری نہر دودھ کی ہے جس کا مزا متغیر نہیں ہوتا۔ تیسری نہر شراب کی ہے کہ پینے والوں کو لذت بخشتی ہے۔ چوتھی نہر عسل مصفیٰ کی ہے۔ اے فاطمہؑ خالق نے علیؑ کے حق میں مجھے سات خلعتیں عطا کیں۔ علیؑ ان میں سے پہلا ہے جو میرے ساتھ قبر سے باہر آئے گا۔ اور جو سب سے پہلے صراط پر میرے ساتھ کھڑا ہوگا۔ اور آتش جہنم کو حکم کرے گا۔ کہ اسے پکڑ لے اور اس کو چھوڑ دے۔ پہلا ان میں سے ہے۔ جو میرے ساتھ لباس پہنے کھڑے ہونگے۔ اور پہلا ان میں سے ہے جو داہنی طرف عرش کے میرے ساتھ کھڑا ہو۔ اور پہلا ان میں سے جو میرے ساتھ دروازہ بہشت کھولیں۔ اور پہلا ان میں سے ہے جو پہلے میرے ساتھ

علیین میں ہونگے۔ اور پہلا ان میں سے جو میرے ساتھ بہشت میں شربت نوش کرے گا۔ اس میں چاہیئے کہ رغبت کرنے والے رغبت کریں۔ اے فاطمہؑ حق نے علیؑ کو قیامت میں یہ کرامتیں دی ہیں۔ اور رسول کے لئے بہشت میں فراہم فرمائی ہیں۔ اگرچہ دنیا میں اس کے پاس مال نہیں۔ مگر آخرت میں اس کے لئے عظمت و جلال ہے۔ لیکن اے فاطمہؑ جو تم نے کہا جو تم نے کہا۔ پیٹ اس کا بزرگ ہے۔ حق تعالیٰ نے اس کو علم سے مملو فرمایا۔ اور اس کو میری امت میں میرے علم سے مخصوص کیا لیکن یہ جو تم نے کہا کہ سر پر آگے بال نہیں اور آنکھیں بڑی ہیں۔ واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے علیؑ کو بصفت و صورت آدم پیدا کیا لیکن ہاتھ کی بلندی۔ حق تعالیٰ نے اس لئے علیؑ کے ہاتھ بلند کئے ہیں کہ خدا دشمنوں اور میرے دشمنوں کو قتل کرے گا۔ اور حق تعالیٰ علیؑ کی برکت سے میرے دین کو سب دینوں پر غالب کرے گا۔ ہر چند مشرکین نہ چاہیں۔ حق تعالیٰ اس کی فتوحات کرامت کرے گا۔ اور علی تنزیل قرآن پہ کافروں اور مشرکوں سے مقابلہ کرے گا۔ منافقوں اور باغیوں اور بیعت توڑنے والوں اور دین سے خارج ہو جانے والوں کے ساتھ تاویل قرآن لڑائی کرے گا۔ اور حق تعالیٰ پشت علیؑ سے دو سید جوانان بہشت پیدا کرے گا۔ جن سے قیامت میں عرش کو زینت دے گا۔ اے فاطمہؑ حق تعالیٰ نے کسی پیغمبر کو نہیں بھیجا مگر یہ کہ اس کے صلب سے فرزند قرار دیئے۔ اور میری ذریت کو صلب علیؑ سے ظاہر کرے گا۔ اگر علیؑ نہ ہوتا۔ تو میری ذریت زمین پر نہ ہوتی۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں ان پر کسی اہل زمین کو اختیار نہیں کرتی۔ پس حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند ہائے معتبر امام زین العابدین و امام جعفر صادق و امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں تزویج جناب سیدہؑ کا خیال دل میں رکھتا تھا۔ اور شب و روز یہی خیال تھا۔ مگر جرأت نہ پڑتی تھی۔ کہ حضرت رسولؐ سے عرض کروں۔ یہاں تک کہ ایک روز حضرت کی خدمت میں گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ علیؑ تم کیا چاہتے ہو میں تمہارا عقد کر دوں۔ میں نے عرض کی۔ آپ میری مصلحت بہتر جانتے ہیں۔ اور مطلب حضرت کا یہ تھا۔ کہ کسی زن قریشیہ کو مجھ سے تزویج فرمائیں اور مجھے یہی خوف تھا۔ کہ کہیں امر جناب فاطمہؑ میرے ہاتھ سے نہ جاتا رہے۔ ایک روز میں بے خبر بیٹھا تھا ناگاہ ایک شخص حضرت رسولؐ پاس سے آیا۔ اور کہا حضرت آپ کو بلاتے ہیں جلد تشریف لے چلیئے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں جلد حاضر خدمت ہؤا۔ اور حضرت کو میں نے کبھی اس درجہ خوش نہ پایا تھا۔ حجرۂ ام سلمہ میں حضرتؐ ونق افروز تھے۔ جب نظر مبارک مجھ پر پڑی۔ اثر خوشی مبین جبین سے ظاہر ہؤا۔ اور شگفتہ ہو کر اس قدر خنداں ہوئے کہ دندانہائے مبارک کا نور ساطع ہؤا۔ پھر فرمایا۔ اے علیؑ جس چیز کا اہتمام تمہاری تزویج میں مجھے لاحق تھا۔ حق تعالیٰ نے اس کی کفایت فرمائی۔ میں نے کہا۔ یا حضرت کیونکر۔ فرمایا جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور سنبل و قرنفل بہشت اپنے ہمراہ لائے۔ میں نے ان سے لیکر سونگھا۔ اور پوچھا اس سنبل و قرنفل لانے کا کیا سبب ہے۔

جبرئیل نے کہا حق تعالیٰ نے ساکنان جمیع اہل بہشت کو ملائکہ وغیرہ سے جو بہشت میں ہیں حکم دیا کہ آراستہ ہو جائیں۔ اور مجموع باغستا نہائے بہشت کو معہ زمینوں اور درختوں اور میووں کے زینت کریں۔ اور قصروں کے اور بہشت کی ہواؤں کو حکم دیا۔ بانواع ناسے لہ چلنے لگیں۔ اور حوران بہشت کو حکم دیا۔ کہ سورہ طٰہٰ و طٰسٓ و یٰسٓ و حٰمٓ عٓسٓقٓ کی تلاوت کریں۔ اس وقت ایک منادی نے عرش کے نیچے سے ندا کی۔ آج علیؑ ابن ابی طالب کا ولیمہ ہے۔ میں تم کو گواہ کرتا ہوں۔ میں نے فاطمہؑ دختر محمدؐ کو علیؑ کے ساتھ تزویج کیا۔ اس لئے کہ میں نے ان کو ایک دوسرے کے لئے پسند کیا ہے۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ایک ابر سفید بھیجا۔ کہ اس ابر نے ان پر یاقوت و مروارید و زبرجد برسائے اور ملائکہ نے اٹھ کر سنبل و قرنفل بہشت نچھاور کیا۔ اور یہ نثار حصۂ ملائکہ سے ہے۔ جو میں آپ کے لئے لایا ہوں۔ حق تعالیٰ نے ایک ملک کو ملائکہ سے جس کا نام راحیل ہے اور درمیان ملائکہ

کلام راحیل فرشتہ۔ اس سے زیادہ فصیح و بلیغ کوئی فرشتہ نہیں حکم فرمایا کہ خطبہ پڑھے۔ اس فرشتہ نے ایسا خطبہ ادا کیا۔ کہ اس کے مثل کسی اہل آسمان و زمین نے نہ سنا تھا۔ ایک منادی نے جانب حق تعالیٰ سے ندا کی۔ اے میرے ملائکہ اور اے میرے ساکنان بہشت علیؑ ابن ابی طالب پر برکت بھیجو۔ وہ حبیب اور دوست محمدؐ کا ہے اور فاطمہؑ دختر محمدؐ پر بھی بھیجو۔ تحقیق کہ میں نے ان پر برکت بھیجی ہے میں نے اپنے محبوب ترین زنان کو اپنے... محبوب ترین مردان سے بعد پیغمبر آخر الزمان ہے تزویج کیا۔ راحیل نے کہا۔ وہ برکت جو ان پر بھیجی ہے اس سے زیادہ جو ہم نے آج مشاہدہ کی۔ اور ان کی کرامتیں آپ نے ظاہر کیں۔ اس سے زیادہ کیا ہوگا۔ حق تعالیٰ نے ندا فرمائی۔ اے راحیل ان پر میری برکت سے یہ ہے کہ میں ان کو الفت و محبت نیک پر باہم جمع کرتا ہوں۔ اور ان کو خلق پر اپنی حجت کرتا ہوں۔ اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ میں ان سے ایک خلق پیدا کروں گا۔ اور وہ ان کی ذریت ہوگی۔ اور ان کو اپنا خزینہ دار زمین پر اور اپنا معدن اپنے علم کا کروں گا۔ اور یہ کہ میرے دین کی طرف دعوت کریں گے۔ اور میں ان کے وسیلہ سے بعد پیغمبروں کے خلق پر اپنی حجت تمام کروں گا۔ پس اے علیؑ تم کو بشارت ہو کہ حق تعالیٰ نے تم کو وہ کرامت عطا کی جو کسی شخص کو اپنی خلق سے کرامت عطا نہیں کی۔ اور میں نے اپنی دختر فاطمہؑ کو جس طرح خدا نے تزویج کیا۔ اسی طرح تم سے تزویج کیا۔ اور میں فاطمہؑ کے واسطے راضی ہوا جس طرح خدا اس سے راضی ہوا پس تم لو مجھ سے اپنی زوجہ کو کہ تم اس کے مجھ سے زیادہ سزاوار ہو۔ جبرئیل نے مجھے خبر دی۔ بہشت بسوئے علیؑ و فاطمہؑ مشتاق ہے اور اگر یہ نہ ہوتا جو حق تعالیٰ نے مقدر کیا ہے کہ علیؑ و فاطمہؑ سے اپنی حجتیں خلق پر ظاہر کرے۔ تو بیشک دعائے بہشت و اہل بہشت تمہارے حق میں مستجاب کرتا۔ اور تم کو بہت جلد ان تک پہنچاتا۔ پس تم نیک داماد اور برادر اور مصاحب میرے ہو اور تم کو خوشنودی خدا اور ان کی خوشنودی سے کافی ہے۔ جناب امیر نے کہا۔ آیا میری قدر اس درجہ ہے کہ مجھے بہشت میں یاد کریں۔ اور حق تعالیٰ مجھے درمیان ملائکہ تزویج فرمائے حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب حق سبحانہ تعالیٰ اپنے ولی اور دوست

کو گرامی فرماتا ہے۔ ایسا گرامی فرماتا ہے کہ آنکھوں نے نہ دیکھا ہو اور کانوں نے نہ سنا ہو۔ یا علیؑ یہ کرامتیں حق تعالیٰ نے تمہیں عطا کیں ہیں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی علی وعلیٰ والدی ان اعمل صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ آمین یارب العالمین یا خیر الناصرین

بیان زفاف فاطمہؑ ۔ کتاب قرب الاسناد میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے منقول ہے۔ شب زفاف جناب فاطمہؑ و جناب امیرؑ فرش جو ان کے نیچے بچھا تھا۔ وہ پوست گوسفند تھا۔ جب اس پہ آرام کرنا چاہتے پھیر کر بالوں والا رُخ بچھا لیتے۔ اور اس پر سو رہتے اور تکیے پوست کے تھے۔ ان میں خرمے کی چھال بھری تھی اور مہر حضرت کا آہنی زرہ تھی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر حضرت موسیٰ بن جعفرؑ سے روایت کی ہے۔ جب جناب رسول خداؐ نے جناب فاطمہؑ کو جناب امیرؑ سے تزویج کیا۔ ایک جماعت قریش نے حضرت رسولؐ کی خدمت میں آکر کہا۔ آپ نے فاطمہؑ کو مہر قلیل پر تزویج کر دیا۔ حضرت نے کہا میں نے اپنی بیٹی علیؑ سے تزویج نہیں کی۔ بلکہ خدا نے فاطمہؑ کو علیؑ سے شب معراج جب مجھے آسمان پر بلایا۔ نزدیک سدرۃ المنتہیٰ تزویج کیا۔ حق تعالیٰ نے سدرۃ المنتہیٰ پر وحی کی۔ جو تیرے پاس ہے وہ نثار کر۔ سدرۃ المنتہیٰ نے مرجان و مروارید وانواع جواہر کو نثار کیا۔ اور حوران بہشتی وہ جواہر چن کر ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجتی اور فخر کرتی ہیں۔ یہ فاطمہؑ دختر محمدؐ کے نثار سے ہیں۔ اور جب شب زفاف فاطمہؑ ہوئی۔ حضرت نے اپنا اشتر اشہب منگایا اور ایک چادر اس پر ڈالی کہ فاطمہؑ کو سوار کیا۔ اور سلمانؓ کو حکم دیا کہ اشتر کھینچیں۔ حضرت رسولؐ اشتر کے پیچھے پیچھے جاتے تھے۔ اثنائے راہ میں آوازیں بکثرت سنیں۔ ناگاہ جبرئیل و میکائیل ستر ستر ہزار فرشتوں کے ہمراہ حاضر ہوئے۔ حضرت نے پوچھا کس لئے آئے ہو۔ جبرئیل و میکائیل نے تکبیر کہی۔ اور ان سب فرشتوں نے بھی تکبیر کہی۔ اور عرض کی جناب علیؑ و فاطمہؑ کے زفاف کی تہنیت کے لئے حاضر ہوئے ہیں۔ تب حضرت نے بھی تکبیر کہی۔ اس سبب سے شب عروسی تکبیر کہنا سنت مقرر ہوا۔

بیان مہر فاطمہؑ ۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی۔ حق تعالیٰ نے حصہ چہارم دنیا و بہشت و دوزخ مہر جناب فاطمہؑ کا مقرر ہوا۔ کہ اپنے دشمنوں کو داخل جہنم اور دوستوں کو داخل بہشت کریں گی۔ اور وہ صدیقہ کبریٰ ہیں۔ اور جمیع پیغمبران گذشتہ جناب سیدہ کی ولادت و معرفت پر مبعوث ہوئے ہیں۔ قرب الاسناد میں بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ مہر جناب فاطمہؑ کا ایک قیمتی زرہ تیس درہم کی تھی۔ مولف فرماتے ہیں۔ اشہر یہ ہے کہ مہر جناب فاطمہؑ کا پانسو درہم تھا کہ اس زمانے کے حساب سے تین تمان اور ایک ہزار پانسو دینار ہوتے ہیں۔ اور قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے۔ وقت ولیمہ جناب فاطمہؑ جبرئیلؑ آسمان سے ایک ہدیہ لائے اور وہ ایک ظرف تھا جس میں ہندی اور منقے بہشت کے تھے اور ایک یہی میوہ لائے بہشت سے لائے تھے۔ جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے دو ٹکڑے کئے۔ نصف علیؑ

کو اور نصف جناب فاطمہؑ کو عطا فرمایا اور فرمایا یہ تمہارے واسطے بہشت کا ہدیہ ہے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے کہ جبرئیلؑ آسمان سے ایک حلہ بہشت سے لائے جس کی قیمت دنیا کے برابر تھی۔ اور جب جناب سیدہؑ نے وہ حلہ پہنا تمام زنانِ قریش مل کر بولیں۔ اس لئے کہ دنیا میں حلہ نہ دیکھا تھا۔ اور کہا۔ یہ کہاں سے لائیں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ یہ حلہ خدا کی جانب سے آیا ہے۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ کو وحی فرمائی۔ کہ فاطمہؑ سے کہو علیؑ کی نافرمانی نہ کرے۔ کیونکہ جب وہ غیظ و غضب میں آتا ہے۔ میں اس کے غیظ و غضب سے غیظ و غضب میں آتا ہوں۔ بسندِ معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ حق تعالیٰ نے حضرت رسولؐ سے فرمایا۔ میں نے علیؑ کی طرف سے پانچواں حصہ دنیا کا اور تیسرا حصہ بہشت کا فاطمہؑ کو بخشا۔ اور اس کے لئے دنیا میں چار نہریں مقرر کیں۔ نہر فرات و نیل مصر و نہروان و نہر بلخ۔ اور تم فاطمہؑ کو زمین پر پانسو درہم میں تزویج کرو تمہاری امت کے لئے یہ سنت جاری رہے۔ بروایت دیگر حضرت رسولؐ نے کہا۔ یا علیؑ میں نے فاطمہؑ کو تم سے حصہ پنجم زمین اور چار سو اسی درہم پر بحکم حق تعالیٰ تزویج کیا۔ ایضاً۔ جابر انصاریؓ سے روایت کی ہے۔ جب شب زفافِ جناب فاطمہؑ ہوئی۔ حضرت رسولؐ آگے آگے اور جبرئیل داہنی جانب و میکائیل بائیں طرف اور ستر ہزار فرشتے پیچھے پیچھے حضرت رسولؐ کے تھے۔ اور تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ تا طلوع صبح کرتے رہے۔ بروایت دیگر حضرت نے دختران عبدالمطلب کو حکم دیا۔ کہ ہمراہ فاطمہؑ جائیں۔ اور خوشی کریں۔ رجز پڑھیں تکبیر و تحمید حق تعالیٰ بجا لائیں۔ اور خدا جس چیز کو پسند نہیں کرتا وہ نہ کہیں۔ جابرؓ نے کہا اس وقت حضرت رسولؐ نے جناب سیدہؑ کو اپنے ناقہ پر اور بروایت دیگر اپنے اشتر اشہب پر سوار کیا۔ سلمان نے مہار پکڑی۔ اور گرد جناب فاطمہؑ کے ستر حوریہ جاتی تھیں۔ اور حضرت رسولؐ و حمزہؓ و عقیلؓ و جعفرؓ اور اہل بیت پیچھے پیچھے چلتے تھے اور ننگی تلواریں ہاتھوں میں تھیں زنان رسولؐ آگے آگے جاتیں اور رجز پڑھتی تھیں۔ یہاں تک کہ جناب فاطمہؑ اور جناب امیرؑ کو حجرۂ عزت و شرف و سعادت تک پہنچا دیا۔ جب صبح ہوئی۔ حضرت رسولؐ ان کے پاس آئے۔ اور ایک کاسہ شیر لائے۔ جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ تیرا باپ تجھ پر قربان۔ اس کاسہ میں سے دودھ پی۔ اور جناب امیرؑ سے فرمایا۔ تیرا پسر عم تجھ پر فدا۔ اس میں سے دودھ پی۔ کتاب کشف الغمہ میں اسماء بنت عمیس سے روایت کی ہے۔ سُنا میں نے جناب فاطمہؑ فرماتی تھیں کہ جس رات کو جناب امیرؑ میرے بستر پر تشریف لائے۔ میں نے سُنا کہ زمین جناب امیرؑ سے باتیں کرتی ہے۔ میں ڈر گئی۔

کلام زمین از جناب امیرؑ۔ جب صبح ہوئی اور حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور مجھے گھبراہٹ میں پایا۔ میں نے وہ قصہ حضرت سے بیان کیا۔ سُن کر حضرت سجدہ میں گئے۔ اور شکر حق تعالیٰ بجا لائے۔ پھر سر سجدہ سے اٹھا کر فرمایا۔ اے فاطمہؑ تمہیں فرزندان طیب کی بشارت ہو۔ حق تعالیٰ نے تمہارے شوہر کو جمیع خلق پہ فضیلت دی ہے۔ اور زمین کو حکم دیا ہے۔ جو کچھ اس میں مشرق و مغرب میں گذرتا ہے۔ سب علی ابن ابی طالب

سے بیان کرے قطب راوندی اور شہر ابن آشوب نے روایت کی ہے ایک دن حضرت رسولؐ دولت سرا سے ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اور روئے مبارک سے نور مثل ماہ تاباں ساطع تھا پس عبدالرحمٰن بن عوف نے اٹھ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ یہ نور کیسا ہے جو آپ کے روئے اقدس پر مشاہدہ کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا یہ نور اس بشارت کی وجہ سے ہے۔ جو در باب برادر و پسر عم علی ابن ابی طالب و دختر من فاطمہ مجھے پہونچی ہے واضح ہو کہ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو علیؑ سے تزویج کیا ہے۔ اور رضوان خزینہ دار بہشت کو حکم دیا کہ درخت طوبیٰ کو حرکت دے۔ اور اس میں بعدد محبان اہل بیت رسول نوشتہ جات لگیں اور اس درخت کے نیچے چند فرشتے نور سے پیدا کئے۔ اور ہر فرشتہ کو ان نوشتوں میں سے ایک نوشتہ دیا۔ جب قیامت برپا ہوگی۔ وہ فرشتے درمیان خلائق ندا کریں گے۔ اس دن کوئی دوست دوستان اہل بیت سے باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ ایک نوشتہ ان نوشتوں میں سے ہر ایک کو دیں گے۔ اس نوشتہ میں یہ درج ہوگا۔ کہ وہ آتش جہنم سے آزاد ہے۔ اے عبدالرحمٰن بروز قیامت برکت برادر و پسر عم علی ابن ابی طالب و دختر من فاطمہ بہت سے بندے آتش جہنم سے آزاد ہو جائیں گے۔ کتاب کشف الغمہ میں اہل سنت سے بسند ہائے بسیار روایت کی ہے۔

حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جو کوئی مجھ سے فاطمہؑ کی خواستگاری کرتا میں اس کا جواب نہ دیتا۔ اور منتظر وحی پروردگار تھا یہاں تک کہ ماہ مبارک رمضان کی چوبیسویں۲۴ تاریخ شب کو جبرئیل میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ خداوند علی اعلیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ملائکہ کروبین و روحانیین کو اس جنگل میں جسے افیح کہتے ہیں۔ درخت طوبیٰ کے نیچے جمع کیا۔ اور فاطمہؑ کو جناب علی سے تزویج کیا۔ میں خطبہ کنندہ اور خداوند عالمیان ولی فاطمہؑ تھا۔ درخت طوبیٰ کو حکم دیا۔ کہ زیور اور حلے اور مروارید و یاقوت اٹھا لے اور ان پر نثار کرے۔ پس حوران بہشت نے وہ نثار چن لیا۔ جس نے زیادہ اور عمدہ اٹھایا وہ اوروں پر تا قیامت فخر کرتی ہے۔ اور کہتی ہے یہ نثار فاطمہؑ ہے۔ اور جب شب زفاف آئی۔ جبرئیل و میکائیل و اسرافیل مع ستر ہزار فرشتوں کے زمین پر آئے۔ اور دلدل جناب فاطمہؑ کے لئے لائے۔ جبرئیل نے لگام اس کی پکڑی۔ اور اسرافیل نے رکاب تھامی اور میکائیل پہلوئے دلدل میں تھے۔ اور حضرت رسولؐ جامہائے فاطمہ دست مبارک سے تھامے ہوئے تھے۔ پس جبرئیل و میکائیل و اسرافیل و جمیع ملائکہ نے تکبیر کہی اور تکبیر کہنا سنت شب زفاف ہوا۔

بیان نثار فاطمہؑ در بہشت۔ کتاب فردوس الاخبار نے مشاہیر اہل سنت سے اور انہوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے علیؑ ابن ابی طالب سے فرمایا۔ اے علیؑ حق تعالیٰ نے فاطمہؑ کو تم سے تزویج کیا اور زمین اس کے مہر میں عطا کی۔ پس جو کوئی زمین پر راہ چلے اور تمہارا دشمن ہو۔ وہ زمین پر حرام راہ چلا ہے۔ کتاب کشف الغمہ میں حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ

سے جناب امیرؑ کی شکایت فرمائی۔ کہ جو کچھ پیدا کرتے ہیں۔ وہ فقراء[۱] و مساکین کو تقسیم کر دیتے ہیں حضرت نے فرمایا اے فاطمہؑ تم چاہتی ہو۔ مجھے درباب برادر ابن عم علیؑ سے خشمناک کرو۔ تحقیق کہ خشم علیؑ میرا خشم اور میرا خشم خدا کا ہے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے کہا میں غضب خدا اور رسول سے پناہ مانگتی ہوں۔ محمد بن یعقوب کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جناب امیرؑ نے ایک چادر کہنہ اور ایک زرہ تیس درہم کی اور ایک بچھونا پوست گوسفند کہ جب اس پر آرام کرنا مقصود ہوتا۔ تو اس کو الٹ کر لیتے تھے۔ اور اس کے بالوں پر سو رہتے تھے جناب فاطمہؑ کو مہر میں دیا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک دن حضرت رسول جناب فاطمہؑ کے پاس تشریف لائے۔ دیکھا جناب سیدہؑ رو رہی ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہ کیوں روتی ہو۔ تم یقین جانو۔ اگر میرے اہل بیت میں کوئی علیؑ سے بہتر ہوتا تو میں اس سے تجھے تزویج کر دیتا۔ اور میں نے تجھے اس سے تزویج نہیں کیا۔ بلکہ خدا نے تجھے اس سے تزویج کیا۔ اور جب تک آسمان و زمین باقی ہیں پانچواں حصہ دنیا کا تیرے مہر میں دیا۔ ایضاً بسند حسن جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حلال چیز بیان کرنے میں غیرت نہیں کرنا چاہیے۔ کیوں کہ جناب رسولؐ نے شب زفاف جناب علیؑ اور جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ جب تک میں نہ آؤں۔ کام نہ کرنا جب حضرت رسول تشریف لائے۔ دونوں پاؤں دونوں صاحبوں کے رخت خواب میں دراز فرمائے۔ **ایضاً**۔ روایت کی ہے کہ مبارکباد شب زفاف فاطمہؑ میں لوگ بالرفاء والبنین جس طرح ان میں متعارف تھا یعنی یہ مزاوجت مقرون باتفاق و کثرت اولاد ہو۔ ابن شہر آشوب نے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے جناب امیرؑ پر حیات جناب فاطمہؑ میں اور عورتیں حرام کی تھیں۔ اس لئے جناب سیدہ طاہر تھیں اور کبھی حائض نہ ہوتی تھیں۔ اور بعض محققین نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے سورہ ہل اتیٰ میں۔ انواع نعمت ہائے بہشت کو بیان فرمایا۔ مگر حوروں کا ذکر نہیں کیا۔ شاید وجہ یہ ہو۔ چونکہ یہ سورہ اہل بیت کی شان میں نازل ہوا ہے اس لئے حق تعالیٰ نے برعایت جناب فاطمہؑ حوروں کا ذکر نہ کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند مخالفین ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے

فاطمہؑ و علیؑ کا آپس میں سلوک

۔ اس نے کہا۔ ایک روز حضرت رسولؐ نماز صبح ہمارے ساتھ

---

[۱] ملاحظہ کرے اس اجماعی مشنری کا جس نے مسلمانوں کو ورغلانے کے لئے یہ غلط حدیثیں تیار کر دی تھیں۔ یہ روایت بھی ابوہریرہ کی بیان کردہ ہے اور وہ بنی امیہ میں یہ زبان ابوہریرہؓ سے نکلی۔ مقصد یہ تھا۔ کہ ابوبکر و عمر سے اگر سیدہؓ دنیا سے ناراض گئیں تو علیؑ سے بھی ناراض رہتی تھیں۔ لیکن یہ روایت ایک تو بنی ہوئی ہے۔ دوسرے خواہ کیسی ہی ہے فاطمہؑ زوجہ تھیں اور علیؑ شوہر۔ لہذا آپ جیسی فقیہہ۔ عابدہ۔ زاہدہ سے بالکل یہ ناممکن ہے کہ شوہر کی شکایت کرے۔ اور نیکیوں سے شوہر کو منع کرے۔ جناب سیدہؑ اور حضرت علیؑ ہمیشہ ایسی باتوں سے پاک اور معصوم تھے۔ (کوثر نیازی عفی عنہ)

پڑھ رہے تھے۔ اور اثر حزن و ملال حضرت کے روئے مبارک سے ظاہر تھا۔ ناگاہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور جناب فاطمہؑ کے گھر کی طرف تشریف لے چلے۔ اور ہم بھی حضرت کے پیچھے پیچھے چلے دروازے پر پہونچے دیکھا۔ جناب امیرؑ دروازہ کے بیچ میں خاک پر سو رہے ہیں۔ حضرت جناب امیرؑ پاس بیٹھ گئے۔ اور خاک جناب امیرؑ کی پیٹھ سے جھاڑنے لگے۔ اور فرمایا اے ابو ترابؑ میرے ماں باپ تم پر قربان اٹھو۔ پس ہاتھ جناب کا پکڑ کر داخل خانۂ فاطمہؑ ہوئے۔ اور ہم ایک ساعت دروازہ کے باہر کھڑے رہے۔ پس اتنے میں صدائے قہقہہ آئی۔ اور فوراً حضرت شگفتہ تازہ و خوشحال باہر تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ آپ اندوہناک گئے اور فرحناک باہر تشریف لائے۔ تو حضرت نے فرمایا کس طرح میں شاد نہ ہوں۔ حالانکہ ان دو محبوب کے درمیان جو محبوب ترین اہل جہاں و اہل آسمان ہیں میں نے اصلاح کی۔ بروایت دیگر جب حضرت گھر میں داخل ہوئے بچھونا حضرت کے لئے بچھایا اور حضرت اس پر لیٹے۔ جناب فاطمہؑ ایک طرف اور جناب امیرؑ دوسری طرف تھے۔ حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے شکم مبارک پر رکھا۔ اور جناب فاطمہؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں رکھا اور دیر تک ان سے باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اصلاح فرمائی۔ اور جب خوش و خرم باہر آئے۔ فرمایا میں کیونکر خوش اور شاد نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے ایسے دو محبوب کے درمیان صلح کی۔ جو محبوب ترین زمین ہیں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ ابن بابویہؒ نے کہا یہ مندرجہ بالا حدیث میرے نزدیک معتمد و معتبر نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیرؑ سید اوصیا اور فاطمہؑ سیدۂ نساء ہیں اور ان دو بزرگوار کے نزدیک رنجش جائز نہیں۔ کتاب علل الشرائع و البشارۃ المصطفیٰ و خوارزمی میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے ابوذر اور ابن عباس سے۔ جب جعفر طیار مدینہ میں آئے۔ ایک کنیز کو بطور تحفہ اپنے بھائی علیؑ ابن ابی طالب پاس بھیجا۔ اور وہ کنیز جناب امیرؑ کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہؑ گھر میں آئیں۔ اور دیکھا سر جناب امیرؑ کا اس کنیز کے دامن میں ہے۔ جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی متغیر ہو گئیں۔ اور پوچھا۔ اس کنیز کے ساتھ کیا تم نے کوئی تعلق کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا بخدا سوگند اے دختر محمدؐ میں نے اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں قائم کیا۔ اب جو کچھ تم کو منظور ہو بیان کرو۔ میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہؑ نے چادر سر پر اوڑھی اور اپنے باپ کی خدمت میں پہونچیں۔ جبرئیل از جانب خداوند جلیل نازل ہوئے اور کہا۔ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے اس وقت فاطمہؑ تمہارے پاس علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہے۔ تم حق علیؑ میں فاطمہؑ کی کوئی شکایت قبول نہ کرنا۔ جب جناب فاطمہؑ داخل دولت سرائے پدر بزرگوار ہوئیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ فاطمہؑ علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ ہاں بربّ کعبہ۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ علیؑ پاس پھر جاؤ۔ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔ پس جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ پاس آئیں۔ اور تین مرتبہ فرمایا۔

میں تم سے راضی ہوں جس میں تمہاری رضا ہے جناب امیرؑ نے فرمایا تم نے میری شکایت میرے دوست حبیب اور میرے یاور رسول خداؐ سے کی سوا تاہ افسوس میری شرمندگی پر حضرت رسول خدا کے سامنے لے فاطمہؑ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ اس کنیز کو محض برضائے حق تعالیٰ میں نے آزاد کیا اور چار سو درہم جو میری عطا سے زیادہ آتے ہیں۔ میں فقرائے مدینہ میں تصدق کرتا ہوں۔ یہ کہا اور متوجہ رسول خدا ہوئے۔ جامہ و نعلین پہنکر۔ پھر جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد کرتا ہے کہ علیؑ سے کہو کہ کنیز آزاد کرنے سے اور فاطمہؑ کو تمہیں خوش کرنے سے میں نے بہشت تم کو عطا کیا۔ اور بعوض چار سو درہم جو تم نے تصدق کئے اختیار جہنم تم کو دیا۔ میری رحمت سے جس کو تم چاہو داخل بہشت کرو یا داخل جہنم۔ اور جس کو چاہو میرے عفو سے جہنم سے نکال لاؤ۔ اس وقت جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں قسمت کنندہ جنت و دوزخ ہوں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کار ہائے بزرگان دین در بارگاہ رب العلمین میں فکر نہ کرنی چاہیئے۔ اور جو کچھ ان سے خبر پہونچے اس پر مقام رضا و انقیاد میں رہنا چاہیئے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایسے امور بسبب ظاہر معارضات ہوتے ہیں۔ اور موافق میں مشتمل مصالح نامتناہی ہوتے ہیں اور ہوسکتا ہے یہ امور اس لئے ہوں کہ جلالت و منزلت انکی اور لوگوں پر ظاہر ہو۔ ابن بابویہ **بیان پانچ اشخاص کے گریہ و بکا کا۔** نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ بہت رونے والے پانچ شخص تھے۔ آدمؑ۔ یعقوبؑ۔ یوسفؑ۔ فاطمہؑ دختر محمدؐ اور علیؑ ابن الحسینؑ۔ لیکن آدمؑ مفارقت بہشت میں اس قدر روئے کہ دونوں رخساروں پر آنسو مانند نہروں کے جاری رہتے تھے۔ اور یعقوبؑ مفارقت یوسفؑ پر اس قدر روئے کہ نابینا ہوگئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا۔ بخدا سوگند یوسف کو آپ اس قدر یاد کرتے ہیں کہ مشقت عظیم اٹھاتے ہیں اور ہلاک ہوجائیں گے۔ لیکن یوسفؑ مفارقت یعقوبؑ پر اس قدر روئے کہ اہل زندان ان کے رونے سے بے چین ہوگئے اور ان سے کہتے رات کو روئیے اور دن کو چپ رہیئے کہ ہمیں آرام ملے یا دن کو گریہ کیجئے اور رات کو چپ رہیئے کہ ہمیں آرام ملے۔ حضرت یوسف نے زندانیوں سے کہا۔ اچھا رات کو روؤں گا یا دن کو۔ لیکن جناب فاطمہؑ وفات سرور کائنات پر اس درجہ روئیں کہ اہل مدینہ ان کے رونے سے تنگ آگئے۔ اور بے چین ہو کر ان سے کہا۔ ہم کو تم نے زیادہ رونے سے تکلیف و آزار دیا۔ پس جناب فاطمہؑ مقبرۂ شہدائے احد پر تشریف لے جاتیں اور جس قدر چاہتیں روتیں اور پھر مدینہ تشریف لے آتیں۔ لیکن علیؑ ابن الحسینؑ اپنے پدر بزرگوار پر بیس سال بروایت دیگر چالیس سال روئے اور کبھی کھانا گوسفند ان کے سامنے نہیں آیا کہ اسے دیکھ کر نہ روتے ہوں اور ہرگز پانی نہیں پیا کہ باپ کی پیاس کو یاد کرکے نہ روئے ہوں۔

فصل چھٹی بیان کیفیت معاشرت جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ

ابن بابویہؒ نے بسند مخالفین ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا ایک روز حضرت رسولؐ نماز صبح جماعت کے ساتھ پڑھ رہے تھے اور آثار حزن و ملال روئے مبارک آنحضرتؐ سے ظاہر تھا۔ ناگاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور خانہ فاطمہؑ کی طرف چلے۔ اور ہم بھی حضرتؐ کے پیچھے پیچھے چلے۔ جب دروازے پر پہنچے دیکھا جناب امیرؑ دروازے کے بیچ میں خاک پر سو رہے ہیں۔ حضرت جناب امیرؑ پاس بیٹھ گئے اور خاک جناب امیرؑ کی پیٹھ سے جھاڑنے لگے اور فرمایا۔ اے ابوتراب میرے ماں باپ تم پر قربان اٹھو۔ پس جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر داخل خانۂ فاطمہ ہوئے اور ہم ایک ساعت باہر دروازہ کے کھڑے رہے۔ پس اتنے میں صدائے قہقہہ آئی۔ اور فوراً حضرت شگفتہ و شاد و خوشحال باہر تشریف لائے۔ ہم نے عرض کی۔ یارسول اللہؐ آپ اندوہناک گئے۔ اور فرحناک باہر تشریف لائے حضرت نے فرمایا کس طرح میں شاد نہ ہوں۔ حالانکہ ان دو محبوب کے درمیان جو محبوب ترین اہل زمین جانب آسمان ہیں۔ میں نے اصلاح کی۔ بروایت دیگر جب حضرت گھر میں گئے۔ بچھونا حضرت کے لئے بچھایا۔ اور حضرت اس پر لیٹے جناب امیرؑ ایک طرف اور جناب فاطمہؑ دوسری طرف تھے۔ اور حضرت رسولؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ کر اپنے شکم پر رکھا۔ اور جناب فاطمہؑ کا ہاتھ بھی اپنے شکم مبارک پر رکھا۔ اور دیر تک ان سے باتیں کیں۔ یہاں تک کہ اصلاح[۱] فرمائی۔ اور خوش و خرم باہر آئے۔ فرمایا۔ میں کیونکر خرم و شاد نہ ہوں۔ حالانکہ میں نے ایسے

---

[۱] یہ روایت ابوہریرہ کی تیار کردہ ہے۔ جیسا کہ مصنف علیہ الرحمۃ نے سند میں لکھا ہے۔ حزب اقتدار کی اجماعی مشینری جو رسولؐ اور اہل بیت کے متعلق حدیثیں گھڑتی تھیں اس کی سب سے بڑی کل دور بنی امیہ میں ابوہریرہ تھے۔ محدثین نے جو حزب اقتدار کے حامی تھے ابوہریرہ کو صادق اور حزب اختلاف (اہل بیت) کو معاذ اللہ کاذب جانتے تھے۔ علامہ ذہبی میزان الاعتدال جلد سوم ص۱۹۳ پر رقمطراز ہیں کہ جناب محمد بن اسمٰعیل صاحب صحیح بخاری امام جعفر صادق سے اس لئے مروی احادیث نہیں تحریر کرتے تھے کہ ان کو کاذب جانتے تھے اور اس کے برخلاف بخاری و مسلم نے حزب اقتدار کے صادق ابوہریرہ سے پانچ ہزار تین سو احادیث تحریر کیں۔ (علامہ قسطلانی) اور باب مدینۃ العلم جناب تاجدار منبر سلونی حضرت علیؑ سے ۲۵ حدیثیں بخاری و مسلم نے تحریر کیں۔ ان میں بھی ۹ کو صحیح باقی ضعیف لکھی ہیں۔ جب حال یہ تھا حکومت اور علماء کا پھر اہل بیت کے خلاف احادیث کیونکر تیار نہ ہوتیں اور لکھی نہ جاتیں یہ حدیث بھی اس مقصد کے لئے گھڑی گئی۔ ان دو معصوموں میں رنجش دکھائیں۔ لہٰذا مولف موصوف نے بھی اس حدیث موضوع مانا ہے۔ (ڈاکٹر محمد طیبی عفی عنہٗ)

دو محبوب کے درمیان اصلاح کی۔ جو محبوب ترین زمین ہیں۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ ابن بابویہؒ نے کہا۔ یہ حدیث میرے نزدیک معتبر و معتمد نہیں۔ اس لئے کہ جناب امیرؑ سید اوصیاء اور فاطمہؑ سیدۂ نساء ہیں اور ان دو بزرگوار کے درمیان رنجش جائز نہیں۔ کتاب علل الشرائع و بشارت المصطفیٰ و مناقب خوارزمی میں بسند لہ معتبر ابوذر و ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب جعفر طیار حبشہ میں تھے ان کے لئے ایک کنیز کسی نے ہدیہ بھیجی۔ جس کی قیمت چار ہزار درہم تھے۔ جب جعفر طیارؓ مدینہ میں آئے۔ اس کنیز کو بطور ہدیہ اپنے بھائی علی ابن ابی طالب پاس بھیجا۔ اور وہ کنیز جناب امیرؑ کی خدمت کرتی تھی۔ ایک دن جناب فاطمہؑ گھر میں آئیں دیکھا۔ سر جناب امیرؑ کا اس کنیز کے دامن میں ہے۔ جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی متغیر ہو گئیں۔ اور پوچھا کیا تم نے کوئی تعلق اس کنیز سے کیا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا قسم بخدا اے دختر محمدؐ میں نے اس کنیز سے کوئی تعلق قائم نہیں کیا۔ اب جو کچھ تمہیں منظور ہو۔ بیان کرو میں بجا لاؤں۔ جناب سیدہؑ نے کہا۔ مجھے میرے پدر بزرگوار کے گھر جانے کی اجازت دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے اجازت دی۔ پس جناب فاطمہؑ نے چادر سر سے اوڑھی اور اس پر برقع ڈال کر متوجہ خانہ پدر بزرگوار ہوئیں۔ اور قبل اس کے کہ جناب فاطمہؑ اپنے باپ کی خدمت میں پہونچیں۔ جبرئیل از جانب خداوند جلیل حاضر ہوئے۔ خدمت حضرت رسولؐ میں اور کہا۔ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے اس وقت فاطمہؑ تمہارے پاس علیؑ ابن ابی طالب کی شکایت کرنے آئی ہیں۔ تم حق علیؑ میں کوئی شکایت فاطمہؑ کی قبول نہ کرنا۔ جب فاطمہؑ داخل دولت سرائے پدر بزرگوار ہوئیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ علیؑ کی شکایت کرنے آئی ہو۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ہاں برب کعبہ۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ علیؑ پاس پھر جاؤ اور کہو میں تم سے راضی ہوں۔ پس جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ پاس تشریف لائیں اور تین مرتبہ کہا میں تم سے راضی ہوں۔ جس میں تمہاری رضا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تم میری شکایت میرے دوست میرے حبیب میرے یار رسول خداؐ سے کی سوا آہ

لہ یہ حدیث بھی اجماعی مشینری کی تیار کردہ ہے۔ شوہر کو نیک کاموں خیرات و صدقات سے وہ زوجہ منع کر سکتی ہے۔ جو جاہل ہو۔ جسے اپنے حقوق تک کا بھی علم نہ ہو۔ اور جو یہ جانتی ہے کہ شوہر میری ہر حرکت کا مالک ہے اگر میں عبادت نافلہ بھی ادا کروں تو اجازت شوہر ہو ورنہ نہیں۔ ایسی زوجہ جبکہ عبادت ادا کرنے کیلئے شرعاً شوہر کی جب خود محتاج ہے تو اس کو نیک اعمال سے روک کر اس پر اپنا رعب جمار عنداللہ کبھی گنہگار ہونے کے لئے کیسے منع کر سکتی ہے پھر سیدہ فاطمہؑ فاضلہ زاہدہ دختر رسول جیسی عورت معاذ اللہ۔ بعد رسول حزب اقتدار نے حزب اختلاف اہل بیت اور رسول پاک کی دختر ایسی روایات منسوب کیں تا کہ عزت اہل بیت لوگوں کی نظر میں گر جائے۔ مگر ؎

فانوس بن کے جس کی حفاظت ہوا کرے ‏ ‏ وہ شمع کیوں نہ بجھے جسے روشن خدا کرے

ڈاکٹر محمد بلگرامی عفی عنہ

افسوس میری شرمندگی پر حضرت رسولؐ کے سامنے اے فاطمہؑ میں خدا کو گواہ کرتا ہوں۔ کہ اس کنیز کو میں نے برضائے حق تعالیٰ آزاد کیا۔ اور چار سو درہم جو میری عطا سے زیادہ آئے ہیں۔ فقرائے مدینہ میں تصدق کرتا ہوں یہ کہا اور جامہ و نعلین پہنکر متوجہ حضرت رسولؐ ہوئے۔ پھر جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے۔ اور ارشاد کرتا ہے کہ علیؑ سے کہو کنیز آزاد کرنے اور فاطمہؑ کو خوش کرنے سے میں نے تم کو بہشت عطا کیا۔ اور بعوض چار سو درہم جو تم نے تصدق کئے اختیار جہنم تم کو دیا جس کو چاہو تم داخل بہشت کرو اور جس کو چاہو جہنم میں ڈال دو بسبب میری رحمت۔ اس وقت جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں قسمت کنندہ بہشت و دوزخ ہوں۔ مؤلف فرماتے ہیں کار ہائے بزرگان دین و مقربان بارگاہ رب العالمین میں فکر نہ کرنی چاہیئے۔ اور جو کچھ ان سے خبر پہونچے اس پر مقام تسلیم و انقیاد میں رہنا چاہیئے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بسبب ظاہر عوارضات معلوم ہوتے ہیں اور حقیقت میں مشتمل مصالح نامتناہی ہوتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ یہ اس لئے ہوا۔ کہ جلالت و منزلت ان کی اور لوگوں پر ظاہر ہو۔

فصل ساتویں۔ بیان کنیت و شہادت فاطمہؑ اور بیان ان ظلم و جور کا جو منافقان امت سے پہونچے۔ بیان پانچ رونے والوں کا

ابن بابویہؒ نے بسند اپنے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ بہت رونے والے پانچ شخص تھے۔ آدمؑ و یعقوبؑ۔ یوسفؑ و فاطمہؑ بنت محمدؐ اور علیؑ بن الحسینؑ۔ و لیکن آدمؑ پس مفارقت بہشت میں اس قدر روئے کہ دونوں رخساروں پر آنسو مانند دو نہروں کے جاری رہتے تھے اور یعقوبؑ وہ مفارقت یوسفؑ میں اس قدر روئے کہ نابینا ہو گئے۔ یہاں تک کہ لوگوں نے کہا۔ بخدا سوگند یوسفؑ کو آپ اس قدر یاد کرتے ہیں۔ کہ مشقت عظیم اٹھایئے گا۔ یا ہلاک ہو جایئے گا۔ و لیکن یوسفؑ وہ مفارقت یعقوبؑ پر اس قدر روئے کہ اہل زندان ان کے رونے سے بیچین ہوئے اور ان سے کہتے رات کو روئیے اور دن کو چین سے رہیئے۔ یا دن کو گریہ کیجئے اور رات کو خاموش رہیئے۔ پس حضرت یوسفؑ نے زندانیوں سے کہا۔ اچھا رات کو روؤں گا یا دن کو۔ و لیکن جناب فاطمہؑ پس وفات سرور کائنات پر اس قدر روئیں۔ کہ اہل مدینہ ان کے رونے سے تنگ آ گئے۔ اور بے چین ہو کر ان سے کہا۔ کہ تم نے زیادہ رونے سے تکلیف و آزار دیا۔ پس جناب فاطمہؑ مقبرہ ہائے شہدائے احد میں جاتیں اور جس طرح چاہتیں روتیں اور پھر مدینہ میں تشریف لاتی

تھیں۔ و لیکن علیؑ ابن حسینؑ اپنے پدر بزرگوار امام حسینؑ کی مصیبت پر بیسؑ سال اور بروایت دیگر چالیس سال روئے اور کبھی ان کے سامنے نہیں آیا کھانا۔ اور سرکہ یا وغیرہ کا اور ہرگز پانی نہیں پیا کہ اسے دیکھ کر نہ روئے ہوں۔ یہاں تک کہ حضرت کے ایک غلام نے جو آزاد کردہ تھا عرض کیا۔ میں آپ پر قربان یا ابن رسول اللہ میں ڈرتا ہوں کہ آپ روتے روتے آپ کو ہلاک کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اپنے اندوہ و غم و مصیبت کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور میں خدا کی جانب سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ میں جب فرزندان فاطمہ زہراؑ کو یاد کرتا ہوں گریہ میرے گلوگیر ہو جاتا ہے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے جب وقت وفات سرورِ کائنات ہوا حضرت اس قدر روئے کہ آنسو ریش مبارک پر رواں ہوئے۔ لوگوں نے عرض کی۔ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اپنے فرزندوں کے لئے روتا ہوں۔ اور جو کچھ ان سے بدلوگ بعد میرے سلوک کریں گے گویا میں۔ اپنی دختر فاطمہؑ کو دیکھ رہا ہوں کہ اس پر بعد میرے ظلم و ستم ہو رہے ہیں اور وہ چلا رہی ہے۔ کہ یا ابتاہ یا ابتاہ اور میری امت سے کوئی اس کی نصرت و مدد نہیں کرتا۔ جب جناب فاطمہؑ نے سنا رونے لگیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر اے فاطمہؑ نہ رو۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ میں ان ستموں پر نہیں روتی۔ جو آپ کے بعد مجھ پر ہوں گے۔ لیکن یا حضرت میں آپ کی مفارقت پر روتی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ بشارت ہو۔ تو سب سے پہلے مجھ سے ملحق ہو گی۔ اور تو ان میں سے سب سے پہلی ہو گی۔ جو اہل بیت سے مجھ سے ملحق ہوں۔ قطب راوندیؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ مرض آخر حضرت رسول میں حضرت فاطمہؑ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میری خبر مرگ مجھے دی گئی ہے یہ سن کر جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ نہ کرو۔ میرے بعد دنیا میں بہتر۲ اور نصف روز سے زیادہ نہ رہو گی کہ مجھ سے ملحق ہو گی۔ جب تک کہ میوہ ہائے بہشت تمہارے لئے نہ لائیں۔ یہ سن کر جناب فاطمہ خوش ہو گئیں۔ کلینیؒ وغیرہ نے بسند

بیان مصحف جناب فاطمہؑ

صحیح روایت کی ہے کہ جناب فاطمہ اپنے پدر بزرگوار کے بعد پچھتر روز دنیا میں رہیں۔ اور مفارقت پدر سے ہمیشہ محزون مغموم رہتیں۔ جبرئیل آئے اور جناب فاطمہؑ کو تسلی دلا دیتے اور ان کا دل بہلاتے اور حضرت رسولؐ ان کے مکان کی خبر بیان کرتے۔ اور جو کچھ بعد ان کے فرزندوں پر گذرے گا اس کی خبر دیتے تھے۔ جناب امیرؑ ان اخبار و احکام کو لکھتے تھے۔ اور یہ مصحف فاطمہؑ ہے۔ بسند صحیح دیگر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب سیدہؑ بعد اپنے پدر بزرگوار کے پچھتر روز دنیا میں رہیں۔ اور اس مدت میں جناب فاطمہؑ کو کسی نے ہنستے نہیں دیکھا۔ اور ہفتہ میں دو دفعہ بروز دوشنبہ و پنجشنبہ زیارت قبور شہدائے احد کو جاتیں اور نماز و دعا گریہ فرماتیں اور ہمیشہ یہی حال تھا یہاں تک کہ دنیا سے رحلت فرمائی۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا میں نے حضرت

رسولؐ کو ان کے پیراہن میں غسل دیا۔ اور فاطمہؑ ہمیشہ کہتی تھیں وہ پیراہن مجھے دکھادو۔ جب وہ پیراہن دیتا اسے سونگھ کر بیہوش ہو جاتیں۔ اس لئے میں نے وہ پیراہن چھپا ڈالا۔ اور پھر نہ دیا۔ ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ بلالؓ موذن آنحضرت نے اذان دینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ بعد حضرت رسولؐ اذان نہ دوں گا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ میں چاہتی ہوں۔ اپنے باپ کے موذن کی آواز سنوں۔ جب یہ خبر بلالؓ کو پہنچی۔ اذان دینی شروع کی جب بلال نے اللہ اکبر کہا۔ فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار اور ایام معاشرت آنحضرت کو یاد کر کے ضبط گریہ نہ کر سکی جب بلال نے اشہد ان محمد الرسول اللہ کہا۔ جناب فاطمہؑ ایک نعرہ مار کر منہ کے بل گر پڑیں اور غش آگیا۔ لوگوں نے جانا کہ سیدہؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ اور بلال سے کہا۔ اذان ترک کرو۔ کہ دختر محمدؐ نے انتقال کیا۔ پس بلال نے اذان کہنا موقوف کیا۔ اور تمام نہ کی۔ جب جناب فاطمہؑ ہوش میں آئیں۔ اور بلال سے کہا۔ اذان ختم کرو۔ بلال نے انکار کیا۔ اور کہا اے بہترین زنان عالمیان میں ڈرتا ہوں کہ میری آواز سن کر آپ جاں بحق نہ ہو جائیں۔ پس جناب فاطمہؑ نے بلال کو اذان سے موقوف رکھا۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی۔ جب حضرت رسولؐ کو معراج ہوئی حق تعالیٰ نے فرمایا میں تمہارا تین چیزوں میں امتحان کروں گا۔ دیکھوں صبر تمہارا کیسا۔ حضرت نے فرمایا اے میرے پروردگار مجھے حکم تیرا قبول ہے اور مجھے طاقت و قوت نہیں۔ مگر تیری جانب سے وہ تین چیزیں کون ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا پہلے ان میں سے یہ ہے کہ آپ اور عیال اور اپنے اہل کو بھوکا رکھو اور فقیران محتاجان امت کو اپنے اور اپنے اہل پر اختیار کرو۔ حضرت نے فرمایا۔ اے میرے پروردگار میں نے اختیار و قبول کیا اور راضی ہوا۔ اور تجھ سے توفیق و صبر کا طالب ہوں۔ اور حق و تعالیٰ نے فرمایا۔ دوسرا امر یہ ہے کہ امت کی تکذیب کرنے اور ان سے حالت ترس و خوف میں صبر کرو۔ اور اپنی جان میری راہ رضا میں اختیار کرو۔ اور کافروں سے بجان و مال محاربہ کرو۔ اور جو کچھ تم کو اہل نفاق سے اذیت و آزار پہونچے اور جس قدر رنج و الم و جراحت جنگ میں پہونچیں ان پر صبر کرو۔ حضرت نے فرمایا۔ پروردگارا مجھے قبول ہے۔ میں راضی ہوا۔ اور قبول کیا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر طلب کرتا ہوں۔ پھر حق تعالیٰ نے ارشاد کیا۔ تیسرے وہ جو تیرے بعد تمہارے اہل بیت پر قتل ہونا گذرے گا۔ لیکن تمہارا بھائی علیؑ ابن ابی طالب۔ اسکو تمہاری امت سے سخت کلامی اور بہت تکالیف پہونچیں گی۔ اسکے حق سے محروم کریں گے۔ اور مشقت و تعب میں ڈالیں گے۔ اس پر ستم کریں گے اور آخرکار اسے شہید کریں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے قبول کیا۔ اور مطیع و منقاد و فرمانبردار ہوا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر چاہتا ہوں حکم ہوا۔ فاطمہؑ تیری دختر مظلومہ ہوگی۔ اس کو میراث سے محروم کریں گے جو حق تم اس کو دو گے۔ اس کو اس سے غصب کریں گے۔ دروازہ اس کے پہلو پر جبکہ وہ حاملہ ہو گی۔ گرا دیں گے۔ اس کے گھر اور حرم سرا میں بے اذن داخل ہونگے۔

مذلت و خواری اسے گھیر لیگی۔ اور کوئی اشقیائے امت کو ظلموں اور ستموں سے منع نہ کرے گا۔ اور بوجہ اس صدمۂ عظیم کے بچہ شکم میں شہید ہو جائیگا۔ اور خود بھی اس شدت ضرب و جراحت سے شہادت پائے گی۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پروردگارا میں نے قبول کیا۔ اور مطیع و منقاد فرمانبردار ہوا۔ اور تجھی سے توفیق و صبر چاہتا ہوں۔ پس حق تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ تمہاری بیٹی فاطمہؑ اور پسر عم علیؑ ابن ابی طالب سے دو فرزند متولد ہونگے۔ ان میں سے ایک کو بزہر جفا شہید کریں گے۔ اور دوسرے کو تیری امت کے لوگ جہاد کے لئے طلب کریں گے۔ اور اس کو ظلم و ستم سے شہید کریں گے۔ اس کے بیٹوں۔ بھائیوں اور عزیزوں کے سامنے قتل کریں گے۔ اس کی حرمت ضائع کریں گے۔ اس کا خیمہ لوٹ لیں گے۔ اور وہ ہر حال میں مجھ سے نصرت و امانت طلب کریگے۔ اور میں نے اس کے اور اس کے اہل بیتؑ اور اس کے یاروں کے لئے شہادت مقرر کی ہے۔ اس کا قتل ہونا۔ تمام اہل زمین پر حجت ہوگا۔ جمیع اہل آسمان و زمین اس پر بحالت بے صبری گریہ کریں گے۔ اسی فرزند کی پشت سے ایک فرزند ظاہر کروں گا۔ اور اس کے سبب سے تمہاری نصرت کروں گا۔ اور اب بھی صورت و مثال اسکی زیر عرش ہے وہ زمین کو عدالت سے بھر دے گا۔ اس کا رعب لوگوں کے دلوں میں ڈال دوں گا۔ اور اس قدر منافقوں اور کافروں کو قتل کرے گا۔ لوگ کہیں گے اس قدر لوگوں کو کیوں قتل کرتے ہو۔ حضرت نے فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ میں نے تیرا حکم قبول کیا۔ اور راضی ہوا اور تجھی سے توفیق رضا اور صبر یا امانت چاہتا ہوں۔ اس وقت ندا حق تعالیٰ کی طرف سے آئے گی۔ کہ اوپر نظر کرو۔ جب حضرت اوپر نظر کریں گے۔ ایک شخص کو دیکھیں گے۔ نہایت خوبصورت اور خوشبو اور سر سے پاؤں تک اس کے نور ساطع ہے۔ حضرت اس شخص کو اپنے پاس بلا لیں گے۔ وہ شخص حضرت پاس جا ہائے نور پہنے اور ایسے شان و علامت سے آئے گا اس کی پیشانی سے ہر خیر و سعادت ظاہر ہوگی۔ اس وقت درمیان دو چشم حضرت بوسہ لیں گے حضرت دیکھیں گے کہ اس کے گرد بعید فرشتے احاطہ کئے ہیں۔ کہ وہ ان فرشتوں کے بغیر خدا اور کوئی نہیں جانتا یہ دیکھ کر حضرت فرمائیں گے۔ پروردگارا میرا پسر غضب کریگا۔ اور کس لئے یہ فرشتے اس نے جمع کئے ہیں۔ جو گرد اس کے ہیں۔ اور حالانکہ تو نے مجھے وعدہ نصرت دیا ہے اور میں تیری نصرت کا منتظر ہوں اور اس جماعت کا جو تو نے حال بیان کیا ہے یہ میرے یاور اور میرے اہل بیتؑ ہیں اور مجھے ان ستموں کی خبر دی جو بعد میرے ان پر گذریں گے۔ اگر تو چاہے تو ان کے حق میں مجھے نصرت ان کے دشمنوں پر دے سکتا ہے۔ حالانکہ میں نے تیرے حکم کی فرمانبرداری قبول کی۔ اور راضی ہوا۔ اور تجھی سے رضا اور صبر چاہتا ہوں۔ اس وقت مجھے حکم پروردگار ہوگا۔ بھائی تیرا علیؑ ابن ابی طالب اس کی جزا میرے نزدیک یہ ہے کہ بعوض اس صبر کے جو وہ کرے گا۔ میں جنت الماوٰی اسے عطا کروں گا۔ اور اس کی حجت کو بروز قیامت تمام خلائق پر غالب کروں گا۔ اور حوض کوثر کا اسے اختیار دوں گا۔ کہ تمہارے دوستوں کو اس حوض سے پانی دے۔ اور دشمنوں

کو اس سے منع کرے اور جہنم کو اس پر سرد و سلامت کر دوں گا۔ کہ جہنم سے جاکر جس کے دل میں اس کی طرف سے بقدر میٹگوں ذرہ محبت ہو نکال لائے اور منزل تم سب کی ایک درجہ بہشت میں قرار دوں گا لیکن تمہارے دو فرزند مقتول و مظلوم و شہیدان سے بروز قیامت میں اپنے عرش کی زینت کروں گا۔ اور بروز قیامت ان کو بعوض ان بلاؤں کے جو دنیا میں پہونچیں۔ اس قدر کرامت عطا کروں گا۔ کہ کسی کے دل میں بھی گذری ہو نگی۔ اور ان کی زیارت کرنے والوں کو بزرگ و گرامی لکھوں گا۔ اس لئے کہ اے محمدؐ ان کی زیارت کرنے والے تمہاری زیارت کرنے والے ہیں۔ اور تمہاری زیارت کرنے والے میری زیارت کرنے والے ہیں اور مجھ پر لازم ہے کہ اپنی زیارت کرنے والوں کو بزرگ و گرامی رکھوں۔ اور جو کچھ مجھ سے مانگیں میں ان کو عطا کروں اور ان کو قیامت میں ویسی جزا دوں گا جو دیکھے گا اس کی آرزو کریگا لیکن تمہاری بیٹی فاطمہؑ زہرا پس اس کو قیامت میں نزدیک عرش جگہ دوں گا اور ندا کروں گا۔ کہ میں نے تجھے اپنی خلائق پر حاکم کیا۔ پس جس کسی نے تجھ پر یا تیری اولاد پر ستم کئے ہیں تو ان کے حق میں جو چاہے حکم کر ان کے حق میں تیرے حکم کو میں اجازت دیتا ہوں۔ پس فاطمہؑ زہرا عرصۂ محشر میں آکر حکم کریگی جنہوں نے اس پر اور اس کی اولاد پر ظلم و ستم کئے ہیں۔ ان کو جہنم میں ڈال دیا جائے۔

اخبار مصائب زبانی حضرت رسولؐ۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ با جماعت اصحاب مسجد میں رونق افروز تھے۔ ناگاہ امام حسنؑ دروازہ سے آئے جب نظر مبارک حضرت رسولؐ امام حسنؑ پر پڑی بہت روئے اور فرمایا الی یا بنی میرے پاس آؤ میرے فرزند۔ دلبند من و اے انیس دل مستمند من جب امام حسنؑ آئے حضرت نے اپنے داہنے زانوں پر بٹھا لیا تھوڑی دیر کے بعد جناب امام حسینؑ بھی آئے جب حضرت کی نظر مبارک امام حسینؑ پر پڑی قطرات عبرت آنکھوں سے ٹپکا کر فرمایا اے نور دیدہ من و اے سرور سینۂ من میرے نزدیک آ۔ جب امام حسینؑ قریب آئے حضرت نے امام مظلوم کو بائیں زانوں پر بٹھا لیا۔ بعد ایک ساعت کے خورشید تتق عصمت و جلالت انسیہ حورا جناب فاطمہؑ زہرا ظاہر ہوا۔ جب حضرت رسولؐ کی نظر جناب سیدہؑ پر پڑی بے اختیار رونے لگے۔ اور فرمایا۔ اے بیٹی میرے پاس آ۔ جب جناب فاطمہؑ قریب آئیں۔ حضرت نے برابر اپنے بٹھا لیا بعد ایک لحظہ کے حضرت سید اوصیا علی مرتضےٰ مانند خورشید تاباں تشریف لائے جب حضرت نے جناب امیرؑ کو دیکھا اشک حسرت دیدہ مبارک حضرت سے جاری ہوئے اور کہا اے ابن عم و اے انیس دل پُرغم میرے نزدیک آ۔ پس ان حضرت اصحاب الیمین کو یعنی امیر المومنین کو اپنے داہنے پہلو میں بٹھا لیا۔ اصحاب نے عرض کی۔ اے سید عالم و اے اشرف اولاد آدم۔ اس کا سبب کیا ہے کہ ان شموس فلک عصمت و طہارت کو دیکھ کر آپ رونے لگے حضرت نے فرمایا قسم بخدا جس نے مجھے براستی جانب خلق بھیجا اور جمیع خلائق سے برگزیدہ کیا۔ کہ یہ چار گوہر صدف عصمت و طہارت اور پانچواں میں اپنے حق سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک

گمراہ ترین خلق ہیں۔ اور ہم سے گراں زیادہ کوئی حق تعالیٰ کے نزدیک نہیں اور کسی کو اپنے خلق سے ان سے زیادہ
دوست نہیں رکھتا لیکن علیؑ بن ابی طالب میرا بھائی اور دمساز اور میرا شبیہ ہے اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اور
دنیا میں پیشوائے دین و مومنین و راہنمائے متقین ہے میرے اہل بیت اور میری امت میں میری حیات او
میری وفات میں میرا وصی و خلیفہ و جانشین ہے۔ علیؑ کا دوست میرا دوست اور علیؑ کا دشمن میرا دشمن ہے۔
حق تعالیٰ میرے گنہگاران امت کو برکت دوستی علیؑ ابن ابی طالب بخش دیگا۔ اور مجرموں کی سیاہ کاری کو بنور خورشید
ولایت محو کر دے گا۔ اس کے دشمنوں کو بعذاب الیم معذب کرے گا۔ اور میرا علیؑ پر گریہ کا سبب یہ ہے کہ میرے
بعد میری امت کے جفا کار اس سے غدر و مکر کریں گے۔ منصب خلافت کو اس سے غصب کریں گے۔ اس کو
بے یار و مددگار درمیان جماعت کلاب اہل نار و بدترین اشرار چھوڑیں گے۔ ہمیشہ امت سے محنت ہائے شاقہ اس کو پہنچیں گی۔
اور یہ بحکم الٰہی صبر کرے گا۔ اور ہمیشہ موافق نصیحت کے برتاؤ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک بدبخت ترین امت ضربت فرق
مبارک سلطان سریر خلافت پر لگائے گا۔ اس کی ریش مبارک اس کے خون سے رنگین ہو جائے گی۔ اور یہ خدا سے
اس حال سے ملاقات کرے گا۔ پھر فرمایا لیکن فاطمہؑ وہ سیدۂ زنان عالمیان و بہتر و بہترین پیشینیاں و پسینیاں
ہے اور وہ میری پارۂ تن ہے اور نور چشم من و میوۂ دل من اور میری جان ہے۔ جس وقت فاطمہؑ بقدم عبودیت
محراب عبادت میں حق سبحانہ و تعالیٰ کے سامنے کھڑی ہوتی ہے اور چہرہ بصفا خلاص منور ہوتا ہے اور وہ
ضد ملائکہ ہفت آسمان کو روشن کر دیتا ہے اور اسکی شعاع عرش عظیم کو منور کر دیتی ہے جس طرح ستارے اہل زمین کو نور بخشتے ہیں۔ اور
حق تعالیٰ ملائکوں میں فخر و مباہات کرتا ہے میرے ملائکہ اس بندی یعنی فاطمہؑ زہرا کی طرف نظر کرو جو کہ بہترین خلائق ہے کہ کس طرح میری
خدمت میں کھڑی ہے اور اس کے جمیع مفاصل و اعضا میرے خوف سے کس طرح کانپ رہے ہیں اور کیونکر دل جمعی ما سوئی سے اٹھا کر میرے
..... جناب اقدس میں متوجہ ہے۔ اے گروہ ملائکہ گواہ رہو کہ اس کے شیعوں اور محبوں کو آتش جہنم سے میں
نے بےخوف کیا اور اپنے عذاب سے میں نے ان کو نجات بخشی۔ جب میں نے اپنی جگر گوشہ یعنی فاطمہ زہرا کو اپنے
بعد اس کی بےکسی و غریبی اور ان محنتوں پر جو کہ جفا کاران امت اسے پہنچائیں گے۔ دیکھا رونے لگا۔ بہت جلد
ایسا ہوگا۔ اس کے گھر میں جو کہ بہت اشرف عزت و مکرمت ہے بذلت و خواری جائیں۔ اور اس کی حرمت
کی رعایت نہ کریں گے کسی کو اس سے شرم نہ آئے۔ فدک کو جو خدا نے اسے دیا۔ اس سے چھین لیں گے۔
اس کو اس کی میراث سے منع کریں گے جس طرف نظر کرے نہ کوئی یاور پائے جو اس کی یاوری کرے اور نہ
دلسوز کہ اس کی غمخواری کرے اور اس امت کے بیرحم اس پر رحم اور اس کی حرمت کا پاس نہ کریں اور وہ فریاد
کرے کہ یا ابتاہ یا محمداہ اور کوئی اس کی فریاد کو نہ پہنچے اور جس قدر تضرع و زاری کرے کوئی اس کی نصرت و
مددگاری نہ کرے۔ ہمیشہ بعد میرے محزون و دردناک غمناک گریہ و زاری نالہ و بیقراری کرے۔ کبھی انقطاع وحی
کو یاد کر کے آہ جانسوز دل پر غم سے کھینچے اور کبھی میری صحبت کو دل میں یاد کرے۔ اور آتش حسرت اس کے سینہ

سوزاں سے بھر کے اور جب کان لگائے اور آواز تلاوت قرآن جو میں تہجد میں پڑھتا تھا۔ سنے زار زار روئے۔
اور اپنے ماں باپ کی زمانہ کی عزت و دولت کو یاد کر کے اپنی مذلت و بیقراری پر نوحہ و بیقراری کرے۔ اس وقت حق تعالیٰ
ملائکہ کروبیاں ملاء اعلیٰ و قدسیان عالم بالا کو بدلداری فاطمہ بھیجے اور اس کا مونس و ہمدم کرے۔ اور اسے ندا مانند
...... مریم دختر عمران کرے کہ یا فاطمہ اقنتی لربك واسجدی وارکعی مع
الراکعین یعنی اے فاطمہ اپنے پروردگار کے لئے قنوت و خضوع کر اور سجدہ و رکوع کر ہمراہ رکوع کرنے والوں
کے اس وقت اس جراحت سے صاحب فراش ہو جائے۔ درد کی شدت ہو۔ اور فرش درد والم پہ بیکس و غریب
پڑی ہو اور حق تعالیٰ مادر عیسیٰ کو اس کی دلجوئی اور پرستاری کے لئے بھیجے کہ وہ وحشت و بیکسی میں اسکی
مونس و ندیم ہو۔ اور مرض والم میں اس کی تیمارداری کرے۔ اور جب مرض عالم و جفائے امت سے تنگ آئے
دست درگاہ بے نیاز میں بلند کرے اور کہے خداوندا میں تیری مشتاق تھا ہوں۔ اور زندگی سے سیر ہو تی ہوں اور اس
امت کی جفا سے تنگ آگئی ہوں اور محنت ہائے دنیائے غدار سے ملول ہوں مجھے میرے پدر بزرگوار سے ملحق فرما۔ پس
حق تعالیٰ مجھے روضات رضوان اور غرفات جنان میں پدر بزرگوار سے ملحق فرمائیگا پس حق تعالیٰ اسے مجھ سے ملحق کریگا۔ اور
سب سے پہلے جو مجھ سے میرے اہل بیت سے ملحق ہوگا۔ وہ فاطمہ ہے اور جب غمگین و مجروح میرے پاس آئیگی میں دست
تضرع بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کروں۔ اور فریاد کروں کہ خداوندا ظالمان فاطمہ کو اپنے عذاب سے معذب کر۔ اور جس
نے میری جگر گوشہ کا حق غصب کیا۔ اس پر اپنے وبال و نکال سے عذاب کر۔ اور جس نے اسے ذلیل و خوار کیا تو
اسے ذلیل و خوار کر۔ اور اُسے ہمیشہ آتش جہنم میں مقیم رکھ۔ جس نے اس کے شکم پر دروازہ گرایا اور اس کے فرزند
کو شہید کیا اور جو دعائیں کروں گا جمیع آسمان کے فرشتے آمین کہیں گے۔ بعد اس کے حضرت نے فرمایا و لیکن
حسن وہ میرا پیارا۔ اور خنکی چشم اور سرور سینہ و ثمرۂ دل ہے۔ اور سید و بہتر و بہتر جوانان اہل بہشت سے ہے۔
اور بعد اپنے پدر کے حجت و خلیفہ ہے جمیع خلائق پر۔ اس کا کہا میرا کہا۔ اور اُس کا کیا میرا کیا ہے۔ جس نے اُس
کی متابعت کی۔ اُس نے میری متابعت کی اور جس نے اس کی مخالفت کی۔ اس نے میری مخالفت کی جب
میں نے حسن پر نظر کی۔ جو ستم اس پر گذریں گے۔ مجھے یاد آئے۔ اور اس کی بے کسی و غریبی و مظلومی پر میں
رونے لگا اس لئے کہ بعد میرے اس کے اصحاب اسے غریب و بے یار درمیان دشمنان جفاکار چھوڑ دیں۔
اور وہ ہمیشہ محنت و مشقت و پریشانی میں رہیگا۔ یہاں تک کہ اُسے زہر قہر سے شہید کریں اور ملائکہ ارض و
سما کروبیان ملاء اعلیٰ اس پر گریہ و بیقراری اور آسمان و زمین اس کی مصیبت پر نالہ و زاری کریں۔ اور مرغان
ہوا و ماہیان دریا اس کی غریبی و بیکسی پہ نوحہ و فریاد کریں۔ جو کوئی اس کی مصیبت پر اشک خونیں آنکھوں سے
ٹپکائے۔ بروز قیامت جبکہ آنکھیں سب کی نابینا ہونگی۔ اس کی آنکھ روشن رہے اور جو اس کی تعزیت میں اندوہگین

رہے۔ بروزِ جزا جبکہ دلہائے خلائق غمگین ہوں۔ اس کا دل شاد و خرم ہو اور جو کوئی اس امام مظلوم کے روضہ مطہر کی زیارت کرے وہ صراط پر ثابت قدم رہے جس روز کہ قدمہائے خلائق صراط پہ لرزاں ہوں۔ ولیکن حسین پس وہ میرا فرزند دلبند و انیس دل مستمند ہے اور وہ بہترین مردان اور امام مسلمانان ہے بعد اپنے باپ اور بھائی کے فریاد رس درماندگان اور حجت خداوند عالمیان اور بہترین جوانان اہل جنان ہے۔ درگاہ رستگاری و فیروزی امت ہے اس کا حکم میرا حکم اور اس کی اطاعت میری اطاعت ہے جب میں نے اس نورِ چشم کو دیکھا۔ اس کی غریبی، بیکسی اور پریشانی پہ میں رونے لگا۔ اس لئے کہ اس امت کے بدبخت اس کا قصد قتل کریں۔ اور وہ مدینہ میں آئے۔ اور میرے حرم محترم و روضۂ مکرم میں پناہ لے اور اسے وہاں بھی امان نہ دیں۔ اور میری کسی وصیت میں اس کی رعایت نہ کریں۔ اس کے حرم سے شرم نہ کریں۔ اسے مجبور کریں۔ پس میں خواب میں اس سے ملاقات کروں۔ اور اس کا سر اپنے سینے سے لگاؤں اور اسے حکم کروں کہ میرے روضے سے ہجرت کرے۔ اور اسے بشارت دوں۔ کہ اس امت کے جفاکار تجھے شہید کریں گے۔ اور تو بسعادت شہادت مشرف ہوگا۔ یہ سن کر وہ جگر گوشۂ من با چشم گریاں و دل بریاں میری مرقد مطہر سے مفارقت کرے اور جانب زمین کربلا و محنت و عناد مقتل شہیدان آل عبا متوجہ ہو اور کئی ہزار میری امت کے بدبخت اس پر تیغ بیداد کھینچیں۔ اور ایک گروہ مسلمانان اس کی نصرت و مددگاری کرے کہ وہ گروہ بروز قیامت بہترین شہیدان امت ہوا۔ اور ایک گروہ اشقیا اس مظلوم کربلا کو گھیرلے اور تیرباراں کرے اور جب میرا وہ نور دیدہ گھوڑے سے زمین پر گر پڑے وہ روسیاہ اس کا سر مبارک مثل گوسفند کاٹ لیں۔ یہ حضرت نے فرمایا۔ اور آہ سرد دل پُر درد سے کھینچکر رونے لگے۔ حاضرین سے غلغلہ شور و خروش اور صدائے نوحہ و زاری بلند ہوتیں۔ اس وقت حضرت اٹھ کھڑے ہوئے اور سر آسمان کی طرف کرکے فرمایا۔ خداوندا جو کچھ ظلم و ستم اس گروہ ستمگار سے میرے اہل بیتؑ گذریں گے ان کی شکایت میں تجھ سے کرتا ہوں۔ یہ فرماکر حجرۂ طاہرہ میں تشریف لے گئے۔ بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ فرمایا۔ ایک روز میں اور فاطمہ و حسنین حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ حضرت ہماری طرف دیکھ کر رونے لگے۔ میں نے عرض کی۔ یا حضرت آپ کے رونے کا کیا سبب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میری امت جو میرے بعد تم سے سلوک کریگی۔ اس پہ روتا ہوں۔ میں نے پوچھا۔ یا رسول اللہ وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اس ضربت سے ڈرتا ہوں جو تمہارے سر پہ لگائیں گے۔ اور اس دروازے سے جو فاطمہؑ کے پہلو پہ گرائیں گے۔ اور نیزہ جو ران حسنؑ پہ ماریں گے۔ اور اس کو زہر سے شہید کریں گے۔ اور حسین کے ظلم و ستم قتل ہونے پہ روتا ہوں۔ جب اہل بیتؑ نے رسولؐ سے یہ خبریں سُنیں سب کے سب رونے لگے میں نے عرض کی۔ یا حضرت ہم کو ہمارے پروردگار نے نہیں پیدا کیا۔ مگر واسطے بلا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے علیؑ شاد و خوش رہو۔

کہ خدا نے مجھ سے عہد کیا ہے کہ تمہیں دوست نہیں رکھتا مگر مومن اور تمہیں دشمن نہیں رکھتا مگر منافق۔ ابن شہر آشوب
نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے وقت وفات جناب امیرؑ سے فرمایا تم پر سلام خدا ہو۔ اے پدر دو گل
بوستان من اے علیؑ میں تمہیں اپنے دو ریحانۂ گلستان یعنی حسنینؑ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ ان کو محترم رکھنا بہت
جلد تمہارے دو رکن خراب و برباد ہو جائیں گے۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت کی جناب امیرؑ نے فرمایا۔
ایک رکن میرا خراب ہوا۔ جب جناب فاطمہؑ نے وفات پائی دوسرا رکن خراب ہوا۔ حضرت عائشہ اور
بیان فضائل اہل بیت ۔ ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ جس مرض میں حضرت رسولؐ نے دنیا سے انتقال
کیا۔ فاطمہؑ کو بلایا۔ جب جناب فاطمہؑ ظاہر ہوئیں۔ انکی رفتار مانند سید ابرار تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر نزدیک
آ بیس فاطمہؑ کو اپنے پہلو میں بٹھا کر کوئی راز ان سے کہا۔ وہ رونے لگیں۔ پھر دوسرا راز کہا۔ ہنسنے لگیں۔ جب بعد
وفات سرور کائنات جناب فاطمہؑ سے ہم نے پوچھا۔ فرمایا۔ پہلے مجھے حضرت نے کہا۔ جبرئیل ہر سال ایک مرتبہ قرآن
مجید مجھ پر عرض کرتے تھے۔ اور اس سال دو بار عرض کیا۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے اس سال دنیا سے رحلت کر جاؤں گا۔
اور تیرے سفر کے بعد میرے مظلوم و ستم رسیدہ ہونگے۔ میں یہ سن کر رونے لگی۔ دوسری دفعہ حضرت نے فرمایا۔ بروایت دیگر حضرت
نے فرمایا۔ کیا راضی نہیں۔ کہ سیدہ زنان عالمیان ہے۔ اس وجہ سے میں خنداں ہوئی۔ **ایضاً** ۔ روایت ہے کہ جب سید انبیا
نے بعالم بقا رحلت فرمائی جناب سیدہ ہمیشہ محزون و غمگین رہتیں اور عصابۂ درد والم سر محترم پر باندھے رہتیں اور
جسم مبارک ضعیف و نحیف ہو گیا تھا اور ارکان عزت درہم برہم ہو گئے تھے اور ہمیشہ آنسو دیدہ ہائے حق بین سے
جاری تھے اور دل سوختہ جگر افروختہ تھیں۔ گھڑی گھڑی غش آ جاتا تھا۔ حسنینؑ سے کہتی تھیں۔ تمہارے نانا
کہاں ہیں جو تمہیں گھڑی گھڑی گود میں لیتے تھے۔ کہاں ہیں تمہارے نانا کہ سب خلق سے تم پر زیادہ مہربان تھے۔
اور نہ چھوڑتے تھے کہ تم زمین پر چلو۔ اور ہمیشہ چاہتے تھے۔ کہ ان کی گود اور کندھے پر رہو۔ اب مجھے امید نہیں
کہ وہ اس دروازہ کو کھولیں اور میرے بیت الاحزان میں آئیں۔ اور اب میں نہ دیکھوں کہ تمہیں کندھے پر بٹھائیں۔
جس طرح ہمیشہ تم کو دوش مبارک پر بٹھاتے۔ باسانید معتبر سلیم بن قیس ہلالی وغیرہ سے روایت کی ہے۔
بیان حدیث قرطاس ۔ کہ سلمان و عباس نے کہا۔ جب مرض حضرت پر شدید ہوا۔ اور جماعت مہاجرین
و انصار بالین سید ابرار حاضر ہوئے اور حضرت یہ جانتے تھے کہ میرے اصحاب علیؑ ابن ابی طالب کی بیعت پر
وفا نہ کریں گے۔ اس وجہ سے فرمایا۔ اے گروہ مردم ایک دوات اور صحیفہ میرے پاس حاضر کرو۔ کہ تمہارے لئے
ایک ایسا نامہ لکھوں کہ میری وفات کے بعد تم ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو۔ حضرت عمر بن الخطاب کو چونکہ معلوم تھا کہ حضرت
چاہتے ہیں۔ کہ خلافت جناب امیرؑ کو تحریر کریں۔ اس نے کہا اس مرد پر بیماری نے غلبہ کیا ہے اور ہذیان
کہتا ہے کتاب خدا ہم کو کافی ہے۔ اس کی کتاب (تحریر) کی ہم کو حاجت نہیں اور ایک جماعت اصحاب نے

کہا۔ کہ اطاعت رسول خداؐ سب پر واجب ہے اور ایسی حالت میں خاطر شریف آنحضرت کو رنجیدہ کرنا جائز نہیں۔
اس اختلاف پر اصحاب میں نزاع ہوئی اور آوازیں بلند ہوئیں۔ جب حضرت نے یہ ماجرا دیکھا۔ ملول و غمگین ہو گئے۔
اور کہا کہ جب میری حیات میں ایسے ظلم کرتے ہیں۔ تو میرے بعد میرے اہل بیت سے کیا کریں گے۔ پس حضرت نے فرمایا۔
قوموا عنی یعنی میرے سامنے سے چلے جاؤ۔ اور اس سے زیادہ مجھے ایذا نہ دو۔ مجھے میرے پروردگار پر بھروسہ ہے و نفرین
خدا اس گروہ بدبخت پر جو ہذیان کی نسبت آنحضرتؐ کی طرف دیتے ہیں۔ اور پھر اپنا نبی جانتے ہیں۔ باوجودیکہ حق تعالیٰ
فرماتا ہے۔ کہ وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ اور نفرین خدا کی اس قوم پر جو ایسے بے شرم
بے دین کو جس نے ایسے حال میں پیغمبر خداؐ کو رنجیدہ کیا۔ اسے خلیفۂ رسول خداؐ جانیں۔ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا
ہے۔ کہ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدّ لھم عذاباً
الیماً۔ اور جب روح مطہر حضرت رسولؐ نے بعالم وصال ارتحال کیا۔ اور جناب امیرؑ ہمراہ جبرئیل امین بموجب
وصیت سید المرسلینؐ تجہیز و تغسیل و تکفین میں مشغول ہوئے۔ اس وقت اول و دوم اور ایک جماعت
منافقین نے جنہوں نے زمانۂ حضرت رسولؐ میں آپس میں بیعت کی تھی۔ کہ بعد وفات جناب پیغمبر خداؐ
جناب امیرؑ کو خلافت سے منع کریں۔ فرصت کو غنیمت جان کر جنازہ حضرت رسولؐ چھوڑ دیا۔ اور سقیفہ
بنی ساعدہ میں جا کر اور خلافت میں گفتگو شروع کی۔ بعد منازعہ و مناقشۂ بسیار و مجادلۂ بیشمار مہاجرین
و انصار امر خلافت ظاہری ابوبکر خلیفہ قرار پائے اور ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سبقت خلافت
کی اور اکثر مہاجرین و انصار نے ابوبکر سے بیعت کر لی۔ جب سید اوصیاؑ دفن سرور انبیاؐ سے فارغ ہوئے۔
اور بیوفائی اصحاب کو اور لوگوں کے کفر و نفاق کو دیکھا۔ محزون غمگین ہوئے۔ اسی رات جناب امیرؑ حسنینؑ
کو ہمراہ لے کر ایک ایک گھر میں مہاجرین و انصار کے تشریف لائے اور ان کو عقوبات الٰہی سے ڈرایا۔ اور
وصیت رسول خداؐ کو جو بمقام غدیر خم فرمائی تھی پڑھ کر سنایا۔ اور ان سے نصرت و مدد چاہی مگر سوائے
چوبیسؓ مردم کے اس گروہ کے کسی نے قبول نہ کیا۔ اور جب صبح ہوئی چار آدمیوں سے زیادہ بیعت جناب
امیرؑ پر قائم نہ تھے۔ اسی طرح جناب امیرؑ لوگوں کو تین شب دعوت بیعت فرماتے رہے اور ان سے طلب
نصرت کرتے تھے۔ مگر بجز چار آدمیوں کے اور بروایت دیگر تین آدمیوں کے سوا اور کوئی بیعت قبول نہ کرتا جب
اس سلطان سریر خلافت نے کفر و شقاوت گروہ بدبخت مشاہدہ کیا۔ مسجد میں تشریف لائے۔ اور مجمع اصحاب
میں حجت ہائے شافی ان پر تمام فرمائی۔ اور وہ آیات جو جبرئیل جناب امیرؑ کی شان میں لائے تھے آپ نے
ان لوگوں کے سامنے پڑھیں اور جو کچھ پیغمبر خداؐ نے شان جناب امیرؑ میں فرمایا تھا۔ اسے ان لوگوں پر حجت
کیا۔ اور اپنے صدق مقال پر مہاجرین و انصار سے شہادت طلب کی۔ اور سب نے اس گفتار پر گواہی دی۔

وہ وقت نزدیک تھا کہ لوگ بیعت ابوبکر سے منحرف و پشیمان ہو کر حق کی طرفداری کریں۔ حضرت عمر نے جب یہ حال دیکھا
خائف ہو کر جمعیت مردم کو متفرق کر دیا۔ پس جناب امیرؑ نے حجرۂ طاہرہ کی طرف مراجعت کی۔ جب جناب امیرؑ ہدایت
قوم بدانجام سے مایوس ہوئے۔ بحکم حضرت رسولؐ قرآن جمع کرنے میں مشغول ہوئے۔ جب حضرت عمرؓ نے دیکھا۔
کہ جمیع مہاجرین وانصار نے بغیر حیدر کرار اور چار نفر خواص اصحاب رسولؐ دین کو دنیا سے فروخت کر ڈالا۔ اور
حضرت ابوبکر سے بیعت کی۔ اس وقت ابوبکر سے کہا۔ علی کو بیعت کے لئے کیوں نہیں بلاتے۔ واللہ جب تک
وہ بیعت نہ کریں گے تب تک تم پر خلافت قائم نہ رہے گی۔ اس لئے کہ وہ خلیفہ برحق رسول خداؐ ہیں۔ اور عالم تر اور
شجاع تر اور فاضل تر اس امت کے ہیں۔ لوگ ان کی طرف بہت رجوع کرتے ہیں۔ ابوبکر نے جناب امیرؑ کو بیعت
جناب امیرؑ کو برائے بیعت بلانا کے لئے بلایا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا میں نے قسم کھائی ہے۔ جب
تک قرآن جمع نہ کر لوں گھر سے باہر نہ آؤں۔ اور چادر کندھے پر نہ ڈالوں۔ بعد چند روز کے فرقان ناطق یعنی
جناب امیرؑ نے قرآن کو جمع فرمایا۔ اور جزدان میں رکھ کر سربمہر کر دیا۔ پھر مسجد میں تشریف لا کر مجمع مہاجرینؓ انصار
میں ندا فرمائی۔ کہ اے گروہ مردمان جب میں دفن پیغمبر آخرالزمانؐ سے فارغ ہوا۔ بحکم آنحضرتؐ قرآن۔ جمع
کرنے میں مشغول ہوا۔ اور تمام آیات و سورہ ہائے قرآن کو میں نے جمع کیا۔ اور کوئی آیہ آسمان سے نازل نہ ہوا جو
حضرتؐ نے مجھے نہ سنایا ہو۔ اور اس کی تعلیم مجھے نہ کی ہو۔ چونکہ اس قرآن میں چند آیات کفر و نفاق منافقین
قوم و آیات نص خلافت جناب امیرؑ صریح تھے۔ اس وجہ سے غاصبان خلافت نے اُس قرآن سے انکار کر دیا۔ جناب

لہ جناب علی علیہ السلام نے بحکم رسول پاک کلام اللہ کو نزولی ترتیب پر مرتب کیا تھا۔ علاوہ ازیں تفسیر قرآن کے متعلق خود پروردگار
عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۝ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۝ ثُمَّ
اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۝ (القیمۃ) بیشک ہمارے ذمہ ہے۔ اس کا جمع کرنا۔ اور اس کو پڑھانا۔ پس جب اس کو پڑھا
جائے آپ اس کی اتباع کریں۔ اور بیشک اس کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمہ ہے۔ اس آیت کی شرح میں علمائے تفسیر نے
تحریر کیا ہے کہ بَيَانَهٗ اس سے مراد قرآن پاک کے مشکل مقامات کی تفسیر کا ظاہر کرنا یعنی قرآن کے مشکل مقامات کی خداوند کریم
نے تفسیر بھی اپنے رسول پر نازل فرمائی تھی جس کا نام قرآن میں بیان ہے جیسا کہ سورہ احزاب میں وکفی اللّٰہ المومنین
القتال وکان اللّٰہ قویا عزیزا۔ تفسیر نیشاپوری نے لکھا ہے وکفی اللّٰہ المومنین القتال بعلی
یعنی کفایت کی اللہ تعالیٰ نے لڑائی میں مومنین کی ساتھ علیؑ کے۔ یہ بعلی بیان ہے جو ساتھ نازل ہوا۔ یہاں تمام بیان آیات کا
نہیں ہو سکتا۔ یہ الگ ایک کتاب ضخیم تیار ہو جائے گی۔ المختصر قرآن نے انتہائی منافقین کا قرین۔ مشرکین اور مومنین کے نام خود
بیان فرمائے تھے۔ علاوہ متن کے۔ جناب امیرؑ نے ترتیب قرآن اس بیان کے ساتھ کی۔ جس سے قیامت تک دنیا ر باقی صفحہ ۲۰۲ پر

امیرؑ خشمناک اپنے حجرۂ طاہرہ کی طرف تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ اب اس قرآن کو تم لوگ تا ظہور قائم آل محمدؑ نہ دیکھو گے۔ ابوبکر نے دوسری دفعہ جناب امیرؑ کو بلایا۔ کہ بیعت خلیفہ رسول خدا کریں۔ جناب امیرؑ نے کہلا بھیجا۔ اے ابوبکر کس قدر جلد تو نے جناب رسول خداؐ پر افترا کیا۔ جمیع مہاجرین و انصار جانتے ہیں۔ چھوٹے کیا اور بڑے کیا۔ کہ خدا اور رسول خدا نے بجز میرے کسی کو تم پر خلیفہ مقرر نہیں کیا۔ جب جناب امیرؑ کا یہ پیغام ابوبکر کو پہنچا۔ ابوبکر نے کہا علیؑ نے سچ کہا ہے رسول خداؐ نے مجھے خلیفہ نہیں کیا ہے۔ یہ سن کر عمر خشمناک ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔ ابوبکر نے مصلحتاً کہا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ یہ کہہ کر پھر جناب امیرؑ پاس کسی کو بھیجا اور کہا۔ کہہ دینا۔ امیرالمومنین ابوبکر آپ کو بلاتے ہیں۔ جناب امیرؑ نے کہلا بھیجا۔ ہنوز عہد رسول خدا تم سے قریب ہے۔ لیکن تم نے فراموش کیا۔ کہ خدا نے مجھے امیرالمومنین کیا۔ اور مجھے اس اسم سامی سے اپنا مخصوص کیا۔ اور حضرت رسولؐ نے تم کو حکم دیا۔ کہ مجھے اس لقب گرامی سے سلام کریں۔ کیا تم نے سنا نہیں۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ علیؑ امیر مومنان و سید و بہترین... مسلمانان و حامل لوائے حمد و صاحب کرامت و مجد ہے اور خداوند عالمیان بروز قیامت علیؑ کو صراط پر بٹھائے گا۔ کہ اپنے دوستوں کو بعزت و شرف داخل بہشت کرے۔ اور دشمنوں کو بذلت و خواری جہنم میں ڈال دے۔ جب یہ پیغام ابوبکر کو پہنچا۔ پھر عمر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہا میں خوب جانتا ہوں کہ جب تک علیؑ کو قتل نہ کروں گا کام خلافت کا مستحکم و مضبوط نہ ہوگا۔ اے ابوبکر مجھے جانے دو کہ علیؑ کا سر کاٹ کر لے آؤں۔ پھر ابوبکر نے مصلحتاً عمر کو کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ اور پھر کسی کو کہلا بھیجا۔ کہ ابوبکر آپ کو بلاتا ہے۔ پھر جناب امیرؑ نے قبول نہ فرمایا۔ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۲۔ منافقین اور مومنین کے کردار سے واضح طور پر واقف رہتی اور گمراہ نہ ہوتی۔ منافقین جو اہل بیت کے خلاف تھے۔ اور حکومت کا ساتھ دے رہے تھے اور اہل اسلام میں مشہور تھے برسر اقتدار طبقہ نے ان لوگوں کی تشہیر کو روکنے کیلئے اس قرآن کو جاری کرنے سے انکار کر دیا۔ اور خود قرآن پاک اپنی مرضی سے ترتیب دیکر جو نزول ترتیب کے خلاف ہے اور بیان کو علیحدہ کر کے جاری کر دیا۔ اور جو آج تک دنیا میں چل رہا ہے۔ بلحاظ متن کہ قرآن پاک درست ہے اگرچہ ترتیب میں فرق ہے مکی آیات پیچھے اور مدنی آیات آگے کر دی ہیں۔ اسی لئے جناب امیرؑ نے موجودہ قرآن کے متعلق ارشاد فرمایا۔ کہ یہ تیس سیپارے جو نازل ہوئے تھے مکمل ہیں۔ صرف ترتیب کا فرق ہے اور ایمان کا لانا بھی متن پر واجب ہے شرح پر نہیں۔ اور اہل سنت نے اس بیان۔ شرح کو سات قرأت میں الفاظ کی کمی زیادتی سے محروم کیا۔ اور ان کو ماننا غیر ضروری قرار دے دیا۔ عوام کو فرقہ امامیہ کے خلاف بھڑکانے کے لئے یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا قرآن پر ایمان نہیں۔ یہ غلط ہے ائمہ اہل بیت نے اس موجودہ متن قرآن کی تصدیق فرمائی ہے جو یہ الزام شیعوں پر لگاتے وہ کذاب ہے لہٰذا جناب امیرؑ نے اپنا جمع کردہ قرآن جب حکومت نے نامنظور کر دیا۔ تو اپنی اولاد کو دیدیا۔ جو نسلاً بعد نسلاً قائم آل محمدؐ کے پاس پہنچا۔ آپ اس قرآن سے منافقین اور ان کی اتباع کرنے والوں پر نام دکھا دکھا کر حجت قائم کر کے سزا دیں گے۔

(ڈاکٹر پھلبوی عفی عنہ)

ارشاد کیا میں مشغول تعمیل وصایا حضرت رسول ہوں۔ جب یہ پیغام پہنچا اس وقت ابوبکر و عمر نے جانا کہ جناب امیرؑ بیعت نہ کریں گے۔ اس وقت عمر نے قنفذ شقی کو آزاد کیا جو عمر کا غلام تھا۔ اور نفاق و شقاوت میں دوسرا زشتی صورت و درشتی خصلت میں مشہور تھا۔ ہمراہ خالد بن ولید اور جماعت بدبختان قوم دروازہ اہل بیت رسالت و حجرۂ عصمت و طہارت پر بھیجا۔ اور کہا۔ جناب امیرؑ کو لے آؤ۔ گھر سے مسجد میں۔ کہ ان سے بیعت لی جائے۔ جب یہ لوگ دروازۂ عزت و سعادت و حریم رفعت و جلالت و دولت سرائے اہل بیت رسالت پر پہنچے۔ جرأت نہ پڑی کہ بغیر اجازت گھر میں آئیں۔ اجازت مانگی۔ جناب امیرؑ نے اجازت نہ دی۔ اس وقت یہ لوگ پھر گئے۔ اور کہا علیؑ گھر میں آنے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور ہمیں اس قدر جرأت نہیں کہ ہم بے اجازت داخل خانۂ رسول خدا ہوں۔ اس وقت یہ سن کر عمر نے ان کو ڈانٹا۔ اور کہا۔ تمہیں علیؑ کی اجازت سے کچھ سروکار نہیں۔ جاؤ جس طرح ہو سکے۔ ان کو لے آؤ۔ اس دفعہ ثانی بھی ساتھ تھے۔ جب در دولت پہ پہنچے۔ بے شرمی و بے حیائی سے دروازہ پر شور و غل مچانے لگے۔ عمر نے دروازہ پہ لات مار کر کہا۔ اے پسر ابوطالب دروازہ کھول دو۔ جناب امیرؑ صبر فرماتے اور ان کے معترض نہ ہوتے تھے۔ آخرکار جناب خاتون روزگار بیتاب و بیزار ہو کر دروازہ کے پیچھے آئیں۔ شدت درد و الم سے عصابہ سر پہ باندھے تھیں۔ جسم شریف بسبب مصیبت رحلت حضرت رسالت ضعیف و نحیف ہو گیا تھا۔ فرمایا۔ اے عمر ہم مصیبت زدوں سے کیا چاہتا ہے۔ ہم کو ہماری مصیبت و حالت پر چھوڑ دو۔ عمر نے کہا۔ دروازہ کھول دو۔ ورنہ[۱] تمہارے گھر میں آگ لگا دوں گا۔ اور تم کو جلائے دیتا ہوں۔ جناب فاطمہؑ

---

[۱] یہ روایت مفصل طور پر کتب اہل سنت میں ہے اور ان ہی لوگوں سے علامہ موصوف نے رقم کی ہے جس کا یہاں پر ہم اصل عبارت چھوڑ کر اردو ترجمہ کتاب السیاست والامامت مصنفہ امام اہل سنت فقیہہ ابو محمد عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ دینوری کی کتاب جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۳ سے تحریر کرتے ہیں۔ جو صاحبان مطالعہ کے لئے مشعل کا کام دے گا۔ ایک جماعت علیؑ کے ہمراہ تھی جس نے بیعت ابوبکر سے انکار کر دیا تھا۔ پس عمر ابن خطاب ان کے پاس آیا۔ اور آواز دی۔ جبکہ وہ علیؑ کے مکان میں تھے۔ انہوں نے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ عمر نے اسی وقت لکڑیاں منگائیں۔ اور کہا۔ خدا کی قسم باہر آتے ہو یا کہ اس مکان کو مع ان کے جو اندر ہیں آگ لگا دوں۔ عمر سے کہا گیا۔ اس وقت تو فاطمہ بنت رسول بھی ہیں۔ عمر نے کہا۔ اگرچہ فاطمہؑ بھی اندر ہوں۔ پھونک دوں گا۔ پس سوائے علیؑ کے سب لوگ باہر آ گئے اور بیعت کر لی۔ پس اس نے یہ گمان کیا۔ کہ علیؑ نے قسم کھائی ہے کہ جب تک قرآن جمع نہ کر لوں گا باہر نہ نکلوں گا۔ ردا نہ اوڑھوں گا۔ اس وقت جناب فاطمہ دروازہ پہ کھڑی کہہ رہی تھیں۔ مجھے ایسی قوم سے کوئی عہد نہیں ہو سکتا۔ جو بُری طرح آئے تم نے پیغمبر علیہ السلام کی میت ہمارے ہاتھوں میں چھوڑ دی۔ اور خود امارت و ریاست کے طے کرنے میں منہمک ہو گئے۔ اور ہم سے اس کے متعلق پوچھا تک نہیں۔ (باقی صفحہ ۲۳۵ پر)

نے فرمایا کیا تم لوگ خدا سے نہیں ڈرتے اور یہ چاہتے ہو کہ بغیر میری اجازت میرے گھر میں چلے آؤ۔ یہ خانہ اہل بیت رسالت وبیت الحرام عزت وجلالت ہے۔ اس حرم محترم سے شرم کرو اور یہ جور وستم جائز نہ رکھو عمر نے جناب فاطمہؑ کے کلام پر بالکل اعتنا نہ کی۔ اور لکڑیاں منگا کر دروازہ جلا دیا۔ جناب فاطمہؑ فریاد کرنے لگیں کہ یا ابتاہ یا رسول اللہؐ اور پھر گھر میں آنے سے منع کیا۔ مگر عمر نے کچھ پاس ولحاظ نہ کیا۔ اور غلاف شمشیر کا سرا[۵] پہلوئے جناب فاطمہؑ پر مارا۔ وہ مظلومہ پھر فریاد کرنے لگیں۔ ثانی نے تازیانہ بلند کر کے دست مبارک جناب فاطمہؑ پر مارا۔ حضرت سیدہؑ فریاد وفغاں کرتی تھیں۔ یا ابتاہ اپنے اہل بیت کا حال ملاحظہ کیجئے۔ اس وقت جناب امیرؑ نے

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲۴۔ اور نہ ہمارا حق ہم کو تم لوگوں نے واپس دیا۔ پس عمر نے اس وقت آن کر ابوبکر سے کہا کیا تم بہت ایسے مخالفت کرنے والے کو نہ پکڑو گے۔ ابوبکر نے اپنے غلام قنفذ کو علیؑ کی طرف بھیجا۔ علیؑ نے اس سے کہا کیا کہنا چاہتے ہو۔ قنفذ نے کہا خلیفۂ رسول نے آپ کو بلایا ہے۔ علیؑ نے کہا کس قدر جلد تم لوگوں نے رسول پر جھوٹ باندھا ہے۔ قنفذ نے یہ کلام علیؑ کا آن کر ابوبکر سے کہہ دیا۔ اس وقت ابوبکر عرصہ تک روتے رہے۔ عمر نے دوبارہ کہا علیؑ کو مہلت مت دو۔ ابوبکر نے پھر دوبارہ علیؑ کو بلانے کے لئے قنفذ کو بھیج دیا۔ اس دفعہ اس نے کہا۔ یا علیؑ امیر المومنین آپ کو بیعت کرنے کے لئے بُلا رہے ہیں علیؑ نے بلند آواز میں جواب دیا سبحان اللہ ابوبکر جس منصب کا اہل نہیں۔ اس کا دعویٰ کرتا ہے۔ قنفذ نے آن کر یہ کلام بھی ابوبکر سے کہا۔ جس کو سن کر ابوبکر دیر تک روتے رہے۔ اس کے بعد عمر ایک جماعت کی معیت میں خانۂ فاطمہؑ پر آئے اور دروازہ کو ہلایا۔ جب بنت رسولؐ نے ان کی آوازیں سنیں بلند آواز سے چلائیں۔ بابا جان تمہارے مرنے کے بعد خطاب کے بیٹے اور قحافہ کے بیٹوں کے ہاتھوں کیا کیا تکالیف ہم اہل بیت کو پہنچیں۔ قوم تو جناب سیدہؑ کی فریاد وگریہ وزاری سن کر واپس لوٹ گئی روتی ہوئی۔ اور عمر چند آدمیوں سمیت وہیں کھڑا رہا یہاں تک کہ انہوں نے علی علیہ السلام کو گھر سے باہر نکال لیا اور ان کو ابوبکر پاس لے گئے اور ان سے خواہش کی ابوبکر کی بیعت کر لو۔ علیؑ نے کہا اگر میں نہ کروں پھر کیا کرو گے۔ عمر اور ان کی پارٹی نے جواب دیا۔ خدا کی قسم اے علی پھر تم کو قتل کر دیں گے۔ علیؑ نے کہا کیا تم خدا کے بندے اور اس کے رسول کے بھائی کو قتل کر دو گے۔ عمر نے جواب میں کہا اے علی عبد اللہ ہونا مسلّم اور برادر رسول ہونے کا دعویٰ غیر مسلّم۔ یہ ساری گفتگو ابوبکر خاموش سنتے رہے۔ عمر نے پھر ابوبکر سے کہا کیا اس معاملہ میں کوئی حکم نہیں دینا چاہیئے۔ ابوبکر نے کہا جب تک فاطمہؑ علیؑ کی طرفداری میں ہے کسی بات میں میں اس کو مجبور کرنا نہیں چاہتا۔ اس وقت علیؑ قبر رسولؐ سے چمٹ کر چیخیں مارتے ہوئے اور روتے ہوئے قبر رسول سے مخاطب ہو کر بولے۔ اے میری ماں جائے بھائی قوم نے مجھ کو بے حقیقت سمجھا۔ اور قریب تھا کہ مجھ کو قتل کر ڈالیں۔ اس کے بعد عمر نے ابوبکر سے کہا۔ چلو ہمارے ساتھ فاطمہؑ کے ہاں چلیں تحقیق ہم نے فاطمہؑ کو غضبناک کیا ہے پس سب کے سب فاطمہؑ کی طرف گئے اور اندر آنے کی اجازت مانگی۔ فاطمہؑ نے اجازت نہ دی۔ پس علیؑ کے پاس آن کر کچھ کہا سنا۔ علیؑ ابوبکر اور عمر کو اندر لے گئے۔ جب دونوں سیدہؑ کے سامنے بیٹھ گئے۔ تو جناب نے دیوار کی طرف منہ پھیر لیا۔ دونوں نے سلام کیا۔ فاطمہؑ نے سلام کا کوئی جواب نہ دیا۔ جالت مایوسی واپس آ گئے اور ہمیشہ کے لئے ان میں اور فاطمہؑ میں جدائی پڑ گئی۔ (کو ثر بھر پلیوں صفحہ ۔ ،

[۵] حاشیہ صفحہ ۲۰۶ پر ملاحظہ کریں۔

اٹھا کر ثانی کو زمین سے بلند کیا۔ اور دے مارا۔ ناک و گردن اس کی زخمی کر ڈالی۔ اور چاہا کہ قتل کریں مگر وصیت آنحضرت یاد آئی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ یا علی۔ بہت جلد جفا کاران امت تم سے غدر و مکر کریں گے۔ تمہاری بیعت کو توڑ ڈالیں۔ میرے عہد پر وفا نہ کریں۔ اور تمہیں بیکس و تنہا اشقیا میں چھوڑ دیں۔ یا تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰ سے ہو۔ جس طرح قوم موسیٰ نے ہارون کو چھوڑ دیا۔ اور عبادت گوسالہ سامری کی اختیار کی اسی طرح میری امت بھی تم کو چھوڑ کر اس امت کے گوسالہ سامری ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سے بیعت کریں گے۔ جناب امیرؑ نے آنحضرت سے پوچھا۔ جب آپکی امت کے لوگ مجھ سے ایسا کریں گے۔ اس وقت میں ان سے کیا کروں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر دوست اور ناصر پاؤ تو ان سے جہاد کرنا ورنہ صبر کرنا۔ اور ان سے ہاتھ اٹھانا۔ ان کے معاملات کو پروردگار پر چھوڑ دینا۔ اور جب ناصر و یاور پانا جہاد کرنا۔ یہاں تک کہ میرے پاس آؤ۔ اور خون تمہاری شمشیر سے ٹپکتا ہو۔ پس جناب امیرؑ نے بمقتضائے وصیت جناب رسول خداؐ ثانی کو چھوڑ دیا۔ اور فرمایا اے پسر صہاک حبشیہ میں قسم کھاتا ہوں اس خدا کی جس نے محمدؐ کو پیغمبری گرامی کیا۔ اگر وصیت رسولؐ مجھے مانع نہ ہوتی۔ اس وقت معلوم ہوتا۔ کہ میری بے اجازت تو گھر میں چلا آتا۔ ثانی نے کسی کو مسجد میں بھیج کر اپنے ساتھیوں سے اور کل منافقین سے نصرت و مددگاری چاہی۔ یہ سن کر منافقین فوج فوج ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کی نصرت و مددگاری کو آئے۔ یہاں تک انبوہ و اژدحام ہو گیا۔ خالد بن ولید نے شمشیر کھینچ کر جناب امیرؑ پر حملہ کیا۔ جناب امیرؑ نے اس پر حملہ کر کے چاہا قتل کر دیں۔ مگر لوگوں نے بحق رسول خداؐ جناب امیرؑ کو قسم دی۔ جناب امیرؑ نے خالد کو چھوڑ دیا۔ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار۔ بریدہ اسلمی رضوان اللہ علیہم جناب امیرؑ کی نصرت و مددگاری کو اٹھ کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ فتنۂ عظیم برپا ہو۔ جناب امیرؑ نے ان کو منع کیا۔ اور فرمایا مجھے ان اشقیا کے ساتھ چھوڑ دو۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے حکم نہیں دیا کہ اس وقت ان سے جہاد کروں۔ وہ اشقیائے امت گلوئے مبارک حضرت میں رسیاں ڈال کر مسجد میں لے گئے۔ در روایت دیگر۔ جب دروازہ دردولت پر پہنچے اور جناب فاطمۃؑ اندر آنے سے مانع ہوئیں اس وقت قنفذ

---

۵۱ بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۵۔ اس واقعہ پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب کتاب الملل والنحل مطبوعہ مصر پر امام اہل سنت ابوالفتح عبدالکریم شہرستانی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ان عمر ضرب بطن فاطمة علیها السلام یوم البیعة حتی القت المحسن من بطنها وکان یصیح احرقوها بمن فیها وما کان فی الدار غیر علی وفاطمة و الحسن والحسین یعنی حضرت عمر نے جناب ابوبکر کی بیعت کے روز شکم فاطمہ پر چوٹ لگائی جس کی وجہ سے صاحبزادہ محسن ساقط ہوا۔ حضرت عمر اس وقت بلند آواز سے چیخ رہے تھے کہ جلا دو اس گھر کو اور جو کوئی بھی اس گھر کے اندر ہے حالانکہ جناب عمر کو اچھا طرح علم تھا کہ اس گھر میں سوائے فاطمہؑ۔ علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے دوسرا کوئی نہیں۔ (ڈاکٹر بھریلوی عفی عنہ)

نے بروایت دیگر ثانی نے تازیانہ بازوئے جناب فاطمہؑ پر مارا۔ کہ بازوئے جناب سیدہ کا مضروب ہو کر سوج گیا۔ مگر پھر بھی جناب فاطمہؑ نے جناب امیرؑ سے ہاتھ نہ اٹھایا۔ اور ان لوگوں کو گھر میں آنے سے منع کیا۔ یہاں تک کہ دروازہ شکم جناب فاطمہؑ پر گرا دیا جس نے پسلیوں کو شکستہ کر دیا۔ اور اس فرزند کو جو شکم میں تھا حضرت رسولؐ نے جس کا نام محسنؑ رکھا تھا شہید کر دیا۔ اور سیدہؑ نے بھی اسی صدمۂ ضربت سے انتقال کیا۔ دبروایت دیگر مغیرہ بن شعبہ نے بحکم حضرت دوم دروازہ شکم محترم جناب فاطمہؑ پر گرا دیا۔ اور ان کے فرزند محسن کو ان کے شکم میں شہید کیا۔ پھر جناب امیرؑ کو مسجد میں لے گئے۔ صفا کار و اشقیائے امت پیچھے پیچھے تھے۔ اور کوئی نصرت و مدد حضرت کی نہ کرتا تھا۔ سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ و بریدہ اسلمی روتے پیٹتے اور کہتے تھے۔ کیا جلد حضرت رسول خداؐ سے تم لوگوں نے خیانت کی۔ کینہ ہائے سینہ کو ظاہر کیا۔ اور انتقام حضرتؐ کا ان کے اہل بیت سے لیا۔ اس وقت بریدہ اسلمی نے کہا۔ اے ..... سب قریش تیری اصلیت و نسب کو جانتے ہیں اور تجھے پہچانتے ہیں کہ کتنی مرتبہ کے زن سے تو پیدا ہوا ہے۔ ایسا شخص خانۂ اہل بیت میں آئے اور پیغمبر کی بیٹی کو مجروح کرے برادر اور وصی رسولؐ کو اس رسوائی سے مسجد میں لے جائے۔ جب ابوبکر کی نظر جناب امیرؑ پر پڑی۔ لوگوں سے کہا۔ چھوڑ دو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے ابوبکر کس حق اور کس میراث اور کس فضیلت پر تو نے خلافت میں تصرف کیا۔ کل بحکم پیغمبرؐ مجھ سے تو نے خم غدیر میں بیعت کی اور بحکم پیغمبر مجھ پر بامارت مومنان تو نے سلام کیا۔ یہ سن کر ..... شمشیر غلاف سے کھینچ کر بالائے سر جناب امیرؑ کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ ان باتوں کو جانے دو اور بیعت کرو۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر بیعت نہ کروں کیا کرے گا۔ ثانی نے کہا۔ اگر بیعت نہ کرو گے تو قتل کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ رسول کے بھائی کو قتل کرے گا۔ بخدا سوگند اگر مجھے خیال حکم خدا اور اطاعت رسول نہ ہوتا تو ابھی اچھی طرح معلوم ہو جاتا۔ کہ کون زیادہ ضعیف ہے۔ پس بریدہ اسلمی اٹھے اور کہا۔ اے ابوبکر و عمر آیا تم نہیں جانتے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے تمہیں اور ہمیں فرمایا۔ کہ جا کر جناب امیرؑ پر بامارت و بادشاہی سلام کریں۔ تم لوگوں نے پوچھا یہ حکم آپ از جانب حق تعالیٰ دیتے ہیں۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ ہاں بحکم خدا دیتا ہوں۔ اس وقت ہم لوگ گئے اور سلام کیا۔ اور کہا السلام علیکم یا امیر المومنین۔ عمر نے کہا۔ اے بریدہ تمہیں ان باتوں سے کیا۔ بریدہ نے کہا۔ بخدا سوگند میں اس شہر میں نہ رہوں گا۔ جہاں تم لوگ امیر ہو۔ اور خلیفہ رسول معزول ہو۔ اس کلام کے بعد باجازت عمر بریدہ سلمی کو مار کر مسجد سے نکال دیا۔ بعد ازاں سلمانؓ فارسی اٹھے اور کہا۔ اے ابوبکر خدا سے خوف کر اور جس جگہ بیٹھنے کا سزاوار نہیں وہاں سے اٹھ جا۔ اور حق خلافت اہل بیتؑ کو دیدے اور جمیع امت کو جہالت و ضلالت میں تا روز قیامت نہ ڈال۔ یہ سن کر عمر نے آواز دی سلمانؓ تم کو ان باتوں سے کیا کام۔ سلمان نے کہا۔ بخدا سوگند اگر میں جانتا اپنی تلوار سے اہل دین کی خدمت کرتا۔ بیشک تلوار کھینچ کر مردانہ راہ خدا میں جہاد

کرتا کہ تم وصی رسولؐ سے ایسا سلوک نہ کر سکتے۔ پس اور لوگوں کی طرف مخاطب ہوئے اور کہا تم نے کیا کیا نہ کیا۔ اور کیا نہ جانا کیا دین میں آئے اور کیا دین میں سے خارج ہو گئے اب میں تم کو بلا میں مبتلا ہونے اور نعمت فراخی سے نا امیدی کی بشارت دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ ایک گروہ ستمگار تم پر مسلط ہو گا۔ اور بجور و ستم تم سے سلوک کریگا۔ کتب خدا اور اس کے احکام کو بدل ڈالے گا۔ اس کے بعد ابوذر و مقداد و عمار اٹھے۔ اور ہر ایک نے حجت ہائے بالغہ اور دلیل ہائے کاملہ ان اشقیا پر تمام کیں۔ اور جناب امیرؑ کی طرف مخاطب ہو کر کہا آپ کیا فرماتے ہیں۔ اگر حکم دیں تو ہم شمشیر سے ان لوگوں کے ساتھ جہاد کریں یہاں تک کہ مارے جائیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ خدا تم پر رحم کرے۔ ان اشقیاء سے دست بردار رہو۔ اور وصیت رسول خداؐ یاد کرو۔ ابوبکر منبر پر چپ چاپ بیٹھے تھے ۔۔۔۔ نے کہا کیا بیٹھا ہے علیؑ زیر منبر مقام محاربہ میں ہے اور بیعت نہیں کرتے۔ مجھے اجازت دے کہ ان کو قتل کر دوں۔ اس وقت حسنینؑ سرہانے اپنے پدر بزرگوار کے کھڑے تھے اس کلام سے رونے اور چلانے لگے۔ اور قبر رسول کی طرف منہ کر کے فریاد کرنے لگے۔ یا جداہ یا رسول اللہ ہم کو آپ اس حالت میں دیکھیں کہ ہم بے یار و مددگار ہیں۔ پس جناب امیرؑ نے حسنینؑ کو اپنے سینے سے لگا کر فرمایا اے جان پدر نہ رو۔ بخدا سوگند یہ اشقیا تمہارے باپ کے قتل پر قادر نہیں۔ اور اس سے زیادہ ذلیل و بیمقدار ہیں۔ جو یہ ارادہ کر سکیں پس ام سلمہ زوجۂ رسول خدا و ام ایمن مربیۂ آنحضرت اپنے اپنے مکان سے روتی ہوئی دوڑیں۔ اے لوگو تم نے بہت جلد اپنے کینہ ہائے دیرینہ کو بعد رسول ظاہر کیا۔ ثانی نے کہا۔ ان عورتوں کو مسجد سے نکال دو۔ اور ان کے کلام سے کیا کام۔ پس جناب امیرؑ اٹھے اور مہاجرین و انصار سے اپنے فضائل و مناقب ایک ایک بیان کئے اور ان سے نصوص رسول خداؐ اپنے خلافت کے مقدمہ میں گواہی چاہی۔ اور روز غدیر و دیگر مقامات متعددہ انہیں یاد دلائے اور حجت الٰہی ان پر تمام کی۔ ان لوگوں نے کہا۔ یا حضرت اگر آپ اس سے پہلے فرماتے تو ہم نہ ابوبکر کی بیعت کرتے۔ اس گفتگو سے عمر کو خوف ہوا۔ کہ لوگ ایسا نہ ہو ابوبکر کی خلافت سے منحرف ہو جائیں لہٰذا پھر جناب امیرؑ سے کہا۔ یا علیؑ بیعت کرو۔ ورنہ میں تم کو ۔۔۔۔ کر دوں گا جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تو جھوٹ کہتا۔ بخدا سوگند میرے اوپر تمہیں قدرت نہیں یہ سن کر خالد بن ولید دوڑا۔ اور تلوار غلاف سے کھینچ کر کہا بخدا سوگند بیعت کرو ورنہ قتل کر دوں گا جناب امیرؑ نے گریبان پکڑ کر دور پھینک دیا اس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ بعد اس کے ہر چند کوشش کی۔ مگر جناب امیرؑ نے بیعت نہ کی۔ لوگوں نے جن میں عمر بھی تھے۔ جناب امیرؑ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ زبردستی اور ابوبکر نے اپنا ہاتھ دراز کر کے حضرتؑ کے ہاتھ تک پہنچایا۔ احادیث معتبرہ میں منقول ہے جب جناب امیرؑ کو مسجد میں لائے آپ نے مرقد مطہر جناب رسول کی طرف منہ کر کے کہا۔ یا ابن عم ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی اے برادر من تیری قوم نے مجھے ضعیف کیا۔ اور نزدیک ہوا مجھے مار ڈالیں۔ پس حضرت رسولؐ کی

قبر سے ایک ہاتھ نکلا۔ سب نے کہا پہچان کر یہ حضرت رسولؐ کا ہاتھ ہے اور ایک آواز آئی کہ سب نے پہچانی رسولؐ کی آواز ہے اور وہ آواز یہ تھی یا ابا بکر اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّاک رجلاً اے ابوبکر کافر ہوا اس خدا سے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا۔ اور بسند ہائے معتبر جناب امام

خشم وغضب فاطمہؑ بر اشقیائے امت

جعفر صادقؑ سے روایت ہے جب جناب امیرؑ کو مسجد میں لائے۔ حضرت سیدۃؑ نساء العلمین فاطمہ زہرا مجروح و نالاں خشمناک و غمگین ہمراہ جمیع مخدرات بنی ہاشم گھر سے باہر تشریف لائیں۔ اور جانب مسجد رسول روانہ ہوئیں۔ جب مسجد میں آئیں۔ اور قریب ضریح اقدس رسول پہونچیں چلا کر باواز بلند روئیں۔ اور آہ سرد دل پر درد سے کھینچ کر فریاد کی۔ اے گروہ ستمگار اے گروہ غدار پسر عم رسول خداؐ سے ہاتھ اٹھاؤ۔ ورنہ بحق اس پروردگار جس نے پدر بزرگوار محمدؐ مصطفیٰ کو براستی جانب خلق بھیجا اگر ظلم سے دستبردار نہ ہوگے۔ اور علیؑ ابن ابی طالب سے ہاتھ نہ اٹھاؤ گے۔ تو میں اپنے گیسوؤں کو اپنے سر پر بکھیر دوں گی۔ اور پیراہن رسول کو اپنے سر پر ڈالوں گی۔ اور دست بداماں کبریا ہو کر بدرگاہ رب الارباب فریاد کروں گی۔ اور نالہائے آتشبار دل اخگار سے کھینچوں گی۔ اور دریائے غضب الٰہی کو جوش میں لاؤں گی۔ اور چند آہ پر درد کھینچ کر زمین و زمان کو جلا دوں گی۔ اور تم میں سے ایک متنفس کو زمین پر باقی نہ چھوڑوں گی۔ واللہ ناقۂ صالح خدا کے نزدیک مجھ سے زیادہ گراں نہیں۔ اور اس کا بچہ میرے فرزند سے عزیز زیادہ نہیں۔ سلمانؓ کہتے ہیں۔ میں نزدیک جناب فاطمہؑ کھڑا تھا۔ میں نے دیکھا۔ کہ مسجد کی دیواروں کو زلزلہ تھا۔ اور اس قدر بلند ہوگئیں اگر چاہتے اس کے نیچے سے نکل جاتے۔ جب میں نے یہ حال دیکھا۔ میں کانپنے لگا۔ اور آثار غضب الٰہی معائنہ کئے۔ اس وقت میں نے جناب سیدہ فاطمہؑ زہرا سے استغاثہ کیا اے سیدہ نساء اے فاطمہؑ و عذرا۔ اور اے خاتون قیامت اور اے بانئے محلہ کرامت و اے جگر گوشہ رسول الثقلین و اے مادر سبطین نور حق کا در بخشش و ترحم کیجئے اپنے باپ کی امت پر رحم فرمائیے۔ آپ اہل بیت رحمت و شفاعت ہیں۔ آپکے پدر بزرگوار رحمۃ للعالمین ہیں۔ لہٰذا آپ ان پر سبب نزول الٰہی نہ ہو جیئے۔ سلمانؓ کہتے ہیں۔ جب میں نے اس طرح گذارش کی۔ جناب فاطمہؑ نے میری التماس ملتفت قبول فرمائی۔ اور حجرۂ طاہرہ میں تشریف لے گئیں۔ اس وقت دیوارہائے مسجد اپنی اپنی جگہ آکر قائم ہوئیں۔ اور گرد و غبار اس قدر اٹھا۔ کہ مسجد گھٹا ٹوپ ہو گئی۔ جناب امام محمدؑ باقرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند اگر جناب سیدہؑ اپنے سر مبارک کے بال کھول دیتیں۔ بتحقیق سب کے سب مر جاتے۔ اور بروایت دیگر جب جناب فاطمہؑ مسجد میں آئیں۔ پیراہن حضرت رسول سر پر رکھے تھیں۔ اور ہاتھ حسنینؑ کے پکڑے تھیں۔ پس فرمایا۔ اے ابوبکر تو چاہتا ہے کہ میرے فرزندوں کو یتیم کرے بخدا سوگند اگر یہ امر بُرا نہ ہوتا۔ تو میں اپنے سر کے بال کھول کر بدرگاہ خدا صدا بلند کرتی۔ یہ سن کر لوگوں میں سے ایک شخص نے ابوبکر سے کہا۔ تجھے کیا یہ منظور ہے کہ سب کو ہلاک کرے گا۔ اس وقت

ابوبکر ڈر ے۔ اور جناب امیرؑ سے دست بردار ہو گئے۔ اور جناب امیرؑ دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ ایضاً

احتجاج اصحاب کبار احمد مختارؐ

سلیمؓ بن قیس نے سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ جب زبیرؓ کو لے گئے کہ ابوبکر سے بیعت کرے۔ زبیرؓ نے عمر سے کہا۔ اے فرزند صہاک یہ اولاد جو تیرے گروہ میں تیری نصرت نہ کا ہی نہ کرتے ممکن تھا۔ تو علیؑ ابن ابی طالب پر سبقت کرتا اور تلوار میرے ہاتھ میں رہی۔ کہا۔ تو نام صہاک لیتا ہے۔ زبیرؓ نے کہا کیوں نہ لوں۔ وہ کنیز زناکار میرے دادا عبدالمطلب کی لونڈی تھی۔ اور تیرے دادا نفیل نے اس سے زنا کیا اور ... پیدا ہوا۔ اور وہ میرے دادا کا غلام تھا جب یہ کہا۔ ابوبکر نے دونوں میں بیچ بچاؤ کرا دیا اور جب سلمانؓ کی گردن میں نیمان ڈالکر بیعت کے لئے کھینچا۔ ان کی گردن پر اس ایذا کی وجہ سے کوئی عارضہ ہو گیا۔ جبریہ بیعت کے بعد کہا۔ تم لوگوں نے ہلاکت و ضلالت کو خود اپنے واسطے تا قیامت اختیار کیا۔ اور امت ہائے گذشتہ کی بدعتوں کو تازہ کیا اور اپنے پیغمبر کے بعد دین سے پھر گئے۔ اور خلافت کو ذی حق سے جدا کر لیا۔ عمر نے کہا تم نے اور تمہارے امام نے ہم سے بیعت لے لی۔ اب تم جو چاہو کہو۔ اور اس کا دل جو چاہے کہے۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں نے حضرت رسولؐ سے سُنا۔ فرماتے تھے۔ اوّل و ثانی پر گناہ تا روز قیامت مثل گناہان امت اور مثل عذاب جمیع امت ان پر عذاب ہو گا۔ حضرت ثانی نے کہا۔ جبکہ تم نے بیعت کر لی۔ اور تمہاری آنکھیں تمہارے مولا کی خلافت سے روشن نہ ہوئیں۔ تو جو چاہو کہو۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے کتابہائے آسمانی میں پڑھا ہے۔ یک دروازہ دروازہ ہائے جہنم سے اس نام سے مسمّیٰ ہے۔ ثانی نے کہا۔ جبکہ اس جماعت سے جس کو تم نے خدا قرار دیا تھا خلافت نکل گئی۔ تو جو چاہو کہو۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ حضرت رسولؐ سے تفسیر اس آیت کی پوچھی۔ فیومئذ لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد حضرت رسولؐ نے فرمایا یہ آیت ___ کے حق میں آئی ہے۔ سلمانؓ کہتے ہیں جناب امیرؑ نے مجھے حکم دیا۔ خاموش رہو۔ اور اگر جناب امیرؑ مجھے خاموش نہ فرماتے۔ جو کچھ شان ابوبکر و عمر میں نازل ہوا ہے اور رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ میں سب بیان کر دیتا۔ پس جناب امیرؑ نے سلمانؓ و مقدادؓ و زبیرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ تم نے حضرت رسولؐ سے نہیں سُنا کہ فرماتے تھے۔ جہنم میں ایک صندوق ہے۔ اس میں بارہ آدمی ہیں۔ چھ آدمی امت گذشتہ کے اور چھ آدمی اس امت کے اور وہ صندوق ایک کنوئیں میں ہے۔ اور اس کنوئیں کے دروازے پر ایک پتھر ہے۔ جس وقت حق تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ جہنم کو مشتعل کرے۔ حکم فرماتا ہے کہ اس پتھر کو جہنم سے اٹھا لیں۔ جب اس پتھر کو اٹھاتے ہیں تمام جہنم اس کنوئیں کی حرارت سے دہکنے لگتا ہے۔ پس میں نے تمہارے سامنے پوچھا۔ یا حضرت وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا۔ وہ چھ آدمی امت ہائے گذشتہ کے یہ ہیں۔ قابیلؔ۔ فرعونؔ۔ نمرودؔ۔ پے کنندہ ناقہ صالحؑ۔ اور دو آدمی بنی اسرائیل سے جنہوں نے موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے بعد ان کے دین کو متغیر کیا۔ اور ان کی امت کو گمراہ کر دیا۔ اور لیکن چھ

آدمی اس امت کے۔ پس وہاں موجود پانچ نفر کے ہیں۔ جنہوں نے آپس میں نامہ لکھ کر عہد کیا کہ خلافت میرے وصی میں نہ رہے۔ ابوعبیدہ جراح۔ سالم مولائے حذیفہ۔ وسعید بن عاص۔ اول۔ دوم۔ حضرت عثمان نے کہا۔ یا علیؑ آیا میرے حق میں بھی آپ نے کچھ سُنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے مکرر سُنا حضرت رسول نے..... کی اور نہیں سُنا کہ تیرے لئے استغفار کیا۔ جب یہ لوگ غصب خلافت کر چکے۔ اور اس پر بھی راضی نہ

بیان غصب فدک

ہوئے چاہا۔ کہ فدک کو جناب فاطمہؑ سے غصب کریں۔ اور حضرت رسولؐ فدک پر بغیر جنگ کے قابض ہوئے تھے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ وآت ذی القربیٰ حقہٗ اور جبرئیل نے کہا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فدک فاطمہؑ کو دے دو۔ قیامت تک اس کے فرزندوں میں رہے۔ اور حضرت رسولؐ نے فدک بحکم خدا فاطمہؑ کو دیدیا۔ اور جناب فاطمہؑ کی طرف سے اس کے منتظم مقرر تھے۔ یہاں تک کہ حضرت رسولؐ نے انتقال فرمایا۔ پس ابوبکر و عمر نے آپس میں صلاح کی کہ فدک کی آمدنی بہت ہے۔ اگر یہ اہل بیت رسولؐ کے قبضہ میں رہیگا۔ تو ان کے جلالت و بزرگی و استحقاق واثق ہیں کہ یہ اس کے مستحق ہیں۔ تمام لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے۔ لہٰذا ان سب نے مل کر باتفاق ایک حدیث وضع کی کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ پیغمبران کوئی چیز میراث میں نہیں چھوڑتے۔ اور جو کچھ ہمارے بعد باقی ہے ہم سے وہ سب مسلمانوں کے لئے تصدق ہے۔ باوجود حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ورث سلیمان داؤد اور حضرت زکریا نے فرمایا۔ فھب لی من لدنک ولیا یرثنی پس لوگوں کو بھیجا کہ منتظمین جناب فاطمہؑ کو فدک سے خارج کر دو۔ جب یہ خبر جناب فاطمہؑ کو پہنچی۔ ہمراہ گروہ زنان بنی ہاشم ابوبکر پاس تشریف لائیں اور فرمایا۔ اب تو چاہتا ہے کہ وہ زمین جو حضرت رسول نے بحکم پروردگار مجھے عطا فرمائی تھی چھین لے اور حضرت رسولؐ نے بجز اپنے فرزندوں کے اس کے سوا کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ مگر تو نے نہیں سُنا کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ ہر ایک کی حرمت اس کے فرزندوں میں رکھنی چاہیئے۔ یہ سُن کر ابوبکر نے بخوف طعن تشنیع مردم سے دوات قلم طلب فرمایا تاکہ لکھے اور فدک جناب فاطمہؑ کو واپس کر دے۔ عمر نے کہا۔ جب تک فاطمہؑ گواہ نہ لائیں۔ نامہ نہ لکھنا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ آیا وہ حکم جو سب مسلمانوں کے بارہ میں جاری ہے کہ شہادت مدعی سے طلب کرے۔ تو میرے حق میں وہ حکم جاری نہیں کرتا۔ حالانکہ میں فدک پر قابض و متصرف ہوں۔ اور تو چاہتا ہے کہ مجھ سے لے لے۔ پس لازم ہے کہ تو گواہ لائے۔ عمر نے کہا جب تک گواہ نہ لاؤگی میں نہ دوں گا۔ مجبور ہو کر جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ حسنینؑ وام ایمن کو گواہی کے لئے لائیں۔ عمر نے کہا۔ علیؑ کی گواہی کا اعتبار نہیں۔ اس لئے وہ اپنے لئے اور اپنے فرزندوں کے لئے ایسا کہہ دیں گے۔ اور حسنینؑ بچے ہیں اور ام ایمن زن عجمیہ ہے۔ اس کی گواہی معتبر نہیں۔ بروایت دیگر۔ ابوبکر نے نامہ لکھا اور جناب فاطمہؑ کو دیا۔ عمر نے

راستہ میں دست مبارک جناب فاطمہؑ سے لیکر اس نامہ کو پڑھا ۔ اور پھاڑ ڈالا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ جس طرح تو نے میرا نامہ پھاڑا۔ خدا تیرا پیٹ پھاڑے۔ بروایت دیگر وہ نامہ جو حضرت رسولؐ نے در بارۂ فدک لکھا تھا۔ جناب فاطمہؑ سند کے واسطے لائیں۔ عمر نے وہ نامہ دست فاطمہؑ سے لیکر اس پر آب دہان ڈالا۔ اور پارہ پارہ کر ڈالا۔ پس جناب فاطمہؑ ہمراہ زنان ہاشمیان درمیان مسجد آئیں۔ زنان ہاشمیان نے پردہ جناب سیدہؑ کے سامنے ڈال دیا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے اس گروہ پر اتمام حجت حق تعالیٰ کے واسطے اور سب لوگوں پر ان کے ارادوں کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک خطبہ نہایت فصیح و بلیغ دیا۔ اور اوامر و نواہی حق تعالیٰ کو ان کے واسطے بیان فرمایا۔ اور ان کو عقوبات حق تعالیٰ سے ڈرایا۔ اور حجتہائے شافی در بارۂ فدک ان لوگوں پر فرمائی اور جو کچھ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ تمام مہاجرین و انصار نے اس کی تصدیق کی۔ اس کے بعد جناب فاطمہؑ نے ان لوگوں سے گواہی چاہی کہ حضرت رسولؐ نے میرے حق میں کہا ہے۔ فاطمہؑ میری پارۂ تن ہے جو اسے آزار دے اس نے مجھے آزار دیا۔ اور جس نے مجھے آزار دیا اس نے خدا کو آزار دیا۔ یہ سن کر سب نے اس کلام کی حقیقت پر تصدیق کی حقیقت پر تصدیق کی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ تم لوگ گواہ رہو۔ ابوبکر و عمر نے مجھے آزار دیا۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابًا الیما۔ اور گھر میں تشریف لے گئیں۔ صدمات آزار و ضربہائے اشرار سے اکثر رنجورہ و بیمار رہا کرتیں۔ اور جب جناب امیرؑ مسجد میں آتے۔ ابوبکر و عمر احوال جناب فاطمہؑ پوچھتے۔ یہاں تک کہ مرض ان پر شدید ہوا۔ اور ان لوگوں نے بظاہر بہت کوشش کی کہ جناب سیدہؑ کو رضامند کریں۔ اس لئے لوگ ان کو طعن و تشنیع کم کریں۔ مگر جناب فاطمہؑ راضی نہ ہوئیں۔ اور فرمایا۔ خداوندا تو گواہ رہ کہ ان لوگوں نے مجھے ایذا دی اور میں ان کی تجھ سے شکایت کرتی ہوں۔ اور ان سے ناخوش ہوں۔ یہاں تک کہ اپنے پروردگار سے ملاقات کروں اور جو ان لوگوں نے سلوک کیا۔ اس کی شکایت کروں۔ سلیم بن قیس کہتا ہے۔ ابن عباس

برائے شیخین وصیت فاطمہؑ

سے میں نے سُنا جب مرض جناب فاطمہؑ پر شدید ہوا۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور فرمایا۔ میں تم کو وصیت کرتی ہوں کہ بعد میرے مرنے کے امامہ میری زینب کی دختر کی خواستگاری کرنا۔ اور تابوت جیسا ملائکہ نے وضع کیا ہے ویسا بنانا۔ اور میرے جنازہ پر کسی دشمن خدا کو نہ آنے دینا۔ اور اسی دن جناب فاطمہؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ تمام مرد و زن کی صدائے گریہ سے مدینہ کو زلزلہ ہوا۔ اور تمام لوگوں پر دہشت عظیم۔ مانند روز وفات حضرت رسولؐ طاری ہوئی۔ ابوبکر و عمر جناب امیرؑ کے پاس تعزیت کو آئے اور کہا جب تک ہم نہ آئیں دختر رسول خداؐ پر نماز نہ پڑھنا۔ جب رات ہوئی جناب امیرؑ نے عباس اور فضل بن عباس و سلمان و مقداد و ابوذر و عمار کو بلایا۔ اور جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی اور دفن

کر دیا۔ صبح کو مقداد نے ابوبکر و عمر سے کہا۔ ہم نے کل جناب فاطمہؑ کو دفن کر دیا۔ عمر نے ابوبکر سے کہا۔ میں نے تم سے نہیں کہا تھا۔ کہ ایسا کریں گے۔ عباس نے کہا۔ جناب فاطمہؑ نے خود وصیت کی تھی کہ تم لوگ ان پر نماز نہ پڑھنے پاؤ۔ عمر نے کہا۔ تم لوگ ہرگز اپنے کینۂ دیرینہ کو ترک نہیں کرتے۔ واللہ میں جاتا ہوں اور جناب فاطمہؑ کو قبر سے نکال کر ان پر نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند اے لپسر صنحاک اگر تو یہ ارادہ کرے گا۔ تو میں بھی شمشیر غلاف میں نہ کروں گا جب تک کہ تجھ کو اور تمہارے ساتھیوں کو جو یہ عمل کریں قتل نہ کر لوں۔ جب عمر نے یہ سُنا خاموش ہو گیا اور جانا کہ جناب امیرؑ جس بات پر قسم کھائیں گے وہ ہو کر رہے گی۔ اس وقت جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے عمر حضرت رسولؐ نے تیرے ۔۔۔۔ کے سبب مجھے بلایا۔ اور چاہا۔ کہ تیرے سد باب کے لئے بھیجیں کہ میں تجھے بند کر دوں۔ پس حق تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمایا۔ فلا تعجل علیھم انما نعد لھم عدا۔ اس سبب سے حضرت تیرے ۔۔۔۔ سے دست بردار ہوئے اور تیرے معاملہ کو آخرت پر چھوڑ دیا۔ آپس میں

شیخین کا ارادۂ قتل امیر المومنینؑ ۔ ایک گروہ منافقین نے صلاح کی کہ جناب امیرؑ کو قتل کریں۔ اور باہم کہا۔ ہماری عملداری مستحکم نہ ہو گی۔ جب تک علیؑ کو قتل نہ کریں جب ابوبکر نے ان سے کہا۔ جب پتہ چلا۔ یہ کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔ ثانی نے ایک آدمی بھیج کر خالد بن ولید کو بلایا۔ اور کہا۔ تم کو میں نے ایک امر عظیم کے لئے بلایا ہے۔ بولا جو کچھ کہو مجھے منظور ہے۔ اگرچہ قتل علیؑ ہی کیوں نہ ہو۔ کہا۔ اسی لئے تم کو بلایا ہے۔ خالد نے پوچھا کس وقت علیؑ کو قتل کروں ۔۔۔۔۔ نے کہا۔ وقت نماز میں علیؑ کے پہلو میں کھڑا ہو جب میں سلام کہوں تو علیؑ کو قتل کر۔ اسماء بنت عمیس کہ پہلے زن جعفر طیار تھیں اس وقت زوجہ ابوبکر تھیں۔ جب اس نے لوگوں کے اس مشورہ کو سُنا۔ اپنی کنیز سے کہا۔ علی اور فاطمہ کے گھر جا۔ اور ان کے گھر میں پھرتی اور یہ آیت پڑھتی جا۔ ان الملأ یأتمرون بك لیقتلوك فاخرج انی لك من الناصحین۔ جب وہ کنیز آئی اور یہ آیۃ پڑھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اپنی بی بی سے کہہ دے۔ خدا تجھ پر رحمت نازل کرے۔ وہ لوگ یہ قدرت نہیں رکھتے۔ اس لئے کہ اگر وہ مجھے قتل کریں گے تو ناکثین وقاسطین و مارقین سے کون لڑے گا۔ پس جناب امیرؑ نے وضو کیا۔ اور مسجد میں تشریف لائے۔ مشغول نماز ہوئے۔ خالد بن ولید بھی پہلو میں آ کھڑا ہوا۔ اس وقت ابوبکر نماز پڑھاتے تھے۔ اور ڈرے کہ جناب امیرؑ نے اگر تلوار کھینچ لی تو پہلے میں ہی نہ مارا جاؤں۔ اس خیال سے تشہد کو بہت طول دیا۔ یہاں تک کہ نزدیک ہوا آفتاب طلوع ہو جائے۔ خوف دوسرا یہ بھی تھا۔ اگر سلام کہی اور خالد بن ولید اپنی حرکت ناپاک کرے۔ فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے۔ پس قبل سلام ابوبکر نے کہا۔ اے خالد جس بات کا میں نے تم کو حکم دیا ہے وہ نہ کرنا۔ اور اگر کرے گا۔ تو میں تجھے مار ڈالوں گا۔ یہ کہہ کر سلام نماز کیا۔ اس وقت جناب امیرؑ نے خالد سے کہا۔ تجھے ابوبکرؓ نے کیا حکم دیا تھا۔ اس نے کہا۔ تمہارے

قتل کا۔ فرمایا۔ کیا تو مجھے قتل کرتا۔ خالد نے کہا۔ ہاں واللہ اگر ابوبکر منع نہ کرتے۔ تو میں تم کو قتل کر دیتا۔ یہ سن کر جناب امیرؑ نے خالد کو بلند کر کے زمین پر دے مارا۔ اور اس کے سینہ پر چڑھ بیٹھے اور تلوار اٹھائی کہ سر کاٹ لیں۔ عمر نے چلا کر کہا۔ بحق پروردگار کہ علیؑ ابن ابی طالب خالد کو مارے ڈالتے ہیں۔ سب مل کر چھڑا لو۔ یہ سن کر تمام حاضرین مسجد میں جمع ہو گئے۔ مگر جناب امیرؑ کے ہاتھ سے نہ چھڑا سکتے تھے۔ **بروایت دیگر** جناب امیرؑ نے دو انگلیوں سے اٹھا کر خالد بن ولید کو مسجد کے کھمبے پر دے مارا۔ خالد چیخنے لگا اور پیشاب کر دیا۔ ہاتھ پاؤں مارتا تھا۔ اور کوئی اس کو چھڑانے کی کوشش نہ کرتا تھا۔ ابوبکر نے ثانی سے کہا۔ تیری نحس رائے سے یہ ہوا اور میں جانتا تھا۔ کہ ایسا کچھ ہوگا۔ پس ابوبکر نے عمر سے کہا۔ جاؤ اور عباس عم علیؑ کو بلا کر اپنے ساتھ لے آؤ۔ شاید علیؑ اپنے چچا کی بات مان لیں۔ جب عباس مسجد میں آئے کہا علیؑ کو بحق صاحب قبر کی قسم کہ خالد سے دستبردار ہو جائیں۔ جب یہ قسم دی جناب امیرؑ نے خالد کو چھوڑ دیا۔ اور گریبان ثانی پکڑ کر ایک جھٹکا دیا اور فرمایا۔ اگر حضرت رسولؐ کی وصیت مانع نہ ہوتی تو تو جانتا میں زیادہ ضعیف ہوں یا تو ہے۔ یہ فرما کر اسے بھی چھوڑ دیا اور گھر میں تشریف لے گئے۔

روایت محمد بن جریر طبری۔ محمد ابن جریر امامی نے کتاب دلائل امامہ میں جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جب حضرت رسولؐ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ دو بزرگ چیزیں درمیان امت چھوڑیں۔ خدا کی کتاب اور عترت کہ اہل بیت حضرت رسولؐ ہیں۔ اور ہنگام وفات جناب فاطمہؑ سے چپکے سے کہا۔ کہ پہلے جو اہل بیت سے مجھ سے ملحق ہوگا۔ وہ تم ہو گی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ چند روز بعد وفات سید کائنات حالت خواب و بیداری میں میں نے اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا۔ اونچی جگہ پر کھڑے ہیں اور میری طرف دیکھ رہے ہیں۔ جب میری نظر خورشید جمال پدر بزرگوار پر پڑی۔ بیتاب ہو گئی۔ اور فریاد کی یا ابتاہ آپ تشریف لے گئے اور آسمان کی خبر ہم سے منقطع ہو گئی۔ پھر کیا دیکھتی ہوں فرشتوں کی فوجیں آسمان سے نیچے آئیں۔ اور دو فرشتے سب کے آگے آگے تھے ان دو فرشتوں نے مجھے اٹھا لیا۔ اور آسمان پر لے گئے۔ جب میں آسمان پر پہنچی۔ قصر ہائے اسپید و بستان و درختان و نہر ہائے بسیار میں نے دیکھے۔ اور ان قصروں میں حوریں نہایت حسینہ و جمیلہ ہنستی اور خوشی کرتی دیکھیں کہ آپس میں کہتی ہیں۔ مرحبا اس کو جس کے پدر کے لئے بہشت اور حور العین خلق ہوئی۔ پھر ملائکہ مجھے ایک مکان میں لے گئے۔ جس میں بہت سے قصر تھے اور ہر قصر میں بہت سی منزلیں تھیں۔ کہ کسی آنکھ نے ایسا مکان نہ دیکھا ہوگا۔ اور ہر منزل میں ایک تخت رکھا تھا۔ اور ہر تخت پر فرشہائے رنگارنگ حریر و سندس کے بچھے تھے۔ اور لحاف انواع و اقسام استبرق و دیبا کے رکھے تھے اور انواع و اقسام کھانوں کے خوان و ظروف طلائی و نقرئی شربتوں سے بھرے رکھے تھے۔ اور نہریں دودھ سے زیادہ سفید اور مشک سے زیادہ خوشبودار دیکھیں۔ اس وقت میں نے پوچھا یہ منازل رفیعہ اور یہ قصور منیعہ کیسے ہیں۔ اور یہ فرشہائے مختلف الالوان

نعمتہائے فراوان کس کے لیئے ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ فردوس اعلیٰ ہے۔ بہشت میں اس سے زیادہ بلند مکان اور اس سے بہتر کوئی جگہ نہیں۔ یہ مکان تمہارے پدر بزرگوار اور ان کے اہل بیت عالی مقدار کا ہے۔ اور جیسے خدا پیغمبروں میں سے چاہے۔ میں نے پوچھا یہ نہر کیسی ہے۔ فرشتوں نے کہا۔ یہ نہر کوثر ہے۔ جس کا حق تعالیٰ نے تمہارے پدر سے وعدہ کیا ہے۔ میں نے کہا۔ میرے پدر بزرگوار کہاں ہیں۔ فرشتوں نے کہا۔ ابھی آتے ہیں اسی گفتگو میں تھی کہ ناگاہ دوسرا قصر دیکھا۔ وہ قصر پہلے قصر اول سے زیادہ سفید اور نورانی تھا۔ اور تخت اور فرش زیبا وہاں دیکھے تھے۔ ان سے زیادہ عمدہ یہاں دیکھے۔ ناگاہ میری نظر پدر بزرگوار پر پڑی کہ ایک تخت پر بیٹھے ہیں۔ اور ایک جماعت خدمت میں حاضر ہے۔ جب نظر پدر بزرگوار مجھ پر پڑی۔ ہاتھ بڑھا کر مجھے اپنی طرف لے گئے۔ اور گود میں لے کر درمیان دو دیدہ بوسہ دیا۔ اور فرمایا۔ اے دختر من خوش آمدی۔ اور مجھے اپنی آغوش مبارک میں بٹھا کر فرمایا۔ اے حبیبہ من ولذت دیدہ من تونہیں دیکھتی۔ کہ خدا نے تیرے لئے کیسے کیسے قصر اور کیسی کیسی نعمتیں مہیا کیں۔ یہ فرما کر مجھے نفیس نفیس قصر اور انواع واقسام کے لباس دکھلائے اور فرمایا یہ سب قصر تیرے اور تیرے شوہر اور تیرے دونوں فرزندوں کے۔ اور جس نے تجھے دوست رکھا اس کے لئے ہیں۔ اے فاطمہؑ شاد و خوش رہ کہ بہت جلد تو میرے پاس آئے گی۔ اور جور جفاکاران امت سے چھوٹ جائے گی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اس حال کے دیکھنے سے میرا دل پرواز کر گیا۔ اور شوق لقائے الہی زیادہ ہوا۔ میں اس خواب سے چونکی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کہ جناب سیدہؑ خواب سے بیدار ہوئیں۔ مجھے آواز دی جب میں پاس گیا۔ سیدہؑ کو پریشان دیکھا۔ پوچھا اے سیدہ تمہارا حال کیا ہے۔ جناب فاطمہؑ نے اپنا خواب بیان کیا۔ اور مجھ سے عہد و پیمان لیا کہ جب دنیا سے رحلت کروں۔ عورتوں میں بغیر ام سلمہ زوجہ رسولؐ۔ ام ایمنؓ و فضہؓ اور مردوں میں حسنؑ حسینؑ عبداللہ بن عباسؓ سلمانؓ۔ عمار بن یاسرؓ۔ مقدادؓ و ابوذرؓ کے اور کسی کو خبر نہ کرنا۔ اور کہا۔ یا علیؑ میں تم کو اجازت دیتی ہوں۔ کہ بعد وفات میرے جسم پر نظر کرنا۔ مجھے غسل دینا۔ اور عورتیں تمہاری مدد کریں۔ اور رات کو مجھے دفن کرنا۔ اور کسی کو میری قبر کا نشان نہ بتانا۔ جب شب وفات جناب فاطمہؑ ہوئی حالت احتضار میں کہا۔ وعلیک السلام اور جناب امیرؑ سے کہا۔ اے پسر عم اس وقت جبرئیلؑ آئے اور مجھے سلام کیا اور کہا خدا نے تم کو سلام کہا ہے۔ اور فرمایا ہے اے حبیبہ حبیب خدا و میوۂ دل خیر انبیاء آج تو ملحق بہ ملاء اعلیٰ ہو گی۔ اور جنت الماویٰ تمہاری مراجعت کرے گی۔ جبرئیلؑ یہ رسالت ملک جلیل پہنچا کر آسمان پر چلے گئے۔ تھوڑی دیر میں پھر جناب سیدہؑ نے کہا۔ علیک السلام اور کہا۔ اے پسر عم بخدا سوگند میکائیلؑ آئے اور مجھے سلام کہا۔ بعد ایک لحظہ کے عروسؑ آنکھیں کھول کر فرمایا اے پسر عم۔ واللہ موت ہر ذی حیات کے لئے حق ہے اور پہنچ گئی اب یہ عزرائیلؑ آئے۔ اور بازو لبوں نے مشرق و مغرب گھوڑے ہوئے ہیں کہ مابین آسمان و زمین بھر گیا ہے اور جو اوصاف میرے پدر بزرگوار نے مجھ سے بیان کئے تھے میں دیکھ رہی ہوں۔ پس کہا۔ وعلیک السلام یا قابض الارواح یعنی تم پر سلام ہو اے روحوں کے قبض کرنے والے۔ میری جان جلد اور آسانی سے قبض کرو۔ اور مجھے آزار نہ دینا۔ پھر کہا۔ الیک ربی لا۔ لی النار یعنی اے

پروردگار مجھے اپنے جوار رحمت میں لے جا۔ اور جہنم میں نہ لے جا۔ یہ فرما کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور ہاتھ پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا دیئے اور بریاض جنت خراماں ہوئیں۔ کتاب مصباح الانوار میں ابن عباس سے روایت

بیان وفات جناب فاطمہؑ

کی ہے۔ جب جناب فاطمہؑ نے اپنے باپ کو خواب میں دیکھا۔ اور ستم ہائے منافقین امت کی شکایت کی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ غم نہ کھا۔ تیرے لئے وہ سب آخرت میں مہیا ہے جو خدا نے پرہیزگاروں کے لئے مہیا کیا ہے اور تو اب بہت جلد میرے پاس آتی ہے۔ جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جب زمانۂ رحلت جناب سیدہؑ قریب ہوا۔ رونے لگیں جناب امیرؑ نے پوچھا۔ اے سیدہ والے خاتون کیوں روتی ہو۔ کہا میں ان ستموں پر روتی ہوں۔ جو میرے بعد کافران بیحیا و منافقان پر جفا سے تم کو پہنچیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ نہ رو۔ بخدا وہ سب آزار راہ خدا میں مجھ پر سہل ہیں۔ بر جناب امام حسین علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ جب میری والدہ فاطمہؑ کا وقت وفات قریب ہوا۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور وصیت کی۔ میں جب بعالم بقا رحلت کروں تم خود متوجہ غسل مہمات جمیع امور بجالانا۔ مجھ پر نماز پڑھنا۔ اور اپنے ہاتھ سے مجھے قبر میں اتارنا۔ اور میرے منہ کے سامنے بیٹھ کر قرآن اور بہت سی دعائیں پڑھنا کہ وہ ساعت وہ ہے کہ مردے زندوں کی صحبت اور دعا کے محتاج ہوتے ہیں۔ تمہیں خدا کو سونپتی اور اپنے فرزندان غریب کی سفارش کرتی ہوں۔ پھر ام کلثوم کو گود میں لیا۔ اور فرمایا۔ جب یہ دختر بالغ ہو۔ جو کچھ گھر میں ہے سب کچھ اس کو دے دینا۔ جناب امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب فاطمہؑ نے مابین نماز مغرب و عشا بدار بقا رحلت فرمائی۔ اور حدیث دیگر میں ارشاد کیا۔ کہ جناب سیدہؑ بیماری میں اس دعا کو بہت پڑھتی تھیں۔ یا حی یا قیوم برحمتك استغيث فاغثني اللهم زحزحني عن النار وادخلني الجنة والحقني بابي محمدؐ۔ اے زندہ کہ ہرگز تیرے لئے مرگ نہیں اور اے پائدار کہ سب چیزیں تیری ذات سے میسر ہیں۔ میں تیری رحمت سے استغاثہ کرتی ہوں۔ بارالٰہا تو میری فریاد کو پہنچ اور آتش جہنم سے مجھے دور کر اور مجھے داخل بہشت کر۔ اور میرے باپ محمدؐ سے مجھے ملا دے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ خدا تم کو عافیت دے اور باقی رکھے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے ابوالحسنؑ بارگاہ خدا میں جانا اب قریب ہے۔ یہ کہکر امور خانہ داری کے اوقات اور متاع خانہ داری کی وصیت فرمائی۔ اور میرے بعد امامہ بنت ابی العاص کی کہ میری خواہر زینب کی دختر ہے خواستگاری کرنا کہ وہ میرے فرزندوں پر مہربان ہے۔ جناب امام حسینؑ سے روایت ہے۔ جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ کو غسل دیتے تھے۔ خداوندا یہ تیری کنیز اور تیرے پیغمبر کی دختر ہے۔ اور برگزیدہ و پسندیدہ ہے۔ خداوندا اپنی حجت اسے تلقین کر۔ اور اس کی دلیل کو عظیم فرما۔ اور اس کے درجہ کو بہشت میں رفیع کر۔ اور اس کے باپ کو اس سے ملا دے۔ جناب صادقؑ سے منقول ہے کہ جناب امیرؑ نے

جناب سیدہؑ پر اپنے گھر میں نماز پڑھی۔ پانچ تکبیریں کہیں۔ اور ہر مرتبہ جب حضرت تکبیر کہتے تھے۔ جبرئیل اور جمیع ملائکہ بھی تکبیر کہتے تھے۔ بروایت دیگر پچیس ۲۵ تکبیریں کہیں۔ اور فرمایا۔ جب جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ کو قبر میں رکھا۔ فرمایا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ محمد بن عبد اللہؐ۔ اے صدیقہ معصومہ میں نے تم کو اسے سونپا۔ اور اس کے سپرد کیا۔ جو مجھ سے زیادہ تم کو سزاوار ہے اور میں راضی ہوا اس وجہ سے کہ خدا راضی ہوا تم سے۔ پس یہ آیۃ تلاوت فرمایا۔ منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ۔ یعنی میں نے تم کو خاک سے پیدا کیا اور تمہاری خاک ہی کی طرف بازگشت کی۔ اور خاک میں سے تم کو بار دیگر باہر لاؤں گا۔ جب قبر پر مٹی ڈالی اور پانی چھڑکا نزدیک قبر بیٹھ گئے۔ اور سیلاب اشک خونین دیدہ حق بین سے جاری ہوا۔ اس وقت عباس نے بنہایت التماس و دلجوئی امام مظلوم محزون ومغموم کو ہاتھ سے پکڑ کر گھر میں لائے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے جناب صادق سے پوچھا۔ کہ آگ جنازہ کے پیچھے لے جا سکتے ہیں۔ اور شمع وقندیل وغیرہ بھی ہمراہ جنازہ رکھ سکتے ہیں۔ یہ سن کر رنگ مبارک حضرت متغیر ہوا اور فرمایا۔ ایک روز شیطان جناب سیدہؑ پاس آیا۔ اور کہا۔ علیؑ ابن ابی طالب نے دختر ابوجہل کی خواستگاری کی۔ جناب سیدہؑ نے اس شقی سے کہا تو قسم کھا۔ اس نے تین دفعہ قسم کھائی۔ اور کہا جو کچھ میں کہتا ہوں۔ سچ کہتا ہوں۔ جناب فاطمہؑ کو بہت غیرت آئی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے عورتوں کے ضمیر میں بہت غیرت قرار دی ہے۔ جس طرح مردوں پر جہاد واجب کیا ہے اور اس عورت کے لئے جو باوجود غیرت کے صبر کرے ایک ثواب مقرر کیا ہے مثل ثواب اس شخص کے جو مسلمانوں کی حفاظت کے لئے سرحد پر نگہبان کرے۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ کو نہایت صدمہ ہوا۔ اور متفکر ومتردد ہوئیں۔ یہاں تک کہ رات ہو گئی جب رات ہوئی۔ امام حسینؑ کو بائیں کندھے پر بٹھایا۔ اور بایاں ہاتھ کلثوم کا اپنے داہنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنے پدر بزرگوار کے گھر تشریف لے گئیں۔ جب جناب امیرؑ گھر میں آئے اور جناب فاطمہؑ کو وہاں نہ دیکھا۔ بہت غمگین ومحزون ہوئے مگر تشریف لے جانے کا سبب نہ نکلا۔ اور شرم وحجاب دامنگیر ہوا۔ کہ جناب سیدہؑ کو ان کے پدر بزرگوار کے گھر سے بلالیں۔ پس گھر سے باہر نکل آئے۔ اور مسجد میں جا کر بہت نماز ادا کیں۔ اور ایک تودہ خاک جمع کر کے اس پر تکیہ فرمایا۔ جب جناب رسول خدا نے جناب فاطمہؑ کو محزون ومغموم پایا غسل کیا۔ اور لباس بدل کر مسجد میں تشریف لائے۔ اور نمازیں پڑھنی شروع کیں مشغول رکوع وسجود تھے۔ بعد دو رکعت کے دعا مانگتے تھے۔ خداوندا فاطمہؑ کے حزن وملال کو زائل کر۔ کیونکہ جس وقت گھر سے باہر تشریف لائے فاطمہؑ کو دیکھ کر آئے تھے۔ کہ آپ کروٹیں بدلتیں اور ٹھنڈی سانسیں بھرتی ہیں۔ پھر گھر میں تشریف لے گئے دیکھا۔ فاطمہؑ کو نیند نہیں آتی۔ اور بیقرار ہے۔ فرمایا۔ اے دختر گرامی۔ اے فاطمہؑ اٹھو۔ جب جناب فاطمہؑ اٹھیں۔ جناب رسولؐ خدا نے امام

حسنؑ کو اور فاطمہؑ نے امام حسینؑ کو اٹھایا۔ اور ام کلثوم کا ہاتھ پکڑ کر گھر سے مسجد میں تشریف لائے۔ یہاں تک کہ قریب جناب امیرؑ پہونچے۔ اس وقت جناب امیرؑ آرام فرما رہے تھے۔ اس وقت جناب رسولؐ خدا نے اپنا پاؤں جناب امیرؑ کے پاؤں کے اوپر رکھا۔ اور فرمایا۔ اے ابو تراب اٹھو۔ گھر والوں کو تم نے اپنی جگہ سے جدا کیا ہے۔ جاؤ اور ابوبکر و عمر اور طلحہ کو بلا لاؤ۔ پس جناب امیر گئے۔ اور ابوبکر و عمر کو بلا لائے۔ جب قریب جناب رسول خداؐ کے حاضر ہوئے۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد کیا۔ اے علیؑ کیا تم نہیں جانتے کہ فاطمہؑ میری پارہ تن ہے اور میں فاطمہؑ سے ہوں جس نے اسے آزار دیا۔ جس نے اس کو میری وفات کے بعد آزار دیا۔ گویا ایسا ہے جیسا کہ میری حیات میں آزار دیا۔ اور جس نے اس کو میری حیات میں آزار دیا ایسا ہے کہ گویا میری وفات کے بعد آزار دیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کی ہاں یا رسول اللہؐ اسی طرح ہے۔ اس وقت جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ تم کو کیا باعث ہوا۔ جو تم نے ایسا کام کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بحق اس خدا کے جس نے آپ کو براستی بھیجا۔ قسم کھاتا ہوں۔ جو کچھ فاطمہؑ سے کسی نے کہا۔ وہ فی الواقع صحیح نہیں ہے۔ اور میرے دل میں کبھی وہ امور نہیں گذرے۔ جناب رسول خداؐ نے

۱؎ یہ روایت حکمران پارٹی کی جناب امیرؑ کی مذمت کے لئے تیار کی گئی ہے۔ مسور بن مخرمہ اس کا راوی ہے۔ بخاری میں چار جگہ مسلم میں تین جگہ ابن ماجہ میں ایک جگہ ہے۔ ہم مسور بن مخرمہ کے متعلق عرض کرتے ہیں۔ کتاب الجمع بین رجال الصحیحین لابی الفضل محمد بن طاہر جلد دوم ذکر مسور بن مخرمہ ص ۵۱۵ مشہور علامہ ابن عبدالبر۔ مسور بن مخرمہ مکہ میں ہجرت سے دو سال گذرنے کے بعد پیدا ہوئے آخر ماہ ذی الحجہ میں والدان کو مکہ سے مدینہ لائے۔ ربیع الاول سنہ ۶۴ھ میں انتقال ہوا۔ اور رمضان سنہ ۸ھ میں مکہ فتح ہوا۔ اور ربیع الاول سنہ ۱۱ھ میں رسول اللہؐ کا انتقال ہوا۔ گویا مدینہ میں مسور بن مخرمہ دو سال دو مہینے رہے بقول حافظ ابن عبدالبر وقت وفات رسول اللہ مسور کی عمر پورے چھ سال کی۔ اور بقول ابن طاہر پورے آٹھ سال تھی۔ اور یہ واقعہ دختر ابوجہل کا آنحضرتؐ کی وفات سے اگر کچھ نہیں تو دو سال قبل ہوگا۔ اور مسور بن مخرمہ کی عمر اس وقت چار سال یا زیادہ سے زیادہ چھ سال تھی یعنی تو یہ سن تمیز کو بھی نہیں پہنچے تھے۔ ان کو صحابی کا لقب بھی نہیں دیا جا سکتا۔ افسوس ہے دنیا کی عقل پر کہ اس چار یا چھ سال کے بچے کی بات پر تو دنیا نے اعتبار کر لیا۔ اور معاملہ فدک میں حسنینؑ کی گواہی کو بچے کہہ کر آج تک دنیا جھٹلا رہی ہے نیز یہ مسور بن مخرمہ مخالفین علیؑ سے تھے عبدالرحمن بن عوف کے بھانجے جنہوں نے حضرت علیؑ کو خلافت سے محروم کیا۔ بعد عمر یہ مجلس شوریٰ اسی مسور بن مخرمہ کے گھر میں ہوا۔ اور یہ رات بھر اسی تگ و دو میں رہے کہ علیؑ خلیفہ نہ بن سکیں۔ اب ہم اتنا عرض کرتے ہیں کہ علامہ مجلسی نے یہ روایات صرف اس لئے جمع کر دی ہیں ان کا تعلق اہل بیت سے ہے۔ انہوں نے ضعیف و موضوع علیحدہ علیحدہ نہیں کیں لہذا مجلسی علیہ الرحمہ پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا نیز یہ ہے بھی اہل سنت کی کتب سے لی ہوئی۔ قابل غور بات ہے کہ فاطمہ زہراؑ نے جب سنا کہ علیؑ ابوجہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے ہیں۔ اپنے باپ کے پاس

فرمایا تم بھی سچ کہتے ہو۔ اور وہ بھی سچ کہتی ہے یہ کہہ کر اس وقت جناب فاطمہؑ ہنسنے لگیں۔ کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے۔ ان دونوں نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا۔ ہمیں اس وقت بلانا عجب ہے بیشک حضرت کے اس وقت کے بلانے سے ہم کو کوئی نہ کوئی مطلب ضرور ہے۔ پھر جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور اپنی انگلیاں جناب کی انگلیوں میں داخل کیں۔ امام حسنؑ کو گود میں لیا۔ اور جناب امیرؑ نے امام حسینؑ اور جناب فاطمہؑ نے ام کلثوم کو اٹھایا۔ پس حضرت رسولؐ اپنے گھر میں لے گئے۔ اور چادر ان پر ڈال دی۔ اور ان کو خدا کو سونپ کر باہر چلے آئے اور بقیہ شب نماز میں تمام کی۔ **جناب فاطمہؑ** جب بیمار ہوئیں۔ وہ بیماری جس سے دنیا سے بسبب اذیت ہائے منافقین **بیان روگردانی فاطمہؑ از ابوبکر و عمر۔** امت انتقال کیا ابوبکر و عمر دونوں طعن و تشنیع مردم سے خائف ہوئے اور عیادت کو آئے۔ اجازت چاہی کہ گھر میں آئیں۔ جناب فاطمہؑ نے انکار کیا اور اجازت نہ دی۔ جب ابوبکر نے یہ حالت دیکھی۔ خدا سے عہد کیا۔ کہ زیر سقف نہ جائے۔ جب تک دختر محمدؐ فاطمہؑ کو رضامند اور خوشنود نہ کرے ایک رات آسمان کے نیچے سویا اور چھت کے نیچے نہ گیا۔ عمر نے جناب امیرؑ سے آکر عرض کی۔ کہ ابوبکر بڑا کمزور آدمی ہے اور ہمراہ حضرت رسولؐ غار میں تھا۔ اور حضرت کا مصاحب قدیم ہے۔ ہم دونوں بکرار اس دفعہ کے علاوہ حاضر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۱۸۔ آئیں۔ اور رسول ان کی زبانی یہ بات سن کر غصہ ہوتے اور فرمایا۔ مومن کی بیٹی کے ساتھ کافر کی بیٹی جمع نہیں ہو سکتی۔ جب تک فاطمہ زندہ ہیں علی دوسرا نکاح نہیں کر سکتے۔ دوسری امت کی لڑکیوں کے لئے تو ایک آدمی چار سے نکاح کر سکتا ہے اور اپنی بیٹی کے لئے قید کہ دوسرا نہیں ہو سکتا۔ استغفر اللہ لوگوں نے مخالفت علی کرتے ہوئے عزت رسولؐ کا بھی خیال نہ کیا۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آج تک کسی روایت میں ابوجہل کی اس لڑکی کا نام درج نہیں ہے۔ جس سے حضرت علیؑ نے خطبہ نکاح دیا تھا اور کہا کوئی ابوجہل کی کوئی لڑکی بھی تھی یا نہیں۔ لوگوں نے صرف ایک افسانہ تیار کیا ہے ورنہ ابوجہل کی نہ کوئی لڑکی تھی نہ اس کا کوئی نام تھا۔ اگر اس کا وجود تھا۔ تو آج ہی اس روایت کے گھڑنے والوں کے پیرو بتائیں۔ کہ اس کا نکاح کس سے ہوا۔ اور کب وہ پیدا ہوئی کب مری۔ نام اس کا کیا تھا۔ نیز یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ حضرت علیؑ اس لڑکی سے نکاح کرنا چاہتے کیوں تھے۔ چند ایک وجوہات ہوتی ہیں۔ شادی کرنے کی۔ موجودہ زوجہ بدمزاج اور بدسلوک ہو۔ شوہر اس سے محبت نہ کرتا ہو۔ موجودہ زوجہ کے اولاد نہ ہوتی ہو۔ یا کسی عورت سے عشق ہو گیا ہو۔ لہٰذا مندرجہ بالا وجوہات میں ایک وجہ بھی کوئی آج تک ثابت نہ کر سکا۔ نہ قیامت تک ثابت کر سکتا ہے اور دشمنی علیؑ میں یہ لوگ جلتے ہوئے مر جائیں گے۔ اور مر گئے ہیں۔ اور جہنم کی آگ میں موج سے انگاروں کی کھیلتے ہیں اور کھیلتے رہیں گے۔

(ڈاکٹر بھریلوی عفی عنہ)

ہوتے ہیں اور اجازت چاہی کہ جناب فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ مگر انہوں نے اجازت نہ دی اگر آپ مناسب جانئیے تو اجازت لے لیجئے۔ یہ سن کر جناب امیرؑ جناب فاطمہؑ پاس آئے اور کہا۔ اے دختر رسول خداؐ ان دو . . . . امت نے جو کچھ کیا۔ خود تم جانتی ہو۔ اور اب وہ مکرر آئے اور اجازت چاہی اور تم نے اجازت نہ دی۔ اب مجھ سے انہوں نے سوال کیا ہے کہ میں تم سے اجازت ان کے آنے کی لے لوں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند میں اجازت نہ دوں گی۔ اور ان سے ایک بات بھی نہ کروں گی۔ جب تک کہ اپنے پدر بزرگوار سے ملاقات کر کے ان مظالم اور ستم جو انہوں نے کئے مجھ پر شکایت نہ کر لوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں ضامن ہوا ہوں کہ ان کے لئے تم سے اجازت لوں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اگر تم ضامن ہوئے ہو۔ گھر تمہارا ہے اور تم کو اختیار ہے۔ عورتیں مردوں کی تابع ہیں۔ اور میں کسی چیز میں تمہاری مخالفت نہیں رکھتی۔ جسے چاہو اجازت دو۔ پس جناب امیرؑ باہر تشریف لائے اور ان کو اندر آنے کی اجازت دی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا میرے اوپر چادر ڈال دو۔ جب دونوں گھر میں آئے۔ جناب فاطمہؑ کو سلام کیا جناب فاطمہؑ نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور منہ پھیر لیا۔ وہ دونوں دوسری جانب آئے۔ اور جناب فاطمہؑ نے ادھر سے بھی منہ پھیر لیا۔ غرضیکہ کئی دفعہ وہ دونوں ادھر سے ادھر آئے اور جناب فاطمہؑ نے ان سے منہ پھیر لیا۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ اے علیؑ چادر میرے منہ سے اٹھا لو اور سامنے تم بیٹھ جاؤ۔ عورتیں جو گرد جمع تھیں۔ ان سے فرمایا۔ میرا منہ پھیر دو۔ ابوبکر نے پردہ کے پیچھے سے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ ہم آپ کے پاس آپ کی طلب خوشنودی اور احتراز غضب کے لئے آئے ہیں۔ اور آپ سے ہمارا سوال ہے کہ ہم کو بخش دیجئے۔ اور جو کچھ آپ کی نسبت ہم سے سرزد ہوا۔ اس سے عفو کیجئے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں تم سے ایک بات بھی نہ کروں گی۔ جب تک اپنے پدر بزرگوار سے ملاقات نہ کروں۔ اور جو کچھ جور و ستم تم نے مجھ پر کئے۔ ان کو نہ بیان کروں۔ یہ سنکر ان دونوں نے کہا۔ ہم عذر کرنے آپ کے پاس آئے ہیں۔ اور ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ ہم سے خوشنود ہو جئے۔ ہم کو بخش دیجئے۔ اور عفو کیجئے۔ اور ان امور کا مواخذہ نہ کیجئے۔ جو ہم سے آپ کی جناب میں سرزد ہوئے۔ جناب فاطمہؑ متوجہ جناب امیرؑ ہوئیں۔ اور فرمایا۔ ایک بات بھی ان سے نہ کروں گی۔ جب تک ان سے ایک امر کا سوال نہ کر لوں جو انہوں نے رسول خداؐ سے سنا ہے اگر یہ سچ سچ مجھ سے اقرار کریں اس وقت مجھے اختیار ہے چاہوں اس سے بات کروں۔ دونوں نے کہا۔ جو آپ کے مزاج میں آئے پوچھئے کہ آپ کے جواب میں ہم وہی کہیں گے۔ جو حق ہوگا۔ اور گواہی بھی وہی دیں گے جو سچی ہوگی۔ اس وقت جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ تمہیں یاد ہے۔ حضرت رسولؐ نے جس رات کو تم کو تمہارے گھر سے بلایا۔ بسبب اس تہمت کے جو تم نے علیؑ پر افترا کی تھی۔ دونوں نے کہا۔ ہم کو یاد ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتی ہوں۔ اس رات کو تم نے میرے باپ سے نہیں سنا فرمایا۔ فاطمہؑ میری پارۂ تن ہے۔ اور میں اس سے ہوں۔ جس نے اس کو آزار دیا اس

جس نے مجھے آزار دیا اس نے خدا کو آزار دیا۔ اور جو کوئی میری فاطمہؑ کو میری وفات کے بعد آزار دے ایسا ہے۔ جیسا کہ اس نے میری حیات میں آزار دیا۔ اور جو کوئی میری حیات میں آزار دے گویا اس نے میری وفات کے بعد آزار دیا۔ دونوں نے کہا۔ ہاں صحیح ہے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ الحمد للہ حق تعالیٰ نے حق زبان پر جاری کر دیا اور کہا۔ خداوندا تو گواہ رہ ان دونوں نے مجھے میری حیات میں اور نزدیک وفات آزار دیا۔ بخدا سوگند ان سے ایک بات نہ کروں گی جب تک اپنے باپ سے ملاقات نہ کر لوں۔ اور ان کی شکایت نہ کر لوں۔ جو کچھ میری نسبت اور میرے شوہر کے حق میں انہوں نے ہتک حرمت کی۔ اور آزار و اذیت دی۔ یہ سن کے ابوبکر نے لوگوں کے سامنے اپنے فریاد واویلاہ واثبوراہ بلند کی۔ اور کہا۔ کاش مجھے میری ماں نے جنا نہ ہوتا۔ عمر نے کہا۔ مجھے ان لوگوں سے بڑا عجب ہے جنہوں نے اپنے امور کا متکفل کر کے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ حالانکہ سبب بڑھاپے کے دل کمزور ہو گیا۔ ارے بدعقل ایک عورت کے خشم پر جزع و فزع کرتا ہے۔ اور اس کی خوشنودی پر خوشنود ہوتا ہے۔ جو شخص کسی ایک عورت کو آزار دے کر آزردہ کرے گا۔ اس کو کیا ہو گا۔ یہ کہہ کر باہر چلے گئے۔ جب حق تعالیٰ کی جانب سے جناب فاطمہ کو خبر وفات

بیان وصایائے جناب سیدہؑ پہنچی۔ ام ایمن کو بلایا۔ ام ایمن جناب فاطمہؑ کے نزدیک بہت معتمد اور معتبر تھیں۔ ان سے فرمایا اے ام ایمن میری خبر وفات پہنچی ہے۔ علیؑ کو بلاؤ۔ جب جناب امیرؑ آئے جناب فاطمہؑ نے کہا۔ اے ابوالحسن میں چند امور کی تم کو وصیت کرتی ہوں۔ امید ہے میری وصیتوں کو آپ یاد رکھیں گے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ جو چاہو کہو۔ جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ پہلی وصیت میری یہ ہے کہ امامہ دختر زینب سے نکاح کرنا کہ میرے فرزندوں کی تربیت کرے اور امامہ مثل میرے میرے فرزندوں پر مہربان ہے۔ دوسری وصیت یہ ہے کہ ایسا تابوت میرے واسطے بناؤ جیسا فرشتوں نے مجھے دکھایا ہے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تم مجھے دکھاؤ کہ کیسا تابوت فرشتوں نے بنایا ہے۔ پس جناب فاطمہؑ نے اسی طریقہ سے جس طرح فرشتوں نے دکھایا تھا اور جس طرح از جانب حق تعالیٰ ندا ہوا تھا اسی طرح کا تابوت جناب امیرؑ کو بتایا۔ پھر فرمایا۔ تیسری وصیت میری یہ ہے۔ جس شب و روز میں انتقال کروں۔ اسی رات مجھے دفن کر دینا۔ اور تاخیر نہ کرنا۔ ایسا نہ ہو دشمنان خدا جنہوں نے جور و ستم مجھ پر کئے ہیں۔ وہ لوگ میرے جنازہ پر حاضر ہوں۔ اور نماز پڑھیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ایسا ہی ہو گا۔ پس جناب فاطمہؑ نے رات کو انتقال کیا۔ اور اسی ساعت جناب امیرؑ حسب وصیت مشغول تجہیز و تکفین ہوئے۔ جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے۔ جنازہ باہر لائے اور چوب درخت خرما روشن کر کے ہمراہ جنازہ لائے۔ اسی رات کو نماز جنازہ فاطمہؑ بھی ہوئی۔ اور جسد مطہر کو دفن بھی کر دیا۔ جب صبح ہوئی ابوبکر و عمر عیادت جناب فاطمہؑ کو آئے۔ راہ میں ایک مرد قریش سے ملاقات ہوئی۔ اس سے پوچھا۔ کہاں سے آئے ہو۔ جواب دیا۔ تعزیت سے

آتا ہوں۔ ان دونوں نے کہا۔ کیا فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ اس مرد قریش نے کہا۔ ہاں جناب فاطمہؑ نے رحلت فرمائی۔ اور رات ہی کو انہیں دفن کر دیا۔ یہ سن کر وہ دونوں بخوف طعن و تشنیع خلائق جزع و فزع کرنے لگے۔ اور جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ کوئی مکر و حیلہ ایسا نہ ہوگا جس کو تم نے ہمارے لئے اٹھا رکھا ہو۔ یہ سب بغض و کینہ ہماری جانب سے تمہارے سینہ میں ہے۔ یہ وہی بات ہوئی کہ رسول خداؐ کو غسل دیا۔ اور ہمیں خبر نہ کی۔ اور جس طرح اپنے بیٹے کو سکھایا۔ اس نے مسجد میں آکر ابوبکر سے کہا میرے باپ کے منبر سے نیچے اتر آ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں قسم کھاؤں آیا سچ جانو گے۔ کہا۔ ہاں۔ پس جناب امیرؑ ان کو مسجد میں لائے اور قسم کھائی۔ کہ حضرت رسولؐ نے مجھے وصیت کی تھی۔ کہ اور کسی دوسرے شخص کو وقت غسل نہ آنے دینا۔ اور میرے جسم پر تمہارے بغیر کوئی دوسرا نظر نہ کرے۔ میں غسل دیتا تھا اور ملائکہ جسم مبارک کو ایک جانب سے دوسری جانب پلٹتے تھے اور فضل بن عباس میرے ہاتھ میں پانی دیتے تھے اور اپنی آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ جب میں نے چاہا۔ کہ پیراہن آنحضرت اتاروں ناگاہ کسی نے گوشۂ خانہ سے آواز دی۔ میں نے سنی اور صورت نہ دیکھی۔ اس نے کہا۔ پیراہن رسول خداؐ نہ اتارو اور مکرر وہ آواز میں نے سنی۔ لہٰذا پیراہن نہ اتارا۔ اور ہاتھ زیر پیراہن کرکے حضرت کو غسل دیا۔ پھر کفن لائے میں نے حضرتؐ کو کفن پہنایا۔ اور کفن پہنانے کے بعد پیراہن آنحضرت اتارا۔ ولیکن میرا فرزند حسن پس تم اور جمیع اہل مدینہ جانتے ہو۔ کہ وہ اثنائے نماز میں آتا۔ اور صفوں کو چیرتا حضرت رسولؐ تک پہنچتا۔ اگر حضرت سجدہ میں ہوتے تو حسن پشت مبارک پر سوار ہوتا۔ اور جب حضرت سجدہ سے سر اٹھاتے تھے۔ ایک ہاتھ حضرت کا حسن کی پشت پر اور دوسرا حسن کے پاؤں کے نیچے ہوتا تھا۔ اور اس طرح اس کو بحفاظت رکھتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوتے تھے۔ کہا۔ ہاں ہم اس کو جانتے ہیں۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا تم اور اہل مدینہ جانتے ہو کہ جب کبھی حسن مسجد میں آتا۔ اور حضرت خطبہ میں مشغول ہوتے۔ اس وقت حسنؑ کو دوش مبارک پر سوار کرتے اور اس کے پاؤں اپنے سینہ سے لگاتے۔ یہاں تک خطبہ تمام فرماتے اور حاضرین مسجد خلخالہائے حسن کی چمک آخری حصہ مسجد میں دیکھتے تھے۔ جبکہ ایسے لیسے پیار اور لاڈ حسنؑ اپنے پدر بزرگوار کے دیکھے ہوئے۔ اور اب ان کے منبر پر ایک معمر شخص کو دیکھا۔ اسے ناگوار ہوا۔ اور اس نے یہ بات کہی۔ بخدا سوگند میں نے اسے نہیں سکھایا تھا۔ اور وہ کلام اس کا میرے حکم سے نہ تھا لیکن جناب فاطمہؑ تم جانتے ہو میں نے ان سے تمہارے لئے اجازت لی۔ اور تم ان کے پاس آئے اور ان کے کلام سے مطلع ہوئے۔ ان کے خشم اور غضب کو تم نے دیکھا۔ بخدا سوگند جناب سیدہؑ نے مجھے وصیت کی تھی کہ تم کو ان کے جنازے پر نہ آنے دوں۔ اور نماز جنازہ کی تم کو اطلاع نہ دوں۔ اور مجھ سے اصرار کیا تھا کہ خلاف وصیت تمہارے حق میں نہ کروں۔ عمر نے کہا یہ باتیں

سب بیکار ہیں۔ اب میں قبرستان میں جاتا ہوں۔ اور فاطمہ کو قبر سے باہر نکال کر نماز جنازہ پڑھتا ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند اگر تو ایسا کرے گا۔ تو قبل اس کے کہ تو اس ارادہ کو پورا کرے تیرا سر تن[۱] سے جدا کر دوں گا۔ اس کے بعد دیر تک گفتگو درمیان جناب امیرؑ اور عمر ہوئی۔ اور قریب تھا کہ ایک دوسرے پر حملہ کریں۔ کہ مہاجر و انصار جمع ہو گئے اور کہا۔ بخدا سوگند ہم راضی نہیں کہ ابن عم رسول خداؐ کے حق میں ایسے سخنان ناسزا اور ناسزا کہے جائیں۔ جب عمر نے دیکھا۔ کہ فتنہ و فساد برپا ہوا چاہتا ہے۔ خاموش ہو کر چلا گیا۔

ترجمہ اشعار جناب فاطمہؑ۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جب بعد وفات حضرت رسولؐ جناب فاطمہؑ پر ظلم و ستم ہو رہے قبر پدر بزرگوار پر آئیں۔ اور شکایت کرنے لگیں اور چند اشعار پڑھے جن کا مضمون یہ ہے۔ بعد آپ کے فتنہ برپا ہوا۔ اور آوازیں بلند ہوئیں۔ اگر آپ ہوتے تو یہ کاہے کو ہوتا۔ جب آپ ہم سے تشریف لے گئے ہم مثل زمین باران نادیدہ ہو گئے۔ اور آپ کی امت پریشان ہو گئی۔ بابا جان میرا حال ملاحظہ کیجئے اور ظالموں سے غافل نہ ہوجئے۔ علاوہ ان کے اور اشعار بھی برسبیل پڑھ کر گھر تشریف لائیں۔ عیاشی نے

---

[۱] علامہ طبری نے دلائل الامامۃ میں محمد بن ہمام سے اور اعیان الشیعہ جلد دوم صفحہ ۵۲۹ پر یہ روایت اس طرح مرقوم ہے جب مسلمانوں کو دختر رسول کے وفات کی خبر ملی تو سب مسلمان بقیع میں آئے وہاں چالیس[۲] قبریں نئی نظر آئیں۔ لہٰذا ان لوگوں کو معلوم نہ ہو سکا کہ قبر سیدہؑ کون سی ہے۔ لوگوں کو بہت رنج ہوا۔ اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے۔ اور کہنے لگے تمہارے رسول کی ایک بیٹی تھی۔ وہ بھی مر گئی۔ دفن بھی ہو گئی۔ اور تم نہ اس کی رحلت کے وقت حاضر ہوئے نہ اس پر نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ اس کی قبر سے بھی واقف نہیں۔ کہ وہ کہاں ہے۔ حضرت ابو بکر اور عمر نے حکم دیا۔ اہل مدینہ کی عورتوں کو بلاؤ۔ وہ ان قبروں کو کھودیں تاکہ معلوم ہو ہم کو فاطمہ کی قبر کون سی ہے۔ پھر ہم اس پر نماز پڑھیں اور ان کی زیارت کریں۔ یہ خبر حضرت علیؑ کو پہنچی۔ آپ غصہ میں بھرے ہوئے آنکھیں سرخ رگ گردن غصہ سے پھولی ہوئی۔ اور وہ زرہ و قبا زیب تن کئے جو ہمیشہ وقت جنگ پہنتے تھے اور ننگی تلوار ہاتھ میں لئے بقیع میں تشریف لائے۔ لوگوں پر رعب و خوف چھا گیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر کسی نے ایک پتھر بھی ان قبروں کا اکھاڑا اس کی گردن اس تلوار سے اڑا دوں گا۔ ابو بکر و عمر ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور عمر نے کہا۔ یا ابا الحسن آپ کا کیا حرج ہے ہم تو اس لئے قبر فاطمہؑ کھیڑنا چاہتے ہیں۔ کہ ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ حضرت علیؑ نے اپنے سینے پر مکا مارا۔ اور تلوار کو زور سے زمین پر مارا۔ اور فرمایا۔ میں نے اپنا حق تو محض اس وجہ سے چھوڑا۔ اور اس کے لینے کے لئے تلوار نہ اٹھائی۔ کہ لوگ مرتد ہو جاتے لیکن قبر فاطمہؑ اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں علیؑ کی جان ہے اگر تو نے یا تیرے اصحاب نے ایک ڈھیلا بھی قبر سے اٹھایا۔ تو اس زمین کو میں تم سب کے خون سے سیراب کر دوں گا۔ اگر چاہتا ہے تو لے سامنے آ جا۔ دوسرے اصحاب جو نرمی سے گفتگو کرنے والے تھے۔ بولے۔ رسول کے حق کی قسم اور اس کے حق کی قسم جو عرش کے اوپر ہے اب ہم یہ کام نہ کریں گے۔ جس سے تم ناراض ہو۔ (کوثر جعفر ملیوی)

روایت کی ہے۔ ام سلمہ مرض جناب فاطمہؑ میں عیادت کو آئیں۔ اور پوچھا۔ اے دختر رسول رات سے صبح کیونکر کی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ جراحت دل واندوہ وغم بیشمار وفات نبیؐ مختار ومظلومیت حیدر کرارؑ میں صبح کی ہے۔ حرمت حضرت رسولؐ کی اس شخص نے ہتک کی ہے۔ جو بغضب برخلاف تنزیل وسنت پیغمبر جلیلؑ امام ہوا۔ اور باعث غصب خلافت وظلم وستم اہل بیت رسالتؑ کا موجب وہ کینۂ دیرینہ تھا۔ جو جنگ بدر واحد سے یہ لوگ اپنے سینوں میں پوشیدہ کئے ہوئے تھے اور زمانۂ حضرت رسولؐ میں از روئے نفاق اس کو پوشیدہ رکھتے تھے اور منتظر فرصت تھے۔ جب فرصت پائی باران محنت والم ہم پر برسایا۔ اور کمان کفر ونفاق سے تیر ہائے ظلم وشقاق ہماری طرف پھینکے۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ مدت حیات جناب فاطمہؑ میں بعد رسولؐ علماء فریقین میں بہت اختلاف ہے۔ مگر چھ مہینہ سے زیادہ اور چالیس روز سے کم کسی نے نہ لکھا۔ اور واضح ہو کہ احادیث معتبرہ اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ زندگی جناب سیدہؑ کی بعد رسولؐ پچھتر روز تھی۔ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب فضائل الطالبین میں جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ مدت زندگی جناب سیدہؑ بعد رسولؐ تین ماہ تھی۔ اور اکثر علمائے امامیہ نے کہا ہے تیسری جمادی الثانی کو وفات ہوئی اور یہ قول حدیث پچھتر روز والی کے خلاف ہے۔ بلکہ موافق حدیث چاہیئے کہ اوائل جمادی الاول میں ہوئی ہو۔ شیخ طوسیؒ نے مصباح میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ اکیسویں رجب کو وفات ہوئی۔ اور یہ قول بہت بعید ہے اور کشف الغمہ میں تیسری شب ماہ رمضان کی منقول ہے۔ اور ابن شہر آشوب نے تیرھویں ربیع الثانی کی نقل کی ہے اور محمد ابن جریر طبری امامی نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تیسری جمادی الآخر گیارھویں سال ہجرت سے واقع ہوئی۔ کتاب مصباح الانوار میں امام ابو الحسن مجتبیٰؑ سے روایت کی ہے کہ ہنگام احتضار موت گھر کے ایک سمت جناب سیدہؑ نے دیکھ کر فرمایا السلام علی جبریل والسلام علی رسول اللہ اللھم مع رسولک اللھم فی رضوانک وجوارک ودارک دار السلام یعنی سلام ہو جبریل پر سلام ہو رسول خدا پر۔ بار الٰہا مجھے اپنے رسول کے ہمراہ محشور کر۔ خداوندا مجھے اپنی خوشنودی اور اپنے جوار رحمت اور اپنے خانۂ کرامت میں کہ بہشت ہے جگہ دے۔ پھر فرمایا۔ جو میں دیکھتی ہوں تم بھی دیکھتے ہو۔ پوچھا۔ آپ اے بہترین زنان عالمیان کیا دیکھتی ہیں۔ سیدہؑ نے فرمایا۔ فوجیں ملائکہ آسمانی کی دیکھ رہی ہوں۔ کہ میری روح کے استقبال کو آتی ہیں۔ اور جبرئیل وحضرت رسولؐ میرے قریب ہیں۔ حضرت رسولؐ فرماتے ہیں اے دختر گرامی میرے پاس آ۔ جو کچھ تیرے لئے میرے پاس ہے وہ دنیا سے بہتر ہے اور بروایت دیگر اسی حالت میں جبرئیل اور حضرت رسولؐ پر سلام کیا۔ پھر ملک الموت پر سلام کیا۔ جو لوگ حاضر تھے۔ وہ فرشتوں کے پروں کی آواز سنتے تھے اور ایسی خوشبو ان کے دماغ میں پہنچتی تھی کہ پہلے کبھی نہ سونگھی تھی۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جب ملاء اعلیٰ سے خبر وفات جناب سیدہؑ پہنچی۔ جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور وصیت شروع کی۔ جناب امیرؑ نے یہ حال دیکھ کر اور باتیں

سن کر ایک آہ حسرت ناک کھینچی۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ میرے پدر بزرگوار نے مجھے خبر دی ہے۔ جو پہلے اہل بیت سے ان سے ملحق ہوگا۔ وہ میں ہونگی۔ اے پسر عم والے انیس دل ہر غم پر صبر کرو۔ اور بقضائے حق تعالیٰ راضی رہو۔ اور تم آپ ہی مجھے غسل دینا۔ اور رات ہی کو مجھے دفن کر دینا تاکہ غیر لوگ میرے جنازہ پر نہ آنے پائیں۔

ترکیب نعش زبانی اسماء بنت عمیسؓ۔ کشف الغمہ میں اسماء بنت عمیسؓ سے روایت ہے۔ جناب فاطمہؑ نے مرض وفات میں مجھ سے فرمایا۔ مجھے بُرا معلوم ہوتا ہے۔ جس طرح عورتوں کے جنازہ کو اٹھاتے ہیں۔ اس لئے کہ تختہ کے اوپر رکھ کر کپڑا اوڑھا دیتے ہیں۔ اور اس سے جسم کا موٹا دُبلا ہونا لوگوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ اسماء نے کہا۔ اے دختر رسولؐ میں آپ کو ایک چیز دکھاؤں۔ جو میں نے حبشہ میں دیکھی۔ پس خرمہ کے درخت کی ہری لکڑیاں منگائیں اور تابوت بنا کر اس پر کپڑا ڈال دیا۔ جب فاطمہؑ نے ملاحظہ کیا۔ فرمایا۔ یہ طریقہ بہت اچھا ہے۔ اگر میت کو اس میں رکھیں مرد و عورت میں تمیز نہ ہوگی۔ پس فرمایا۔ جب میرا انتقال ہو مجھے غسل دینا۔ اور کسی کو میرے پاس نہ آنے دینا۔ جب جناب فاطمہؑ نے انتقال کیا۔ عائشہ آئی۔ اور چاہا۔ کہ اندر مکان میں جائے۔ اسماء بنت عمیس نے نہ جانے دیا۔ عائشہ نے اپنے باپ ابوبکر سے شکایت کی۔ اور کہا۔ یہ زن حبشیہ مجھے دختر رسول کے پاس نہیں جانے دیتی اور فاطمہ کے لئے تابوت اس نے بنایا ہے۔ جب ابوبکر نے یہ پوچھا۔ اس نے کہا۔ خود فاطمہ نے یہ حکم دیا ہے کہ ان کے پاس کسی کو نہ آنے دوں۔ اور اس تابوت کو زندگی میں ان کو دکھا چکی ہوں۔ بعد ملاحظہ حکم دیا۔ ایسا ہی تابوت میرے لئے بھی بنانا۔ ابوبکر نے کہا۔ جو کچھ فاطمہ نے کہا ہے اس کی تعمیل کرو۔ پس جناب امیرؑ اور اسماء بنت عمیس نے فاطمہؑ کو غسل دیا۔

وصایائے جناب فاطمہؑ۔ کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں ہے۔ جناب فاطمہؑ کے مرض شدید ہونے پر چالیس روز گذر گئے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ کو ان کی خبر وفات پہنچی۔ ام ایمن اور اسماء بنت عمیس سے جناب امیرؑ کو بلایا۔ اور کہا۔ اے ابن عم خبر وفات مجھے آسمان سے پہنچی۔ اور لب میرا کوچ ہے۔ تم کو چند امور کی وصیت کرتی ہوں کہ دل میں رکھنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے دختر رسول خداؐ جو چاہو وصیت کرو۔ یہ کہہ کر جناب امیر سرہانے بیٹھ گئے۔ اور مکان میں جو کوئی تھا۔ اس کو باہر کر دیا۔ اس وقت جناب سیدہؑ نے فرمایا۔ ابن عم تم نے ہرگز مجھے دروغ گو اور خیانت کرنے والی نہ پایا ہوگا۔ اور جس روز سے مجھ سے تم سے سابقہ پڑا ہوگا۔ میں نے تمہاری مخالفت نہیں کی۔ جناب امیرؑ نے فرمایا معاذ اللہ تم داناتر بخدا اور نیکوکار اور پرہیزگار تر اور کریم تر اور خدا سے خائف تر ہو۔ بھلا میں تم کو اپنی مخالفت کا الزام دے سکتا ہوں۔ واقعی مجھ پر تمہاری مفارقت بہت گراں ہے۔ لیکن یہ وہ چیز ہے۔ جس سے کسی کو چارہ نہیں۔ بخدا مجھ پر مصیبت مفارقت رسول خداؐ کو تم نے تازہ کیا۔ اور تمہاری وفات و جدائی مجھ پر عظیم

ہوئی۔ لہٰذا میں اس مصیبت پر کہ بہت پُر درد ہے انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا ہوں۔ یہ مفارقت کس قدر میرے دل کو جلانے والی اور رنج دینے والی ہے۔ بخدا سوگند یہ مصیبت وہ مصیبت ہے جس سے تسلی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ مفارقت وہ چیز ہے جس کے عوض کوئی چیز نہیں ہو سکتی یہ کہہ کر جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ رو دیا کئے۔ جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ کو تھوڑی دیر اپنے دامن میں لے کر سینہ سے لگایا۔ اور فرمایا۔ جو چاہو وصیت کرو۔ اس کی میں تعمیل کروں گا۔ تمہارے امر کو اپنے امر پر اختیار کروں گا۔ یہ سن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ خدا تمہیں جزائے خیر دے۔ اے ابن عم رسول خداؐ پہلی وصیت تم کو یہ کرتی ہوں۔ کہ بعد میرے امامہ سے عقد کرنا۔ اس لئے کہ مردوں کو بغیر عورتوں کے چارہ نہیں اور امامہ میرے فرزندوں پر مثل میرے مہربان ہے۔ پھر فرمایا میرے لئے نعش ناؤ۔ اس لئے کہ میں نے فرشتوں کو دیکھا ہے۔ انہوں نے نعش میرے لئے بنائی ہے اور پہلے جو نعش زمین پر بنائی گئی وہ یہی نعش تھی۔ بعد ازاں فرمایا میں تم کو وصیت کرتی ہوں۔ کہ میرے جنازہ پر ان میں سے ایک بھی نہ آئے۔ جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کئے اور میرا حق غصب کیا۔ اس لئے وہ لوگ میرے اور رسول خداؐ کے دشمن ہیں اور ان میں سے اور ان کے ہوا خواہوں میں سے کسی کو میرے جنازے پر نماز نہ پڑھنے دینا۔ اور مجھے رات کو جس وقت لوگ سوتے ہوں دفن کر دینا۔

بیان وفات جناب فاطمہؑ ۔ اور کشف الغمہ وغیرہ میں روایت کی ہے۔ جب وفات جناب فاطمہؑ قریب ہوئی۔ اسماء بنت عمیس سے کہا۔ پانی لاؤ میں وضو کروں گی۔ بعد وضو کرنے کے بروایت دیگر بعد غسل کرنے کے خوشبو لگائی اور نئے کپڑے پہنے اور پھر فرمایا۔ اے اسماء جبرئیل وقت وفات پدر بزرگوار چالیس درہم کافور بہشت سے لائے تھے۔ اور آنحضرت نے اس کے تین حصے کئے تھے۔ ایک حصہ اپنے لئے اور ایک علی کے لئے اور ایک میرے لئے رکھا تھا۔ وہ کافور لے آؤ۔ کہ مجھے اس سے حنوط کریں۔ جب اسماء کافور لائیں۔ فرمایا۔ میرے سرہانے رکھ دو۔ یہ فرما کر پاؤں قبلہ کی جانب پھیلا دیئے۔ اور کپڑا اوڑھ کر آرام کیا۔ اور مجھ سے فرمایا۔ اے اسماء تھوڑی دیر کے بعد مجھے آواز دینا۔ اگر میں جواب نہ دوں۔ علیؑ کو بلانا۔ اور جاننا میں اپنے پدر بزرگوار سے ملحق ہوئی۔ اسماء نے تھوڑی دیر انتظار کر کے پکارا۔ جواب نہ پایا۔ اسماء نے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ اے دختر بہترین فرزندان آدم اور اے بہترین ان مخلوقات کی جو زمین پر راہ چلتے ہیں۔ اور اے دختر بہترین اس بندگی کی جو شب معراج بمرتبہ قاب قوسین او ادنیٰ پہنچا۔ پھر کچھ جواب نہ پایا۔ اس وقت کپڑا منہ سے اٹھایا۔ دیکھا روح مقدس نے لبوں سے ریاض جنت کو رحلت فرمائی۔ یہ دیکھ کر اسماء منہ کے بل گر پڑیں اور چہرہ نورانی جناب سیدہؑ کے بوسے لیتیں اور کہتی تھیں۔ جب جناب رسول خداؐ کی خدمت میں جانا اسماء بنت عمیس کا سلام کہنا ناگاہ حضرت امام حسنؑ اور امام حسینؑ آئے اور کہا۔ اے اسماء اس وقت اماں جان کیوں

آرام فرمارہی ہیں۔ اسماء نے کہا۔ اس وقت تمہاری اماں آرام نہیں فرمارہی۔ بلکہ اس دار فنا سے دار راحت کی طرف رحلت کی۔ یہ سُن کر امام حسنؑ بیتابانہ منہ کے بل گر پڑے۔ اور اپنی مادر کے رخ مطہر کے بوسے لے کر کہنے لگے۔ اے اماں قبل اس کے ہماری روح ہمارے جسد سے پرواز کرے۔ کچھ ہم سے بات کرو۔ دوسری جانب امام حسین قدمہائے مبارک سے لپٹ کر بوسے لیتے۔ اور فرماتے تھے۔ اے مادر مہربان۔ میں آپ کا فرزند حسین ہوں۔ مجھ سے باتیں کیجیئے۔ قبل اس کے دل میرا ٹکڑے ٹکڑے ہو۔ اور دنیا سے مفارقت کروں۔ اسماء نے کہا۔ اے جگر گوشگان رسولؐ جاؤ اور اپنے پدر بزرگوار کو اپنی والدہ کی وفات کی خبر کرو۔ پس امام حسن اور امام حسین باہر گئے۔ اور جب قریب مسجد پہنچے۔ چلا کر رونے لگے۔ اصحاب استقبال کو دوڑے اور کہا۔ آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ فرزندان رسول خداؐ حق تعالیٰ ہرگز آپ کی آنکھوں کو گریاں نہ کرے۔ کیا اپنے جد بزرگوار کی جگہ خالی دیکھ کر ان کے شوق ملاقات میں آپ روتے ہیں۔ جناب امام حسن اور جناب امام حسین نے کہا۔ والدہ ماجدہ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ جناب امیرؑ نے جب یہ خبر وحشت اثر سُنی۔ منہ کے بل گر پڑے اور فرماتے تھے بعد تمہارے میں اپنے دل کو کس سے تسلی دوں۔ اے دختر رسول خداؐ مصیبت وفات رسول میں مجھے تم سے تسلی ہوئی تھی۔ اب تمہاری مصیبت مفارقت پر مجھے کس سے تسلی ہوگی۔ پھر چند شعر مصیبت جناب سیدہؑ میں فرمائے کہ زمین و آسمان کو رلا دیا۔ اور جب یہ خبر مدینہ میں منتشر ہوئی۔ سب مرد و عورت رونے لگے۔ اور آوازہائے شیون و بکا خانہ ہائے مدینہ سے بلند ہوئیں۔ اور سب مرد و عورت خانۂ امیر المومنین کی طرف دوڑے۔ زنان بنی ہاشم جناب فاطمہؑ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ نزدیک تھا کہ کثرت ہائے صدائے شیون سے مدینہ میں زلزلہ آجائے۔ تمام لوگ تعزیت کے لئے آتے تھے جناب امام حسن اور امام حسین سامنے بیٹھے حضرت کے رو رہے تھے۔ تمام لوگ ان کا رونا دیکھ کر روتے تھے۔ ام کلثوم قبر رسول خداؐ پر آئیں۔ اور کہا۔ یا ابتاہ یا رسول اللہ آج آپ کی مصیبت مفارقت ہم پر تازہ ہوئی۔ اور گویا آج آپ ہم سے جدا ہوئے اور اپنی دختر کو بھی لیتے گئے۔ لوگ جمع تھے اور منتظر تھے کہ جنازہ باہر آئے۔ پس ابوذر رضی اللہ تعالیٰ باہر تشریف لائے اور فرمایا۔ . . جنازہ کے باہر آنے میں ابھی توقف ہے۔ یہ سُن کر لوگ متفرق ہو کر چلے گئے۔ جب پہر رات آئی۔ اور سب لوگ سو گئے۔ جنازہ کو باہر لائے۔ اور جناب امیرؑ و حسنینؑ و عمار و مقداد و عقیل و زبیر و ابوذر و سلمان و بریدہ اور ایک گروہ بنی ہاشم اور خواص آنحضرت نے نماز جنازہ ادا کی اور اسی رات دفن کر دیا۔ اور جناب امیرؑ نے گرد قبر جناب فاطمہؑ سات قبریں اور بنائیں۔ اس لئے کہ نہ جانیں کہ قبر جناب فاطمہ کون سی ہے۔ اور بروایت دیگر چالیس قبروں پر پانی چھڑکا۔ اس لئے کہ قبر جناب فاطمہؑ مشتبہ ہو جائے۔ اور بروایت دیگر قبر جناب فاطمہؑ کو زمین کے ہموار کر دیا کہ علامت قبر نہ معلوم ہو۔ اور یہ اس لئے تھا کہ منافقین و اشقیائے امت قبر آنحضرت کو نہ جان سکیں۔ اور قبر پر جا کر نماز نہ پڑھ سکیں۔ اور خیال قبر کھودنے کا دل میں نہ لائیں۔

اسی وجہ سے مقام قبر جناب فاطمہؑ میں اختلاف ہے۔ بعضے کہتے ہیں بقیع میں نزدیک قبور ائمہ ہے۔ بعضے کہتے ہیں۔ درمیان قبر رسول خداؐ اور منبر آنحضرت جناب سیدہؑ دفن ہیں۔ اس لیئے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا میری قبر اور منبر کے بیچ ایک باغ ہے باغہائے بہشت سے اور میرا منبر ایک دروازہ ہے دروازہ ہائے بہشت سے اور صحیح زیادہ یہ ہے کہ جناب فاطمہؑ کو گھر میں ہی دفن کیا۔ جیسا کہ روایات صحیحہ دلالت کرتی ہیں۔ ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے۔ جب چاہا جناب سیدہؑ کو قبر میں اتاریں۔ دو ہاتھ قبر کے اندر سے شبیہ بدستہائے جناب رسول خداؐ پیدا ہوئے۔ اور جناب فاطمہؑ کو لے کر قبر میں رکھا۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر **کلام عباس عم حضرت رسولؐ**۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب مرض آنحضرت شدید ہوا۔ عباس عم حضرت رسولؐ عیادت کو آئے۔ کہا مرض جناب فاطمہؑ شدید ہے اور دیکھنا ممکن نہیں یہ سُن کر عباس اپنے گھر پھر گئے۔ اور ایک آدمی کو جناب امیرؑ کی خدمت میں بھیجا۔ اور کہا جناب امیرؑ کو کہنا۔ تم کو تمہارے چچا سلام کہتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ غم بیماری فاطمہ حبیبۂ دل و نور دیدہ رسول خداؐ اور میری نور دیدہ نے مجھے اندوہناک کر دیا ہے۔ اور گمان یہ ہے۔ وہ قبل میرے اپنے باپ رسول خداؐ سے ملحق ہونگی۔ اور آنحضرت ان کے لئے بہترین منازل بہشت اور درجات آخرت عطا کریں گے۔ اور مقرب بارگاہ الہٰی کرینگے۔ اور عطاہائے بزرگ بخشیں گے۔ جب یہ وقت آئے مہاجرین وانصار کو جمع کرنا۔ کہ سب جنازہ پر حاضر ہونے اور نماز پڑھنے کا ثواب دارین حاصل کریں۔ اور یہ امر باعث زینت دین ہے۔ جناب امیرؑ نے ارشاد فرمایا۔ میرے چچا کو سلام کہنا۔ ہرگز شفقت ومحبت کو اپنے ہم سے عزیز نہیں کیا۔ اور آپ کے کلام خیر خواہانہ کو ہم نے سُنا اے چچا دختر رسول خداؐ ہمیشہ مظلوم رہیں۔ ان کے حق سے ان کو منع کیا۔ میراث بھی ان کو نہ دی۔ حضرت رسولؐ کی سفارش مقدمہ فاطمہؑ میں نہ مانی۔ حق حرمت ان کا ادا نہ کیا۔ اور حق خدا کی دربارۂ فاطمہؑ سے رعایت نہ کی۔ اور خدا واسطے حکم کرنے اور انتقام لینے کے ظالمان وستمگاران فاطمہؑ سے کافی ہے۔ اے چچا میں آپ سے عرض کرتا ہوں۔ مجھے اس نصیحت سے معاف رکھیئے۔ اور بخش دیجیئے اس لئے کہ جناب فاطمہؑ نے مجھ سے وصیت کی ہے۔ کہ لوگوں کو ان کے جنازہ پر نہ آنے دوں۔ جب یہ پیغام عباس پاس پہنچا۔ عباس نے کہا۔ خداوندا میرے بھتیجے کو بخش دے کہ اس نے مجھے بخش دیا۔ اور اس کی رائے پر طعن نہیں کرسکتے۔ اس لئے کہ فرزندان عبدالمطلب میں کوئی فرزند مبارک زیادہ علی سے متولد نہیں ہوا۔ بجز حضرت رسولؐ کے تحقیق کہ علی ہمیشہ بسوئے ہر کرامت سابق تر اور بہر فضیلت میں عالم ترین مردم ہیں۔ اور وقت غضب شجاع ترین مردم اور وقت جنگ دشمنان دین سب سے زیادہ شدید ہیں۔ اور ان سب میں پہلے ہیں۔ جو ایمان خدا اور رسول خداؐ پر لائے۔

بیان حزن واندوہ جناب امیرؑ۔ شیخ مفیدؒ وطوسیؒ نے بسندہائے معتبر امام حسینؑ اور امام

زین العابدینؑ سے روایت ہے کہ جب جناب فاطمہؑ بیمار ہوئیں۔ جناب امیرؑ کو وصیت فرمائی۔ کہ بیماری میری چھپائیں اور لوگوں کو مطلع نہ کریں۔ پس جناب امیرؑ نے وصیت جناب فاطمہؑ کی تعمیل فرمائی۔ جناب امیرؑ بیمارداری سیدہؑ میں مصروف تھے۔ اور اسماء بنت عمیس بھی معین تھیں۔ علالت جناب سیدہؑ لوگوں سے پوشیدہ رکھتے تھے۔ جب وقت وفات آیا۔ جناب امیرؑ کو وصیت فرمائی کہ تم خود متوجہ بغسل و تکفین ہونا۔ اور مجھے رات ہی کو دفن کر دینا۔ اور قبر کو برابر کر دینا پس جناب امیرؑ خود متوجہ غسل و کفن و دفن ہوئے۔ اور رات ہی کو دفن کر کے نشان قبر مٹا دیا۔ قبر پر خاک اپنے دست مبارک سے ڈالی۔ حزن و اندوہ نے جناب امیرؑ پر غلبہ کیا۔ اور آنسو روئے مبارک پر جاری ہوئے۔ اس وقت قبر حضرت رسولؐ کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ السلام علیک۔ یارسول اللہ آپ پر سلام ہو آپکی دختر اور آپکی حبیبہ اور آپکی نور دیدہ اور آپکی زیارت کرنے والی کی طرف سے کہ آپ کی زیارت کو آتی تھیں۔ اور آج کی رات درمیان خاک آرام فرمایا۔ اور حق تعالیٰ نے سب اہل بیت میں سے سب سے پہلے ان ہی کو اختیار کیا کہ آپ سے ملحق ہوں۔ یارسول اللہ آپکی دختر کی موت سے میرا صبر کم ہو گیا۔ اور مفارقت بہترین زنان عالمیان سے میں ضعیف ہو گیا۔ لیکن آپ کی مفارقت میں صبر کرنے سے۔ اور آپ کی جدائی کے اندوہ پر تحمل کرنے سے گنجائش ہے کہ اس مصیبت میں بھی صبر کروں۔ کیونکہ آپ کو میں نے اپنے ہاتھوں سے قبر میں اتارا۔ جبکہ آپ کی روح مقدس درمیان سینہ اور قریب میرے گلے کے جاری ہوئی۔ اور اپنے ہاتھ سے آپ کی آنکھیں میں نے بند کیں۔ اور آپ کے امور کا میں متکفل ہوا۔ کتاب خدا میں ہے رضامند رہو اور قبول کرو۔ بوجہ احسن اور کہو انا للہ و انا الیہ راجعون۔ یارسول اللہ آپ نے اپنی امانت کو مجھ سے پھیر لیا۔ اور میری سپردگی سے نکال لیا۔ زہراؑ کو مجھ سے چھوڑا لیا۔ آسمان سبز اور زمین گرد آلود کس قدر میری نظر میں بری معلوم ہوتی ہے۔ یارسول اللہ میرا حزن و اندوہ ہمیشہ رہیگا۔ اور راتیں ہمیشہ مجھے جاگ کر کٹیں گی۔ اور یہ غم و اندوہ میرے دل سے نہ جائیگا۔ جب تک کہ حق تعالیٰ میرے واسطے بھی وہی گھر جہاں آپ آرام فرما رہے ہیں۔ نہ اختیار کرے۔ زخم دل میرا پیپ ٹپکانے والا۔ اور اندوہ سینہ میرا مجھے اپنی جگہ سے ہٹا دینے والا ہے کیا جلد ہم میں جدائی پڑ گئی۔ بس خدا سے اپنے حال کی شکایت کرتا ہوں۔ اور بہت جلد آپ کو آپکی دختر خبر دیگی۔ کہ میرے حق غصب کرنے والے اور اس معصومہ پر ظلم کرتے میں کس طرح آپکی امت نے ایک دوسرے کی اعانت و نصرت کی۔ آپ اپنی بیٹی کا حال پوچھئے کس قدر ان کے سینہ میں غم بھرے ہوئے ہیں۔ اور کسی سے اظہار نہیں کر سکتیں اور بہت جلد وہ آپ سے بیان کریں گی۔ خدا ان کے واسطے حکم کریگا کہ وہ بہترین حکم کنندگان ہے۔ یارسول اللہ آپ پر سلام ہو۔ اس وداع کرنے والے جس کی ملاقات سے کوئی ملال نہ پہونچا ہو۔ اور از روئے دشمنی مفارقت بھی نہ کرتا ہو۔ اگر آپکی قبر پاس سے چلا جاؤں کچھ ملال سے یہ جانا نہیں۔ اور اگر آپ کی قبر پر اقامت کروں۔ تو بد گمانی نہ ہو۔ اس ثواب سے جو خدا نے صابرین کے لئے

وعدہ فرمایا ہے صبر مبارک تر و نیکو تر ہے۔ اگر گمان مجھے اس جماعت کے غالب ہونے کا نہ ہوتا جنہوں نے مجھے گھیر لیا ہے۔ تو بے شک آپکی قبر پر اقامت کرتا۔ اور آپکی ضریح مبارک پر معتکف رہتا۔ اور اس مصیبت میں بیشک فریاد و نالہ کرتا۔ مثل فریاد و نالہ زن مردہ کے یا رسول اللہ خدا دیکھتا اور جانتا ہے کہ آپ کی دختر معصومہ کو دشمنوں کے خوف سے پوشیدہ دفن کر دیا۔ اس لیئے کہ حق ان کا غصب کیا۔ اور میراث کو ان سے چھین لیا۔ حالانکہ آپ کے انتقال کو بہت زمانہ نہ گذرا تھا۔ اور نام آپ کا کہنہ نہ ہوا تھا۔ یا رسول اللہ میں خدا سے شکایت کرتا ہوں۔ اور آپ کی اطاعت میں بہت بہتر تسکین و تسلی ہے پس صلوات و رحمت و برکات خدا فاطمہؑ پر اور آپ پر ہو۔

بیان وفات و دفن فاطمہؑ۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ عورتوں کو جو اسقاط حمل ہوتا ہے اگر اس کا نام نہ رکھا ہوگا۔ تو جب ملاقات ہوگی کہیں گے ہمارے نام کیوں نہ رکھے۔ اس واسطے کہ رسول کریمؐ نے قبل ولادت محسن کا نام رکھا۔ ابن بابویہؒ اور کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ مفضل نے جناب صادق سے سوال کیا۔ کہ جناب فاطمہؑ کو کیسے غسل دیا۔ فرمایا۔ جناب امیرؑ نے غسل دیا۔ پھر حضرت نے راوی سے پوچھا۔ کیا تم پر سخن گراں گذرا۔ راوی نے عرض کی۔ ہاں یا حضرت میں آپ کے فدا ہوں مجھ پر گراں گذرا۔ جناب صادق نے فرمایا۔ دل تنگ نہ ہو۔ اور سمجھ کہ فاطمہ صدیقہ اور معصومہ تھیں۔ اور معصوم کو بغیر معصوم دوسرا غسل نہیں دے سکتا جس طرح مریمؑ کو عیسیٰ نے غسل دیا۔ ایضاً۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فاطمہؑ کو غسل دیا۔ ایضاً۔ ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب صادق سے سوال کیا کس سبب سے جناب فاطمہؑ کو رات کو دفن کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس لئے کہ جناب فاطمہؑ نے وصیت کی تھی۔ کہ وہ دو مرد اعرابی .... جو ہرگز خدا اور رسول پر ایمان نہ لائے تھے ان پر نماز نہ پڑھنے پائیں۔ **ایضاً**۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ سے جناب فاطمہؑ کو رات کو دفن کرنے کا سبب دریافت کیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ وہ ایک جماعت منافقین پر خشمناک و غضب آلود تھیں۔ لہٰذا منظور نہ ہوا۔ کہ وہ لوگ ان کے جنازے پر حاضر ہوں۔ اور اس شخص پر جو اس جماعت کی ولایت و محبت رکھتا ہو حرام ہے کہ کسی فرزندان فاطمہؑ پر نماز پڑھے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ جب جناب امیر دفن جناب سیدہؑ سے فارغ ہوئے چند شعر مشعر درد و الم انشا فرمائے کہ مضمون ان کا یہ ہے۔ دو دوستوں کی یکجائی آخر بجدائی منتہی ہوتی ہے اور ہر مصیبت غیر از مرگ کے نزدیک مرگ کے ناچیز ہے۔ اور جناب فاطمہؑ کا جانا بعد جناب رسول خداؐ کے میرے سامنے اس پر دلیل ہے کہ کسی کی دوستی باقی نہیں رہتی اور جلد ہوگا۔ کہ نام میرا بھی لوگوں کے درمیان سے اٹھ جائے۔ اور میری دوستی کو فراموش کریں اور میرے بعد میرے دوست کے لئے دوسرا دوست بہم پہنچے۔ **ایضاً**۔ جناب امیرؑ سے روایت ہے۔ سات شخصوں نے جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی۔ ابوذر۔ سلمان۔ مقداد۔ عمار۔ حذیفہ و عبداللہ بن

مسجد اور میں ان کا امام تھا۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ جناب صادق سے سوال کیا کہ سب سے پہلے کس کے لئے نعش بنائی گئی۔ فرمایا۔ جناب فاطمہؑ کے لئے۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ پہلے نعش جو اسلام میں بنائی گئی نعش جناب فاطمہؑ تھی اور سبب اس کے بنانے کا یہ تھا۔ کہ جب جناب فاطمہؑ بیمار تھیں۔ وہ بیماری جس میں دنیا سے رحلت کی۔ اسماء بنت عمیس سے کہا۔ اے اسماء میں نحیف و ضعیف ہو گئی ہوں۔ اور گوشت میرے بدن کا گھل گیا ہے۔ کیا تم کوئی چیز ایسی بنا سکتی ہو جس سے میرا جسم مردوں سے پوشیدہ رہے۔ اسماء نے عرض کی۔ جب میں بلاد حبشہ میں تھی۔ میں نے ان کو ایک قسم کی نعش بناتے دیکھا تھا۔ اگر آپ فرمائیں۔ تو میں بنا کر دکھاؤں۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ہاں بناؤ۔ یہ سُن کر اسماء بنت عمیس ایک تخت لائیں۔ اور اس کو اوندھا کر کے شاخہائے خرما پایہائے تخت میں باندھے اور اس پر ایک کپڑا ڈال کر عرض کیا۔ اس طریقے سے بناتے ہیں۔ یہ دیکھ کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ ایسی ہی نعش میرے واسطے بھی بناؤ۔ اور میرا جسم مردوں سے چھپاؤ۔ تاکہ خدا تمہارے جسم کو آتش جہنم سے چھپائے۔ اور بعض کتب معتبرہ میں ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ جب جناب فاطمہؑ نے دنیا سے رحلت فرمائی۔ اسماء اپنا گریبان چاک کر کے مسجد کی طرف دوڑیں۔ امام حسن و حسین نے راہ میں دیکھا۔ اور حال اپنی ماں کا پوچھا۔ اسماء چپ ہو رہیں۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ جب امام حسن و حسین گھر میں آئے۔ اپنی مادر گرامی کو دیکھا۔ کہ آرام فرما رہی ہیں۔ یہ دیکھ کر قریب آئے اور شانہ ہلا کر فرمایا۔ جب دیکھا۔ دنیا سے رحلت فرمائی ہے۔ امام حسن سے کہا۔ اے بھائی جان خدا آپ کو مصیبت مفارقت مادر گرامی میں صبر عطا فرمائے۔ یہ کہہ کر گھر سے باہر دوڑے اور فریاد کرتے تھے۔ یا محمداہ یا احمداہ آج ہماری مادر نے دنیا سے رحلت کی۔ آپ کا مرنا ہم پر تازہ ہوا۔ پھر جناب امیرؑ کو یہ خبر مسجد میں پہنچائی۔ امیرالمومنین نے جب یہ خبر جانسوز سُنی بیہوش ہو گئے۔ لوگوں نے پانی منہ پر چھڑکا۔ اس وقت ہوش میں آئے۔ امام حسن اور حسین کو کاندھے پر بٹھا کر گھر میں آئے۔ اسماء بنت عمیس جناب فاطمہؑ کے سرہانے بیٹھی رو رہی تھیں۔ اور کہتی تھیں۔ اے یتیمان محمدؐ تمہارے نانا کی مصیبت مفارقت پر میں تمہاری والدہ فاطمہ زہرا سے تسلی کرتی تھی۔ اب بعد فاطمہؑ کس سے تسلی کروں۔ اس وقت جناب امیرؑ نے روئے مبارک جناب فاطمہ کھولا۔ اور سرہانے ایک رقعہ دیکھا۔ اس میں یہ لکھا تھا۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وصیت دختر رسول خداؐ کی ہے۔ وصیت کرتی اور گواہی وحدانیت خدا اور رسالت سید انبیا کہتی ہے اور یہ کہ بہشت حق ہے اور یہ کہ قیامت آنے والی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں۔ اور یہ کہ خدا مردوں کو زندہ کریگا۔ جو قبروں میں ہیں۔ یا علیؑ میں دختر محمدؐ ہوں۔ خدا نے مجھے تجھ سے تزویج کیا۔ کہ تمہاری زوجہ دنیا و آخرت میں ہوں۔ اور تم اوروں سے زیادہ میرے زیادہ سزاوار ہو۔ تم مجھے غسل دینا و حنوط کرنا۔ اور کفن پہنانا۔ اور مجھ پر نماز پڑھنا اور مجھے رات ہی کو دفن کر دینا۔ اور کسی کو خبر نہ کرنا تمہیں خدا کو سپرد کرتی ہوں اور اپنے

فرزندوں پر تاقیامت سلام کرتی ہوں جب رات ہوئی۔ جناب امیرؑ نے جناب فاطمہؑ کو غسل دیا۔ اور تابوت میں رکھا۔ امام حسنؑ سے فرمایا۔ ابوذر کو بلاؤ۔ جب ابوذر حاضر ہوئے۔ جنازہ اٹھا کر بقیع میں لے گئے۔ اور جناب فاطمہؑ پر نماز پڑھی۔ جب جناب امیرؑ نماز جنازہ سے فارغ ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ اور ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھایا۔ اور عرض کی۔ خداوندا یہ فاطمہؑ تیرے پیغمبرؐ کی دختر ہے اسے ظلمت سے نکال کر نور کی طرف اور شدت سے جانب شادی و سرور لے جا۔ اس وقت زمین دور تک روشن و منور ہو گئی جب چاہا۔ کہ جناب فاطمہؑ کو دفن کریں۔ بقیع کی طرف سے آواز آئی۔ میری طرف لاؤ۔ کہ مٹی فاطمہؑ کی مجھ میں سے اٹھائی ہے۔ جب جناب امیرؑ نے وہاں جا کر دیکھا۔ ایک قبر کھدی کھدائی پائی۔ پس جنازہ سیدہؑ کا اس قبر کے نزدیک لائے۔ اور جب قبر میں رکھا۔ جناب امیرؑ نے قبر کے کنارے سے آواز دی۔ اے زمین میں نے اپنی امانت یعنی فاطمہؑ دختر رسول خداؐ کو تیرے سپرد کیا۔ اس وقت زمین سے آواز آئی۔ اے علیؑ میں فاطمہؑ پر تم سے زیادہ مہربان ہوں۔ جاؤ اور آزردہ خاطر نہ ہو۔ جب جناب امیرؑ نے چاہا۔ کہ وہاں سے تشریف لے جائیں۔ ناگاہ قبر شریف زمین کے برابر ہو گئی۔ اور نشان باقی نہ رہا۔ اور تا روز قیامت دریافت نہیں ہو سکتا۔ کہ قبر کہاں ہے۔ واضح ہو کہ روز وفات اور عمر شریف میں بہت اختلاف ہے اور اکثر روایات معتبر اس پر دلالت کرتی ہیں۔ کہ عمر شریف جناب فاطمہؑ اس وقت اٹھارہ سال تھی۔ اور بعضوں نے انتیس[۲۹] سال اور بعضوں نے پینتیس[۳۵] سال اور بعضوں نے سنتیس[۳۷] سال اور بعضوں نے اڑتیس[۳۸] سال بھی کہی ہے اور صحیح زیادہ اور مشہور زیادہ علمائے امامیہ میں قول اول ہے یعنی اٹھارہ[۱۸] سال۔

فصل آٹھویں۔ بیان داد خواہی جناب فاطمہؑ بروز قیامت

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا جب قیامت برپا ہوگی۔ میری دختر فاطمہؑ ایک ناقہ پر ناقہائے بہشت سے سوار آئیگی۔ اور اس ناقہ کے پہلوؤں میں حریرائے سفید آویزاں ہوگا۔ اور مہار اس ناقہ کی مروارید کی۔ اور پاؤں اس ناقہ کے زمرد سبز کے اور دم مشکناب اور آنکھیں یاقوت سرخ کی ہونگی۔ اور اس ناقہ پر ایک قبۂ نور ہوگا۔ کہ باطن اس کا ظاہر سے نمایاں ہوگا۔ اندر عفو پروردگار اور باہر رحمت غفار ہوگی۔ اور فاطمہؑ کے سر پر ایک تاج نور کا ہوگا۔ کہ اس کے ستر گوشے ہونگے۔ اور ہر گوشہ مروارید و یاقوت سے مرصع ہوگا۔ کہ مثل ستارہ نور اس کا ساطع ہوگا۔ اور داہنے بائیں ستر ستر ہزار فرشتے ہونگے۔ اور جبرئیلؑ مہار ناقہ لئے ہونگے۔ اور بصدائے بلند آواز دیں گے۔ اے اہل محشر اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو۔

فاطمہؑ دختر محمدؐ تشریف لاتی ہیں۔ یہ سن کر کوئی پیغمبر کوئی رسول کوئی صدیق کوئی شہید باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کر لیں گے۔ یہاں تک کہ فاطمہؑ محشر سے گذر جائیں گیں۔ جب عرش کے نیچے پہنچیں گیں۔ اس وقت ناقہ سے اتر کر کہے گی۔ اے خداوند میرے اور اے سید میرے مجھ میں اور ان میں جنہوں نے مجھ پر ظلم و ستم کئے ہیں حکم کر۔ خداوندا مجھ میں اور ان میں جنہوں نے میرے فرزندوں کو شہید کیا۔ حکم کر۔ پس حق تعالیٰ ندا فرمائے گا۔ اے حبیبۂ من و دختر حبیب من مجھ سے سوال کر کہ تجھے عطا کروں اور مجھ سے شفاعت کر کہ تیری شفاعت قبول کروں۔ اپنی عزت و جلال کی میں قسم کھاتا ہوں کہ آج کے دن کوئی ظلم کسی ظالم کا مجھ سے فروگذاشت نہ ہوگا۔ اس وقت فاطمہ میری دختر عرض کریگی۔ پروردگارا میری ذریت اور میرے شیعہ اور میرے فرزندوں کے شیعہ اور میرے دوست اور میرے دوستوں کے فرزندوں کو بخش دے۔ پھر آواز حق تعالیٰ کی طرف سے آئیگی۔ کہ فرزندان فاطمہؑ اور شیعان و دوستان فرزندان فاطمہؑ کہاں ہیں۔ اس وقت یہ سب حاضر ہونگے۔ اور ملائکہ رحمت ہر طرف سے ان کو گھیرے ہونگے فاطمہؑ میری دختر ان کے آگے آگے جائیگی۔ یہاں تک کہ ان کو داخل بہشت کریگی۔ ایضاً۔ باسانید معتبر حضرت امام رضا سے روایت ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میری دختر فاطمہؑ صحرائے محشر میں با جامہائے خون آلود آئیگی۔ اور قائمۂ عرش تھام کر عرض کریگی۔ اے خداوند حاکم و عادل مجھ میں اور ان میں جنہوں نے میرے فرزندوں کو شہید کیا۔ حکم فرما۔ بحق پروردگار کعبہ میری دختر فاطمہؑ اور اس کے دشمنوں کے درمیان حق تعالیٰ حکم کرے گا۔

بیان عذاب دشمنان اہل بیتؑ۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب قیامت برپا ہوگی۔ میری دختر فاطمہؑ کے لئے ایک قبۂ نور نصب کریں گے۔ پھر امام حسینؑ آئیں گے اپنا سر ہاتھ میں لئے ہوئے۔ جب جناب فاطمہؑ اپنے فرزند حسین کو اس حالت میں دیکھیں گی۔ ایک نعرہ محشر میں ایسا ماریں گی۔ کہ محشر میں کوئی ملک مقرب اور کوئی پیغمبر اور مرسل اور کوئی بندہ مومن باقی نہ رہے گا۔ مگر یہ کہ سب گریاں و نالاں ہونگے۔ اس وقت حق تعالیٰ ایک خوبصورت مرد کو امام حسین کی صورت پر متمثل کرے گا۔ کہ وہ دشمنان حسین سے مخاصمہ کریں۔ اس وقت حق تعالیٰ قاتلان امام حسین کو اور ان لوگوں کو جنہوں نے اشقیائے امت سے سازش کی تھی۔ اور ان کو جنہوں نے خون حسین میں شرکت کی تھی جمع کرے گا۔ اور وہ مرد خوبصورت ان سب کو قتل کرے گا۔ اور پھر زندہ کریں گے۔ جناب امیرؑ بار دگر ان سب کو قتل کریں گے۔ پھر تیسری دفعہ ان سب کو زندہ کرے گا۔ کہ امام حسین ان کو قتل کریں۔ یہاں تک کہ میرے فرزندوں میں سے کوئی باقی نہ رہے گا۔ کہ ان ظالموں میں سے قتل کرے۔ اس وقت ہمارا اور ہمارے شیعوں کا خشم و غصہ بھی کم ہوگا۔ اور اندوہ و غم ہم سے زائل ہو جائے گا۔ جناب صادق نے فرمایا۔ خدا رحمت کرے شیعوں پر بخدا سوگند یہ مومن ہیں۔ اور بخدا سوگند یہ ہماری مصیبت اور طول اندوہ و حسرت میں

ہمارے شریک ہیں۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادقؑ نے روایت کی ہے۔ رسول خداؐ سے کہ جب روز قیامت ہوگا۔ فاطمہؑ مع جماعت زنان عرصۂ محشر میں آئے گی۔ اس وقت فاطمہؑ سے کہیں گے۔ داخل بہشت ہو۔ فاطمہؑ کہیگی میں بہشت میں نہ جاؤنگی جب تک نہ سمجھ لونگی۔ کہ بعد میرے میری اولاد سے کیا سلوک کیا۔ یہ سُن کر فاطمہؑ سے کہیں گے۔ کہ درمیان عرصۂ محشر نظر کرو۔ جب نظر کریگی۔ اپنے فرزند حسینؑ کو دیکھے گی۔ کہ بے سر کھڑا ہے یہ دیکھکر فریاد کریگی۔ اور میں اسکی فریاد سے فریاد کرونگی اور جمیع ملائکہ سے غلغلۂ خروش بلند ہوگا۔ اس وقت حق تعالیٰ ہمارے سبب سے غیظ و غضب کرے گا۔ اور اس آگ کو جس کا نام ہبہب ہے اور ہزار سال اسے روشن رکھا ہے کہ سیاہ ہوگئی ہے اور ہوا ہرگز اس میں نہیں جاتی۔ اور کوئی غم اس سے باہر نہیں آتا۔ اس وقت حق تعالیٰ اس آگ کو آواز دے گا۔ کہ قاتلانِ حسینؑ اور حاملان قرآن کہ جنہوں نے اہل بیت رسالتؐ سے ہاتھ اٹھایا۔ اور قرآن کو وسیلۂ ظلم و عدوان کیا۔ چن لے یہ حکم پاکران اشقیا کو وہ آگ اٹھالے گی۔ جب وہ روسیاہ اُس آگ میں جائیں گے۔ آگ فریاد کریگی۔ اور وہ بدبخت بھی فریاد کریں گے۔ آگ بھی خروش کرے گی۔ وہ خروش کریں گے۔ آگ بھڑکے گی۔ وہ ستمگار نعرے ماریں گے۔ اور کہیں گے پروردگارا کس سبب سے اس آگ کو بُت پرستوں سے پہلے ہم پر واجب کیا۔ اس وقت حکم حق تعالیٰ فرمائے گا۔ کہ جو کوئی دانستہ بُرا کام کرے وہ مثل اس کے نہیں کہ جو بنادانی کرے۔

بیان تشریف آوری فاطمہ بمیدان محشر

ایضاً بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ بروز قیامت سر حسینؑ فاطمہؑ کے دکھانے کو خون آلود ظاہر ہوگا جب نظر مبارک جناب فاطمہؑ اس پر پڑیگی۔ فریاد کریں گی۔ اے فرزند مظلوم۔ اے میوۂ دل مہموم اس وقت نالۂ فاطمہ سے فرشتے بیہوش ہو جائیں گے۔ اور جمیع اہل محشر فریاد و خروش کریں گے۔ اور کہیں گے خدا اسے مارے اے فاطمہؑ جس نے تمہارے فرزند حسینؑ کو مارا۔ اس وقت ندائے حق تعالیٰ پہنچے گی کہ ایسا ہی کروں گا۔ اور انتقام اس کے قاتل اور معین قاتل اور دوستان قاتل سے لوں گا۔ اور فاطمہؑ اس دن ایک ناقہ پر ناقہائے بہشت سے سوار ہونگی۔ کہ پہلو ہائے ناقہ حریر سبز سے مزین ہونگے۔ اس ناقہ کا منہ زیبا اور دیدہ ہائے شہلا ہونگے۔ سر اس کا طلائے بعنش سے اور گردن اس کی مشک و عنبر کی ہو گی۔ مہار زبرجد سبز کی اور کجاوہ موتی کا ہوگا۔ کہ تمام جواہرات سے اس کو مزین کیا ہوگا۔ اور اس ناقہ پر ایک ہودج ہوگا۔ کہ پردے اس ہودج کے نور خدا سے ہونگے۔ اندر اس کے رحمت الٰہی اس میں مملو ہو گی اور بلندی مہار بقدر ایک فرسخ فرسخہائے دنیا سے ہو گی۔ اور گرد ہودج کے ستر ہزار ملک احاطہ کئے ہونگے۔ اور مشغول تسبیح و تحمید و تہلیل و تکبیر و ثنائے حق تعالیٰ ہونگے۔ اس وقت منادی درمیان عرش ندا کرے گا۔ کہ اے اہل قیامت اپنی اپنی آنکھیں بند کر لو۔ کہ فاطمہؑ دختر محمدؐ صراط سے گذر جائے۔ پس فاطمہؑ اور شیعانؑ و دوستان جناب فاطمہؑ صراط سے بجلی کی طرح گذر جائیں گے۔ اور اپنے دشمنوں اور اپنی ذریت کے دشمنوں کو آتش جہنم میں

دھکیل دیں گی۔ شیخ مفیدؒ نے بسند موثق جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ بروز قیامت حق تعالیٰ خلق اولین آخرین کو ایک زمین پر جمع کرے گا۔ پھر ایک منادی حق تعالیٰ کی طرف سے ندا کرے گا۔ کہ اپنی اپنی آنکھیں بند کرو۔ اور سر نیچے کرو۔ کہ فاطمہؑ دختر محمدؐ صراط سے گذر جائے۔ یہ سن کر جمیع خلائق اپنی اپنی آنکھیں بند کر لیگی اور جناب فاطمہؑ ایک ناقہ پر نا قہہائے بہشت سے سوار تشریف لائیگی۔ اور ستر ہزار فرشتے جناب فاطمہؑ کا استقبال کریں گے۔ اس وقت جناب فاطمہؑ ایک مقام پر مقامات قیامت میں سے اتر کر ٹھہریں گی۔ اس صورت سے کہ پیراہن خون آلود امام حسینؑ ہاتھ میں لئے ہونگی۔ اور کہیں گی پروردگارا یہ پیراہن میرے فرزند کا ہے اور تو جانتا ہے کہ اشقیائے امت نے اس کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے اس وقت حق تعالیٰ کی جانب سے ندا آئے گی۔ اے فاطمہؑ جو کچھ تیری خوشی ہو۔ وہ کیا جائے گا۔ جناب فاطمہؑ کہیں گی۔ پروردگارا میرا انتقام میرے فرزند کے قاتلوں سے لے۔ حق تعالیٰ حکم فرمائے گا۔ کہ آتش جہنم سے ایک شعلہ باہر آکر قاتلان امام حسینؑ کو چن لے گا جس طرح مرغ دانے چن لیتا ہے۔ وہ شعلۂ آتش ان اشقیا کو جہنم میں لے کر طبقات جہنم میں بانواع عذاب معذب کرے گا بعد اس کے جناب فاطمہؑ ناقہ پر سوار ہو کر بہشت میں تشریف لے جائیں گی۔ اور وہ ملائکہ جنہوں نے استقبال کیا تھا۔ خدمت میں ہونگے۔ اور فرزندان فاطمہؑ آگے آگے اور دوستان ذریت محمدی داہنے بائیں ہمراہ داخل بہشت ہونگے۔ فرات بن ابراہیمؒ نے اپنی تفسیر میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے گھر تشریف لائے۔ اور اپنی دختر کو محزون و غمگین پاکر پوچھا۔ اے دختر گرامی کیوں محزون و اندوہگین ہے۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کیا۔ مجھے روز محشر یاد آیا۔ اور لوگوں کا عرصۂ محشر میں کھڑا ہونا برہنہ یاد آیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر گرامی وہ دن بزرگ ہے لیکن جبرئیل نے حق تعالیٰ کی جانب سے مجھے اطلاع دی ہے کہ سب کے پہلے جس کے لئے زمین شگافتہ ہو گی اور قبر سے باہر آئے گا۔ میں ہونگا۔ اور میرے بعد ابراہیم خلیل اور بعد تمہارا شوہر علی ابن ابی طالب اس وقت حق تعالیٰ جبرئیل کو تمہاری قبر پاس مع ستر ہزار فرشتوں کے بھیجے گا۔ اور تمہاری قبر پر سات قبے نور کے نصب کریں گے اور اسرافیل تین حلے نور کے تمہارے لئے لائیں گے اور قریب تمہارے سر کے کھڑے ہو کر تم کو ندا کریں گے۔ اے فاطمہؑ دختر محمدؐ قبر سے باہر آؤ۔ بجانب محشر پس تم قبر سے باہر کپڑے پہنے اور اس دن کے خوف سے باہر آؤ گی۔ پھر اسرافیل وہ حلے تم کو دیں گے۔ اور تم ان کو پہنو گی۔ اور ایک فرشتہ زوقائیل کہتے ہیں ایک ناقہ تمہارے لئے لائے گا۔ کہ مہار اس کی مروارید تر کی اور محافظ طلائے احمر کا پشت ناقہ پر باندھا ہو گا تم اس پر سوار ہو گی۔ اور زوقائیل مہار ناقہ کھینچے گا۔ اور آگے آگے ستر ہزار فرشتے علمہائے تسبیح ہاتھ میں لئے ہونگے۔ اور جب تم روانہ ہو گی ستر ہزار حوریہ تمہارے استقبال کو آئیں گی۔ اور تمہاری طرف دیکھ کر خوش ہونگی۔ اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک انگیٹھی نور کی ہو گی۔ کہ ان انگیٹھیوں سے عود کی خوشبو بے آگ کے آئیگی۔ اور ان حوریہ کے سروں پر تاجہائے مرصع زبرجد سبز یاقوت

جواہر ہونگے۔ وہ تمہاری داہنی جانب چلیں گی جب تھوڑی دور پہونچو گی۔ مریم دختر عمران معہ ستر ہزار حوریہ تمہارے
استقبال کو آئیں گی۔ اور تم کو سلام کریں گی۔ اور معہ ان ستر ہزار حوریہ کے تمہاری بائیں جانب راہ چلیں گی۔ بعد
اس کے تمہاری والدہ خدیجہؑ بنت خویلد تمہارا استقبال کریں گی۔ اور وہ ان عورتوں میں سے پہلی ہیں۔ جو خدا اور
رسولؐ پر ایمان لائیں۔ ان کے ساتھ ستر ہزار فرشتے ہاتھ میں علمہائے تسبیح لئے ہونگے۔ اور جب تم قریب محشر پہنچو گی۔
حوا معہ ستر ہزار حوریہ و آسیہ زن فرعون تمہارا استقبال کریں گی۔ اور یہ سب تمہارے ہمراہ روانہ ہونگی۔ اور جب
صحرائے محشر میں پہنچو گی۔ منادی عرش کے نیچے سے ندا کرے گا۔ کہ سب خلائق سُن لے گی۔ اور وہ صدا یہ ہوگی۔ اپنی
اپنی آنکھیں بند کر لو کہ فاطمہؑ صدیقہ دختر محمدؐ اور زنان مطہر جو کہ ان کے ہمراہ ہیں۔ عرصہ محشر سے گذر جائیں۔ اس
دن تمہاری طرف کوئی نظر نہ کرے گا۔ سوائے تمہارے باپ اور ابراہیم اور تمہارے شوہر علی ابن ابی طالب کے
اس دن آدمؑ حواؑ کو بلائیں گے۔ وہ تمہاری ماں خدیجہ کے ہمراہ تمہارے سامنے آئیں گی۔ اور تمہارے لئے ایک منبر
نور نصب کریں گے کہ اس منبر کے ستر پائے ہونگے۔ اور ہر ایک پایۂ کے بیچ میں دوسرے پایہ تک صف ہائے ملائکہ
کھڑی ہونگی۔ علمہائے نور ان کے ہاتھوں میں ہونگے۔ حوریں داہنے بائیں منبر کے صف کھینچیں گی۔ اور سب
عورتوں سے قریب بائیں طرف تمہارے حواؑ اور آسیہؑ ہونگی۔ اور جب تم اے فاطمہ منبر پر جاؤ گی۔ جبرئیل حق
تعالیٰ کی طرف سے تمہارے پاس آئیں گے۔ اور کہیں گے۔ اے فاطمہؑ اپنی حاجت طلب کرو۔ اس وقت تم
کہوگی۔ پروردگارا حسنؑ حسینؑ کو مجھے دکھا ۔ اس وقت تمہارے دونوں فرزند تمہارے پاس آئیں گے۔
رگ ہائے گردن حسینؑ سے خون ٹپکتا ہوگا۔ اور حسینؑ کہیگا پروردگارا آج کے دن عوض میرا ان ظالموں سے
جنہوں نے مجھ پر ستم کئے لیلے۔ یہ سُن کر دریائے غضب الٰہی جوش زن ہوگا۔ اور غضب الٰہی سے جہنم اور
ملائکہ بھی خروش کریں گے۔ جہنم نعرہ ماریگا۔ لپک اسکی صحرائے محشر تک آئے گی۔ اور قاتلان حسینؑ کو
اٹھالے جائے گی۔ اور حسین کے جو قاتل ہیں۔ ان کی اولاد کی اولاد کو بھی آتش جہنم کھینچے گی۔ اس وقت
ان ستمگاروں کی اولاد کہیے گی۔ پروردگارا ہم وقت قتل حسین موجود نہ تھے۔ مگر حق تعالیٰ شعلہ ہائے جہنم
کو حکم فرمائے گا۔ کہ ان کو پکڑ لے۔ کیونکہ ان کی کبودیٔ چشم اور روسیاہی ان کی علامت ہے۔ ان کے پیشانی
کے بال پکڑ کے منہ کے بل گھسیٹتے ہوئے پائیں ترین طبقات جہنم میں ڈال دیں گے کہ یہ لوگ دوستان حسینؑ پر
پر زیادہ تر سخت اپنے باپ سے تھے۔ جنہوں نے حسین سے محاربہ کیا۔ اور اس کو شہید کیا۔ پھر جبرئیل۔۔۔
کہیں گے اے فاطمہؑ تم اپنی حاجت طلب کرو۔ اس وقت تم اے دختر اے فاطمہؑ تم کہوگی۔ کہ پروردگارا میں اپنے
شیعوں کو چاہتی ہوں۔ حق تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے شیعوں کے گناہ بخش دیئے۔ پھر تم کہوگی۔ پروردگارا اپنے
فرزندوں اماموں کے شیعوں کو چاہتی ہوں۔ پھر حق تعالیٰ فرمائے گا۔ میں نے ان کو بھی بخش دیا۔ پھر تم کہوگی۔

پروردگارا میں اپنے شیعوں اور دوستوں کو چاہتی ہوں۔ پس حق تعالیٰ فرمائے گا۔ جاؤ۔ جو تمہارا دامن پکڑے اس کو بہشت میں داخل کرو۔ اس وقت تمام خلق آرزو کرے گی۔ کہ کاش ہم بھی دوستان شیعیان فاطمہؑ سے ہوتے۔ اس وقت تم اپنے شیعوں اور شیعوں کے فرزندوں اور شیعیان امیرالمومنینؑ کو اپنے ہمراہ لے کر بہشت میں جاؤ گی۔ اور وہ وقت ہوگا۔ کہ شیعوں کا خوف مبدل باطمینان ہو جائے گا بشرمگاہ ان کی ڈھکی ہوگی۔ شدائد قیامت ان پر آسان ہونگے۔ ہولہائے قیامت سے بسہولت گذر جائیں گے۔ سب لوگ ڈریں گے یہ نہ ڈریں گے۔ سب لوگ پیاسے ہونگے۔ یہ سیراب ہونگے۔ جب تم دروازہ بہشت پر پہنچو گی۔ بارہ ہزار حوریں تمہارے استقبال کو آئیں گی۔ کہ پہلے تمہارے وہ کسی کے استقبال کو نہ گئی ہونگی۔ کہ ان کے ناقوں کے کجاوے طلائی زر د اور یاقوت کے ہونگے۔ اور مہاریں مروارید تر کی اور رکابیں زبرجد کی ہونگی۔ اور ہر محمل میں ایک تکیہ سندس بہشت کا رکھا ہوگا۔ جب تم بہشت میں جاؤ گی۔ تمام اہل بہشت خوش ہونگے۔ اور ایک دوسرے کو بشارت دیں گے۔ اور تمہارے شیعوں کے واسطے رنگارنگ جواہر کے خوان عمود ہائے نور پر نصب کریں گے۔ اور تمہارے شیعہ ان کھانوں میں سے کھانے کھائیں گے۔ وہ وقت وہ ہوگا۔ کہ اور لوگ مشغول حساب کتاب ہونگے۔ اور شیعہ ابدالآباد نعیم بہشت سے متنعم ہونگے۔ اور جب سب کے سب دوستان خدا بہشت میں پہنچ جائیں گے۔ تمام پیغمبر آدمؑ تا خاتمؐ تمہاری زیارت کو آئیں گے۔ اور بہشت میں دو موتی ہیں۔ کہ ایک دیشے سے نکلے ہیں۔ ایک ان میں سے سفید اور دوسرا زرد ہے۔ اور ہر ایک میں ستر ہزار قصر ہیں۔ اور ہر قصر میں ستر ہزار گھر ہیں۔ پس وہ قصرہائے سفید ہمارے اور ہمارے شیعوں کے مکان ہیں۔ اور قصرہائے زرد منازل ابراہیم اور آل ابراہیم ہیں۔ یہ سن کر جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا۔ اے پدر بزرگوار میں نہیں چاہتی کہ آپ کو مرتے دیکھوں اور بعد آپ کے زندہ رہوں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ جبرئیل امین نے مجھے خبر دی ہے کہ پہلے جو میرے اہل بیتؑ مجھ سے ملحق ہوگا۔ وہ اے فاطمہؑ تم ہوگی۔ وائے ہو اس شخص پر جو تم پر ظلم کرے۔ بتحقیق رستگاری اس شخص کے لئے ہے جو تمہاری نصرت و مدد کرے۔

باب تیسرا

تاریخ ولادت وشہادت سیّد اصفیاو امام الاتقیا حضرت مظہر العجائب اسد اللہ الغالب امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالبؑ علیہ السلام

اس باب میں پانچ فصلیں ہیں۔ **فصل پہلی**۔ بیان ولادت باسعادت جناب امیر علیہ السلام۔ مشہور محدثین و مورخین فریقین میں یہ ہے کہ جناب امیرؑ بروز جمعہ تیرھویں ۱۳ رجب کو بعد تیس ۳۰ سال عام الفیل کے کعبہ معظمہ میں متولد ہوئے۔ اس وقت عمر شریف جناب رسول خداؐ اٹھائیس سال کی تھی۔ بارہ ۱۲ سال۔ اور بقول دیگر دس سال قبل بعثت آں حضرت واقع ہوئی۔ شیخ طوسیؒ نے مصباح میں بسند صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ولادت موفور السعادت جناب بروز یکشنبہ ساتویں ماہ شعبان کو واقع ہوئی۔ مگر پہلا قول زیادہ صحیح اور مشہور زیادہ ہے۔ اور اگر ان دونوں دنوں کا احترام کریں بہتر ہے۔ بعضوں نے تیئسویں ماہ شعبان کی بھی لکھی ہے اور والد بزرگوار آنحضرت ابو طالب بیٹے عبد المطلب کے تھے کہ حضرت رسولؐ کے پدر بزرگوار عبد اللہ کے حقیقی بھائی ایک ماں سے تھے اور مادر گرامی جناب فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد مناف تھیں۔ جناب امیرؑ اور بھائی آپ کے ہاشمی تھے۔ کہ ماں باپ دونوں بنی ہاشم تھے۔ احادیث معتبرہ میں جناب رسول خدا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا۔ ہم اور علیؑ ایک نور سے خلق ہوئے۔ اور ہم منظور انظار عنایات حق تعالیٰ چوبیس ۲۴ ہزار سال قبل خلق آدم تھے۔ وبروایت دیگر دو ہزار سال اور جانب راست عرش الٰہی تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ کرتے تھے۔ جب خدا نے آدم کو خلق کیا۔ اس نور کے دو حصے کئے اور دونوں کو صلب آدم میں جگہ دی۔ جب آدم زمین پر آئے ہم ان کے صلب میں تھے۔ اور جب ابراہیم کو آگ میں ڈالا ہم ان کے صلب میں تھے۔ اور اس سبب سے آگ نے ان کو ضرر نہ پہنچایا پھر اس نور کے ایک جزو سے میںؐ اور دوسرے جزو سے علیؑ پیدا ہوئے۔ ابن عباس سے روایت ہے۔ کہا کہ ایک روز میں حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب امیرؑ کو آتے دیکھ کر حضرت رسولؐ متبسم ہوئے۔ اور فرمایا۔ مرحبا اس شخص کو جسے خدا نے چالیس ہزار سال قبل پیدائش آدم خلق کیا ہو۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آیا ہو سکتا ہے فرزند قبل پدر مخلوق ہو حضرت

نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے میرے اور علیؑ کے نور کو خلق آدم سے اسی قدر پہلے خلق کیا۔ پھر اس نور کے دو ٹکڑے کئے۔ نصف سے مجھے اور نصف سے علیؑ کو پیدا کیا۔ قبل پیدائش اشیاء دیگر پیدا کیا۔ اور جملہ اشیاء کو میرے اور علیؑ کے نور سے منور کیا۔ مجھے جانب راست عرش جگہ دی۔ اور بعد میرے ملائکہ کو پیدا کیا۔ اور میری تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید حق تعالیٰ سے ملائکہ نے تسبیح و تہلیل و تکبیر و تحمید حق تعالیٰ سیکھی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے یہ قرار دیا۔ کہ میرا اور علیؑ کا دوست داخل جہنم نہ ہو۔ اور میرا اور علیؑ کا دشمن داخل بہشت نہ ہو۔ اور حق تعالیٰ نے چند فرشتے پیدا کئے ہیں۔ جن کے ہاتھوں میں ابریقہائے نقرۂ بہشت ہیں۔ اور ان ابریقوں کو آب حیات سے جو ایک چشمۂ جنت الفردوس میں ہے۔ بھرا ہے۔ جب شیعان علیؑ سے کوئی مرد عورت سے مقاربت کرنا چاہتا ہے اور اس وقت حق تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے کہ اس کا نطفہ منعقد ہو جائے۔ بس ایک ان فرشتوں میں سے آتا۔ اور آب بہشت میں سے تھوڑا سا اس کے پینے کے پانی میں ڈال دیتا ہے۔ اور وہ پانی اس کے نطفہ میں مخلوط ہو جاتا ہے۔ اسی سبب سے اس شیعہ کے دل میں میری محبت اور علیؑ و فاطمہ حسنینؑ اور نو امام فرزندان حسینؑ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ پھر حضرت نے فرمایا میں اس خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ جس نے محبت علیؑ اور اس پر ایمان لانے والے کو سبب دخول بہشت و نجات جہنم کیا۔ ابن طاؤس نے بسند معتبر

بیان فضائل جناب امیرؑ زبانی رسولؐ

جناب امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ امام محمد باقرؑ سے جناب امیرؑ کے بعد شکر بجا لانے کا سبب پوچھا حضرت نے فرمایا۔ مجھے میرے بزرگوں نے خبر دی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ کو کسی ضرورت کو بھیجا۔ اور جناب امیرؑ نے باحسن وجوہ اس کی تعمیل کی جب پھرے اس وقت پہونچے۔ جب رسول خداؐ نماز کے لئے باہر تشریف لائے تھے۔ پس ہمراہ جناب رسول خدا نماز پڑھی۔ اور حضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ کو سینہ سے لگایا۔ اور پوچھا۔ تم نے وہ کام کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں۔ حضرت رسولؐ شاداں و خنداں ہوئے۔ اور فرمایا۔ اے علیؑ چاہتے ہو کہ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہمیشہ آپ نے مجھے بخیر بشارت دی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جبرئیل وقت زوال میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ اس وقت آپ کا پسر عم علی ابن ابی طالب آپ کے پاس آتا ہے اور خدا نے ان کے سبب مسلمانوں کو منفعت عظیم پہنچائی ہے۔ اور جس کام کے لئے آپ نے ان کو بھیجا ہے انہوں نے وہ کام اس طرح کئے ہیں۔ اور مجھے جبرئیل نے وہی خبر دی ہے جو تم نے مجھ سے بیان کیا۔ اور جبرئیل نے کہا۔ اے محمدؐ ذریت آدم سے نجات نہیں پائی مگر اس شخص نے جس نے ولایت شیث وصی آدم اختیار کی۔ اور شیث نے بسبب اپنے باپ آدمؑ نجات پائی۔ اور آدم نے بخداوند عالم نجات پائی۔ اور قوم نوح سے نجات نہ پائی۔ مگر اس شخص نے جس نے ولایت سام

وصی نوح اختیار کی۔ سام نے نوح سے اور نوح نے بحق تعالیٰ نجات پائی۔ اور نجات نہ پائی قوم ابراہیمؑ سے
مگر اس شخص نے جس نے ولایت اسماعیل وصی ابراہیم اختیار کی۔ اور نجات اسماعیل با ابراہیم اور نجات
ابراہیم بخداوند کریم تھی اور قوم موسیٰ سے نجات نہیں پائی۔ مگر اس شخص نے جس نے ولایت وصی
موسیٰ یوشع بن نون اختیار کی اور نجات یوشع بموسیٰ اور نجات موسیٰ بحق حق تعالیٰ تھی۔ اور قوم عیسیٰ سے نہیں
نجات پائی۔ مگر اس نے جس نے ولایت شمعون وصی عیسیٰ اختیار کی۔ شمعون نے عیسیٰ سے اور عیسیٰ نے
حق تعالیٰ سے نجات پائی۔ اور یا محمدؐ آپ کی امت سے وہی نجات پائے گا۔ جو آپ کے وزیر اور آپ کے
وصی علی ابن ابی طالب کی ولایت اختیار کرے کہ علیؑ آپ کی حیات اور وفات میں آپ کے وصی ہیں۔
اور علیؑ آپ کے سبب نجات پائیں گے اور آپ حق تعالیٰ سے نجات پائیں گے۔ یا محمدؐ حق تعالیٰ
نے آپ کو بہترین پیغمبران اور علی کو بہترین اوصیائے پیغمبران کیا ہے اور اماماں و پیشوایان دین آپ کی ذریت
سے تا روز قیامت قرار دیئے ہیں۔ جب جناب امیرؑ نے یہ بشارتیں سنیں شکر حق تعالیٰ کا سجدہ کیا۔ اور اپنا
روئے مبارک زمین پر ملا۔ اور زمین پر بوسہ دیا۔ حق تعالیٰ نے محمدؐ، علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ صلوٰۃ اللہ علیہم
کو عالم ارواح میں خلق کیا۔ اور بہ پیش عرش الٰہی چودہ ہزار سال قبل خلق آدم تسبیح و تمجید و تہلیل حق
تعالیٰ کرتے تھے۔ بعد اس کے ان کو ایک نور کیا۔ کہ پشت اسئے مردان برگزیدہ سے شکمہائے زنان پاکیزہ
میں منتقل کرتا رہا۔ اور جب حق تعالیٰ نے چاہا۔ کہ ان کی فضیلت و منزلت فرشتوں پر ظاہر کرے۔ اور ان کے
حق کو ہم پر واضح کرے۔ اس نور مقدس کو دو حصہ کیا۔ ایک حصہ کو صلب عبداللہؑ میں جگہ دی کہ اس
سے محمد سید پیغمبرانؐ و خاتم مرسلانؐ پیدا ہوئے اور پیغمبری ان کو عطا فرمائی۔ اور دوسرے حصہ کو صلب
ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم میں جگہ دی اور اس نور سے علیؑ پیدا ہوئے کہ امیر مومناں اور بہترین
اوصیائے پیغمبران ہیں۔ حضرت رسول نے ان کو اپنا ولی اور وصی اور جانشین اور خلیفہ اور اپنی دختر کا
شوہر اور اپنے قرض کا ادا کرنے والا۔ اور اپنے وعدہ کا وفا کرنے والا۔ اور اپنے دین کی نصرت کرنے
والا اور غموں کا برطرف کرنے والا قرار دیا۔ شیخ طوسیؒ نے بطریق مخالفین انس بن مالک سے روایت
روایت انس بن مالک۔ کی ہے۔ ایک دن حضرت رسولؐ اپنے اشتر پر سوار ہو کر نزدیک
ایک پہاڑ کے گئے۔ اور اشتر سے اتر پڑے۔ مجھے فرمایا۔ اے انس اشتر کو پکڑ۔ اور فلاں موضع میں جا۔
وہاں علیؑ کو سنگریزوں پر تسبیح حق تعالیٰ کہتا ہوا پائے گا۔ جب علیؑ کو دیکھنا میرا سلام کہنا۔ اور اس اشتر
پر سوار ہو کر میرے پاس لے آنا۔ انس نے کہا جب میں جناب امیرؑ پاس پہنچا۔ سلام رسول خداؐ پہنچایا۔
اور حضرت کو سوار کر کے میں خود رکاب میں روانہ ہوا۔ جب جناب امیرؑ نے حضرت رسولؐ کو دیکھا۔

کہا السلام علیک یا رسول اللہ۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ وعلیک السلام یا ابا الحسن یا علی آؤ میرے پاس بیٹھو یہ وہ جگہ ہے جہاں ستر پیغمبر مرسل بیٹھے ہیں اور میں ان سب سے بہتر ہوں ۔اور ہر پیغمبر کی جگہ اس کا بھائی بھی بیٹھا ہے۔ اور ان سب سے تم بہتر ہو ناگاہ میں نے دیکھا کہ ابر سر کے قریب آگیا۔ جناب رسول خداؐ نے ہاتھ اونچا کر کے ابر میں سے ایک خوشہ انگور لے لیا۔ اپنے اور علی کے بیچ میں رکھ دیا۔ اور جناب امیرؑ سے فرمایا۔ اے بھائی تناول کرو۔ یہ ادھر جانب حق تعالیٰ میرے اور تمہارے لئے ہدیہ ہے۔ انس نے کہا۔ میں نے عرض کی یا حضرت جناب امیرؑ آپ کے برادر ہیں۔ حضرت نے فرمایا ہاں۔ میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہؐ آپ بیان کیجئے کہ وہ آپ کے بھائی کس طرح ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حق تعالیٰ نے ایک پانی قبل خلق آدم تین ہزار سال عرش کے نیچے پیدا کیا۔ اور اس پانی کو ایک سبز موتی میں رکھا۔ یہاں تک کہ حضرت آدم کو پیدا کیا۔ اس وقت اس پانی کو صلب آدم میں جاری کیا۔ اور حضرت آدم برحمت الٰہی واصل ہوئے۔ اس پانی کو صلب شیث میں منتقل کیا۔ اور اسی طرح اس پانی کو پشت بہ پشت اصلاب طاہر انبیاء و اوصیاء سے منتقل کرتا رہا یہاں تک کہ وہ پانی صلب عبد المطلب میں پہونچا۔ اس وقت اس پانی کے دو حصے کر کے ایک حصہ صلب عبد اللہ میں اور دوسرا صلب ابو طالب میں منتقل کیا۔ پس میں اسکی نصف سے اور علیؑ اسکے نصف دیگر سے پیدا ہوئے۔ اس سبب سے بھائی علی میرے دنیا و آخرت میں ہوئے۔ پھر جناب رسول خداؐ نے یہ آیت پڑھی۔ وھو الذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصھراً وکان ربک قدیراً۔ یعنی وہ ہی خدا ہے جس نے پانی سے آدمی کو پیدا کیا۔ پس اس کو صاحب اور داماد کیا۔ اور خدا تمہارا سب چیز پر قادر ہے۔ اور حدیث دیگر میں فرمایا۔ اس سبب سے علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ کہ گوشت علی کا میرا گوشت اور خون علی کا میرا خون ہے۔ جو مجھے دوست رکھے وہ میری دوستی کی وجہ سے علی کو دوست رکھتا ہے اور جو مجھے دشمن رکھے میری دشمنی سے علی کو دشمن رکھتا ہے۔ ایضاً۔ بسند معتبر جناب امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے علیؑ ابن ابی طالب سے کہا۔ اے علیؑ چاہتے ہو۔ میں تم کو بشارت دوں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہؐ حضرت نے فرمایا ہم اور تم ایک طینت سے خلق ہوئے اور ہماری زیادتی طینت سے ہمارے شیعہ خلق ہوئے۔ جب قیامت ہوگی۔ لوگوں کو ان کی ماں کے نام سے پکاریں گے۔ مگر تمہارے شیعوں کو ان کے باپ کے نام سے پکاریں گے۔ اس لئے کہ حلال زادے ہیں۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خدا نے کہا اے علیؑ لوگوں کو خدا نے درختہائے مختلف سے پیدا کیا۔ اور ہم

تم ایک درخت سے پیدا ہوئے ہم اس درخت کی اصل اور تم اس درخت کی فرع ہو اور حسنؑ و حسینؑ اور نو امام فرزندان حسینؑ اس درخت کی شاخیں ہیں اور ہمارے شیعہ اس درخت کی برگ ہیں۔ جو کوئی اُس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو پکڑے گا۔ حق تعالیٰ اس کو داخل بہشت کریگا۔ کلینیؒ نے بسند ہائے معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ متولد ہوئے نزدیک ولادت آنحضرت معجزات کثیرہ ظاہر ہوئے اور آمنہ کے لئے قصرہائے شام و فارس نمودار ہوئے۔ اس وقت فاطمہ بنت اسد مادر جناب امیرؑ بھی وہاں تھیں۔ ان معجزات سے متعجب ہو کر ابو طالب پاس گئیں اور ان کو بشارت دی۔ آنحضرت کی ولادت کی۔ اور جو عجائب و غرائب مشاہدہ کئے تھے بیان کئے۔ ابو طالب نے کہا صبر کرو تیس سال کے بعد تمہارے بطن سے بھی ایک فرزند پیدا ہو گا۔ جو بغیر پیغمبری تمام کمالات میں مثل اس کے ہو گا۔ اور وصی و وزیر اس کا ہو گا۔

روایت جابر ابن عبد اللہ انصاری۔ کتاب روضۃ الواعظین میں و بجمیع کتب معتبرہ میں جابر ابن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے۔ کہ جابر نے حضرت رسولؐ سے جناب امیرؑ کی ولادت باسعادت کا سوال کیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ آہ آہ اس بہترین مولود کا تم نے سوال کیا۔ جو میرے بعد متولد ہوا ہے۔ سنت حضرت مسیحؑ اس میں جاری ہو گی۔ حق تعالیٰ نے مجھے اور علی کو ایک نور سے پانچسو سال پہلے آفرینش خلائق سے پیدا کیا۔ اس وقت ہم عالم ملکوت میں تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ کرتے تھے۔ جب حق تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا۔ ہم کو ان کے صلب میں جگہ دی۔ میں نے داہنی جانب اور علیؑ نے بائیں جانب قرار پکڑا۔ پس ہم کو صلب آدم سے اصلاب طاہرہ و ارحام طیبہ میں منتقل کیا۔ اور مجھے صلب پاکیزہ عبد اللہ بن عبد المطلب سے پیدا کیا۔ اور بہترین شکم میں جگہ دی۔ کہ وہ شکم آمنہ کا تھا۔ اور علیؑ کو صلب طاہر ابو طالب سے ظاہر کیا اور بہترین شکم میں جگہ دی۔ کہ وہ شکم فاطمہ بنت اسد کا تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اے جابر قبل اس کے کہ علیؑ شکم مادر میں قرار پکڑے۔ اس کے زمانے میں ایک مرد عابد راہب تھا۔ کہ اسے مثرم بن دعیب کہتے تھے۔ اور وہ راہب عبادت و زہد میں مشہور آفاق تھا۔ اور ایک سو نوے سال تک حق تعالیٰ کی بصدق و اخلاص عبادت کی تھی۔ اور خدا سے اپنے لئے کوئی حاجت طلب نہ کی تھی۔ ایک روز اس نے خدا سے سوال کیا کہ خداوندا ایک دوست کو اپنے دوستوں میں سے مجھے دکھلا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ابو طالب کو اس کی طرف بھیجا۔ جب مثرم نے ابو طالب کو دیکھا۔ اور انوار جلالت جبین ابو طالب سے مشاہدہ کئے۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پیشانی چوم کر اپنے منہ کے سامنے بٹھا لیا اور کہا۔ خدا رحمت کرے تم کون ہو۔ ابو طالب نے کہا کہ میں اہل تہامہ سے ہوں۔ اس نے کہا۔ تہامہ کے کس شہر سے ہو۔ ابو طالب نے کہا۔ مکہ کا رہنے والا ہوں۔ اس نے پوچھا کس قبیلہ سے ہو۔ ابو طالب نے کہا۔ فرزندان عبد مناف سے ہوں۔ اس نے پوچھا۔ عبد مناف

کے کس شعبے سے ہو۔ ابوطالب نے کہا۔ فرزندان ہاشم سے ہوں۔ مثرم نے جب یہ نسب بزرگوار سنا اٹھ کھڑا ہوا۔ اور بار دگر پیشانی کو بوسہ دیا۔ پھر کہا۔ حمد وسپاس اس خدا کی جس نے میرا سوال پورا کیا۔ اور مجھے دنیا سے نہ اٹھایا۔ جب تک ایک دوست کو اپنے دوستوں سے دکھا نہ دیا۔ اے ابوطالب تم کو بشارت ہو۔ حق تعالیٰ نے مجھے تمہارے لئے بشارت الہام فرمائی ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ وہ بشارت کیا ہے۔ مثرم نے کہا۔ آپ کے صلب سے ایک فرزند پیدا ہوگا۔ وہ فرزند ولی خدا اور پیشوائے متقیان وصی رسول پروردگار عالمیان ہوگا۔ جب وہ فرزند پیدا ہو میرا اسلام اس کو پہنچانا۔ اور کہنا۔ مثرم تم کو سلام کرتا تھا۔ اور وحدانیت خدا کی گواہی دیتا کہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور شہادت دیتا ہے محمدؐ بندہ اس کا اور رسول خدا ہے اور تم اس کے وصی برحق ہو۔ محمدؐ پر پیغمبری اور تم پر وصایت ختم ہوگی۔ جب ابوطالب نے راہب سے یہ بشارت سنی رونے لگے اور کہا۔ بتاؤ اس فرزند کا کیا نام ہوگا۔ راہب نے کہا۔ ان کا نام علیؑ ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ تمہارے کلام کی حقیقت مجھ پر ظاہر نہ ہوگی۔ جب تک ثبوت قوی اور دلیل واضح نہ بیان کروگے۔ مثرم نے کہا۔ کیا چیز چاہتے ہو۔ جس کا اس وقت حق تعالیٰ سے میں تمہارے لئے سوال کروں اور حق تعالیٰ بہت جلد تم کو عطا کرے۔ کہ میرا صدق کلام تم پر ظاہر ہو جائے۔ ابوطالب نے کہا۔ اس وقت میں طعام بہشت چاہتا ہوں۔ کہ میرے لئے موجود ہو جائے۔ یہ سن کر راہب مشغول دعا ہوا۔ اور ہنوز دعا اس کی تمام نہ ہوئی تھی۔ ایک طبق ان کے قریب آیا۔ جس میں رطب انگور و انار بہشت تھے۔ ابوطالب نے انار اٹھا لیا۔ اور خوش خوش اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہ انار کھایا۔ حق تعالیٰ نے صلب ابوطالب میں اس انار سے ایک پانی پیدا کیا۔ اور اسی وقت فاطمہ بنت اسد بہ علیؑ ابن ابی طالب حاملہ ہوئیں اور وہ نطفہ جب شکم مبارک فاطمہ میں ٹھہرا ہیبت وعظمت جناب امیرؑ سے زمین کانپی۔ اور چند روز کانپا کی۔ قریش کو اس زلزلہ سے کمال خوف ہوا۔ اور کہا۔ اٹھو اپنے بتوں کو اٹھا کر کوہ ابوقبیس پر لے چلو۔ جب لے گئے زلزلہ اور زیادہ ہوا۔ پہاڑ سے پتھر گرنے لگے۔ اجزائے کوہ متفرق ہوگئے۔ سب کے سب بت منہ کے بل گر پڑے۔ جب یہ حالت دیکھی۔ متحیر ہوئے اور کہا۔ یہ کوئی بلا ایسی ہے۔ جس سے ہماری رہائی غیر ممکن ہے۔ ناگاہ حضرت ابوطالب پہاڑ پر گئے۔ اور زلزلہ سے خوف نہ کیا۔ فرمایا ایہا الناس حق تعالیٰ نے اس رات ایک امر عظیم ظاہر کیا۔ اور ایک خلق مبارک پیدا کی ہے کہ اگر اس کی اطاعت نہ کروگے۔ اور اس کی ولایت کا اقرار نہ کروگے۔ اور شہادت اسکی اس کی امامت پر نہ دوگے۔ یہ زلزلہ ہرگز تم سے برطرف نہ ہوا اور کوئی گھر تمہارا میں تمہارے لئے باقی نہ رہیگا قریش نے کہا۔ اے ابوطالب جو کچھ آپ فرمائیے ہم اس کو کہتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں۔ اس وقت ابوطالب نے رو رو کر ہاتھ آسمان کی طرف بلند کر کے ارشاد کیا۔ الٰھی وسیدی اسئلک بالمحمدیه

المحمودیۃ والعلویۃ العالیۃ وبالفاطمۃ البیضاء الا تفضلت علی تھامۃ
بالرافۃ والرحمۃ یعنی اے میرے خداوند اور اے میرے سید میں تجھ سے سوال کرتا ہوں۔
بحق ملت محمدؐ جو کہ پسندیدہ ہے اور طریقہ علی جو کہ بلند مرتبہ ہے اور طریقہ فاطمہ جو کہ روشن و نورانی ہے البتہ
اہل تہامہ پر نظر رحمت کی فرما۔ پس رسول خداؐ نے فرمایا بحق اس خدا کے جس نے دانوں کو شگافتہ کیا۔ اور
ٹھالوں کو ان سے ظاہر کیا اور خلائق کو پیدا کیا ہے قسم کھاتا ہوں کہ تمیع عرب نے ان کلمات کو لکھ لیا۔ اور
ایام جاہلیت میں جو شدت و مصیبت ان لوگوں کو پہنچتی تھی ان کلمات متبرکہ کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے۔
اور دعا ان کی مستجاب ہوتی تھی۔ مگر ان کلمات کی حقیقت سے واقف نہ تھے جب شب ولادت علیؑ ہوئی۔
آسمان پر نہایت روشنی پھیل گئی۔ اور ستاروں کا نور چمکنے لگا۔ اس حال کو دیکھ کر قریش متعجب ہوئے۔ اور
کہا آسمان پر کوئی حادثۂ عظیم حادث ہوا ہے۔ اور ابو طالب کوچہ و بازار مکہ میں پھرتے تھے اور باآواز
بلند کہتے تھے۔ ایھا الناس حجت خدا تمام ہوئی۔ جب لوگوں نے ابو طالب کو دیکھا۔ دوڑے۔ اور
پوچھا۔ یہ نور آسمان پر کیسا دکھائی دیتا ہے ابو طالب نے کہا۔ تم کو بشارت ہو اس رات ایک دست
دوستان خدا سے پیدا ہوا۔ کہ حق تعالیٰ اس میں خصلت ہائے خیر کامل کرے گا۔ اور وصایت پیغمبران
اس میں ختم کرے گا۔ وہ پیشوائے متقیان و ہادی و ہندہ بطرف خداوند عالمیان و دور کنندہ شیطان
رجیم۔ و بہ خشم آورندۂ منافقان و زینت عبادت کنندگان و وصی پیغمبر آخر الزمان ہے۔ پیشوائے ہدایت
نجم فلک رفعت و کلید علم و حکمت ہے۔ شبہات و شرک کا ہلاک کرنے والا۔ جان یقین و سرور دین
ہے۔ ابو طالب برابر یہ کلمات فرماتے تھے یہاں تک کہ صبح ہوئی اور چالیس روز غائب رہے۔
جابرؓ نے پوچھا۔ یا رسول اللہ۔ چالیس روز ابو طالب کہاں رہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ مثرم
راہب کو ڈھونڈھنے گئے۔ اور وہ کوہ لکام میں مر چکا تھا۔ اے جابر اس حدیث کو اس کے غیر اہل سے
پوشیدہ رکھ کہ یہ اسرار مکنونہ اور علوم مخزونہ حق تعالیٰ سے ہے۔ مثرم نے ابو طالب کو ایک غار کا کوہ لکام
میں نشان بتایا تھا۔ اور کہا تھا۔ اگر مجھ سے ملاقات چاہو گے تو اس مقام پر آنا مجھے وہاں مردہ یا
زندہ پاؤ گے۔ جب ابو طالب اس مقام غار میں گئے۔ مثرم کو دیکھا۔ مر گیا ہے۔ اور جامہ کو اپنے لپیٹے
رو بقبلہ پڑا ہے اور دو سانپ ایک سیاہ اور ایک سفید اس کے قریب بیٹھے ہیں۔ اور کسی جانور سے
آسیب و گزند نہیں پہونچنے دیتے نگاہبانی و حراست کر رہے ہیں۔ جب سانپوں نے ابو طالب کو
دیکھا۔ غار میں چھپ گئے۔ ابو طالب مثرم پاس گئے۔ اور کہا۔ السلام علیک یا ولی اللہ و رحمۃ اللہ
و برکاتہ۔ پس حق تعالیٰ نے بقدرت کاملہ مثرم کو زندہ کیا۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ اپنے ہاتھ پر پھیر کر کہا۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ وان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ وان علیاً ولی اللہ والامام بعد نبی اللہ۔ ابو طالب نے کہا تم کو مبارک ہو کہ علی پیدا ہوئے۔ مبشرم نے کہا۔ اس رات کو جس رات پیدا ہوئے کیا علامت ظاہر ہوئی؟ ابو طالب نے کہا۔ جب ایک ثلث رات گذری۔ فاطمہ بنت اسد کو درد زِہ ہوا۔ میں نے ان سے کہا۔ اے بہترین زنان کیا ہوا ہے۔ فاطمہ نے کہا۔ ایک اضطراب اپنے میں مشاہدہ کرتی ہوں۔ اس وقت میں نے اسم اعظم انجھان پر پڑھا۔ کہ اس میں نجات سب دردوں سے ہے۔ یہاں تک کہ اضطراب ان کا ساکن ہوا۔ پھر ان سے میں نے کہا۔ میں جاکر اور عورتوں کو بلا لاؤں۔ کہ تمہاری اس رات کو معین و کفیل ہوں۔ فاطمہ نے کہا۔ اے ابو طالب مناسب جانو کرو۔ جب میں اٹھا۔ گوشۂ مکان سے ہاتف کی آواز سنی۔ اس نے کہا۔ اے ابو طالب بیٹھے رہو کہ دوست ہائے آلودہ بگناہ اس کے بدن مطہر میں مس نہیں ہو سکتے۔ ناگاہ مجھے چار عورتیں نظر آئیں۔ کپڑے مانند حریر سفید پہنے تھیں۔ اور خوشبو ان کی بوئے مشک سے زیادہ تھی۔ جب داخل ہوئیں۔ کہا۔ السلام علیک۔ سلام ہو تم پر اے دوست خدا۔ فاطمہ نے ان کا جواب دیا۔ وہ عورتیں آکر فاطمہ کے سامنے بیٹھ گئیں۔ اور غالیہ دان چاندی کا نکالا۔ اور تسلی و دلاسہ دیے کہ معین و کفیل ہوئیں۔ تا اینکہ علیؑ متولد ہوئے۔ جب علیؑ پیدا ہوئے۔ میں بیتابانہ دوڑا۔ ناگاہ میں نے دیکھا۔ وہ فرزند مولود مسعود سجدہ میں ہے اور مانند خورشید تاباں ایک نور اس سے ساطع ہے اور سجدہ میں کہتا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ وانا علیا وصی محمد رسول اللہ بمحمد یختم اللہ النبوۃ وبی یتم الوصیت وانا امیر المومنین۔ بعد اس کے ان عورتوں میں سے ایک نے ہاتھ بڑھا کر علیؑ کو زمین سے اٹھا لیا۔ اور اپنے دامن میں لے لیا۔ جب علیؑ کی نظر اس عورت پر پڑی۔ بزبان فصیح و بلیغ کہا۔ السلام علیک اے مادر۔ اس عورت نے جواب دیا۔ وعلیک السلام اے فرزند گرامی۔ علیؑ نے کہا۔ میرے باپ کی کیا خبر ہے۔ اس عورت نے کہا۔ نعمتہائے حق تعالیٰ اور اس کے قرب وصال میں متنعم ہے۔ جب میں نے یہ کلام سنا۔ بیتاب ہو کر کہا۔ اے فرزند کیا میں تیرا باپ نہیں ہوں۔ علیؑ نے کہا۔ ہاں آپ بیشک میرے باپ ہیں۔ لیکن ہم اور آپ دونوں صلب آدم سے پیدا ہوئے ہیں۔ اور یہ میری والدہ حوّا ہیں۔ جب میں نے یہ سنا حضرت حوّا سے شرم آئی۔ اور میں نے اپنا سر چادر سے ڈھانپ کر ایک گوشۂ خانہ میں بیٹھ رہا۔ بعد دوسری عورت علیؑ پاس آئی۔ اور ظرف غالیہ ہاتھ میں تھا اس نے علیؑ کو اٹھا لیا۔ جب علیؑ کی نظر اس پر پڑی۔ کہا۔ السلام علیک اے خواہر من۔ اس عورت نے کہا۔ وعلیک السلام اے برادر من۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے

ہے کہ تا روز قیامت اس سے اذیتوں کو دفع کریں اور جب بروز قیامت یہ زندہ ہوگا۔ ہم میں سے ایک آگے اور ایک پیچھے ہوگا۔ ہم اس کی راہنمائی جانب بہشت کریں گے بعد اس کے ابوطالب جانب مکہ پھر آئے۔ جابرؓ نے کہا۔ جب یہ حدیث حضرت رسولؐ نے مجھ سے بیان فرمائی۔ میں نے کہا۔ اللہ اکبر لوگ کہتے ہیں یہ ابوطالب کو کہ وہ کافر تھے۔[۱] حضرت رسولؐ نے فرمایا اے جابرؓ تیرا پروردگار دانائے غیب ہے۔ میں شب معراج جب عرش کے نیچے پہنچا وہاں چار نور مشاہدہ کئے۔ میں نے عرض کی۔ خداوندا یہ نور کیسے ہیں۔ حق تعالیٰ کی جانب سے آواز

۱ے اہل اسلام کے بعض فرقوں کا آج بھی یہ عقیدہ ہے کہ جناب ابوطالب کافر تھے دنیا میں اس عقیدے کو رواج محض دشمنی اہل بیت کی وجہ سے دیا گیا۔ فرمان رسول ہے اور قرآن کا ارشاد ہے نبی اور امام کے والدین ظالم نہیں ہوتے سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔ لوگوں کو سوائے علیؑ ایسا امام نہ مل سکا۔ جس کے ماں باپ بھی مومن ہوں۔ بلکہ بعد رسول امام بننے والے خود چالیس ۴۰ سال تک بتوں کے پجاری رہے اور ان کے والدین لہٰذا مسلمانوں نے ان اماموں کو امام بنانے کے لئے علیؑ کے والدین کو کافر بنا دیا۔ ان ہی لوگوں کی کتب سیرۃ ابن ہشام جلد اول صفحہ ۲۸۵ سیرۃ حلبیہ جلد اول صفحہ ۳۰۵ اور تاریخ ابو الفدا جلد اول صفحہ ۱۲۰ حضرت ابوطالب کے یہ اشعار ان کے مومن کامل ہونے کا ببانگ دہل اعلان کر رہے ہیں ؎ ودعوتنی وعلمتُ اِنّك صادق۔ ولقد صدقت وکنت ثم امینا۔ تو نے اے محمدؐ مجھ کو دعوت دین دی میں جانتا ہوں تو صادق ہے۔ ولقد علمتُ بان دین محمدؐ۔ من خیر ادیان البریۃ دینا۔ اور تو پہلے بھی صادق اور امین تھا۔ اور بیشک میں نے جان لیا دین محمدؐ دنیا کے تمام دینوں سے بہتر ہے۔ نیز یہ روایت کہ ابوطالب کی وفات کے وقت آنحضرتؐ ان کے پاس تشریف لے گئے۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ پہلے سے موجود تھے آپ نے فرمایا۔ چچا مرتے مرتے لاالہ الا اللہ کہہ لیجئے۔ کہ میں خدا کے سامنے آپ کے ایمان کی شہادت دوں۔ ابوجہل اور عبداللہ بن امیہ نے کہا ابوطالب کیا عبدالمطلب کے دین سے پھر جاؤ گے۔ بالآخر ابوطالب نے کہا۔ میں عبدالمطلب کے دین پر مرتا ہوں۔ پھر آنحضرتؐ کی طرف خطاب کر کے کہا۔ میں وہ کلمہ کہہ دیتا۔ لیکن قریش کہیں گے ابوطالب موت سے ڈر گیا۔ یہ بخاری اور مسلم کی روایت ہے لیکن یہ روایت چنداں قابل حجت نہیں کیونکہ اس کا راوی مسیب جو فتح مکہ میں مسلمان ہوا وقت وفات ابوطالب جس کا وجود نہیں۔ مگر اس روایت سے تو لوگ کفر ابوطالب نکالتے ہیں۔ حقیقت میں ایمان ابوطالب ثابت ہے اور آپ نے اپنے مومن ہونے کا اعلان کیا۔ جیسا کہ رسولؐ نے فرمایا۔ چچا کلمہ پڑھو۔ آپ نے کہا۔ میں دین عبدالمطلب پر ہوں۔ اہل اسلام کا اتفاق ہے عبدالمطلب دین ابراہیمی پر تھے۔ اور مومن تھے لہٰذا ابوطالب بھی مومن تھے اور ملت ابراہیمی پر تھے۔ اگر ابوطالب معاذ اللہ کافر ہوتے تو تین سال گھاٹی میں رسول کی حمایت میں مصائب نہ برداشت کرتے۔ نیز بخاری کی اس روایت میں ہے رسول نے فرمایا۔ میں خدا سے آپ کی مغفرت کے لئے دعا کرتا رہوں گا۔ اگر ابوطالب مومن تھے جب ہی رسول نے یہ فرمایا۔ ورنہ کافر کے لئے رسول طلب رحمت نہیں کر سکتا۔ (کوثر بریلوی)

آئی۔ یا محمدؐ ایک نور عبدالمطلب دوسرا ابوطالب تیسرا تمہارے والد اور چوتھا تمہارے بھائی طالب میں میں نے عرض کی۔ خداوندا انہوں نے یہ درجہ و منزلت کس سبب سے پایا۔ حق تعالیٰ نے فرمایا۔ اس سبب سے کہ انہوں نے اپنا ایمان اپنی قوم سے پوشیدہ رکھا۔ اپنی قوم سے تقیہ کیا۔ اور ان کے آزار پر صبر کیا۔ یہاں تک کہ دنیا سے رحلت کی۔ مولف فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے یہ احوال درمیان خانہ کعبہ ہوا ہو تاکہ احادیث دیگر سے مخالفت نہ پیدا ہو۔ اور جو روایت میں مذکور ہے کہ حرارت آہن کی جناب امیرؑ کو نہ پہنچے گی۔ مگر دست ابن ملجم ملعون سے شاید مراد اس سے ہو ایسا جراحت جو اپنے اور ان کے دوستوں کے اختیار میں ہو۔ ان کو نہ پہنچے گا۔ مگر حضرت آخر میں اس لئے کہ ان دوسری جراحتوں کے حضرت خود باعث ہوئے تھے اور خود خدا کے واسطے جہاد فرماتے تھے اور یہ بھی احتمال ہے کہ کوئی صدمہ آنحضرت کو اور جراحتوں سے نہ پہنچا ہو۔ ایضاً۔ طالب برادر آنحضرت کا ذکر پھر اس حدیث میں عجیب و غریب ہے اور محتمل ہے کہ طالب برادر جناب امیرؑ مراد ہوں چونکہ بعض اخبار میں وارد ہوا ہے کہ وہ مسلمان دنیا سے گئے اور بعض کتب میں بجائے طالب جعفر بن ابی طالب مذکور ہے۔

روایت ولادت! جناب فاطمہ در کعبہ۔ ابن بابویہؒ و شیخ طوسیؒ و علامہ حلیؒ نے بسند ہائے کثیرہ جناب امام جعفر صادق و یزید بن قعنب و عباس و عائشہ سے روایت ہے۔ ایک دن عباس بن عبدالمطلب و یزید بن قعنب ہمراہ گروہ بنی ہاشم و جماعت قبیلۂ بنی عبدالعزیٰ خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھے تھے۔ ناگاہ فاطمہ بنت اسد آئیں۔ اور نواں مہینہ جناب امیرؑ کو شکم مبارک فاطمہ بنت اسد میں تھا اور درد زہ تھا۔ اس وقت خانہ کعبہ کے برابر کھڑی تھیں اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔ پروردگارا میں تیرا ایمان لائی اور ہر پیغمبر و ہر مرسل اور ہر کتاب جس کو تم نے بھیجا اس پر بھی ایمان لائی۔ اور اپنے دادا خلیل ابراہیم کی۔ میں نے تصدیق کی۔ انہوں نے خانہ کعبہ بنایا۔ لہٰذا بحق اس گھر کے اور بحق اس بنانے والے کے اور بحق اس فرزند کے جو میرے شکم میں ہے اور مجھ سے باتیں کرتا ہے۔ اور میرا مونس و مددگار ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہ فرزند ایک نشانی تیری عظمت و جلال کی ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ مجھ پر مشکل وضع حمل کی آسان کر۔ عباس و یزید بن قعنب کہتے ہیں کہ جب فاطمہ اس دعا سے فارغ ہوئیں۔ ہم نے دیکھا کہ دیوار عقب خانہ کعبہ شگافتہ ہوئی۔ اور فاطمہ داخل خانہ کعبہ ہوئیں۔ اور ہماری آنکھوں سے غائب ہو گئیں۔ اس کے بعد دیوار جیسی تھی بحکم خدا ویسی ہی ہو گئی۔ ہم نے چاہا دروازہ خانہ کعبہ کھولیں۔ بہت زور کیا۔ مگر دروازہ خانہ کعبہ نہ کھلا۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ رازِ خدائی ہے۔ پس فاطمہ تین روز کعبہ میں رہیں۔ اہل مکہ اس واقعہ کو کوچہ و بازار میں نقل اور عورتیں گھروں میں ان کا چرچا اور تذکرہ کرتی تھیں۔ جب چوتھا دن ہوا۔ جس جگہ سے دیوار خانہ کعبہ شق ہو گئی تھی۔ اس جگہ سے پھر شق ہو گئی۔ اور فاطمہ بنت اسد پھر باہر چلی آئیں۔ اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب کو گود میں لئے ہوئے

تھیں۔ پس کہا۔ اسے گروہ مردم واضح ہو حق تعالیٰ نے اپنی خلق سے مجھے برگزیدہ کیا۔ اور زنان برگزیدہ پر جو
مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں مجھے فضیلت دی۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے آسیہ دختر مزاحم کو برگزیدہ کیا اور
آسیہ عبادت پوشیدہ حق تعالیٰ اس جگہ جہاں عبادت سزاوار نہ تھی۔ مگر بحالت ضرورت یعنی فرعون
کے گھر میں کیا کرتی تھیں۔ اور مریم دختر عمران کو حق تعالیٰ نے برگزیدہ کیا اور ولادت عیسیٰ کو ان پر آسان کیا
اور جنگل میں درخت خشک کو حرکت دی۔ اور رطب تازہ مریم کے لئے اس درخت سے گرا۔ مجھے
اب حق تعالیٰ نے ان دونوں عورتوں سے برگزیدہ کیا۔ اور جمیع زنان عالمیان پر جو مجھ سے پہلے ہو چکی
ہیں مجھے فضیلت دی۔ اس لئے کہ مجھ سے خانۂ برگزیدہ حق تعالیٰ میں فرزند پیدا ہوا۔ اور میں تین روز
اس خانۂ محترم میں رہی۔ طعام و میوہ ہائے بہشت کھائے اور جس وقت میں نے چاہا باہر آؤں۔
جبکہ اپنے فرزند کو ہاتھوں میں لئے ہوئے تھی۔ ایک ہاتف نے عالم غیب سے مجھے آواز دی۔
کہ اے فاطمہ اپنے فرزند بزرگوار کا علیؑ نام رکھنا۔ کیونکہ میں خداوند علی اعلیٰ ہوں۔ اور علی کو میں نے اپنی
قدرت و عزت و جلال سے پیدا کیا۔ اور اپنی عدالت سے حصۂ کامل اسے بخشا ہے اور اس کا نام
میں نے اپنے نام سے مشتق کیا ہے اس کو اپنے آداب حسنہ میں سے تادیب کی ہے اور اپنے امور
اس کو تفویض کئے ہیں اور میں نے اس کو اپنے علوم مخفی پر مطلع کیا ہے وہ میرے خانۂ محترم میں پیدا ہوا
ہے اور وہ پہلا ان میں سے ہے جو خانۂ کعبہ میں اذان دے گا۔ بتوں کو توڑ ڈالے گا۔ اور ان کو خانۂ
کعبہ سے باہر پھینک دے گا۔ اور مجھے بعظمت و بزرگی و یگانگی یاد کرے گا۔ وہ امام و پیشوا بعد
میرے حبیب اور میرے پیغمبر اور میرے برگزیدہ جمیع خلق محمدؐ میرے رسول کے ہے۔ وہ وصی رسول ہو گا۔
خوشحال اس کا جو اسے دوست رکھے اور اسکی نصرت و مدد کرے۔ اور وائے اس پر جو اسکی
فرمانبرداری اور نصرت و مددگاری نہ کرے۔ اور اس کے حق کا انکار کرے۔ جب ابو طالب نے
اپنے فرزند بزرگوار کو دیکھا شاد ہو گئے۔ جناب امیرؑ نے ان کو سلام کیا اور کہا۔ السلام علیک
یا ابت ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ جب علیؑ کو گھر میں لائے اور حضرت رسولؐ پھر گھر میں تشریف لائے۔
جناب امیرؑ کو دامن مبارک میں لیا۔ اور جب نظر جناب امیرؑ جمال باکمال حضرت بشیر و نذیر پر پڑی خندان
ہوئے اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللّٰہ ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ۔ پھر بقدرت کاملہ حق تعالیٰ تلاوت
سورہ مومنون شروع فرمائی اور کہا۔ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم۔ قد افلح المؤمنون الذین ھم فی صلوتھم
خاشعون۔ جب اس آیہ کو پڑھا جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ تحقیق مومنوں نے تیرے سبب سے رستگاری
پائی۔ بعد اس کے جناب امیرؑ نے آیت تا اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا

خداوند تلاوت فرمائی۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا بخدا سوگند تو امیر اور بادشاہ ان کا ہے اور تو روزی علم حکمت کی ان کو پہنچاتا ہے اور بخدا سوگند تو ہی ان کا راہنما ہے اور تجھ میں سے یہ ہدایت پائیں گے۔ پس حضرت رسولؐ نے فاطمہ بنت اسد سے کہا۔ جاؤ اور حمزہ اس کے چچا کو بشارت ولادت دو۔ فاطمہ بنت اسد نے کہا۔ یا حضرت اگر میں جاؤنگی۔ تو اس کو دودھ کون دے گا حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ تم جاؤ میں خود اس کو سیراب کروں گا۔ اس وقت حضرت رسولؐ نے زبان مبارک جناب امیرؑ کے منہ میں دی اور بارہ[۱۲] چشمے زبان معجز نشان آنحضرت سے منہ میں جناب امیرؑ کے جاری ہوئے اس وجہ سے اس دن کو ترویہ کہتے ہیں۔ جب فاطمہ پھر کر آئیں دیکھا ایک نور البیا علیؑ سے آسمان کی جانب ساطع ہے جس نے اطراف آسمان کو روشن کر دیا ہے بعد اس کے جناب امیرؑ کو مثل اطفال دے کر کپڑے میں لپیٹا۔ جناب امیرؑ نے بقوت ربانی اس کپڑے کو پھاڑ ڈالا۔ اور اپنے ہاتھ اس کپڑے سے باہر نکال لئے اس وقت فاطمہ بہت مضبوط کپڑا لائیں۔ اور اس میں جناب امیرؑ کو لپیٹ دیا۔ پھر اسد اللہ الغالب نے قوت فرما کر اس کپڑے کو پھاڑ ڈالا یہاں تک کہ دو اور تین چار مضبوط کپڑوں میں لپیٹا۔ اور پھر جناب امیرؑ نے سب کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ پھر جو جامہ دیبا کے محکم لائیں۔ اور جناب امیرؑ کو ان میں لپیٹ کر مضبوط چمڑا اوپر سے لپیٹ دیا۔ پھر جناب امیرؑ نے بقوت ربانی سب کو چاک کر ڈالا۔ اور بقدرت خدا ارشاد کیا۔ اے مادر مہربان میرے ہاتھ نہ باندھو کیونکہ میں چاہتا ہوں۔ درگاہ خدا میں بتضرع وزاری بلند کروں۔ اور اپنی انگلیوں سے تسبیح حضرت باری بجا لاؤں۔ ابوطالب نے جب یہ دیکھا۔ فاطمہ سے کہا۔ اس فرزند کو اس حالت پر چھوڑ دو کہ اس کے امور عجیب و غریب ہیں مثل فرزندان دیگر نہیں۔ جب دوسرا دن ہوا۔ جناب رسول خداؐ فاطمہ بنت اسد پاس تشریف لائے اور جناب امیرؑ کو ان سے لیکر اپنے دامن میں لے لیا۔ پھر جناب امیرؑ نے حضرت کو سلام کیا۔ اور ہنس کر عرض کی۔ جو کل مجھے عنایت فرمایا تھا۔ وہ آج بھی عطا کیجئے۔ یہ دیکھ کر فاطمہ ہنسنے لگیں اور کہا۔ بحق خداوند کعبہ اس فرزند نے حضرت رسولؐ کو پہچانا۔ اس سبب سے اس دن کو روز عرفہ کہتے ہیں۔ یعنی جناب رسولؐ کو جناب امیرؑ نے پہچانا۔ جب تیسرا دن ہوا۔ دسویں ذی الحجہ کی تھی۔ ابوطالب نے لوگوں سے کہا۔ کہ ولیمہ میں میرے فرزند کے حاضر ہوں۔ اور تین سو اونٹ اور ایک ہزار گوسفند و گاؤ دعوت کے لئے ذبح کئے۔ اور تمیع اہل مکہ کو اس گوشت سے طعام کھلایا اور فرماتے تھے جس کو میرے فرزند علیؑ کے ولیمہ سے کھانا تناول فرمانا منظور ہو۔ پہلے سات مرتبہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور آکر میرے فرزند علیؑ کو سلام کرے کہ حق تعالیٰ نے اس کو بزرگوار کیا ہے بعد اس کے کھانا تناول کرے۔ اس وجہ سے روز نحر کی تعظیم و تکریم کرتے اور عید کا دن جانتے ہیں۔ اور قربانی

اسی دن سے مقرر ہوئی۔ اس وقت عمر شریف حضرت رسولؐ تیس[۳] سال کی تھی اور جناب امیرؑ کو بہت عزیز رکھتے اور فرماتے تھے علیؑ کا جھولا میری خوابگاہ کے قریب رکھا دو اور خود متوجہ بتربیت جناب امیرؑ ہوتے نہلاتے دھولاتے اور دودھ منہ میں ٹپکاتے سوتے میں جھولا جھولاتے اور جاگتے میں باتیں کرتے اور ان کو اپنے سینہ سے لگاتے اور فرماتے یہ بھائی میرا اور ولی میرا اور میرا برگزیدہ و ذخیرہ میرا پشت پناہ میرا امین میرے علوم اور وصیتوں کا جانشین میرا میری امت میں ہے اور ہمیشہ جناب امیرؑ کو گود میں لے کر جنگلوں اور پہاڑوں اور دروہائے مکہ میں لے جاتے اور علوم و اسرار الٰہی تعلیم فرماتے تھے۔ مؤلف فرماتے ہیں کہ تاریخ ولادت آنحضرت میں یہ حدیث مخالف اخبار و اقوال گذشتہ ہے اور محتمل کہ بنا اس حدیث کی نسئی[۱] پر ہو۔ اس لئے کہ سال ولادت آنحضرت میں قریش نے حج ماہ شعبان میں کیا۔ اور اس کا ذی حجہ نام رکھا ہو جیساکہ ولادت حضرت رسولؐ میں اس کا اشارہ ہے۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔

بیان اسلام ابوطالب و فاطمہ بنت اسد۔ ایک روز فاطمہ بنت اسد نے دیکھا۔ کہ حضرت رسولؐ ایک خرما تناول فرما رہے ہیں۔ وہ مشک و عنبر سے زیادہ خوشبو میں ہے۔ اور دنیا کے خرموں سے مشابہ نہیں۔ میں نے حضرت سے عرض کی۔ اس خرمے میں سے مجھے بھی عطا ہو حضرت نے فرمایا جب تک بوحدانیت حق تعالیٰ اور میری پیغمبری پر گواہی نہ دو گی یہ خرما تم پر حلال نہیں۔ یہ سُن کر فاطمہ بنت اسد نے شہادتین کہا۔ اور ایک خرما حضرت سے لیا وہ تناول کیا۔ جب وہ خرما کھایا۔ رغبت دوسرے خرمے کی ہوئی۔ اور دوسرا خرما ابوطالب کے لئے مانگا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس شرط پر دیتا ہوں۔ جب ابوطالب شہادتین کہہ لیں۔ اس وقت ان کو دینا۔ رات کے وقت ابوطالب فاطمہ بنت اسد پاس آئے۔ فاطمہ میں ایسی خوشبو سونگھی۔ کہ ہرگز ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی۔ پوچھا۔ یہ خوشبو کیسی ہے۔ فاطمہ نے خرما نکالا۔ اور کہا۔ اس خرما کی خوشبو ہے۔ ابوطالب نے کہا۔ یہ خرما ہم کو دو کہ ہم بھی کھائیں۔ فاطمہ نے کہا جب تک شہادت بوحدانیت حق تعالیٰ اور رسالت محمد مصطفیٰ نہ دو گے میں یہ خرما تم کو نہ دوں گی۔ یہ سُن کر ابوطالب نے بے تامل کلمہ شہادت کہا۔ اور فاطمہ سے کہا۔ اظہار اس کا نہ کرنا۔ کہ میں نے کلمہ شہادت پڑھا۔ کیونکہ ان سے میں نے بمصلحت اپنا اسلام پوشیدہ رکھا ہے پس ابوطالب نے وہ خرما لیا۔ اور تناول کیا۔ اور وہ بہشت کا خرما تھا۔ اور اسی رات ابوطالب فاطمہ بنت اسد سے ہم بستر ہوئے۔ ببرکت اس خرما بہشت فاطمہ بآنحضرت حاملہ ہوئیں۔ اور حسن و جمال فاطمہ بنت اسد بسبب حمل ماہ فلک امامت و خلافت یعنی علی ابن ابی طالب مضاعف

---

[۱] نسئی اس مہینہ کو کہتے ہیں۔ جو درمیان عوام لوگوں کا مہینہ قرار دیا جاتا ہے۔

ہوا جناب امیرؑ شکم میں اپنی مادرگرامی سے باتیں کرتے اور تنہائی میں مونس و ہمدرد تھے۔ ایک دن فاطمہ بنت اسد کعبہ کے قریب آئیں۔ اور جعفر طیارؓ بھی ہمراہ تھے۔ جناب امیرؑ نے شکم میں جعفر طیار سے باتیں کیں۔ جعفر طیار اس غرائب و عجائب سے بیخود ہوگئے اور اس وقت جو کعبہ میں بُت تھے وہ منہ کے بل گر پڑے فاطمہ نے اپنا ہاتھ شکم مبارک پر پھیرا اور کہا۔ اے فرزند من تو ہنوز شکم سے باہر نہیں آیا۔ اور سب بُت مجھے سجدہ کر رہے ہیں۔ جب تو باہر آئے گا تو اس وقت تیرا مرتبہ کیسا ہوگا۔ جب اس حالت کو

حکایت شیر۔ ابوطالب سے بیان کیا۔ انہوں نے جواب دیا یہ دلیل اس پہ ہے جو مجھے طائف کی راہ میں شیر نے خبر دی تھی اور اس شیر کا قصہ اس طرح ہے کہ رہ گذرانِ صحرا جب ابوطالب کو دیکھتے ان سے بھاگتے تھے۔ ایک روز ابوطالب طائف سے متوجہ مکہ ہوئے۔ ناگاہ ایک شیر سامنے سے ظاہر ہوا۔ جب اس شیر کی نظر ابوطالب پر پڑی۔ نزدیک آیا۔ منہ خاک پر ملتا اور ناک زمین پر رگڑتا تھا۔ ابوطالب کے سامنے انکساری و عاجزی کرتا تھا۔ ابوطالب نے کہا میں تجھے بحق اس خدا کے قسم دیتا ہوں جس نے تجھے پیدا کیا ہے بیان کر کہ میرے سامنے تو کیوں انکساری و عاجزی کرتا ہے۔ شیر بقدرت حق تعالیٰ گویا ہوا۔ اور کہا۔ آپ ہی پدر شیر خدا اور یاری و نصرت و تربیت کنندہ پیغمبر خدا ہیں۔ اسی دن سے محبت حضرت رسولؐ قلب ابوطالب میں سما گئی اور ابوطالب حضرت رسولؐ پر ایمان لائے۔ دوسری حدیث میں روایت

ترجمہ اشعار ابوطالب و مضمون لوح۔ کی ہے۔ جس رات جناب امیرؑ متولد ہوئے۔ ابوطالب نے سینہ سے لگایا۔ اور فاطمہ بنت اسد کا ہاتھ میں ہاتھ لے کر جانب الطبح آئے۔ اور چند شعر ادا فرمائے۔ جن کا مضمون یہ ہے اے پروردگار و آفریدگار ماہ روشن و شب تار مجھ سے بیان کر۔ کہ اپنے فرزند کا میں کیا نام رکھوں۔ ناگاہ مانند ابر کوئی چیز زمین سے ظاہر ہو کر ابوطالب پاس آئی۔ ابوطالب نے اسے اٹھا لیا۔ اور علیؑ کے ساتھ اپنے سینہ سے لگا کر مکان کی جانب پھر گئے جب صبح ہوئی ابوطالب نے دیکھا کہ وہ لوح سبز ہے اور چند شعر اس پر لکھے ہیں۔ جن کا مضمون یہ ہے اے ابوطالب تم اور فاطمہ بفرزند طاہر پاکیزہ برگزیدہ ہوئے اور پسندیدہ مخصوص ہوئے۔ نام بزرگوار مولود مسعود علیؑ ہے اور خداوند علی اعلیٰ نے نام اس کا اپنے نام سے مشتق کیا ہے۔ اس وقت ابوطالب نے جناب امیر کا نام علی رکھا۔ اس بندہ خاکسار سید ظہور الحسن کو ثر بھرتپوری نے ان اشعار کو اس طرح نظم کیا ہے ؎

اے برگزیدگانِ خدا پدرِ مرتضےٰ ۔۔۔ اے طیبہ و طاہرہ ماں شاہ لافتیٰ
یہ خانۂ بزرگ کا بچہ بزرگ ہے ۔۔۔ ذات الٰہ نے نام علیؑ اس کا رکھ دیا

لہٰذا اس لوح کو مابین طرف کعبہ کے لٹکا دیا۔ اور وہ لوح اسی طرح زمانہ ہشام بن عبدالملک تک لٹکی تھی۔

ہشام نے وہاں سے آتاری پھر وہ لوح غائب ہو گئی۔ کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں بسند بسیار

بیان سبقت الاسلام جناب امیرؑ

ابو سعید خدری وغیرہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا۔ ایک روز ہم حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ سلمان فارسی و ابوذر غفاری و مقداد و عمار و حذیفہ و ابو الہیثم بن تیہان و خزیمہ بن ثابت و عامر بن وائلہ آئے۔ اور آثار حزن و اندوہ ان کے چہروں سے ظاہر تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ یا حضرت ہم نے ایک گروہ سے آپ کے برادر علی ابن ابی طالب کے حق میں کچھ باتیں سُنی ہیں جن سے ہم کو صدمہ و اندوہ ہوتا ہے آنحضرت نے ارشاد فرمایا میرے برادر اور میرے پسر عم کے حق میں کیا کہتے ہیں۔ عرض کی کہ علیؑ کو اور لوگوں پر سبقت اسلام میں کیا فضیلت ہے۔ حالانکہ ہنگام بعثت وہ بچے تھے اور اسلام ان کا معتبر نہیں۔ اسی طرح سخن ہائے باطل کہتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے ارشاد کیا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نے نہیں سنا جو کتب گذشتہ میں لکھا ہے۔ حضرت ابراہیم کو ان کے والد نے نمرود سے چھپایا۔ اور والدہ ابراہیمؑ چند ٹیلوں کے بیچ میں نہر کے کنارے سے جس کو حوزان کہتے ہیں گئیں اور وقت غروب آفتاب حضرت خلیل پیدا ہوئے۔ جب زمین پر آئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ اپنے منہ اور سر پر پھیرا۔ اور شہادت بوحدانیت الٰہی دی۔ اور آپ کپڑے اٹھا کر پہن لئے جب ماں نے یہ حال دیکھا ڈر کر بیٹے کے پاس سے بھاگ گئیں۔ اس وقت بجانب آسمان و زمین نظر کر کے عبرت حاصل کی اور اسی رات کو حق تعالیٰ نے علم ملکوت سمٰوات والارض حضرت ابراہیم کو عطا کیا۔ اور پرستاران کواکب پر حجتیں تمام کیں۔ چنانچہ حق تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔ آیا تم نہیں جانتے کہ موسیٰ بن عمران جس زمانہ میں متولد ہوئے۔ فرعون اس کی گھات میں تھا اور اس کے لئے زنان حاملہ کے شکم چاک کرتا اور ہر فرزند کو مار ڈالتا۔ جب موسیٰؑ متولد ہوئا۔ موسیٰ نے اپنی ماں سے کہا۔ مجھے صندوق میں رکھو اور صندوق کو دریا میں ڈال دو۔ موسیٰؑ کی ماں ان باتوں سے خائف ہوئی اور کہا۔ اے فرزند گرامی میں ان باتوں سے ڈرتی ہوں کہ تو غرق ہو جائے۔ موسیٰؑ نے کہا۔ نہ ڈرو کہ حق تعالیٰ بہت جلد پھر تم تک پہنچائے گا۔ پس مادر موسیٰؑ نے موافق ان کے کہنے کے صندوق میں رکھ کر دریا میں ڈال دیا۔ تا اینکہ حق تعالیٰ نے اسے اس کی ماں تک لوٹا دیا۔ پس ستر دن تک اور موافق روایت دیگر سات مہینے تک کچھ نہ کھایا اور نہ پیا یہاں تک کہ اپنی ماں پاس واپس آئے۔ اور عیسیٰؑ بن مریم نے جیسا کہ حق تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے کہ بوقت ولادت اپنی ماں سے باتیں کیں اور جب مریم نے ان کی طرف اشارہ کیا۔ جھولے میں گویا ہوئے اور کہا۔ انی عبد اللہ اتانی الکتاب و جعلنی نبیا۔ پس تین روز بعد ولادت عیسیٰؑ خدا نے کتاب و پیغمبری ان کو دی اور نماز و زکوٰۃ کی

وصیت کی۔ تم سب جانتے ہو کہ خدا نے مجھے اور علیؑ کو ایک نور سے پیدا کیا اور جب میں صلب آدمؑ میں تھا تسبیح خدا ادا کرتا تھا۔ پس حق تعالیٰ نے ہم کو جانب صلبہائے مردان و شکمہائے زنان میں منتقل کیا۔ اور ان سب احوال اور ہر زمانے میں ہماری تسبیح ہر پشت و شکم سے سنتے۔ یہاں تک کہ صلب عبدالمطلب میں آئے۔ پس صلب عبدالمطلب میں میرا اور علیؑ کا نور علیحدہ ہوا۔ اس نور کا آدھا حصہ صلب عبداللہ میں نصف دیگر صلب عم بزرگوار ابوطالب میں منتقل ہوا۔ لوگ ہماری تسبیح ان دو بزرگوں کے صلب سے سنتے تھے۔ اور جب میرے پدر اور میرے چچا بزرگان قریش میں بیٹھتے تھے۔ ہمارا نور ان کے چہروں سے ساطع تھا۔ اور اس نور سے جمیع قریش میں ممتاز تھے اور جمیع جانوران و درندگان بسبب اس نور کے ان کو سلام کرتے تھے اور ان کی تعظیم کرتے تھے یہاں تک کہ ہم پدران بزرگان سے شکمہائے مادران

تہنیت ولادت امیرؑ زبانی جبرئیل

تا ارحام میں منتقل ہوئے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میرے حبیب جبرئیل نے وقت ولادت علیؑ مجھ سے کہا۔ کہ اے حبیب خداوند علی اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور آپ کے بھائی علیؑ کی تہنیت ولادت دیتا ہے۔ اور فرماتا ہے۔ اب وہ وقت قریب ہے۔ کہ تمہاری پیغمبری ظاہر ہو۔ اور تمہاری وحی ہویدا اور تمہاری رسالت لوگوں پر آشکار ہو۔ اس لئے کہ ہم نے تم کو تمہارے بھائی اور تمہارے وزیر اور تمہارے شبیہ اور تمہارے جانشین سے تقویت دی ہے۔ تمہارے بازو کو قوی اور تمہارے نام کو بلند کرتا ہوں۔ لہٰذا اٹھ کر داہنے ہاتھ سے اس کا استقبال کرو۔ کہ وہ سردار اصحاب یمین ہے اور شیعہ اس کے روسفید دست و پا سفید ہونگے۔ جب میں نے یہ وحی سنی اٹھا۔ اور قریب فاطمہ بنت اسد اس وقت پہونچا جبکہ درد زہ ان کو ہو رہے تھے پس جبرئیل نے کہا یا محمدؐ میں آپ کے اور ان کے درمیان پردہ ڈالتا ہوں۔ آپ پردہ کے پیچھے بیٹھئے۔ جب علیؑ پیدا ہوں۔ اپنے داہنے ہاتھ سے ان کو اٹھا لیجئے۔ تھوڑی دیر کے بعد جبرئیل نے مجھے آواز دی۔ کہ اے محمدؐ اپنا ہاتھ بڑھا کر علیؑ کو اٹھا کر لے لو۔ میں نے اپنا داہنا ہاتھ بڑھایا۔ اور علیؑ میرے ہاتھ میں آ گئے۔ جب میں علیؑ کو قریب لایا علیؑ نے اپنا داہنا ہاتھ اپنے داہنے کان پر رکھا۔ اور بآواز بلند اذان و اقامت کہی اور بوحدانیت خدا اور میری رسالت پر شہادت۔ پس میری جانب دیکھا۔ اور کہا۔ السلام علیک یا رسول اللہ پھر کہا۔ یا حضرت آپ اجازت دیں۔ کہ میں پڑھوں۔ میں نے کہا ہاں پڑھو بحق اس خدا کے جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے علیؑ نے پڑھنا شروع کیا۔ مصحف آدمؑ کو جس پر شیثؑ نے وصایت کا قیام کیا اوّل سے آخر تک اس طرح پڑھا اگر شیثؑ موجود ہوتے تو کہتے مجھ سے بہتر علیؑ جانتے ہیں بعد اس کے مصحف نوحؑ و مصحف ابراہیمؑ کی تلاوت کی۔ اور توراتِ موسیٰؑ کو اس طرح پڑھا۔ کہ اگر موسیٰؑ موجود ہوتے اقرار کرتے

کہ علیؑ نے توریت کو مجھ سے بہتر حفظ کیا ہے۔ بعد اس کے تلاوت انجیل اس طرح کی۔ کہ اگر عیسیٰ ہوتے اقرار کرتے۔ کہ علیؑ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ اس کے بعد قرآن جو مجھ پر نازل ہوا بغیر اس کے کہ مجھ سے سُنا ہو پڑھا۔ میں نے علیؑ سے باتیں کیں۔ اور علیؑ نے مجھ سے بطریق پیغمبران و اوصیاء جس طرح آپس میں باتیں کرتے ہیں۔ کلام کر کے بحالت طفولیت پھر گئے۔ اور یہی حال گیارہ امام فرزندان علیؑ کا ہوگا تم کیوں اہل شک و شرک کے کلام پر محزون و اندوہناک ہوئے ہو۔ درحالیکہ تم صاحب یقین ہو۔ پھر تم کو کلام باطل اہل نفاق سے کیا پروا ہے۔ تم کیا نہیں جانتے میں بہترین پیغمبران اور میرا وصی علیؑ ابن ابی طالب بہترین اوصیائے پیغمبران سے ہے۔ بتحقیق کہ پدرم حضرت آدمؑ نے جب دیکھا۔ کہ ساق عرش پر نور سے میرا نام اور علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ اور اماماں ذریت حسینؑ کا لکھا ہے۔ عرض کی الٰہی و سیّدی کیا کوئی خلق تو نے پیدا کی ہے جو مجھ سے زیادہ تیرے نزدیک گرامی ہے۔ حق تعالیٰ نے ندا کی۔ اے آدمؑ اگر صاحب ان ناموں کے نہ ہوتے۔ میں آسمان و زمین اور کسی ملک مقرب اور کسی پیغمبر مرسل اور بلکہ اے آدمؑ تم کو بھی پیدا نہ کرتا۔ جب حضرت آدمؑ سے ترک اولیٰ ہوا۔ بارگاہ حق تعالیٰ میں ہم سے متوسل ہوئے کہ توبہ قبول ہو اور ہماری برکت سے حق تعالیٰ نے توبہ آدمؑ قبول فرمائی۔ اور ہم وہ کلمات خدا ہیں کہ آدمؑ نے اپنے پروردگار سے ان کی تعلیم چاہی۔ اس وقت حق تعالیٰ نے ان سے خطاب کیا کہ اے آدمؑ خوش رہو کہ ان ناموں کے صاحب تمہاری ذریت سے ہیں یہ سُن کر آدمؑ نے بعوض اس نعمت عظمیٰ کے خدا کا شکر کیا۔ اور ہمارے سبب فرشتوں پر فخر کیا۔ اور یہ ہم پر فضل خدا ہے۔ جب یہ سُنا سلمانؓ اور ہمراہی ان کے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ہم خدا کا شکر کرتے ہیں۔ کہ رستگار ہوئے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ تم رستگار ہو۔ اور بہشت ہمارا تمہارے لئے ہے۔ اور جہنم ہمارے اور تمہارے دشمنوں کے لئے ہے۔

کتاب روضۃ الواعظین میں بسند معتبر جناب امام زین العابدین سے روایت ہے ایک روز فاطمہ بنت اسد گرد کعبہ طواف کر رہی تھی اور جناب امیرؑ شکم میں تھے۔ اثنائے طواف میں فاطمہ بنت اسد کو درد زہ ہوا۔ اس وقت بقدرت الٰہی دیوار کعبہ شگافتہ ہوگئی۔ اور فاطمہ خانۂ کعبہ میں گئیں۔ اور جناب امیر اس مکان مکرم و محترم میں طاہر و مطاہر متولد ہوئے۔ دوسری روایت میں جناب امام موسیٰ کاظم سے ہے۔ کہ ایک روز ابوطالب مسجد الحرام سے ملول و غمگین آئے اور اسی وقت حضرت رسولؐ بھی تشریف لائے۔ حضرت ابوطالب سے پوچھا۔ اے چچا۔ آپ کیوں ملول و غمگین ہیں۔ ابوطالب نے کہا۔ فاطمہ درد زہ سے مضطرب ہے یہ سُن کر حضرت رسولؐ ابوطالب کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر قریب فاطمہ بنت اسد آئے اور فاطمہ کو قریب کعبہ معظمہ لائے اور کعبہ کے اندر فاطمہ کو لے گئے اور کہا۔ بنام خدا بیٹھ جاؤ۔ کہ وہ فرزند مکرم اس مکان محترم میں متولد ہوگا۔ ناگاہ علی ابن ابی طالب پاک و پاکیزہ کہ کوئی کثافت نہ تھی ناف بریدہ ختنہ کئے ہوئے متولد

ہوئے۔ اور روئے نورانی مثل آفتاب تاباں تھا۔ ابوطالب نے علیؑ نام رکھا۔ اور حضرت رسولؐ علیؑ کو آغوش مبارک میں لے کر گھر تشریف لائے۔

فصل دوسری۔ خبر دینا خدا اور رسولؐ و پیغمبران گذشتہ کا شہادت امیرؑ کی

ابن بابویہؒ و سید ابن طاؤسؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ حضرت رسولؐ نے جمعہ آخر ماہ شعبان میں در بارۂ فضیلت ماہ مبارک رمضان خطبہ ادا فرمایا جناب امیرؑ نے کہا۔ جب حضرت رسولؐ نے خطبہ تمام کیا۔ میں اٹھا۔ اور کہا۔ یا حضرت بہترین اعمال جمیع اس ماہ مبارک میں کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا اے ابوالحسن بہترین اعمال اس ماہ مبارک میں محرمات الہٰی سے پرہیزگاری ہے یہ کہا۔ اور قطرات اشک دیدہ مبارک سے جاری ہوئے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت آپ روتے کیوں ہیں۔ حضرت رسولؐ نے ارشاد کیا۔ اے علیؑ اس مہینہ میں جو تم پر گذریگی۔ اس پر روتا ہوں۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں۔ تم مشغول نماز پروردگار ہو۔ اور ایک بدبخت ترین اولین و آخرین شبیہ پے کنندۂ ناقہ صالحؑ اٹھا ہے اور اس نے تمہارے سر پر ضربت لگائی۔ تمہاری ڈاڑھی کو تمہارے سر کے خون سے رنگین کر دیا۔ جناب امیرؑ نے عرض کیا۔ یا حضرت کیا وہ میری حالت سلامتی دین میں ہوگی۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں دین تمہارا سالم ہوگا۔ پھر حضرت رسولؐ نے کہا۔ اے علیؑ جس نے تم کو مارا۔ اس نے مجھے مارا۔ اور جس نے تم کو دشمن رکھا۔ اس نے مجھے دشمن رکھا۔ اور جس نے تم کو ناسزا کہا اس نے مجھے ناسزا کہا۔ اس لئے کہ اے علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ میرے بدن کے ہو اور روح تمہاری میری روح سے ہے اور طینت تمہاری میری طینت سے ہے۔ مجھے اور تم کو خدا نے باہم پیدا کیا۔ مجھے اور تمہیں جمیع خلائق سے برگزیدہ کیا۔ مجھے پیغمبری کے لئے اور تمہیں امامت کے لئے اختیار کیا۔ جو تمہاری امامت کا انکار کرے۔ ایسا ہے۔ گویا اس نے میری پیغمبری کا انکار کیا۔ اے علیؑ تم میرے وصی اور میرے فرزندوں کے باپ اور میری دختر کے شوہر ہو۔ یا علیؑ تم میری امت میں میری حالت حیات و ممات میں میرے خلیفہ ہو۔ تمہارا امر میرا امر اور تمہاری نہی میری نہی ہے۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں جس نے مجھے پیغمبری بھیجا۔ اور مجھے بہترین خلائق کیا۔ تم اے علیؑ جمیع خلق پر حجت خدا ہو۔ اور اسرار خدا کے امین اور اس کے بندوں پر اس کی جانب سے خلیفہ ہو۔

حکایت یہودی در خبر شہادت امیرؑ۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک مرد علمائے یہود سے خدمت بابرکت جناب امیرؑ میں حاضر ہوا۔ اور چند مسئلے دریافت کئے۔

منجملہ ان مسائل کے پوچھا۔ کہ وصی تمہارے پیغمبر کا بعد تمہارے پیغمبر کتنے سال زندہ رہے گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تیس سال۔ یہودنے کہا۔ وصی مریگا یا قتل ہوگا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا قتل ہوگا۔ اور ایک ضربت اس کے سر پہ ماریں گے۔ اسکی داڑھی اس کے خون سے خضاب ہوگی۔ یہودنے کہا۔ بخدا سوگند آپ نے سچ کہا۔ میں نے اس کتاب میں جو موسیٰ نے بتائی اور ہارون نے لکھی۔ اسی طرح پڑھا ہے۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ نے منبر پہ ارشاد کیا۔ ایک گروہ مردم حق باطل پہ غالب ہؤا۔ اور جلدی پلٹ جائے گا۔ پھر فرمایا کہاں بدبخت ترین امت ہے کہ ایک ضربت میرے سر پہ مارے اور میری داڑھی کو اس ضربت کے خون سے رنگین کرے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ ایک مرد یہود خدمت باسعادت جناب امیرؑ میں جس وقت کہ حضرت نے جنگ نہروان سے مراجعت فرمائی۔ حاضر ہؤا۔ اور پوچھا۔ اے علیؑ تمہیں پیغمبر آخر الزمان کے وصی ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں۔ یہودی نے کہا۔ ہر پیغمبر کے وصی کے لئے سات سات بلائیں اور امتحان حیات پیغمبر اور بعد وفات نازل ہوتے ہیں۔ کیا وہ بلائیں اور آفات تم پر بھی نازل ہوئے ہیں۔ جناب امیرؑ نے وہ امتحانات اور بلائیں سب بیان کئے اور اصحاب حضرت نے جو اس وقت موجود تھے۔ سب نے تصدیق کی۔ پھر جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ان میں سے ایک بلا باقی ہے۔ اور نزدیک ہے کہ وہ بلا بھی نازل ہو۔ یہ سن کر وہ یہودی رونے لگا۔ اور اصحاب حضرت بھی سب کے سب رونے لگے۔ اور کہا یا حضرت اس آخری بلا کو بیان فرمایئے۔ جناب امیرؑ نے اپنی ریش مبارک کی طرف اشارہ کر کے فرمایا۔ یہ داڑھی اس جگہ کے خون سے تر ہوگی۔ اور اشارہ مقام خون کا جانب سر مبارک فرمایا۔ اور کہا۔ یہ آخری بلا ہے۔ جب حضرت نے یہ خبر وحشت اثر بیان کی۔ صدائے گریہ مردم مسجد سے بلند ہوئی۔ اور شیون و جزع اس درجہ بلند ہؤا۔ کہ کوفہ میں کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں سے لوگ صدا سن کر نہ دوڑے۔ اور وہ یہودی اس وقت مسلمان ہوگیا۔ اور ہمیشہ خدمت میں حاضر رہتا تھا۔ یہاں تک کہ آنحضرت بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔ پس ابن ملجم ملعون کو پکڑ کے جناب حسنؑ کی خدمت میں لائے۔ اس وقت وہ یہودی بھی حاضر تھا اور بہت لوگوں کا ہجوم تھا جب اس ملعون کو سامنے لائے۔ اس یہودی نے کہا۔ اس کو قتل کیجئے۔ فرمایا۔ خدا اسے قتل کرے گا۔ میں نے کتب موسیٰ میں جو ان پر نازل ہوئیں ہیں پڑھا ہے۔ کہ اس بدبخت کے گناہ پسر آدم سے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ اور قدار پے کنندہ ناقہ صالحؑ سے زیادہ ہیں۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جناب امیرؑ نے جنگ خندق میں قبل اس کے کہ جناب عمرو بن عبدود کو قتل کریں۔ اس شقی نے ایک ایسی ضربت سر اقدس جناب امیرؑ پہ لگائی کہ سر مبارک

شگافتہ ہو گیا۔ اور پھر حضرت نے اسے واصل جہنم کیا۔ اور خدمت باسعادت حضرت رسول میں مراجعت فرمائی۔ اور حضرت رسولؐ نے اپنے دست مبارک سے اس زخم کو باندھا اور وہاں معجز نشان سے کچھ پڑھ کر وہاں دم کیا۔ اور اسی وقت وہ زخم بھر گیا۔ اور اچھا ہو گیا۔ پس فرمایا میں اس وقت کہاں ہونگا جب اس سر کے خون سے اس داڑھی کو رنگین کریں گے۔ سید عبد الکریم

بیان قبض ارواح مومنان ۔ بن طاؤسؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔ ایکدن جناب رسول خداؐ نے جناب امیرؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ حق تعالیٰ نے ہماری محبت زمین و آسمانوں پر عرض کی۔ اس وقت جس نے قبول کی۔ وہ آسمان ہفتم ہے اور حق تعالیٰ نے اس کو عرش و کرسی سے مزین کیا۔ بعد ازاں آسمان چہارم نے قبول کیا۔ اور اس کو بیت المعمور سے زینت بخشی۔ بعد اس کے آسمان اوّل نے قبول کی۔ اس کو ستاروں سے زینت دی۔ پھر زمین حجاز نے قبول کی۔ اس کو خانہ کعبہ سے زینت دی۔ پھر زمین مدینہ نے قبول کی۔ اس کو میری قبر سے مزین کیا۔ پھر زمین کوفہ نے قبول کی۔ اور اس کو اے علیؑ تمہاری قبر سے شرف عطا کیا۔ جناب امیرؑ نے کہا یا حضرتؐ کیا میں کوفہ عراق میں دفن ہونگا۔ فرمایا۔ ہاں اے علیؑ تم شہید ہو گے اور بیرون کوفہ درمیان غریین سفید ٹیلوں کے دفن ہو گے اور تم کو بدبخت ترین امت عبدالرحمٰن بن ملجم علیہ اللعنۃ والعذاب الشدید شہید کرے گا۔ میں اس خدا کی قسم کھاتا ہوں، جس نے مجھے برسالت بھیجا ہے کہ پے کنندہ ناقہ صالح کا گناہ خدا کے نزدیک ابن ملجم سے زیادہ نہیں۔ اے علیؑ سو ہزار شمشیر عراق تمہاری مددگاری کریں گی۔ کتاب کنز الفوائد میں لکھا ہے۔ ایک دن جناب امیرؑ سجدہ میں بصدائے بلند رونے لگے۔ جب سر مبارک سجدہ سے اٹھایا۔ اصحاب نے عرض کی۔ یا حضرت آپ کے رونے نے ہمارے دلوں کو دردمند اور اندوہناک کیا اب تک اس طرح کا گریہ ہم نے آپ سے مشاہدہ نہیں کیا تھا۔ آپ فرمائیں۔ اس رونے کا سبب کیا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا جب میں سجدہ میں دعائے خیر پڑھ رہا تھا۔ ناگاہ نیند آگئی۔ اور خواب ہولناک میں نے دیکھا۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت رسولؐ میرے قریب کھڑے فرماتے تھے۔ اے ابوالحسن تمہاری مفارقت کو بہت طول ہوا۔ اور میں بہت مشتاق ملاقات ہوا ہوں۔ اور جو کچھ خدا نے تمہارے بارہ میں مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اس کو وفا کیا۔ میں نے کہا۔ یا رسول اللہؐ وہ کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تمہاری جگہ اور تمہاری زوجہ اور دونوں فرزندوں اور نواموں کی جگہ اعلا علیین میں مقرر کی اور تمہارے درجہ کو جمیع مقربین کے درجات سے بلند کیا۔ یہ سن کر میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ یا حضرت میرے شیعہ کہاں ہونگے۔ حضرت نے فرمایا تمہارے

شیعہ ہمارے ہمراہ ہونگے۔ اور ان کے قصر ہمارے قصر سے ملحق ہونگے۔ اور ان کے مکان ہمارے مکانوں کے برابر ہونگے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت دنیا میں ہمارے شیعوں کو کیا ثواب ملے گا۔ فرمایا۔ ہمارے شیعوں کا ثواب دنیا میں گمراہ ہونے سے بخوف اور فتنوں سے عافیت ہے۔ میں نے کہا۔ ہمارے شیعوں کا وقت مرگ کیا ثواب ہوگا۔ فرمایا۔ ان کو وقت مرگ اختیار دیں گے۔ چاہیں وہ دنیا میں رہیں یا عقبیٰ پسند کریں۔ اور ملک الموت کو ان کی اطاعت کا حکم دیں گے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت ان کی قبض ارواح کس طریقہ سے ہوگی۔ فرمایا۔ وہ لوگ جو ہماری محبت میں سچے ہیں ان کی قبض ارواح اس طرح سے ہے جس طرح تم سے کوئی شخص گرمی کی شدت سے ٹھنڈا پانی پیئے کہ دل اس کا خنک ہو جائے اور ہمارے جمیع شیعہ اس طرح دنیا سے جاتے ہیں۔ جس طرح کوئی نہایت چین و آرام سے فرش خواب پر آرام کرے۔ اور آنکھیں مرنے سے روشن ہو جائیں۔

خبر شہادت امیرؑ زبانی جناب امیرؑ۔ کتاب بصائر الدرجات میں بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جب محمد بن ابی بکر نے ایک گروہ اشراف مصر کو خدمت جناب امیرؑ میں بھیجا۔ عبدالرحمٰن بن ملجم بھی اس گروہ میں تھا۔ اور فہرست اسامی ابن ملجم کے ہاتھ میں تھی۔ جب حضرت نے نامہ اور فہرست اسامی پڑھی اور نام ابن ملجم تک پہونچے۔ فرمایا۔ تو ہی عبدالرحمٰن ابن ملجم ہے۔ اس نے عرض کی ہاں یا امیرالمومنین میں ہی ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ عبدالرحمٰن پر خدا کی لعنت ہو۔ اس ملعون نے کہا۔ یا حضرت میں تو آپ کا دوست ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ تو جھوٹا ہے۔ بخدا سوگند تو میرا دوست نہیں۔ اس ملعون نے کہا۔ یا حضرت میں نے تین مرتبہ قسم کھائی۔ کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ اور آپ کو یقین نہیں آتا۔ حضرت نے فرمایا۔ وائے تجھ پر ارواح کو خدا نے دو ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ اور ان کو ہوا میں ساکن فرمایا۔ جنہوں نے عالم ارواح میں ایک دوسرے سے الفت و محبت کی اور آپس میں شناسائی کرلی تھیں۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے موافقت و محبت رکھتے ہیں۔ اور جنہوں نے اس عالم میں ایک دوسرے سے محبت و الفت نہیں کی۔ وہ اس عالم میں بھی ایک دوسرے سے محبت نہیں رکھتے۔ میری روح تیری روح کو نہیں پہچانتی اور عالم ارواح میں تجھے الفت نہیں تھی۔ جب اس ملعون نے پیٹھ پھیری۔ حضرت نے فرمایا۔ جو میرے قاتل کو دیکھنا چاہے۔ اس شخص کو دیکھ لے۔ بعض حاضرین نے کہا۔ یا حضرت آپ اسے قتل کیوں نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم بہت تعجب کی بات کہتے ہو۔ میں ابھی سے اسے قتل کردوں جس نے مجھے قتل نہیں کیا۔ بسند معتبر دوسری روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ داخل حمام ہوئے۔ اور حسنینؑ کی آوازیں بلند

ہوئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے ماں باپ تم پر قربان تمہیں کیا ہوا۔ حسینؑ نے کہا۔ یہ فاجر ملعون آپ کے عقب سے آیا۔ ہم ڈرے کہ آپ کو کوئی صدمہ و اذیت پہونچائے۔ حضرت نے فرمایا بخدا سوگند بغیر اس کے میرا قاتل اور کوئی نہ ہوگا۔ احادیث معتبرہ میں وارد ہے۔ جب جناب امیرؑ نافرمانی و نفاق و شقاق اصحاب سے دل تنگ ہوئے۔ اور لشکر معاویہ نے اطراف و نواحی ملک جناب امیرؑ پر غارت شروع کی اور اصحاب نے نصرت و مددگاری نہ کی۔ اس وقت جناب امیرؑ نے بالائے منبر ارشاد فرمایا بخدا سوگند مجھے منظور ہے کہ خدا مجھ کو تم میں سے اٹھا لے۔ اور ریاض رضوان میں جگہ دے اور مرگ بہت جلد میری گھات میں ہے۔ پھر فرمایا۔ بدبخت ترین کو کون مانع ہوا ہے کہ میری داڑھی کو میرے خون سے خضاب کرے۔ یہ وہ خبر ہے جو مجھے پیغمبر بزرگوار نے دی ہے۔ پھر ارشاد کیا۔ خداوندا تو جانتا ہے کہ میں ان سے تنگ آگیا ہوں۔ اور یہ مجھ سے تنگ آگئے ہیں۔ میں ان سے ملول ہوں اور یہ مجھ سے ملول ہیں۔ خداوندا مجھے ان سے راحت عطا کر اور ان کو مبتلا بہ بلا اس شخص کے ہاتھ سے کر کہ بعد اس کے یہ مجھے یاد کریں۔ کتاب کشف الغمہ میں و مناقب شہر ابن آشوب میں لکھا ہے کہ جب جناب امیرؑ کوفہ میں بیمار ہوئے۔ لوگ عیادت کو آئے اور کہا۔ یا حضرت ہم لوگ آپ کی اس بیماری سے بحد کمال مغموم ہیں۔ حضرت نے فرمایا لیکن میں مغموم نہیں۔ اس لئے کہ میں نے پیغمبر صادق مصدق سے سنا ہے۔ فرمایا اس امت کا سب سے بڑا شقی پے کنندہ ناقہ صالح ایک ضربت میرے سر پہ مارے گا۔ اور میری داڑھی کو رنگین میرے خون سے کرے گا۔ بروایت دیگر ان لوگوں نے کہا۔ کس لئے آپ ان منافقوں میں سے نہیں جاتے کہ مدینہ حضرت رسولؐ میں پہنچ جاتے اور جوار آنحضرت میں دفن ہوتے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا مجھے خود پیغمبر نے خبر دی ہے کہ اس شہر میں شہید ہوں گا۔ اور اسی شہر کے عقب میں دفن ہوں گا۔ شیخ مفیدؒ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے۔ جب جناب امیرؑ نے لوگوں سے بیعت لی۔ اس وقت عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی ملعون بھی آیا۔ کہ حضرت سے بیعت کرے۔ حضرت نے اسکی بیعت قبول نہ فرمائی۔ یہاں تک کہ تین مرتبہ حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور تیسری بار حضرت نے اس سے بیعت لی۔ جب وہ چلا۔ حضرت نے پھر اسے بلایا۔ اور قسمیں دیں کہ بیعت سے نہ پھرنا۔ اور عہد و پیمان ہائے پختہ و محکم اس سے لئے۔ پھر جب وہ چلا۔ پھر اسے طلب فرمایا۔ اور مکرر تاکید کی۔ اس ملعون نے عرض کی۔ یا حضرت جو امر آپ نے مجھ سے کیا اور کسی سے نہیں کیا۔ فرمایا۔ اس وقت حضرت نے ایک شعر پڑھا جس کا یہ مضمون ہے۔ میں اسے بخشش کرتا ہوں۔ اور وہ میرا ارادۂ قتل رکھتا ہے۔ کیا بُرا قبیلہ مراد کا دوست ہے۔ پھر فرمایا اے ابن ملجم جا بخدا سوگند میں جانتا ہوں۔ کہ اپنے

عہد و پیمان پر نہ وفا کرے گا۔ یہ فرما کر ایک عمدہ گھوڑا اسے عطا کیا۔ اور جب وہ اس گھوڑے پر سوار ہوا۔ پھر حضرت نے ایک شعر پڑھا۔ جس کا مضمون وہی تھا جو اوپر گذر چکا۔ جب اس نے پیٹھ پھیری۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ بخدا سوگند یہی میرا قاتل ہوگا۔ انہوں نے عرض کی۔ یا امیر المومنین۔ آپ ہم کو اجازت دیجئے۔ کہ اسے قتل کریں۔ مگر حضرت نے اجازت نہ دی۔ خطیب راوندی نے روایت کی ہے۔ ایک شخص نے قبیلہ مذہبیہ سے کہا۔ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ ناگاہ ایک گروہ قبیلۂ مراد سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان میں ابن ملجم بھی تھا۔ اس گروہ نے عرض کی۔ یا حضرت ہم ابن ملجم کو اپنے ساتھ نہیں لائے۔ وہ خود ہمارے ساتھ بغیر اجازت چلا آیا ہے۔ اور ہمیں آپ کے حق میں اس سے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے ابن ملجم بیٹھ جا۔ جب بیٹھا۔ بڑی دیر تک حضرت اسے دیکھا کئے اور اسے قسمیں دیں کہ میں جو کچھ تجھ سے دریافت کروں۔ تو سچ سچ مجھ سے بیان کرنا۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ آیا تو وہ نہیں ہے کہ لڑکوں میں جب تو بھی لڑکا تھا کھیلتا تھا۔ اور جب تجھے وہ دور سے دیکھتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کتوں کے چرانے والے کا فرزند آیا۔ اس ملعون نے اقرار کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جب تو جوان ہوا۔ تیرا گذر ایک راہب کی جانب ہوا۔ اور اس راہب نے تجھے بنظر تند دیکھا۔ اور کہا۔ اے بدبخت تو پے کنندۂ ناقۂ صالحؑ ہے۔ اس ملعون نے اقرار کیا۔ کہ ایسا ہی تھا۔ پھر حضرت نے اس کو خبر دی۔ تیری ماں نے تجھے خبر دی۔ کہ میں حیض میں تجھ سے حاملہ ہوئی تھی۔ جب ابن ملجم نے یہ سخن سُنا۔ اس کے کلام میں لکنت و اضطراب ہوا۔ اور آخر اقرار کیا۔ کہ ہاں مجھے میری ماں نے خبر دی تھی۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ مجھے رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ میرا قاتل یہود سے شبیہ ہے۔ بلکہ یہود سے ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ حضرت نے ماہ مبارک رمضان میں کہ اسی مہینے میں بریاض رضوان انتقال کیا۔ بالائے منبر فرمایا۔ کہ تم اس سال حج کو جاؤ گے۔ اور میں تم میں نہ ہونگا۔ اور اس مہینے میں ایک رات خانۂ امام حسنؑ اور ایک شب خانۂ امام حسینؑ اور ایک رات اپنی دختر زینب خاتون کے گھر میں کہ زوجہ عبداللہ ابن جعفر طیار تھیں افطار کرتے اور تین لقموں سے زیادہ نہ تناول فرماتے تھے۔ جب سبب حضرت سے دریافت کیا۔ فرمایا۔ امر خدا نزدیک ہوا ہے اور ایک یا دو روز کی دیر ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ برحمت الٰہی جب ملحق ہوں میرا شکم کھانے سے نہ بھرا ہو۔ کلینیؒ نے بسند صحیح جناب امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ نے نماز صبح مسجد میں ادا کی۔ اور مشغول تعقیبات ہوئے۔ یہاں تک کہ سورج ایک نیزہ بلند ہوا۔ اس وقت لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ بخدا سوگند میں نے پہلے چند گروہ ایسے دیکھے ہیں۔ کہ راتوں کو عبادت حق تعالیٰ میں بسر کرتے ہیں اور کبھی کھڑے رہنے سے اپنے پاؤں کو تعب دیتے ہیں۔ اور کبھی اپنی پیشانیاں خدا کے لئے

زمین پر رکھتے ہیں۔ اور اس طرح خدا کی عبادت کرتے تھے۔ گویا صدائے آتش جہنم ان کے کانوں میں آتی تھی۔ جب ان کے سامنے ذکر خدا ہوتا تھا۔ مثل درخت خوف حق تعالیٰ سے تھرتھراتے تھے۔ اور باوجود اس حالت کے گمان کرتے تھے کہ رات غفلت میں بسر ہوتی ہے بعد اس کلام کے جناب امیرؑ کو کسی نے ہنستا نہیں دیکھا۔ یہاں تک بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔

فصل تیسری۔ بیان جناب امیرؑ در شہادت

علمائے شیعہ میں یہ مشہور ہے کہ شب جمعہ انیس[19] ماہ مبارک رمضان کو وقت طلوع صبح آنحضرت نے دست عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی ملعون سے براعانت وردان بن مجالد و شبیب بن بجیرہ و اشعث بن قیس و قطامہ دختر اخضر ضربت کھائی اور جب ایک ثلث اکیسویں[21] رات سے گذرا۔ روح مقدس نے بریاض رضوان پرواز کیا۔ اور مشہور یہ ہے کہ عمر شریف اس وقت تریسٹھ سال کی تھی۔ اور جناب صادقؑ سے اسی طرح منقول ہے اور جناب صادقؑ اور امام محمد باقرؑ اور امام محمد تقی سے پینسٹھ[65] سال بھی منقول ہے۔ اور موافق مشہور جناب امیرؑ ہمراہ رسول خداؐ بعد بعثت تیرہ[13] سال مکہ میں رہے اس وقت دس[10] سال عمر شریف جناب امیرؑ سے تھے کہ آنحضرت مبعوث ہوئے اور جناب امیرؑ نے ظاہری ایمان کا اعلان کر دیا۔ اور دس[10] سال حضرت رسولؐ کے ہمراہ مدینہ میں بسر فرمائی۔ اور جب آنحضرت نے جہاد شروع کیا اس وقت اور جب انیس[19] سال کے ہوئے شجاعان عرب کو قتل کیا۔ اور کوئی حضرت سے مبارزت نہ کر سکتا تھا۔ اور جب در وازۂ خیبر اکھاڑا اس وقت بائیسواں سال تھا۔ اور مدت وقت وفات تیس[30] سال تھی۔ دو سال چار ماہ ابوبکر نے اور دس سے زیادہ عمر نے اور بارہ سال عثمان نے خلافت کی۔ اور جب خلافت آنحضرت کو ہوئی۔ قریب پانچ سال کے رہی۔ اس مدت میں اکثر منافقین سے مشغول جدال و قتال تھے۔ یہاں تک کہ بدرجہ شہادت فائز ہوئے۔ کتاب فرحۃ الغری میں بسند ہائے معتبر امام محمد باقرؑ اور امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ عمر شریف آنحضرت وقت شہادت پینسٹھ سال کی تھی۔ اور سال چہلم[40] ہجرت میں اس دنیا سے رحلت کی۔ اور جب آنحضرت مبعوث ہوئے۔ عمر شریف آنحضرت سے ۱۲ سال گذرے تھے۔ اور بعد بعثت تیرہ[13] سال ہمراہ آنحضرت مکہ میں رہے اور حضرت کے ساتھ ہجرت کی اور دس سال آنحضرت کے ہمراہ مدینہ میں رہے اور تیس[30] سال بعد وفات آنحضرت شب جمعہ کو بدرجہ شہادت فائز ہو کر نجف اشرف میں دفن ہوئے اور عمر شریف پینسٹھ سال کی ہوئی۔ کلینیؒ اور شیخ طوسیؒ نے

بسند ہائے صحیح روایت کی ہے۔ کہ اکیسویں شب ماہ مبارک رمضان کو غسل کرنا مستحب ہے اور یہ رات ہے جس رات کو بعض اوصیائے پیغمبران نے بعالم بقا رحلت کی ہے۔ اور اس رات کو عیسیٰ آسمان پر گئے ہیں۔ اور موسیٰ اس رات کو رحمت الٰہی ملحق ہوئے ہیں۔

مشورہ شہادت جناب امیرؑ۔ شیخ مفیدؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ ایک گروہ خوارج بائیکدیگر مکہ میں بعد واقعہ نہروان جمع ہوئے اور کہا۔ امرائے مسلمین سب راہ حق سے پھر گئے۔ اور قصۂ نہروان بیان کر کے رونے لگے۔ اور کشتگان نہروان پر ترحم کر کے آپس میں باہم سوگند ہوئے کہ جناب امیرؑ اور معاویہ و عمرو بن العاص کو ایک رات میں قتل کریں۔ اور قصاص خون خارجیان نہروان جناب امیرؑ سے لیں۔ پس عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی ملعون نے کہا۔ میں علیؑ کو شہید کروں گا۔ برک بن عبداللہ نے کہا۔ میں معاویہ کو قتل کرونگا۔ اور عمرو بن بکیر نے کہا۔ میں عمرو بن العاص کو ماروں گا۔ آپس میں اس طرح عہد میں مستحکم کیا کہ انیسویں ۱۹ ماہ مبارک رمضان میں جا کر قتل کریں۔ یہ مشورہ کر کے آپس میں جُدا ہو گئے۔ ابن ملجم کوفہ میں آیا۔ اور وہ بصرہ و شام میں گئے۔ جو بقصد معاویہ کے قتل گیا تھا۔ اس رات کو جب معاویہ رکوع میں گیا۔ اس پر ضربت کاری ماری۔ اس کی ران پر لگی۔ جب جرح کو بلایا۔ اس نے زخم کو دیکھ کر کہا۔ شمشیر کو زہر میں بجھایا ہے۔ دو باتوں میں سے ایک کو اختیار کرو۔ اول یہ کہ اس جگہ کو داغ دو اچھے ہو جاؤ گے۔ دوسرے یہ کہ ایک ایسی دوا دوں کہ اس سے مرنے سے بچ جاؤ۔ مگر اس کے سبب سے تم سے نسل منقطع ہو جائے گی۔ معاویہ نے کہا۔ مجھے طاقت داغ کھانے کی نہیں۔ اور کوئی نسل یزید و عبداللہ میں نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر وہ دوا کھالی۔ اور وہ اچھا ہو گیا۔ اس وقت برک نے کہا۔ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں۔ معاویہ نے کہا۔ وہ کون بشارت ہے۔ اس نے کہا۔ میرا رفیق گیا ہے کہ کوفہ میں آج کی رات علیؑ کو قتل کرے۔ لہٰذا مجھے رہنے دو اگر وہ علیؑ کو قتل کرے اس وقت جو چاہنا کرنا۔ اور اگر اس نے علیؑ کو قتل نہ کیا ہو۔ مجھے چھوڑ دینا۔ کہ میں جا کر علیؑ کو قتل کروں اور میں قسم کھاتا ہوں کہ پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ یہ سن کر معاویہ نے برک کو قید کیا۔ یہاں تک کہ خبر شہادت جناب امیرؑ پہونچی۔ اور برک کو اس خوشخبری کی وجہ سے چھوڑ دیا۔ و بروایت دیگر قول برک نہ قبول کیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ عمرو بن بکیر جب مصر میں گیا۔ اور انیسویں ۱۹ شب کو ارادۂ قتل عمرو بن العاص کیا۔ وہ اس رات کو نماز پڑھانے نہ آیا۔ اور خارجہ کو بھیجا۔ کہ اس کی جگہ نماز پڑھائے۔ عمرو بن بکیر نے بگمان اسی کے کہ عمرو بن العاص ہے۔ ایک ضربت کاری خارجہ پر لگائی۔ خارجہ مارا گیا۔ اور عمرو بن العاص نے نجات پائی۔

قصہ شہادت جناب امیرؑ۔ جب ابن ملجم ملعون کوفہ میں آیا۔ اس ارادہ کو کسی سے بیان نہ کیا۔

اور ایک مرد قبیلۂ تیم الرباب کے گھر گیا۔ اور قطامہ کو اس گھر میں دیکھا جناب امیرؑ نے جنگ خوارج میں پدر و برادر قطامہ کو قتل کیا تھا۔ اور قطامہ نہایت حسینہ و جمیلہ تھی۔ جب ابن ملجم نے اسے دیکھا۔ آتش محبت سینہ میں مشتعل ہوئی۔ اور اسے پیغام نکاح دیا۔ اس ملعونہ نے کہا۔ میرا مہر تین ہزار درہم اور ایک غلام اور ایک کنیز اور قتل علی ابی طالب ہے۔ ابن ملجم نے مصلحتاً کہا۔ تو نے جو کہا۔ وہ میں نے بغیر قتل علیؑ سب منظور کیا۔ اس لئے کہ میں ان کے قتل پر قادر نہیں۔ اس ملعونہ نے کہا۔ علیؑ کو غافل کر کے قتل کر۔ اگر تو بچ گیا میرے ہمراہ عیش کرے گا۔ اور اگر قتل ہوا۔ تو ثواب آخرت تیرے لئے زندگانی دُنیا سے کافی ہے۔ جب اس ملعون نے جانا۔ کہ وہ ملعونہ اس کے مذہب کے موافق ہے۔ کہا بخدا اسو کند میں بھی اس شہر میں نہیں آیا۔ مگر اسی کام کے لئے۔ اس ملعونہ نے کہا۔ میں ایک گروہ اپنے قبیلہ سے تیرے ہمراہ کرونگی۔ کہ تیرے اس معاملہ میں معین ہوں۔ یہ کہہ کر اس ملعونہ نے وردان بن مجالد وغیرہ کو اپنے قبیلہ سے اُکسایا۔ اور اُس کا یار و مددگار کیا۔ ابن ملجم نے شبیب ابن بجیرہ کو دیکھ کر کہا۔ اے شبیب تمہیں منظور ہے کہ اس کام کے لئے تم کو کہوں۔ جو تمہارا باعث شرف دنیا و آخرت ہو۔ شبیب نے کہا۔ وہ کونسا کام ہے۔ ابن ملجم نے کہا قتل علی ابن ابی طالب پر میری یاری و مددگاری کرو۔ اور شبیب بھی منجملہ خوارج تھا۔ اس نے کہا۔ اے ابن ملجم بہت بڑے کام کا تو نے قصد کیا ہے۔ علیؑ کا قتل کرنا آسان نہیں۔ ابن ملجم نے کہا۔ میں مسجد میں چھپ رہتا ہوں۔ جب علیؑ نماز پڑھنے آئیں گے۔ اپنا مطلب پورا کروں گا۔ پس شبیب کو بھی اپنے ساتھ متفق کر لیا۔ اور انیسوی۹ شب ماہ مبارک رمضان کی وہ تینوں شقی اس قصد سے مسجد میں آئے اور قطامہ نے خیمہ مسجد میں نصب کر کے معتکف تھی۔ اس رات کو وہ ملعون اس خیمہ میں رہے اور اس ملعونہ نے جامہ ہائے حریر ان کے سینوں پہ باندھے اور تلواریں ان کے ہاتھوں میں دے کر باہر بھیجا۔ پس وہ تینوں ملاعین قریب اس دروازہ کے جس طرف سے جناب امیرؑ داخل مسجد ہوئے تھے۔ جا کر بیٹھے اور پہلے اس راز کو اشعث ابن قیس خارجی سے کہا تھا۔ اور اس رات کو حجر ابن عدی مسجد میں آئے تھے۔ ناگاہ سُنا۔ اشعث کہتا ہے۔ اے ابن ملجم جلد اپنی حاجت پوری کر۔ اس لئے اگر صبح ہو گئی۔ رسوا ہو جائے گا۔ جب حجر نے یہ بات سُنی۔ ان کا مطلب سمجھ گئے۔ اور اشعث سے کہا اندھے کیا ارادہ قتل علی علیہ السلام کیا ہے۔ پس جانب خانۂ جناب امیرؑ دوڑے کہ خبر کریں قضارا جناب امیرؑ دوسری طرف سے تشریف لائے تھے۔ جب حجر بن عدی مسجد میں تشریف لائے سُنا کہ لوگ کہتے ہیں۔ علیؑ شہید ہو گئے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ عبداللہ بن محمد ازدی نے کہا میں اس رات جامع مسجد کوفہ میں تھا۔ اور مع ایک گروہ اہل مصر مشغول عبادت و شب بیداری

تھا۔ میں نے دیکھا۔ ایک جماعت نزدیک دروازہ مسجد جو خانہ جناب امیرؑ کی جانب تھا۔ جمع ہوئے
ہیں۔ ناگاہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ کہ جناب امیرؑ داخل مسجد ہوئے اور لوگوں کو ندائے نماز دی۔
اور فرمایا۔ الصلوٰۃ الصلوٰۃ یہاں تک کہ صدائے آنحضرت میں نے بھی سنی اور تلواروں کی چمک
دیکھی اور ایک آواز آئی۔ کوئی کہتا ہے۔ حکم خدا کی جانب ہے۔ نہ تم سے اے علیؑ اور پہلے شبیب ابن بجرہ
نے ایک ضربت حضرت پر لگائی تھی اور وہ ضربت طاق مسجد پر لگی تھی۔ اور حضرت پر نہ لگی تھی۔
جناب امیرؑ نزدیک محراب جاکر مشغول نماز ہوئے۔ ابن ملجم ملعون نے ضربت لگائی۔ اور وہ تینوں
ملعون مسجد سے باہر بھاگ گئے۔ جب شبیب اپنے گھر میں گیا۔ اور اس کے پسر عم نے اسے مضطرب
دیکھ کر کہا۔ کیا تو نے امیر المومنینؑ کو قتل کیا ہے۔ اس نے چاہا کہے نہیں۔ مگر زبان سے نکل گیا۔ ہاں۔
یہ سن کر اس کے پسر عم نے اس کو شمشیر سے واصل جہنم کیا۔ اور ابن ملجم ملعون کو ایک مرد قبیلہ ہمدان
نے پکڑا۔ اور جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر کیا۔ شیخ مفیدؒ نے امام زین العابدین سے بسند معتبر
روایت کی ہے۔ جب ابن ملجم نے قصد قتل جناب امیرؑ کیا۔ ایک اور شخص کو بھی اپنے ہمراہ لایا تھا۔
اور ضربت اس شخص کی دیوار مسجد پر لگی۔ جب جناب امیرؑ نزدیک محراب تشریف لائے۔ اور مشغول
نماز ہوئے اور سجدۂ میں گئے۔ ابن ملجم ملعون نے ایک ضربت سر مبارک آنحضرت پر ماری۔ اور وہ ضربت
اس جگہ لگی۔ جہاں عمرو بن عبدود نے سر اقدس پر ضربت لگائی تھی۔ جب صدائے مردم مسجد میں
بلند ہوئی۔ حسنینؑ دوڑے۔ اور ابن ملجم ملعون کو پکڑ کے قید کیا۔ اور اپنے پدر بزرگوار کو اٹھا کر گھر
میں لائے۔ اس وقت لبابہ قریب سر آنحضرت اور ام کلثوم قریب پائے حضرت بیٹھیں۔ اور صدائے
گریہ و شیون گھر سے بلند ہوئی۔ ناگاہ جناب امیرؑ نے چشمہائے مبارک کھول کر حسنینؑ کی طرف
نظر کی۔ اور فرمایا۔ رفیق اعلیٰ و صحبت انبیاء و اوصیاء و دوستان خدا دنیائے بے بقا سے بہتر ہے۔ اگر
میں اس ضربت سے شہید ہوں۔ تم بھی ایک ضربت سے زیادہ اس ملعون کو نہ لگانا۔ یہ فرما کر تھوڑی
دیر بے ہوش رہے۔ جب پھر ہوش میں آئے۔ اور فرمایا۔ اس وقت جناب رسول خداؐ کو میں نے
دیکھا ہے کہ مجھے طلب فرماتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ کل رات کو تم ہمارے پاس ہو گے۔ قرب الاسناد
میں بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے جس رات شربت شہادت نوش
فرمایا۔ اس رات گھر سے مسجد میں آئے اور لوگوں کو نماز صبح کے لئے جگایا۔ ناگاہ ابن ملجم ملعون نے
ایک ضربت سر اقدس پر لگائی۔ کہ حضرت زانو کے بل بیٹھ گئے۔ اور ابن ملجم ملعون کو پکڑ لیا۔
یہاں تک کہ لوگ پہونچے اور اس ملعون کو پکڑ لیا۔ اور جناب امیرؑ کو مکان میں لے گئے۔ جناب

امیرؑ نے حسنینؑ سے کہا۔ اس اسیر کو قید رکھو اور مکان پانی دو اور رعایت کرو۔ کیونکہ اگر میں زندہ رہا قصاص لوں گا۔ اگر چاہوں گا عفو کر دوں گا۔ اگر دنیا سے رحلت کی تم کو اختیار ہے۔ اگر قصد اس کے مارنے کا کرنا ایک ضربت سے زیادہ نہ لگانا۔ اور کان ناک و اعضائے دیگر اس کے نہ کاٹنا۔ کتاب جامع مدام میں اسمٰعیل ابن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ جب درمیان اصحاب حضرت رسولؐ اختلاف ہوا۔ اور عثمان مارا گیا۔ اس وقت میں نے خوف فتنہ و فساد سے عزلت اختیار کی۔ اور ایک مدت ساحل دریا پر بسر کی۔ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ لوگ کس کام میں ہیں۔ ایک رات کسی کام کو چلا۔ اس وقت سب لوگ سو رہے تھے۔ ناگاہ ایک شخص کو میں نے دیکھا کہ ساحل دریا پر سجدہ میں ہے اور با دل حزیں و صدائے ضعیف و نالہ و دردناک اپنے پروردگار سے مناجات و استغاثہ و تضرع کر رہا ہے۔ میں اس سے علیحدہ چھپ کر کھڑا ہو رہا۔ کہ وہ مجھے نہ دیکھ سکے۔ اور میں نے اس کے کلام سننے کو کان لگائے۔ میں نے سنا۔ وہ کہتا ہے۔ یاحسن الصحبۃ یاخلیفۃ النبیین یاارحم الرحمین البدئی البدیع الذی لیس مثلک شیٔ والدائم غیر الغافل والحیّ الذی لایموت انت کل یوم فی شان انت خلیفۃ محمدؐ اسئلک ان تنصر وصی محمدؐ وخلیفۃ محمدؐ والقائم بالقسط بعد محمدؐ اعطف علیہ تیصر او توفہ برحمۃ پس سر سجدہ سے اٹھایا۔ اور بیٹھ کر تشہد پڑھا۔ اور سلام کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور پانی پر روانہ ہوا پس میں نے عقب سے آواز دی کہ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ مجھ سے کلام کرو۔ میری جانب ملتفت نہ ہوئے۔ اور کہا۔ ہدایت کرنے والے کو عقب سے چھوڑ کر جا۔ اور اس سے اپنے امر دین کا سوال کر۔ میں نے کہا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ وہ ہدایت کرنے والا کون ہے فرمایا۔ وصی محمدؐ۔ یہ سُن کر میں کوفہ چلا۔ رات کو صحرائے نجف میں رہا۔ کہ جب صبح ہو گی داخل کوفہ ہونگا۔ جب پہر رات گزری۔ میں نے ایک دیکھا۔ ایک شخص آیا۔ اور تنہا ایک ٹیلے کے . . . . . . پیچھے کھڑے ہو کر مشغول مناجات حق تعالیٰ ہوا۔ اور کہا۔ خداوندا جو کچھ تیرے پیغمبر نے اور تیرے برگزیدہ نے مجھے حکم کیا تھا۔ اسی طرح میں اس امت میں بجا لایا۔ امت نے مجھ پر ظلم و ستم کیا اور میں نے منافقوں سے قتال کیا۔ جس طرح تو نے مجھے حکم دیا تھا۔ انہوں نے مجھے بجہالت و سفاہت منسوب کیا۔ اور میں ان سے تنگ دل ہوا ہوں۔ اور یہ مجھ سے دل تنگ ہوئے ہیں۔ میں ان کا دشمن ہوں یہ میرے دشمن ہیں۔ اور جن امور کی تیرے پیغمبر نے مجھے خبر دی تھی۔ ان میں کچھ باقی نہیں بغیر ایک امر کے جس کا مجھے انتظار ہے کہ ابن ملجم مرادی آئے۔ اور اس امر کو عمل میں لائے۔ خداوندا اس کی شقاوت کو نزدیک کر اور مجھے باسعادت شہادت فائز کر۔ خداوندا

مجھ سے تیرے پیغمبر نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جس وقت میں تجھ سے تیری ملاقات کا سوال کروں تو مجھے اپنے پاس بلا لے۔ خداوندا میں دنیا سے تنگ آگیا ہوں۔ اور تیری سعادت لقا کا امیدوار ہوں۔ جب دعا سے فارغ ہوئے بجانب کوفہ روانہ ہوئے۔ اور میں ان کے عقب چلا۔ یہاں تک وہ اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا یہ گھر کس کا ہے۔ انہوں نے کہا۔ یہ علی ابن ابی طالب کا مکان ہے۔ تھوڑی دیر بعد اذان نماز کی آواز آئی۔ میں نے دیکھا۔ جناب امیرؑ باہر تشریف لائے ہیں۔ میں بھی عقب میں روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ داخل مسجد ہوا۔ اتنے میں ابن ملجم نے جناب امیرؑ کو شہید کیا۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے۔ کہ اصبغ بن نباتہ نے کہا۔ جب جناب امیرؑ کے سر اقدس پر ضربت لگی۔ ان کو گھر میں لے گئے۔ اور حارث ہمدانی و سوید بن غفلہ ہمراہ گروہ اصحاب خانۂ آنحضرت میں جمع ہوئے۔ جب صدائے گریہ وزاری خانہ آنحضرت سے بلند ہوئی۔ ہم سب بھی رونے لگے۔ اس وقت امام حسنؑ گھر سے باہر تشریف لائے اور کہا جناب امیرؑ فرماتے ہیں، کہ اپنے اپنے گھر جاؤ۔ لیکن میں دروازہ پر ٹھہرا رہا۔ جب دوسری مرتبہ صدائے شیون وزاری گھر سے بلند ہوئی۔ میں بھی رونے لگا۔ پھر امام حسنؑ باہر آئے۔ اور کہا۔ میں نے نہیں کہا تم سے کہ اپنے گھر چلے جاؤ۔ میں نے عرض کی۔ بخدا سوگند۔ یا ابن رسول اللہ میرا دل نہیں مانتا۔ اور میرے پاؤں میں قوت رفتار باقی نہیں۔ جب تک جناب امیرؑ کو نہ دیکھ لوں گا۔ نہ جاؤں گا۔ یہ کہہ کر میں خوب رویا۔ پس امام حسنؑ گھر میں گئے اور تھوڑی دیر کے بعد باہر آئے اور مجھے اندر لے گئے۔ جب میں اندر گیا دیکھا۔ جناب امیرؑ کو تکیوں سے لگا کر بٹھایا ہے اور زرد پٹی سر اقدس پر بندھی ہے۔ اور روئے مبارک بجہ خون نکلنے سے ایسا زرد ہو گیا ہے کہ مجھے اس کی تمیز نہ ہوئی۔ کہ پٹی زیادہ زرد تھی یا رنگ زیادہ زرد تھا۔ جب میں نے اپنے مولا کا یہ حال دیکھا بیتاب ہو کر قدم محترم چومنے لگا۔ آنکھوں سے ملتا اور روتا جاتا تھا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے اصبغ نہ رو کہ مجھے راہ بہشت درپیش ہے۔ میں نے کہا۔ میں آپ پر فدا آپ بہشت میں جاتے ہیں۔ اور میں زندہ رہوں۔ اس لئے کہ آپ کی مفارقت پر روتا ہوں۔ کلینیؒ و سید رضیؒ وغیرہ نے بسند معتبر

بیان نصائح و وصایائے جناب امیرؑ

روایت کی ہے۔ کہ جب جناب امیرؑ کے سر مبارک پر ضرب لگی۔ اصحاب گرد جمع ہوئے۔ اور کہا۔ اے امیر المومنین ہمیں وصیت کیجیے۔ حضرت نے فرمایا۔ دوہرا کر کے مجھے تکیہ کرو۔ پس فرمایا۔ میں حمد خدا کرتا ہوں۔ وہ حمد جو لائق اس کی بزرگواری کے ہے۔ در حالانکہ میں متابعت کنندۂ امر ہوں۔ وہ مجھے پسند کرتا ہے۔ میں خداوند احد واحد صمد کی یگانگی کی گواہی دیتا ہوں۔ جس طرح اس نے اپنی تعریف کی ہے۔ ایہا الناس جو کسی چیز سے بھاگتا ہے۔

اسی کی طرف پہونچتا ہے۔ ہر جگہ سے جانب اجل مقدر اسے کھینچتا ہے اور موت سے بھاگنا عین موت کی طرف پہونچنا ہے۔ کس درجہ ایام روزگار میں۔ میں نے فکر کی اور مکنون علم قضا و قدر میں کس قدر میں نے غور کیا۔ اور وہ ہے وہ علم جس کو حق تعالیٰ کو ظاہر کرنا منظور نہیں اور پردہ ہائے غیب میں مکنون و مخزون ہے۔ لیکن میری وصیت تم سے یہ ہے کہ شریک بخداوند بزرگوار نہ لانا۔ اور کسی چیز کو اس کی عبادت میں شریک نہ کرنا۔ اور سنت و طریقۂ حضرت رسولؐ کو ضائع نہ کرنا۔ کتاب خدا اور سنت رسولؐ کو بدستور رکھنا۔ حسنؑ و حسینؑ کو کہ یہ دو چراغ ہیں روشن رکھنا جب تک طریقۂ حق سے متفرق نہ ہوگے۔ محل ملامت و مذمت نہ ہوگی۔ حق تعالیٰ نے بقدر طاقت ہر ایک پر بوجھ ڈالا ہے۔ اور تکلیف کو جاہلوں پر سہل کیا ہے تمہارا پروردگار رحیم ہے اور پیشوا امام تمہارا دانا ہے۔ اور مذہب تمہارا دین درست ہے۔ میں کل کے دن تمہارا مصاحب تھا۔ اور آج محل عبرت تمہارے لئے ہوں۔ اور کل تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ اگر میرا قدم اس مرض میں ثابت رہا۔ اور شفا پاؤں اور خدا کا شکر کروں۔ اور میرا قدم لغزش کرے اور دنیا سے مفارقت کروں۔ پس دل میرا وابستہ دنیا نہ تھا۔ اور دنیا میں ایسا تھا۔ جس طرح کوئی سایۂ درخت میں بیٹھا ہو۔ اور وہ سایہ جلد اس کے سر سے ہٹ جائے اور ہوا نے چند خاشاک کو اس کے گرد جمع کر دیا ہو۔ اور بہت جلد اسے پراگندہ کر دے۔ یا یہ کہ ابر کا ٹکڑا کسی کے سر پر سایہ فگن ہو۔ اور بہت جلد سایہ جاتا رہے۔ اور میں تم میں ایک مجاور تھا۔ کہ میرا بدن چند روز تمہارے ہمراہ مجاورت کرتا تھا۔ اور میری روح متعلق بہ ملاء اعلیٰ تھی۔ بہت جلد میرا بدن روح سے خالی اور ساکن دیکھو گے۔ اور بعد ان متحرک حالتوں کے جو اس سے دیکھتے تھے۔ خاموش دیکھو گے بعد ان خطبوں کے جو اس سے سنتے تھے اور علوم الٰہی و معارف ربانی جو اس سے حاصل کرتے تھے۔ لازم ہے کہ میرے بند ہونے سے پند و نصیحت حاصل کرو۔ اس لئے کہ ہر سخنگوئی سے یہ حالت زیادہ پند و نصیحت دینے والی ہے۔ میں تم کو وداع کرتا ہوں۔ وہ وداع جس کا مجھے تم سے دوسری مرتبہ ملاقات کا رجعت میں انتظار ہے اور قیامت کے دن اور میرے مراتب دیکھو گے۔ آج جو میری قدر منزلت تم سے مخفی ہے اس روز ظاہر ہو جائے گی۔ اور جب میں تم میں سے چلا جاؤں گا۔ اس وقت میری قدر پہچانو گے۔ اور جب میری جگہ دوسرا بیٹھے گا۔ اس وقت مجھے یاد کرو گے اگر میں زندہ رہا خود ولی اپنے خون کا ہوں گا۔ اور اگر چلا گیا۔ فنا و نیستی ہماری وعدہ گاہ ہے۔ پس اگر عفو کرو۔ عفو ہمارے لئے قربت اور تمہارے لئے حسنہ ہے۔ لہٰذا عفو و درگزر ہمارے مجرم سے درگزر کرو۔ آیا تمہیں منظور ہے کہ خدا تم کو بخش دے۔ وہ ہے حسرت غافل پر کہ عمر اس کی قیامت میں اس پر حجت ہو۔ ایام زندگانی اسکو بدبختی

وشقاوت میں ڈال دیں۔ خدا ہمیں اور تمہیں ان میں داخل کرے۔ جن کو رغبت دنیا مانع طاعت حق تعالیٰ نہیں ہوتی۔ اور بعد مرگ ان پر عذاب اور شدت نازل نہیں ہوتی۔ یقین جانو ہم سب مرنے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ اور ہماری بازگشت جانب مرگ ہے۔ پھر امام حسن کی طرف نظر کی۔ فرمایا۔ اس پر ایک ضربت سے زیادہ جس طرح اس نے مجھ پر لگائی ہے نہ لگانا۔ باوجودیکہ اگر زیادہ لگاؤ گے گنہگار نہیں ہو۔ کلینیؒ و ابن بابویہؒ و شیخ طوسیؒ و شیخ مفیدؒ اور جملہ محدثین نے بطرق بسیار امام حسنؑ و امام موسیٰ کاظمؑ و سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کی ہے۔ کہ وقت وصیت جناب امیرؑ تمام فرزندان و اہل بیت اور اپنے مردان شیعہ کو جمع فرمایا۔ اور امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ مقرر فرمایا۔ اور نص امامت امام حسن پر کیا۔ اور کتابہائے الٰہی و مصحف پیغمبران و علوم گذشتگان و سلاح و زرہ رسول خداؐ و جمیع آثار آنحضرت و آثار و معجزات جمیع پیغمبران امام حسن کو تعلیم کئے۔ اور فرمایا۔ اے فرزند گرامی جناب رسول خداؐ نے مجھے وصیت کی ہے۔ کہ میں تمہیں اپنا وصی کروں۔ اور کتب و اسلحہ جو میرے پاس ہیں۔ تمہارے سپرد کروں۔ جس طرح جناب رسول خداؐ نے مجھے اپنا وصی کیا۔ اور کتب و اسلحہ مجھے اپنا سپرد کیا۔ اور مجھے حکم دیا کہ تمہیں حکم دوں کہ تمہارا وقت وفات قریب ہو۔ امام حسینؑ کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ پھر امام حسینؑ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا تمہیں رسول خداؐ نے حکم کیا ہے کہ جب تمہارا وقت شہادت آئے۔ اپنے فرزند علی ابن الحسین کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ پھر علی بن حسین سے فرمایا کہ رسول خداؐ نے تم کو حکم کیا ہے۔ جب تمہارا وقت وفات قریب ہو۔ اپنے فرزند محمد بن علی کو اپنا وصی کرنا۔ اور ان سب تبرکات کو ان کے سپرد کرنا۔ اور جب محمدؐ بن علی پیدا ہوں۔ ان کو رسول خداؐ اور میری طرف سے سلام کہنا۔ بعد اس کے امام حسنؑ سے فرمایا۔ اے فرزند گرامی۔ تم خلیفہ و امام میرے بعد ہو۔ اور میرے قاتل کے قصاص میں تم کو اختیار ہے اگر چاہنا اسے عفو کرنا۔ اور اگر چاہنا ایک ضرب میں اسے مار ڈالنا۔ اب میری وصیت لکھو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ یہ وصیت نامہ علی ابن ابی طالب کا ہے کہ وحدانیت حق تعالیٰ پر گواہی دیتا ہے اور یہ کہ اس کا شریک کوئی نہیں۔ اور گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ بندہ اور رسول خداؐ ہیں کہ ان کو واسطے ہدایت اور دین حق کے بھیجا۔ کہ اس کے دین کو سب دینوں پر غالب کرے۔ ہرچند مشرکین نہ چاہیں۔ پس جانو۔ کہ میری نماز اور حج اور عبادت اور زندگی اور موت سب پروردگار عالم کی جانب ہے۔ اور کسی کو میں اس کا شریک نہیں کرتا۔ اور اس پر مامور ہوا ہوں۔ اور از جملہ مسلمانان ہوں۔ میں تم کو اے حسنؑ اور جمیع اہل بیت اور اپنے فرزندوں کو وصیت کرتا ہوں۔ جسے یہ نامہ پہونچے۔ بتقویٰ و پرہیزگاری خداوند عالمیان زندگی بسر کرے۔ اور نہ مرے مگر بدین اسلام ہو۔ اور ریسمان خدا سے کہ کتاب اور اہل بیت رسول خداؐ ہیں متمسک

رہنا۔ اور سب طریقۂ حق پر مجتمع رہنا اور پراگندہ نہ ہونا۔ بدرستیکہ میں نے رسول خداؐ سے سُنا ہے فرماتے تھے اصلاح بہتر درمیان مردم نماز و روزہ سے ہے اور بتحقیق درمیان مردم فساد کرنا دین کو زائل و ہلاک کنندہ مثل ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ اپنے بیگانوں پر نظر رکھو۔ اور ان سے احسان کرو۔ کہ حق تعالیٰ قیامت میں تم پر احسان کرے۔ اور یتیموں کے حق میں خدا کو یاد کرو۔ کہ یہ تمہارے سامنے بھوک پیاس سے بیتاب و ضائع نہ ہوں۔ کیونکہ میں نے جناب رسول خداؐ سے سُنا ہے۔ جو شخص یتیم کو اپنے عیال میں داخل کرے۔ یہاں تک مستغنی ہو جاتے ہیں۔ حق تعالیٰ بہشت کو اس کے اوپر واجب کرتا ہے۔ جس طرح بہ ستم مال یتیم کھانے والے پر جہنم کو واجب کرتا ہے۔ اور در باب قرآن خدا کو اس طرح یاد رکھو کہ کوئی تم پر عمل کرنے میں اس پر سبقت نہ کر سکے۔ اور خدا کو بہ حق ہمسائیگان یاد کرو۔ بتحقیق جناب رسول خداؐ نے در باب حق ہمسائیگان مجھے وصیت کی ہے کہ میں نے گمان کیا۔ کوئی میراث ان کے لئے مقرر فرمائیں گے۔ اور خدا کو در باب خانہ کعبہ یاد کرو۔ کہ ہرگز جب تک تم ہو وہ تم سے خالی نہ رہے۔ اس لئے کہ اگر حج خانہ کعبہ کو ترک کرو گے مہلت نہ پاؤ گے۔ اور بہت جلد عذاب خدا تم پر نازل ہوگا۔ اور کم سے کم جو ثواب حاجیان بیت الحرام کو ملتا ہے یہ ہے کہ خدا گناہان گذشتہ بخش دیتا ہے اور خدا کو در باب نماز یاد کرو۔ کہ وہ بہترین اعمال اور ستون دین ہے۔ اور خدا کو در باب زکوٰۃ یاد کرو کہ زکوٰۃ دینا غضب پروردگار کو ساکن کرتا ہے۔ اور خدا کو در باب روزے ماہ مبارک رمضان یاد کرو۔ وہ تمہارے لئے آتش جہنم سے سپر ہے۔ اور خدا کو در باب فقرا و مساکین یاد کرو۔ اور ان کو اپنے ہمراہ اپنی معاش میں شریک کرو۔ اور خدا کو در باب جہاد فی سبیل اللہ اپنے اموال اور جانوں اور زبانوں سے یاد کرو۔ اور جانو کہ راہ خدا میں جہاد نہیں کر سکتا مگر وہ امام کہ پیشوائے راہ ہدایت ہو۔ یا وہ جو اس کی اطاعت کرنے والا ہو۔ اور اس کی ہدایت سے ہدایت پائی ہو۔ اور خدا کو اپنے پیغمبر کی خدمت میں یاد کرو کہ تم پر اور تمہارے سامنے ان پر ستم نہ کریں۔ حالانکہ تم ان پر دفع ظلم میں قادر ہو اور خدا سے در باب اصحاب[۵] پیغمبر خدا ڈرو اور ان کی رعایت کرو۔ کہ

---

[۵] اصحاب سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے توحید۔ رسالت اور ولایت اہل بیتؑ کا اقرار دست حق پرست جناب رسول خداؐ پر کیا ہو۔ اور اسی اقرار پر ان کی موت واقع ہوئی ہو۔ اگر کوئی توحید و رسالت کا تو اقرار کرے۔ مگر ولایت اہل بیتؑ کا انکار کرے وہ صحابی رسول نہیں ہے کیونکہ اس کا ایمان نامکمل ہے صحابہ ہی سے خود مقدمہ تفسیر مراۃ الانوار ص۲۱۶

جو حضرت علی امیرالمومنینؑ سے یہ حدیث نقل ہے یعنی علی قیل یارسول اللہ ! اکل مومن۔ قال لا الٰہ الا اللہ مومن ؟ قال عدا وتنا تلحق بالیھود والنصاریٰ انکم لا تدخلون الجنۃ

انہوں نے کوئی بدعت دین خدا میں نہیں کی۔ اور صاحب بدعت کو راہ نہیں دی۔ بدرستیکہ رسول خداؐ نے اپنے اصحاب کے حق میں تم کو وصیت کی۔ اور اس پر لعنت کی جو اصحاب اور غیر اصحاب میں سے بدعت جاری کرے۔ یا بدعت کرنے والے کو پناہ دے اور یا اس کی نصرت و مددگاری کرے۔ اور خدا کو در باب زنان و کنیزان ڈرتے رہو۔ کیونکہ آخر میں رسول خداؐ نے جس چیز کے متعلق کلام کیا ہے۔ وہ یہ تھا۔ کہ میں تم کو وصیت کرتا ہوں ضعیف عورتوں اور غلاموں اور کنیزوں کے حق میں۔ پس تین مرتبہ فرمایا۔ کہ نماز کی رعایت کرو۔ اور راہ خدا میں ملامت کرنے والوں سے نہ ڈرو۔ خدا ہر شخص کے شر سے اور اس سے جو تمہیں اذیت پہنچائے اور تم پر ستم کرے کفایت فرمائے۔ اور لوگوں سے سخن نیک کہو۔ جس طرح حق تعالیٰ نے قرآن میں حکم کیا ہے۔ اور امر نیکی و نہی و بدی ترک نہ کرو۔ اگر ترک کرو گے۔ تو حق تعالیٰ تمہارے بُروں کو تم پر مسلط کرے گا۔ اور تمہاری دعا قبول نہ ہو گی۔ اور تمہیں اسے فرزندو چاہیئے نیکی کرنا۔ اور بخشش با یکدیگر مہربانی کرنا۔ اور دوری کرنے اور بدی کرنے اور ایک دوسرے سے پراگندہ ہونے سے بہت پرہیز کرو۔ ایک دوسرے کی نیکی اور تقویٰ کرنے پر رعایت کرو۔ ایک دوسرے کے گناہ اور ظلم پر اعانت نہ کرو۔ اور عذاب الٰہی سے ڈرو۔ کہ عذاب حق تعالیٰ شدید ہے۔ اے اہل بیت خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اور تمہارے درمیان تمہارے پیغمبر کی حرمت کو حفظ کرے میں تمہیں خدا کو سونپتا۔ اور سلام وداع کرتا ہوں۔ سلام و رحمت و برکت الٰہی تم پر ہو۔ پس ہر وقت لا الٰہ الا اللہ کہتے تھے۔ یہاں تک کہ تیئسویں شب ماہ مبارک رمضان شب جمعہ سال چہلم ہجرت کو رحمت الٰہی ملحق ہو گئے۔

حتی تحبونی و کذب من زعم انہ یحبنی و یبغض ھذا۔ یعنی علیا (علیہ السلام)۔ حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اللہ سے کہا گیا۔ یا رسول اللہ جو لا الٰہ الا اللہ کہے وہ مومن ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہماری عداوت یہود و نصاریٰ کے ساتھ ملحق کر دیتی ہے۔ لہٰذا تم لوگ بتحقیق ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو گے۔ جب تک مجھ سے محبت نہ کرو۔ اور جو شخص میری محبت کا دعویٰ کرے علی کا دشمن رہے وہ مومن نہیں کذاب ہے۔ لہٰذا اس اقرار کے علاوہ یعنی توحید۔ ولایت اہل بیت یا رسالت اور توحید کا اقرار کیا۔ اور اسی پر اس کی موت واقع ہوئی۔ وہ اصحاب محمدؐ نہیں کہے جا سکتے۔ بلکہ یہی لوگ اصطلاح قرآن اور صحابہ میں اور اسلام میں کہے جاتے ہیں۔ جیسا کہ ابو سعید خدری نے فرمایا ہے۔ عن ابی سعید خدری قال کنا نعرف المنافقین نحن معاشر الانصار ببغضھم علیا۔ ہم گروہ انصار منافقین کی پہچان علی کی دشمنی سے رکھتے تھے یعنی جو دشمن علی وہ منافق ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کی تعظیم اسلام میں اور مسلمانوں کے لئے حرام ہے ان کے علاوہ لوگوں کی تعظیم و احترام ہر کلمہ گو کے لئے واجب ہے وہ خواہ حبشی بلال ہی ہو۔ فارس کا رہنے والا سلمان یا صحرا کی خاک چھاننے والا ابوذر ہی کیوں نہ ہو۔ اصحاب محمد کو برا بھلا کہنے والا کافر اور واجب القتل ہے۔ (دکتر محمد تیجانی عفی عنہ)

اور اکیسویں شب کو ضربت سر اقدس پر لگی تھی۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ یہ تاریخ خلاف مشہور علمائے شیعہ ہے۔ اور موافق بعض اقوال اہل سنت سے ہے۔ اور مخالفین کے تاریخ شہادت آنحضرت میں اقوال دیگر بھی ہیں کہ ان کے بیان کی ضرورت نہیں ہے شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ نے امام حسنؑ سے وصیت آنحضرت کی اس طرح روایت کی ہے۔ فرمایا جب میرے پدر بزرگوار کا زمانہ وفات قریب ہوا ہے اس طرح وصیت فرمائی۔ کہ علی ابن طالب برادر محمد رسولؐ اور پسر عم و مصاحب آنحضرت وصیت کرتا ہے۔ پہلی وصیت یہ ہے۔ یہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ شہادت دیتا ہوں۔ اور یہ محمد رسول خداؐ برگزیدہ پروردگار عالمیان ہیں۔ اور انہیں اپنے علم سے برگزیدہ کیا ہے اور اپنی دانائی سے پسندیدہ کیا ہے اور گواہی دیتا ہوں۔ کہ خدا ان کو زندہ کرے گا۔ جو قبروں میں ہیں۔ اور ان سے ان کے اعمال کا سوال کرے گا۔ اور جو کچھ ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے۔ خدا اس سے خوب واقف ہے۔ اے حسنؑ میں تم کو وصیت کرتا ہوں۔ اور تم میرے اچھے وصی میرے لئے ہو۔ میں تم کو اس طرح وصیت کرتا ہوں جس طرح سے مجھے رسول خداؐ نے وصیت کی ہے۔ اے فرزند جب میں دنیا سے مفارقت کروں۔ اور میرے اصحاب تم سے موافق نہ رہیں۔ اس وقت خانہ نشین رہنا۔ اور گناہوں[1] پر رونا۔ اور دنیا کو مقصود بزرگ نہ قرار دینا۔ اے فرزند میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ نماز وقت فضیلت بجا لانا۔ اور زکوٰۃ وقت پر مستحقین کو پہونچانا۔ اور جو تم پر مشتبہ ہو اس کے بارے میں خاموش رہنا۔ اور کاموں میں میانہ روی اختیار کرنا۔ در حالت خوشنودی و غضب میں عدالت کرنا۔ اپنے ہمسایہ کے لوگوں سے نیکی کرنا۔ مہمان کو گرامی رکھنا۔ ارباب بلا و مشقت پر رحم کرنا۔ اپنے بیگانوں پر نوازش کرنا۔ مسکینوں کو دوست رکھنا۔ اور ان سے ہمنشین رہنا۔ خدا اور خلق سے عاجزی کرنا۔ کہ یہ بہترین عبادت ہے۔ اپنی آرزوؤں کو کوتاہ کرنا۔ اور ہمیشہ یاد مرگ میں رہنا۔ دنیا کو ترک اور خواہش دنیا کو دل سے باہر کرنا۔ اس لئے کہ تم موت کے گرویدہ اور نشانہ تیر ہائے بلا اور گرے ہوئے بیماریوں کے ہو۔ اے فرزند میں

---

[1] اور گناہوں سے یہاں امت کا سلوک ہمراہ اہل بیت مراد ہے جیسا کہ رسول پاک کے متعلق پروردگار عالم نے فرمایا ہے۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر زیر آیت تفسیر روح البیان ذنبک معاف پوشیدہ ہے۔ یعنی امت کے گناہ۔ نیز تفسیر زیر آیت ولو انھم اذ ظلموا۔ کبھی گناہ کی نسبت گنہگار کی طرف ہوتی ہے اور کبھی گناہ کی نسبت معاف کرنے والے کی طرف جس طرح مقدمہ کی نسبت کبھی مجرم کی طرف کبھی مظلوم مدعی علیہ کی طرف یہاں نسبت یہی ہے۔ یعنی مقدمہ ظلم و جور (گناہوں) پر رونا ہے۔ اور یہی منشاء مولائے کائنات جناب امیر المومنین حضرت امام حسنؑ سے ہے۔ (کرم علی شہی عفی عنہ)

تم کو وصیت کرتا ہوں کہ خداوند جبار سے پنہاں و آشکار خائف رہنا۔ اور گفتار و کردار میں سبقت کرنے سے قبل اس کے انجام پر غور و تامل کر لو۔ منع کرتا ہوں اور اگر تم کو امور آخرت سے کوئی کام پیش آئے اس سے ابتدا کرو اور تاخیر نہ کرو اور جب امور دنیا سے کوئی کام پیش آئے۔ اس میں تامل و تساہل کرو۔ اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو جائے۔ آیا اس کام میں تمہاری رشد و صلاح ہے اور ان مقامات سے جو محل تہمت اور اس مجلس سے جس پر گمان بد کرتے ہیں۔ ضرور حذر کرنا کیونکہ ہمنشین بد اپنے ہمنشین کو فریب دیتا ہے۔ اے فرزند ہمیشہ خدا کے لئے کارکن رہنا۔ اور فحش و بیہودہ گوئی سے اپنے نفس کو زجر و توبیخ کرنے والا اور نیکیوں سے حکم کرنے والا۔ اور برائیوں سے منع کرنے والا۔ برادروں سے واسطے خدا کے برادری کرنے والا صلحا کو ان کی صلاحیت کے سبب سے دوست رکھنا۔ فاسقوں سے شفقت و مدارا نہ کرنا۔ کہ تمہارے دین میں ضرر نہ پہنچائیں۔ لیکن دل میں دشمن رکھنا۔ اور ان کے اعمال سے کنارہ کرنا۔ اس لئے کہ مبادا اعمال ان کے نہ ہو جاؤ۔ اور شاہراہ پر بیٹھ کر لڑائی جھگڑا نہ کرنا بے عقل و علم سے نزاع نہ کرنا۔ اے فرزند اپنی معیشت میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور اسراف نہ کرنا اور اپنی عبادت میں بھی میانہ روی رکھنا۔ اور تمہیں عبادت نصیب ہو۔ وہ جس عبادت پر مداومت کرو۔ اور طاقت بھی اسکی رکھتے ہو۔ خاموشی اختیار کرو کہ بلا ہائے زبان سے سلامتی حاصل ہو۔ اپنے لئے آخرت میں اعمال صالحہ بھیجو کہ غنیمت ہاتھ آئے۔ خیرات میں سعی کرو کہ عقلمند ہو۔ اور ہر حال میں مشغول ذکر خداوند ذوالجلال رہو۔ اپنے بیگانوں میں سے چھوٹوں پر رحم کرو اور بزرگوں و بڈھوں کی تعظیم کرو۔ اور کوئی کھانا نہ کھاؤ جب تک کہ اس میں سے کچھ تصدق نہ کرو۔ اور تم کو توفیق روزہ رکھنے کی ہو۔ کہ وہ زکوٰۃ بدن ہے اور اپنے اہل کے لئے سپر اہل جہنم سے ہے۔ اپنے نفس سے ہمیشہ مجاہدہ کرو۔ اور ہمنشین سے ہمیشہ پر حذر ہو اور شر دشمن سے اجتناب کرو۔ اور تم کو توفیق ان مجالس کی ہو جس میں یاد خدا ہوتی ہو۔ در بارگاہ خدا میں بہت دعا کرو۔ اے فرزند یہ میری وصیتیں ہیں۔ اور تمہاری نصیحت و خیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اب میرا وقت جدائی تم سے ہے۔ تم کو وصیت کرتا ہوں۔ کہ اپنے برادر محمدؒ سے نیک سلوک کرنا۔ وہ تمہارا رفیق اور تمہارے باپ کا فرزند ہے۔ اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ لیکن بھائی تمہارا حسینؑ وہ تمہارا حقیقی بھائی ایک ماں باپ سے ہے۔ اور تم کو اس کے مقدمہ میں وصیت کرنے کی احتیاج نہیں اور خدا میرا خلیفہ تم پر ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے احوال کو اصلاح اور شر طاغیان و ظالمان تم سے دفع کرے صبر کرو کہ امر خدا تمہارے لئے بفرح نازل ہے اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر بمدد خداوند علی العظیم۔

قصہ شہادت جناب امیرؑ ۔ شیخ مفیدؒ اور من جملہ محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جناب

امیرؑ نے قریب ایام شہادت فرمایا۔ میں نے جناب رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا اور کچھ ظلم و ستم مجھے اس امت سے پہونچے۔ ان کی شکایت آنحضرت سے بیان کر کے میں رونے لگا۔ حضرت نے کہا۔ اے علیؑ نہ رو۔ اور ادھر نظر کرو۔ جب ادھر میں نے دیکھا۔ دو آدمیوں کو دیکھا۔ کہ انہیں زنجیروں میں جکڑا تھا۔ اور ان کے سروں کو پتھروں سے کچلتے تھے۔ اس کے دوسرے روز جناب امیرؑ کے سر پر ضربت لگی۔ اور (معلوم ہو کہ وہ دو آدمی اول۔ دوم تھے۔ اس لئے کہ اہل بیت پر ظلم و ستم کی ابتدا ان ہی سے ہوئی۔ اور) بسند دیگر ام موسیٰ خادمہ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ ام موسیٰؑ نے کہا۔ ایک روز میں نے جناب امیرؑ سے سُنا کہ اپنی دختر ام کلثوم سے فرماتے تھے۔ اے دختر تھوڑے ہی دنوں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ جب کلثوم نے یہ سُنا۔ فریاد کی۔ اے پدر بزرگوار یہ کیا خبر وحشت اثر آپ مجھے دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ آج رات میں نے خواب میں حضرت رسول خداؐ کو دیکھا ہے۔ کہ اپنے دست مبارک سے غبار میرے منہ سے جھاڑتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یا علیؑ تم پر کوئی خوف نہیں۔ جو کچھ تم پر لازم تھا۔ وہ تم بجا لائے۔ اس خواب کے تیسرے روز آنحضرت کے سر مبارک پر ضربت لگی۔ جب جناب امیرؑ کو گھر میں لائے ام کلثوم نے فریاد کی۔ حضرت نے کہا۔ اے دختر گریہ نہ کر۔ اس وقت میں حضرت رسولؐ کو دیکھ رہا تھا۔ کہ آنحضرت بدست مبارک میری طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ اے علی جلد میرے پاس آؤ۔ جو کچھ میرے پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ سید رضی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ شب ضربت جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں اس وقت بیٹھا تھا۔ کہ نیند آ گئی۔ کیا دیکھتا ہوں۔ حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور میں نے اس امت کی شکایت آنحضرت سے کی۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ ان ظالموں پر نفرین کرو۔ میں نے کہا خدا ان کے عوض اچھے قرین و مصاحب مجھے عطا کرے۔ اور میرے عوض ان کو مصاحبان بد عنایت کرے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حبیب بن عمرو سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت کی خدمت میں اس مرض میں جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت نے جراحت سر کھولا۔ میں نے کہا۔ یا حضرت یہ جراحت تو ایسا کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اور اس زخم سے چنداں خوف بھی نہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا اے حبیبؒ خدا سوگند میں اس ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حبیب نے کہا۔ جب میں نے یہ سُنا رونے لگا۔ اور ام کلثوم قریب بیٹھی تھیں۔ وہ بھی رونے لگیں۔ حضرت نے کہا اے دختر ام کلثوم کیوں روتی ہو۔ کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار کیونکر نہ روؤں۔ آپ فرماتے ہیں۔ میں اسی ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر گرامی گریہ نہ کر بخدا سوگند تو وہ دیکھے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ بیشک نہ روئے۔ حبیب نے آپ سے پوچھا۔ یا امیر المومنین آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے حبیب میں ملائکہ افلاک اور پیغمبروں کو دیکھ رہا ہوں کہ آگے

صف بصف کھڑے ہیں۔ اور ملاقات من کے منتظر ہیں۔ اور اس وقت جناب رسول خداؐ برادر من میرے پاس بیٹھے ہیں۔ اور فرماتے ہیں کہ میرے پاس آؤ۔ جو کچھ تمہیں درپیش ہے وہ موجودہ حالت سے بہتر ہے۔ حبیب نے کہا۔ میں ہنوز حضرت کے پاس سے اٹھ کر نہ گیا تھا کہ روح مقدس آنحضرت بارواح انبیاء و اوصیا ملحق ہوئی۔

شیخ مفیدؒ و ابن شہر آشوب وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ شب ضربت نماز شب کے لئے مسجد میں تشریف لے گئے۔ اور رات بھر بیدار اور مشغول عبادت حق تعالیٰ میں رہے۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار اس قدر بیداری اور بیقراری کا سبب کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس رات کی صبح کو میں شہید ہونگا۔ ناگاہ موذن نے صدائے اذان دی۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آج کسی اور کو حکم دیجئے کہ لوگوں کو نماز پڑھائے۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ قضائے الٰہی سے چارہ نہیں۔ اور منقول ہے۔ اس شب جناب امیرؑ تمام رات باہر جاتے اور اطراف آسمان کی طرف نظر فرماتے۔ اور فرماتے تھے۔ میں نے ہرگز دروغ نہیں کہا اور جناب رسولؐ خدا سے بھی خبر دروغ نہیں سنی۔ یہ وہ رات ہے جس کا وعدہ شہادت مجھے دیا ہے۔ جب آواز اذان سنی کمر باندھی اور ایک شعر پڑھا۔ جس کا مضمون یہ ہے اور جس کو سید ظہور الحسن کوثر بھریلوی نے یوں نظم کیا ہے ؎

اپنی کمر کو باندھ لے مضبوط خاطر موت کی　　آئیگی تیرے پاس وہ اس سے جزع فزع نہ کر

جب صحن خانہ میں تشریف لائے۔ اس گھر میں چند مرغابیاں تھیں ان مرغابیوں نے حضرت کا راستہ روک لیا اور چیخنی چلاتی تھیں۔ جب چاہا۔ ان مرغابیوں کو ہنکائیں۔ جناب امیرؑ نے ارشاد کیا۔ ان کو نہ ہنکاؤ۔ کہ یہ مجھ پر فریاد کرنے والی ہیں۔ اور بعد ان کے نوحہ کرنے والے مجھ پر نوحہ کریں گے۔ کلینیؒ نے بسند معتبر

بیان قناعت جناب امیرؑ

روایت کی ہے۔ کہ حسن بن جہم نے جناب امام رضا سے سوال کیا کہ یا حضرت جبکہ جناب امیرؑ اپنے قاتل کو پہچانتے اور شب شہادت اور اس جگہ کو جہاں شہید ہوں گے جانتے تھے۔ اور جب مرغابیاں حضرت کو دیکھ کر چیخیں۔ تب حضرت نے فرمایا۔ یہ نوحہ کرنے والیاں ہیں کہ ان کے بعد نوحہ کرنے والے ہونگے۔ اور ام کلثوم نے عرض کی۔ آج گھر میں نماز پڑھیئے اور کسی کو حکم دیجئے وہ نماز پڑھائے۔ اور حضرت نے قبول نہ کیا۔ اور اس شب بغیر ہتھیار گھر سے باہر تشریف لائے۔ حالانکہ جانتے تھے۔ کہ ابن ملجم حضرت کو اس رات شہید کریگا۔ اس کا سبب کیا ہے۔ جناب امام رضا نے ارشاد فرمایا۔ کہ وفات جناب امیرؑ اس شب مقدر ہوئی تھی۔ اور تقدیر خدا البتہ جاری ہوتی ہے۔ مولف فرماتے ہیں کہ یہ امور اسرار قضا و قدر سے ہیں۔ اور تفکر ان میں باعث لغزش ہے۔ اور تکلیف انبیاء و اوصیا مثل تکالیف دیگراں نہیں۔ اور مجمل جاننا چاہیئے۔ کہ جو فعل ان حضرات کا ہے وہ موافق شریعت و عین صلاح و حکمت ہے۔ پس بمقام تسلیم و انقیاد رہنا لازم ہے اور بعض کتب معتبرہ میں منقول ہے کہ ام کلثوم نے

کہا۔ انیسویں[۱۹] شب ماہ مبارک رمضان کو اپنے پدر بزرگوار کو میں نے ایک طباق پیش کیا۔ جس میں دو جو کی روٹیاں تھیں۔ اور ایک ۔ ۔ ۔ ۔ لائی۔ اور نمک پسا ہوا بھی حاضر کیا۔ جب پدر بزرگوار نماز سے فارغ ہوئے۔ بعد اس طعام کو ملاحظہ فرمایا۔ رونے لگے۔ اور فرمایا اے دختر کیا تو نہیں جانتی۔ جو دو چیزیں ایک طباق میں لائی ہے کہ میں متابعت اپنے برادر اور ابن عم یعنی رسول خداؐ کی کرتا ہوں۔ اور جب تک انہوں نے دنیا سے رحلت فرمائی دو کھانے ان کے سامنے نہیں لائے۔ اے دختر جس کا کھانا پینا لباس دنیا میں دو طرح کا ہے۔ اس کا بروز قیامت حق تعالیٰ کے سامنے کھڑا ہونا زیادہ ہے۔ اے دختر حلال دنیا کا حساب ہے۔ اور حرام دنیا کا عقاب ہے اور مجھے میرے حبیب رسول خداؐ نے خبر دی۔ کہ جبرئیل ان کے لئے کلید ہائے دنیا لائے۔ اور کہا۔ یا محمدؐ خدا آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے اگر چاہو تو کوہ ہائے تہامہ تمہارے لئے میں طلا کر دوں۔ اور دامن میں ڈال دوں۔ اور یہ کلید ہائے خزانہ زمین ہیں انہیں قبول کرو۔ اور تمہارے ثواب آخرت سے بھی کوئی چیز کم نہیں کی جائے گی۔ حضرت نے فرمایا۔ بعد اس کے کیا ہو گا۔ جبرئیل نے کہا۔ مرگ۔ حضرت نے فرمایا جب مرگ ہے تو مجھے دنیا کی کوئی حاجت نہیں۔ مجھے رہنے دو کہ میں ایک روز بھوکا۔ اور دوسرے روز سیر رہوں۔ اس لئے کہ جس روز بھوکا رہوں۔ اس روز اپنے خدا سے دعا اور سوال کروں۔ اور جس دن سیر ہوں۔ اس روز خدا کا حمد و شکر بجا لاؤں۔ یہ سن کر جبرئیل نے کہا۔ یا محمدؐ آپ نے ہر چیز کی توفیق پائی ہے۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے دختر دنیا خانۂ فریب و مذلت و خواری ہے۔ اور جو کوئی شخص کوئی چیز آخرت کو آگے بھیجتا ہے۔ اس تک پہنچتا ہے۔ اے دختر قسم بخدا میں کچھ نہ کھاؤں گا جب تک ان دونوں کھانوں میں سے ایک کھانا نہ اٹھا لو۔ یہ سن کر میں نے دودھ اٹھا لیا۔ اور حضرت نے نان جو نمک سے تناول فرمائی۔ اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے۔ بعد اس کے اٹھے اور متوجہ نماز ہوئے۔ ہر وقت مشغول رکوع و سجود و تضرع و ابتہال بجانب خدائے ذوالجلال تھے۔ اور بار بار گھر سے باہر جاتے تھے اور اطراف آسمان پر نظر فرماتے اور مضطرب ہو کر تضرع کرتے اور روتے تھے۔ سورۂ یٰسین کی آخر تک تلاوت کی اس کے بعد تھوڑی دیر سو کر خوفناک و ترسان بیدار ہو کے جامہ مبارک پہن کر کھڑے ہوئے۔ اور کہا خداوندا اپنی ملاقات سے مجھے برکت دے۔ اور کلمے۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم بکثرت فرمایا۔ بعد اس کے نماز پڑھی۔ یہاں تک کہ رات زیادہ گذری مشغول تعقیبات تھے۔ کہ نیند آ گئی۔ اور ترسان و ہراسان خواب سے بیدار ہوئے۔ اپنی زنان و فرزندان کو طلب فرمایا۔ اور کہا۔ میں اس مہینہ میں تم سے مفارقت کروں گا۔ اس شب میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ

تم سے بیان کرتا ہوں۔ واضح ہو کہ ابھی جناب رسول خداؐ کو میں نے خواب میں دیکھا۔ فرماتے ہیں۔ اے ابوالحسن بہت جلد تم میرے پاس آؤ گے۔ اور تمہارے پاس شقی ترین امت آئیگا۔ اور تمہاری داڑھی کو خون سر سے خضاب کرے گا۔ اور میں تمہاری ملاقات کا از حد مشتاق ہوں۔ اور اے علیؑ تم اس مہینہ کے دھیہ آخری یہاں آؤ گے۔ جلدی میرے پاس آؤ۔ کہ یہاں جو کچھ میرے پاس ہے۔ وہ تمہارے لئے یہاں سے بہتر ہے۔ جب اہل وعیال نے جناب امیرؑ سے یہ سخن سُنے۔ صدائے گریہ وزاری بلند کی۔ جناب امیرؑ نے ان کو قسم دی کہ خاموش رہیں۔ جب سب چُپ ہوئے۔ اس وقت ان کو وصیت با نیکی و بدی کی ممانعت فرمائی۔ جب وصیت سے فارغ ہوئے۔ پھر مشغول عبادت ہوئے۔ اور ہر لحظہ رکوع و سجود و تضرع کرتے تھے۔ اور ہر ساعت گھر سے باہر جاتے تھے۔ اور اطراف آسمان پر نظر فرماتے تھے اور ستاروں کی طرف دیکھ کر کہتے تھے قسم بخدا میں نے دروغ جناب رسول خداؐ سے نہیں سُنا۔ یہ وہ رات ہے۔ جس کا مجھے وعدہ دیا ہے۔ پس پھر جائے نماز پر تشریف لاتے اور فرماتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِی الموت خداوندا میرے لئے موت کو مبارک کر اور بہت کہتے تھے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ لاحول ولاقوۃ الا باللّٰہ العلی العظیم۔ اور درود بکثرت محمدؐ و آل محمدؐ پر بھیجتے۔ اور استغفار بے شمار کہتے تھے۔ ام کلثوم نے کہا۔ جب اس شب میں تے قلق و اضطراب اپنے پدر بزرگوار کا مشاہدہ کیا مجھے نیند نہ آئی۔ میں نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ کیوں نہیں سوتے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ اے دختر میں نے بہت بڑے بڑے شجاعوں سے جنگ کی۔ اور بڑے بڑے امور ہولناک در پیش ہوئے۔ مگر کچھ ترس و بیم مجھے نہ ہوا۔ لیکن آج کی رات بہت خائف و ترساں ہوں۔ پس فرمایا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ آج کی رات کیوں ہمیں اپنی خبر مرگ دیتے ہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے دختر موت قریب ہوتی ہے اور امیدیں منقطع ہوتی ہیں۔ ام کلثوم نے کہا۔ جب یہ خبر سُنی بہت روئیں۔ حضرتؑ نے کہا۔ یہ نہ کرو۔ میں نے اس خبر کو نہیں کہا۔ مگر جو کچھ رسول خداؐ نے مجھ سے کہا ہے۔ پس تھوڑی دیر آرام کیا۔ اور بیدار ہو کر ارشاد کیا۔ اے دختر جب وقت اذان قریب ہو۔ مجھے خبر کرنا۔ یہ کہہ کر مشغول عبادت تضرع وزاری ہوئے۔ جب وقت نماز قریب ہوا۔ پانی وضو کے لئے میں نے حاضر کیا۔ حضرت اٹھے اور تجدید وضو کرکے کپڑے پہن کر مسجد تشریف لے چلے۔ جب صحن خانہ میں پہونچے۔ وہ مرغابیاں جو میرے برادر حسینؑ کے تحفہ میں آئی تھیں۔ راہ روک کر اور پروں کو کھول کر چلانے لگیں۔ اور اس رات کو پہلے کبھی ان کی آواز نہ سُنی تھی۔ حضرت نے فرمایا۔ لا الٰہ الا اللّٰہ اور کہا یہ نوحہ کرنے والیاں ہیں کہ عقب ان کے

نوحہ کرنے والے ہونگے۔ اور کل صبح کو قضاء حق تعالیٰ ظاہر ہوگی۔ ام کلثوم نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آج تو آپ بھی فال زبان سے نکال رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ ہم اہل بیت سے کسی نے زبان سے بُری فال نہیں نکالی اور فال بد ان میں اثر بھی نہیں کرتی۔ لیکن یہ ایک سخن حق تھا جو میری زبان پر جاری ہوگیا۔ پھر فرمایا۔ اے دختر اپنے حق کی تمہیں قسم دیتا ہوں۔ کہ ان مرغابیوں کو چھوڑ دینا۔ کہ یہ چند حیوان بے زبان ہیں۔ جن کو تم نے قید کیا ہے۔ جب یہ بھوکے پیاسے ہوں۔ ان کو آب و دانا دینا یا چھوڑ دینا۔ کہ زمین پر چل پھر کر اپنا پیٹ بھر لیں۔ اور جب دروازہ پر پہنچے۔ اور چاہا۔ دروازہ کھولیں۔ زنجیر دروازہ کی کمربند میں لپٹ گئی۔ اور کمربند کھل کر گر گیا۔ اس وقت زمین سے اٹھا کر دوبارہ باندھا۔ اور چند شعر پڑھے جن کا ترجمہ اشعار میں ناچیز سید ظہور الحسن کوثر بھرپلوی نے یوں کیا ہے ؎

کمر کو باندھ لے مضبوط موت کی خاطر — کہ جلد ملنا ہے اس سے تو حال غیر نہ کر
سمجھ کے ساتھی زمانے کو کر غرور نہ تو — ہنسایا جتنا ہے تجھ کو رلائے گا بڑھ کر

بعد اس کے فرمایا۔ خداوندا میرے لئے مرگ کو مبارک کر۔ اور اپنی ملاقات کو میرے لئے مبارک فرما۔ ام کلثوم نے کہا۔ جب یہ اخبار محنت آثار اپنے پدر بزرگوار سے میں نے سُنے کہا۔ واحزناہ واغماہ اس تمام شب عمر مرگ آپ نے ہم سے بیان فرمائی۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر یہ سب نشانیاں مرگ کی ہیں۔ کہ ایک دوسرے کے بعد ظاہر ہوں گی۔ یہ فرما کر دروازہ کھول کر باہر تشریف لے گئے۔ ام کلثوم نے کہا۔ جو کچھ میں نے پدر بزرگوار سے سُنا تھا۔ اپنے برادر امام حسنؑ سے بیان کیا۔ امام حسنؑ اٹھے اور اپنے پدر بزرگوار کے عقب میں چلے۔ قبل اس کے کہ جناب امیر مسجد میں پہونچیں۔ امام حسنؑ اپنے پدر بزرگوار تک پہنچ گئے۔ اور کہا۔ اے پدر اس وقت رات کو کیوں گھر سے باہر تشریف لائے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے نور دیدہ حسن میں نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے۔ امام حسنؑ نے عرض کی۔ اے پدر بزرگوار وہ خواب مجھ سے بیان کیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے دیکھا۔ کہ جبرئیل کوہ ابوقبیس پر آئے اور دو پتھر اس پہاڑ سے اٹھا کر جانب کعبہ گئے۔ اور سقف کعبہ پر کھڑے ہو کر پتھروں کو ایک دوسرے پر مارا۔ کہ ریزہ ریزہ ہوگئے۔ اس کے بعد ایک ہوا چلی اور اس ہوا نے ان سنگریزوں کو پراگندہ کر دیا۔ اور کوئی گھر مکہ مدینہ میں نہ رہا۔ مگر یہ ان سنگریزوں میں سے ایک ٹکڑا ہر گھر میں پہونچا۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ خواب اس پر دلالت کرتا ہے کہ تمہارا باپ شہید ہوگا اور کوئی گھر مکہ و مدینہ میں باقی نہ رہیگا۔ مگر یہ کہ اندوہ و مصیبت اس میں داخل ہوا۔ امام حسنؑ نے کہا۔ آیا معلوم ہے کہ یہ واقعہ ہائلہ کب ہوگا۔ حضرت نے فرمایا۔ میرے حبیب رسول خداؐ نے مجھے خبر دی ہے کہ دہۂ آخر مبارک ماہ

رمضان میں ضربت تیغ ابن ملجم مرادی سے شہید ہوگا۔ امام حسنؑ نے کہا اے پدر بزرگوار جبکہ آپ کو معلوم ہے آپ کا قاتل ابن ملجم ہوگا پس آپ اس کو قتل کیجیے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی قصاص قبل وقوع واقعہ جائز نہیں یہ کہہ کر ارشاد فرمایا۔ اے فرزند تم گھر جاؤ۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار میں چاہتا ہوں آپ کے ہمراہ چلوں۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ کہ گھر پھر جاؤ۔ یہ سن کر امامؑ واپس تشریف لا کر ام کلثوم اپنی ہمشیرہ پاس محزون و غمگین بیٹھے اور اپنے پدر بزرگوار کے اقوال پر زار زار روتے تھے۔ اس طرف جب جناب امیرؑ مسجد میں داخل ہوئے۔ قندیلیں بجھ چکی تھیں۔ مسجد میں تاریکی ہو چکی تھی۔ حضرت نے چند رکعت نمازیں ادا کیں اور تھوڑی دیر مشغول تعقیبات رہے۔ پھر اٹھ کر دو رکعت نماز ادا فرمائی۔ اور سقف مسجد پر تشریف لا کر دستہائے مبارک کانوں پر رکھ کر اذان کہی۔ اور جب حضرت اذان دیتے تھے کوئی گھر کوفہ میں باقی نہ رہتا تھا مگر یہ کہ سب آواز حضرت کی سنتے تھے۔ اور ابن ملجم ملعون تمام رات جاگتا رہا تھا۔ اور اس امر عظیم میں جس کا ارادہ کیا تھا متفکر تھا۔ اور قطامہ ملعونہ اس کے پاس آئی۔ اور کہتی تھی جو کوئی یہ ارادہ کرے جو تو نے کیا ہے اس پر نیند حرام ہے۔ اٹھ اور علیؑ کو قتل کر اور پھر اپنی مراد آکر مجھ سے حاصل کر۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ علیؑ کو تو میں قتل کرتا ہوں لیکن میں جانتا ہوں کہ میری مراد پوری نہ ہوگی۔ جب جناب امیرؑ کی صدائے آواز سنی۔ قطامہ ملعونہ نے کہا۔ جلد جا۔ کہ وقت فرصت ہاتھ سے نکلا جاتا ہے۔

بیان شہادت جناب امیرؑ۔ بروایت دیگر اس رات کو تمام شب ابن ملجم ہمراہ شبیب اور وردان مسجد میں رہا۔ اور منتظر جناب امیرؑ کے تشریف لانے کا رہا۔ جب حضرت اذان سے فارغ ہو کر نیچے آئے۔ اور مشغول تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ تھے۔ اور درود محمدؐ و آل محمدؐ بھیجتے تھے۔ پس صحن مسجد میں تشریف لائے۔ اور نماز کے لئے سوتوں کو جگایا۔ یہاں تک کہ ابن ملجم ملعون تک پہنچے۔ دیکھا وہ ملعون اوندھا پڑا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اٹھ اور اس طرح نہ سو کہ یہ خواب شیطان ہے۔ بلکہ داہنی کروٹ سو کہ خواب مومنین ہے اور چت سونا خواب پیغمبران ہے۔ اس کے بعد حضرت نے کہا۔ جو قصد کہ تو نے دل میں کیا ہے۔ نزدیک ہے کہ اس سبب سے آسمان پھٹ جائے اور زمین شق ہو جائے۔ اور سب پہاڑ سرنگوں ہو جائیں۔ اور اگر میں چاہوں بتا سکتا ہوں۔ کہ جامہ کے نیچے تیرے پاس کیا چیز ہے۔ یہ فرما کر حضرت نزدیک محراب آئے۔ اور مشغول نماز ہوئے۔ اور رکوع و سجود کو جس طرح حضرت کو عادت تھی بہت طول دیا۔ اس وقت ابن ملجم ملعون آیا۔ اور قریب اس ستون کے جہاں حضرت نماز پڑھ رہے تھے۔ کھڑا ہوا۔ جب حضرت نے سر سجدۂ اول سے اٹھایا۔ اس ملعون نے ایک ضربت سر اقدس پر لگائی۔ اور وہ ضربت اس جگہ لگی۔ جہاں عمرو بن عبدود کی ضربت پڑی تھی اور پیشانی تک سر مبارک شگافتہ ہو گیا۔ اور فرمایا بسم اللہ و باللہ و علیٰ ملت رسول اللہ اور

کہا۔ فزت برب الکعبہ میں فائز و رستگار ہوگیا قسم ہے پروردگار کعبہ کی۔ جب اہل مسجد نے صدا سنی حضرت کی سب کے سب جانب محراب دوڑے اور شمشیر کہ چونکہ زہر آلود کیا تھا۔ زہر سر و بدن میں سرایت کر گیا۔ جب لوگ قریب پہنچے دیکھا امیر المومنین محراب میں پڑے ہیں۔ اور پڑے ہیں اور خاک اٹھا کر زخم میں بھر رہے ہیں۔ اور یہ آیت تلاوت فرماتے ہیں۔ منھا خلقناکم وفیھا نعیدکم ومنھا نخرجکم تارۃ اخریٰ۔ یعنی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا۔ اور زمین کی طرف ہم تم کو پھیرتے ہیں اور زمین سے ہم تم کو بار دیگر باہر لاتے ہیں بس فرمایا۔ امر خدا آیا۔ اور فرمودۂ رسول خداؐ سچ ہوا۔ راوی کہتا ہے۔ پہلے شبیب نے ضربت لگائی۔ اور طاق مسجد پر لگی۔ اور جب ضربت ابن ملجم سر مبارک پر لگی۔ زمین کانپی۔ اور دریا موج میں آ گئے۔ آسمان کانپنے لگے۔ در ہائے مسجد باہم بھڑے۔ جب حضرت کو اٹھایا رداے مبارک کو سر پہ باندھا۔ اور حضرت نے اپنا خون سر محاسن مبارک پر ملا۔ اور فرمایا۔ یہ وہی ہے جس کا خدا اور رسول نے وعدہ کیا ہے پورا ہوا۔ اور خدا اور رسولؐ نے سچ کہا۔ اس وقت خروش آسمانوں کے فرشتوں سے بلند ہوا۔ آندھی سیاہ آئی جبرئیل نے درمیان آسمان و زمین آواز دی۔ بخدا سوگند ارکان ہدایت درہم برہم ہوا۔ ستارۂ علم و نبوت تاریک ہوا۔ نشان پرہیزگاری برطرف ہوا۔ عروۃ الوثقیٰ شکستہ ہوا پسر عم مصطفیٰؐ اور وصی برگزیدۂ مجتبیٰ قتل ہوا۔ سید اوصیاء علی مرتضیٰ شہید ہوا۔ امیر المومنین کو بدبخت ترین اشقیا نے قتل کیا۔ جب ام کلثومؑ نے یہ آواز سنی۔ اپنے منہ پر طمانچے مارے۔ اور گریبان چاک کیا۔ اور فریاد واابتاہ واعلیاہ وامحمداہ بلند کی۔ حسنینؑ مسجد کی طرف دوڑے دیکھا۔ لوگ نوحہ و فریاد کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ واماماہ وامیر المومنین بخدا سوگند وہ امام مجاہد عابد شہید ہوا جس نے بت کو سجدہ نہ کیا تھا۔ اور رسول خدا سے بہت شبیہ تھا۔ جب حسنینؑ داخل مسجد ہوئے فریاد واعلیاہ واابتاہ بلند کی۔ اور کہا۔ کاش ہم مر جاتے اور یہ روز بد نہ دیکھتے۔ جب قریب محراب ہوئے۔ اور اپنے پدر بزرگوار کو دیکھا۔ درمیان محراب پڑے ہیں۔ اور ابوجعدہ یہ ایک جماعت چاہتے ہیں کہ حضرت کو نماز پڑھانے کے لئے اٹھائیں اور حضرت نہیں اٹھ سکتے۔ جناب امیرؑ نے امام حسنؑ کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ اور آپ بیٹھے بیٹھے اشارہ سے نماز ادا فرمائی۔ اور خون اپنے منہ پر ملتے۔ اور ہر ساعت ایک جانب سے دوسری جانب جھکتے تھے۔ جب امام حسنؑ نماز سے فارغ ہوئے۔ اپنے پدر بزرگوار کا سر اپنے دامن میں رکھا۔ اور کہا اے پدر بزرگوار ہماری پشت آپ نے شکستہ کی ہم آپ کو اس حالت میں کس طرح دیکھ سکیں یہ سن کر حضرت نے چشم مبارک کھول کر ارشاد کیا اے فرزند گرامی بعد آج کے دن کے کوئی غم و الم تمہارے باپ پر نہیں۔ اس وقت تمہارے نانا محمد مصطفیٰؐ اور تمہاری نانی خدیجۃ الکبریٰ اور تمہاری ماں فاطمۃ الزہراؑ اور حوران جنت الماویٰ تمہارے باپ کے گرد جمع ہیں۔ اور منتظر آنے کے ہیں۔ تم شاد رہو اور رونے سے ہاتھ اٹھاؤ

کہ تمہارے رونے سے آسمان کے فرشتے رو رہے ہیں۔ جب یہ خبر محنت اثر کوفہ میں مشہور ہوئی۔ مردان و زنان کوفہ اپنے اپنے گھروں سے مسجد کی طرف دوڑے۔ مسجد میں پہونچ کر دیکھا۔ کہ سر مبارک امیرالمومنین امام حسن کے دامن میں ہے۔ اور مقام ضربت کو باوجودیکہ مضبوط باندھا ہے۔ خون جاری ہے۔ اور رنگ مبارک زردی سے سفیدی مائل ہوگیا ہے جضرت اطراف آسمان نظر فرماتے ہیں۔ اور تسبیح و تقدیس الٰہی میں مشغول ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ خداوندا میں تجھ سے رفاقت انبیاء و اوصیاء و اعلائے درجات جنت الماوٰی کا سوال کرتا ہوں۔ بعد اس کے امیرالمومنین ایک ساعت بے ہوش رہے۔ اور امام حسن کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ امیرالمومنین کے روئے مبارک پر ٹپکے۔ آنکھیں کھول کر ارشاد کیا۔ کیوں روتے ہو۔ اے فرزند تمہارے باپ پر بعد آج کے دن کے کوئی تعب و مشقت نہیں۔ اس وقت تمہارے نانا محمدؐ مصطفٰی اور نانی خدیجۃ الکبریٰؑ اور ماں فاطمہؑ و حوران بہشت تمہارے باپ پاس آئے ہیں۔ اور میرے آنے کے منتظر ہیں۔ اور ملائکہ نے بدرگاہ حق تعالیٰ بہ لعنت ابن ملجم آوازیں بلند کیں ہیں۔ اے فرزند گرامی تم اپنے باپ پر جزع و فزع کرتے ہو۔ حالانکہ بعد میرے زہر سے شہید ہوگے۔ اور تمہارا بھائی حسینؑ بہ تیغ ظلم و ستم شہید ہوگا۔ اور اس حال سے اپنے پدر و مادر سے ملحق ہوگے۔ اس وقت امام حسنؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار آپ کیوں نہیں بتاتے۔ کہ کس نے یہ آپ کی صورت بنائی۔ امیرالمومنین نے فرمایا۔ فرزند یہود عبدالرحمٰن بن ملجم مرادی نے مجھ پر ضربت لگائی۔ اور ابھی ابھی باب کندہ سے داخل ہوا ہے۔ اور بحظہ بہ زہر شمشیر ابن ملجم سر اور بدن جناب امیرؑ پر طغیانی کرتا تھا۔ اور حضرت بے ہوش ہو جاتے تھے۔ لوگ روتے اور خاک مسجد کی اپنے سروں پر ڈالتے تھے۔ ناگاہ دروازہ مسجد سے آوازیں بلند ہوئیں۔ اور ابن ملجم کو دست بستہ دروازہ سے اندر لائے۔ لوگ اس ملعون پر لعنت کرتے اور اس کے روئے نجس پر تھوکتے تھے اور اس کے کانوں کو اپنے دانتوں سے چباتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ اے دشمن خدا یہ کیا تو نے کیا۔ امت محمدؐ کو ہلاک اور بہترین اوصیا کو شہید کیا۔ وہ ملعون چپ تھا۔ اور کچھ نہ بولتا تھا۔ حذیفہ نخعی شمشیر برہنہ ہاتھ میں لئے۔ اس ملعون کے آگے آگے انبوہ مردم کو ہٹاتے آتے تھے۔ یہاں تک کہ اس لعین کو جناب امیرالمومنین کے قریب لائے۔ جب امام حسینؑ کی نظر اس پر پڑی۔ اور کہا۔ اے ملعون تو ہی نے امیرمومناں اور امام مسلماناں کو شہید کیا۔ میرے پدر بزرگوار نے تجھے پناہ دی۔ اور تجھ پر اختیار کیا تجھے عطا و بخشش فرمائی۔ آیا اس کا عوض یہی تھا۔ جو تو نے سلوک کیا۔ اے بدبخت ترین امت کیا۔ امیرالمومنین تیرے لئے برے امام تھے۔ اس لعین نے سر نیچا کر لیا۔ اور کچھ جواب نہ دیا۔ اس وقت صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی۔ امیرالمومنین نے اس شخص سے پوچھا۔ جو ابن ملجم کو پکڑ کے

لایا تھا۔ پوچھا اس دشمن خدا کو کہاں پایا۔ اس نے جواب دیا۔ اے مولا۔ آج رات میں اپنے گھر میں اپنی زوجہ کے ہمراہ سو رہا تھا۔ میری زوجہ جاگ رہی تھی۔ جب صدائے قتل امیرالمومنین اس نے زمین و آسمان سے سُنی۔ مجھے جگایا۔ اور کہا۔ تو سو رہا ہے۔ حالانکہ تیرے امام علی ابن ابی طالب شہید ہو گئے۔ میں جاگا۔ اور اپنی زوجہ سے کہا۔ خدا تیرا منہ توڑے یہ کیا تو کہتی ہے امیرالمومنین نے لوگوں سے کیا بُرائی کی ہے۔ کہ انہیں قتل کریں گے۔ وہ شیر خدا ہیں۔ زوجہ نے مجھ سے کہا۔ یہ آواز آسمان سے میں نے سُنی ہے اور میرا گمان یہ ہے کہ اس آواز کو تمام اہل کوفہ نے سنا ہو۔ میں اسی بحث بحث میں تھا۔ ناگاہ صدائے عظیم میرے کان میں پہنچی۔ اور کوئی کہتا ہے۔ قتل الامیرالمومنین۔ یہ سُن کر اپنی تلوار میں نے نیام سے نکالی۔ اور دروازہ کھول کر بدحواس و سراسیمہ دوڑا۔ اثنائے راہ میں میں نے دیکھا۔ یہ ملعون بھاگا جاتا ہے۔ اور داہنے بائیں دیکھتا ہے۔ گویا راہ اسے نہیں ملتی۔ میں نے کہا۔ وائے تجھ پر کیوں اس قدر سرگرداں ہے تو کون ہے اور کہاں کا ارادہ ہے۔ اس نے اپنا نام نہ بتایا۔ بلکہ دوسرا نام لیا۔ میں نے پوچھا۔ کہاں سے آتا ہے۔ کہا۔ اپنے گھر سے۔ میں نے کہا۔ اس وقت کہاں جاتا ہے۔ کہا محلہ حیرہ میں جاتا ہوں۔ میں نے کہا۔ نماز صبح امیرالمومنین کے ہمراہ کیوں نہ پڑھی۔ اس نے کہا۔ اس خوف سے کہ میرا کام ملتوی نہ ہو جائے۔ میں نے کہا۔ ایک آواز میں نے سُنی ہے۔ کہ امیرالمومنین قتل ہو گئے۔ کیا تجھے معلوم ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے خبر نہیں۔ میں نے کہا۔ تو کیوں نہیں ٹھہرتا۔ کہ خبر صاف معلوم ہو جائے۔ اس نے کہا۔ میں اپنے ایک کام سے جا رہا ہوں۔ میرا کام اس کام سے زیادہ ضروری ہے۔ جب یہ کلام میں نے اس سے سُنا۔ میں نے کہا۔ اے ملعون کون سا ایسا کام ہے جو تجسس و دریافت احوال امیر مومنان و امام مسلمانان سے زیادہ ضروری ہے۔ اس وقت مجھے غصہ آ گیا۔ اور اپنی شمشیر سے میں نے اس پر حملہ کیا۔ ناگاہ ہوا کے جھونکے سے اس کی تلوار کی چمک عبا کے نیچے سے ظاہر ہوئی۔ جب میں نے چمک شمشیر برہنہ دیکھی۔ پوچھا یہ شمشیر برہنہ کیسی ہے۔ جسے اپنی عبا کے نیچے چھپایا ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ تو ہی قاتل امیرالمومنین ہے۔ اس نے چاہا کہے نہیں مگر خدا نے اس کی زبان پر جاری کیا۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ میں نے اس پر شمشیر ماری۔ اس نے بھی مجھ پر تلوار ماری میں نے اس کا وار روک کر اس کو زمین پر دے مارا۔ اتنے میں لوگ پہنچ گئے۔ یہاں تک کہ میں نے اس کو پکڑ لیا۔ اور ہاتھ باندھ کر آپ کی خدمت میں لایا۔ یہ سُن کر امام حسنؑ نے فرمایا۔ حمد و سپاس اس خدا کو سزاوار ہے جس نے دوست خدا کی یاری فرمائی۔ اور دشمن خدا کو مخذول کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جناب امیرؑ نے آنکھیں کھول کر فرمایا۔ اے ملائکہ پروردگار میرے ساتھ رفیق و مدارا کرو۔ اس وقت امام حسن نے کہا۔ یہ دشمن خدا اور رسول اور آپ کا دشمن ابن ملجم حاضر ہے۔ اور حق تعالیٰ نے آپ کو اس پر قدرت دی ہے۔ جب جناب امیرؑ کی نظر اپنے قاتل

پر پڑی۔ بصدائے ضعیف فرمایا۔ اے بدبخت تو نے امر عظیم کیا۔ کیا میں تیرا برا امام تھا۔ کہ مجھے اس کا عوض و بدلہ کیا۔ میں تجھ پر مہربان نہ تھا۔ کیا تجھے بیت المال سے اوروں پر اختیار نہیں کیا۔ کیا تجھ سے میں نے احسان نہیں کیا۔ اور لوگوں سے زیادہ میں نے عطا نہیں کیا۔ کیا لوگوں نے مجھ سے نہیں کہا۔ کہ تجھ کو قتل کر دوں۔ اور میں نے تجھے کوئی آسیب و گزند نہیں پہنچایا۔ بلکہ تیرے ساتھ عطا و بخشش زیادہ کی۔ باوجودیکہ میں جانتا تھا۔ تو مجھے قتل کرے گا۔ لیکن میں چاہتا تھا۔ حجت خدا تجھ پر تمام ہو جائے۔ اور خدا میرا انتقام تجھ سے لے گا۔ میں نے چاہا تھا۔ کہ شاید اپنی گمراہی سے تو پھر جائے۔ پس شقاوت تجھ پر غالب ہوئی۔ اور تو نے مجھے قتل کیا۔ یہ سن کر وہ ملعون رونے لگا۔ اور کہا۔ اے امیر المومنین کیا اس شخص کو نجات دیتے ہیں۔ جو مستحق جہنم کا ہو۔ بعد اس کے جناب امیرؑ نے امام حسنؑ سے اپنے قاتل کی سفارش کی۔ اور ارشاد فرمایا۔ اسے کھانا پانی دو۔ اور اس کے پاؤں میں زنجیر نہ ڈالو۔ بلکہ اس کے ساتھ رفق و مدارا کرو۔ اور جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ اس پر ایک ضربت سے قصاص کرنا۔ اور جسم کو اس کے ٹکڑے ٹکڑے۔ اور مثلہ نہ کرنا۔ یعنی ہاتھوں۔ پاؤں۔ کان۔ ناک اور دیگر اعضا اس کے نہ کاٹنا۔ میں نے پیغمبر خداؐ کو کہتے سنا ہے۔ کہ مثلہ ہرگز ہرگز نہ کرو۔ اگرچہ سگ دیوانہ ہی کیوں نہ ہو۔ اور اگر میں اچھا ہو گیا تو مجھے اختیار ہے کہ اسے عفو کر دوں۔ اس لئے کہ ہم اہل بیت کرم و عفو و رحمت ہیں۔ محمد بن حنفیہؒ نے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے مجھے فرمایا کہ اٹھا کر گھر لے چلو۔ پس امیر المومنین کو بہت آہستہ آہستہ ہم نے اٹھایا۔ اور گھر میں لے گئے۔ لوگ گرد و پیش روتے جاتے تھے۔ اور نزدیک تھا کہ اپنے کو ہلاک کر ڈالیں۔ اس وقت امام حسنؑ نے بمع گریہ و زاری و نالہ و بیقراری میں اپنے پدر بزرگوار سے کہا۔ اے پدر بعد آپ کے ہمارا کون ہوگا۔ اور آپ کی مصیبت ہم پر آج جناب رسول خداؐ کی مصیبت کی طرح ہے۔ گویا ہم نے رونا آپ کی مصیبت کے لئے سیکھا تھا۔ یہ سن کر جناب امیرؑ نے امام حسنؑ کو اپنے پاس بلایا۔ اور جب نظر مبارک اپنے فرزند پر پڑی۔ دیکھا اس امام مظلوم کی آنکھیں روتے روتے سوج گئی ہیں۔ حضرت نے آنسو اپنے ہاتھوں سے اپنے فرزند کی آنکھوں سے پونچھے۔ اور اپنا ہاتھ سینہ امام حسن پر رکھ کر فرمایا۔ اے فرزند خدا تیرے دل کو صبر عطا کرے۔ تیری اور تیرے بھائیوں کی اجرت میری مصیبت میں بہت زیادہ کرے۔ اور قلق و اضطراب تمہارا کم کر دے۔ اے حسنؑ حق تعالیٰ نے تجھے اجر بقدر تیری مصیبت کے عطا کیا۔ بعد اس کے حضرت کو حجرہ میں لا کر قریب محراب لٹا دیا۔ جناب زینب و کلثوم آ کر سامنے بیٹھیں اور نوحہ و زاری کرتی تھیں اور کہتی تھیں اے پدر بعد آپ کے اطفال اہل بیت کی کون تربیت کرے گا۔ اور بزرگوں کی کون حفاظت کرے گا۔

اے پدر بزرگوار آپ کا اندوہ و غم بہت زیادہ ہے۔ آنسو ہمارے ہرگز نہ تھمیں گے۔ ناگاہ صدائے گریہ و زاری حاضرین گھر سے بلند ہوئی۔ حضرت خود بھی رونے لگے۔ اور بنظر حسرت اپنے فرزندوں اور رفاعیت کو دیکھنے لگے۔ اور حسنینؑ کو قریب گود میں لیا اور پیار کرکے بیہوش ہو جاتے تھے۔ اس لئے کہ زہر بدن میں جاری تھا۔ جس طرح جناب رسول خداؐ بسبب اس زہر کے جو ان کو دیا تھا۔ کبھی بیہوش ہو جاتے تھے۔ اور کبھی ہوش میں آجاتے تھے۔ جب جناب امیرؑ کو ہوش آیا۔ امام حسنؑ نے دودھ کا پیالہ آنحضرتؐ کے ہاتھ میں دیا۔ جناب امیرؑ نے تھوڑا تناول فرماکر حکم دیا۔ کہ یہ اس میرے اسیر قاتل کو جاکر پلاؤ۔ کہ وہ بھی پی لے۔ اور پھر امام حسنؑ سے سفارش کی۔ اس ملعون میرے قاتل کو کھانا پانی دینا۔ شیخ مفیدؒ وغیرہم رضوان اللہ علیہم سے روایت کی ہے۔ کہ جب ابن ملجم لعین کو قید کیا۔ ام کلثومؑ نے کہا۔ اے دشمن خدا تو نے امیرالمومنین کو قتل کیا۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ میں نے امیرالمومنین کو قتل نہیں کیا۔ بلکہ تمہارے باپ کو قتل کیا۔ ام کلثوم نے کہا۔ میں امیدوار ہوں کہ حضرت اس ضربت سے شفا فرمائیں۔ اور خدا تجھے دنیا و آخرت میں معذب با عذاب کرے۔ اس ملعون نے کہا۔ وہ شمشیر ہزار درہم کو میں نے خرید کی ہے۔ اور ہزار درہم اور دیکر اسکو زہر میں بجھایا ہے۔ اور ایسی ضربت میں نے ان کو لگائی۔ کہ اگر درمیان اہل زمین کو اگر اس ضربت کو تقسیم کریں۔ بیشک وہ ضربت سب کو ہلاک کر ڈالے۔ محمدؑ بن حنفیہ نے کہا۔ جب بیسویں رات بیٹھے بیٹھے حضرت نے نماز ادا کی اور اثر زہر قدمہائے مبارک تک پہنچا۔ (اور اس رات بہت تکلیف رہی) . . . . اور اس رات کی صبح ہوئی۔ اور زہر قدم ہائے مبارک جناب امیرؑ تک پہنچا۔ اور ہم کو وصیت فرماتے تھے۔ اور تسلی و دلاسہ دیتے تھے۔ یہاں تک صبح ہوئی۔ اس وقت حکم حاضرین کو دیا۔ کہ جو حاضر تھے حکم تھا کہ اگر کوئی میری زیارت کرنا یا سلام کرنا۔ چاہتا ہے وہ آئے اور حضرت اور جواب سلام دے کر ارشاد کرتے تھے۔ یہا الناس۔ مجھ سے سوال کرو۔ قبل اس کے مجھے نہ پاؤ۔ اور اپنے سوال اپنے امام کی مصیبت سے جان کر دریافت کرو۔ یہ سن کر تمام لوگ گریہ و زاری کرنے لگے۔ حجر بن عدی اٹھ کھڑے ہوئے اور چند شعر مصیبت جناب امیرؑ میں پڑھے۔ جب چپ ہوئے جناب امیرؑ نے فرمایا۔ تمہارا حال اس وقت کیا ہوگا۔ جب تم کو بلائیں اور کہیں علی سے بیزاری کرو۔ حجر بن عدی نے عرض کی۔ اے مولا اگر مجھے تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے کریں۔ اور آگ میں جلا دیں آپ سے بیزاری نہ کروں گا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ ہر صبر کی تم نے توفیق پائی۔ اے حجر خدا تم کو اہل بیتؑ پیغمبرؐ کی طرف سے جزائے خیر دے۔ بعد اس کے دودھ کا شربت طلب کیا اور تناول فرماکر کہا۔ یہ آخری شربت پینا میرا دنیا میں ہے۔ جب اکیسویں شب ماہ مبارک

رمضان کی ہوئی۔ حضرت نے اپنے فرزندوں اور اہل بیت کو جمع کر کے اور ان کو وداع کیا۔ اور فرمایا۔ خدا میری جانب سے تم پر خلیفہ ہے اور وہی کافی ہے اور وہ نیک وکیل ہے۔ یہ کہہ کر وصیت بخیرات فرمائی۔ اور اس شب اثر زہر بدن مبارک میں بہت زیادہ ظاہر ہوا۔ ہر چند آب و طعام لاتے مگر حضرت نے کچھ بھی تناول نہ فرمایا۔ لبہائے مبارک ذکر خدا سے متحرک اور پسینہ مثل عرق مروارید جبین مبین سے ٹپکتا تھا۔ اپنے دست مبارک سے پونچھتے اور کہتے تھے۔ میں نے رسول خدا سے سنا ہے۔ جب وقت وفات مومن ہوتا ہے۔ اس کی پیشانی پر مثل موتی چمکدار کے عرق آتا ہے۔ اور نالہ و بیقراری اس کی موقوف ہو جاتی ہے۔ سب چھوٹے بڑوں سے فرمایا۔ خدا تم پر میرا خلیفہ ہے اور میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ یہ سن کر سب رونے لگے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے پدر بزرگوار ایسے سخن یاس آپ فرماتے ہیں کہ گویا اپنی زندگی سے آپ مایوس ہو گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فرزند گرامی ایک شب پہلے اس واقعہ کے میں نے تمہارے نانا رسول خدا کو خواب میں دیکھا ہے۔ اور اس امت کے صدمات و آزار دینے کی میں نے ان سے شکایت کی ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ ان پر نفرین کرو۔ میں نے کہا۔ خداوندا میرے عوض ان پر ان کے بروں کو مسلط کرے۔ اور ان سے بہتر مجھے روزی عطا کرے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ دعا تمہاری مستجاب ہوئی۔ اور بعد تین شب کے میرے پاس آؤ گے۔ اور اب تین راتیں گذر گئیں۔ اے حسنؑ میں تم کو اور تمہارے بھائی حسینؑ کو وصیت کرتا ہوں کہ تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔ اب بعد اس کے اپنے اور فرزندوں کو جو جناب فاطمہ سے نہ تھے۔ وصیتیں کی۔ اور فرمایا۔ حسنؑ و حسینؑ کی مخالفت نہ کرنا۔ اور ارشاد کیا۔ خدا تم کو صبر جمیل عطا کرے۔ آج کی رات میں تم سے جاتا ہوں۔ اور اپنے حبیب محمدؐ مصطفیٰ سے ملحق ہوتا ہوں جس طرح انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ اے حسنؑ جب میں دنیا سے رحلت کروں تم مجھے غسل دینا۔ اور کفن و حنوط اپنے نانا کے حنوط سے بچے ہوئے سے دینا۔ کہ وہ کافور بہشت ہے۔ جو کہ جبرئیل آنحضرتؐ کے لئے لائے تھے۔ اور جب مجھے تختہ پر رکھنا۔ . . . .
. . . تختہ کو آگے سے نہ پکڑنا۔ تختہ کو عقب سے تھامے رہنا۔ اور جس طرف تمہارے آگے تختہ رواں ہو تم اس کے پیچھے پیچھے جانا۔ اور جہاں میرا تخت تابوت ٹھہرے جاننا وہی میرا مقام قبر ہے۔ اے حسنؑ تم مجھ پر نماز پڑھنا اور سات تکبیر کہنا۔ اور واضح ہو کہ یہ سات تکبیر میرے علاوہ اور کسی پر حلال نہیں مگر اس شخص پر جو زمانہ آخر میں تمہارے برادر فرزندان حسینؑ سے ہوگا۔ کہ وہ قائمؑ و مہدی اس امت کا ہے۔ حق کی کجی کو وہ سیدھا کرے گا۔ اے حسنؑ جب مجھ پر نماز پڑھنا میرے جنازے کو جہاں رکھا ہو وہاں سے اٹھانا۔ اور خاک اس جگہ کی خالی کرنا۔ وہاں قبر کھدی کھدائی اور لحد بنی بنائی پاؤ گے

اور ایک لکڑی کا تختہ وہاں منقش دیکھو گے۔ جو کہ میرے پدر نوحؑ نے بنا کر وہاں رکھا ہے۔ پس مجھے اس تختہ پر دفن کرنا۔ اور سات اینٹیں وہاں پاؤ گے۔ ان کو قبر میں چن دینا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اینٹ ہٹا کر قبر میں نظر کرنا۔ مجھے وہاں نہ دیکھو گے۔ اس لئے تمہارے نانا پاس میں چلا جاؤں گا۔ واضح ہو کہ پیغمبر جو مرتا ہے۔ اگرچہ مشرق میں دفن ہؤا ہو۔ اور وصی اس کا مغرب میں دفن ہؤا ہو۔ البتہ حق تعالیٰ اس پیغمبر کی روح و جسد کو اس کے وصی کے روح و جسد کے ملحق کرتا ہے۔ اور بعد اس کے جُدا ہو کر ہر ایک اپنی اپنی قبر میں پھر آتا ہے۔ قبر میری خاک سے بھر دینا۔ اور مقام قبر چھپا دینا۔ اور جب صبح ہو تابوت کو ناقہ پر باندھنا۔ اور مہار اس ناقہ کی کسی شخص کے ہاتھ میں دینا۔ کہ مدینہ لے جائے۔ اس لئے کہ لوگ نہ جانیں کہاں دفن ہؤا ہوں۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ جناب امیرؑ نے جناب امام حسنؑ کو حکم فرمایا۔ کہ چار قبریں چار جگہ ایک مسجد کوفہ میں۔ دوسری مقام رحبہ میں تیسری نجف میں اور خانہ جعدہ بن ہبیرہ میں میرے لئے بنانا۔ اس لئے کہ ملاعین و خوارج بنی امیہ میری قبر کا نشان نہ جانیں۔ کہ مبادا نعش کے نکالنے کا کریں۔ بعد اس کے حضرت نے اپنے فرزندوں سے کہا۔ کہ ہر جانب سے تم پر فتنہ و فساد نازل ہوگا۔ اور اس امت کے منافق اپنے کینہ ہائے دیرینہ ظاہر کریں گے۔ اور انتقام تم سے لیں گے۔ اس وقت تم کو صبر لازم ہے کہ عاقبت صبر کی نیک ہے۔ پھر امام حسنؑ اور امام حسینؑ سے فرمایا۔ میرے بعد خاص طور سے تم پر فتنہ و فساد صادر ہوگا۔ لازم ہے کہ صبر کرو۔ یہاں تک کہ خدا تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان حکم کرے اور وہ بہترین حکم کرنے والوں سے ہے۔ بعد اس کے امام حسینؑ سے فرمایا۔ اے ابو عبداللہ تم ہی اس امت کے شہید ہو۔ تمہیں چاہیئے کہ تقویٰ و پرہیزگاری رہو اور بلا پر صبر کرو۔ یہ فرما کر تھوڑی دیر بے ہوش رہے جب ہوش میں آئے۔ اس وقت کہا جناب رسول خداؐ و عم من حمزہؓ و برادرم جعفر میرے پاس آئے۔ اور کہا۔ ہمارے پاس جلد آؤ۔ ہم تمہارے مشتاق ہیں۔ یہ فرما کر اپنے اہل بیت پر نظر کی۔ اور فرمایا۔ میں تم کو خدا کے سپرد کرتا ہوں۔ خدا تم سب کو براہ حق مقیم پر رکھے۔ اور دشمنوں کے شر سے حفاظت کرے۔ خدا میرا خلیفہ تم پر ہے۔ اور خدا خلافت و نصرت کو کافی ہے۔ بعد اس کے کہا۔ اے رسولان پروردگار من تم پر سلام ہو۔ اور یہ آیۃ تلاوت فرمایا۔ لمثل ھذا فلیعمل العاملون ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون ۔ یعنی واسطے مثل اس ثواب و منزلت کے چاہیئے کہ عمل کریں عمل کرنے والے بتحقیق خدا ان کے ہمراہ ہے۔ جو پرہیزگاری کرتے ہیں۔ اور جنہوں نے بھلائیاں کیں۔ ناگاہ جبین مبین پر عرق آیا اور مشغول ذکر خدا ہوئے اور قبلہ رو ہو کر آنکھیں بند کر لیں۔ اور دست وپائے مبارک جانب قبلہ پھیلا دیئے اور شہادت

یہ وحدانیت الٰہی و رسالت حضرت پناہی دے کر بہ ریاض رضوان خراماں ہوئے۔ ابن قولویہؒ نے بسند اپنے **روایت زائدہ بن قدامہ**۔ معتبر زائدہ بن قدامہ سے روایت ہے۔ میں ایک روز خدمت امام زین العابدین میں گیا۔ امام نے فرمایا۔ اے زائدہ میں نے سنا ہے۔ کہ تم زیارت قبر امام حسینؑ کو جاتے ہو۔ زائدہ نے عرض کی۔ ہاں ایسا ہی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم ایسا کیوں کرتے ہو۔ حالانکہ تم کو خلیفہ سے قرب منزلت بہت ہے اور وہ رافضی[1] نہیں کہ کوئی ہمیں دوست رکھے۔ اور دوسروں پر ہم کو فضیلت دے۔ اور فضائل ہمارے اور ہمارے حق کو اس امت سے بیان کرے۔ زائدہ نے کہا۔ بخدا سوگند میں زیارت کو نہیں جاتا۔ مگر واسطے خوشنودی خدا اور رسول کے ... اور خشم و غضب کرنے والے سے مجھے پرواہ نہیں۔ جو مجھ پر خشم و غضب کرے۔ اور مجھ پر گراں نہیں۔ جو آزار اس سبب سے مجھ پر پہونچے۔ یہ سن کر حضرت نے تین مرتبہ فرمایا۔ واللہ اسی طرح ہے۔ بعد اس کے فرمایا۔ تم کو بشارت ہو تحقیق میں تم کو اس خیر کی خبر دیتا ہوں۔ جو میرے پاس خبرہائے مکنونہ اور مخزونہ سے ہے۔ واضح ہو کر صحرائے کربلا میں جو کچھ مجھے صدمہ پہونچا۔ میرے باپ شہید ہوئے۔ اور ان کے ہمراہ ان کے فرزندان و برادران و انصار شہید ہوئے۔ جس طرح تم نے سنا ہے ان کے حرم کو اونٹوں پر سوار کر کے جانب کوفہ لئے جاتے تھے۔ جب میں قتل گاہ میں پہنچا۔ اور میری نظر شہدا پر پڑی اور ان کو خاک و خون میں غلطاں بے دفن و کفن دیکھا تو قلق عظیم میرے دل کو ہوا اور سخت اندوہ و غم میرے سینے کو پہنچا۔ نزدیک تھا۔ کہ میری جان بدن سے مفارقت کرے۔ جب میری بڑی پھوپھی جناب زینبؑ دختر علی مرتضیٰؑ نے میری وہ حالت دیکھی۔ بیقرار ہو گئیں۔ اور کہا۔ یہ کیا تمہارا حال ہے۔ اے بقیہ و یادگار جد و پدر و فرزند برادر کیا تم اپنے کو ہلاک کر ڈالو گے۔ میں نے کہا۔ کس طرح جزع و فزع نہ کروں۔ حالانکہ اپنے باپ اور بھائیوں۔ چچاؤں اور چچازاد بھائیوں اور اپنے یاروں کو عریاں درمیان خاک و خون پڑا دیکھ رہا ہوں کہ ان کو دفن نہیں کیا ہے

---

[1] رافضی طرفداران اہل بیت اور محبان اہل بیت کو کہا جاتا تھا۔ اہل باطل نے یہ لفظ ہمیشہ حق کی پیروی کرنے والوں پر بطور طعن و تشنیع بولا ہے۔ سب سے پہلے بنی اسرائیل جبکہ وہ حضرت موسیٰ کے ساتھ مصر سے چلے گئے قبطیوں نے یہ لفظ رافضی بنی اسرائیل پر استعمال کیا۔ آج بھی مسلمانوں کے کچھ فرقے یہ لفظ شیعہ اثنا عشریوں کے لئے بولتے ہیں حالانکہ ان کے امام شافعی خود فرماتے ہیں سہ لو کان حب آل محمد رفضا + فلیشھد الثقلان انی رافضی اگر محبت آل محمدؐ کا نام رفض ہے تو میں دونوں جہانوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ میں رافضی ہوں لہٰذا اب مقلدین اگر اہلبیہ یہ لفظ بطور گالی سوچ سمجھ کر استعمال کریں تو اپنے امام کو جو گالیاں دیں ان سے توبہ استغفار کریں۔ (ڈاکٹر بھرلوی)

اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوتا۔ اور ان کے قریب نہیں آتا ہے۔ گویا یہ مثل کافران ترک و دیلم میں۔ حضرت زینب نے کہا اے فرزند برادر جزع و فزع نہ کرو۔ اس واقعہ کی تمہارے جد و پدر اور چچا کو جناب رسول خداؐ نے خبر دی ہے کہ حق تعالیٰ نے اس امت کے ایک گروہ سے عہد و پیمان لیا ہے۔ کہ اس زمانے کے فراعنہ ان کو نہیں پہچانتے اور وہ درمیان اہل آسمان معروف ہیں۔ وہ لوگ آئیں گے۔ اور ان اعضائے پارہ پارہ کو جمع کر کے ان بدنہائے مجروح کے ہمراہ دفن کریں گے۔ اور تمہارے باپ سید الشہداء کی قبر پر ایک نشان بنا دیں گے۔ کہ زمانہ گذرنے پر بھی نشان اس کا محو و برطرف نہ ہوگا۔ بلکہ پیشوایانِ کفر و ضلالت اس کے محو و برطرف کرنے میں بلیغ سعی و کوشش کریں گے جس قدر اس کے مٹانے پر یہ جد و جہد کریں گے۔ اس کا ظہور اور اس کی بزرگی زیادہ ہوگی۔ بعد اس کے فرمایا۔ مجھے ام ایمن نے خبر دی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ اپنی دختر کو دیکھنے آئے جناب فاطمہؑ اپنے پدر بزرگوار کے لیے حریرہ تیار کر کے لائیں۔ اور جناب امیرؑ ایک طبق لائے۔ اور میں ایک کاسہ دودھ اور مسکہ کا لائی۔ پس حضرت رسولؐ اور جناب فاطمہؑ اور حسنینؑ نے وہ حریرہ تناول فرمایا۔ اور دودھ بھی پیا۔ اور خرمے بھی مسکہ کے ہمراہ کھائے۔ پھر جناب امیرؑ ایک ابریق و طشت لائے۔ اور ہاتھ جناب رسول خداؐ کے دھلائے۔ جب حضرت نے دست ہائے مبارک دھوئے۔ اور ہاتھ اپنا روئے مبارک پر پھیرا۔ اس وقت علیؑ و فاطمہؑ اور حسنینؑ کی طرف نظر کی۔ اور آثار شادی و سرور و فرح ہائے روئے مبارک آنحضرتؐ سے میں نے مشاہدہ کئے۔ بعد اس کے عرصہ تک جانب آسمان نظر کی۔ پھر قبلہ رو ہو کر دست ہائے مبارک آسمان کی طرف بلند فرمائے اور بہت دعا کی۔ پھر سجدے میں گئے اور صدائے گریہ و زاری سجدہ میں بلند ہوئی تا اینکہ آنسو زمین پر جاری ہوئے بعد اس کے سجدہ سے سر اٹھا کر تھوڑی دیر تک سر مبارک جھکائے رہے۔ اور آنسو مثل باران چشم مبارک سے جاری تھے۔ جب اہل بیت نے یہ حال حضرتؐ کا دیکھا۔ سب کے سب مغموم و اندوہناک ہوئے اور میں بھی ان کے حزن و اندوہ سے محزون ہوئی۔ مگر جرأت نہ پڑی کہ دریافت کروں۔ جب اس حالت کو بہت عرصہ گذرا جناب امیرؑ و جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ خدا ہرگز آپ کی آنکھوں کو نہ رلائے۔ آخر آپ کے رونے کا سبب کیا ہے۔ آپ کی اس حالت سے ہمارے دل مجروح ہو گئے۔ یہ سن کر جناب رسول خداؐ جناب امیرؑ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور کہا اے حبیب و برادر من جب میں نے تم کو اپنے پاس جمع دیکھا تمہیں دیکھنے سے مجھے اس قدر سرور ہوا کہ ہرگز ایسا سرور نہ ہوا تھا۔ میں تمہاری جانب نظر کرتا۔ اور شکر حق بجا لاتا تھا۔ کہ خدا نے مجھے ایسے مقبول فرزند عطا فرمائے۔ ناگاہ جبرئیل آئے۔ اور کہا۔ اے محمدؐ حق تعالیٰ اس پر مطلع ہوا۔ جو آپ

کے نفس مبارک میں حادث ہوا۔ اور آپکی جو اپنے بھائی۔ دختر فاطمہ اور دونوں فرزند کے دیکھنے سے ہوئی۔
خدا کو معلوم ہوئی۔ لہذا آپ کے لئے نعمت کو تمام کیا۔ اور آپ کو یہ عطیہ مبارک کیا۔ ان کو اور ان کے
فرزندوں اور ان کے شیعوں کو بہشت میں آپ کے ہمراہ کیا۔ ان کے اور آپ کے درمیان جدائی
نہ ڈالے گا۔ اور آخرت میں جو آپ کو عطا کیا وہ ان کو عطا کرے گا۔ جو بخشش آپ کو عطا فرمائی۔ ان
کو بھی عطا کرے گا۔ یہاں تک کہ آپ خوش ہو جائیے۔ اور زیادہ تر آپ کی خوشنودی و خواہش سے
ان کی کرامت و بزرگی ہوگی۔ اس لئے کربلائیں دنیا میں بھی ان کو سخت پہونچیں گی۔ اور وہ مکروہات
ان جمیع منافقوں سے عاید ہونگے۔ جو اپنے کو آپ کے مذہب پر جانیں گے۔ اور آپ کی امت
میں ہونے کا دعویٰ کریں گے۔ حالانکہ وہ خدا اور آپ سے جدا ہیں۔ آپ کے فرزندان بزرگوار کو
شمشیر آبدار سے بانواع ظلم و ستم قتل کریں گے اور ان میں سے ہر ایک کو ایک طبقۂ زمین پر
قتل کریں گے۔ ان کی قبریں ایک دوسرے سے دور ہونگی۔ اور خدا نے اس حالت کو آپ کے
لئے اور ان کے لئے پسندیدہ کیا ہے اور ان کو اس سعادت سے . . . . . مخصوص کیا ہے۔
آپ اس پر حمد خدا کیجئے۔ جو آپ کے لئے اس نے پسندیدہ کیا ہے۔ اور بقضائے الٰہی اور جو
کچھ آپ کے لئے اختیار کیا ہے اس پر راضی ہو جیئے۔ اس کے بعد جبرئیل نے کہا یا محمدؐ آپ کا برادر
علی ابن ابی طالب بعد آپ کے مقہور و مظلوم ہوگا۔ اور اس امت کے منافق اس پر غالب ہونگے۔
اور اس سے غصب مخالفت کریں گے۔ اور آپ کے دشمنوں سے اسے تعب و مشقت پہنچے گی۔ اور
اس کو میں بدترین خلق اولین و آخرین و نظیر پے کنندہ ناقہ صالح کے ہاتھ سے اس شہر میں جہاں ہجرت
کریگا شہید ہوگا اور وہ شہر علیؑ کے شیعوں اور فرزندان شیعہ کا محل مسکن ہوگا اور اس وقوع کے روز
سے بلا ہائے اہل بیت رسالت اور انکی مصیبت عظیم ہوگی۔ اور یہ آپ کا فرزند حسین شہید ہوگا
اور ایک گروہ اہل بیت اور آپ کی ذریت اور آپ کی امت کے نیک لوگ اس کے ہمراہ ہونگے اور وہ
نہر فرات کے کنارے اس زمین پر جس کا نام کربلا ہے شہید ہونگے۔ اور اس کی شہادت کے سبب
سے زمین کرب و بلا آپ کے دشمنوں اور آپ کے دشمنان ذریت پر عظیم ہوگی اس روز جس کی حد
کی سختی ختم اور حسرت اس دن کی آخر نہ ہوگی اور وہ جگہ بہترین بقعہہائے زمین سے ہے اور اس
زمین کی حرمت سب زمینوں سے زیادہ عظیم ہے۔ اور وہ زمین ایک قطعۂ بہشت ہے۔ جس دن آپ
کے فرزند مع اہل و عیال اس زمین پر شہید ہوں۔ اور ان کو لشکر ہائے کفر و لعنت گھیر لیں۔ جمیع
قطعہ ہائے زمین کانپنے اور پہاڑ ہلنے لگیں۔ دریاؤں کی موجیں بلند ہوں۔ اور یا محمدؐ آپ کے سبب

سے آپ کی ذریت کی ہتک حرمت کرنے سے سب آسمان اور اہل آسمان کانپ کر متحرک و مضطرب ہوں۔ اور ان میں سے ہر ایک بدلہ اور عوض لینے کا آپ کی ذریت کی جانب سے اجازت چاہے کہ اہل بیت کو منافقان امت نے ضعیف و مظلوم کیا ہے اور یہ خلق پر بعد آپ کے حجت خدا ہیں۔ اس وقت خدا زمینوں آسمانوں پہاڑوں اور دریاؤں کو اور جو کچھ ان میں ہے وحی کرے گا کہ میں وہ بادشاہ و قادر ہوں کہ کوئی بھاگنے والا مجھ سے بھاگ نہیں سکتا۔ اور کوئی منع کرنے والا مجھ کو عاجز نہیں کر سکتا۔ اور جس وقت میں چاہوں اور مصلحت جانوں۔ انتقام پر قادر ہوں۔ میں اپنی عزت و جلال کی قسم کھاتا ہوں۔ کہ میں اسے ایسا عذاب کروں گا جس نے میرے پیغمبر اور برگزیدہ کو دل دردمند کیا ہے اور اس کی ہتک و حرمت کی اور اس کی عترت کو قتل کیا۔ اور اس کے عہد و پیمان کو توڑا۔ اور ستم اس کے اہل بیت پر جائز رکھا ہے کہ جمیع عالم سے کسی کو ایسا عذاب نہ کیا ہو گا۔ اس وقت جمیع اہل آسمان و زمین صدا بلند کریں۔ اور ان پر لعنت کریں جنہوں نے آپ کی عترت پر ستم کیا۔ اور آپ کی ہتک و حرمت کی۔ خداوند عالم اپنے دست مبارک سے ان شہداء کی روح قبض کرے گا۔ اور بہت سے ملائکہ آسمان ہفتم باظرفہائے یاقوت و زمرد حاضر ہونگے۔ کہ وہ ظروف آب حیات بہشت سے بھرے ہونگے اور حلہائے بہشت و خوشبوہائے ان کو پہنائیں گے اور خوشبوہائے بہشت سے ان کو حنوط کریں گے۔ اور بدنہائے شہدا کو اس آب حیات سے غسل دیں گے اور ملائکہ صف بصف ان پر نماز پڑھیں گے۔ پھر تمہاری امت کے ایک گروہ کو خدا بھیجے گا۔ کہ وہ قاتلان حسینؑ و سائر شہداء کو نہ پہچانیں گے۔ اور خونہائے شہداء میں بگفتار و کردار و نیت و عزم شریک نہ ہوتے ہونگے۔ وہ ان کے بدنوں کو دفن کریں گے۔ اور ایک علامات نشان قبر سید الشہداء پر اس صحرائے کربلا میں بنا دیں گے کہ علم و نشانہ اہل حق کے لئے اور باعث رستگاری مومناں اور ثواب ہائے خداوند عالمیان فائز ہونے کا سبب ہو گا۔ اور ہر روز ہر شب ہر آسمان سے سو ہزار فرشتے ان کے قبر کے گرد حاضر ہونگے۔ اور سید الشہداء پر درود بھیجیں گے اور تسبیح و تقدیس حق تعالیٰ کریں گے۔ اور طلب آمرزش خدا سے سید الشہداء کی زیارت کرنے والوں کے لئے کریں گے۔ ان کے اسما جو زیارت قبر شریف کو تمہاری امت سے آتے اور اس زیارت کی وجہ سے تقرب بخدا اور رسول خدا چاہتے ہوں لکھیں گے اور ان زائروں کے باپ اور عزیزوں اور ان کے شہروں کے نام لکھیں گے۔ اور ان زائروں کے چہروں پر مہر نور عرش الٰہی سے کہ اس مہر میں کندہ ہو گا۔ کہ یہ زیارت کرنے والا ہے۔ قبر بہترین شہداء و فرزند بہترین انبیاء یہی پر کریں گے۔ جب قیامت برپا ہو گی ان کے چہروں پر جہاں مہر کی ہے۔ وہاں سے نور ساطع ہو گا۔ کہ آنکھیں اہل محشر کی خیرہ ہو جائیں گی اور اس نور کی وجہ سے یہ زائر اہل محشر میں معروف ہونگے۔ اور گویا اے محمدؐ میں آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ آپ صحرائے محشر میں آئے ہیں اور میکائیل

آپ کے دونوں جانب ہوں۔ اور علیؑ ہمارے آگے ہوں۔ اور ہمارے ہمراہ اس قدر ملائکہ ہوں کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اور ہم اہل محشر میں پھریں اور چہرہ ہائے خلائق پر ہم نظر کریں۔ اور جس کے منہ پر اس نور کا اثر پائیں۔ اس کو ہول و شدائد محشر سے ہم نجات دیں۔ اور یہ عطائے خدا اور حکم خدا زیارت کرنے والے کے لئے ہے۔ جو تمہاری قبر اور تمہارے برادر علیؑ کی قبر اور تمہارے دو فرزند حسنؑ اور حسینؑ کی قبروں کی زیارت کرے اور نیت اس کی خالصاً لوجہ اللہ ہو۔ اور بہت جلد ایک گروہ اشقیائے امت سے سعی و کوشش کرے گا کہ وہ نشان و علامت ان قبور متبرکہ کا مٹانا چاہیں اور خدا اُن کو نہ مٹانے دے اور خدا کی جانب سے ان اشقیاء پر لعنت و غضب واجب ہوا ہے بعد اس کے جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ کہ میرے گریہ و زاری کا یہی سبب تھا جناب زینبؑ نے کہا جب ابن ملجم نے میرے پدر بزرگوار کے سر اقدس پر ضربت لگائی اور اثر مرگ مشاہدہ کئے۔ میں نے اپنے پدر بزرگوار سے کہا کہ ام ایمن نے یہ حدیث مجھ سے اس طرح بیان کی ہے۔ اور میں چاہتی ہوں۔ کہ حضرت سے بھی تحقیق کر لوں۔ یہ سُن کر میرے پدر بزرگوار نے فرمایا اے دختر حدیث اسی طرح ہے جس طرح ام ایمن نے تم سے بیان کی ہے۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ اے دختر زینب تمہیں اور میرے زنان اہل بیت کو اس شہر میں اسیر کیا ہے اور بذلت و خواری تم کو لئے جاتے ہیں اور تم اپنے دشمنوں سے خائف و ترساں ہو۔ تم کو لازم ہے صبر و شکیبائی کرنا بحق اس خدا کے جس نے دانوں کو شگافتہ کیا اور خلائق کو پیدا کیا۔ کہ اس وقت زمین پر کوئی خدا کا دوست بغیر تمہارے اور تمہارے دوست اور شیعوں کے اور کوئی نہ ہوگا۔ اور جب جناب رسول خداؐ نے اس حدیث کو ہمارے لئے نقل کیا ہے اور فرمایا اس روز شیطان بشادی و سرور پرواز کر کے زمین کے گرد مع اپنے فرزندوں اور یاروں کے گشت کرے گا۔ اور کہے گا۔ اے گروہ شیاطین جو کچھ میرا مطلب فرزندان آدم سے تھا وہ پورا ہوا۔ اور ان کے ہلاک کرنے میں بہت بڑی آرزو بر آئی۔ کیونکہ ان سب کو میں نے مستحق جہنم کر دیا۔ مگر ہاں ایک جماعت قلیل باقی رہ گئی ہے۔ جنہوں نے دامان اہل بیت رسولؐ تھام لیا ہے۔ تم جہاں تک ہو سکے کوشش کرو۔ اور ان لوگوں کو اہل بیت رسول کے حق میں لبشک مبتلا کرو۔ اور ان کی عداوت پر لوگوں کو آمادہ کرو۔ اور ان کی اور ان کے دوستوں کی ایذا رسانی اور ضرر پر لوگوں کو تحریص کرو۔ اور ترغیب دو کہ کفر و ضلالت میں مستحکم ہو اور ان میں سے کوئی نجات نہ پائے اور اس ملعون نے اپنے گمان کو اکثر لوگوں کے حق میں سچا کیا۔ اس لئے کہ تمہاری عداوت پر کوئی عمل صالح فائدہ نہیں بخشتا اور تمہاری محبت و دوستی کی وجہ سے کوئی گناہ بغیر کبائر ضرر نہیں پہنچاتا۔ زائدہ نے کہا جب امام زین العابدین نے یہ حدیث مجھ سے بیان فرمائی۔ اس وقت ارشاد کیا۔ اس حدیث کو محفوظ رکھو اور غنیمت جانو کہ اگر اس حدیث کی جستجو میں اونٹوں پر سوار ہوتے اور ایک سال تک ایک شہر

سے دوسرے شہر تک جاتے وہ بھی کم تھا۔

فصل چوتھی۔ واقعے جو بعد امیرؑ واقع ہوئے۔

اور وہ واقع جو بعد شہادت جناب امیرؑ واقع ہوئے۔ احادیث معتبرہ میں جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت نوحؑ کشتی میں بیٹھے۔ وہ کشتی خانہ کعبہ تک آئی اور سات بار گرد خانہ کعبہ طواف کیا۔ اس وقت خدا نے نوحؑ کو وحی کی کہ کشتی سے نیچے اترو اور جسد مبارک حضرت آدمؑ کو نکال کر کشتی میں داخل کرو۔ یہ سُن کر حضرت نوحؑ کشتی سے باہر آئے۔ اور پانی ان کے زانو تک تھا۔ یہاں تک کہ وہ تابوت جس میں جسد مبارک حضرت آدمؑ تھا۔ نکالا اندر کشتی میں لے گئے جب کشتی مسجد کوفہ میں پہونچی۔ وہاں بھی پہونچکر ٹھہر گئی۔ اور حضرت نوحؑ نے بحکم خدا جسد آدمؑ نجف میں دفن کیا۔ اور قبر حضرت آدمؑ کے سامنے ایک قبر اپنے لئے بنائی۔ اور ایک صندوق جناب امیرؑ کے لئے بنایا۔ اور جناب امیرؑ کے لئے ایک صندوق بنایا۔ اور اپنے سینے کے سامنے رکھا۔ کتاب فرحۃ الغری میں بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے بعد ضربت سر مبارک جناب حسنینؑ سے کہا جب میں دنیا سے رحلت کروں اور کفن و حنوط سے فرصت پاؤ۔ مجھے تابوت میں رکھنا۔ اس وقت آگے سے تابوت کو ملائکہ اٹھائیں گے تم تابوت کو پیچھے سے اٹھانا۔ اور تابوت جس طرف آگے سے چلے۔ اسی طرف تم بھی جانا۔ یہاں تک کہ قبر کھدی کھدائی اور لحد بنی بنائی تک پہونچو گے۔ اور چند اینٹیں بھی پاؤ گے پس مجھے لحد میں داخل کرنا۔ اور قبر میں اینٹیں چن دینا۔ اس کے بعد ایک اینٹ میرے سرہانے سے اٹھانا۔ اور قبر میں نظر کرنا۔ جب جناب امیرؑ کو غسل دیا۔ اور ایک آواز گوشۂ خانہ سے سنی کہ اگر تم آگے سے جنازہ اٹھاؤ گے۔ عقب جنازہ خود بخود اٹھے گا۔ اور اگر عقب سے اٹھاؤ گے آگے کی طرف سے جنازہ آپ ہی آپ اٹھے گا۔ جب جناب امیرؑ کو دفن کیا۔ ایک اینٹ سرہانے سے اٹھا کر قبر میں نظر کی کسی کو نہ دیکھا۔ ناگاہ صدائے ہاتف سنی کہ امیر المومنین بندۂ شائستۂ خدا تھے۔ ان کو پیغمبر سے ملحق کیا۔ اور اسی طرح خدا اوصیاء کو بعد پیغمبروں کے ان سے ملحق کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی پیغمبر مشرق میں وفات پائے۔ اور اس کا وصی مغرب میں رحلت کرے۔ البتہ خدا اس کے وصی کو اس کے پیغمبر کے ساتھ ملحق کرتا ہے۔ ایضاً۔ بسند معتبر روایت کی ہے کہ ام کلثومؑ نے کہا۔ آخری سخن جو میرے پدر بزرگوار نے حسنینؑ سے کہا۔ یہ تھا کہ اے فرزندان من جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ مجھے غسل دینا۔ اور میرے بدن کو اس چادر سے جس سے میں نے بدن حضرت رسولؐ کو اور فاطمہؑ کو خشک کیا تھا خشک کرنا۔

اس کے بعد آپ جد رسول گ کے حنوط سے مجھے حنوط کرنا۔ اور تختہ پر لٹا دینا۔ اور عقب تختہ اٹھانا اور جس طرف تخت جائے تم بھی اسی جانب جانا۔ میں بھی اپنے پدر بزرگوار کے جنازہ کے تشیع کو گئی۔ اور جب نجف میں پہونچی، تخت آگے کی طرف سے زمین پر آیا۔ یہ دیکھ میرے بھائیوں نے عقب تختہ کو زمین پر رکھ دیا۔ اور بیلچہ اٹھایا۔ جب ایک دفعہ بیلچہ زمین پر مارا۔ قبر تیار اور لحد بنی بنائی ظاہر ہوئی۔ اور ایک تختی اس قبر میں تھی کہ بزبان سریانی دو سطریں اس پر لکھی تھیں۔ اور مضمون یہ تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ قبر ہے کہ نوحؑ پیغمبر نے علی ابن ابی طالب وصی محمدؐ مصطفیٰ کے لئے نو سو سال قبل طوفان بنائی تھی۔ جب میرے پدر بزرگوار کو قبر میں اتارا۔ غائب ہو گئے اور میں نے دیکھا زمین کے اندر تشریف لے گئے۔ یا آسمان پر چلے گئے۔ ناگاہ صدائے منادی میں نے سنی کہ اس نے کہا۔ خدا تمہیں صبر جمیل مصیبت میں عطا کرے مصیبت میں تمہارے والد بزرگوار جو کہ حجت خدا کے خلق پر تھے۔ اور بسند معتبر دیگر روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ کوفہ سے باہر تشریف لائے۔ اور جب نظر مبارک صحرائے نجف پر پڑی۔ فرمایا کہ کیا نیک منظر ہے۔ اور کیا خوشبو تیرا قصر ہے۔ خداوندا میری قبر اسی زمین پر کرنا۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے۔ جب ابن ملجم لعین نے جناب امیرؑ کو ضربت لگائی۔ امام حسنؑ نے حضرت سے پوچھا۔ آپ کے قاتل کو میں قتل کروں جناب امیرؑ نے فرمایا۔ نہیں۔ لیکن اسے قید کر لو۔ اور جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ اس وقت اسے قتل کرو۔ اور مجھے پشت کوفہ در برادرم ہود و صالح کے غریبؑ دفن کر دو۔ دوسری روایت میں فرمایا کہ قبر برادرم ہود میں دفن کرو۔ ایضاً۔ بسند موثق منقول ہے کہ ابو بصیر نے امام محمد باقرؑ سے مقام قبر جناب امیرؑ دریافت کیا۔ اور کہا۔ لوگوں نے مدفن جناب امیرؑ میں اختلاف کیا ہے۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا اپنے پدر بزرگوار نوحؑ کی قبر میں دفن ہوئے۔ پوچھا۔ کون متوجہ دفن ہوا۔ فرمایا رسول خدا مع ملائکہ بزرگوار ان کاتبان اعمال با روح و ریحان بہشت متوجہ ہوئے۔ اور اس مضمون کے احادیث بہت ہیں۔ شیخ مفیدؒ اور سید ابن طاؤس نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ جب ہنگام وفات جناب امیرؑ ہوا حسنینؑ سے فرمایا۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں تخت پر مجھے رکھنا اور عقب تخت کو اٹھانا کہ آگے سے تخت خود بخود اٹھے گا۔ اور مجھے عزیزین کہ صحرائے نجف ہے لے جانا۔ وہاں سنگ سفید دیکھو گے۔ ایک بیلچہ اس پتھر پر مارنا۔ اس جگہ سے ایک قبر اور لوح سلیم ظاہر ہوگی۔ جب جنازہ آنحضرت صحرائے نجف میں لے گئے۔ ایک پتھر سفید دکھائی دیا۔ کہ نور اس سے ساطع تھا۔ جب قبر کھودی لوح ساج ظاہر ہوئی۔ اور اس لوح پر لکھا تھا۔ کہ یہ وہ قبر ہے جو نوحؑ نے علی ابن ابی طالب کے لئے ذخیرہ کی ہے۔ راوی کہتا ہے ہم نے حضرت کو وہاں دفن کیا۔ بعد دفن کے نے

وہاں سے پھرے اور بسبب ان امور کے جوان پر ظاہر ہوئے کہ جناب امیرؑ اس قدر خدا کے نزدیک گرامی و بزرگ ہیں ہم نہایت خوش و خرم ہوئے۔ اثنائے راہ میں ایک گروہ شیعہ سے ملاقات ہوئی۔ کہ ان لوگوں کو نماز جنازہ نہ ملی تھی۔ جب ان اخبار کو ہم نے ان سے بیان کیا کہا ہم بھی ان کرامات کا مشاہدہ کرنا چاہتے ہیں۔ جو تم نے معائنہ کئے۔ ہم سب قبر جناب امیرؑ پر گئے۔ اور ہر چند ہم نے کھودا۔ مگر کچھ نشان نہ پایا ایضاً۔ کتاب فرحۃ الغری میں بسند معتبر عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے۔ کہا میں نے امام محمدؑ باقر سے قبر جناب امیرؑ کا سوال کیا حضرت نے فرمایا۔ قبر نوحؑ میں دفن ہوئے۔ میں نے کہا۔ کون نوحؑ۔ فرمایا۔ نوح پیغمبر پھر ارشاد کیا۔ جناب امیرؑ اس امت کے صدیق تھے۔ اور خدا نے ان کی قبر صدیق کی قبر میں قرار دی۔ اے عبدالرحیم جناب رسول خداؐ نے اپنے اہل بیت کو شہادت جناب امیرؑ اور مقام کی۔ جہاں دفن ہوئے خبر دی۔ اور خدا نے ان کا حنوط ان کے برادر رسول خداؐ کے ہمراہ بھیجا تھا۔ اور خبر دی کہ ملائکہ قبر کھودیں گے۔ اور جب ہنگام وفات وقت جناب امیرؑ قریب ہوا۔ اپنے دونوں فرزند حسنینؑ کو وصیت فرمائی۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں مجھے غسل دینا۔ اور حنوط کرنا۔ اور رات کو میرا جنازہ اٹھانا۔ اور جس طرف آگے سے جنازہ جائے تم بھی اس کے پیچھے جانا۔ اور مجھے وہاں دفن کرنا۔ جہاں جا کر جنازہ ٹھہر جائے اور ملائکہ تمہارے میرے مدفن میں رات کو دفن کریں گے۔ اور قبر میری ہموار کر دینا۔ کہ کوئی نہ جان سکے۔ دوسری روایت میں امام محمدؑ باقر سے روایت کی ہے کہ مجھے جانب پشت کوفہ لے جانا۔ اور جب پاؤں تمہارے زمین میں دھنسنے لگیں۔ اور سامنے سے ہوا تمہاری طرف آئے۔ مجھے اسی جگہ دفن کر دینا۔ کہ وہ مقام اول طور سینا ہے اور دوسری حدیث معتبر میں فرمایا کہ جناب امیرؑ کو قبل طلوع صبح ناحیۂ غریین میں دفن کیا۔ اور اندر دن قبر حسنینؑ و محمدؑ بن حنفیہ اور عبداللہ بن جعفر تھے۔ اور دوسری حدیث میں جناب صادق سے روایت کی ہے کہ ہمراہ جنازہ امیرالمومنین یہی چار بزرگوار تھے اور رات کو صحرائے کوفہ میں دفن کیا۔ اور قبر کو خوف خوارج سے ہموار کر دیا۔ اور نشان قبر کا کچھ نہ رکھا۔ دوسری روایت میں منقول ہے کہ وہ قبر اسی طرح مخفی تھی یہاں تک

حکایت ہارون رشید یہ کہ جناب امام جعفر صادق نے اپنے خاص خاص اصحاب کو نشان قبر جناب امیرؑ بتایا۔ کہ حکم قبر بنانے کا دیا۔ اور قبر بنائی گئی۔ اور روایت کی ہے کہ ایک دن ... ہارون رشید صحرائے نجف کی طرف شکار کھیلنے گیا۔ جب نزدیک صحرائے نجف پہونچا۔ جانوران شکاری کو چھوڑا۔ اور جانوران شکاری نے تھوڑی دیر ان آہوؤں کا تعاقب کیا۔ وہ آہو ایک ٹیلے پر چڑھ گئے۔ اور جانوران شکاری واپس ہو آئے۔ جب وہ جانوران ٹیلے سے نیچے آئے۔ جانوران شکاری پھر دوڑے۔

اور جب ان آہوؤں کے ہمراہ ٹیلے پر گئے بغیر شکار کئے واپس آئے۔ جب یہی کیفیت تین دفعہ گذری۔ ہارون رشید متعجب بہت ہوا۔ اور ایک مرد پیر سے جو قبیلہ بنی اسد سے تھا۔ پوچھا تم اس ٹیلے کو پہچانتے ہو۔ اس نے کہا۔ مجھے امان دو کہ جو کچھ میں جانتا ہوں بیان کروں۔ ہارون نے امان دی۔ اس مرد پیر نے کہا علی ابن ابی طالب کی قبر مبارک اس ٹیلے پر ہے اس وجہ سے جانوران شکاری کی جرأت نہیں پڑتی۔ کہ اس ٹیلے پر جا کر شکار کریں۔ پس ہارون نے وضو کیا اور ٹیلے پر جا کر نماز پڑھی اور دعا کی۔

بیان دفن و کفن جناب امیرؑ۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے حسنینؑ کو وصیت فرمائی۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ میرے سر کے قریب حنوط بہشت اور تین کفن استبرق بہشت کے پاؤ گے تم مجھے غسل دینا۔ اور اس حنوط سے حنوط کرنا۔ اور جامہائے بہشت میں کفن کرنا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ جب پدر بزرگوار نے رحلت فرمائی۔ ایک طبق طلا ہم نے سرہانے حضرت کے پایا۔ کہ پانچ ماشہ کافور بہشت اور چند برگ سدر بہشت اس طبق میں تھے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ جب غسل و کفن جناب امیرؑ سے فارغ ہوئے ناگاہ ایک اونٹ دکھائی دیا۔ جنازہ جناب امیرؑ اس اونٹ پر رکھا۔ اور وہ اونٹ روانہ ہوا یہاں تک کہ صحرائے نجف میں پہنچکر ٹھہر گیا۔ اور جب لشکر کی نزدیک پاسئے شتر قبر کھدی کھدائی پائی۔ اور نہ جانا۔ کہ وہ قبر کس نے کھودی ہے۔ جب جنازہ آنحضرت اونٹ سے نیچے اتارا۔ ایک ابر سفید قریب سر مبارک جناب امیرؑ ظاہر ہوا۔ اور جانوران بیشمار اس ابر میں دکھائی دیتے۔ کہ پرواز کرتے تھے۔ جب جناب امیرؑ پر نماز پڑھ کر دفن کیا۔ وہ ابر اور وہ جانور غائب ہو گئے بسند دیگر روایت کی ہے کہ جناب امیرؑ نے وصیت فرمائی۔ کہ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ گھر کے گوشہ راست میں ایک لوح پاؤ گے۔ اس لوح پر مجھے لٹا دینا۔ اور جو جامہ وہاں پانا۔ اس میں مجھے کفن کرنا۔ چنانچہ بعد وفات آنحضرت۔ لوح گوشہ راست میں دیکھی اور اس لوح پر لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اس لوح کو نوحؑ پیغمبر نے علیؑ ابن ابی طالب کے لئے ذخیرہ کیا ہے اور دہلیز خانہ میں ایک کفن دیکھا۔ کہ اس پر حنوط لگا تھا۔ اور نور اس حنوط کافور کی روشنی پر زیادتی کرتا تھا۔ جب متوجہ غسل ہوئے جسد مبارک سبک تھا اور ایک طرف سے دوسری جانب پھرتا تھا۔ پس امام حسینؑ نے امام حسنؑ سے کہا۔ آپ نہیں دیکھتے۔ جسد مبارک پدر بزرگوار کس قدر سبک ہے۔ اور خود بخود متحرک ہے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ ابو عبداللہ ہمراہ ہمارے اور جماعت موجود ہیں کہ وہ ہماری مدد غسل دینے میں کرتے ہیں۔ اور ظاہر نہیں ہیں۔ اور جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے۔ آگے سے جنازہ بلند ہوا۔ اور انہوں نے عقب جنازہ اٹھایا اور روانہ ہوئے۔

اور اثنائے راہ میں۔ ملائکہ کے پروں کی آواز سُنتے تھے اور آوازِ تسبیح و تقدیس ملائکہ کانوں میں آتی تھی یہاں تک کہ اس قبر پر پہونچے جس کا ذکر حضرت نے کیا تھا۔ اور آگے سے جنازہ زمین پر آیا۔ پس عقب جنازہ بھی زمین پر رکھ دیا۔ پہلے امام حسنؑ نے اور پھر امام حسینؑ نے حسب وصیت آنحضرت پر نماز جنازہ پڑھی۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ روایات سابقہ محل اعتماد ہیں اور چونکہ یہ روایت مشتمل بعض معجزات پر تھی یہاں درج کی گئی۔ شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ابن سکانؒ نے جناب امام صادق سے سبب بنی عمارت جو سرراہ نجف اشرف واقع ہے۔ جسے حنانہ کہتے ہیں دریافت کیا۔ حضرت نے کہا جب جنازۂ امیرالمومنین اس کے آگے سے لے گئے وہ عمارت بسبب تاسف و حزن انتقال آنحضرت جھکی۔ بعض کتب قدیمہ میں روایت کی ہے۔ کہ جب روح مقدس جناب امیرؑ نے جسد مطہر سے مفارقت کی۔ اور خانۂ آنحضرت سے صدائے نالہ و شیون بلند ہوئی۔ مردان و زنان اہل کوفہ دولتسرائے حضرت کی طرف دوڑے۔ اور جمیع خانہ ہائے کوفہ سے صدائے نالہ و شیون مثل اس روز کے جس روز رسولؐ نے رحلت فرمائی تھی بلند ہوئی۔ اور جب رات کو اندھیرا ہوا۔ آسمان آفاق متغیر ہوا۔ اور زمین کانپنے لگی اور صدا ہائے تسبیح و تقدیس ہوا کانوں میں پہونچتی تھی۔ اور لوگ جانتے تھے کہ یہ صدائے ملائکہ ہے۔ اور صدائے نوحہ وگریہ و مرثیہ جنات سُنتے تھے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا جب حسنینؑ مشغول غسل ہوئے امام حسینؑ پانی ڈالتے اور امام حسن غسل دیتے تھے۔ اور احتیاج کسی دوسرے کی نہ تھی۔ کہ جسد مبارک آنحضرت کو ادھر سے ادھر پلٹے جس طرف کے عضو کو دھونا چاہتے تھے جسد مطہر اس طرف سے دوسری طرف مائل ہو جاتا تھا۔ اور بوئے مشک جسد مبارک سے آتی تھی۔ جب غسل سے فارغ ہوئے امام حسن نے آواز دی۔ اے خواہر حنوط میرے نانا کا لاؤ۔ پس کر جناب زینبؑ حنوط لائیں۔ جس وقت اس حنوط کو کھولا۔ تمام کوفہ اس کی خوشبو سے معطر ہو گیا۔ پس جناب امیرؑ کو پانچ کپڑوں میں کفن کیا۔ جب تابوت میں رکھا۔ تابوت کو آگے سے جبرئیل و میکائیل نے اٹھایا۔ اور عقب سے امام حسنؑ و امام حسینؑ نے۔ محمد بن حنفیہ نے کہا۔ بخدا سوگند میں دیکھتا تھا۔ کہ جنازۂ پدر بزرگوار جس درخت و عمارت و دیوار کی طرف سے گذرتا تھا۔ وہ خم ہو جاتے تھے۔ اور قریب جنازہ حضرت خشوع کرتے تھے۔ بعض لوگوں نے چاہا کہ ہم جنازہ آنحضرت کے ہمراہ آئیں۔ امام حسنؑ نے ان کو پھیر دیا۔ امام حسینؑ روتے اور کہتے تھے۔ لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اے پدر بزرگوار آپ نے ہماری پشت شکستہ کی۔ میں آپ کی مصیبت میں خدا سے شکایت کرتا ہوں۔ جب جنازہ نزدیک قبر پہونچا۔ خود بخود زمین پہ اُترا۔ امام حسن آگے کھڑے ہوئے اور نماز جماعت حضرت پر پڑھی اور سات تکبیریں کہیں۔ جب نماز سے فارغ ہوئے۔ جنازہ اٹھایا اور خاک

ہٹائی ناگاہ ایک قبر بنی ہوئی تیار اور لحد بھی تیار ظاہر ہوئی۔ اور ایک تختہ کا قبر میں فرش تھا۔ اور اس تختہ پر لکھا تھا۔ کہ یہ وہ چیز ہے۔ جسے نوحؑ پیغمبر نے بندہ شائستہ طاہر و مطاہر کے لئے ذخیرہ کیا ہے حبیب جایا۔ کہ حضرت کو قبر میں لے جائیں۔ صدائے ہاتف سُنی کہ وہ کہتا تھا امیرالمومنین کو تربت طاہر و مطہر میں لے جاؤ۔ کہ حبیب اپنے حبیب کا مشتاق ہوا ہے۔ کتاب مشارق الانوار میں امام حسن سے روایت کلام صعصعہ بن صوحان عبدی کی ہے۔ کہ جناب امیرؑ نے امام حسنؑ سے کہا جب مجھے قبر میں رکھنا قبل اس کے خاک قبر پر گراؤ۔ دو رکعت نماز بجا لانا۔ اور بعد اس کے میری قبر میں دیکھنا جب آنحضرت کو ضریح مقدس میں رکھا اور نماز سے فارغ ہوئے۔ دیکھا۔ کہ ایک پردہ سندس قبر پر کھنچا ہوا ہے۔ امام حسنؑ نے اس پردہ کو بالائے آنحضرت سے ہٹا کر قبر میں نظر کی۔ دیکھا کہ جناب رسول خدا و حضرت آدمؑ و حضرت ابراہیمؑ جناب امیرؑ سے باتیں کر رہے ہیں۔ پھر امام حسینؑ نے پائنے مبارک کے پاس سے پردہ اٹھایا تو دیکھا کہ فاطمہ زہرا و حوا و مریم و آسیہ حضرت کے لئے رو رہی تھیں۔ راوی اوّل جو اس حدیث کا ہے۔ کہتا ہے جب جناب امیرؑ کو دفن کیا۔ صعصعہ بن صوحان عبدی قریب ضریح مقدس آنحضرت کھڑے ہوئے۔ اور ایک مشت خاک اٹھا کر اپنے سر پر ڈالی۔ اور کہا میرے پدر و مادر یا امیرالمومنین آپ پر قربان ہوں۔ آپ کو کرامتہائے خدا گوارا۔ اے ابوالحسنؑ مولا آپ کا پاکیزہ اور صبر آپ کا قوی اور جہاد آپ کا عظیم تھا جس کے آپ آرزو مند تھے۔ وہاں پہونچے۔ تجارت سود مند کی۔ اور اپنے پروردگار پاس گئے۔ خدا نے اپنی بشارت آپ کے استقبال کو بھیجی۔ اور ملائکہ گرد آپ کے جمع ہو گئے۔ جوار پیغمبرؐ کے بیچ میں آپ ساکن ہوئے۔ خدا نے آپ کو گرامی رکھا اور اپنے جوار رحمت میں جگہ دی۔ اور آپ کو آپ کے برادر محمد مصطفیٰؐ کے درجہ سے ملحق کیا۔ آپ کو جام لبریز سے پانی دیا۔ پس ہم خدا سے سوال کرتے ہیں کہ ہم پر احسان کرے اور توفیق دے کہ آپ کی پیروی کریں۔ اور آپ کی سیرت پر عمل کریں۔ آپ کے دوستوں کے دوست اور دشمنوں کے دشمن رہیں۔ اور آپ کے دوستوں میں محشور ہوں۔ بتحقیق کہ آپ ایسے درجات میں پہونچے۔ کہ کوئی بجز آپ کے نہ پہونچا تھا۔ آپ نے ایسی منزلت پائی۔ کہ اور کسی نے نہ پائی تھی۔ آپ نے راہ خدا میں اپنے برادر محمد مصطفیٰؐ کے سامنے جہاد کیا۔ جو شرط جہاد تھا۔ اور دین خدا پر اقامت کی۔ جو حق اقامت تھا۔ یہاں تک کہ سنتہائے نبوی کو بدستور رکھا۔ اور فتنہ و فساد کو برطرف کیا۔ آپ سے اسلام مستقیم اور ایمان منتظم ہوا۔ پس آپ پر ہماری طرف سے بہترین صلوٰۃ اسلام پہونچے۔ آپ سے پشت مومنان محکم اور نشان ہائے راہ ایمان واضح ہوئے۔ اور مناقب و خصال جو آپ کے لئے جمع تھے۔ کسی کے لئے جمع نہ ہوئے۔ سب سے پہلے آپ نے پیغمبرؐ کی تصدیق فرمائی اور ان کی متابعت

سب چیزوں پر اختیار کی۔ ان کی مدد و نصرت آپ نے کی۔ اپنی جان ان پر فدا کی۔ ذوالفقار آبدار کو ہمیشہ ان کی نصرت میں علم رکھا۔ آپ کی وجہ سے خدا نے ہر جبار عنید کو درہم برہم رکھا۔ آپ کے سبب سے ہر بدکردار شریر کو ذلیل کیا۔ آپ کے باعث قلعہائے شرک وکفر و بدوران شکستہ کئے۔ آپ کی ذات سے اہل ضلالت وطغیان کو ہلاک کیا۔ اے امیرالمومنین یہ مناقب و فضائل آپ کو گوارا ہوں۔ سب لوگوں سے حضرت رسولؐ کے نزدیک تر تھے۔ اسلام آپ کا سب سے پہلے اور علم و فہم آپ کا سب سے زیادہ تھا۔ آپ کا یقین سب سے کامل تر اور دل آپ کا سب سے قوی تر اور غنیمت میں حصہ سب سے بیشتر تھا۔ خدا ہم کو آپ کے اجر سے محروم اور بعد آپ کے گمراہ نہ کرے۔ آپ کی زندگانی کلید خیر تھی اور دروازہ ہائے شر کو ہم پر بند کئے ہوئے تھی۔ اور وفات آپ کی ہمارے لئے کلید ہر شر ہے اور دروازہ ہائے خیر کو ہم پر بند کر دیا۔ اگر مردم آپ کے سخن کو قبول کرتے۔ ہر آئینہ پاؤں کے نیچے اور سر کے اوپر سے نعمتہائے خدا نوش کرتے لیکن دنیا کو آخرت پر اختیار کیا۔ یہ بیان کر کے بہت روئے اور اوروں کو بھی رلایا۔ بعد اس کے امام حسنؑ و امام حسینؑ و محمدؑ و جعفرؑ و عباسؑ و یحییٰؑ و عونؑ و عبداللہؑ و دیگر فرزندان آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف دیکھا۔ اور ان کو تعزیت دے کر جانب کوفہ پھر گئے۔ جب صبح ہوئی یہ مصلحتاً ایک تابوت خانۂ آنحضرتؑ سے باہر لائے۔ اور کوفہ کے باہر امام حسنؑ نے اس تابوت پر نماز پڑھی اور اونٹ پر باندھ کر جانب مدینہ روانہ کیا۔ ابن بابویہؒ و قطب راوندیؒ نے بسند معتبر **علامات دفن جناب امیرؑ** جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ ہشام بن عبدالملک نے امام محمد باقرؑ سے سوال کیا۔ مجھے خبر دیجئے جس رات کو علی ابن ابی طالب شہید ہوئے۔ جو لوگ کوفہ کے علاوہ اور شہروں میں تھے۔ انہوں نے کس علامت سے جانا۔ کہ جناب امیرؑ شہید ہوئے۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ اس رات کو تا طلوع صبح جس جگہ سے پتھر اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ اور یہی علامت ظاہر ہوئی جس رات ہارونؑ برادر موسیٰؑ نے وفات پائی۔ اور جس رات کو یوشع بن نون شہید ہوئے۔ اور جس رات کو عیسیٰؑ آسمان پر گئے۔ اور جس رات کو امام حسینؑ شہید ہوئے تھے۔ ابن شہر آشوب نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب مومن مرتا ہے۔ آسمان و زمین اس پر چالیسؑ روز روتے ہیں۔ اور جب عالم انتقال کرتا ہے چالیسؑ مہینہ زمین و آسمان اس کے لئے روتے ہیں۔ اور جب پیغمبر رحلت کرتا ہے۔ چالیسؑ سال زمین و آسمان اس کے لئے روتے ہیں۔ پس فرمایا اے علیؑ جب تم شہید ہو گے تم پر آسمان و زمین چالیسؑ سال روئیں گے۔ ابن عباس نے کہا۔ جب جناب امیرؑ کوفہ میں شہید ہوئے۔ تین روز تک آسمان سے خون برسا۔ اور جس پتھر کو زمین سے اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ جوش مارتا تھا۔ کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ عبدالملک بن مروان

نے زہری سے سوال کیا۔ کہ زمین پر کیا علامت ظاہر ہوئی جس روز علیؑ شہید ہوئے۔ زہری نے جواب دیا
اس رات بیت المقدس سے جو سنگ ریزہ اٹھاتے تھے۔ اس کے نیچے سے خون تازہ ابلتا تھا۔ اور جب جناب
امیرؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ سنا ہے کہ ہاتف نے خانۂ حضرت میں آواز دی کہ امن یلقی فی النار خیر
ام من یاتی امنا یوم القیمۃ۔ پس دوسرے ہاتف نے آواز دی کہ رسول خداؐ اور تمہارے پدر
نے رحلت کی۔ احیا الطالبین سے روایت کی ہے کہ لشکر فرنگ نے مسلمانوں کی ایک جماعت کو اسیر کیا۔ اور
اپنے بادشاہ پاس لے گئے۔ اس نے عیسائی کرنا چاہا۔ انہوں نے انکار کیا۔ اس وقت حکم دیا۔ کہ روغن زیت
گرم کر کے ان کو اس روغن میں ڈال دیں۔ کہ ہلاک ہو جائیں۔ اور ایک کو ان میں سے چھوڑ دیا کہ مسلمانوں
سے یہ بات جا کر بیان کرے۔ ناگاہ اثنائے راہ میں بازگشت بیابان میں صدائے سم اسپاں کان میں آئی۔
جب اس شخص نے نظر کی۔ اپنے رفیقوں کو دیکھا۔ جن کو کھولتے روغن زیت میں ڈال دیا تھا۔ اس
نے کہا تم لوگوں کو میرے سامنے روغن زیت میں ڈال دیا تھا۔ کہ مر جاؤ۔ اب میں تم کو زندہ دیکھتا ہوں۔
انہوں نے جواب دیا۔ ہم نعیم الہی میں متنعم تھے۔ ناگاہ صدائے منادی آسمان سے آئی۔ کہ اے شہیدان صحرا و
دریا اس رات کو علی ابن ابی طالب نے وفات پائی ہے۔ سب حاضر ہو۔ اور جا کر نماز جنازہ پڑھو۔ اب ہم نماز
جنازہ حضرت سے فارغ ہو کر اپنی اپنی جگہ جاتے ہیں۔ فرات بن ابراہیم نے ابن عباس سے روایت کی
کہ جب جناب امیرؑ کو ضربت لگائی۔ اور حضرتؑ اپنے مصلی پر بیٹھے تھے اور اپنا سر مبارک زانو پر رکھے
تھے۔ پس ارشاد فرمایا۔ ایہا الناس میں ایک بات کہتا ہوں۔ تم سنو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے
کفر اختیار کر جائے۔ جناب رسول خداؐ سے میں نے سنا کہ جب علی ابن ابی طالب دنیا سے رحلت
کریگا۔ چند خصلتیں درمیان امت ظاہر ہونگی۔ کہ کوئی میزان میں نہ ہوگی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ
وہ خصلتیں کیا ہیں۔ فرمایا۔ امانت درمیان امت کم اور خیانت بہت ہوگی۔ اور حیا درمیان سے اٹھ
جائے گی۔ لوگ ایک دوسرے کے سامنے زنا کریں گے۔ اور پرواہ نہ کریں گے۔ بعد اس کے پریشان حال
ہوگی جس کے سبب لوگ عاجز ہونگے۔ واضح ہو جب تک علی موجود ہے زمین مجھ سے خالی نہیں۔
اور علی بمنزلہ پوست ہے جو میرے گوشت پر ہے۔ اور علی بمنزلہ میرے استخوان اور ان رگوں کے ہے۔
اور علی میرے اہل میں میرا برادر اور میرا وصی ہے۔ اور میری قوم میں میرا جانشین ہے۔ میرے وعدوں کا
وفا کرنے والا ہے۔ اور میرے قرض کا ادا کرنے والا ہے۔ علیؑ نے سختیوں میں میری مدد و نصرت کی۔ میرے
لئے کافروں سے جنگ کی۔ وقت نزول وحی ہائے آسمانی میرے پاس حاضر تھا۔ میرے ہمراہ طعام ہائے
بہشت تناول کیا۔ اور مکرر جبرئیل نے علیؑ سے ظاہر بظاہر مصافحہ کیا اور مجھے جبرئیل نے گواہ کیا کہ علیؑ

معصوموں اور پاک اور نیکوکاروں سے ہے۔ اور اے گروہ مردم میں تم کو گواہ کرتا ہوں کہ جب تک علیؑ تم میں موجود ہے کوئی امر تم پر مشتبہ نہیں اور جب علیؑ تم میں سے چلا جائے گا مصداق اس آیت کا ظاہر ہے۔ لیهلك من هلك عن بينة ويحيى من حي عن بينه۔

بیان تعزیت جناب خضر علیہ السلام

کلینیؒ و ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے کہ بروز شہادت جناب امیرؑ صدائے نوحہ و شیون لوگوں میں بلند ہوئی۔ اور لوگوں کو دہشت عظیم عارض ہوئی جس طرح کہ بروز وفات سرور کائنات۔ خضرؑ بصورت مرد پیر آئے اور رو کر کہتے تھے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اور کہا آج خلافت پیغمبری منقطع ہوئی پس جس گھر میں جناب امیرؑ تھے اس کے دروازہ پر جناب خضر کھڑے ہوئے۔ اور کہا اے ابوالحسنؑ خدا تم پر رحم کرے۔ تم وہ تھے کہ اسلام تمہارا سب سے زیادہ اور سب سے پہلے اور ایمان تمہارا سب سے زیادہ خالص تھا یقیناً تمہارا سب سے زیادہ قوی تھا۔ اور خوف خدا سب سے زیادہ اور مشقت تمہاری راہ خدا میں سب سے زیادہ عظیم تھی۔ تمہارے مناقب سب سے زیادہ فاضل اور حقوق سابقہ تمہارے سب سے زیادہ گرامی اور درجے تمہارے سب سے زیادہ بلند اور تمہاری قرابت حضرت رسولؐ سے سب سے زیادہ اور قریب تھی۔ اور تم شبیہ ترین مردم سیرت و طریقہ و اطوار و گفتار و کردار میں حضرت رسولؐ سے تھے۔ اور قدر و منزلت تمہاری آنحضرت کے نزدیک سب سے زیادہ تھی۔ تم گرامی ترین مردم حضرتؐ کے نزدیک تھے۔ خدا تم کو جزائے خیر رسول خدا و اسلام و اہل اسلام کی جانب سے عطا کرے۔ تم اس وقت قوی تھے جبکہ اصحاب آنحضرت ضعیف تھے۔ تم مردانہ وار اس وقت جہاد کر گئے جب یہ لوگ ڈرتے تھے تم نے قیام حق اس وقت کیا جب ان لوگوں نے کاہلی اور سستی اختیار کی۔ تم نے طریقہ رسول خدا ترک نہ کیا جس وقت ہر ایک ان کے اصحاب نے مختلف راہیں اختیار کیں تم خلیفہ رسول بلا فصل تھے۔ تم نے ہٹ دھرمی منافقین کی پرواہ نہ کی۔ اور ان پر حسد نہ کیا۔ اور کینہ منافقان نہ رکھا بعد حضرت رسولؐ کے جس وقت سارے لوگ ڈر گئے تم نے قیام حق کیا۔ اور حق کو اس وقت بیان کیا جس وقت اور لوگ عاجز ہو گئے۔ تم نے بنور خدا راہ دین طے کی جس وقت کہ اور لوگ عاجز رہے۔ اگر تمہاری متابعت کرتے ہدایت پاتے۔ تمہاری آواز سب سے زیادہ پست اور سبقت خیرات میں سب سے زیادہ بلند تھی۔ کلام تمہارا سب سے کمتر اور سخن تمہارا سب سے راست تر تھا۔ رائے تمہاری سب سے جنگ تر تھی۔ اور دل تمہارا اور لوگوں کے دلوں سے شجاع تر تھا یقیناً تمہارا سب سے زیادہ سخت اور عمل تمہارا سب سے زیادہ اچھا تھا۔ اور جملہ امور میں سب سے زیادہ دانا تھے۔ بخدا دین کے لئے تم بادشاہ اور مومنوں کے لئے پدر مہربان تھے۔ جس وقت تمہارے وہ لوگ عیال ہو گئے۔ پس ان کے دوش سے بلبائے

گراں جس کے اٹھانے کی طاقت ان کو نہ تھی۔ تم نے اٹھایا۔ جس چیز سے انہوں نے تخلف کیا تم نے اس کی حفاظت کی۔ جس چیز کو انہوں نے مہمل چھوڑ دیا تم نے اس کی اصلاح کی۔ جب وہ لوگ پست ہوئے۔ اس وقت تم بلند ہوئے۔ جس وقت انہوں نے زیادتی کی۔ اس وقت تم نے صبر کیا۔ جس چیز سے انہوں نے انکار کیا۔ اس کا حق تم نے اقرار کیا۔ تمہاری برکت سے انہوں نے وہ پایا جس کا ان کو گمان نہ تھا۔ تم کافروں پر عذاب نازل کرنے والے۔ اور مومنوں پر باران رحمت و فراوانی نعمت تھے۔ تم نے بسبب ان آزاروں کے جو منافقوں سے پہونچے ریاض جناں کو طے کیا۔ اور عطا و برکت امت سے فائز ہوئے۔ ان کے سوابق فضائل کو تم نے حاصل کیا۔ تمہاری تندی دین خدا میں مبدّل بکندی نہ ہوئی۔ دل تمہارا ہرگز جانب باطل مائل نہ ہوا۔ تمہاری بینائی ضعیف نہ ہوئی۔ خستن نے تمہارے نفس میں راہ نہ پائی۔ اور ہرگز خیانت نہ کی۔ صدیق ایمان و یقین میں تم مثل پہاڑ کے تھے کہ باد ہائے تند اسے متحرک نہیں کر سکتے تھے۔ اور کوئی چیز اس کو اس کی جگہ سے نہیں اکھاڑ سکتی تھی جیسا کہ حضرت رسول ؐ نے تمہارے حق میں کہا کہ بدن ضعیف اور امر خدا میں قوی تھے۔ تم ویسے ہی تھے اپنے نفس کے متواضع اور خدا کے نزدیک عظیم المرتبہ تھے کسی کو تم میں راہ عیب بینی نہ ملی۔ اور کسی کو تم سے امید جانبداری نہ تھی۔ عزیز و توانا تمہارے نزدیک ضعیف و ذلیل تھا۔ یہاں تک کہ حق کو اس سے لینے تھے اثبات حق میں دور و نزدیک تمہارے سامنے مساوی تھے۔ تمہارا کام حق اور مدار تمہارا راستی تھی۔ گفتار تمہاری علم و قسم اور امر تمہارا بردباری و دور اندیشی تھی۔ رائے تمہاری علم و عزم تھا۔ پس اس وقت دنیا سے گئے۔ جب تم نے راہ حق ظاہر اور کارہائے دشوار کو لوگوں پر آسان کر دیا اور آتشہائے فتنہ کو بجھا دیا۔ اور امور دین تم سے معتدل ہو گئے۔ اور ایمان نے تم سے قوت پائی۔ اور مومنین تم سے ثابت قدم ہو گئے۔ پس تم بہت سابق ہوئے تعب و مصیبت شدید میں وہ گرفتار ہوئے۔ جو تمہارے بعد رہ گئے۔ مصیبت تمہاری اس سے بزرگ تر ہے کہ گریہ اس کا تدارک کر سکے۔ آسمانوں میں تمہاری مصیبت عظیم ہوئی۔ اور لوگوں کو درہم برہم کر دیا۔ پس میں کہتا ہوں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ خدا سے ہی اس کی قضا پر راضی ہوا۔ اور اس کے امر کو بخدا تسلیم کیا۔ پس بخدا سوگند بعد تمہارے کوئی مصیبت مثل تمہاری مصیبت کے نہ ہوگی۔ مومنین کے لئے پناہ اور کافروں کے لئے خشم تھے۔ خدا تم کو تمہارے پیغمبر سے ملحق کرے۔ اور ہم کو تمہاری مصیبت کے اجر سے محروم نہ کرے اور تمہارے بعد گمراہ نہ کرے۔ تمام لوگ چپ چاپ کلام خضرؑ سننے لگے۔ حضرت خضر رو تے تھے اور اصحاب امیر المومنینؑ بھی گریہ خضرؑ سے گریہ کرتے تھے۔ جب کلام تمام ہوا۔ ہر چند لوگوں نے ڈھونڈھا مگر جناب خضرؑ کو نہ پایا۔

خطبہ امام حسن علیہ السلام ۔ احادیث معتبرہ سے منقول ہے۔ جب جناب امیرؑ نے دنیا سے رحلت کی جناب امام حسن منبر پر گئے۔ اور خطبہ فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور ارشاد کیا۔ تم سے اس شخص نے مفارقت کی ہے۔ جس پر کمالات میں سابقین نے سبقت نہیں کی۔ اور بروایت دیگر فرمایا۔ ایہا الناس اس رات کو قرآن نازل ہوا۔ اور اسی رات کو عیسیٰؑ آسمان پر گئے۔ اور اس رات یوشع بن نون شہید ہوئے۔ اور اس رات کو میرے باپ امیر المومنینؑ شہید ہوئے۔ بخدا سوگند اوصیائے گذشتہ اور آئندہ میں سے کوئی وصی جانب بہشت ان پر سبقت نہ کرے گا۔ اور جب رسولؐ ان کو لڑائی پر بھیجتے تھے۔ اپنا علم ان کے ہاتھ میں دیتے تھے۔ جبرئیل ان کے داہنی طرف اور میکائیل بائیں جانب جاتے تھے۔ اور جب تک خدا فتح و نصرت نہ دیتا تھا۔ واپس نہ آتے تھے۔ طلا و نقرہ کچھ انہوں نے میراث میں نہیں چھوڑا۔ مگر سات سو درہم کہ ان کی عطا و بخشش سے زیادہ آتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ اس سے ایک کنیز اپنے اہل و عیال کے لئے خریدیں۔ اور بروایت دیگر چاہتے تھے ایک کنیز ام کلثوم کے لئے خریدیں۔ امیر المومنین کی مصیبت میں اہل شرق و غرب تعزیت میں ہیں۔ اور میں خدا سے اپنے والد کی مصیبت پر اپنے صبر میں مفارقت پر حصہ طلب کرتا ہوں۔ اس کے بعد گریہ امام حسنؑ پر اس قدر طاری ہوا کہ کلام نہ کر سکے۔ اہل مسجد سے صدائے خروش بلند ہوئی۔ پس فرمایا: جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے اور جو نہیں پہچانتا۔ وہ جانے کہ میں ہی پسر محمدؐ مصطفیٰ ہوں۔ میں ہی پسر بشیر و نذیر ہوں۔ میں ہی پسر داعی الیٰ سوئے خدا ہوں۔ میں ہی پسر سراج منیر ہوں۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جسے خدا نے رحمۃ للعالمین کیا۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن سے خدا نے رجس کو دفع کیا۔ اور گناہوں سے پاک کیا۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن پر جبرئیل نازل ہوتے تھے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں۔ جن کی مودت اور ولایت خدا نے واجب کی۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃً نزد لہ فیہا حسناً۔ اور یہ حسنہ مودت ہم اہل بیت کی ہے۔ پھر فرمایا مجھے میرے نانا رسول خداؐ نے خبر دی کہ بعد امیر المومنین کے میرے گیارہ جانشین ہوں گے۔ برگزیدگان اہل بیتؑ ہونگے کہ وہ سب زہر یا شمشیر سے شہید ہونگے یہ ارشاد فرما کر منبر سے نیچے تشریف لائے۔ اور لوگوں نے حضرت سے بیعت کی۔ مگر وفا نہ کی۔

فصل پانچویں۔ قصہ قتل ابن ملجم ملعون

حدیث معتبر میں امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ کنندہ ناقہ صالح یعنی قاتل ناقہ

صالحؑ کی دو چشم اور ولد الزنا تھا۔ اور امیر المومنین کا قاتل بھی ولد الزنا تھا۔ قبیلہ مراد کہتے تھے کہ ہم اس کے باپ کو نہیں پہچانتے تھے۔ اور اس کے نسب کو بھی نہیں جانتے تھے۔ اور حسینؑ کا قاتل بھی ولد الزنا تھا کیونکہ پیغمبروں اور ان کی اولاد کو نہیں قتل کرتا۔ مگر ولد الزنا۔ قرب الاسناد میں بسند امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب ابن ملجم لعین کو امام حسنؑ پاس لائے۔ اس ملعون نے کہا میں نے خدا سے عہد کیا تھا۔ تمہارے باپ کو قتل کروں۔ اور اپنا وفائے عہد کیا۔ اگر چاہو تو مجھے قتل کر ڈالو۔ اور چاہو عفو کرو۔ اگر عفو کرو گے تو میں معاویہ کو مار ڈالوں گا۔ اور تم کو اس شر و فساد سے راحت و آرام دوں گا۔ اور پھر تمہارے پاس آؤں گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں جلد تجھے جہنم روانہ کرتا ہوں۔ یہ کہہ کر اس ملعون کو سامنے طلب کیا۔ اور اپنے دست مبارک سے اس لعین کو قتل کیا۔ کتاب فرحۃ الغری میں روایت کی ہے کہ عبداللہ بن جعفر نے امام حسن سے التماس کی۔ کہ مجھے حکم دیجئے میں سے قصاص لوں۔ جب اجازت پائی۔ ایک سیخ آگ میں سرخ کر کے اس ملعون کی آنکھوں میں ٹھونک دی۔ بعد اس کے بانواع اقسام عذاب اس ملعون کو قتل کیا۔ ایضاً۔ کتاب فرحۃ الغریٰ میں روایت کی ہے۔ کہ جب امام حسنؑ کی خدمت میں اس ملعون کو لائے۔ اس نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ ایک بات آپ کے کان میں کہوں حضرت نے انکار کیا۔ اور فرمایا۔ تو چاہتا ہے کہ بسبب عداوت کے میرا کان اپنے دانتوں سے چبا جائے۔ اس ملعون نے جواب دیا۔ بخدا اگر آپ مجھے اجازت دیتے تو میں آپ کا کان جڑ سے اکھاڑ لیتا۔ بعض کتب قدیمہ میں روایت کی ہے کہ جب رات کو جناب امیرؑ کو دفن کیا۔ اور صبح ہوئی۔ ام کلثوم نے امام حسنؑ کو قسم دی۔ کہ میں چاہتی ہوں قاتل پدر بزرگوار کو ایک ساعت زندہ نہ چھوڑو۔ یہ سن کر امام حسنؑ گھر سے باہر تشریف لائے۔ اور اپنے خواص اصحاب و اعزہ کو جمع کیا۔ اور قتل ابن ملجم میں مشورہ کیا۔ عبداللہ بن جعفر نے کہا۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ ہاتھ پاؤں ناک کان اور زبان اس کے کاٹوں اور بعد اس کے قتل کروں۔ محمدؒ بن حنفیہ نے کہا۔ اوّل تیر باراں کرنا چاہیئے۔ اور آخر کو آگ میں جلا دیا جائے۔ کسی نے کہا اسے پھانسی دے کر واصل جہنم کیا جائے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں اپنے پدر بزرگوار کا حکم عمل میں لاتا ہوں۔ اور اسے ایک ضرب شمشیر سے قتل کرتا ہوں۔ بعد ازاں اس کے جسم پلید کو آگ میں جلاتا ہوں۔ پس حکم دیا۔ کہ اسے دست بستہ حاضر کیا جائے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے امیر المومنین اور امام المسلمین کو قتل کیا۔ اور دین میں فساد عظیم برپا کیا۔ یہ فرما کر اس کو ایک ضربت سے واصل جہنم کیا۔ اور بروایت دیگر اسے قتل کا حکم دیا۔ پس ام ہیثم دختر اسود نخعیہ نے عرض کی کہ اس کا جسد پلید مجھے دے دیجئے کہ میں اسے آگ میں جلا کر اپنے دل کی

آگ بجھاؤں۔ امام حسنؑ نے اس کی التماس قبول کی۔ اور ام ہیثم نے اس کو آگ میں جلا دیا۔ قطب راوندیؒ نے و ابن شہر آشوبؒ و علیؒ بن عیسیٰ اربلی نے ابن الرقاد سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز مسجد الحرام میں تھا۔ لوگوں کو دیکھا۔ کہ مقام ابراہیم کے گرد جمع ہوتے ہیں۔ میں نے دریافت سبب کیا۔ ان لوگوں نے کہا۔ ایک راہب مسلمان ہوا ہے۔ جب میں نزدیک آیا۔ دیکھا۔ ایک مرد پیر عظیم جثہ ضخیم جبہ پشمینہ پہنے کلاہ پشمینہ سر پر رکھے مقام ابراہیم کے برابر بیٹھا کہہ رہا ہے۔ کہ دریا کنارے میرا ایک صومعہ تھا۔ ایک روز میں نے صومعہ سے دریا میں نظر کی۔ یکایک کیا دیکھتا ہوں۔ کہ ایک جانور مثل کرگس اڑتے اڑتے زمین پر آیا۔ اور پتھر پر جو دریا میں بلند تھا۔ اس پر بیٹھا اور قے کی۔ اور قے میں چوتھائی آدمی اس کے گلے سے زمین پر گرا۔ اور وہ جانور اڑ کر غائب ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آیا۔ اور چوتھائی آدمی قے سے اگلا۔ جب اسی طرح اس نے چار بار قے کی۔ وہ سب قے مل کر ایک دوسرے سے بھی ایک آدمی ہوا۔ اور کھڑا ہو گیا۔ جب میں نے یہ عجائب دیکھا بہت متحیر ہوا۔ ناگاہ وہ جانور پھر آیا۔ اور اس آدمی کو چوتھائی جدا کر کے کھا گیا۔ اور پرواز کی۔ پس پھر آیا۔ اور چوتھائی پھر کھا گیا۔ یہاں تک کہ چوتھی مرتبہ سب نگل گیا۔ اس منظر کو دیکھنے سے میرا تعجب زیادہ ہوا۔ اور اپنے دل میں پشیمان ہوا۔ کہ اس آدمی سے کیوں نہ پوچھا۔ تو کون ہے۔ اسی خیال میں۔ میں اس پتھر کی جانب نظر کر رہا تھا۔ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہ جانور پھر آیا۔ اور چوتھائی آدمی قے میں اگل دیا۔ یہاں تک کہ چوتھی مرتبہ قے کی۔ وہ بدستور سابق آدمی ہو گیا۔ اور کھڑا ہوا۔ پس میں دریا کے کنارے گیا۔ اور اسے آواز دی کہ اے شخص تو کون ہے۔ اس نے مجھے جواب نہ دیا۔ پھر میں نے کہا تجھے اس خدا کی قسم جس نے تجھے پیدا کیا۔ مجھے بیان کر تو کون ہے۔ اس دفعہ اس نے جواب دیا۔ میں ابن ملجم مرادی ہوں۔ میں نے پوچھا۔ بیان کر کونسا برا کام تجھ سے سرزد ہوا۔ جو اس عذاب میں مبتلا ہوا۔ اس نے جواب دیا۔ میں نے علی ابن ابی طالبؑ کو قتل کیا ہے۔ اور حق نے یہ جانور مجھ پر موکل کیا ہے کہ مجھے تا روز قیامت اسی طرح عذاب کرے گا۔ ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب استخوان ہائے پلید ابن ملجم کو ایک گڑھے میں ڈال دیا۔ ہمیشہ صدائے نالہ و فریاد اہل کوفہ اس گڑھے سے سنتے تھے۔ بعض کتب معتبرہ میں جناب روایت شبیہہ جناب امیرؑ بر آسمان پنجم۔ صادقؑ سے روایت کی ہے جناب رسولؐ نے فرمایا۔ جب مجھے شب معراج آسمان پنجم پر لے گئے میں نے وہاں علی ابن ابی طالب کی صورت دیکھی میں نے کہا اے حبیب من جبرئیل یہ کیا صورت ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ یا حضرت ملائکہ نے چاہا۔ کہ علی ابن ابی طالب کی صورت پر نظر کریں۔ پس عرض کیا۔ خداوندا فرزندان آدم دنیا میں صبح و شام زیارت علی ابن طالب سے

کہ تیرے حبیب محمدؐ مصطفیٰ کا حبیب اور خلیفہ اور وصی اور امین ہے بہرہ مند اور مشتاب ہوتے ہیں۔ پس ہمیں بھی زیارت علی سے مشتاب اور بہرہ مند کر۔ لہٰذا حق تعالیٰ نے امیرالمومنین کی صورت اپنے نور اقدس سے پیدا کی کہ ملائکہ شب و روز اس صورت کی زیارت کرتے اور ہر صبح و شام زیارت علیؑ سے فیض یاب اور مشتاب ہوتے ہیں۔ بعد اس کے جناب صادق نے فرمایا۔ کہ جب ابن ملجم ملعون نے سر مبارک پر ضربت لگائی۔ آسمان ہفتم میں بھی اس صورت میں اثر ضربت ظاہر ہوا۔ ملائکہ ہر صبح و شام جب اس صورت کو مشاہدہ کرتے اور اس ضربت کو دیکھتے ہیں۔ جناب امیرؑ کے قاتل پر لعنت کرتے ہیں۔ بعد اس کے جب جناب امام حسینؑ کو شہید کیا ظالموں نے۔ ملائکہ زمین پر آئے۔ اور جسم مبارک امام حسینؑ کو آسمان پر لے جا کر پہلوئے جناب امیرؑ میں رکھا۔ پس ملائکہ زیارت امیرالمومنین کو جاتے ہیں۔ اور جناب امام حسینؑ کو خون آلودہ مشاہدہ کرتے ہیں۔ اس وقت یزید اور ابن زیاد اور تمام امام حسینؑ کے قاتلوں پر لعنت کرتے ہیں اور یہی حالت قیامت تک رہے گی۔ راوی کہتا ہے۔ کہ جب جناب صادق نے اس حدیث کو ارشاد کیا فرمایا۔ یہ ہمارے اس علم سے ہے۔ جو مکنون اور مخزون ہے۔ چاہیئے کہ اس کو روایت نہ کرو۔ مگر اس شخص سے جو اس کی اہلیت رکھتا ہو۔

باب چوتھا

بیان تاریخ ولادت وشہادت ثانی ائمہ ہدی وقرۃ العین محمد مصطفیٰ امام حسن مجتبیٰ علیہ التحیۃ والثناء

فصل پہلی۔ ولادت موفور السعادت واسم ولقب وکنیت وحلیہ وشمائل امام حسنؑ کا بیان۔ شیخ مفیدؒ وطوسیؒ اور اکثر علمائے معتبرین نے ذکر کیا ہے۔ کہ ولادت باسعادت حضرت امام حسنؑ شب سہ شنبہ نصف ماہ مبارک رمضان سال سوم ہجرت میں ہوئی۔ اور بعضوں نے سال دوم بھی لکھا ہے۔ اسم شریف آنحضرت حسنؑ اور توریت میں شبر ہے۔ اس لئے کہ شبر عرب لغت میں حسنؑ کو کہتے ہیں۔ اور حضرت ہارون کے بڑے بیٹے کا نام شبر تھا۔ اور کنیت آنحضرت ابو محمدؑ ہے۔ اور بعضوں نے ابوالقاسم بھی کہی ہے اور لقبہائے آنحضرت سید سبط۔ امین۔ حجت۔ نقی۔ اثیر زکی۔ مجتبیٰ۔ زاہد ہیں۔ ابن بابویہؒ نے بسند ائے معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے کہ جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ جناب سیدہؑ نے جناب امیرؑ سے کہا۔ اس فرزند کا نام رکھو۔ جناب امیرؑ نے کہا میں نام رکھنے میں سبقت نہ کروں گا۔ پس امام حسنؑ کو زرد کپڑے میں لپیٹ کر خدمت بابرکت حضرت رسولؐ میں لائے۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ یہ زرد کپڑا نہ پہناؤ۔ بلکہ سفید کپڑا پہناؤ۔ بروایت دیگر اپنی زبان امام حسنؑ کے منہ میں دی۔ امام حسنؑ زبان آنحضرتؐ چوستے تھے۔ پھر جناب امیرؑ سے پوچھا۔ اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ کہا جناب امیرؑ نے مجھے نام رکھنے میں آپ پر سبقت کرنا منظور نہیں۔ پس حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں اللہ تعالیٰ سے سبقت نہیں کر سکتا۔ اس وقت حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی فرمائی۔ کہ محمدؐ کے یہاں ایک فرزند متولد ہوا ہے۔ اے جبرئیل جاکر ان سے میرا سلام کہہ دو۔ اور تہنیت ومبارکباد دے کر کہو۔ علیؑ ابن ابی طالب تم سے نسبت میں بمنزلہ ہارون نسبت موسیٰ ہیں۔ لہٰذا اس فرزند کو باسم پسر ہارون مسمیٰ کرو۔ جب جبرئیل نازل ہوئے۔ آنحضرت نے کہا۔ اے جبرئیل اسم پسر ہارون کیا تھا۔ جبرئیل نے کہا۔ اس کا نام شبر تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ حسن نام رکھیئے۔ پس حسن نام رکھا۔ کہ لغت عربی میں معنی شبر ہے اور جب امام حسینؑ پیدا ہوئے۔ حق تعالیٰ نے جبرئیل کو وحی فرمائی کہ ایک فرزند

محمدؐ کے ہاں پیدا ہوا ہے۔ جاؤ اور مبارکباد دیکر کہو کہ علیؑ تم سے بمنزلہ ہارون کے موسیٰؑ سے ہے پس علیؑ کے دوسرے فرزند کو ہارون کے دوسرے فرزند کے نام کے ساتھ مسمیٰ کرو۔ جب جبرئیل نازل ہوئے۔ اور بعد تہنیت پیغام ملک علام حضرت خیرالانام کو پہونچایا۔ حضرتؐ نے کہا۔ اس فرزند کا نام کیا تھا۔ جبرئیل نے کہا۔ شبیر نام تھا۔ حضرتؐ نے ارشاد کیا۔ میری زبان عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا۔ حسینؑ نام رکھیئے کہ بمعنی شبیر کے ہے پس حسین نام رکھا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ اسماء بنت عمیس نے کہا جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ میں ان کی دایہ تھی۔ پس جناب رسول خداؐ تشریف لائے۔ اور کہا۔ اے اسماء میرے فرزند کو لاؤ۔ امام حسنؑ کو میں جامئہ زرد میں لپیٹ کر لائی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں نے تم کو منع نہیں کیا کہ جو فرزند پیدا ہو۔ اسے زرد کپڑے نہ پہناؤ۔ پھر حسنؑ کو سفید کپڑے پہنا کر حضرت کی خدمت میں لے گئی۔ آنحضرتؐ نے حسنؑ کے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور جناب امیرؑ سے پوچھا۔ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ یا حضرت میں نے اس فرزند کے نام رکھنے میں آپ پر سبقت نہیں کی۔ لیکن میں چاہتا ہوں۔ اس کا نام حرب رکھوں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں بھی اس فرزند کا نام رکھنے میں سبقت نہیں کروں گا۔ اس وقت جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ حق تعالیٰ بعد سلام فرماتا ہے۔ اس فرزند کا نام ہارون کے بیٹے کا رکھو۔ پس حضرت نے حسنؑ نام رکھا۔ جب ساتواں دن ہوا حضرت نے دو ابلق گوسفند عقیقہ میں ذبح کئے۔ اور اسماء بنت عمیس دایہ کو ایک ران اور ایک اشرفی عطا فرمائی۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک کے بال کٹوا کر برابر چاندی کے تصدق کر دیئے۔ اور امام حسنؑ کے سر مبارک پر خلوق کہ ایک خوشبو ہے لگائی۔ اور فرمایا۔ اے اسماء خون عقیقہ بچہ کے سر پر ملنا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

اس نے کہا۔ بعد ایک سال کے امام حسین پیدا ہوئے۔ اور آنحضرت نے فرمایا اے اسماء میرے فرزند کو میرے پاس لاؤ۔ پس میں امام حسینؑ کو سفید کپڑے پہنا کر حضرت کی خدمت میں لائی۔ آنحضرت نے داہنے کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔ اور اپنے دامن میں لے کر رونے لگے۔ اسماء نے کہا۔ یا حضرت آپ پر سے میرے ماں باپ قربان ہوں۔ آپ کیوں روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا۔ اے اسماء باغی اور ظالم بعد میرے اس فرزند کو شہید کریں گے۔ خدا میری شفاعت ان ظالموں کے حق میں قبول نہ فرمائے۔ پھر ارشاد کیا۔ اے اسماء یہ خبر فاطمہ سے بیان نہ کرنا کیونکہ یہ فرزند ابھی متولد ہوا ہے۔ اس غم و مصیبت کا سننا اسے مضر ہوگا۔ پھر جناب امیرؑ سے کہا۔ اے علیؑ تم نے اس فرزند کا کیا نام رکھا ہے۔ انہوں نے عرض کی یا حضرت اس فرزند کا نام رکھنے میں

میں نے آپ سے سبقت نہیں کی۔ آنحضرت نے فرمایا۔ میں بھی اپنے پروردگار پر سبقت نہ کروں گا۔
ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ خداوند علی اعلیٰ نے آپ کو سلام کہا۔ اور فرمایا۔ اپنے اس فرزند
کا نام مثل ہارونؑ کے چھوٹے فرزند کے رکھو۔ پس آنحضرت نے حسینؑ نام رکھا۔ اور بروز ہفتم دو گوسفند
عقیقہ ذبح کئے۔ اور قابلہ کو ایک ران اور ایک دینار عطا کیا۔ اور بال منڈوا کر ہموزن ان کے چاندی تصدق
فرمائی۔ اور پھر استرا اس پر ملا۔ اور فرمایا۔ فعل جاہلیت ہے۔ ایضاً۔ امام رضا سے روایت ہے۔ کہ امام حسنؑ
اور حسینؑ میں لقدر مدت حمل فاصلہ تھا۔ اور احادیث معتبرہ فریقین نے جناب رسول خداؐ سے روایت
کی ہے۔ کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ میں نے حسنینؑ اپنے دونوں فرزندوں کو نام شبر و شبیر دو پسر ہارون
واسطے ان کی کرامت و بزرگواری کے۔ جو بارگاہ خدا میں ہے مسمیٰ کیا اور بروایت دیگر فرزندان فاطمہ کا
حسنؑ و حسینؑ و محسنؑ جو شکم فاطمہ میں شہید ہوا۔ باسم سہ پسران ہارون شبر و شبیر و مشبر نام رکھا۔ اس لئے کہ
علیؑ بمنزلہ ہارون کے۔ ابن بابویہؒ نے روایت کی ہے بسند معتبر امام جعفر صادق خداوند عالم نے جناب
رسول خداؐ کے لئے نام امام حسنؑ کا موجامہ حریر بہشت ہدیہ بھیجا اور آنحضرتؐ نے امام حسینؑ کا نام امام حسن کے نام
نقش نگین حضرت امام حسن علیہ السلام ۔ سے مشتق فرمایا۔ ایضاً۔ امام رضا سے روایت کی
ہے کہ نقش جناب امام حسنؑ العزۃ للہ اور بروایت دیگر الحمد للہ تھا۔ اور بعض کتب معتبرہ میں
روایت ہے کہ ام فضل زوجہ عباسؓ نے خدمت حضرت رسولؐ میں عرض کیا۔ میں نے خواب میں
دیکھا ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا ٹکڑا میرے دامن میں ہے۔ آنحضرت نے فرمایا۔ انشاء اللہ فاطمہ کے
ہاں فرزند پیدا ہوگا۔ اور تم اس کی تربیت کرو گی۔ پس جس دن امام حسنؑ متولد ہوئے۔ آنحضرت نے
ام فضل کی گود میں دیا اور کہا قثم فرزند عباس کا دودھ اسے پلاؤ۔ قطب راوندیؒ نے جناب صادقؑ سے
روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ فرزندان شیر خوارۂ فاطمہ پاس آتے۔ اور اپنا آب دہان معجز نشان
فرزندوں کے منہ میں ڈال لیتے اور فاطمہؑ سے فرماتے تھے تم ان دونوں کو دودھ نہ دو۔ ابن شہر آشوب
نے کتب مخالفین سے ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ ایک راہب اونٹ پر سوار مدینہ میں آیا۔ اور
کہا مجھے خانۂ فاطمہ بتا دو۔ جب در دولت پر پہنچا۔ کہا اے فاطمہ اپنے دونوں فرزندوں کو مجھے دکھاؤ۔
جناب فاطمہؑ نے حسنینؑ کو نہ کھانے کو بھیجا۔ راہب نے دونوں شاہزادوں کو پیار کیا اور رو کر کہنے
لگا ان دونوں کے نام توریت میں شبر و شبیر اور انجیل میں طاب و طیب ہیں اور اس کے بعد جناب
رسول خداؐ کے اوصاف دریافت کئے اور مطابق ان اوصاف کے جو کتب میں اس نے پڑھے تھے۔
شہادت دی اور مسلمان ہوا۔ ایضاً۔ ایک گروہ سے روایت ہے کہ حسنینؑ سے پہلے اور کوئی ان دو

نام بزرگوار سے مسمّیٰ نہیں ہوا تھا۔ اور یہ ان کے معجزات سے ہے۔ جس طرح کہ نبیؐ باسم محمدؐ و علیؑ مسمّیٰ نہ ہوا تھا۔ اور خدا قصۂ یحییٰ میں فرماتا ہے کہ ہم نے پہلے اس کے ہمنام اس کا کسی کو قرار نہیں دیا۔ کتاب عیون المعجزات میں روایت ہے کہ حسینؑ ران چپ فاطمہؑ سے پیدا ہوئے۔ اور عیسیٰؑ ران راست مریمؑ سے ہوئے۔

بیان عقیقہ امام حسنؑ ۔ کلینیؒ نے بسند ہائے صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب فاطمہؑ نے بروز ہفتم ولادت حسنینؑ مینڈھا عقیقہ میں ذبح کیا۔ اور ان کے سر کے بال مونڈے اور ہم وزن بالوں کے چاندی تصدق فرمائی۔ اور چند احادیث دیگر میں جناب صادقؑ سے روایت ہے کہ جناب رسول خداؐ نے اپنے دست مبارک سے عقیقہ حسنینؑ میں مینڈھا ذبح کیا۔ یہ دعا پڑھی بسم اللہ عقیقۃ عن الحسن اللھم عظمھا بعظمہ ولحمھا بلحمہ ودمھا بدمہ وشعرھا بشعرہ اللھم اجعلھا وقاءً لمحمد وآلہ۔ ایضاً۔ بسند ہائے معتبر امام رضاؑ سے روایت ہے کہ جب امام حسنؑ متولد ہوئے۔ جبرئیلؑ بروز ہفتم تہنیت کو آئے اور آنحضرتؐ سے کہا۔ اے محمدؐ اپنے فرزند کا نام اور کنیت رکھو۔ اور سر کے بال مونڈو اور ایک عقیقہ ذبح کرو۔ اور اپنے فرزند کا کان چھید دو۔ اور جب امام حسینؑ متولد ہوئے۔ پھر جبرئیلؑ آئے اور وہی احکام لائے۔ اور پھر آنحضرتؐ نے تعمیل کی۔ اور فرمایا دو گیسو بائیں طرف سر پر رکھو۔ اور سوراخ داہنے کان کی لو میں کیا۔ اور بائیں کان میں اوپر کی طرف سوراخ کیا۔ اور دوسری روایت میں وارد ہے کہ وہ دو گیسو درمیان سر رکھے تھے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جب جناب رسول خداؐ کو شب معراج لے گئے۔ حضرتؐ نے زمین پر دس رکعت نماز ادا کی۔ اور ان میں سے نماز ہائے واجب دو رکعت تھی۔ اور جب حسنینؑ متولد ہوئے۔ ان دو رکعت بزرگ کے شکریہ میں سات رکعت اور اضافہ کی اور خدا نے اجازت دی۔

بیان حلیہ مبارک امام حسنؑ ۔ کشف الغمہ میں روایت ہے کہ رنگ مبارک امام حسنؑ سرخ و سفید تھا۔ اور چشم ہائے مبارک کشادہ اور بہت سیاہ تھیں۔ اور رخسارہ مبارک ہموار تھے۔ اونچے نہ تھے۔ اور ایک خط باریک درمیان شکم مبارک تھا۔ اور ریش مبارک بہت گھنی تھی۔ اور سر کے بال بڑے رکھتے تھے۔ اور گردن مبارک نور و صفا میں مثل شمشۂ نقرہ تھی جس پر صیقل کیا ہوا۔ اور سر ہائے استخوان مند تھے۔ اور درمیان دو شانہ ہائے مبارک کشادہ اور بلند تھا۔ اور تمام خلائق سے زیادہ خوبصورت تھے۔ اور سیاہ خضاب فرماتے تھے۔ بال گھونگروالے تھے۔ اور جسم شریف نہایت لطیف تھا۔ ایضاً۔ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ از سر تا سینہ حضرت رسولؐ سے بہ نسبت تمام خلائق کے بہت شبیہ تھے۔ اور امام حسینؑ از سر تا پا شبیہ جناب رسول خداؐ تھے۔

فصل دوسری ، بیان فضائل امام حسن ؑ

ابن بابویہؒ وغیرہ نے کتب معتبرہ مخالفین سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا بروز قیامت عرش الٰہی کو ہر زینت سے مزین کریں گے۔ اور دو منبر نور کے لائیں گے۔ ان کا طول ایک سو میل کا ہوگا۔ کہ ہر ایک میل ثلث فرسخ کا ہے۔ پھر ایک منبر جانب راست عرش اور دوسرا جانب چپ رکھیں گے۔ پس حسنینؑ کو لائیں گے۔ ایک منبر پر حسنؑ اور دوسرے پر حسینؑ بیٹھیں گے۔ اور خدا اپنے عرش کو ان سے مزین کرے گا جس طرح عورت دو گوشوارہ سے اپنی زینت کرتی ہے۔ ایضاً۔ مخالفین سے روایت ہے کہ ایک مرد عراقی عبداللہ بن عمر پاس آیا۔ اور پوچھا۔ اگر کوئی شخص حالت احرام میں ایک پشہ کو مارے اس کا کیا حکم ہے۔ عبداللہ نے کہا۔ دیکھو یہ شخص آیا ہے۔ اور خون پشہ سے سوال کرتا ہے۔ ان لوگوں نے فرزند رسولؐ کو شہید کیا۔ اور میں نے جناب رسول خداؐ سے سُنا ہے۔ فرماتے تھے۔ حسنینؑ دنیا میں میرے باغ کے دو پھول ہیں۔ محدثین فریقین نے بسند ہائے معتبر روایت کی ہے۔ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ سید جوانان بہشت ہیں۔ اور روایات متعددہ میں مخالفین سے مذکور ہے کہ ان کا پدر ان سے بہتر ہے۔ ایضاً۔ بطریق فریقین منقول ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ میں نے حسنؑ کو اپنا حلم و مہابت دی۔ اور حسینؑ کو جود و رحمت اپنی بخشی۔ ابن بابویہ نے از طریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ابن عمر نے کہا ہے۔ کہ حسنینؑ کے پاس دو تعویذ تھے جن میں ریزہائے بال جبرئیل سفید بھرے ہوئے تھے۔ ایضاً ابن بابویہؒ وغیرہ نے کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ کہ جناب فاطمہؑ مرض حضرت رسولؐ میں حسنینؑ کو آنحضرت پاس لائیں۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ یہ آپ کے فرزند ہیں۔ کچھ ان کو میراث میں دیجیئے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ حسنؑ اس کو میں نے اپنی بزرگواری و ہیبت دی۔ اور حسینؑ کو اپنی جرأت و بخشش۔ و بروایت دیگر اپنی سخاوت و شجاعت بخشی۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسولؐ نے فرمایا فرزند ہر شخص کا پھول ہے۔ اور میرے دو پھول دنیا میں حسنینؑ ہیں۔ ایضاً بسند معتبر روایت کی ہے کہ جناب رسولؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ بعد میرے اور بعد اپنے باپ کے بہترین اہل زمین ہیں۔ اور ان کی ماں بہترین زنان اہل زمین ہے۔ شیخ طوسیؒ وغیرہ نے بطریق مخالفین ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا جس نے حسنینؑ کو دوست رکھا۔ تحقیق اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے ان کو دشمن رکھا اس نے مجھے دشمن رکھا۔ کتاب کفایہ میں جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حسنینؑ

سے فرمایا تم دونوں میرے بعد امام ہو۔ اور بہترین جوانان بہشت ہو۔ اور گناہوں سے معصوم ہو۔ خدا تمہاری حفاظت کرے۔ اور جو تم سے دشمنی کرے ان پر خدا لعنت کرے۔ ابن بابویہؒ و شیخ طوسیؒ و ضمیریؒ وغیرہ نے بسند ہائے بسیار روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول خداؐ نے حسینؑ سے فرمایا۔ آپس میں کشتی لڑو۔ اور اے حسنؑ تم حسینؑ کو زمین پر گرا دو۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ کس طرح بڑے فرزند کو چھوٹے پر جرأت دیتے ہیں۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ ہم حسنؑ کو اور جبرئیل حسینؑ کو تحریص کرتے ہیں۔ کشف الغمہ میں کتب مخالفین سے روایت کی ہے۔ کہ آل محمدؐ پاس ایک چادر بچھیدہ تھی۔ جب جبرئیل آتے تھے۔ ان کے لئے بچھاتے تھے۔ جبرئیل اس چادر پر بیٹھتے تھے۔ اور سوائے جبرئیل کے کوئی اس پر نہ بیٹھتا تھا۔ اور جب جبرئیل آسمان پر جاتے تھے۔ اس چادر کو آل محمدؐ اٹھا لیتے تھے۔ اور جبرئیل جب پرواز کرتے تھے۔ ان کے پروں سے ریزہ جھڑتا تھا پس جناب رسول خداؐ ان ریزہ کو جمع کرتے تھے۔ اور تعویذ میں حسنینؑ کے رکھتے تھے۔ ایضاً کتاب حلیۃ الاولیاء میں روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ امام حسنؑ کو اپنے دوش مبارک پر سوار کئے ہوئے فرماتے تھے جو مجھے دوست رکھے لازم ہے اس فرزند کو دوست رکھے۔ ایضاً بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ابوہریرہ نے کہا میں جس وقت امام حسنؑ کو دیکھتا ہوں۔ آنسو میری آنکھوں سے جاری ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ میں ایک روز حاضر تھا۔ امام حسنؑ دوڑتے آئے۔ اور جناب رسول خداؐ کی گود میں بیٹھ گئے۔ پس حضرت نے اپنے فرزند کا منہ کھولا۔ اور اپنا منہ ان کے منہ پر رکھ کر فرمایا۔ خداوندا میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ جو اسے دوست رکھے میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ اور تین مرتبہ اس سخن کو فرمایا۔ ابن بابویہؒ نے بسند ہائے معتبر امام رضاؑ سے روایت کی ہے۔ ایک رات جناب حسنینؑ جناب رسول خداؐ کے گھر میں کھیل رہے تھے۔ یہاں تک کہ تھوڑی رات گزر گئی۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اپنی ماں پاس جاؤ۔ جب گھر کے باہر گئے۔ ایک برق نورانی ان کے سامنے ظاہر ہوئی۔ اور اس کی روشنی میں دونوں شاہزادے اپنی ماں پاس گئے۔ جب جناب رسول خداؐ نے وہ حالت مشاہدہ فرمائی۔ کہا میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے ہم اہل بیت کو گرامی اور بزرگ فرمایا۔ ابن قولویہؒ نے بسند معتبر جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ اے علیؑ مجھے ان دو فرزند یعنی حسنینؑ نے غافل کر دیا ہے کہ بعد ان کے دوسرے کو دوست رکھوں۔ کہ میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو دوست رکھوں اور بروایت دیگر از طریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ عمران بن حصین نے کہا۔ ایک روز جناب رسول خداؐ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ ہر چیز کے لئے آدمی کے دل میں ایک محل و منزل ہے۔ اور کوئی چیز

میرے دل میں نہیں۔ مگر مثل محبت حسنینؑ۔ عمران نے کہا۔ آپ اس قدر حسنینؑ کو دوست رکھتے ہیں آنحضرتؐ نے فرمایا اے عمران جو کچھ تو نہیں جانتا ہے اس سے بھی زیادہ ہے تحقیق کہ خدا نے مجھے ان کی محبت کا حکم دیا ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ ابوذر غفاری کہتے ہیں۔ کہ مجھے جناب رسول خداؐ نے بد دستی و محبت حسنینؑ حکم دیا ہے۔ پس میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جو ان کو دوست رکھے میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اس لئے کہ رسول خداؐ ان کو دوست رکھتے تھے۔ ایضاً۔ روایت ہے کہ ابن مسعود نے کہا۔ میں نے رسول خداؐ سے سُنا کہ جو مجھے دوست رکھے۔ چاہیئے کہ حسنینؑ کو بھی دوست رکھے۔ اس لئے کہ خدا نے مجھے ان کی دوستی کا بھی حکم دیا ہے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام محمدؑ باقرؑ سے روایت ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جو عروۃ الوثقیٰ سے متمسک ہونا چاہے کہ خدا نے ان کے لئے قرآن میں حکم فرمایا ہے کہ وہ کبھی ٹوٹنے والی نہیں۔ پس علیؑ اور حسنینؑ کو دوست رکھے۔ بتحقیق ان کو اپنے عرش عظمت و جلال پر دوست رکھتا ہے۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جو کوئی حسنینؑ کو دوست نہ رکھے گا۔ بروز قیامت اس کے چہرے کا گوشت جھڑا ہو گا۔ اور میری شفاعت اس کو نصیب نہ ہو گی۔ ایضاً۔ بسند صحیح حضرت امام موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے ایک روز جناب رسول خداؐ نے حسنینؑ کے ہاتھ اپنے دست مبارک میں لئے اور فرمایا۔ جو کوئی ان دو فرزندوں اور ان کے ماں باپ کو دوست رکھے۔ پس وہ روز قیامت میرے ساتھ میرے درجہ میں ہو گا۔ شیخ مفیدؒ نے بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جو شخص حسنینؑ کو دوست رکھے۔ میں اس کو دوست رکھتا ہوں۔ اور جسے میں دوست رکھتا ہوں۔ خدا اسے دوست رکھتا ہے۔ اور جسے خدا دوست رکھے۔ اس کو داخل بہشت کرتا ہے۔ اور جو شخص حسنینؑ کو دشمن رکھے میں اُس کو دشمن رکھتا ہوں۔ اور جسے میں دشمن رکھوں خدا اُسے دشمن رکھتا ہے۔ اور جسے خدا دشمن رکھے۔ اس کو داخل جہنم کرتا ہے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ نماز پڑھ رہے تھے کہ حسنینؑ آئے اور پشت آنحضرتؐ پر سوار ہوئے۔ سر سجدہ سے اٹھایا۔ نہایت لطف و مدارا سے حسنینؑ کو سنبھالے رہے۔ پھر جب سجدہ میں گئے۔ پھر حسنینؑ سوار ہو گئے۔ جب آنحضرتؐ نماز سے فارغ ہوئے۔ دونوں صاحبزادوں کو زانوؤں پر بٹھایا۔ اور فرمایا۔ جو مجھے دوست رکھے اسے لازم ہے کہ میرے ان دونوں کو دوست رکھے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ دو گوشوارۂ عرش ہیں۔ اور فرمایا۔ بہشت نے خدا سے کہا۔ مجھ میں تو نے بدعوں اور محتاجوں کو ساکن کیا ہے۔ خدا نے بہشت کو ندا فرمائی۔ آیا تو راضی نہیں کہ میں نے تیرے ارکان کو حسنینؑ سے زینت دی ہے۔ پس بہشت نے ناز کیا جس طرح عروس ناز کرتی ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے کہ

امام حسنؑ اور امام حسینؑ حج کو پیادہ پا جاتے تھے اور راہ میں جو ان کو پیادہ دیکھتا تھا خود بھی سواری سے اتر کر پیادہ ہو جاتا تھا پس بعض لوگوں پر گراں گذرا۔ اور سعد بن ابی وقاص سے کہا کہ ہم پر پیادہ چلنا دشوار ہے۔ اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ ہم سوار رہیں۔ اور یہ دو بزرگ پیدل چلیں۔ پس سعد نے یہ کیفیت امام حسنؑ سے عرض کی کہ آپ بھی سوار ہوں۔ حضرت امام حسنؑ نے فرمایا کہ ہم نے نذر کی ہے کہ پیادہ چلیں اور سوار نہ ہوں۔ لیکن ہم دوسری راہ سے جائیں گے کہ لوگوں پر گراں نہ گذرے۔ شیخ مفیدؒ نے بسند معتبر جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ باہر تشریف لائے۔ اور حسنینؑ کے ہاتھ اپنے دست ہائے مبارک میں لئے ہوئے تھے۔ پس فرمایا۔ ان دو فرزند کو بچپن میں میں نے تربیت کی۔ اور بندگی میں ان کے لئے دعا کی۔ اور خدا سے تین خصلتوں کا ان کے لئے خواستگار ہوا۔ دو خصلت مجھے عطا کیں اور تیسری سے منع کیا۔ میں نے خدا سے سوال کیا۔ کہ انہیں گناہوں اور عیبوں سے طاہر و مطہر و اخلاق ذمیمہ سے پاکیزہ کرے۔ پس خدا نے قبول فرمایا۔ اس کے بعد میں نے عرض کیا کہ ان کو اور ان کی ذریت کو۔ اور ان کے شیعوں کو آتش جہنم سے محفوظ رکھے۔ پس خدا نے قبول کیا۔ پھر میں نے خدا سے سوال کیا کہ میری امت کو ان دونوں فرزندوں کی محبت پر جمع کرے۔ پس خدا نے فرمایا۔ اے محمدؐ میں نے حکم کیا ہے کہ جو حق حکم کرنے کا ہے۔ اور امور مقدر کئے ہیں۔ جو حق تقدیر ہے۔ بتحقیق کہ تمہاری امت کے بعض لوگ تمہارے عہد کو یہود و نصاریٰ و مجوس کے حق میں وفا کریں گے۔ اور تمہارے عہد و پیمان و امان کو تمہارے فرزندوں کے حق میں توڑ ڈالیں گے۔ بتحقیق کہ میں نے اپنے اوپر واجب کیا ہے کہ جو کوئی ایسا کرے۔ اس کو اپنے محل کرامت میں نہ آنے دوں گا۔ اور داخل بہشت نہ کروں گا۔ اور اس پر نظر رحمت بروز قیامت نہ کروں گا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ سے پوچھا۔ آپ اپنے اہل بیت میں سے زیادہ تر کس کو دوست رکھتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ کو۔ ایضاً بطریق مخالفین ابن مسعود و ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا۔ ایک روز جناب رسول خداؐ تشریف لائے اور حسنینؑ کو اپنے دوش ہائے مبارک پر سوار کئے ہوئے تھے کبھی امام حسنؑ کو اور کبھی امام حسینؑ کو پیار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت ہمارے قریب پہونچے۔ ایک شخص نے کہا۔ یا رسول اللہؐ آپ ان کو دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ جو ان کو دوست رکھے اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جو ان کو دشمن رکھے اس نے مجھے دشمن رکھا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ ایک سال پانی کم ہوا۔ اور تشنگی مسلمانوں پر غالب ہوئی۔ پس جناب فاطمہؑ حسنینؑ کو خدمت آنحضرت میں لائیں۔ اور کہا یا رسول اللہ ان بچوں کو تاب تشنگی نہیں۔ یہ سن کر حضرت نے امام حسنؑ کو بلایا۔ اور زبان مبارک ان کے منہ میں دی اور وہ چوسنے لگے۔ یہاں تک کہ سیراب ہو گئے۔ پھر امام

حسینؑ کو بلایا اور زبان معجز نشان ان کے منہ میں دی۔ اور وہ بھی سیراب ہو گئے۔ ایضًا۔ جناب امیرؑ سے
روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ ہمارے پاس تشریف لائے۔ اور پائے مبارک ہمارے لحاف میں
داخل کئے۔ حسنؑ نے پانی مانگا۔ حضرت اٹھے۔ اور گوسفند پاس گئے کہ دودھ دیتی تھی۔ اور اپنے دست مبارک
سے دودھ حسن کے لئے دوہا۔ اور کاسہ دودھ کا حسن کو دے دیا۔ حسینؑ نے چاہا کہ کاسہ دودھ کا حسن سے لے
لیں۔ حضرت نے منع کیا۔ فاطمہؑ نے کہا۔ گویا حسنؑ کو آپ حسینؑ سے زیادہ دوست رکھتے ہیں۔ حضرت نے
فرمایا۔ ایسا نہیں۔ ولیکن اول چونکہ حسنؑ نے پانی مانگا تھا۔ میں نے چاہا کہ وہ پانی پی لیں تحقیق کہ ہم اور
تم اور یہ دونوں نور دیدہ میرے اور علیؑ بروز قیامت ایک درجہ میں ہونگے۔ ایضًا۔ ابوہریرہ سے روایت ہے
کہ ایک روز میں نے رسول خداؐ کو دیکھا کہ آپ حسنینؑ کے منہ کو جس طرح کوئی میوہ چوسے چوس رہے
تھے۔ ایضًا بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ ایک دن جناب رسول خداؐ نے منبر پر صدائے گریہ حسینؑ سنی
بیتابانہ منبر سے نیچے آئے اور جاکر ان کو چپ کیا اور پھر آکر ارشاد فرمایا کہ صدائے گریہ حسینؑ سے میں ایسا
بیتاب ہوا۔ کہ گویا عقل مجھ سے برطرف ہو گئی تھی۔ ایضًا۔ بطریق مخالفین روایت کی ہے۔ کہ ایک روز جناب
رسول خداؐ منبر پر تھے۔ اور حسنینؑ مسجد میں آئے۔ کپڑے رنگین پہنے تھے۔ کبھی اٹھتے تھے۔ کبھی گرتے تھے۔
جب حضرت کی نظر ان پر پڑی۔ منبر سے نیچے آئے۔ حسنینؑ کو گود میں لے لیا۔ اور لاکر اپنے سامنے بٹھایا۔
اور فرمایا۔ میرے فرزند میرے پارۂ جگر ہیں۔ کہ زمین پر چلتے ہیں۔ ایضًا۔ بطریق بسیار جابر وغیرہ سے
روایت کی ہے۔ کہ حضرت پیغمبرؐ نے فرمایا۔ خدا نے ذریت ہر پیغمبر کی اس کے صلب سے ظاہر کی۔ اور ہر
شخص کی بیٹی کے فرزند اپنے باپ سے منسوب ہوتے ہیں۔ اور میری ذریت علی سے ظاہر فرمائی۔ فرزندان
فاطمہ میں ان کا باپ ہوں۔ ایضًا۔ روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ حسنینؑ دو ریحان ہست
میری امت میں۔ ایضًا۔ جابرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں حضرت رسولؐ کی خدمت میں گیا۔ دیکھا۔
کہ حسنینؑ کو اپنی پشت مبارک پر سوار کئے ہیں۔ اور فرماتے ہیں تمہارا اونٹ اچھا ہے اور تم سوار بھی اچھے ہوتے۔
اور تمہارا باپ تم سے بہتر ہے اور اس حدیث کو بسند ہائے معتبر بسیار مخالفین نے بھی جناب رسول خداؐ سے منقول کیا ہے۔

بیان تسبیح انگور و انار۔ ایضًا۔ تفسیر ثعلبی میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول
خداؐ بیمار ہوئے۔ پس جبرئیل ایک طبق انگور و انار بہشت سے حضرتؐ کے لئے لائے۔ جب حضرت نے
چاہا تناول کریں۔ حضرت کے ہاتھ میں میوہ نے تسبیح کہی۔ پس حسنینؑ آئے اور وہ میوہ تناول کیا۔ اور
ان کے ہاتھوں میں بھی میوہ نے تسبیح کہی۔ پس جناب امیرؑ آئے اور وہ میوہ تناول کیا۔ اور جناب
امیرؑ کے ہاتھ میں بھی میوہ نے تسبیح کہی۔ بعد ازاں ایک شخص اصحاب میں سے آیا۔ اٹھا کر چاہا کہ

کھائے۔ اس میوہ نے اس کے ہاتھ میں تسبیح نہ کہی۔ جبرئیل نے کہا۔ یہ وہ طعام ہے کہ اس میں سے نہیں کھاتا۔ مگر پیغمبر یا وصی یا اس کے فرزند۔ ایضاً۔ امام رضاؑ سے روایت ہے کہ کسی عید پر

جامہ ہائے بہشت تحفہ حسنینؑ۔ حسنینؑ پاس کپڑے نہ تھے۔ پس حسنینؑ اپنی ماں پاس آئے۔ اور کہا۔ سب اطفال مدینہ نے ہمارے بغیر زینت کی ہے۔ آپ ہمیں کیوں مزین نہیں کرتیں۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ تمہارے کپڑے درزی کے پاس ہیں۔ جب وہ لائے گا۔ میں تم کو پہنا دونگی۔ جب شب عید ہوئی۔ دوسری دفعہ حسنینؑ اپنی ماں پاس آئے۔ اور کپڑے مانگے۔ جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ اور پھر وہی جواب دیا۔ رات کو جب اندھیرا ہوا۔ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ کون ہے۔ اس نے کہا۔ اے دختر رسول خداؐ میں درزی ہوں۔ اور آپ کے فرزندوں کے کپڑے لایا ہوں۔ جناب فاطمہؑ نے دروازہ کھولا۔ ایک شخص نہایت باجلالت و مہابت دنکوئی منظر گٹھڑی کپڑوں کی جناب سیدہؑ کو دے کر چلا گیا۔ جناب فاطمہؑ جب گھر میں آئیں اور گٹھڑی کھولی اس میں دو پیراہن اور دو کرتے اور دو زیر جامہ اور دو چادریں اور دو عمامے اور دو موزہ سیاہ کہ عقبان کا پوست سرخ سے تھا۔ دیکھے۔ پس حسنینؑ کو جگایا۔ اور کپڑے ان کو پہنائے۔ ناگاہ حضرت رسول خداؐ تشریف لائے اور حسنینؑ کو مزین کیا ہوا دیکھ کر گود میں لے لیا۔ اور پیار کرنے لگے۔ پھر جناب فاطمہؑ سے فرمایا۔ اے فاطمہ درزی کپڑے دے گیا۔ کہا۔ ہاں۔ یا رسول اللہ۔ آپ نے جو کپڑے درزی کے ہاتھ بھیجے تھے۔ وہ دے گیا۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ وہ درزی نہ تھا۔ بلکہ رضوان خازن بہشت تھا۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ آپ کو کس نے خبر دی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ رضوان آسمان پر چلنے

قصہ جام بلور سرخ لبریز مشک و عنبر۔ سے پہلے مجھے خبر دے گیا تھا۔ ایضاً۔ بسند مخالفین ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز ہم حضرت رسولؐ کی خدمت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ جبرئیل آئے۔ اور ایک جام لبریز سرخ بلور مشک و عنبر سے لائے اور کہا السلام علیک یا محمدؐ حق تعالیٰ آپکو سلام فرماتا ہے۔ اور اس جام کو تحفہ دیتا ہے اور حکم کرتا ہے یہ جام علیؑ اور ان کے دو فرزند کو تحفہ دو۔ جب جام جناب رسول خداؐ کے ہاتھ میں آیا۔ اور بقدرت خدا گویا ہوا۔ اور تین مرتبہ لا الہ الا اللہ اور تین مرتبہ اللہ اکبر کہا۔ پس زبان فصیح کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقیٰ۔ جناب رسول خداؐ نے سونگھا۔ اور برسم تحفہ جناب امیرؑ کے ہاتھ میں دیا۔ جب وہ جام دست مبارک امیر المومنین میں آیا۔ گویا ہوا۔ اور کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ انما ولیکم اللہ و رسولہ والذین اٰمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتو

الزکوٰۃ وھم راکعون۔ پس جناب امیرؑ نے سونگھا۔ اور برسم تحفہ امام حسنؑ کو دیا۔ جام ان کے ہاتھ میں آیا۔ اور گویا ہوا۔ اور کہا۔ عم یتساءلون عن النباء العظیم الذی ھم فیہ مختلفون۔ پس امام حسنؑ نے سونگھا۔ اور برسم تحفہ امام حسینؑ کو دیا۔ جب امام حسینؑ کے ہاتھ میں وہ جام آیا گویا ہوا۔ اور کہا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ۔ امام حسینؑ نے رسول خداؐ کو واپس دیا۔ پھر وہ جام گویا ہوا۔ نور السمٰوٰت والارض تا آخر آیہ پڑھ کر حضرت کے دست مبارک سے غائب ہو گیا۔ معلوم نہ ہوا۔ آسمان پر چلا گیا۔ یا زمین کے اندر۔ ایضًا۔ کتاب حلیۃ الاولیاء و مسند احمد و کتب متعددہ میں اہل سنت نے روایت کی ہے۔ ایک روز رسول خدا پر حالت نزول وحی غافل ہوئی۔ اور جب آثار وحی منقطع ہوئے۔ ارشاد کیا۔ ایک فرشتہ آیا کہ پہلے اس کے ہرگز زمین پر نہ آیا تھا۔ اس نے خدا سے اجازت چاہی۔ کہ مجھ پر سلام کرے اور بشارت دے کہ حسنینؑ بہترین جوانان بہشت ہیں۔ اور فاطمہؑ بہترین زنان اہل بہشت میں۔ باسانید بسیار کتب اہل سنت میں لکھا ہے کہ جناب رسول خداؐ نے امام حسنؑ سے کہا۔ تم مجھ سے صورت میں سیرت میں شبیہ ہو۔ باسانید متعددہ کتب مخالفین میں لکھا ہے۔

طول دادن سجدہ بسبب امام حسنؑ

ایک روز جناب رسول خداؐ نماز کو کھڑے ہوئے۔ اور امام حسنؑ پہلوئے آنحضرت میں تھے۔ جب حضرت سجدہ میں گئے۔ امام حسنؑ ان کے دوش پر سوار ہوئے اور حضرت نے سجدہ کو طول دیا۔ راوی نے کہا۔ میں نے سر سجدہ سے اٹھایا۔ دیکھوں سبب طول سجدہ کیا ہے۔ پس میں نے دیکھا۔ امام حسن دوش مبارک پر سوار ہیں۔ جب حضرت نے سلام نماز کیا۔ اصحاب نے عرض کیا۔ یا حضرت آپ نے اس قدر سجدہ طولانی فرمایا کہ قبل اس کے کبھی ایسا طول نہ دیا تھا۔ ہم نے گمان کیا کہ سجدہ میں آپ پر وحی نازل ہوئی۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ پر وحی نازل نہیں ہوئی ہے لیکن یہ فرزند میرے کندھے پر تھا۔ میں نے نہ چاہا۔ کہ اس کے آزار نے میں تعجیل کروں۔ اس وجہ سے میں نے سجدہ کو طول دیا۔ اور بروایت دیگر اصحاب نے کہا۔ آپ اس فرزند کی ایسی رعایت کرتے ہیں کہ اوروں کی نہیں ایسی رعایت کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ میرا ریحان ہے۔ ایضًا۔ مخالفین نے جابرؓ سے روایت کی ہے۔ جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ جو چاہے بہتر و سردار جوانان اہل بہشت کو دیکھے پس وہ حسنؑ بن علی کو دیکھے۔ شیخ طوسیؒ نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب رسول خداؐ جناب فاطمہؑ کے مکان پر گئے۔ اور تین آوازیں دیں۔ کوئی جواب نہ آیا۔ حضرتؐ نزدیک دیوار آ کے بیٹھ گئے۔ اور میں بھی پہلوئے آنحضرتؐ میں بیٹھ گیا۔ ناگاہ امام حسنؑ گھر سے باہر آئے منہ

دھویا اٹھا۔ اور گردن بند گلے میں تھا۔ پس آنحضرتؐ نے اپنے دستہائے مبارک پھیلا کر بلند کئے۔ اور امام حسنؑ کو اٹھا کر سینہ سے لگایا۔ اور پیار کر کے کہا۔ یہ میرا فرزند اس امت کا بزرگوار ہے۔ اور شاید خدا برکت حسنؑ اس امت کے دو گروہوں میں اصلاح کرے۔ کتاب کشف الغمہ میں لکھا ہے۔

نشان دادن جبرئیل باغ بنی نجار ۔ بطریق مخالفین سلیمان ہاشمی سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز میں مجلس ہارون الرشید میں حاضر تھا۔ کہ ذکر نام جناب امیرؑ تھا۔ پس ہارون نے کہا۔ کہ لوگوں کا یہ گمان ہے کہ میں علیؑ اور حسینؑ کا دشمن ہوں۔ اور در حقیقت ایسا نہیں۔ کیونکہ میرے باپ نے اپنے آباء سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ کہ میں ایک روز حضرت رسولؐ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ناگاہ جناب فاطمہؑ گریاں گھر سے باہر آئیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ کیوں روتی ہے۔ جناب فاطمہؑ نے کہا۔ حسنینؑ گھر سے باہر گئے۔ اور قسم بخدا مجھے معلوم نہیں کہاں چلے گئے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ پدر تجھ پر سے فدا گریہ نہ کر۔ تحقیق کہ جس خدا نے ان کو پیدا کیا ہے۔ وہ تجھ سے زیادہ ان پر مہربان ہے۔ پھر فرمایا۔ خداوندا اگر حسنینؑ صحرا میں گئے ہوں۔ ان کی حفاظت کرنا۔ اور اگر صحرا میں ہیں۔ ان کو سلامت رکھنا۔ ناگاہ جبرئیل نازل ہوئے۔ اور کہا۔ اے احمد غمگین و محزون نہ ہو۔ کہ حسنینؑ دنیا و آخرت میں افضل ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ اور اس وقت حسنینؑ باغستان بنی النجار میں آرام کر رہے ہیں۔ اور ان پر حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے ایک فرشتہ ان پر موکل کیا ہے۔ یہ سن کر حضرت الخ کھڑے ہوئے اور ہم بھی ہمراہ حضرت اٹھے۔ یہاں تک کہ داخل حدیقہ بنی النجار ہوئے۔ کیا دیکھتے ہیں۔ حسنؑ گردن حسینؑ میں باہیں ڈالے آرام کر رہے ہیں اور فرشتہ ان کے چہروں پر اپنے پروں کا سایہ کئے ہے۔ پس حضرت نے امام حسنؑ کو اور فرشتے نے امام حسین کو اٹھایا۔ لوگوں نے چونکہ فرشتہ نہ دیکھا تھا۔ یہ جانا۔ کہ خود دونوں فرزندوں کو حضرت نے اٹھایا ہے۔ پس ابوبکر اور ابو ایوب انصاری حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ یا رسول اللہ ایک فرزند کو آپ ہمیں کیوں نہیں دیتے کہ آپ کا بوجھ کم ہو جائے۔ حضرت نے فرمایا۔ انہیں رہنے دو۔ کہ یہ افضل و بزرگ دنیا و آخرت میں ہیں۔ اور ان کا باپ ان سے بہتر ہے۔ فرمایا۔ آج میں ان کو مشرف کرتا ہوں۔ جیسا کہ خدا نے ان کو مشرف کیا ہے۔ یہ فرما کر ایک خطبہ پڑھا اور ارشاد کیا۔ ایہا الناس تم جانتے ہو۔ میں ان کی خبر دوں جو سب سے حسب و نسب میں افضل ہیں۔ اصحاب نے عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ بیان کیجیے۔ حضرت نے فرمایا۔ حسنینؑ سب سے بہتر و افضل ہیں۔ اس لئے کہ ان کا نانا رسول خدا اور نانی خدیجہ

خطبہ رسول مشتمل بر فضائل حسنینؑ ۔ دختر خویلد ہے۔ پھر فرمایا۔ ایہا الناس تم جانتے

ہو میں تم کو خبر دوں جو اپنے پدر و مادر کے سبب سے بہترین مردم ہیں۔ اصحاب نے کہا۔ یا رسول اللہ بیان فرمائیے حضرت نے کہا۔ وہ حسنینؑ ہیں۔ ان کا پدر علی ابن ابی طالب اور مادر دختر محمدؐ ہے۔ پس فرمایا۔ ایہا الناس تم چاہتے ہو میں تم کو ان کی خبر دوں۔ جو اپنے چچا و چچی کے سبب سب سے افضل و بہتر ہیں۔ اصحاب نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ بیان فرمائیے۔ حضرت نے فرمایا۔ وہ حسنینؑ ہیں کہ خالو ان کا قاسم فرزند رسولؐ اور خالہ ان کی زینبؓ[۱] دختر رسولؐ ہے۔ اے حاضرین جاننا چاہیئے۔ کہ ان کا باپ اور نانا

---

[۱] مسلمانوں کے کچھ فرقوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ کی مندرجہ ذیل چار بیٹیاں تھیں۔ زینب۔ رقیہ۔ ام کلثوم۔ فاطمہ۔ رقیہ اور ام کلثوم۔ ابولہب کے کافر بیٹوں کے گھر تھیں اعلان نبوت کے بعد ابولہب نے اپنے بیٹوں سے طلاق دلوا دی تھی۔ اور زینب اپنی عمر کے آخری حصہ تک کافر خاوند کے تحت رہیں۔ برخلاف اس کے فرقہ امامیہ کے نزدیک پیغمبر اسلام کی صرف ایک صلبی بیٹی فاطمہؑ تھیں۔ یہ تینوں ربیبہ بیٹیاں تھیں اگر یہ حقیقی دختران رسول ہوتیں تو آپ کافروں سے کبھی ان کا عقد نہ کرتے۔ رسول عام انسانوں سے افضل ہے مجسم ایمان و اسلام اور نور ہے اولاد رسول بھی جز رسول کی حیثیت سے مجسم ایمان اور اسلام و نور ہے۔ اولاد ابولہب مجسم کفر و شرک ہے۔ بیوی شوہر کی محکوم ہوتی ہے ہمیشہ سے۔ لہذا ایسا ہوگا کہ مجسم ایمان مجسم کفر کا محکوم اور جز رسالت کافروں کا خادم۔ یہ عقیدہ گناہان کبیرہ میں سے ہے لہذا رسول کی یہ بیٹیاں نہ تھیں۔ دوسرے اعلان نبوت سے پہلے رسول سے خلاف شریعت کوئی فعل کبھی سرزد نہیں ہوا۔ جیسا کہ جوا۔ شراب چوری۔ زنا۔ بتوں کی عبادت وغیرہ اسی طرح قرآن پاک کے فرمان کے مطابق آج تک بلکہ قیامت تک مومنہ لڑکی کا عقد کافر سے نہیں ہو سکتا جب شریعت رسول میں مومنہ لڑکی کا نکاح کافر مرد سے حرام ہے تو خود رسول خلاف قرآن عمل کیسے کر سکتا تھا۔ کہ اپنی بیٹی کافر کے عقد میں دے دے۔ اور حضرت علامہ مجلسیؒ نے بھی کہیں ان کو صلبی بیٹیاں تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ حیات القلوب میں یہ تحریر فرمایا ہے۔ جمعے از علماء خاصہ و عامہ (سنی و شیعہ) را اعتقاد آنست کہ رقیہ و ام کلثوم و زینب دختران خدیجہ بودند از شوہر دیگر و بعضے گفتہ اندکہ دختران ہالہ خواہر خدیجہ بودند۔ اب ایسی اختلافی صورت میں جہاں جمہور علماء ہزاروں کی تعداد میں یہ عقیدہ ظاہر کریں کہ یہ بیٹیاں خدیجہ کے دوسرے شوہر کی تھیں۔ یا بھانجیاں تھیں حضرت علامہ قاضی نور اللہ شوستری نے لکھا ہے احقاق الحق صد ۲۶۱ و اما بنتان اللتان زوجہما من عثمان وہما رقیہ، ام کلثوم فلم تکونا من النبی و لا من خدیجۃ بل کانت بنتی غیرہما۔ یعنی یہ رسول کی پروردہ بیٹیاں تھیں بلکہ اولاد دوسرے کی تھیں جو عثمان نے تزویج کر لیں بنات الرسول نہ تھیں علامہ مرتضیٰ ابو جعفر شیخ مفید ان علماء نے خاص کر رسائل لکھے ہیں کہ یہ دختران رسول نہ تھیں۔ کلام قدیم میں بھی جہاں اولاد رسول کے لئے لفظ بنات استعمال ہوا جیسا کہ قل لازواجک و بناتک اور آیۃ مباہلہ (باقی صد ۳۱۱

اور نانی اور چچا اور چچی۔ خالہ اور خالو بہشت میں ہونگے۔ اور خود یہ بھی بہشت میں ہونگے۔ اور ان کے دوست بہشت میں ہونگے اور ان کے دوست کے دوست بھی بہشت میں ہونگے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین ابن عباس سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا میں نے شب معراج دیکھا۔ کہ دروازہ بہشت پر لکھا تھا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ علی حبیب خدا اور حسنینؑ برگزیدۂ خدا اور فاطمہؑ کنیز و برگزیدۂ خدا ہے اور ان کے دشمنوں پر لعنت خدا ہے۔ ایضاً۔ بطریق مخالفین عمر بن الخطاب سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا علی و فاطمہ و حسنین احاطۂ قدس میں ایک قبۂ سفید میں ہونگے۔ کہ سقف اس کی عرش خداوند رحمٰن ہے۔ کتاب فردوس الاخبار میں کہ کتب مشہورۂ اہل خلاف سے ہے۔ عائشہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا جنت الفردوس

بقیہ صفحہ ۳۱۸۔ میں نساءنا۔ یہ تمام جمع کے صیغے صرف عظمت کی وجہ سے فاطمہؑ زہرا کے لئے استعمال ہوئے۔ عربی میں ایک کی عزت کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے۔ کہ قرآن میں ذات خدا کے لئے انا انزلنا وغیرہ جمع کے صیغے استعمال ہوتے ہیں۔ دختران رسول مشہور ہونے کی وجہ صرف یہ ہے کہ عرب میں پرورده لڑکیاں پالنے والے کی طرف سے منسوب ہوتی ہیں لہذا یہ لڑکیاں دختران رسول کہلاتی رہیں۔ اور بنی امیہ نے جہاں فضائل اہل بیت کو چھپایا۔ اور خلفاء کے لئے اپنے حدیثیں بنوائیں۔ وہاں عظمت علی کو بحیثیت داماد رسول گرانے کے لئے اپنے تاریخی رپورٹروں سے ان کو رسول کی بیٹیاں لکھوا کر ہمیشہ کے لئے آنے والے مورخین اور نسلوں کو اولاد رسول کی تعداد کی اصلیت کے متعلق عمیق گڑھے میں ڈال دیا۔ لہذا بحیثیت پرورش کرنے کے حضرت زینب و ام کلثوم وغیرہ رسول کی ربیبہ بیٹیاں ہیں۔ اور نبی کریمؐ روحانی طور پر امت کے باپ ہیں۔ تمام لڑکیاں امت کی نبی کی بیٹیاں ہیں۔ جب وہ رسول پاک کی رسالت پر ایمان لے آئیں۔ اور سابقہ کفر و شرک سے توبہ کر لی۔ اب ان کے جنتی ہونے میں شک نہیں ہے۔ لہذا اس جملہ سے کہ "خالہ ان کی زینب دختر رسول ہے"۔ نبی کریم کی یہ حقیقی بیٹیاں ثابت نہیں ہوتیں بہت افسوس ہوتا ہے۔ ان فرقۂ اسلام کی عقل پر جو حضرت عثمان کو ان کا شوہر ہونے کی وجہ سے ذوالنورین کا لقب دیتے ہیں۔ رسول کو کہتے ہیں بشر اور لڑکیوں کو جو ربیبہ ہیں نور۔ جبکہ ان کے عقیدہ میں پالنے والا ہی نور نہیں۔ یہ کیسے نور ہو گئیں۔ اور عثمان غنی ذوالنورین ہوئے۔ دوسرے اگر ان کے نکاح سے حضرت ذوالنورین ہیں۔ تو وہ کافر جن کے گھروں میں پہلے بیاہی ہوئی تھیں۔ ہر ایک ذوالنور ہوا۔ لہذا اس لقب سے حضرت عثمان کی کیا فضیلت ہوئی۔ خدا برا کرے۔ بنی امیہ کا جنہوں نے دشمنی اہل بیت کا بیج بو کر ہمیشہ کے لئے ظاہر صورت اسلام ہی کو بدل دیا۔ اور تاریخ محمد و آل محمد کو مسخ کیا۔ (ڈاکٹر مہر علوی عفی عنہ)

نے خدا سے مناجات کی کہ آیا مجھے مزین نہیں فرمایا۔ حالانکہ مجھ میں نیکوکاروں اور پرہیزگاروں کو تو نے ساکن کیا ہے۔ پس خدا نے اسے وحی کی۔ تجھ کو حسنینؑ سے زینت دی ہے۔ کتاب بشارت

بیان محبت رسولؐ با امام حسنؑ ۔ المصطفیٰ میں بسند مخالفین روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ کی کسی نے دعوت کی۔ اور ایک جماعت اصحاب ہمراہ آنحضرتؐ روانہ ہوئی۔ اثنائے راہ میں دیکھا۔ کہ امام حسنؑ کھیل رہے ہیں۔ پس آنحضرت اصحاب سے آگے بڑھ گئے۔ اور ہاتھ بڑھا کر چاہا۔ کہ امام حسنؑ کو اٹھا لیں۔ امام حسنؑ ادھر سے ادھر اور ادھر سے ادھر دوڑتے تھے اور آنحضرت بھی ہنستے ہوئے پیچھے چلتے۔ یہاں تک کہ امام حسنؑ کو پکڑ لیا۔ پس ایک ہاتھ اپنا ان کے سر پر اور دوسرا ہاتھ ٹھوڑی پر رکھ کر باہیں ان کے گلے میں ڈال دیں۔ اور پیار فرمانے لگے۔ پس ارشاد کیا۔ کہ حسنؑ مجھ سے اور میں حسنؑ سے ہوں۔ خدا اُسے دوست رکھے جو حسنؑ کو دوست رکھے۔ حسنینؑ دو فرزند فرزندانِ پیغمبر سے ہیں۔ کلینیؒ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے جناب رسول خداؐ نے فرمایا۔ فرزند صالح ایک پھول خدا کی جانب سے ہے۔ جیسے اپنے بندوں کو دیا ہے۔ اور میرے دو پھول حسنینؑ ہیں۔ اور ان کا نام میں نے بنام دو فرزند بنی اسرائیل رکھا ہے کہ شبر و شبیر تھے۔

بیان سیب بہشت و دو سطر عبارت ۔ بعض کتب معتبرہ میں ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ ایک روز میں حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں بیٹھا تھا۔ اور جناب امیرؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ بھی خدمت آنحضرت میں بیٹھے تھے۔ ناگاہ جبرئیلؑ آئے اور ایک سیب برسم تحفہ آنحضرتؐ کے لئے لائے۔ پس حضرت نے وہ سیب سونگھ کر جناب امیرؑ کو دیا۔ اور جناب امیرؑ نے سونگھ کر پھر آنحضرتؐ کو دے دیا۔ آنحضرتؐ نے وہ سیب امام حسنؑ کو دیا۔ اور امام حسنؑ نے سونگھ کر حضرت رسولؐ کو دے دیا۔ جناب رسول خداؐ نے وہ سیب امام حسینؑ کو دیا۔ اور امام حسینؑ نے وہ سونگھ کر جناب رسول خداؐ کو دے دیا۔ آنحضرتؐ نے وہ سیب جناب فاطمہؑ کو دے دیا۔ اور فاطمہؑ نے جناب رسول خداؐ کو دے دیا۔ حضرتؐ نے سونگھا۔ اور جناب امیرؑ کو دے دیا۔ جناب امیرؑ نے چاہا۔ وہ واپس پھر آنحضرت کو دے دیں۔ کہ وہ سیب ہاتھ سے گر پڑا۔ اور دو ٹکڑے ہو گیا۔ اور ایک نور اس سے ساطع ہو کر آسمان اول تک پہونچا۔ اور اس سیب پر دو سطر نور سے لکھا تھا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ تحفہ محمدؐ مصطفےٰ و علی مرتضےٰؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنینؑ فرزندزادہ ہائے آنحضرت کے لئے خدا کی جانب سے ہے۔ اور بروز قیامت امان دوستان حسنینؑ کے لئے آتش جہنم سے۔ ابن بابویہؒ وغیرہ نے بسند معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ جناب رسول خداؐ ایک روز بیمار تھے۔ پس جناب فاطمہؑ نے اپنے

داہنے ہاتھ میں امام حسنؑ کا اور بائیں ہاتھ میں حسینؑ کا ہاتھ لیا۔ اور عیادت آنحضرت کو گئیں۔ اور آنحضرت عائشہ کے گھر میں تھے۔ پس امام حسن داہنی جانب اور امام حسین بائیں طرف حضرت رسولؐ کے بیٹھے۔ اور جسم مبارک آنحضرت کو دباتے تھے۔ جب حضرت بیدار نہ ہوئے۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا فرزندو تمہارے نانا آرام کر رہے ہیں آؤ گھر پھر چلیں۔ جب جاگیں گے پھر چلیں گے۔ تا حسنینؑ نے کہا۔ ہم اس وقت یہاں سے نہ جائیں گے۔ یہ کہہ کر امام حسنؑ بازوئے راست آنحضرتؐ پر اور امام حسینؑ بازوئے چپ پر لیٹ کر سو گئے۔ اور جناب فاطمہؑ گھر میں تشریف لے گئیں یہاں حسنینؑ حضرت رسولؐ سے پہلے جاگ اٹھے۔ اور عائشہ سے کہا۔ ہماری اماں کہاں ہیں۔ عائشہ نے کہا جب تم سو گئے تمہاری اماں گھر چلی گئیں۔ یہ سن کر حسنینؑ اس اندھیری رات میں باہر گئے۔ اور اس رات کو ابر تھا۔ اور بارش باشدت ہو رہی تھی۔ بجلی چمکتی تھی اور آواز رعد آ رہی تھی۔ پس باعجازِ حسنینؑ سامنے نور ظاہر ہوا۔ اس کی روشنی میں چلے امام حسنؑ اپنے داہنے ہاتھ میں امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور آپس میں باتیں کرتے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ حدیقۂ بنی النجار تک پہنچے جب اس باغستان میں داخل ہوئے حیران ہو گئے۔ اور معلوم نہ ہوا۔ کہ کہاں جاتے ہیں۔ پس امام حسنؑ نے امام حسینؑ سے کہا۔ ہم کو اس وقت راہ نہیں معلوم ہوتی۔ اور نہیں جانتے کہ کدھر جانا چاہیئے۔ بہتر ہے یہاں آرام کریں کہ صبح ہو جائے۔ امام حسینؑ نے کہا۔ آپ کو اختیار ہے جو آپ فرمائیں گے۔ متابعت اس کی کروں گا۔ پس دونوں صاحب باہیں گلے میں ڈال کر وہاں سو گئے۔ جب حضرت رسولؐ بیدار ہوئے حسنینؑ کو پوچھا اور مکان جناب فاطمہؑ میں دریافت کیا جب وہاں بھی نہ ملے حضرتؐ اٹھے۔ کہا الٰہی وسیدی ومولائی میرے فرزند بھوک کی وجہ سے باہر چلے گئے۔ خداوندا میری طرف سے تو ان پر وکیل ہے۔ پس آنحضرت کے لئے ایک نور ساطع ہوا۔ اور حضرت اس کے عقب میں حدیقۂ بنی النجار تک پہنچے۔ دیکھا کہ حسنینؑ آرام کر رہے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی گردن میں باہیں ڈالے ہیں۔ اور مینہ شدت سے برس رہا ہے اور جہاں

لہ حضرات حسنینؑ شریفین علم ماکان وما یکون کے عالم تھے۔ اور یہ وہ بچے تھے کہ خود رسولؐ فرمایا کرتے تھے۔ یہ میرے دونوں بچے میری گود میں بیٹھ کر کھیلتے نہیں بلکہ لوح محفوظ کا مطالعہ کیا کرتے ہیں۔ (نزہۃ المجالس) لیکن خداوند کریم نے ان کی شان ظاہر کرنے کے لئے نظر صحابہ میں ان کے خیال کو راستہ سے دوسری طرف بدل دیا تھا۔ اور فرمان رسولؐ ہے۔ ایسے ہی کہ خداوند کریم اپنے دوست کی شان ظاہر کرنے کے لئے مخلوق کے اوپر بعض اوقات ایسے کام ان سے کروا دیتا ہے۔ (عینی شرح بخاری جلد پنجم ص ۱۳۲) (کوثر بھریلوی)

حسنینؑ آرام کر رہے ہیں۔ وہاں سے خدا نے ابر کو شگافتہ کر دیا ہے۔ اور ایک قطرہ پانی کا ان پر نہیں برستا۔ اور ایک بہت بڑا سانپ جس کے رونگٹے مثل نرکل کے تھے۔ حسنینؑ کو گھیرے تھا۔ اور اس سانپ کے دو پر تھے۔ ایک پر حسنؑ پر اور دوسرے پر سے حسینؑ پر سایہ کئے تھا۔ جب جناب رسول خداؐ کی نظر مبارک اس سانپ پر پڑی۔ آپ نے کھنگارا اور سانپ آواز سنتے ہی کنارے ہو گیا۔ اور کہا۔ خداوندا میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ کرتا ہوں کہ یہ دو فرزند تیرے پیغمبر کے ہیں۔ اور میں نے ان کی حفاظت کی ہے۔ اور بسلامت سپرد کیا ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے سانپ تو کس طائفہ سے ہے۔ اس نے کہا میں قاصد جن آپ کی طرف ہوں۔ حضرت نے فرمایا کس طائفہ جن کا تو قاصد ہے۔ اس نے کہا۔ جن نصیبین کا میں قاصد ہوں۔ اور ایک گروہ بنی ملیح نے ایک آیۂ کتاب الہی سیکھنے مجھے بھیجا ہے کہ وہ بھول گئے ہیں۔ جب میں اس جگہ پہنچا۔ ایک آواز آسمان سے میں نے سُنی کہ اے سانپ یہ دو فرزندان رسول خداؐ ہیں۔ پس ان کی جمیع آفات و عاہات لیل و نہار سے حفاظت کر۔ میں نے یہ سُن کر ان کی حفاظت کی۔ اور صحیح و سالم آپ کے سپرد کر دیا۔ پھر اس سانپ نے آیۂ قرآنی یاد کیا اور واپس گیا۔ حضرتؐ نے امام حسنؑ کو داہنے کاندھے پر اور امام حسینؑ کو بائیں کاندھے پر سوار کیا۔ جب جناب امیرؑ کو خبر ہوئی گھر سے باہر آئے۔ اور راہ میں آنحضرتؐ سے ملاقات کی۔ پس اصحاب آنحضرتؐ میں سے ایک نے کہا۔ ان فرزندوں میں سے ایک کو ہمیں دیجئے۔ کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا چلا جا۔ کہ خدا نے تیرا کلام سُنا اور تیری نیت پر مطلع ہوا۔ پس جناب امیرؑ سامنے آئے اور کہا۔ یا حضرتؐ اپنے فرزندوں میں سے ایک کو مجھے دیجئے کہ بوجھ آپ کا ہلکا ہو جائے۔ یہ سُن کر آنحضرتؐ نے امام حسنؑ سے فرمایا۔ اپنے باپ کے کندھے پر جاؤ گے۔ امام حسنؑ نے کہا۔ اے نانا قسم بخدا ہم آپ کے دوش کو باپ کے دوش سے بہتر جانتے ہیں۔ پھر حضرتؐ نے امام حسینؑ سے فرمایا۔ آیا اپنے باپ کے دوش پر جاؤ گے۔ امام حسینؑ نے بھی مثل اپنے بھائی کے جواب دیا۔ یہاں تک کہ حضرت اپنے دونوں فرزندوں کو خانۂ جناب فاطمہؑ میں لائے۔ اور جناب فاطمہؑ نے حسنینؑ کے لئے تھوڑے سے خرمے رکھ چھوڑے تھے۔ لاکر سامنے رکھے۔ جب حسنینؑ وہ خرمے کھا کر سیر ہوئے حضرت رسولؐ نے کہا۔ اب اٹھو۔ اور دونوں آپس میں کشتی کرو۔ دونوں صاحبزادے اٹھے اور مشغول کشتی ہوئے اور جناب فاطمہؑ کسی کام کو باہر چلی گئی تھیں۔ جب مکان میں آئیں سُنا کہ حضرت رسولؐ حسنؑ کو حسینؑ کے گرانے پر تحریص و ترغیب کر رہے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔ حسینؑ کو اٹھا کر زمین پر گرا دو۔ جناب فاطمہؑ نے عرض کی اے پدر بزرگوار بڑے

فرزند کو چھوٹے فرزند پر آپ دلیر فرماتے ہیں۔ حضرت نے ارشاد کیا میرے اس کہنے سے تم راضی نہیں ہو۔ باوجودیکہ جبرئیل حسینؑ سے کہہ رہے ہیں۔ اے حسینؑ تم حسنؑ کو اٹھا کر زمین پر گرا دو۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے ایک مرد عبداللہ بن عباس نے حسنینؑ کی رکاب تھام کر ان کو سوار کیا ایک شخص نے کہا اے عبداللہ تم ان سے بڑے ہو اور ان کی رکاب تھام کر سوار کراتے ہو ابن عباس نے کہا اے احمق مگر تو نہیں جانتا یہ کون ہیں۔ یہ فرزندزادہ ہائے رسول خداؐ ہیں۔ اور یہ مجھ پر نعمتہائے خدا ہے کہ ان کی رکاب تھامنے کی سعادت مجھے نصیب ہوتی ہے۔

فصل تیسری۔ بیان مکارم اخلاق ومحاسن حسنؑ

ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ ایک مرد اعرابی عبداللہ بن زبیر و عمرو بن عثمان پاس آیا۔ اور ان سے ایک مسئلہ پوچھا یہ دونو بوجہ جہل ایک دوسرے کا حوالہ دیتے تھے اعرابی نے کہا مجھے مسئلہ کے استفسار کی ضرورت ہے۔ اور تم سے پوچھنے آیا ہوں۔ تم ایک دوسرے کا حوالہ کرتے ہو۔ دین خدا میں یہ باتیں جائز نہیں ہیں۔ ان دونوں نے کہا اگر اس مسئلہ کا استفسار منظور ہے تو امام حسنؑ و امام حسینؑ پاس جاؤ۔ اور ان سے پوچھو۔ کہ وہ مسائل دین خدا خوب جانتے ہیں۔ پس اعرابی حسنینؑ کی خدمت میں آیا۔ اور مسئلہ اپنا بیان کیا جب جواب شافی پایا۔ عبداللہ بن زبیر و عمرو بن عثمان کی طرف خطاب کر کے چند شعر پڑھے۔ ایک شعر کا مضمون یہ ہے جس کو کوکب بھریلوی نے یوں نظم کیا ہے ؎

عبداللہ عمرو دے یہ غلام تبہ تمہیں ۔۔۔ رخسار ہوں تمہارے قدم ہو حسنینؑ کا

ایضاً۔ روایت کی ہے کہ حسنینؑ کا گذر ایک مرد پیر کی طرف ہوا۔ وہ وضو کر رہا تھا مگر آداب وضو نہ جانتا تھا۔ پس حسنینؑ نے چاہا۔ اسے وہ وضو تعلیم کریں اور اس کا اظہار نہ ہو۔ کہ تو وضو نہیں جانتا مبادا وہ شرمندہ ہو۔ لہذا مصلحتاً آپس میں بحث کی۔ ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے کہا ہم وضو آپ سے اچھا کرتے ہیں۔ اور اس مرد پیر سے کہا تم ہمارے درمیان حاکم ہو۔ اور دیکھو۔ ہم میں سے کون اچھا وضو کرتا ہے۔ جب اس مرد پیر نے ان کا وضو مشاہدہ کیا کہا آپ دونوں صاحب وضو درست کرتے ہیں سادہ میں پیر جاہل ہوں۔ وضو درست نہیں کر سکتا تھا۔ اس وقت آپ دونوں کی برکت اور اس شفقت کے سبب سے جو آپ اپنے نانا کی امت پر رکھتے ہیں۔ میں نے وضو یاد کیا۔ اور آپ کی بدولت توبہ کی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جس مجلس میں امام حسنؑ تشریف رکھتے ہوتے تھے۔ امام حسینؑ تعظیماً بات نہ

کرتے تھے۔ اور جس مجلس میں امام حسینؑ ہوتے تھے وہاں محمدؐ بن حنفیہ تعظیماً کلام نہ کرتے تھے۔

بیان اخلاق و آداب امام حسنؑ ۔ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ عابد ترین و زاہد ترین و فاضل ترین مردم اپنے زمانہ میں تھے۔ اور جب حج کو جاتے تھے پیادہ جاتے تھے۔ اور جب موت و قبر و قیامت و صراط کو یاد کرتے تھے۔ روتے تھے۔ اور عرض اعمال بارگاہ حق تعالیٰ کا دل میں خیال آتا تھا۔ ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو جاتے تھے۔ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تھے۔ بند ہائے بدن خوف خدا سے کانپتے تھے۔ اور جب بہشت و دوزخ کو یاد کرتے تھے۔ اس طرح طپان و لرزان ہوتے تھے جس طرح کسی کو سانپ یا بچھو نے کاٹا ہو۔ اور خدا سے سوال بہشت کرتے تھے۔ اور آتش جہنم سے پناہ مانگتے تھے۔ اور جب قرآن میں یا ایھا الذین امنوا پڑھتے تھے۔ لبیک اللھم لبیک اور کسی حال میں کسی نے امام حسنؑ کو نہ دیکھا۔ مگر یاد خدا میں۔ زبان حضرت کی سب سے زیادہ سچی اور بیان سب سے زیادہ فصیح تھا۔ ایک روز معاویہ سے لوگوں نے کہا کہ حسنؑ بن علی سے کہو۔ کہ منبر پر جا کر خطبہ پڑھے کہ لوگوں پر ان کا نقص ظاہر ہو جائے۔ پس معاویہ نے امام حسنؑ کو بلایا۔ اور کہا ہم کو موعظہ کیجئے۔ جناب امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور بعد حمد و ثنائے الہٰی فرمایا۔ ایھا الناس جو مجھے پہچانتا ہے پہچانے۔ اور جو مجھے نہیں پہچانتا وہ پہچانے میں حسن بن علی بن ابی طالب ہوں۔ اور میں فرزند بہترین زنان عالم فاطمہؑ زہرا دختر رسول خداؐ ہوں اور میں فرزندان بہترین خلق محمد مصطفیٰ ہوں۔ میں صاحب فضائل و معجزات و دلائل ہوں۔ میں فرزند امیرالمومنین علی ابن ابی طالب ہوں۔ کہ غاصبوں نے میرے حق سے مجھے محروم کیا ہم اور برادر حسین بہترین جوانان بہشت ہیں۔ میں صاحب رکن و مقام و مکہ و منیٰ و مشعر و عرفات ہوں۔ جب معاویہ نے یہ سنا ڈرا کہ لوگ کہیں حضرت کی جانب مائل نہ ہو جائیں۔ کہا اے ابو محمدؑ رطب کی تعریف کیجئے۔ اس کلام سے کیا کام۔ امام حسنؑ نے فرمایا ہوا رطب کو بڑھاتی ہے۔ اور گرمی پکاتی ہے اور سردی پاکیزہ و لطیف کرتی ہے۔ یہ فرما کر پھر حضرتؑ اپنے مطلب کی طرف پھرے۔ اور کہا میں پیشوائے خلق خدا محمد مصطفیٰؐ ہوں۔ پس معاویہ کو خوف ہوا۔ کہ اس کلام کے بعد کہ ایسا موعظہ حضرت نہ فرمائیں ۔ کہ کہیں لوگ مجھ سے منحرف نہ ہو جائیں۔ یہ خیال کر کے کہا جو آپ نے فرمایا کافی ہے اب منبر سے نیچے تشریف لائیے۔ ایضاً۔ بسند معتبر امام رضا سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسنؑ نے وقت وفات گریہ فرمایا۔ لوگوں نے کہا۔ اے فرزند رسول خداؐ آپ کیوں روتے ہیں۔ حالانکہ منزلت و قرابت آپ کو رسول خداؐ سے ہے۔ اور آنحضرتؐ نے آپ کے حق میں

کہا۔ جو کچھ کہا علاوہ اس کے پیادہ بیس[۲۰] حج آپ نے کئے۔ اور اپنا مال فقرا کو تین بار تقسیم کر دیا۔ یہاں تک کہ ایک موزہ بھی آپ نے دے دیا۔ اور سب سائل کو دے دیا۔ امام حسن نے کہا۔ دو خصلت سے میں روتا ہوں۔ ایک ہول مرگ دوسرے مفارقت دوستان۔ ابن بابویہؒ و حمیریؒ نے بسند ہائے معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے بیس[۲۰] حج پیادہ کئے اور سفر میں اونٹ و کجاوے عقب آنحضرت ہوتے تھے۔

سخاوت امام حسنؑ۔ ایضاً ابن بابویہؒ نے بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز ایک شخص عثمان پاس مسجد میں آیا۔ اور سوال کیا۔ عثمان نے حکم دیا۔ پانچ درہم امداد دے دو۔ اس نے کہا۔ کسی اور کا پتہ دو۔ عثمان نے مسجد کی جانب اشارہ کیا۔ اور کہا وہاں جاؤ اور سوال کرو۔ اس وقت وہاں حسنینؑ و عبداللہ بن جعفر وہاں بیٹھے تھے۔ جب وہ شخص ان حضرات کی خدمت میں گیا۔ سوال کیا۔ امام حسنؑ نے کہا اے شخص سوال کرنا بغیر تین چیزوں کے جائز نہیں۔ اوّل کسی کا خون کیا ہو۔ اور خون بہا دینے میں عاجز ہو۔ اور پریشان ہو۔ دوم قرض داری سے تنگ آ گیا ہو اور سوم پریشانی سے خاک نشین ہو پس ان تینوں چیزوں سے کس چیز کی وجہ سے سوال کرتا ہے۔ اس سائل نے ان تینوں چیزوں میں سے ایک چیز بیان کی۔ امام حسنؑ نے پچاس دینار طلا اس کو دیدئیے۔ اور امام حسینؑ نے انچاس[۴۹] دینار اور عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس[۴۸] دینار اس سائل کو دیئے۔ وہ سائل عثمان پاس پھر گیا۔ عثمان نے پوچھا کیا ہوا۔ سائل نے کہا۔ میں نے تجھ سے سوال کیا۔ اور تو نے مجھے پانچ دینار دیئے اور مجھ سے کچھ نہ پوچھا۔ اور جب میں وہاں گیا۔ امام حسنؑ نے پوچھا میرا حال جب میں نے جواب دیا۔ پچاس دینار مجھے عطا فرمائے۔ اور دوسرے بھائی نے انچاس[۴۹] دینار اور عبداللہ بن جعفر نے اڑتالیس[۴۸] دینار مجھے عنایت کئے۔ عثمان نے کہا۔ ایسے لوگ تجھے کہاں ملیں گے۔ یہ لوگ علم سے اس طرح سیر ہیں۔ جس طرح بچے دودھ سے انہوں نے تمام خیرات و حکمتوں کو جمع کیا ہے۔ شیخ طوسیؒ نے

خط مبارک امام حسنؑ مشتمل بر موعظہ بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے امام حسنؑ کی ایک دختر نے انتقال کیا۔ اصحاب نے تعزیت نامے لکھے۔ امام حسنؑ نے ان کے جواب میں لکھا۔ امابعد تمہارے خطوط تعزیت مرگ دختر میں مجھے پہونچے تم نے مجھے تسلی دی پس اجر مصیبت دختر کو خدا سے تمہارے لئے چاہتا ہوں۔ اور قضائے الٰہی کو میں نے تسلیم کیا ہے اور میں اسکی بلا پر صابر ہوں۔ تحقیق کہ مجھے زمانہ کی بلا نے بہت ملول کیا ہے۔ مصیبتہائے زمان اور ان دوستوں کی مفارقت میں جن سے میں الفت و محبت رکھتا تھا۔ اور وہ برادر جن کو میں اپنا دوست جانتا تھا۔ اور ان کے دیکھنے سے خوش ہوتا تھا اور میری آنکھیں ان کے دیکھنے سے روشن ہوتی تھیں۔ ان کی جدائی سے ملول اور غمگین ہوا ہوں۔

مصائب نے تاگاہ ان کو گھیر لیا۔ اور لوگ ان کو اٹھا کر لشکر ہائے مردگان میں لے گئے اور یہ آپس میں باہم گھر مجاور میں بغیر اس کے کہ آپس میں کوئی آشنا ہو۔ یا ایک دوسرے کی ملاقات کریں۔ ایک دوسرے سے بہرہ مند ہوں اور ایک دوسرے کی زیارت کو جائیں۔ باوجودیکہ گھر ان کے ایک دوسرے سے نزدیک ہیں۔ ان کے خانہ ہائے بدن اپنے صاحبوں سے خالی اور دوستوں یاروں نے ان سے دوری کی ہے۔ مثل ان کے گھروں کے کوئی گھر میں نے نہیں دیکھا۔ اور مثل ان کے قرارگاہ کے میں نے دوسرا مکان نہیں دیکھا۔ ان کے گھروں میں وحشت انگیز ساکن ہوئے ہیں۔ انہوں نے اپنے گھروں سے محبت والفت کے بجائے دوری اختیار کی۔ ان کے دوستوں نے بغیر دشمن کے ان سے مفارقت کی ہے۔ ان کو بوسیدہ اور کہنہ ہونے کے لئے گڑھے میں ڈال دیا ہے۔ اور وہ دختر میری اس راہ گئی جس راہ گذشتگان گئے۔ اور آئندگان جائیں گے والسلام۔ صفار وغیرہ نے بسندہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نے منبر پر فرمایا۔ خدا کے دو شہر ہیں ایک مغرب میں دوسرا مشرق میں۔ اور ان دو شہروں میں سے ایک قلعہ آہنین ہے اور ہر شہر میں ہزار دروازے ہیں۔ اور ہر دروازہ سے ستر ہزار آدمی داخل ہوتے ہیں۔ اور ہر شہر میں ہزار زبانیں کہ ہر گروہ ایک دوسرے سے علیحدہ زبان میں کلام کرتا ہے۔ اور میں ان کی سب زبانیں جانتا ہوں۔ اور ان دونوں شہروں اور وہاں کے ساکنوں پر بغیر میرے اور برادر حسینؑ کے کوئی دوسرا حجت وامام نہیں۔ قطب راوندیؒ نے روایت کی ہے۔ ایک روز عبداللہ بن عباس خدمت امام حسنؑ میں دسترخوان پر بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک ٹڈی اس دسترخوان میں گری۔ امام حسنؑ سے ابن عباس نے پوچھا۔ اس ٹڈی کے پروں پر کیا لکھا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس کے پروں پر لکھا ہے۔ میں وہ خدا ہوں کہ بغیر میرے دوسرا خدا نہیں کبھی میں ٹڈی کو بھوکوں کے لئے بھیجتا ہوں۔ کہ ان کو پکڑ کے کھا جائیں اور کبھی ایک گروہ پر از روئے غضب بھیجتا ہوں۔ کہ وہ ان کی زراعت کھا جائیں۔ پس ابن عباس اٹھ کھڑے ہوئے اور سر کا بوسہ لے کر کہا کہ یہ مکنون علم سے ہے۔ محاسن برقی

بیان خضوع وخشوع امام حسنؑ

میں بسند صحیح جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ ایک شخص جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا۔ اور کہا یا امیرالمومنین میری ایک دختر ہے اور امام حسنؑ وامام حسینؑ وعبداللہ بن جعفر نے اس کی خواستگاری کی ہے۔ میں آپ سے مشورہ کرتا ہوں کہ اپنی دختر کسے دوں حضرت نے فرمایا جس سے مشورہ کرتے ہیں گویا اس کو امین کر دیتے ہیں۔ کہ خیانت نہ کرے۔ حسنؑ عورتوں کو طلاق بہت دیتا ہے پس تو اپنی دختر حسینؑ کو دے کہ وہ تیری دختر کے لئے بہتر ہے۔ شیخ مفیدؒ نے روایت کی ہے کہ کوئی مثل امام حسنؑ کے رسول خدا سے زیادہ شبیہ نہ تھا۔ کتاب روضۃ الواعظین وغیرہ میں روایت کی ہے کہ امام حسنؑ جب وضو کرتے تھے۔ اعضائے بدن مبارک کانپتے اور رنگ مبارک زرد ہو جاتا تھا۔

لوگوں نے دریافت کیا۔ حضرت نے جواب دیا۔ جو شخص نزدیک پروردگار عرش بندگی کے لئے کھڑا ہوا ہو چاہیئے اس کا رنگ زرد ہو جائے۔ اور اعضائے بدن کانپنے لگیں۔ اور جب حضرت دروازہ مسجد پر پہونچتے تھے۔ کھڑے ہو کر کہتے تھے۔ الٰھی ضیفک ببابک یا محسن قد اتاک المسیٔ فتجاوز عن قبیح ما عندی بجمیل ما عندک یا کریم۔ یعنی خداوندا تیرا بندہ و مہمان تیرے سامنے تیری درگاہ کے کھڑا ہے۔ اے نیکوکار تیرے پاس بدکردار آیا ہے۔ پس اے محسن میری برائیوں سے درگذر کر۔ اور اپنی نیکیوں پر نظر کر۔ زمخشری نے کتاب فائق میں روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نماز صبح سے فارغ ہوتے تھے۔ کسی سے تا طلوع آفتاب کلام نہ کرتے تھے۔ ہرچند کوئی بڑی حاجت ضروری ہوتی تھی۔ ابن شہر آشوب نے جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسنؑ نے پچیس ۲۵ حج پیادہ کئے تھے۔ دیگر دو مرتبہ راہ خدا میں سارا مال دے دیا اور تین مرتبہ آپ نے نصف لیا اور نصف فقرا کو یہاں تک کہ ایک موزہ خود لیا۔ اور دوسرا موزہ فقراء کو دے دیا۔

حکایت زن بدویہ۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ اپنے خیمہ میں منزل ابوا میں جو درمیان مکہ و مدینہ ہے نماز پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ زن بدویہ نے کہ نہایت خوبصورت تھی حضرت کو دیکھا۔ اور عاشق جمال آنحضرت ہو گئی۔ بیتابانہ خیمۂ حضرت میں چلی آئی۔ پس حضرت نے نماز کو مختصر کیا۔ اور جب فارغ ہوئے۔ پوچھا کیا حاجت ہے۔ اس نے کہا آپ کے جمال سے بیتاب ہو گئی ہوں۔ اور شوہردار بھی نہیں ہوں۔ میں چاہتی ہوں۔ مجھے اپنی مواصلت سے شاد کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ دور ہو اور مجھے مستوجب عذاب الٰہی نہ کر۔ پس وہ عورت عجز و مبالغہ کرتی اور روتی تھی اور حضرت بھی روتے اور انکار کرتے تھے۔ یہاں تک کہ طرفین پر گریۂ شدید طاری ہوا۔ ناگاہ امام حسینؑ آئے اور اپنے برادر گرامی کو روتا دیکھ کر خود بھی رونے لگے۔ اور جو اصحاب میں سے آتا تھا بغیر دریافت کئے وہ بھی رونے لگتا تھا۔ یہاں تک کہ صدائے گریہ خیمۂ آنحضرت سے بلند ہوئی۔ اور وہ اعرابیہ ناامید و مایوس ہو کر خیمہ سے باہر چلی گئی۔ اور حضرت نے اس منزل سے کوچ کیا۔ پس امام حسینؑ نے بخیال تعظیم و جلالت آنحضرت حالت گذشتہ کا سوال نہ کیا۔ ایک رات امام حسنؑ خواب سے بیدار ہوئے اور رونے لگے۔ امام حسینؑ نے سبب گریہ کا پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اور جب تک میں زندہ رہوں تم کسی سے بیان نہ کرنا۔ میں نے خواب میں دیکھا۔ کہ حضرت یوسف ایک جگہ بیٹھے ہیں۔ اور لوگ ان کے تماشائے جمال کو آرہے ہیں۔ میں بھی گیا۔ اور جب وفور جمال و حسن ان کا مشاہدہ کیا۔ رونے لگا۔ جب حضرت یوسفؑ نے مجھے روتے دیکھا۔ کہا۔ اے برادر مادر و پدر میرے آپ پر سے فدا ہوں۔ آپ کیوں روتے ہیں۔ میں نے کہا۔ قصۂ زلیخا

مجھے یاد آیا۔ اور اس کا آپ کے جمال پر عاشق ہونا۔ اور آپ کو زندان میں جو مصائب اس کی ذات سے پہنچے۔ اور آپ کے پدر کی حالت جو آپ کی مفارقت میں تھی۔ ان امور کو یاد کرکے میں رونے لگا۔ اور حال زلیخا سے میں نے تعجب کیا۔ حضرت یوسفؑ نے کہا۔ آپ اس زن بادیہ کے حال پر کیوں گریہ نہیں کرتے کہ وہ منزل ابوا پر آپ کے جمال پر عاشق ہوئی تھی۔ **ایضاً**۔ روایت کی ہے۔ کہ ایک

بیان سخاوت امام حسنؑ

شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کچھ سوال کیا۔ امام حسنؑ نے حکم دیا۔ پچاس ہزار درہم اور پانچ سو دینار اس شخص کو دے دیئے جائیں۔ وہ شخص مزدور بلا کر لایا کہ وہ روپیہ اٹھا کر لے چلے۔ امام حسنؑ نے ردائے مبارک اتار کر اس شخص کو دے دی۔ اور فرمایا۔ یہ مزدوری میں دے دینا۔ ناگاہ دوسرا اعرابی حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور قبل اس کے وہ سوال کرے۔ حضرت نے حکم دیا۔ جو کچھ میرے خزانہ میں ہے۔ اس کو سب دے دو۔ پس تیئس ہزار درہم اس اعرابی کو دیئے۔ اعرابی نے کہا۔ اے مولا۔ آپ نے مجھے اپنی مدح وثنا کہنے دی ہوتی۔ اور میری حاجت سنی ہوتی۔ حضرت نے یہ سن کر چند شعر ارشاد فرمائے۔ جن میں بعض کا مضمون یہ ہے جس کو کوثر بریلوی نے یوں نظم کیا ہے ؎

ہم اہل بیت مصطفےٰ کرتے ہیں یوں عطا — سائل نہ ہم سے رکھتا ہو امید و آرزو
بے عزتی سوال کے کرنے میں ہوتی ہے — بخشش ہیں کرتے اس لئے قبل از سوال ہم
جانے اگر بحر بھی میری بخشش و عطا — ہر آئینہ اپنے عرق خجالت میں غرق ہو

ایضاً۔ روایت ہے۔ امام حسنؑ وحسینؑ حج کو جاتے تھے۔ عبداللہؓ بن جعفر بھی ہمراہ تھے۔ ناگاہ کسی منزل پر اونٹ جس پر کھانا لدا ہوا تھا۔ گم ہو گیا۔ اور بھوکے پیاسے رہے۔ ناگاہ ایک خیمہ دکھائی دیا۔ جب قریب گئے۔ ایک بڑھیا اس خیمہ میں تھی۔ اس سے پانی مانگا۔ اس ضعیفہ نے کہا۔ یہ گوسفند حاضر ہے۔ دودھ اور پیو۔ بعد اس کے کھانا اس سے طلب کیا۔ اس نے جواب دیا۔ ایک گوسفند ذبح کرو۔ میں طعام تمہارے لئے تیار کر دوں۔ پس ان گوسفندوں میں سے ایک گوسفند کو ذبح کیا۔ اور اس ضعیفہ نے کھانا تیار کر دیا۔ جب تناول کر چکے۔ اس کے خیمہ میں آرام کیا۔ اور جب قصد کوچ ہوا۔ کہا۔ ہم قریشی ہیں اور حج کو جاتے ہیں۔ جب ہم واپس آئیں ہمارے پاس آنا۔ ہم ان تیرے احسانات کا عوض دیں گے۔ جب اس ضعیفہ کا شوہر آیا اور اس حال پر مطلع ہوا۔ ضعیفہ کو بہت آزار دیئے۔ بعد ایک مدت کے وہ ضعیفہ محتاج وفقیر ہو گئی۔ اور مدینہ میں آئی۔ جب امام حسنؑ نے اسے دیکھا۔ ہزار گوسفند اور ہزار طلا دینار اسے عطا فرمائے اور کسی کے ہمراہ امام حسینؑ پاس بھیجا۔ امام حسینؑ نے بھی ایک ہزار گوسفند اور ایک ہزار طلا

دینار اسے دیئے۔ بعد اس کے صنیعہ کو عبداللہ بن جعفر پاس بھیجا۔ اور انہوں نے بھی اسی قدر گوسفند و دینار و طلا ان کو دیئے۔ کوثرؔ نیر بلوی نے کیا خوب کہا ہے ؎

یوں پنجتن کی نظر کرم اس پہ ہو گئی ۔۔۔ مثل زلیخا بڑھیا کی قسمت بدل گئی
دولت نے یوں طواف کیا آ کے فقر کا ۔۔۔ ذرہ کی قدر تاج سکندر سے بڑھ گئی

ایضاً۔ روایت کی ہے۔ ایک سائل نے امام حسنؑ سے سوال کیا۔ حضرت نے فرمایا۔ اس سائل کے لئے چار سو درہم لکھے جائیں۔ لکھنے والے نے شبہہ سے چار سو دینار لکھے۔ جب وہ حضرت پاس مہر کو آیا۔ فرمایا۔ یہ لکھنے والے کی بخشش ہے۔ پس چار ہزار درہم اضافہ کر کے مہر فرمائی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے جعدہ بنت اشعث کو جس نے حضرت کو شہید کیا۔ تزویج کیا۔ فرمایا۔ پانسو درہم موافق سنت مہر مقرر کر کے اس کو ایک ہزار دینار بطور بخشش بھیجے۔ اور روایت کی ہے کہ ایک زوجہ کے لئے حضرت نے ایک سو کنیزیں اور ہر کنیز کے ہمراہ ایک ہزار درہم بھیجے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے۔ کہ دو عورتیں حضرت کے حبالۂ نکاح میں تھیں۔ ایک تیمیہ دوسری جعفیہ اور دونوں کو حضرت نے ایک وقت میں طلاق دیا۔ کسی کو ان کے پاس بھیجا۔ کہ ان سے کہے کہ عدہ رکھے اور ہر ایک کو دس ہزار درہم اور بہت اجناس عطا فرمائے۔ جب یہ خبر زن جعفیہ کو پہونچی از روئے حسرت آہ کھینچی اور کہا۔ اس قدر روپیہ اور غلہ بعوض مفارقت ایسے یار اور دوست کے بہت کم ہے۔ اور اس دوسری عورت نے کچھ نہ کہا۔ جب یہ خبر حضرت کو پہونچائی۔ حضرت نے ایک ساعت تساہل کیا۔ بعد ازاں فرمایا۔ اگر طلاق کے بعد پھر رجوع عورت سے میں کرتا۔ تحقیق کرتا میں اس عورت سے رجوع کرتا۔ ایضاً۔ روایت ہے۔ امام حسنؑ ایک دفعہ معاویہ پاس شام میں گئے۔ اتفاقاً اس روز بہت مال و متاع کسی موضع سے اس کے پاس لائے تھے۔ جب فہرست معاویہ کو دی۔ معاویہ نے امام حسنؑ کو دے دی۔ جب حضرت معاویہ سے اٹھ کر باہر آئے۔ وہ فہرست مال و متاع کی خادمان معاویہ میں سے کفش جس نے حضرت کی اٹھائی تھی۔ اسے بخشش فرمائی۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب معاویہ مدینہ میں آ کر مجلس عام میں بیٹھا۔ اشراف مدینہ کو بلایا۔ اور ہر شخص کو پانچ ہزار درہم اس کی لیاقت کے پانچ ہزار درہم سے سو ہزار درہم تک دیئے۔ امام حسنؑ بالکل آخر میں پہونچے۔ معاویہ نے کہا۔ آپ دیر کر کے اس وجہ سے آئے کہ مجھے کنجوس و بخیل بتلائیے۔ یہ کہہ کر معاویہ نے اپنے خزانچی سے کہا۔ اب تک جس قدر میں نے تقسیم کیا۔ اس سب کے برابر امام حسن کو دیا جائے۔ میں پسر ہند ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے سب تجھے واپس کر دیا۔ کیونکہ میں پسر فاطمہ دختر محمدؐ ہوں۔ کتب تواریخ میں

حکایت ابن ابی عتیق لکھا ہے ایک دن مروان نے کہا۔ میں امام حسنؑ کا اشتر لینا چاہتا ہوں۔

اوران سے نہیں لے سکتا۔ ابن ابی عتیق نے کہا۔ اگر میں تجھے لادوں۔ تو میری تمیں حاجتیں بر لائے گا۔ مروان نے کہا ہاں۔ ابن ابی عتیق نے کہا جس وقت لوگ جمع ہوں۔ میں اس جلسہ میں سخاوت قریش کا حال بیان کروں گا۔ اور امام حسنؑ کا کچھ ذکر نہ کروں گا۔ تو مجھ سے پوچھنا سخاوت حسنؑ تو نے کیوں نہ بیان کی جب مجلس ہوئی۔ ابن ابی عتیق نے سخاوتیں قریش کی بیان کیں۔ مروان نے کہا امام حسنؑ کی سخاوتیں کیوں نہیں بیان کرتا۔ اس لئے کہ ان کے مناقب وفضائل وسخاوت سب سے زیادہ ہیں۔ ابن ابی عتیق نے کہا۔ میں نے اشراف قریش کا ذکر کیا۔ اگر مناقب وفضائل پیغمبروں کے بیان کرتا۔ امام حسنؑ کا ذکر بھی کرتا۔ اوران کا نام سب پر مقدم رکھتا۔ جب امام حسنؑ مجلس سے باہر تشریف لائے۔ اور چاہا سوار ہوں۔ ابن ابی عتیق آیا۔ اور حضرت کو سوار کیا۔ امام حسنؑ نے جب مطلب اس کا سنا۔ متبسم ہوئے اور کہا تیری کوئی حاجت ہے۔ ابن ابی عتیق نے کہا۔ یا حضرت میں چاہتا ہوں۔ یہ سن کر امام حسنؑ استر سے اتر آئے اور وہ استر اسے بخش دیا۔ منقول ہے ایک دن امام حسنؑ **قصۂ مرد شامی**۔ سوار تھے۔ ایک مرد شامی حضرت کے سامنے آیا۔ اور بہت کچھ آنحضرت کو سخت سست کہا۔ حضرت نے جواب اس کا نہ دیا۔ یہاں تک وہ چپ ہوا۔ پس امام حسنؑ نے اس کی جانب دیکھ کر سلام کیا۔ اور تبسم فرما کر کہا اے مرد پیر مجھے گمان ہے تو مرد غریب ہے۔ اور گویا تجھے چند امور میں شک ہے اگر تو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے۔ میں تجھے عطا کروں۔ اگر مجھ سے طلب وہدایت وارشاد کرے تجھے ہدایت کروں اگر مجھ سے کوئی سواری مانگے۔ تجھے عطا کروں۔ اگر تو بھوکا ہے تجھے سیر کروں اگر ننگا ہے کپڑا پہنا دوں۔ اگر محتاج ہے غنی کردوں اگر تجھ کو کسی نے نکال دیا ہے میں پناہ دوں۔ اگر کوئی حاجت رکھتا ہے میں برلاؤں۔ اگر اپنا اسباب اٹھا لائے اور میرے گھر چلے اور میرا مہمان ہو تیرے لئے بہتر ہوگا۔ اس لئے کہ ہمارا گھر وسیع ہے۔ اور جو کچھ تجھے درکار ہو سب ہمارے پاس موجود ہے۔ جب اس شخص نے کلام حضرت کا سنا رونے لگا۔ اور کہا میں گواہی دیتا ہوں آپ زمین پر خلیفہ خدا ہیں۔ اور خدا خوب واقف ہے کہ خلافت ورسالت کے لئے کون بیگہ لائق ہے۔ قبل اس کے میں آپ کو آپ کے باپ کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا تھا۔ اور اب سب خلق سے زیادہ آپ مجھے محبوب ہیں۔ پس اپنا اسباب حضرت کے گھر میں لایا اور جب تک مدینہ میں رہتا تھا حضرت کا مہمان رہتا تھا۔ اور معتقدان محبان اہل بیت **حکایت مرد پیر یہود** سے ہوا۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جناب امیرؑ نے روز جنگ جمل محمد بن حنفیہ کو بلایا اور اپنا نیزہ ان کے ہاتھ میں دے کر حکم دیا جاؤ۔ اور یہ نیزہ شتر عائشہ پر لگاؤ۔ جب محمد بن حنفیہ نزدیک شتر عائشہ پہونچے۔ قبیلۂ بنی امیہ نے راہ روکی اور مانع ہوئے۔ جب جناب امیرؑ پاس واپس آئے امام حسنؑ نے ان کے ہاتھ سے نیزہ لیا۔ اور جانب شتر عائشہ پر جھپٹے اور نیزہ با خون آلود خدمت جناب امیرؑ

میں تشریف لائے۔ یہ دیکھ کر محمدؑ بن حنفیہ کا چہرہ خجالت سے متغیر ہو گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا اس کا شک نہ کرو۔ جو کام مجھ سے نہ ہو سکا وہ امام حسنؑ نے فرمایا اس لئے حسنؑ فرزند پیغمبر ہے اور تم میرے فرزند ہو۔ ابن شہر آشوب مرحومؒ نے روایت کی ہے ایک روز امام حسنؑ طواف کعبہ کر رہے تھے سُنا کہ ایک شخص کہتا ہے۔ یہ پسر فاطمہؑ زہرا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اس طرح کہہ کہ یہ فرزند علی ابن ابی طالب ہے اس لئے کہ میرا باپ میری ماں سے بہتر ہے۔ کشف الغمہ میں روایت ہے ایک روز امام حسن خوشبو لگائے جامہ ہائے فاخرہ پہنے دوست واحباب خدمتگار ہمراہ گھوڑوں پر سوار کوچہ ہائے مدینہ میں جاتے تھے۔ ناگاہ ایک مرد پیر یہودی پھٹے پرانے کپڑے پہنے پریشان حال سامنے آیا۔ اور حضرت کو اس حشم و خدم سے دیکھ کر کہنے لگا۔ اے فرزند رسول خداؐ ایک ساعت توقف کیجئے اور میری ایک بات سُن لیجئے۔ امام حسنؑ نے باگ روک لی۔ اور کھڑے ہو گئے۔ اس یہودی نے کہا۔ آپ ہی انصاف کیجئے کہ آپ کے نانا نے کہا ہے دنیا مومن کے لئے زندان اور کافر کے لئے بہشت ہے۔ آپ اپنے کو مومن اور مجھے کافر جانتے ہیں۔ آپ اس راحت و نعمت میں بسر کرتے ہیں۔ اور میں اس محنت و مشقت میں زندگی بسر کرتا ہوں۔ امام حسنؑ نے جواب دیا۔ اے مرد پیر اگر پردہ تیری آنکھوں کے آگے سے اٹھا دیا جائے اور تو وہ سامان دیکھے جو خدا نے ہمارے لئے اور جمیع مومنین کے لئے حور و قصور و یاقوت و حلل مہیا کئے ہیں۔ پھر تجھے معلوم ہو جائے گا کہ دنیا میری باوجود اس حشم و خدم کے زندان ہے اور اگر تو وہ دیکھے جو خدا نے تیرے لئے اور تمام کافروں کے لئے آتش جہنم و انواع عذاب و وبال آخرت مہیا کیا ہے پھر تو جانے گا کہ یہ حالت جس میں تو بسر کرتا ہے۔ اس حالت کے سامنے بہشت ہے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے ایک روز امام حسنؑ مسجد میں نماز پڑھ رہے تھے سُنا کہ ایک شخص پہلو میں دعا کر رہا ہے۔ خداوندا دس ہزار درہم مجھے روزی کر۔ حضرت جب گھر میں پہونچے دس ہزار درہم اس شخص کے لئے بھیج دیئے۔ کتاب عدد میں روایت کی ہے۔ ایک روز ایک شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا۔ اے فرزند رسول ہم پر ایک شخص بیرحم ستمگار ہے کہ وہ بڈھوں کی حرمت و عزت نہیں کرتا۔ اور بچوں پر رحم نہیں کرتا۔ جب حضرت نے سُنا فرمایا۔ بیان کر تیرا دشمن کون ہے کہ تیرا انتقام اس سے لوں۔ اس نے کہا۔ میرا دشمن تنگ دستی و پریشانی ہے۔ حضرت نے ایک ساعت سر مبارک جھکایا۔ پھر خادم کو بلایا اور فرمایا۔ جو کچھ میرے مال میں سے باقی ہے حاضر کر۔ خادم پانچ ہزار درہم لایا۔ حضرت نے وہ سب روپیہ اس مرد مفلس کو دے دیا اور اس کو قسم دی کہ جس وقت یہ دشمن تجھ پر ستم کرے۔ مجھ سے آکر اس کی شکایت کرنا۔ میں اس کا ستم تجھ سے دفع کر دوں گا۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ کا گذر گروہ فقرا

بہ ہوا۔ وہ کچھ ٹکڑے خشک روٹی کے زمین پر رکھے کھا رہے تھے جب ان فقیروں نے حضرت کو دیکھا۔ صلاح
کی حضرت گھوڑے سے اترے اور فرمایا۔ خدا متکبرین کو دوست نہیں رکھتا۔ پس فقرا کے پاس بیٹھ گئے
اور ان کے ہمراہ ان کے کھانا میں سے تناول فرمایا۔ اور حضرت کی برکت سے اس کھانے میں مطلق کمی نہ
ہوئی۔ حضرت نے ان فقرا کی دعوت فرمائی۔ اور بہت عمدہ کھانا ان کو کھلایا۔ اور بخلعتہائے فاخرہ ان کو مزین
بیان تواضع و فروتنی امام حسنؑ۔ کر کے رخصت کیا۔ بعض کتب معتبرہ میں لکھا ہے ایک
روز امام حسنؑ بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے۔ اور ایک کتا سامنے کھڑا تھا۔ ایک لقمہ آپ تناول
فرماتے اور دوسرا اس کتے کے سامنے ڈالتے تھے۔ ایک شخص نے عرض کی۔ یا حضرت آپ مجھے
اجازت دیجئے۔ اس کتے کو ہنکا دوں۔ حضرت نے فرمایا۔ رہنے دو۔ مجھے خدا سے شرم آتی ہے۔ کہ کوئی
جاندار میرے کھانے کی جانب دیکھے اور میں اس کو کھانا نہ دوں۔ اور ہنکا دوں۔ منقول ہے حضرت
کے غلاموں میں سے ایک غلام نے خیانت کی۔ کچھ تو سزایاب ہونے کا مستحق ہو گیا۔ حضرت نے چاہا
اس سے قصاص لیں۔ اس غلام نے پڑھا۔ والکاظمین الغیظ۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے
اپنے غصہ کو فرو کیا۔ اس غلام نے کہا۔ والعافین عن الناس۔ حضرت نے فرمایا۔ میں تیرے گناہوں
سے درگذرا۔ اس غلام نے کہا۔ واللہ یحب المحسنین۔ حضرت نے فرمایا۔ میں نے تجھے آزاد کیا۔
اور پہلے سے دونا وظیفہ مقرر کیا۔ کتاب عدد قویہ میں روایت ہے۔ امام حسنؑ بوجہ آداب و احترام اپنے
والد کے سامنے کم بات کرتے تھے۔ بعض اہل کوفہ نے جناب امیرؑ سے کہا۔ امام حسن کلام کرنے سے عاجز ہیں۔
یہ سن کر جناب امیرؑ امام حسنؑ کو طلب کیا۔ اور فرمایا۔ لوگ ایسا کچھ کہتے ہیں۔ منبر پر جاؤ اور اپنا فضل ان پہ
ظاہر کرو۔ امام حسنؑ نے عرض کیا۔ یا امیر المومنین آپ کے سامنے مجھے یارائے کلام نہیں جناب امیرؑ نے
فرمایا۔ اے فرزند میں تیرے سامنے سے ہٹ جاتا ہوں پس بحکم جناب امیرؑ لوگوں کو جمع کیا۔ اور امام حسنؑ منبر پر
تشریف لے گئے۔ اور خطبہ نہایت فصیح و بلیغ ادا فرمایا۔ اور حاضرین کو مواعظ شافیہ فرمائے۔ خروش حاضرین
مسجد سے بلند ہوا۔ پس فرمایا۔ ان اللہ اصطفیٰ آدم و نوحاً و آل ابراہیم و آل عمران علی
العالمین۔ ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم۔ واضح ہو کہ ذریت برگزیدہ
آدم و سلالۂ نوح و برگزیدہ آل ابراہیم و فرزند پسندیدہ اسمٰعیل و آل محمدؐ ہیں۔ ہم تم میں بلند مثل آسمان ہیں۔
کہ ہم سے فیض و رحمت تم پر برستی ہے۔ اور ہم بمنزلہ خورشید انور ہیں کہ جہاں کو نور ہدایت روشن کیا ہے۔
اور ہم شجرۂ زیتونہ ہیں کہ خدا نے قرآن میں اس کی مثال دی ہے۔ اور برکت یاد کیا ہے کہ نہ مشرق میں
ہے نہ غرب میں۔ پیغمبر اس درخت کی جڑ اور علی شاخ اور ہم بخدا سوگند اس درخت کے میوہ ہیں۔ پس جو کوئی

اس درخت کی شاخوں میں سے ایک شاخ کو اختیار کرے وہ ناجی ہے اور جو اس درخت سے دور رہے۔ وہ ناری ہے۔ پس جناب امیرؑ تشریف لائے اور منبر پر جا کر درمیان دو دیدہ امام حسنؑ بوسہ دیا اور کہا۔ یا ابن رسول تم نے اپنی حجت قوم پر تمام کی۔ اور اپنی اطاعت ان پر واجب کی پس وائے اس پر جو تمہاری مخالفت کرے۔

فصل چوتھی۔ بیان نصوص امامت و معجزات امام حسنؑ

فریقین نے بسند ہائے معتبر و متواترہ روایت کی ہے جب وقت وفات جناب امیرؑ ہوا۔ امام حسنؑ اور سب فرزندوں اور اپنے شیعوں کو حضرت نے طلب کیا اور امام حسنؑ کو اپنا خلیفہ فرمایا۔ اور اسرار علوم الہٰی و امانت ہائے حضرت رسالت پناہی سپرد کئے اور قریب بلا کر اسرار حق تعالیٰ ان کے کان میں کہے۔ اور اہل سنت کو بھی خلافت امام حسن میں کچھ اختلاف نہیں۔ اور سب قائل ہیں کہ امام حسنؑ منص امیر المومنین و بیعت مسلمین مستحق خلافت ہیں۔ کلینی وغیرہ نے سلیم بن قیسؒ ہلالی سے روایت کی ہے کہا۔ میں بوقت وصیت جناب امیرؑ بحق امام حسنؑ حاضر تھا۔ جناب امیرؑ نے اپنی وصیت پر امام حسینؑ و محمدؑ بن حنفیہ اور اپنے سب فرزندوں اور اہل بیت اور خاص خاص شیعوں کو گواہ کیا پس علوم اور اسلحہ حضرت رسولؐ ان کے سپرد فرمائے اور کہا اے فرزند مجھے رسول خداؐ نے حکم دیا ہے۔ کہ تم کو اپنا وصی کروں۔ اور کتب و سلاح اپنے تم کو سپرد کروں۔ جس طرح حضرت رسولؐ نے مجھے اپنا وصی کیا۔ اور کتب و سلاح اپنے مجھے سپرد کئے۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں تمہیں حکم دوں جب تمہارا وقت وفات آئے۔ ان تبرکات کو اپنے بھائی حسین کے سپرد کرنا۔ اور ان کو اپنا وصی و خلیفہ کرنا پس جناب امیرؑ نے امام حسینؑ سے کہا تم کو رسول خداؐ نے حکم دیا ہے کہ اس تبرکات کو اپنے فرزند علی بن حسین کے سپرد کرنا پس دست علی بن حسین پکڑ کر فرمایا۔ تم کو رسول خداؐ نے حکم دیا ہے کہ اس کو اپنے فرزند محمدؐ بن علی باقر کے سپرد کرنا۔ اور رسول خداؐ و میری جانب سے ان کو سلام کہنا۔ ایضاً بسند ہائے معتبر امام محمد باقر سے روایت کی ہے۔ جب ہنگام وفات جناب امیرؑ ہوا۔ اور اپنے فرزند امام حسنؑ سے فرمایا۔ میرے قریب آؤ کہ میں چند راز ہائے پنہاں جو رسول خداؐ نے مجھے تعلیم فرمائے تھے تم سے بیان کروں۔ اور ان چند امور پر تم کو امین کروں۔ جن پر رسول خداؐ نے مجھے امین کیا پس امام حسنؑ قریب گئے۔ اور جناب امیرؑ نے اسرار الہٰی ان کے کان میں کہے۔ شیخ طبرسیؒ نے روایت کی ہے جب جناب امیرؑ جانب عراق جاتے تھے۔ اپنے کتب ام سلمہ

زوجہ رسول خداؐ کے سپرد کرتے تھے۔ اور جب امام حسنؑ عراق سے مراجعت کرتے تھے ام سلمہ کتب جناب امیرؑ ان کے سپرد فرماتی تھیں۔ مؤلف فرماتے ہیں۔ کہ احادیث نص امامت امام حسنؑ بکثرت ہیں ماورا ان میں سے اکثر **بیان معجزات امام حسنؑ** حیات القلوب جلد سوم میں لکھے ہیں۔ صفار و قطب راوندی وغیرہ نے جناب صادق سے روایت کی ہے جب امام حسنؑ سفر حج کو جاتے تھے۔ ایک شخص فرزندان زبیر سے کہ قائل بامامت حضرتؑ تھا۔ حاضر رہتا تھا پس بعض منازل سے کسی منزل پر گذر ہوا۔ کہ وہاں درختان خرما بھی تھے۔ اور بغیر پانی کے خشک ہو گئے تھے۔ پس امام حسنؑ کے لئے ایک درخت کے نیچے فرش بچھایا۔ اور فرزند زبیر کے لئے دوسرے درخت کے نیچے بچھونا کیا۔ فرزند زبیر نے درخت کی طرف دیکھ کر کہا۔ اگر یہ درخت خشک نہ ہو گیا ہوتا۔ تو ہم میوہ کھاتے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ تجھے خواہش رطب ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں۔ امام حسنؑ نے ہاتھ جانب آسمان بلند کئے۔ اور دعا کی۔ کہ وہ شخص نہ سمجھا۔ ناگاہ وہ درخت خشک باعجاز حضرت سبز ہو گیا۔ اور پتے نکل آئے اور رطب بھی لگے۔ جمال جو اونٹ کھینچتا ہے وہ بھی ہمراہ تھا۔ اس نے کہا۔ بخدا سوگند انہوں نے جادو کیا ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ وائے ہو تجھ پر یہ جادو نہیں۔ لیکن خدا نے اپنے پیغمبر کے فرزند کی دعا مستجاب فرمائی ہے پس اس قدر رطب اس درخت سے توڑے کہ اہل قافلہ کو کافی ہوئے۔ قطب راوندیؒ نے جناب **معجزہ ذخیرہ موافق ارشاد امام حسنؑ** صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز امام حسنؑ نے امام حسین و عبداللہ بن جعفر سے فرمایا۔ خرچ معاویہ کی جانب سے تم کو پہلی تاریخ کو پہنچے گا۔ جب پہلی تاریخ ہوئی حضرت نے جس طرح فرمایا تھا۔ اسی طرح خرچ پہنچا۔ اور امام حسنؑ بہت قرضدار تھے۔ جو کچھ حضرت کے لئے اس نے بھیجا۔ اس سے اپنا قرض ادا کیا۔ اور باقی اہل بیت اور اپنے شیعوں پر تقسیم کر دیا۔ اور امام حسینؑ نے بھی اپنا قرض ادا کیا۔ اور جو کچھ باقی رہا۔ اس کے تین حصے کئے۔ ایک حصہ اپنے اہل بیت اور شیعوں کو دیا۔ اور دو حصے اپنے عیال کے لئے بھیجے اور عبداللہ بن جعفر نے بھی اپنا قرض ادا کیا۔ اور جو کچھ باقی بچا۔ وہ معاویہ کے ملازم کو دیا بطور انعام اور جب یہ خبر معاویہ کو پہنچی اس نے عبداللہ بن جعفر کے لئے بہت سا مال انعام بھیجا۔ ایضاً بسند معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ **خبر دادن امام حسنؑ بہ نزول حبشی** امام حسنؑ مکہ سے پیادہ مدینہ میں آتے تھے اثنائے راہ میں پائے مبارک پر ورم آ گیا حضرت سے عرض کیا۔ سوار ہو جیئے۔ کہ ورم میں کچھ تخفیف ہو جائے حضرت نے انکار کیا۔ اور فرمایا جب میں اس منزل پر پہنچوں گا۔ ایک حبشی میرے استقبال کو آئے گا اس کے پاس ایک روغن بھی ہو گا۔ کہ وہ اس ورم کو نافع ہے۔ پس وہ روغن اس سے مول لے لینا اور وہ قیمت جو وہ مانگے دے دینا۔ یہ سن کر دوستان آنحضرت سے ایک شخص نے تعجب کیا۔ اور کہا جس منزل پر ہم جا رہے ہیں وہاں کوئی

روغن فروش نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ بہت جلد آئے گا۔ جب چند میل راہ طے ہوئی۔ اس حبشی کی سیاہی دور سے دکھائی دی۔ حضرت نے غلام سے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا اور جا اس سے۔ روغن خرید کر لے آ۔ جب غلام اس حبشی پاس گیا۔ اور اس سے روغن طلب کیا۔ اس نے کہا روغن کس کے لئے چاہیئے۔ اس نے کہا۔ حسنؑ ابن علی کے لئے درکار ہے۔ اس نے کہا۔ مجھے حضرت کی خدمت میں لے چلو۔ جب حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔ کہا۔ یا ابن رسول اللہؐ میں آپ کا محب و شیعہ ہوں۔ اس روغن کی قیمت نہ لوں گا۔ لیکن دعا کیجئے۔ کہ حق تعالیٰ ایک فرزند مستوی الخلقت مجھے کرامت کرے۔ کہ وہ آپ اہل بیت کا محب و شیعہ ہو۔ اس لئے کہ جو میں آپ کی خدمت میں آیا ہوں۔ میری زوجہ کو درد زہ تھا۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنے گھر جا۔ جب تو اپنے گھر پہنچے گا۔ فرزند مستوی الخلقت پائے گا۔ پس وہ آدمی جلد گھر کو واپس گیا۔ پھر خدمت حضرت میں حاضر ہوا۔ اور حضرت کو دعائے خیر دی۔ اور کہا۔ جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا۔ پس حضرتؑ نے روغن اپنے پاؤں پر ملا۔ اور قبل اس کے کہ اپنی جگہ سے اٹھیں اس ورم کا نشان بھی نہ رہا۔ ایضاً۔

معجزہ امام حسنؑ بابت سوالات با قاصد معاویہ۔ روایت ہے کہ ایک روز جناب امیرؑ کوفہ میں بمحلہ رحبہ بیٹھے تھے۔ ایک شخص خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا۔ میں آپ کی رعایا اور بلاد سے ہوں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ تو جھوٹ کہتا ہے۔ میری رعایا اور بلاد سے نہیں۔ لیکن تجھے بادشاہ روم نے معاویہ پاس بھیجا ہے۔ چند مسائل دریافت کرنے کے لئے۔ اور وہ جواب نہ جانتا تھا۔ اب معاویہ نے تجھے میرے پاس بھیجا ہے کہ مجھ سے ان مسائل کے جوابات دریافت کرے۔ اس شخص نے کہا۔ یا حضرت آپ سچ فرماتے ہیں۔ معاویہ نے پوشیدہ مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے اور کوئی اس راز پر بغیر خدا مطلع نہیں۔ آپ نے بالہام حق تعالیٰ جانا۔ پس حضرت نے فرمایا۔ میرے ان دو فرزندوں میں سے حسنینؑ سے جس سے تو چاہے سوال کرے۔ اس نے کہا۔ میں امام حسنؑ سے سوال کرتا ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ تو دریافت کرنے آیا ہے۔ کہ حق و باطل میں کس قدر فاصلہ ہے۔ اور زمین سے کس قدر آسمان تک مسافت ہے۔ اور مشرق مغرب سے کتنی دور ہے اور قوس قزح کیا چیز ہے اور مخنث کسے کہتے ہیں۔ اور وہ دس چیزیں کون سی ہیں جو ایک دوسرے سے زیادہ سخت ہیں۔ اس شخص نے کہا۔ ہاں میں اسی کے دریافت کرنے کو آیا ہوں۔ پس امام حسنؑ نے فرمایا۔ حق و باطل میں چار انگشت کا فاصلہ ہے۔ جو آنکھ سے تو دیکھتا ہے وہ حق ہے اور کان سے باطل بہت سنتا ہے اور درمیان آسمان و زمین بقدر نفرین مظلوم فاصلہ ہے اور بمقدار حد نگاہ ہے اور مشرق و مغرب میں فاصلہ بقدر مسافت ایک روزہ آفتاب ہے۔ اور قزح شیطان کا نام ہے اور یہ قوس بنام شیطان نہیں بلکہ قوس خدا

ہےاور علامت فراوانی روزی کی ہے۔ اور اہل زمین کے لئے غرق ہونے سے امان ہے اور مخنث وہ ہے کہ معلوم
نہ ہو۔ کہ مرد ہے یا عورت اور دونوں مقام اس کے ہوں۔ تابلوغ انتظار کریں۔ اگر محتلم ہو مرد ہے اور اگر حائض
ہو اور پستان ہوں اور ابھریں۔ عورت ہے۔ اگر اس سے بھی ظاہر نہ ہو۔ تو دیکھنا چاہیئے۔ اگر بول کی دھار سیدھی
ہو۔ مرد ہے۔ اور اگر بطور بول خنثیٰ ہے عورت ہے۔ لیکن وہ دس چیزیں جو ایک دوسری سے زیادہ سخت ہیں۔
پس پتھر کو خدا نے پیدا کیا ہے سخت اور لوہے کو پتھر سے زیادہ سخت پیدا کیا ہے۔ کہ پتھر کو توڑتا ہے اور آگ
کو زیادہ سخت کیا ہے کہ لوہے کو پگھلاتی ہے۔ اور پانی کو زیادہ سخت کیا ہے کہ آگ کو بجھاتا ہے اور پانی سے
زیادہ ابر کو سخت پیدا کیا ہے کہ حکم اس کا پانی پر جاری ہے اور ہوا کو پانی پر مسلط کیا ہے کہ اسے حرکت
دیتی ہے اور ہوا سے زیادہ سخت وہ فرشتہ ہے کہ ہوا اس کے حکم میں ہے۔ اور اس سے زیادہ سخت
ملک الموت ہے جو اس کی روح قبض کرتا ہے اور ملک الموت سے زیادہ سخت موت ہے کہ خود ملک
الموت اس سے مرگیا۔ اور موت سے زیادہ سخت حکم خدا ہے کہ اس کے فرمان سے آتی ہے اور دفع بھی ہو جاتی ہے۔

معجزہ امام حسنؑ در طفولیت۔ ابن شہر آشوب نے روایت کی ہے۔ جب ابو سفیان مدینہ میں آیا اور چاہا
حضرت رسولؐ سے امان طلب کرے۔ جناب امیرؑ کی خدمت میں آیا۔ اور کہا آپ شفاعت کیجئے۔ حضرت نے
قبول نہ فرمایا۔ جناب سیدہؑ پردہ میں تھیں اور امام حسنؑ ایک مہینہ کے تھے اور گھٹنوں چلتے تھے۔ ابو سفیان نے کہا
اے دختر محمدؐ اس فرزند کو میرا شفیع کیجئے۔ کہ اپنے نانا سے شفاعت کریں۔ پس امام حسنؑ نے آگے سے آکر ایک
ہاتھ سے اس کی ناک اور دوسرے سے اس کی داڑھی پکڑ کر بقدرت حق تعالیٰ کلام کیا اور کہا۔ لا الٰہ الا اللہ
محمد رسول اللہ تو کہہ میں اپنے نانا سے تیری شفاعت کروں۔ پس جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں اس
خدا کی حمد کرتا ہوں۔ جس نے آل محمدؐ کو مثیل و نظیر حضرت یحییٰ بن ذکریا فرمایا۔ جیسا کہ حق تعالیٰ
ان کے حق میں فرماتا ہے۔ واتیناہ الحکم صبیا۔ روایت کی ہے۔ ایک روز

معجزہ امام حسنؑ۔ شیعوں نے امام حسنؑ سے زیاد بن امیہ کی شکایت کی۔ پس حضرت نے ہاتھ دعا
کے لئے اٹھائے اور کہا۔ خدایا زیاد بن امیہ سے ہمارے اور ہمارے شیعوں کا انتقام لے اور اسے بہت جلد
معذب کر بدرستیکہ تو سب چیزوں پر قادر ہے۔ پس اسی روز اس کے انگوٹھے میں زخم پڑا۔ اور گردن تک
ورم پہنچ کر مرگیا۔ ایضاً روایت کی ہے۔ ایک شخص نے ہزار دینار کا امام حسنؑ پر دعویٰ کیا۔ اور حضرت
کو شریح قاضی پاس لے گیا۔ حضرت نے اور شریح نے اس کو قسم دی۔ جب اس شخص نے قسم کھائی اور
روپیہ پایا۔ اٹھ کھڑا ہوا۔ اٹھتے ہی زمین پر گر پڑا۔ اور واصل جہنم ہوا۔ ایضاً۔ جناب صادقؑ سے روایت
ہے۔ ایک روز بعض شیعوں نے امام حسنؑ سے کہا آپ اس قدر متحمل مشقت و مضرت معاویہ کیوں ہوتے ہیں۔

حضرت نے فرمایا۔ میں اپنے خدا کے حکم کی اطاعت کرتا ہوں۔ اور اگر خدا سے کہوں کہ شام کو عراق اور عراق کو شام اور مرد کو عورت اور عورت کو مرد کرے۔ میری دعا خدا قبول کرے گا۔ ایک مرد شامی بھی موجود تھا۔ اس نے کہا۔ کون ایسا ہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا تجھے شرم نہیں آتی۔ کہ عورت ہو کر مردوں میں بیٹھی ہے۔ جب اس مرد نے خیال کیا۔ دیکھا۔ عورت ہو گئی ہے۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اٹھ اور گھر جا۔ کہ تیری عورت مرد ہو گئی ہے اور تجھ سے مجامعت کرے گی۔ اور تیرے فرزند مخنث پیدا ہو گا۔ پس جو کچھ حضرت نے فرمایا تھا۔ واقع ہوا۔ اور وہ دونوں حضرت کی خدمت میں آئے اور توبہ کی۔ حضرت نے ان کے لئے دعا کی۔ کہ دونوں اپنی پہلی حالت میں آ گئے۔

ایضاً۔ سید ابن طاؤسؒ نے بسند معتبر ابن عباس سے روایت کی ہے۔ ایک روز میں امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر تھا۔ کہ ایک گائے کوئی حضرت کے سامنے سے لئے جاتا تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ گائے حاملہ ہے۔ اور اس کے پیٹ میں بچھیا ہے۔ اور اس کے ماتھے پر سفیدی ہے۔ اور دم کی نوک بھی سفید ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں میں قصاب کے ہمراہ روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ اس نے گائے ذبح کیا۔ اور ایک بچھیا اس کے پیٹ سے جیسی حضرت نے فرمائی تھی نکلی۔ پس میں حضرت کی خدمت میں آیا۔ اور کہا۔ خدا فرماتا ہے۔ جو ماں کے پیٹ میں ہے ہم اسے جانتے ہیں۔ آپ نے کیونکر جانا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے بالہام خدا جانا۔ ایضاً۔ امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ ایک گروہ اصحاب امیرالمومنین بعد شہادت آنحضرت امام حسنؑ کی خدمت میں آئے۔ اور کہا۔ ہمیں وہ عجائب دکھاؤ جو تمہارے والد دکھایا کرتے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تم کو وہ عجائب دکھاؤں تو ایمان لاؤ گے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اگر میرے پدر کو دیکھو پہچانو گے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ پس امام حسنؑ نے پردہ اٹھایا۔ اور کہا۔ اس گھر میں دیکھو۔ جب اس گھر میں نظر کی دیکھا۔ جناب امیرؑ بیٹھے ہیں۔ امام حسنؑ نے کہا۔ تم پہچانتے ہو۔ یہ جناب امیرؑ ہیں۔ سب نے کہا۔ ہاں ہم نے پہچانا اور گواہی دیتے ہیں کہ آپ ولی خدا بحق و راستی ہیں اور آپ بعد اپنے پدر کے امام ہیں۔ اور تحقیق کہ آپ نے امیرالمومنینؑ کو بعد ان کی وفات کے دکھایا۔ جس طرح آپ کے پدر نے رسول خداؐ کو ان کی وفات کے بعد مسجد قبا میں دکھایا۔ پس امام حسنؑ نے فرمایا۔ کیا تم نے قول خدا نہیں سنا۔ کہ قرآن میں فرماتا ہے۔ **ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون** یعنی جو لوگ راہ خدا میں شہید ہوتے ہیں ان کو یہ نہ کہو کہ مردہ ہیں۔ بلکہ وہ زندہ ہیں۔ ولیکن تم نہیں جانتے۔ امام حسن نے فرمایا۔ یہ آیت ان لوگوں کے حق میں آیا ہے۔ جو راہ خدا میں قتل ہوتے ہیں پس میرے حق میں کیا تعجب کرتے ہو۔ ان لوگوں نے کہا۔ ہم ایمان لائے۔ اور اے فرزند رسول خداؐ آپ کی ہم نے تصدیق کی۔ ایضاً بسند

معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی۔ ایک روز نخلستان میں بیٹھے تھے۔ معاویہ نے کہا میں نے سُنا ہے۔ رسول خداؐ نے خرموں کا درخت میں تخمینہ کیا ہے اور وہ تخمینہ ٹھیک ہُوا ہے۔ آیا وہ علم آپ بھی جانتے ہیں۔ اس لئے کہ آپ کے شیعہ دعویٰ کرتے ہیں۔ کہ آپ سے از آسمان تا زمین کسی چیز کا علم پنہاں نہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ حضرت رسولؐ تخمینہ پیمانہ سے فرماتے تھے۔ اور میں تجھ سے خرموں کا شمار بیان کرتا ہوں۔ معاویہ نے کہا۔ بتاؤ اس درخت میں کس قدر خرمے ہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ چار ہزار اور چار خرمے ہیں۔ معاویہ نے حکم دیا۔ اس درخت کے خرمے توڑ کر شمار کرو۔ جب سب کو توڑ کر شمار کیا۔ چار ہزار اور تین خرمے نکلے۔ امام حسنؑ نے فرمایا میں نے ہرگز جھوٹ نہیں کہا۔ اور خبر دروغ خدا کی طرف سے نہیں پہنچی۔ بیشک ایک خرما کسی نے چھپا دیا۔ جب تلاش کیا۔ ایک خرما عبداللہ بن عامر کے ہاتھ میں تھا۔ پس حضرت نے فرمایا۔ اے خدا معاویہ اگر ایسا ہی سنیگا ہرگز ایمانؑ نہ لائے گا۔ تحقیق میں تجھ سے بیان کرتا ہوں۔ جو کچھ تو اس کے بعد کرے گا۔ زمانہ حضرت رسولؐ میں تصدیق کرتے اور تکذیب دکرتے تھے۔ اور تو باوجودیکہ معائنہ ایسا کہتا ہے۔ کہ کب تم نے اپنے نانا سے سُنا۔ حالانکہ تم کودک تھے قسم بخدا کہ زیاد کو اس کے باپ سے تو نے ملحق کیا۔ اور حجر بن عدی کو قتل کریگا۔ شیعوں کے سر تیرے پاس شہروں سے آئیں گے۔ پس جو کچھ حضرت نے اس روز فرمایا۔ واقع میں آیا۔ صفارؒ و قطب راوندیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ دو شخص امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر تھے۔ حضرت نے ایک سے کہا۔ تو نے کل کی رات اپنے گھر میں یہ باتیں کہیں۔ اس شخص نے متعجب ہو کر کہا۔ آپ سب جانتے ہیں۔ پس فرمایا۔ خداوند ذوالجلال نے رسول خداؐ کو علم حلال و حرام تعلیم فرمایا۔ اور تنزیل و تاویل قرآن پر جو کچھ تا روز قیامت واقع ہوگا۔ اس پر مطلع کیا۔ اور حضرت رسولؐ نے سب جانا جناب امیرؑ کو اور جناب امیرؑ نے سب مجھ کو تعلیم کیا۔ کتاب عدد قویہ میں حذیفہ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ ایک روز کوہ حری یا کسی اور پہاڑ پر بیٹھے تھے اور جناب امیرؑ و ابوبکر و عمر و عثمان بھی وہاں بیٹھے تھے۔ اور ایک گروہ مہاجرین و انصار بھی وہاں موجود تھے۔ ناگاہ امام حسنؑ کو دیکھا۔ کہ نہایت باتمکین و وقار آتے ہیں۔ جب حضرت رسولؐ نے دیکھا۔ فرمایا۔ جبرئیل حسن کو ہدایت کرتے ہیں اور میکائیل دوست رکھتے ہیں۔ حسنؑ میرا فرزند اور میری جان اور میری پسلیوں میں سے ایک پسلی ہے اور میرا فرزند اور نور دیدہ ہے۔ میرے پدر و مادر اس پر فدا ہوں۔ پس حضرت رسولؐ اٹھے اور ہم بھی حضرت کے ہمراہ اٹھ کھڑے ہوئے اور امام حسنؑ کا استقبال کیا۔ جناب رسول خدا نے فرمایا۔ اے حسنؑ تم میرے باغ کے میوے اور میرے حبیب اور میری جان و دل ہو۔ پس امام حسن کا ہاتھ پکڑ کے لائے اور اپنے پاس بٹھایا۔

اور ہم لوگ حضرت کے گرد بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اور حضرت بغور امام حسنؑ کو دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا یہ فرزند بعد میرے ہدایت کنندہ اور ہدایت یافتہ ہوگا۔ اور یہ فرزند خدا کی جانب سے میرے بعد یہ سے بھی میری جانب سے لوگوں کو خبر دے گا۔ اور میرے آثار پسندیدہ اونہیں پہونچائے گا۔ میری سنت کو زندہ رکھے گا میرے کاموں کا متولی ہوگا۔ اور نظر لطف خدا اس کی طرف ہوگی پس خدا اس پر رحمت کرے جو اس کی قدر جانے اور اس کے حق میں مجھ سے نیکی کرے گا۔ اور اس کے گرامی رکھنے سے مجھے گرامی رکھے۔ ہنوز سخن حضرت تمام نہ ہوا تھا کہ ایک اعرابی دور سے دکھائی دیا۔ کہ اپنے نیزہ کو ہلاتا تھا جب حضرت کی نظر اس پر پڑی فرمایا۔ تمہاری طرف وہ شخص آتا ہے جو تم سے ایسی سخت کلامی کرے گا پس وہ اعرابی آیا اور سلام نہ کیا پوچھا تم میں محمدؐ کون ہے ہم نے کہا کیا مطلب ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اسے کہنے دو۔ اعرابی نے کہا۔ اے محمدؐ میں اس سے پہلے تم کو دشمن رکھتا تھا۔ اور اب تم کو دیکھ کر میں زیادہ دشمن ہوا۔ اور غضب آلودہ ہوں۔ حضرت رسولؐ متبسم ہوئے۔ لوگوں نے چاہا۔ اس کو آزار دیں۔ حضرت نے منع فرمایا۔ اعرابی نے کہا۔ اے محمدؐ تم پیغمبری کا دعویٰ کرتے ہو۔ پیغمبروں پر دروغ کرتے ہو۔ اور کوئی حجت و دلیل اپنی پیغمبری پر تم نہیں رکھتے۔ حضرت نے فرمایا تم کو کیا معلوم میں دلیل نہیں رکھتا۔ اعرابی نے کہا۔ کیا دلیل ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو دلیل چاہتا ہے۔ تو میرے اعضا میں سے ایک عضو تجھے خبر دے گا۔ یہاں تک کہ میری دلیل محکم تر ہو۔ اعرابی نے کہا۔ کیا عضو آدمی کا کلام کر سکتا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ ہاں پس امام حسنؑ سے خطاب فرمایا۔ اٹھو اور حجت اس اعرابی پر تمام کرو۔ اعرابی متعجب ہوا۔ اور کہا۔ بچے کو حکم دیا ہے کہ مجھ سے گفتگو کرے۔ حضرت نے فرمایا تو اس کودک کو عالم و دانا پائے گا۔ پس امام حسنؑ نے ابتدا کی۔ اور فرمایا اے اعرابی غافل و جاہل سے تو سوال نہیں کرتا بلکہ ایک فقیہ و دانا سے سوال کرتا ہے۔ اور خود تو جاہل و نادان ہے۔ یہ فرما کر چند شعر نہایت فصیح و بلیغ اپنی مفاخرت اور علم و فضل و جلالت پر فی البدیہہ انشا فرمائے۔ اور کہا۔ اے اعرابی تو نے اپنی زبان کھولی اور اپنے اندازہ سے گذر گیا۔ اور تیرے نفس نے تجھے فریب دیا لیکن اس مجلس سے تو حرکت نہ کرے گا۔ تا اینکہ انشاء اللہ ایمان لائے۔ پس اعرابی متبسم ہوا اور کہا۔ وہ کہو جو میرا سبب اسلام ہو۔ امام حسنؑ نے کہا تم لوگ مع اپنی قوم کے ایک مجلس میں جمع ہوئے۔ اور از روئے جہالت و سفاہت محمد صلعم کو یاد کیا۔ اور کہا سب عرب ان کے دشمن ہوتے ہیں۔ اور وہ بھی تمام عرب سے دشمنی کرتے ہیں ان کا دفعیہ لازم ہے۔ اگر وہ مارے جائیں گے۔ اور کوئی ان کا خون طلب نہ کرے گا۔ پس ان لوگوں نے بغیر سوچے سمجھے تجھ کو مقرر کیا۔ کہ تو آنحضرت کو قتل کرے۔ اور تو اپنا نیزہ اٹھا بارادہ قتل آنحضرتؐ آیا۔ اور خائف و ترساں تھا کہ کوئی مطلع نہ ہو جائے اور تو یہ نہ جانتا تھا کہ خدا تجھے ایک

امر خیر کے لئے لایا ہے۔ کہ اس نے تیرے لئے ارادہ کیا ہے۔ اب میں تجھے ان امور کی خبر دیتا ہوں۔ جو
تجھ پر سفر میں گذرے۔ اے اعرابی تو اپنی قوم میں سے چاندنی رات کو جدا ہوا۔ ناگاہ آندھی آئی اور اندھیرا
آگیا۔ ابر دکھائی دیا اور مینہ زور سے برسا۔ تو حیران ہوا۔ اور راہ بھول گیا۔ نہ قدرت آگے جانے کی رہی۔
اور نہ پھر جانے کی رہی کسی کے پاؤں کی آہٹ نہ آتی تھی اور نہ روشنی دکھائی دیتی تھی ابر محیط
آسمان پر تھا۔ اور ستارے چھپ گئے تھے۔ کبھی تجھے ہوا تھپیڑے مارتی تھی۔ اور کبھی خار و خاشاک
سے ایذا پہونچتی تھی بجلی کے چمک سے آنکھوں میں چکا چوند ہوتی تھی۔ اور پتھر سے پاؤں مجروح ہوتے
تھے۔ ناگاہ ان شدتوں سے تو نے رہائی پاکر اپنے کو ہمارے پاس دیکھا پس آنکھیں تیری روشن ہوگئیں۔
اور نالہ و بیقراری ساکن ہوئی۔ اعرابی نے کہا۔ یہ سب باتیں آپ نے کیونکر جانیں تم نے میرے دل کی
خبر بیان کی۔ گویا اس سفر میں تم میرے ہمراہ تھے۔ اور میرے امور میں سے کوئی چیز تم پر مخفی نہ رہی۔ گویا غیب
کی باتیں کرتے ہو۔ اب کہو اسلام کیا ہے کہ میں مسلمان ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ کہہ۔ اشہد ان
لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ و رسولہٗ
پس اعرابی نے کلمہ پڑھا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اور اسلام اس کا نیک ہوا۔ کہ خود رسول کریمؐ نے خود اسے
تھوڑا قرآن تعلیم فرمایا۔ اعرابی نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اپنی قوم پاس پھر جاؤں۔ اور ان کو ہدایت کروں۔
اور شرائع دین انہیں تعلیم کروں۔ حضرتؐ نے اجازت دی جب وہ اعرابی اپنی قوم میں پہنچا۔ ایک جماعت
کو حضرتؐ کی خدمت میں لایا۔ اور وہ بھی مسلمان ہوئے۔ پس بعد اس واقعہ کے جب لوگ امام حسنؑ کو دیکھتے
تھے کہتے تھے۔ خدا نے امام حسنؑ کو مرتبہ عطا کیا ہے۔ جو خلق میں کسی دوسرے کو عطا نہیں کیا۔ ایضاً قطب
راوندی نے روایت کی ہے۔ ایک روز عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا۔ امام حسنؑ کلام کرنے میں عاجز ہیں۔
جب منبر پر جاتے ہیں۔ اور لوگ ان کی طرف دیکھتے ہیں۔ خجالت ان کو کلام کرنے میں منع کرتی ہے۔
پس معاویہ نے امام حسنؑ سے کہا منبر پر جاکر مجھے موعظہ کیجئے۔ امام حسنؑ منبر پر تشریف لائے۔ اور بعد موعظہ
شافیہ اور اظہار حسب و نسب و جلالت و قدر و منزلت پر بہت کچھ فخر کیا۔ اور کہا میں ہی فرزند بہترین
فرزندان فاطمہ دختر رسول خداؐ ہوں۔ میں ہی فرزند رسول خدا و فرزند سراج منیر و فرزند بشیر و نذیر و
فرزند رحمۃ للعالمین و فرزند پیغمبر انس و جن ہوں میں ہی فرزند بہترین خلق خدا بعد از رسول خداؐ ہوں۔
میں ہی فرزند صاحب فضائل و دلائل ہوں میں ہی فرزند امیر المومنین ہوں کہ حق میرا غصب کیا ہے۔
میں ہی ایک وہ بہترین جوانان بہشت سے ہوں میں ہی فرزند شفیع مطاع ہوں میں ہی اس کا فرزند
ہوں جس کے ہمراہ فرشتوں نے قتال کیا۔ میں ہی اس کا فرزند ہوں۔ جس کے سامنے سب قریش خاضع

ہوئے ہیں ہی فرزند پیشوائے خلق ہوں۔ پس معاویہ ڈرا۔ کہ کہیں لوگ امام حسنؑ کے ساتھ نہ ہو جائیں۔
اور مجھ سے پھر جائیں۔ کہا۔ اے ابو محمدؑ منبر سے اُتر آیئے۔ جو کچھ آپ نے بیان کیا۔ بہت ہے۔ امام حسنؑ
منبر سے نیچے تشریف لائے۔ معاویہ نے کہا۔ تمہارے گمان میں تم خلیفہ ہو۔ اور حالانکہ تم کو قابلیت
خلافت کی نہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ خلیفہ وہی ہے جو کتاب خدا پہ عمل کرے۔ اور متابعت سنت
رسول کرے۔ وہ خلیفہ نہیں جو درمیان مردم بجور و ظلم سلوک کرے۔ اور سنت ہائے رسول خدا کو
معطل چھوڑ دے۔ اور دنیا کو پدر و مادر سمجھے۔ بادشاہی کرے۔ اور بعد چند روز کے برخوردار ہو۔ اور
بعد اُس کے وہ لذت اس سے منقطع ہو جائے۔ اور عقوبت اس کے لیئے باقی رہے۔ پس ایک جوان
قوم بنی امیہ سے جو اس مجلس میں حاضر تھا۔ معترض ہوا۔ اور بہت سخنان ناسزا امام حسنؑ کو اور امیر المومنین
کو اس شقی نے کہے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ خداوندا اپنی نعمت کو اس سے متغیر فرما۔ اور اسے عورت کر
دے۔ تاکہ اور لوگ اس کے حال سے عبرت حاصل کریں۔ جب اس شقی نے اپنے جسم پر نظر کی دیکھا۔
عورت ہو گیا ہے۔ مقام بول مثل عورتوں کے مبدل ہوا۔ اور ریش بھی صفاچٹ ہو گئی۔ پس امام حسنؑ
نے فرمایا۔ اے عورت دور ہو کیوں مردوں کی مجلس میں بیٹھی ہے۔ یہ کہہ کر حضرت نے چاہا۔ کہ مجلس سے
تشریف لے جائیں عمرو بن عاص نابکار نے کہا۔ ابھی توقف کیجئے۔ آپ سے چند مسائل دریافت
کروں گا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ جو چاہو پوچھ لو۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ مجھے خبر دیجئے کہ کرم و بخیت و
مروت کیا چیز ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ و لیکن کرم پس نیکی کرنا ہے کہ قصد عوض نہ ہو۔ اور قبل سوال
عطا کرنا ہے۔ و لیکن بخدت یعنی رفعت اپنے دشمنوں کو اپنے محارم سے دفع کرنا۔ اور ہر مقام میں
مکروہات میں صبر کرنا ہے۔ و لیکن مروت۔ مردمی پس وہ یہ ہے۔ کہ آدمی اپنے دین کو نگاہ رکھے۔
اور اپنے نفس کو کثافت و آلودگی سے حفظ کرے۔ اور ہاوائے حقوق خلق و خدا قیام کرے۔ اور جسے دیکھے۔
سلام کرے یہ ارشاد فرما کر حضرت تشریف لے گئے پس معاویہ نے عمرو بن عاص کو ملامت و نفرین کی۔
اور کہا۔ تو نے اہل شام کو فاسد کر دیا۔ اور فضائل امام حسنؑ پہ مطلع کیا۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ ان
باتوں کو چھوڑ دو۔ اہل شام تم کو دین و ایمان کے لیئے دوست نہیں رکھتے بلکہ دنیا کے لیئے
دوست رکھتے ہیں۔ شمشیر و مال تمہارے ہاتھ میں ہے سخنان امام حسنؑ مفید نہ ہوں گے۔ پس
اس جوان بنی اُمیہ کا قصہ لوگوں میں منتشر ہوا۔ اور اس کی زوجہ امام حسنؑ کی خدمت میں
آئی۔ اور تضرع و زاری استغاثہ و فریاد اپنے شوہر کے عورت ہو جانے پر بہت کی۔ امام حسنؑ بھی اس
کے رونے پر رونے لگے۔ اور دعا کی پس وہ پھر مرد ہو گیا۔

فصل پانچویں۔ بیان احوال امام حسن علیہ السلام بعد شہادت امیرؑ و صلح معاویہ

جاننا چاہیئے کہ بعد ثبوت عصمت و جلالت آئمہ ہدیٰ لازم ہے جو کچھ ان سے واقع ہوا۔ مومنین اسے تسلیم کریں اور اعتراض و شبہہ نہ کریں۔ اور جانیں جو کچھ خدا کا فعل ہے وہ از جانب خدا ہے اور اعتراض ان پر کرنا خدا پر اعتراض کرنا ہے۔ جیسا کہ سابقاً معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک صحیفہ خدا نے رسول خداؐ کے لئے بھیجا۔ اور اس صحیفہ پر بارہ مہریں لگی تھیں۔ پس ہر امام اپنی مہریں کھولتے۔ اور جو کچھ اس میں لکھا پاتے اس پر عمل کرتے تھے۔ اور کس طرح جائز ہے کہ اپنے عقل ناقص سے اس گروہ پر اعتراض کریں۔ جو حجت ہائے خدا زمین پر ہیں اور ان کا کہا خدا کا کہا اور ان کا کیا خدا کا کیا ہے۔

خطبہ حضرت امام حسنؑ۔ ابن بابویہؒ و شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ بعد شہادت جناب امیرؑ امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ بلیغ فرمایا جو مشتمل بر معارف ربانی و حقائق سبحانی ادا کر کے فرمایا۔ ہم ہی حزب اللہ ہیں۔ کہ غالب ہیں اور ہم ہی عترت رسول خداؐ ہیں کہ ہم سب سے آنحضرت سے زیادہ نزدیک ہیں۔ اور ہم ہی اہل بیت رسالت ہیں کہ بدی اور گناہوں سے معصوم و مطہر ہیں۔ اور ہم ہی ان دو چیز بزرگ سے ہیں۔ کہ جناب رسول خداؐ اپنی جگہ امت میں چھوڑ گئے۔ اور فرمایا۔ انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہل بیتی۔ اور ہم ہی تھے۔ رسول خداؐ نے ہم کو ردیف کتاب خدا کہا۔ اور علم تنزیل و تاویل قرآن ہم کو دیا۔ اور ہم قرآن میں یقین سخن کہتے اور ظن و گمان تاویل قرآن نہیں کرتے۔ پس ہماری اطاعت کرو ہماری اطاعت خدا کی جانب سے تم پر واجب ہوئی ہے اور خدا نے ہماری اطاعت اور اپنے رسول کی اطاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ مقرون کیا ہے۔ اور فرمایا ہے یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول و اولی الامر منکم بعد اس کے حضرت نے فرمایا اس شب وہ شخص دنیا سے گیا۔ کہ عمل خیر پر جس کے سابقین نے سبقت کی۔ اور ان کی.... بعد والوں تک کوئی سعید نہ پہونچ سکے گا۔ تحقیق کہ رسول خداؐ کے ہمراہ انہوں نے جہاد کیا۔ اور اپنی جان رسول خداؐ پر قربان کی۔ اور رسول خداؐ اپنا علم دے کر ان کو جس طرف بھیجتے تھے۔ جبرئیل ان کی داہنی طرف اور میکائیل جانب بائیں رہتے تھے۔ اور پھر کر نہ آتے تھے جب تک خدا ان کے ہاتھ سے فتح نہ کرتا تھا۔ اور اس رات کو انہوں نے عالم بقا رحلت کی۔ جس رات کو حضرت عیسیٰؑ آسمان پر گئے اور یوشع بن نون وصی حضرت موسیٰ نے اس رات کو انتقال کیا اور کچھ طلا و نقرہ انہوں نے نہیں چھوڑا۔ مگر سات سو درہم کہ ان کی بخشش

ـــــ یاد کرتے تھے۔ اور چاہتے تھے کہ ایک خادم اپنے اہل بیت کے لئے خریدیں۔ تا اینکہ گریہ حضرت گلوگیر ہوا۔ اور خروش لوگوں سے اٹھا پھر فرمایا۔ میں ہی فرزند بشیر و نذیر ہوں۔ میں ہی فرزند دعوت کنندہ بجانب خدا بامر خدا ہوں۔ میں ہی فرزند سراج منیر ہوں۔ میں ہی اس خانوادہ سے ہوں جس کو خدا نے رجس سے دور کیا اور ان کو معصوم و مطہر فرمایا ہے۔ میں ہی ان اہل بیت سے ہوں کہ خدا نے اپنے کتاب میں جن کی مودت خدا نے واجب کی۔ اور فرمایا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیھا حسنا اور خدا نے حسنہ جو اس آیت میں فرمایا ہے۔ مراد اس سے محبت ہماری ہے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عباس اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا اے گروہ مردمان یہ تمہارے پیغمبر کا فرزند ہے اور تمہارے امام کا وصی ہے۔ اس سے بیعت کرو۔ یہ سن کر لوگوں نے قبول کیا اور کہا کس قدر یہ ہماری طرف محبوب ہیں۔ اور کس درجہ ہم پر ان کا حق واجب ہے اور جلد جلد امام حسنؑ سے بیعت خلافت کی۔ اور امام حسنؑ نے ان سے شرط کی کہ میں جس سے صلح کروں تم بھی صلح کرو۔ اور جس سے میں جنگ کروں تم بھی جنگ کرو۔ ان لوگوں نے قبول کیا اور یہ واقعہ اکیسویں ماہ مبارک رمضان کا ہے۔ سال چہلم ہجرت سے بروز جمعہ ہوا۔ اور اس وقت عمر شریف امام حسنؑ سینتیس سال کی تھی بعد اس کے امام حسنؑ منبر سے نیچے تشریف لائے اور حکام اطراف و نواحی میں روانہ کر کے سب جگہ مقرر کئے اور عبداللہ بن عباس

بیان خلافت وبیعت۔ کو بھیج دیا۔ شیخ مفیدؒ و ابن بابویہؒ و قطب راوندیؒ و ابن شہر آشوبؒ وغیرہ نے روایت کی ہے۔ کہ جب بعد شہادت جناب امیرؑ لوگوں نے امام حسنؑ سے بیعت کی اور بیعت کرنے کی خبر معاویہ کو پہونچی۔ اس نے دو جاسوس ایک بصرہ کی جانب اور دوسرا بطرف کوفہ روانہ کیا۔ کہ جو کچھ واقع ہو لکھا کریں اور جب امام حسنؑ مطلع ہوئے۔ دونوں کو بلایا اور ان کو قتل کیا۔ اور ایک نامہ معاویہ کو لکھا کہ مجھ سے بیعت کرے۔ اور اپنے فضائل و استحقاق خلافت کو بہ نہایت شافی درج کیا۔ اور لکھا کہ تو نے جاسوس بھیجے اور حیلہ سازی و مکاری کی۔ میرا گمان یہ ہے کہ تیرا ارادہ جنگ ہے۔ اگر واقعی تیرا ارادہ ہے تو میں بھی موجود ہوں جب یہ نامہ معاویہ پاس پہونچا۔ اس نے کلمات سخت و درشت اور جو بمقتضائے کفر و نفاق تھا اس نامہ میں لکھا۔ اور امام حسنؑ کی خدمت میں بھیجا۔ اور لشکر گراں لے کر متوجہ عراق ہوا۔ اور چند جاسوس کوفہ میں منافقوں اور خارجیوں مثل عمرو بن حریث و اشعث بن قیس و شیث بن ربعی وغیرہ پاس بھیجے کہ وہ لوگ اصحاب امام حسن میں تھے۔ اور بخوف شمشیر جبراً اطاعت قبول کی تھی۔ اور ان منافقین و خوارج کو معاویہ نے لکھا کہ جو امام حسن کو تم میں سے قتل کرے گا۔ میں اسے دو لاکھ درہم اور ایک اپنی دختر دونگا۔ اور ایک لشکر لشکرہائے شام سے اس کے تابع کر دوں گا۔ اس فریب و حیلہ سے اکثر منافقین کو اس نے اپنی طرف مائل اور امام حسنؑ کی جانب سے منحرف کر دیا۔ یہاں تک کہ امام حسنؑ ایک زرہ

دوں گا۔ اور پانچ سو درہم بھی اس لئے بھیجے۔ اس شقی نے جب روپیہ دیکھا۔ اور وعدۂ حکومت سُنا
دین کو دنیا پر بیچ ڈالا۔ اور روپیہ لے کر مع دو سو نفر کے اپنے عزیزوں اور مخصوصوں میں سے معاویہ پاس چلا
گیا۔ اور امام حسنؑ سے منحرف ہو گیا۔ جب یہ خبر امام حسنؑ کو پہونچی حضرت نے خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا۔ اس مرد
کندی نے مجھ سے مکر کیا۔ اور معاویہ پاس چلا گیا۔ اور میں نے مکرر تم سے کہا کہ تمہارے عہد کو وفا نہیں اور تم
سب بندۂ دنیا ہو۔ اب میں دوسرے شخص کو بھیجتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ وہ بھی ایسا ہی کرے گا۔ پس ایک
مرد کو قبیلۂ مراد سے مع چار ہزار مرد روانہ کیا۔ اور اس سے عہد و پیمان لیا کہ عذر و مکر نہ کرے۔ اور اس نے قسمیں
کھائیں کہ میں فریب و دغا نہ کروں گا۔ جب وہ روانہ ہوا فرمایا یہ بھی مثل مرد کندی مکر کرے گا۔ جب یہ مرد مرادی
پہونچا۔ معاویہ نے قاصد اور نامے اسے بھیجے اور پانچ ہزار درہم بھی بھیجے اور وعدہ حکومت و امارت جہاں
کی وہ پسند کرے لکھا۔ پس وہ بھی امام حسن سے منحرف ہو کر معاویہ پاس چلا گیا۔ جب یہ خبر امام حسنؑ کو پہونچی
خطبہ پڑھا۔ اور فرمایا میں نے تم سے مکرر کہا کہ تم لوگ باوفا نہیں ہو۔ دیکھو مرادی نے بھی مجھ سے مکر کیا اور
معاویہ پاس چلا گیا۔ پس عبداللہ بن عباس کو ہمراہ قیس بن سعد بارہ ہزار آدمی پر سردار کر کے دیر عبدالرحمٰن
سے جانب معاویہ بھیجا۔ اور فرمایا۔ اگر عبداللہ بیمار ہو قیس بن سعد امیر ہو۔ اگر وہ بھی بیمار ہو جائے سعید پسر
قیس امیر ہو۔ اور عبداللہ کو وصیت کی کہ قیس بن سعد و سعید بن قیس کی صلاح و مشورہ پر عمل کرے اور
خود بھی حضرت نے وہاں سے کوچ کیا۔ اور ساباط مدائن کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں پہنچ کر
چاہا۔ اپنے اصحاب کا امتحان کریں اور ان کے کفر و نفاق اور بیوفائی کو لوگوں پر ظاہر کریں۔ پس لوگوں
کو جمع کیا۔ اور حمد و ثنائے الٰہی بجا لا کر فرمایا۔ اما بعد تحقیق کہ میں بعد حمد و نعت خدا امید رکھتا ہوں کہ اس کی خلق
پر خیر خواہ ترین بہترین مردم ہوں۔ اور کسی مسلمان کی طرف سے میرے دل میں کینہ نہیں اور کسی طرف سے میرے
دل میں ارادۂ بدی نہیں۔ اور مسلمانوں کی جمعیت کو پراگندگی سے بہتر جانتا ہوں۔ اور جو صلاح تم حق میں اپنے
بہتر جانتے ہو۔ اس سے میں بہتر جانتا ہوں۔ پس لازم ہے میرے حکم کی مخالفت نہ کرو۔ اور میری رائے کو
اپنے حق میں رد نہ کرو۔ امید ہے خدا مجھے اور تمہیں بخش دے۔ اور ہمیں تمہیں جس میں اس کی محبت و
خوشنودی ہے ہدایت کرے۔ جب ان منافقین نے یہ کلام حضرت سے سُنا۔ ایک نے دوسرے پر نظر
کی۔ اور کہا۔ اس کلام سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معاویہ سے صلح منظور ہے۔ اور چاہتے ہیں کہ خلافت
معاویہ کو دیں۔ پس سب اٹھ کھڑے ہوئے اور حملہ کر دیا اور اسباب امام حسنؑ کو لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ جانماز
حضرت کے پاؤں کے نیچے سے کھینچ لی۔ اور ردا دوش مبارک سے اتاری۔ پس امام حسنؑ نے اپنا
گھوڑا طلب کیا۔ اور سوار ہوئے۔ اور اہل بیت آنحضرت نے تھوڑے سے شیعوں کے ہمراہ حضرت کو بیچ

میں لے لیا۔ اور جب ساباط مدائن میں پہونچے۔ جراح بن سنان اسدی شقی نے لگام اسپ آنحضرت
پکڑ لی۔ اور ایک خنجر ران مبارک پر مارا۔ کہ استخوان تک شگافتہ ہو گیا۔ اور بروایت دیگر پہلو پر خنجر مارا۔
پس ملازمان و موالیان دوستان امام حسنؑ نے اس ملعون کو پکڑ کر قتل کیا۔ اور حضرت کو عماری میں اٹھا
کر مدائن میں لے گئے۔ اور سعد بن مسعود ثقفی کے گھر میں۔ کہ وہ حضرت کی طرف سے والی مدائن تھا۔ نزول
اجلال فرمایا۔ اور وہ مختار کا چچا تھا۔ پس مختار اپنے چچا پاس آیا۔ اور کہا چلو امام حسنؑ کو ہم معاویہ کو دے
دیں۔ شاید معاویہ اس کے عوض میں ہم کو ولایت دے دے۔ سعد نے کہا۔ تیرا برا ہو۔ یہ کیا بکتا ہے۔ میں
امام حسنؑ اور ان کے پدر بزرگوار کی طرف سے مدائن کا حاکم ہوں۔ ان کا حق نعمت فراموش کر دوں۔ اور
فرزند رسول خداؐ کو معاویہ کو دے دوں۔ جب شیعیان امام حسنؑ نے یہ کلام سنا چاہا مختار کو قتل کریں۔ آخر
بشفاعت عم مختار اس کی تقصیر سے در گذر کیا۔ پس سعد ایک جراح کو لایا۔ اور زخم کا علاج کیا۔ اکثر
رؤسائے لشکر امام حسن نے معاویہ کو لکھا۔ کہ ہم تمہارے مطیع و منقاد ہیں۔ تم جلد متوجہ عراق ہو۔ جب
نزدیک پہونچو گے ہم امام حسنؑ کو پکڑ کے تم کو دے دیں گے۔ ناگاہ خبر آئی جب عبداللہ بن عباس برابر لشکر
معاویہ پہونچے معاویہ نے ایک قاصد ان کے پاس بھیجا۔ اور دو ہزار درہم کا وعدہ کیا۔ کہ نصف اسی وقت دے
دیئے اور نصف جب کوفہ میں آئے دینا۔ پس اسی شب اپنے لشکر سے بھاگا۔ اور معاویہ کے لشکر میں جا ملا جب
صبح ہوئی اس کو اس کے خیمہ میں نہ دیکھا۔ پھر ہمراہ قیس بن قیس نماز صبح ادا کی۔ اور قیس نے خطبہ پڑھ کر
لوگوں کو کہا کہ اگر اس خائن یعنی . . . نے اپنے امام سے خیانت کی لازم ہے کہ تم خیانت نہ کرو۔ اور خدا و
رسول کے غضب سے اندیشہ کرو۔ اور دشمنان خدا سے جنگ کرو۔ ان لوگوں نے بظاہر قبول کیا۔ مگر ہر
شب لوگ امام حسنؑ کے لشکر سے بھاگ کر معاویہ کے لشکر میں جا ملتے تھے۔ اس کے بعد دوسرا نامہ معاویہ
نے امام حسن پاس بھیجا اور فہرست اسمائے منافقین اصحاب آنحضرت جنہوں نے اسے لکھا اور اظہار اطاعت
و انقیاد کیا تھا۔ اپنے نامہ میں ملفوف کر کے بھیج دی اور لکھا۔ تمہارے اصحاب نے تمہارے باپ سے
دغا نہ کی۔ اور تم سے بھی دغا نہ کریں گے۔ فہرست ملاحظہ ہو۔ جب امام حسنؑ نے نامہ معاویہ اور فہرست منافقین
اصحاب پڑھی۔ اور . . . . کی بیوفائی اور اپنے لشکر کی سستی و لشاق پر مطلع ہوئے۔ پھر اتمام حجت کے لئے
فرمایا میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مکار ہو۔ و لیکن میں حجت خدا تم پر تمام کرتا ہوں۔ لازم ہے کہ کل فلاں موضع
میں جمع ہوں۔ اور بیعت نہ توڑو۔ عقوبت الٰہی سے ڈرو۔ پس دس روز تک اس موضع میں توقف فرمایا۔ اور چار
ہزار سے زیادہ لوگ حضرت کے پاس جمع نہ ہوئے۔ امام حسنؑ منبر پر تشریف لے گئے۔ اور فرمایا۔ مجھے اس
گروہ سے تعجب ہے جو نہ حیا رکھتے ہیں۔ اور نہ ایمان۔ تم پر وائے ہو۔ بخدا سوگند معاویہ جس بات کا میرے قتل

پر ضامن ہوتا ہے اس پر وفا نہ کرے گا۔ اور میں تمہارے لئے چاہتا تھا۔ کہ دین حق کو برپا کروں۔ مگر تم نے میری مدد نہ کی۔ میں تنہا عبادت خدا کر سکتا ہوں۔ ولیکن قسم بخدا اگر میں امر خلافت معاویہ کے سپرد کرتا ہوں ہرگز تم لوگ دولت بنی امیہ میں خوش و شادمان نہ رہو گے۔ انواع عذاب تم پر کریں گے اور گویا میں تمہارے فرزندوں کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ ان کے گھروں کے دروازوں پر کھڑے کھانا پانی مانگ رہے ہیں اور وہ ان کو نہیں دیتے۔ قسم بخدا اگر میں یقیناً جانتا۔ تو معاویہ کے لئے یہ حکومت نہ چھوڑ دیتا۔ اس لئے کہ بخدا و رسول قسم کھاتا ہوں کہ خلافت بنی امیہ پر حرام ہے۔ اے بندگان دنیا تم پر نفرین ہو۔ اور جلد اپنے اعمال وبال میں گرفتار ہو گے۔ جب امام حسنؑ اپنے اصحاب سے مایوس و ناامید ہوئے معاویہ کو جواب دیا کہ میں چاہتا تھا حق کو زندہ اور باطل کو مردہ کروں۔ اور کتاب خدا و سنت رسول خداؐ کو جاری کروں۔ لوگوں نے مجھ سے موافقت نہ کی۔ اب میں تجھ سے چند شرائط پر صلح کرتا ہوں۔ اور مجھے معلوم ہے کہ تو ان شرطوں پر وفا نہ کرے گا۔ اس بادشاہی پر جو تجھے میسر ہوئی خوشی نہ ہو۔ کہ بہت جلد پشیمان ہو گا۔ جس طرح اور لوگوں نے غصب خلافت کی۔ اور پشیمان ہوئے۔ ان کی پشیمانی ان کو نفع نہ بخشے گی۔ یہ لکھ کر اپنے پسر عم عبداللہؓ بن حارث کو معاویہ پاس بھیجا کہ عہد و پیمان اس سے لیں اور نامہ صلح لکھیں۔ اس وقت نامہ اس طرح لکھا گیا۔

مضمون صلح نامہ با معاویہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حسنؑ بن علی بن ابی طالب نے معاویہ بن ابوسفیان سے ان شرائط پر صلح کی۔ کہ درمیان مردم بکتاب خدا و سنت رسول خداؐ پر برحق عمل کرے اور شرط یہ ہے کہ بعد اپنے اس کام پر کسی کو مقرر نہ کرے۔ اور شام و عراق و حجاز و یمن اور ہر جگہ کے لوگ اس کے شر اور عناد سے بےخوف رہیں۔ اور اصحاب علی ابن ابی طالب اور ان کے شیعہ اپنی جان و مال و زنان و اولاد سے بےخوف رہیں۔ پس معاویہ سے ان شرائط پر اور اس امر پر بھی عہد و پیمان خدا لیا گیا کہ حسن بن علی اور ان کے برادر حسین اور جمیع اہل بیت و عزیزان رسول خداؐ سے معاویہ کوئی مکر و عناد نہ کرے۔ اور پنہان و آشکارا کوئی ضرر نہ پہنچائے۔ اور ان میں سے کسی کو کسی مقام پر نہ ڈرائے۔ اور ہر حقدار کا حق اسے پہنچائے۔ اور ہر سال خراج ملک سے پچاس ہزار درہم آنحضرت کو پہونچائے اور جناب امیرؑ کو برا نہ لکھیں اور قنوت نماز میں مناسب جناب امیرؑ اور ان کے شیعوں کو جیسا کہ ان لوگوں کا قاعدہ تھا نہ کہیں اور جب نامہ لکھا گیا خدا اور رسولؐ کو گواہ کیا۔ اور عبداللہ بن حارث و عمرو بن ابی سلمہ و عبداللہ بن عامر و عبدالرحمٰن بن ابی ثمرہ وغیرہ نے اس نامہ پر گواہی دی۔ اور جب صلح منعقد ہو گئی۔ متوجہ کوفہ ہوا۔ یہاں تک کہ بمقام نخیلہ میں اترا۔ اور وہاں نماز پڑھ کر خطبہ پڑھا اور آخر خطبہ میں کہا میں نے تم سے اس وجہ سے قتال نہیں کیا۔ کہ تم لوگ نماز پڑھو یا روزہ رکھو یا زکوٰۃ دو۔ مجھے اس سے مطلب نہیں۔ ولیکن میں نے تم سے اس سبب سے قتال کیا کہ میں تم پر امیر ہو جاؤں۔

اور خدا نے مجھے امارت دی۔ ہر چند تم نے نہ چاہا۔ اور چند شرائط میں نے امام حسنؑ سے کیں اور سب شرائط اب میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ اور ان میں سے میں ایک پر بھی وفا نہ کروں گا۔ لبعد اس کے کوفہ میں داخل ہوا۔ اور لبعد کئی روز کے مسجد میں آیا۔ اور امام حسنؑ کو منبر پر بھیجا۔ اور کہا۔ بایں کیجئے۔ کہ خلافت حق معاویہ کا ہے۔ جب امام حسنؑ منبر پر تشریف لائے۔ حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے اور درود اہل بیت و حضرت رسولؐ پر بھیجا۔ اور فرمایا۔ ایہا الناس اگر جابلقا و جابلسا میں ایسا آدمی تلاش کرو۔ جس کا نانا رسول خداؐ اور باپ علی مرتضیٰ ہو بغیر میرے اور میرے برادر حسینؑ کے نہ پاؤ گے۔ خدا نے تم کو رسول خداؐ سے ہدایت کی۔ اور تم ان کے اہل بیت سے دستبردار ہوئے تحقیق کہ معاویہ نے اس امر میں جو مجھ سے مخصوص اور جس کا میں سزاوار تھا منازعہ اور مخاصمہ کیا۔ اور جب میں نے کوئی یار و مددگار نہ پایا۔ بخیال اصلاح و حفظ خون امت آپ دستبردار ہوا اور تم نے مجھے بیعت کی تھی کہ میں جس سے صلح کروں تم بھی اس سے صلح کرو جس سے میں جنگ کروں تم بھی اس سے جنگ کرو۔ اور میں نے مصلحت امت کی اس میں دیکھی کہ اس سے صلح کروں اور حفظ خونہائے مردم و خونریزی سے بہتر سمجھا۔ اور میری غرض۔۔ تمہاری اصلاح تھی اور جو کچھ میں نے کیا۔ ان پر حجت ہے جو مرتکب ان اُمور کے ہوں۔ اور فتنہ مسلمانوں کے لئے ہے۔ اور منافقوں کے لئے تمتع قلیل ہے۔ جب تک کہ خدا حق کو غالب کرے اور اس کے اسباب مہیا کر دے۔ پس معاویہ اٹھا اور نسبت جناب امیرؑ کے کلمات ناسزا کہے۔ امام حسینؑ اُٹھ کھڑے ہوئے اور چاہا معترض جواب معاویہ ہوں۔ امام حسنؑ نے ان کا ہاتھ پکڑ کے بٹھایا۔ اور خود کھڑے ہو کر فرمایا۔ اس شخص کو معلوم ہو۔ جو علی ابن ابی طالب کا نام لیتا ہے اور مجھے ناسزا کہتا ہے۔ میں حسنؑ ہوں اور پدر بزرگوار میرے علیؑ ابن ابی طالب ہیں اور تو معاویہ ہے اور تیرا باپ صخر ہے اور میری ماں فاطمہ زہراؑ ہیں۔ اور تیری مادر ہندہ ہے۔ میرے جد رسول خداؐ ہیں اور تیرے جد حرب ہیں۔ میری جدہ خدیجہ ہیں اور تیری جدہ قتیلہ ہے۔ پس خدا اس پر لعنت کرے۔ جو مجھ میں اور تجھ میں پست تر نام و نسب میں زیادہ ہو۔ اور جس کا حسب پست تر اور کفر جس کا قدیم تر اور نفاق جس کا زیادہ تر اور حق جس کا اسلام اور اہل اسلام پر کمتر ہو پس اہل مسجد سے غلغلہ و خروش بلند ہوا۔ اور کہا آمین لبعض کتب معتبرہ میں روایت ہے۔ لبعد صلح کے امام حسینؑ روتے ہوئے۔ امام حسنؑ پاس گئے اور ہنستے ہوئے باہر تشریف لائے لوگوں نے سبب دریافت کیا۔ فرمایا۔ میں اپنے امام پاس گیا۔ اور سوال کیا۔ کہ معاویہ کو خلافت دینے کا کیا باعث ہوا۔ فرمایا جو باعث تمہارے پدر بزرگوار کو ہوا۔ پس میں راضی و خوشنود ہوا۔ اور باہر آیا۔ الیضاً۔

معاویہ کا امام حسینؑ سے اصرار بیعت ۔ روایت کی ہے جب امام حسنؑ اور معاویہ میں مصالحہ ہوئی۔ اس وقت معاویہ نے امام حسینؑ سے بیعت کو کہا۔ امام حسنؑ نے معاویہ سے کہا حسینؑ سے کچھ کام نہ رکھ۔ کہ وہ بیعت نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ شہید ہو۔ اور وہ شہید نہ ہو گا جب تک سب اہل بیت اس کے شہید نہ ہو

لیں اور اہل بیت اس کے شہید نہ ہوں گے جب تک کہ اہل شام قتل نہ کر لیں۔ بعد اس کے معاویہ نے قیس بن سعد کو بیعت کے لئے طلب کیا۔ اور قیس تنومند اور مرد قوی بلند قامت تھے۔ جب گھوڑے پر سوار ہوتے تھے۔ پاؤں زمین پر لگتے تھے۔ معاویہ سے قیس نے کہا۔ میں نے قسم کھائی ہے۔ کہ اس سے ملاقات نہ کروں گا۔ مگر یہ کہ میرے اور اس کے درمیان نیزہ و شمشیر ہو۔ معاویہ نے اس کی قسم اتارنے کو نیزہ و شمشیر منگائی۔ اور قیس کو طلب کیا۔ اور قیس مع چار ہزار آدمیوں کے علیحدہ معاویہ سے بمقام جنگ کھڑے تھے۔ جب دیکھا۔ امام حسنؑ نے صلح کی۔ مضطرب ہو کر معاویہ پاس آئے۔ اور متوجہ امام حسینؑ ہوئے۔ اور پوچھا بیعت کروں۔ امام حسینؑ نے ارشاد امام حسنؑ کی طرف کیا اور فرمایا وہ میرے امام ہیں۔ اور انہیں اختیار ہے۔ ہر چند لوگ کہتے تھے۔ مگر قیس بیعت کے لئے ہاتھ نہ پھیلاتے تھے۔ یہاں تک معاویہ کرسی سے نیچے آیا۔ اور اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر رکھا۔ اور روایت کی ہے معاویہ جب نخیلہ سے متوجہ کوفہ ہوا۔ خالد بن عرفطہ آگے آگے معاویہ کے جاتا تھا۔ اور حبیب بن مجاز رایت کفر و ضلالت ہاتھ میں لئے آگے آگے جاتا تھا۔ یہاں تک کہ باب الفیل سے داخل مسجد کوفہ ہوئے۔ پس لوگوں کو حکم جناب امیرؑ یاد آیا۔ کہ حضرت نے اس واقعہ کی خبر دی تھی۔ جس طرح کہ فریقین نے عطا ابن سائب سے روایت کی ہے۔ اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ ایک روز جناب امیرؑ مسجد میں خطبہ پڑھ رہے تھے۔ ناگاہ ایک شخص دروازہ سے اندر آیا۔ اور کہا۔ خالد بن عرفطہ مر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا قسم بخدا نہیں مرا۔ اس کے بعد ایک اور شخص آیا۔ اور کہا۔ خالد مر گیا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ نہیں مرا اور نہ مریگا۔ جب تک کہ اس دروازہ مسجد سے اندر آئے۔ اور حبیب بن مجاز رایت کفر و ضلالت اٹھائے اس کے ہمراہ ہو۔ یہ سن کر حبیب منبر کے نیچے سے اٹھا۔ اور کہا۔ میں ہی حبیب ہوں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ وہی ہوگا۔ جو میں نے کہا ہے۔ اس وقت صدق مقال جناب امیرؑ حاضرین پر ظاہر ہوا۔

خطبۂ معاویہ برائے بیعت امام حسنؑ کا خطبہ بلیغہ بجواب معاویہ

شیخ طوسیؒ نے بسند معتبر امام زین العابدینؑ سے روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ عازم صلح معاویہ ہوئے اور ملاقات کی۔ معاویہ منبر پر گیا اور خطبہ پڑھا۔ اور کہا۔ ایہا الناس حسنؑ فرزند علی ابن ابی طالب و فاطمہ زہراؑ نے مجھے لائق خلافت جانا اور اپنے کو لائق خلافت نہ جانا۔ اور بخواہش و رغبت آئے ہیں کہ مجھ سے بیعت کریں۔ پس امام حسنؑ سے اٹھے اور خطبہ بلیغ مشتمل بر محامد بسیار و معارف بیشمار و درود سیدابرارؐ و آلہ اطہار ادا کیا۔ اور بعد حمد و صلوٰۃ فرمایا اے گروہ خلائق میں جو کہتا ہوں تم شنوا دل اور کان میری طرف کرو اور سمجھ لو۔ کہ ہم وہ اہل بیت ہیں جن کو خدا نے بسبب اسلام گرامی رکھا۔ اور تمامی خلائق سے برگزیدہ کر کے اختیار کیا۔ اور ہم سے رجس کو دور کیا اور ہم کو پاک کیا۔ جو حق پاک کرنے کا ہے۔ اور رجس کے معنی رشک کے ہیں۔ پس میں خدائے برحق اور اس کے دین پر شک نہیں کرتا۔ اور مجھے خدا نے ہر دروغ و ضلالت سے پاک کیا ہے۔ اور مجھے اور میرے آباؤ اجداد کو تا حضرت آدم شرک

اور برائیوں سے پاک کیا۔ ہرگز دو گروہ نہ تھے۔ مگر یہ کہ ہم بہترین گروہ ہوتے پس امور مترتب اور اسباب سبب ہوئے یہاں تک کہ خدا نے حضرت رسول کو پیغمبری مبعوث کیا۔ اور ان کو رسالت اختیار کیا۔ اور ان پر اپنی کتاب بھیجی کہ وہ لوگوں کو جانب خدا دعوت کریں پس سب سے پہلے جس نے دعوت اسلام خدا کے لئے قبول کی۔ وہ میرے پدر بزرگوار تھے۔ وہ سب سے پہلے خدا پر ایمان لائے اور پیغمبر خدا کی تصدیق کی۔ اور خدا قرآن میں فرماتا ہے افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاہد منہ پس مراد بینہ سے رسول خدا ہیں کہ از جانب پروردگار دلیل و رہنما تھے اور میرے پدر بزرگوار علیؑ بعد مرتبہ نبوت ان کی حقیقت پر گواہ تھے۔ اور ان سے تھے اس لئے کہ جب حضرت رسولؐ نے سورۂ برائت دے کر ابوبکر کو جانب مکہ بھیجا۔ میرے پدر بزرگوار کو اس کے عقب میں روانہ کیا کہ سورہ اس سے لیکر اہل مکہ پر پڑھیں۔ اور فرمایا۔ مجھے حکم ہوا ہے۔ اس سورہ کو یا تو میں لے جاؤں۔ یا وہ شخص جو مجھ سے ہو۔ وہ لے جائے اور یا علیؑ تم ہی وہ شخص ہو جو مجھ سے ہو۔ پس علی رسول خدا سے اور رسول خدا علیؑ سے تھے جس وقت رسول خدا نے درمیان جناب امیرؑ و جعفر و زید بن حارثہ در باب دختر حمزہ حکم کیا فرمایا لیکن یا علی پس تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ اور تم میرے بعد ولی اور مولا ہر مومن ہو۔ میرے پدر جناب امیرؑ نے سب سے پہلے رسول خداؐ کی تصدیق فرمائی اور مثل اپنی جان کے انکی حفاظت کی اور رسول خداؐ ہر جگہ ان کو پہلے بھیج دیتے تھے۔ اور بوجہ زیادتی وثوق و اعتماد ہر شدت میں ان کو آمادہ کرتے تھے اور سب سے زیادہ رسول خداؐ کے نزدیک جناب امیرؑ مقرب تھے۔ اور حق تعالیٰ فرماتا ہے والسابقون السابقون اولئک المقربون۔ پس میرے پدر امیرالمومنین جانب خدا و رسول سابق ترین سابقان اور مقرب ترین مقربان تھے اور پھر خدا فرماتا ہے۔ لا یستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد وقاتلوا یعنی برابری نہیں کر سکتے اس شخص کی جس نے قبل فتح مکہ راہ خدا میں انفاق کیا اور کفار سے جہاد کیا۔ ان کا مرتبہ عظیم ہے ان لوگوں سے جنہوں نے بعد فتح مکہ انفاق و مقاتلہ کیا۔ امام حسنؑ نے فرمایا پس میرے پدر سب سے پہلے اسلام اور ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے خدا اور رسول خداؐ کی طرف ہجرت فرمائی اور سب سے پہلے بقدر وسعت و اطاعت راہ خدا میں انفاق کیا اور حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ والذین جاؤا من بعدھم یقولون ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان پس سب امتوں کے لوگ تا روز قیامت میرے پدر امیرالمومنین کے لئے استغفار کرتے ہیں اس وجہ سے کہ سب سے پہلے خدا اور رسول خدا پر ایمان لائے۔ پھر خدا فرماتا ہے۔ اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن آمن باللہ والیوم الآخر وجاھد فی سبیل اللہ پس امیرالمومنین راہ خدا میں بحق و راستی جہاد کرنے والے تھے۔ اور یہ آیۃ

ان کی شان میں نازل ہوا ہے۔ اور ان سب میں سے جنہوں نے تصدیق رسول خداؐ کی۔ ان کے چچا حمزہؓ اور ابن عم جعفرؓ تھے پس وہ دونوں معہ اور شہداء کے شہید ہوئے۔ خدا نے ان دونوں کو اپنی کرامت سے مخصوص کیا۔ حمزہ کو سید الشہداء کیا۔ اور جعفر کو دو پر عنایت کئے کہ ہمراہ ملائکہ جہاں چاہیں پرواز کریں۔ اور یہ کرامتیں بخیال قرابت رسول خدا ان سے مخصوص کیں۔ اور حضرت رسولؐ نے درمیان سائر شہدائے احد حمزہ پر ستر نماز پڑھیں۔ اور اسی طرح زنان رسول خداؐ کے لئے بسبب نزدیکی آنحضرتؐ مقرر کیا۔ کہ ان کا حسنہ اوروں سے دو نا اور وبال ان کا اوروں سے دو برابر ہوا۔ اور مسجد رسولؐ میں نماز پڑھنا برابر ثواب ہزار نمازوں کے فرمایا۔ بغیر مسجد الحرام کے کہ وہ مسجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی بنے پڑھی ہوں اور یہ فضیلت اس وجہ سے تھی۔ کہ وہ مسجد مخصوص آنحضرتؐ سے تھی اور خدا نے اوپر جمیع مومنین کے درود بھیجنا حضرت رسولؐ پر واجب کیا۔ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ہم کس طرح آپ پر درود پڑھیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اس طرح بھیجو۔ اللھم صل علی محمد و آل محمد۔ پس ہر مسلمان پر واجب ہے۔ کہ رسول خداؐ کے ہمراہ ہمارے اوپر بھی درود بھیجے اور خدا نے اپنے رسول کے لئے خمس غنیمت حلال فرمایا۔ اور اپنی کتاب میں ان کے لئے مقرر کیا۔ اور ہمارے لئے بھی خمس میں حصہ مثل اپنے پیغمبر کے اسی قدر مقرر کیا۔ اور آنحضرت پر صدقہ حرام کیا اور ہم پر بھی تصدق حرام کیا۔ ہم کو اس میں داخل کیا ہے جس میں اپنے پیغمبر کو داخل کیا۔ اور ہم کو اس سے باہر کیا جس سے باہر اپنے رسول کو کیا اور یہ ایک ایسی کرامت ہے جو کہ خدا نے ہم کو اس سے گرامی کیا۔ اور ایک ایسی فضیلت ہے جس سے خدا نے سب بندوں پر ہم کو زیادتی دی ہے۔ جس وقت کافران اہل کتاب یعنی نصارٰی نے انکار نبوت کیا۔ اور ان سے حجت کی۔ خدا نے یہ آیت بھیجی۔ فقل تعالوا ندع ابناءنا و ابناءکم و نساءنا و نساءکم و انفسنا و انفسکم ثم نبتھل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین پس حضرت رسول اپنی جان کے عوض میرے پدر امیرالمومنین اور مجھے اور میرے برادر حسین کو اور عورتوں سے میری مادر فاطمہؑ کو بروز مباہلہ لے گئے۔ ہم اہل بیت رسولؐ اور گوشت و خون اور جان ان کی تھے۔ وہ ہم سے اور ہم ان سے ہیں۔ پھر خدا نے فرمایا۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیرا۔ جب یہ آیۂ تطہیر نازل ہوا۔ مجھے اور میرے پدر امیرالمومنین و برادرم حسین و مادرم فاطمہؑ کو ام سلمہ کے گھر میں ایک جگہ کیا۔ اور ہم چاروں کو اپنے ہمراہ عبا کے اندر داخل کیا۔ اور کہا۔ خداوندا یہ میرے اہل بیت اور اہل عترت میرے ہیں۔ ان سے رجس کو برطرف کر۔ اور ان کو پاک کر۔ جیسا کہ پاک کرنے کا حق ہے۔ پس ام سلمہ نے کہا یا رسول اللہ میں بھی ان کے ہمراہ داخل عبا ہوں۔ رسول خداؐ نے فرمایا۔ خدا تم پر رحمت نازل کرے۔ تم بخیر ہو اور تمہاری عاقبت بخیر ہے۔ اور میں تم سے بہت راضی ہوں لیکن یہ امر مجھ سے اور میرے اہل بیت سے مخصوص ہے۔ پس بعد نزول آیۂ تطہیر تا وقت وفات جناب رسول خداؐ

اور وقت طلوع صبح ہمارے دروازہ پر آتے اور کہتے تھے۔ الصلوٰۃ یرحمکم اللہ اور آیۂ تطہیر
کی تلاوت فرماتے تھے اور تشریف لے جاتے تھے ! اور جناب رسول خداؐ نے حکم دیا۔ کہ اور لوگوں نے جن کے
دروازے مسجد کی جانب کھولے ہیں۔ بغیر ہمارے دروازہ کے سب بند کر دیں۔ جب اس بارہ میں لوگوں نے
حضرت رسولؐ سے گفتگو کی حضرت رسولؐ نے فرمایا میں نے اپنی طرف سے تمہارے دروازے بند کرنے اور علیؑ
کا دروازہ بدستور کھلا رہنے کا حکم نہیں دیا۔ ولیکن میں حکم خدا کی متابعت کرتا ہوں۔ جو خدا نے مجھے وحی فرمائی ہے۔
خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تم سب کے دروازے بند کر دوں۔ اور دروازہ علیؑ کھلا رہنے دوں۔ لہٰذا اس کے
کوئی شخص بغیر رسول خداؐ و پدرم امیر المومنین داخل مسجد نہ ہوتا تھا۔ اور یہ ایسی فضیلت و کرامت تھی کہ خدا
نے ہمارے لئے مخصوص کی۔ اور اب دروازہ پدرم امیر المومنینؑ خانۂ حضرت رسولؐ کے پہلو میں ان کی مسجد میں ہے۔
اور ہمارے منازل ان کے منازل میں ہیں۔ اس لئے کہ جب خدا نے حضرت رسولؐ کو مسجد بنانے کا حکم دیا با مر
الٰہی دس گھر آنحضرتؐ نے اپنی مسجد کے پہلو میں۔ اپنے اور اپنے ازواج کے لئے تعمیر کئے اور دسواں
مکان سب کے بیچ میں ہمارے پدرم امیر المومنین کے لئے تعمیر کیا۔ اور مراد بیت سے مسجد آنحضرتؐ ہے۔
اور ہم اہل بیت اہل مسجد ہیں۔ اور ہم ہی وہ ہیں۔ جن کے لئے خدا نے پاک و پاکیزہ کیا ہے۔ ایھا الناس
اگر سالہا سال فضائل و مناقب جن سے خدا نے ہم کو مخصوص کیا ہے۔ ہم بیان کریں۔ بتحقیق جانو کہ تمام نہ ہونگے۔
اور میں ہی فرزند پیغمبر بشیر و سراج منیر ہوں کہ خدا نے ان کو رحمت عالمیان اور میرے پدر کو ولی مومنان کیا ہے۔
اور میرے پدر مثل و شبیہ ہارون ہیں اور معاویہ پسر صخر دعویٰ کرتا ہے کہ میں نے اسے مستحق خلافت اور اپنے کو اہل نہیں
جانا۔ وہ جھوٹ کہتا ہے قسم بخدا میں اور لوگوں سے بخلافت کتاب خدا و سنت رسول خداؐ میں اولیٰ و افضل ہوں۔
ولیکن ہم اہل بیت ۔ جس دن سے رسول خداؐ نے رحلت کی۔ اب تک ہمیشہ خائف و مظلوم رہے۔ خدا ہمارے اور
ان کے درمیان حکم کرے۔ جنہوں نے ہم پر ظلم کیا۔ اور ہمارا حق غصب کیا۔ اور ہمیں مجبور کیا۔ اور لوگوں کو ہم پر مسلط کیا۔
اور ہم کو ہمارے حصہ میں سے جو قرآن میں ہمارے لئے خمس و غنیمت سے مفروض کیا ہے۔ منع کیا۔ اور ہماری مادر فاطمہؑ
کو ان کے پدر رسول خداؐ کی میراث سے منع کیا۔ اور میں کسی کا خاص نام نہیں لیتا۔ ولیکن لوگ اگر سخن خدا اور رسول
خدا سنتے تحقیق آسمان اپنی برکت ان پر برساتا۔ اور نہ و شمشیر اس امت میں ایک دوسرے کے منہ میں نہ کھینچ سکتی۔
اور تحقیق نعمتہائے خدا کو تا روز قیامت بشادی و خوشحالی امت کو منزلول کیا ہے۔ قریش نے آپس میں دربارۂ خلافت
تنازعہ کیا۔ اور دست بدست لیا۔ جس طرح مثل گیند کے میدان سے اٹھالیں۔ یہاں تک کہ تجھ ایسے نے اے معاویہ
طمع خلافت کی۔ اور لعبد تیرے اصحاب تیرے طمع کریں گے۔ اور تحقیق کہ جناب رسول خداؐ نے فرمایا ہر امت جس کو اپنا
حاکم و ولی کریں۔ اور ان میں اس خلیفہ سے دانا تر موجود ہو ہمیشہ ان کا امر مائل بہ پستی ہے۔ یہاں تک کہ پھر اس کی

طرف متوجہ ہوں جس کو ترک کیا تھا۔ تحقیق کہ بنی اسرائیل نے ہارون برادر وصی موسیٰ کو ترک اور گوسالہ پرستی اطاعت سامری اختیار کی۔ باوجودیکہ جانتے تھے۔ ہارون خلیفہ موسیٰ ہیں۔ اور اس امت نے حضرت رسولؐ سے سُنا کہ میرے پدر سے کہتے تھے۔ اے علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون موسیٰ سے ہو۔ مگر یہ کہ میرے بعد پیغمبری نہیں ہے کہ تم پیغمبر ہو۔ اور غدیر خم میں دیکھا۔ کہ رسول خداؐ نے امیرالمومنینؑ کو اپنا وصی کیا۔ اور سب نے سُنا کہ بولایت امیرالمومنین کے لئے حکم کیا۔ کہ علیؑ ابن ابی طالب ولی اور مولائے ہر مومن و مومنہ ہے۔ اور بمبالغہ ارشاد کیا۔ کہ حاضرین غائبین کو یہ حکم پہونچادیں۔ اور حضرت رسولؐ خوف سے قوم کے غار میں گئے۔ جب جانب خدا قوم کو دعوت فرماتے تھے۔ اور امت نے ارادۂ قتل کیا۔ اور آنحضرت نے کوئی دوست و یاور نہ پایا۔ کہ جہاد کرتے اور اگر دوست و یاور پاتے بیشک جہاد کرتے۔ اسی طرح پدرم امیرالمومنین نے بعد وفات حضرت رسولؐ اپنے اصحاب سے استغاثہ اور طلب نصرت و یاری کی۔ اور جب کوئی ناصر و یاور نہ پایا۔ خلافت سے دست بردار ہوئے۔ اور اگر ناصر و یاور پاتے۔ بیشک جہاد کرتے اور خدا نے انہیں معذور رکھا۔ اسی طرح امت نے مجھے بھی چھوڑ دیا۔ اور میری نصرت و یاوری نہ کی۔ اور تجھ سے اے پسر حرب بیعت کی۔ اگر میں ناصران و یاوران مخلص پاتا۔ کہ وہ مجھ سے فریب نہ کر سکتے۔ میں تجھ سے صلح نہ کرتا۔ اور جس طرح خدا نے ہارون کو معذور رکھا جبکہ ان کی قوم نے ان کو ضعیف کیا اور ان سے دشمنی کی۔ اسی طرح میں اور میرے پدر بھی حق تعالےٰ کے نزدیک ہیں معذور۔ درحالیکہ امت ہم سے دست کش ہوئی۔ اور غیر شخص سے متابعت کی۔ اور ہم نے کوئی ناصر و یاور نہ پایا۔ اس امت کا حال مثل امتہائے گذشتہ ایک ہے۔ ایہا الناس۔ اگر درمیان مغرب و مشرق ڈھونڈھو گے۔ کوئی شخص جس کا نانا رسول خداؐ۔ اور پدر وصی رسول خداؐ ہو۔ بغیر میرے اور میرے بھائی حسینؑ کے نہ پاؤ گے۔ بس خدا سے ڈرو اور بعد اس کے گمراہ نہ ہو۔ اس حالت میں کیونکہ اطاعت حق کرو گے اور ہرگز نہ کرو گے۔ بتحقیق کہ میں نے اس سے صلح کی۔ اور اشارہ معاویہ کی طرف فرما کے کہا۔ یہ تمہارے واسطے فتنہ اور منفعت قلیل ہے۔ یہاں تک کہ مرجاؤ۔ اور اس وقت حق تم پر ظاہر ہو۔ ایہا الناس وہ شخص عجیب نہیں کیا جاتا۔ جو اپنا حق اور کو دیدے۔ بلکہ وہ شخص عیب کیا جاتا ہے۔ جو کسی اور کا حق غصب کرے۔ اور ہر امر حق نفع پہونچانے والا اور ہر امر باطل اپنے اہل کو ضرر پہنچانے والا ہے۔ بس جناب امام حسن علاوہ ان حجج بالغہ کے علاوہ اور دلائل بھی بیان فرما کر منبر سے اُتر آئے۔ معاویہ نے کہا۔ قسم بخدا حسنؑ منبر سے نیچے نہیں آئے مگر یہ کہ زمین مجھ پر تاریک ہو گئی! اور میں نے چاہا۔ کہ انہیں ضرر پہونچاؤں۔ مگر میں نے خیال کیا غصہ کھانا عاقبت سے نزدیک ہے۔ ابن بابویہؒ نے بسند معتبر روایت **مصالح صلح با معاویہ۔** کی ہے کہ سید حمیدی نے امام محمد باقرؑ سے کہا۔ کہ امام حسنؑ کیونکر امام میں

حالانکہ انہوں نے خلافت معاویہ کو دے دی۔ امام محمد باقرؑ نے فرمایا۔ چُپ رہ امام حسنؑ نے جو کیا اس سے خوب واقف تھے۔ اگر ایسا نہ کرتے تو سب شیعہ لپسپا اور مستاصل ہو جاتے۔ اور امر عظیم حادث ہوتا۔ ایضاً۔ روایت ہے۔ ایک شخص جسے ابوسعید کہتے تھے امام حسنؑ کی خدمت میں آیا اور کہا۔ آپ نے کیوں سستی کر کے معاویہ سے صلح کی حالانکہ معلوم تھا کہ حق آپ کا ہے اور وہ ظالم و باغی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ آیا میں خلق خدا پر حجت اور امام و پیشوا بعد اپنے پدر کے نہیں ہوں۔ اُس نے کہا۔ ہاں آپ نے سچ کہا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ آیا میں وہ نہیں ہوں۔ کہ جناب رسول خداؐ نے میرے اور برادرم حسینؑ کے حق میں فرمایا۔ دونوں امام ہیں۔ خواہ بامر امامت قیام کریں۔ اور خواہ بیٹھے رہیں۔ اس نے کہا۔ ہاں حضرت نے فرمایا۔ پس بقول رسول خداؐ میں امام ہوں۔ خواہ بامر امامت قیام کروں۔ خواہ بیٹھ رہوں خواہ صلح کروں۔ خواہ جنگ کروں۔ بعد اس کے فرمایا۔ علت صلح معاویہ مثل علت صلح جناب رسول خداؐ بنی ضمرہ اور بنی اشجع سے ہے۔ اور علت صلح جو اہل مکہ سے کی جس وقت مدینہ سے بازگشت کی۔ وہ لوگ بتنزیل قرآن کافر تھے۔ معاویہ اور اس کے اصحاب بتاویل قرآن کافر ہیں۔ اے ابوسعید جبکہ میں خدا کی طرف سے امام ہوں۔ کسی کو جائز نہیں کہ میری رائے کو جو میں کام کروں بسفاہت و نادانی نسبت دے۔ خواہ مصالحہ کروں خواہ محاربہ کروں۔ ہر چند وجہ حکمت جو میں نے کہا ہے۔ اس میں مخفی ہو آیا تجھے نہیں معلوم جب خضرؑ نے کشتی کو توڑا اور اس لڑکے کو مار ڈالا۔ اور دیوار کھڑی رہنے دی۔ موسیٰؑ نے ان افعال خضرؑ پر اعتراض کیا۔ اس لئے کہ وجہ حکمت ان افعال میں مشتبہ تھی۔ اور جب ان امور کی حکمت موسیٰؑ پر ظاہر ہوئی۔ راضی ہو گئے۔ اسی طرح میرے کام بھی ویسے ہی ہیں۔ تو میرے فعل کی عدم واقفیت سے میرے پاس جیں بجبیں خشمگین آیا ہے اگر میں معاویہ سے صلح نہ کرتا۔ ایک میرا شیعہ زمین پر باقی نہ رہتا مگر یہ کہ مارا جاتا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی۔ لوگ حضرت کی خدمت میں آئے۔ اور بعضوں نے معاویہ کے ساتھ صلح کرنے کی وجہ سے طعن و تشنیع کی۔ حضرتؑ نے فرمایا۔ تم پر وائے ہو۔ تم نہیں جانتے ہو نہ تمہارے لئے کیا کام کیا ہے۔ قسم بخدا جو کچھ میں نے کیا ہے۔ میرے شیعوں کے لئے اس سے بہتر ہے کہ آفتاب جس پر طالع ہوتا ہے آیا تم نہیں جانتے کہ میں تمہارا امام واجب الاطاعۃ ہوں۔ اور بارشاد حضرت رسولؐ ایک بہترین جوانان بہشت سے ہوں۔ سب نے کہا ہیں۔ پس کہا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ خضرؑ نے کیا۔ وہ موجب غضب موسیٰ ہوا۔ اس لئے کہ وجہ حکمت ان پر مخفی تھی۔ اور جو کچھ خضرؑ نے کیا۔ خدا کے نزدیک عین حکمت و صواب تھا۔ آیا تم نہیں جانتے کہ ہم سے کوئی نہیں۔ مگر یہ کہ اس کی گردن میں بیعت خلیفہ جو ہر زمان سے واقع ہوئی ہے مگر ہمارے قائم آل محمدؐ مہدی کہ عیسیٰ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ اس لئے کہ خدا نے ولادت ان کی مخفی کی اور ہر ایک شخص ان لوگوں سے پنہاں کرے گا۔ اس لئے کہ کسی کو ان کی گردن میں بیعت نہ ہو۔ اور وہ نواں فرزند حسین سے

ہے۔ خدا ان کی غیبت کو طولانی کرے گا بعد اس کے ان کو اپنی قدرت سے بصورت ایک جوان کے کہ چالیس سے عمر اس کی کم ہو عیاں و ظاہر کرے گا تاکہ لوگ جانیں کہ خدا سب چیز پر قادر ہے۔ ایضاً روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ پر مدائن میں خنجر مارا۔ زید بن وہب جہنی امام حسنؑ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت حضرت کو درد والم تھا۔ زید نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ کیا مصلحت ہے تحقیق کہ لوگ اس کام میں متحیر ہیں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا اس جماعت سے میرے لئے معاویہ بہتر ہے۔ یہ لوگ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم شیعہ[لہ] ہیں اور میرا ارادہ قتل کیا میرا مال لوٹ لیا قسم بخدا اگر معاویہ سے میں عہد لوں اور اپنا خون حفظ کروں اور اپنے اہل و عیال میں سے بے خوف ہو جاؤں۔ اس سے بہتر ہے کہ یہ لوگ مجھے قتل کریں۔ اور میرے اہل و عیال و عزیز و قریب ضائع ہو جائیں۔ قسم بخدا اگر میں معاویہ سے جنگ کروں یہی لوگ مجھے اپنے ہاتھ سے پکڑ کے معاویہ کو دے دیں۔ قسم بخدا اگر معاویہ سے صلح کروں اور عزیز رہوں اس سے بہتر ہے کہ اس کے ہاتھ میں آجاؤں اور وہ مجھے بذلت و خواری قتل کرے یا مجھ پر احسان کر کے مجھے چھوڑ دے اور تا روز قیامت بنی ہاشم میں یہ عار باقی رہے اور ہمیشہ فرزندان معاویہ ہمارے فرزندوں اور ہمارے مردوں زندوں پر احسان کریں۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ اپنے شیعوں کو مثل ان گوسفندوں کے آپ چھوڑ دیتے ہیں جن کا کوئی محافظ نہ ہو۔ حضرت نے فرمایا کیا کروں۔ میں اس سے بہتر جانتا ہوں جو ثقات اور سچوں سے مجھے پہنچا ہے۔ تحقیق کہ ایک روز مجھے امیر المومنینؑ نے شاد و خرم دیکھ کر فرمایا۔ اے حسنؑ تم خوشی کرتے ہو۔ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جب اپنے باپ کو زخمی دیکھو گے۔ بلکہ اس وقت تمہارا حال کیا ہوگا جس وقت خلافت بنی امیہ پر پہنچے گی۔ اور ان کا امیر ایک شخص فراخ گلو اور کشادہ شکم ہوگا۔ کہ جس قدر کھانا کھائے سیر نہ ہو۔ اور جب مر جائے زمین و آسمان میں عذر کسی کہنے والے کا نہ ہوگا۔ پس مشرق و مغرب پر حاکم ہو۔ بندگان خدا اس کی اطاعت کریں۔ یہ بادشاہی اس کی طولانی ہو۔ بہ سنتہائے بدعت وضلالت عمل کرے۔ دین حق کو باطل اور سنتہائے رسول خداؐ کو ضائع کرے۔ مال خدا اپنے عزیزوں اور دوستوں

لہ یہاں پر وہی لوگ مراد ہیں جو محبان اہل بیت اور شیعیت کی ردا میں ملبوس جماعت معاویہ اور قتل حسن کی سازش کو تیز کر رہے تھے۔ امام ان لوگوں کو بعلم امامت جانتے تھے۔ لیکن ان کو اپنے لشکر سے اس لئے علیحدہ نہ کرتے تھے۔ اور نہ قتل کرواتے تھے کہ خود ان کے نانا نے یہ کام نہ کیا تھا۔ بلکہ جب حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن ابی سلول کے قتل کے لئے کہا تو رسولؐ نے فرمایا۔ عمر ٹھیک ہے ان منافقوں کو لوگ میرے صحابی جانتے ہیں لہٰذا اس کے قتل سے کہیں گے اپنے کلمہ پڑھنے والوں کو بھی قتل کروا دیتا ہے۔ بخاری جلد دوم۔ امام حسنؑ خلیفہ رسول تھے۔ نانا کے نقش قدم پر چل کر صحیح معنوں میں حق خلافت ادا کر رہے تھے آپ نے اسی لئے نہ سزا دی کہ لوگ کہیں گے حسنؑ نانا کی امت کو قتل کرواتے ہیں۔ (کوثر بھرلوی)

کو دے۔ اور بحق لوگوں کو نہ دے۔ اپنی بادشاہی میں مومنوں کو ذلیل اور فاسقوں کو قوی کرے۔ بندگان خدا کو اپنا خدمتگار و غلام کرے۔ اس کی سلطنت میں حق کہنہ اور باطل غالب ہو جائے۔ صالحین پر لعنت کریں۔ جو امر حق میں اس سے دشمنی کرے اسے وہ قتل کرے۔ جو امر باطل میں اس سے دوستی کرے اسے وہ گرامی و عزیز رکھے۔ روزگار اسی طرح فاسد رہے گا۔ یہاں تک کہ زمانہ آخر میں خدا ایک مرد کو جب روزگار مردم پر بہت شدید ہوا ہوگا۔ اور نادانی لوگوں پر غالب ہوگی۔ ظاہر کرے گا۔ پس خدا اس شخص کی اپنے ملائکہ سے نصرت و مددگاری کرے گا۔ اور اس کے یاروں کو نگاہ رکھے گا اور اس کو اپنی آیات سے نصرت دیگا۔ اور اس کو تمام روئے زمین اور اہل زمین پر غالب کرے گا۔ اگر وہ چاہیں اطاعت کریں۔ اور اگر نہ کریں۔ زمین کو عدالت اور نور برہان سے بھر دے۔ اور اہل جمیع بلاد اس کے فرمانبردار ہوں۔ اس کے زمانہ میں کوئی کافر باقی نہ رہے مگر یہ کہ ایمان لائے۔ اور کوئی فاسق نہ رہے مگر یہ کہ صالح ہو جائے۔ اس کے زمانہ میں درندے آپس میں صلح کریں۔ زمین اپنی گھاس اگائے۔ آسمان اپنی برکتیں نازل کرے۔ اور خزانہ ہائے زمین اس پر ظاہر ہوں۔ اور چالیس سال تک زمین کا مالک رہے۔ پس خوشا حال اس کا جسے اس کا زمانہ نصیب ہو۔ اور اس کی اطاعت کرے۔ شیخ کشی نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی۔ ایک روز امام حسنؑ اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھے تھے۔ ناگاہ ایک سوار آیا کہ اسے ابوسفیان بن لیلے کہتے تھے۔ اس نے کہا۔ اے ذلیل کنندہ مومنان السلام علیکم۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اونٹ سے نیچے آ جلدی کر۔ پس وہ نیچے اترا۔ اور اونٹ کا پاؤں باندھ کر حضرت کی خدمت میں بیٹھا۔ حضرت نے فرمایا۔ تو نے کیونکر جانا کہ میں ذلیل کنندہ مومنان ہوں۔ اس نے کہا۔ اس وجہ سے کہ امر امامت آپ نے اپنی گردن سے گرا دیا۔ اور خلافت معاویہ طاغی کو دے دی۔ کہ وہ خلاف خدا حکم کرے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں تجھے خبر دوں کہ میں نے کس لئے ایسا کیا۔ اپنے پدر بزرگوار سے میں نے سنا کہ کہتے تھے۔ کہ حضرت رسول خداؐ نے فرمایا۔ شب و روز نہ گذریگا۔ تا آنکہ اس امت پر ایک مرد فراخ گلو سینہ کشادہ حاکم ہو۔ اور کھانے سے سیر نہ ہو۔ پس وہ معاویہ ہے۔ میں نے اس وجہ سے ایسا کیا کہ جانتا تھا وہ حاکم ہوگا۔ اور میری سعی و کوشش مفید نہ ہوگی۔ پھر فرمایا۔ تو میرے پاس کس لئے آیا۔ اس نے کہا۔ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ حضرت نے کہا قسم بخدا اس لئے تو نہیں آیا۔ اس نے کہا قسم بخدا اسی لئے آیا ہوں۔ حضرت نے فرمایا قسم بخدا مجھے کوئی شخص دوست نہیں رکھتا کیونکہ اگر کوئی شخص درمیان دیلم اسیر ہو۔ مگر یہ کہ ہماری محبت اسے نفع بخشتی ہے۔ بتحقیق کہ ہماری محبت بنی آدم سے گناہوں کو اس طرح گراتی ہے جس طرح ہوا درخت سے پتوں کو گراتی ہے۔ کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ کا معاویہ سے صلح کرنا اس امت کے لئے دنیا و ما فیہا سے بہتر تھا۔ قسم بخدا یہ آیۃ درباب صلح آنحضرت نازل ہوا ہے۔ الم تر الی الذین قیل لھم

کفوا ایدیکم واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ فلما کتب علیھم القتال قالوا لولا
اخرتنا الی اجل قریب۔ پس حضرت نے یہ آیۃ کی تفسیر فرمائی۔ زمانۂ امام حسنؑ میں کہا۔ اطاعت
اپنے امام کی کرو اور لڑائی سے دستبردار ہو۔ نماز کو برپا رکھو اور زکوٰۃ دو۔ مگر وہ راضی نہ ہوئے۔ پس جب زمانۂ امام
حسینؑ میں جہاد واجب ہوا۔ کہا۔ کس لئے جہاد میں تا زمانہ حضرت قائمؑ تاخیر نہیں فرماتے۔ بسید مرتضیٰؒ نے
روایت کی ہے۔ جب امام حسنؑ نے معاویہ سے صلح کی بشیعہ آپس میں اظہار تاسف و حسرت کرتے اور ارادہ
قتال رکھتے تھے جب صلح کے بعد دو سال گذر گئے حضرت کی خدمت میں آئے اور سلیمان بن صرد خزاعی
نے حضرت کی خدمت میں عرض کی۔ کہ ہمارا تعجب معاویہ سے صلح کرنے میں ہر طرف نہیں ہوتا۔ حالانکہ
چالیس ہزار مردان کوفہ جو کہ اہل کارزار آپ کے ہمراہ تھے۔ کہ وہ آپ سے تنخواہ لیتے تھے۔ اور اپنے گھروں
میں تھے۔ اور اسی قدر ان کے فرزندان و برادران آپ کے ہمراہ تھے بغیر ان لشکروں کے جو بصرہ اور حجاز میں
تھے۔ باوجودیکہ اس کے آپ نے معاویہ سے پیمان محکم صلح نامہ میں نہ لیا۔ اور بہرہ کامل عطا میں نہ لکھوا لیا۔
اگر یہ وقت مصالحہ اہل مشرق و مغرب کو آپ گواہ کرتے اور نوشتہ اس سے لیتے کہ بعد اس کے خلافت
آپ میں ہوتی۔ ہمارا کام بہت آسان تھا۔ دلیکن اس کے اور آپ کے درمیان ایسے چند عہد ہوئے۔
کہ لوگ اس پر مطلع نہ ہوئے۔ اس نے اپنے ایک عہد پر بھی وفا نہ کی۔ اور علانیہ اس نے کہا میں نے چند
شرط اور وعدہ اس لئے کئے کہ آتش فتنہ دھیمی ہو۔ اور اب جبکہ بادشاہی مجھ پر قائم ہوئی وہ شرائط اور
وعدے میرے پاؤں کے نیچے ہیں۔ اگر چاہوں وفا کروں اگر چاہوں وفا نہ کروں۔ اور غرض اس کی اس
سے وہ وعدے تھے۔ جو آپ سے کئے جب اس نے عہد شکنی کی۔ اگر آپ چاہیں اپنے وعدوں سے
درگذر کریں۔ کہ مدار جنگ مکر و حیلہ پر ہے۔ اور مجھے حکم دیجئے کہ کوفہ میں جاؤں اور عامل و حاکم معاویہ کو
خارج کروں۔ اور اظہار کردوں ہم نے معاویہ کو خلافت سے خارج کیا اور اس سے مقاتلہ کیجئے تحقیق کہ خدا خیانت
کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ اور معاویہ نے آپ سے خیانت کی۔ پس سب شیعوں نے بھی امام حسنؑ
سے اسی طرح خیانت کی حضرت نے فرمایا تم میرے دوست اور شیعہ ہو اگر میں بعقل و اندیشہ امر دنیا میں عمل
کرتا۔ اور بادشاہی دنیا کے لئے فکر و تدبیر کرتا۔ معاویہ کی عظمت و شوکت مجھ سے زیادہ اور عقل و تدبیر اس کی
مجھ سے زیادہ تر اور قصد و عزیمت اس کی مجھ سے محکم زیادہ نہ تھی۔ دلیکن میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔
اور میری غرض اطاعت حکم خداوند رحمان و حفیظ خونہائے مسلمانان ہے پس بقضائے خدا راضی رہو اور اس
کے امر کو قبول کرو۔ اپنے گھروں میں رہو۔ اور جنگ منازعہ و فتنہ سے دست بردار ہو۔ یہاں تک کہ ایک
نیکوکار اپنی مرگ سے استراحت پائے یا لوگ ایک بدکار کے مرنے سے راحت پائیں۔ ابن ابی الحدید نے

روایت کی ہے۔ ایک روز امام محمد باقرؑ نے اپنے بعض اصحاب سے کہا کہ ستم قریش اور ان کا اتفاق ہم پر کس قدر ہؤا۔ اور ہمارے شیعوں اور محبوں نے کس قدر ایذائیں اٹھائیں۔ جب جناب رسول خداؐ نے انتقال کیا۔ اس وقت لوگوں کو خبر دی تھی۔ کہ ہم تمام خلائق سے بامامت و خلافت سزاوار و زیادہ ہیں۔ پس قریش نے ہمارے حق غصب کرنے اور خلافت ناحق سے چھین لینے پر اتفاق کیا۔ اور قریش دست بدست دیتے رہے۔ کہ یہاں تک کہ پھر ہم تک پہونچی۔ جب امیرالمومنین سے بیعت کی۔ پھر ان سے بیعت شکستہ کی۔ اور شمشیر ان پر کھینچی اور امیرالمومنین ہمیشہ ان سے بمقام محاربہ و مجادلہ تھے۔ اور ان سے آزار و مشقت پاتے تھے۔ یہاں تک کہ ان کو شہید کیا۔ اور ان کے فرزند امام حسنؑ سے بیعت کی۔ اور بعد بیعت کرنے کے ان سے مکر و عذر کیا اور چاہا۔ ان کو دشمن کو دیں۔ اہل عراق سامنے آئے اور خنجر ان کے پہلو پر لگایا۔ اور خیمہ ان کا لوٹ لیا یہاں تک کہ ان کی کنیز کے پاؤں سے خلخال تک اتار لی۔ اور ان کو مضطر و پریشان کیا۔ تاآنکہ انہوں نے معاویہ سے صلح کر لی۔ اپنے اور اہل بیت کے خون کی حفاظت کی۔ اور ان کے اہل بیت بہت کم تھے۔ پس بیس ہزار مردم عراقی نے امام حسینؑ سے بیعت کی۔ اور جنہوں نے بیعت کی تھی۔ خود انہوں نے تلوار امام حسین پر کھینچی۔ اور ہنوز بیعت ہائے امام حسینؑ ان کی گردنوں میں تھی۔ کہ امام حسینؑ کو شہید کیا۔ اور بعد ان کے ہمیشہ ہم اہل بیت پر ستم کئے ہم کو ذلیل کیا۔ اور ہمارے حق سے ہم کو دور اور اموال سے محروم کیا ہمارے مارنے میں کوشش کی۔ اور خائف و ترساں رکھا ہم اپنے خون اور اپنے دوستوں کے خون پر امین نہ تھے۔ جھوٹوں اور منکروں نے ہم کو محل دروغ و انکار قرار دیا۔ ہم پر دروغ و افترا باندھنے میں اپنے قاضیوں اور والیوں اور حاکموں اور ہر شہر و دیار والوں سے تقرب حاصل کیا۔ اور ہماری ضرر رسانی کے لئے حدیثیں وضع کیں۔ اور جھوٹی باتیں ہم پر باندھیں کہ ہم نے نہ کہی تھیں اور چند کام ہم سے ایسے منسوب کئے۔ جو ہم نے نہ کئے تھے۔ یہاں تک کہ لوگوں کو ہمارا دشمن کر دیا۔ اور ان افعال شنیعہ میں سے بہت بڑا فعل شنیع زمانہ معاویہ میں بعد وفات امام حسنؑ واقع ہؤا۔ کہ ان کے شیعوں کو جہاں جس شہر میں تھے۔ تہمت لگائی۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے اور جس نے ہماری محبت کا اظہار کیا۔ یا میل خواہش ہماری طرف دیکھی اسے قید کر دیا۔ اور مال اس کا لوٹ لیا گھر اس کا چھین لیا۔ اور ہمیشہ ہم پر ہمارے شیعوں پر مصیبت و بلا شدید اور عظیم رہی۔ یہاں تک کہ عبیداللہ بن زیاد اور یزید بن معاویہ نے امام حسینؑ کو شہید کیا۔ بعد اس کے حجاج ان پر مسلط ہؤا۔ اور ان کو بانواع سیاست قتل کیا۔ ہر حیلہ و بہانہ سے ان کو اذیتیں پہنچائیں۔ یہاں تک جس کسی کو کہتے تھے یہ ملحد یا زندیق یا کافر ہے وہ بہت خوش ہوتا تھا بخلاف اس کے کہ شیعہ علی کہیں اور احادیث دروغ درمیان مردم اس درجہ شائع ہو گئیں۔ کہ جس کسی کو لوگ بہ نیکی یاد کرتے تھے۔ اور شاید فی الواقع وہ راستگو اور پرہیزگار بھی ہو۔ اس کے عوض میں والیان جور اور غاصبان خلافت کے

فضائل باحادیث عجیبہ ادن ظالمان گذشتہ کے حق میں روایت کرتے تھے۔ اور فی الواقع ان احادیث وضعی میں کوئی صحیح نہ تھی۔ اور ان احادیث موضوعہ کو حضرت رسولؐ پر افترا کرتے تھے۔ اور جس سے بیان کرتے تھے۔ وہ بسبب اس کے بہت سے لوگوں سے سنتا تھا۔ سچ جانتا تھا اور گمان راستی لوگوں سے بیان کرتا تھا۔

مکالمہ عبداللہ بن عباس با معاویہ ۔ کتاب احتجاج طبرسی و کتاب سلیم بن قیس میں روایت ہے کہ جب معاویہ بایام حکومت میں حج کو گیا۔ اور مدینہ میں آیا لوگ استقبال کو آئے۔ اس نے دیکھا۔ کوئی قریش نہیں آیا۔ اس وجہ سے ناخوش ہوا۔ کہ لوگ کم اس کے استقبال کو آئے۔ اور کہا انصار کیا ہو گئے۔ اور کیوں میرے استقبال کو نہ آئے۔ لوگوں نے کہا۔ وہ پریشان و محتاج ہیں۔ سواری ان کے پاس نہیں۔ معاویہ نے کہا۔ ان کے شتر ہائے آب کش کیا ہو گئے قیس بن سعد نے جو کہ اس وقت بزرگ انصار تھا کہا۔ انہوں نے روز جنگ احد و بدر اپنے اونٹوں کو ضائع کر دیا حضرت رسولؐ کی

خدمت میں تجھ سے اور تیرے باپ سے جنگ کرتے تھے یہاں تک کہ خدا نے ان کی شمشیر سے اسلام کو غالب کیا۔ ہر چند تم نہ چاہتے تھے۔ یہ سن کر معاویہ چپ ہو گیا۔ قیس نے کہا۔ ہم کو رسول خدا نے خبر دی ہے کہ بعد ان کے ستمگار ہم پر غالب ہونگے۔ معاویہ نے کہا۔ پھر تم کو کیا حکم دیا ہے۔ قیس نے کہا۔ ہم کو حکم صبر دیا ہے۔ یہاں تک کہ ان سے ملاقات کریں۔ معاویہ نے کہا پس ان کی ملاقات تک صبر کرو۔ یہ کہہ کر معاویہ ایک حلقہ میں پہونچا۔ جہاں قریش جمع تھے۔ سب بغیر عبداللہ بن عباس معاویہ کو دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ معاویہ نے عبداللہ بن عباس سے کہا۔ تم کو تعظیماً اٹھنے سے کوئی چیز سوائے کینہ جنگ حنین جو تمہارے دل میں ہے۔ مانع نہ ہوئی تم آزردہ نہ ہو سکہ میں نے طلب خون عثمان کیا ہے اس لئے کہ عثمان بستم مارا گیا ہے۔ ابن عباس نے کہا۔ عمر بھی مارا گیا۔ اس کا خون کیوں نہ طلب کیا۔ معاویہ نے کہا۔ عمر کو کافر نے مارا تھا۔ ابن عباس نے کہا۔ عثمان کو کس نے مارا۔ معاویہ نے کہا۔ مسلمانوں نے اسے مارا! ابن عباس نے کہا۔ یہی حجت تیرے سکوت کو کافی ہے۔ معاویہ نے کہا۔ میں نے اطراف و جوانب میں حکمنامے بھیجے ہیں کہ تمام لوگ فضائل و مناقب علی ترک کر دیں۔ اور تم بھی ترک کرو۔ ابن عباس نے کہا۔ تو مجھے قرآن کی تلاوت سے منع کرتا ہے اس نے کہا۔ نہیں۔ ابن عباس نے کہا۔ تو مجھے قرآن کے معنی کہنے سے منع کرے گا۔ معاویہ نے کہا۔ ہاں۔ ابن عباس نے کہا۔ قرآن کا پڑھنا۔ یا اس پر عمل کرنا دونوں میں سے کون سا واجب ہے۔ معاویہ نے کہا۔ زیادہ تر عمل کرنا واجب تر ہے۔ ابن عباس نے کہا۔ جب تک ہم اس کے معنی نہ جانیں۔ کیونکر اس پر عمل کر سکتے ہیں معاویہ نے کہا۔ قرآن کے معنی اس شخص سے پوچھو جو اس کی تاویل کرے بغیر اس تاویل کے جو تم اور تمہارے اہل بیت کرتے ہو۔ ابن عباس نے کہا۔ قرآن ہمارے اہل بیت پر نازل ہوا ہے۔ اور ہم اس کے معنی آل ابوسفیان سے پوچھیں۔ اے معاویہ آیا تو مجھے حلال و حرام قرآن پر عمل کرنے سے منع کرتا ہے۔ اگر امت کے لوگ معنی قرآن نہ دریافت کریں۔ ان میں اختلاف ہوگا۔ اور ہلاک ہو جائیں گے۔ معاویہ نے کہا۔ قرآن پڑھو اور تاویل بھی کرو۔ مگر ان آیات کی لوگوں سے روایت نہ کرو۔ جو تمہاری شان میں نازل ہوئیں۔ اور علاوہ ان کے جو کچھ ہے اس کی روایت کرو۔ ابن عباس نے کہا۔ خدا قرآن میں فرماتا ہے۔ چاہتے ہیں نور خدا کو اپنے دہنوں سے بجھائیں۔ اور خدا حفظ کرتا ہے۔ مگر یہ کہ اپنے نور کو تمام کرے۔ ہر چند کافر نہ چاہیں معاویہ نے کہا۔ اے پسر عباس ہوش میں آؤ۔ اپنی زبان سنبھالو۔ اور اگر کہو مخفی کہو۔ آشکارہ نہ کہو۔ اس کے بعد معاویہ گھر میں گیا۔ اور سو ہزار درہم بطور خوشامد ابن عباس کے پاس بھیجے اور منادیوں کو حکم دیا۔ ندا کریں۔ امان اس شخص سے برطرف ہوگی۔ جو کسی سے کوئی حدیث مناقب علی اور ان کے اہل بیت کے حق میں روایت کریگا۔ اس وقت بلا اور رنج اہل کوفہ زیادہ ہوئے اس لئے کہ وہاں شیعہ اور جگہ سے زیادہ تھے پس معاویہ نے

زیاد کو بصرہ اور کوفہ کا والی کیا۔ چونکہ زیاد پلید شیعوں کو پہچانتا تھا۔ اور جہاں پاتا تھا ان کو قتل کرتا تھا شیعوں کو ڈرا تا تھا۔ اور ہاتھ پاؤں ان کے کاٹتا تھا۔ اور درختان خرما میں لٹکا کر پھانسی دیتا تھا۔ اور شہر سے نکال دیتا۔ اور آوارہ وطن کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سب شیعوں کو عراق سے نکال دیا۔ اور عراق میں کوئی شیعہ نہ رہا۔ مگر یہ کہ مارا گیا۔ یا سولی دیا گیا۔ یا قید کیا گیا۔ یا آوارہ وطن کیا گیا۔ معاویہ نے اپنے

بیان بدعتہائے معاویہ ۔ عمال اور امراء کو شہروں میں حکمنامے بھیجے کہ گواہی کسی شیعۂ علیؑ اور ان کے اہل بیت کی قبول نہ کریں۔ اور شیعان عثمان و محبان عثمان کو اور ان کو جو لوگ مناقب و فضائل عثمان بیان کرتے ہیں جہاں پاؤ ان کو اپنا مقرب کرو اور اپنے قریب بٹھاؤ۔ اور ان کی عزت و توقیر کرو۔ اگر مناقب عثمان میں کوئی شخص کوئی حدیث وضع کرے یا روایت کرے۔ اس شخص کا اور اس کے پدر و قبیلہ کا نام مجھے لکھو۔ تاکہ میں اسے خلعت دوں اور نوازش کروں۔ پس منافقان عرب نے ایسا ہی کیا۔ اور بکثرت احادیث فضائل عثمان میں وضع کیں اور معاویہ نے خلعتہائے گراں و جائزہ و بخششہائے عظیم ان راویان کذاب کے لئے بھیجے۔ پس یہ حدیثیں ہر شہر میں بکثرت مشتہر ہوئیں۔ اور مردمان دین فروش مال و اعتبار دنیا کے لئے احادیث وضع کرتے اور لوگ رغبت کرتے تھے۔ اور کوئی کسی شہر سے آتا۔ اور حق عثمان میں کوئی منقبت و فضیلت بیان کرتا تھا۔ اس کا نام لکھ لیتے تھے اور اس کو مقرب بارگاہ کرتے تھے۔ اور اس کو املاک و انعام و جاگیر و زمین دیتے تھے۔ جب ایک مدت تک یہی کیفیت رہی۔ تب اس نے اپنے اعمال و حکام کو لکھا۔ کہ احادیث در بارۂ عثمان بکثرت ہوئیں اور سب شہروں میں منتشر ہو گئیں۔ اب لازم ہے کہ لوگوں کو اس پر ترغیب دو۔ کہ احادیث معاویہ کی فضیلت میں وضع کرو۔ کہ مجھے یہ بات بہت مرغوب و پسند ہے۔ اور میں اس امر سے بہت خوش ہوں گا۔ اور اہل بیت رسولؐ پر بہت شاق گذرے گا۔ اور ان کی حجتوں کو یہ احادیث وضعی برہم کر دیں گی۔ پس عمال و امرائے ہر شہر میں وہ حکم پڑھ کر سنایا۔ اور اشقیاء نے وضع احادیث در فضائل معاویہ شروع کیں۔ ہر قصبہ و شہر میں احادیث موضوعہ لکھ کر بھیجتے تھے اور کتب خانوں میں دیتے تھے۔ کہ معلم یہ احادیث اطفال کو تعلیم کریں۔ جس طرح قرآن تعلیم کرتے ہیں۔ اور لوگ اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو سکھائیں۔ کہ محبت اس کی سب کے دل میں راسخ و مستحکم ہو جائے۔ جب اس حالت کو مدت گذری۔ زیاد ثقفی نے معاویہ کو نامہ لکھا۔ کہ قبیلۂ حضرمیین دین و حکم علی پر ہیں۔ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ جو شخص علیؑ اور ان کے حکم پر ہو۔ اسے قتل کرو۔ پس زیاد ظالم نے شیعیان علیؑ کو قتل کیا۔ اور ان پر ظلم و ستم کئے اور معاویہ نے سب شہروں میں لکھا کہ تلاش کرو۔ اور

جب بدلیل و برہان جانو کہ یہ علیؑ اور ان کے اہل بیت کو دوست رکھتا ہے اس کا نام دیوان سے محو کر دو۔ بعد اس کے دوسرا نامہ لکھا کہ جسے علیؑ کی محبت پر متہم کریں ہر چند ثابت نہ ہو قتل کر ڈالو۔ اور جس پر شک و شبہ اور گمان دوستی علی ہو جہاں اسے پاؤ مار ڈالو۔ پس یہی طریقہ جاری ہوا۔ کہ ہر شخص کو تہمت لگا کر مار ڈالتے تھے۔ اور لوگ جسے نسبت کفر و زندقہ سے دیتے تھے اسے گرامی و بزرگ رکھتے تھے اور اس کے معترض نہ ہوتے تھے۔ اور جس کسی کو نسبت بہ تشیع دیتے تھے۔ وہ شخص کسی شہر میں اپنی جان سے بےخوف نہ تھا خصوصاً کوفہ و بصرہ میں یہاں تک کہ کوئی شیعہ کوئی بھید کسی دوسرے شیعہ سے کہنا چاہتا تھا۔ وہ ہوتا تھا۔ اس کے گھر میں جا کر اس کے کان میں کہتا تھا۔ مگر بعد اس کے کہ قسم ہائے مغلظ اسے دیتا تھا اور عہد و پیمان ہائے وفا اس سے لیتا تھا۔ کہ پوشیدہ رکھے اور ظاہر نہ کرے پس روز بروز یہی حالت ترقی پر تھی۔ یہاں تک کہ معاونان جور و ظلم بکثرت ہوئے۔ اور احادیث موضوعہ لوگوں میں بکثرت منتشر ہوئیں۔ اور اطفال کا اس حال پر نشو و نما ہوا۔ اور ان اشقیا میں بدترین مردم قاریان قرآن تھے۔ کہ از راہ مکر و ریا و حیلہ اظہار خشوع و ورع کرتے اور لوگوں کو بصورت پرہیزگاران دکھاتے تھے طمع دنیا اور خوشامد والیان جور کی وجہ سے احادیث دروغ وضع کرتے تھے اور اسے اپنا سبب تقرب قاضیان و والیان شہر جانتے تھے اور اس وسیلے سے مقرب ہوتے تھے۔ اور اموال و منازل و دیہات ان احادیث کے صلہ میں لیتے تھے۔ اور لوگ بسبب حسن ظن جو ان سے رکھتا تھا۔ یہ احادیث ان سے سن کر روایت کرتے تھے۔ اور حق سمجھتے تھے۔ اور اگر کوئی ان احادیث موضوعہ کی تردید کرتا یا اظہار شک کرتا تھا۔ اس سے یہ اشقیا دشمنی کرتے تھے۔ اور یہ احادیث جب کسی جماعت دیندار کے ہاتھ آتیں۔ اور یہ نہ چاہتے کہ افترا رسول خداؐ پر باندھیں پس بنا دانی ان احادیث کو قبول کر لیتے اور گمان کرتے تھے۔ یہ حق ہیں۔ اور اگر جانتے یہ احادیث موضوع اور باطل ہیں۔ اس وقت روایت نہ کرتے اور ان پر اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ اور جو کوئی ان پر اعتقاد رکھتا تھا۔ اسے دشمن دار رکھتے تھے پس ان کے نزدیک اس زمانہ میں جو حق ہے وہ باطل ہے۔ اور جو باطل ہے۔ وہ ان کے نزدیک حق ہے۔ سچ ان کے نزدیک جھوٹ اور جھوٹ ان کے نزدیک سچ ہے اور جب امام حسینؑ شہید ہوئے۔ بلا و فتنہ شدید ہوا۔ اور کوئی دوست دوستان خدا سے نہ رہا۔ مگر یہ کہ ترسان و خائف تھا یا قتل کئے جاتے یا نکالے جاتے یا آوارۂ وطن کئے جاتے تھے پس دو سال قبل مرگ معاویہ حضرت امام حسنؑ نے ہمراہ عبداللہ بن جعفر ارادۂ حج کیا۔ اور عبداللہ بن عباس و امام حسین نے زنان بنی ہاشم کو جمع کیا اپنے شیعوں اور دوستوں کو طلب کیا جنہوں نے حج کیا تھا۔ اور جنہوں نے نہ کیا تھا اور جو شہروں میں تھے۔ کہ آنحضرتؐ اور اہل بیت کو پہچانتے تھے اور جمیع اصحاب حضرت رسولؐ و فرزندان اصحاب و تابعین و

انصار کو جو معروف بصلاح و سداد تھے۔ سب کو جمع کیا۔ اور سب کو تکلیف حج دی۔ یہاں تک کہ منیٰ میں ایک ہزار سے زیادہ لوگ جمع ہو گئے اور امام حسینؑ اپنے سراپردہ میں تھے۔ اور اکثر اس جماعت میں سے تابعیان و فرزندان صحابہ تھے۔ جب سب خیمۂ آنحضرتؑ میں جمع ہو گئے۔ امام حسنؑ اٹھے اور خطبہ پڑھا۔ حمد و ثنائے الٰہی ادا فرمائی۔ اور ارشاد کیا۔ معاویہ نے جو کچھ ہم سے اور تم سے کیا تم نے جانا۔ اور دیکھا تم حاضر تھے اور سنتے تھے اور تم کو خبر تھی میں چاہتا ہوں تم سے چند سوال کروں۔ اگر میں سچ کہوں۔ میری تصدیق کرو۔ اور اگر جھوٹ کہوں میری تکذیب کرو۔ میرا کلام سنو اور میری بات پر غور کرو۔ اور اپنے شہروں اور قبیلوں میں جاؤ۔ جو کوئی امین اور بے خوف ہو اور تم کو اس پر اعتماد ہو۔ اسے اس پر دعوت کرو جو تم نے جانا۔ اس لئے کہ مجھے خوف اس کا ہے۔ کہ یہ دین حق کہیں مندرس کہنہ نہ ہو جائے اور نور خدا کا تمام کرنے والا ہے۔ ہر چند کفار نہ چاہیں پس امام حسنؑ نے کوئی آیۂ قرآن جو اہل بیت کی شان میں نازل تھا باقی نہ رکھا۔ جو ان کو نہ سنایا ہو۔ اور اس کی تفسیر نہ بیان کی ہو۔ اور جو آیات قرآنی و احادیث نبویؐ جناب امیرؑ و جناب سیدہؑ اور اہل بیت کے حق میں وارد ہوئی تھیں۔ ان سب کو ان لوگوں کے سامنے روایت کیا۔ اور جس آیت و حدیث کو امام حسنؑ بیان فرماتے تھے صحابہ اس کی تصدیق کرتے تھے کہ اسی طرح سے ہم نے سنی اور اس وقت حاضر تھے۔ اور تابعین کہتے تھے ہاں ہم نے ان سے سنا ہے جنہوں نے ہم سے روایت کی ہے۔ اور ہم ان پر اعتماد رکھتے ہیں۔ اور جمع مجتمعین نے بالغہ ان سے بیان کیں۔ پھر آخر میں فرمایا میں تم کو قسم بخدا دیتا ہوں۔ کہ جب تم اپنے اپنے شہروں میں جاؤ۔ جو کچھ میں نے بیان کیا۔ اس کو جس پر تم اعتماد رکھتے ہو اس سے نقل کرو۔ یہ فرما کر امام حسنؑ منبر سے اتر آئے۔ اور لوگ متفرق ہو گئے۔ شیخ مفیدؒ و طوسیؒ نے روایت کی ہے جب خلافت معاویہ پہ قائم ہوئی بشیر بن ارطاۃ کو شیعوں کو بلانے کے لئے حجاز بھیجا۔ اس وقت والی مکہ عبداللہ بن عباس تھے۔ جب انہیں تلاش کیا اور نہ پایا۔ ان کے دو طفل جو نہایت حسین و جمیل تھے۔ سروں پر گیسو تھے پکڑ لیا۔ اور ان دونوں طفل بے گناہ کے سر کاٹ ڈالے جب یہ خبر ان بچوں صغیر کی ماں کو پہنچی۔ نزدیک تھا کہ اس کی جان مفارقت کر جائے۔ اور ایک مرثیہ دونوں فرزندوں کی مصیبت میں انشا کیا۔ جب عبداللہ معاویہ پاس گئے۔ اس مجلس میں بشیر سے ملاقات کی۔ معاویہ نے کہا۔ اے عبداللہ اس مرد پیر کو پہچانتے ہو۔ اسی نے تمہارے دونوں فرزندوں کے سر کاٹے ہیں۔ بشیر نے کہا ہاں میں ہی ان کا قاتل ہوں۔ کیا کر سکیگا۔ عبداللہ نے کہا کاش میرے پاس تلوار ہوتی۔ بشیر نے کہا تلوار میری موجود ہے۔ اور چاہا اپنی تلوار دیدے معاویہ نے منع کیا۔ اور کہا۔ اے مرد پیر تجھ پر تف ہو تو کس قدر احمق ہے اپنی تلوار اس کے ہاتھ میں دیتا ہے جس کے دونوں فرزندوں کو تو نے قتل کیا گویا تو شجاعت بنی ہاشم سے واقف نہیں قسم بخدا اگر تلوار اسے دیگا۔ اول تجھے

اور بعد مجھے قتل کرے گا۔ عبداللہ نے کہا۔ قسم بخدا پہلے تجھے اور بعد اس کے بشیر کو قتل کروں گا۔

حدیث عمرو بن حمق خزاعی ۔ شیخ کشی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے کسی طرف ایک لشکر بھیجا۔ اور فرمایا۔ فلاں ساعت رات کو راہ بھول جاؤ گے پس بائیں جانب جانا جب اس طرف سے جاؤ گے۔ گوسفندوں میں ایک شخص کو دیکھو گے اس سے راستہ دریافت کرنا۔ وہ کہیگا۔ جب تک میرا کھانا نہ کھاؤ گے۔ راہ نہ بتاؤں گا۔ ایک گوسفند تمہارے لئے وہ ذبح کریگا۔ اور تمہارے ضیافت کریگا۔ بعد اس کے تم کو راہ بتائے گا۔ پس میرا سلام اس شخص کو پہنچانا۔ اور اس سے کہنا۔ میں مدینہ میں ظاہر ہوا ہوں جب لشکر مذکور روانہ ہوا۔ جو کچھ آنحضرت نے فرمایا تھا۔ واقع ہوا۔ اور جب بائیں جانب گئے۔ عمرو بن حمق خزاعی کو دیکھا ان کی انہوں نے دعوت کی جس طرح آنحضرت نے فرمایا تھا۔ عمرو نے جب لشکر کو راہ بتائی۔ سلام حضرت کا پہونچانا بھول گئے۔ عمرو نے پوچھا۔ آیا کوئی پیغمبر مدینہ میں ظاہر ہوا ہے۔ کہا۔ ہاں۔ پس حاضر خدمت حضرت ہوئے اور ایمان لائے۔ بعد ایک مدت کے آنحضرت نے عمرو سے فرمایا۔ اپنے مقام پر جاؤ۔ اور جب علیؑ ابن ابی طالب والی و حاکم ہوں۔ ان کی خدمت میں حاضر ہونا۔ پس عمرو بن حمق خزاعی اپنے مکان کی طرف روانہ ہوئے اور جب جناب امیرؑ کوفہ میں گئے۔ اس وقت تک موجود تھے۔ پس کوفہ میں جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے۔ ایک روز جناب امیرؑ نے ان سے پوچھا۔ آیا کوئی گھر تمہارا ہے۔ انہوں نے کہا۔ ہاں۔ حضرت نے فرمایا۔ اپنا گھر فروخت کرو۔ اور درمیان فلاں قبیلہ ازد گھر خرید کرو۔ جب میں تم سے مفارقت کروں گا۔ میرے بعد والیان جور و ظلم تم کو طلب کریں گے۔ اس وقت قبیلہ ازد تمہاری حمایت کریں گے۔ یہاں تک کہ تم کوفہ سے موصل جاؤ گے۔ راہ میں ایک مرد مشلول پاس پہونچو گے۔ وہاں بیٹھ کر اس سے پانی مانگو گے۔ وہ تم کو پانی دے گا۔ اور تم سے تمہارا حال دریافت کرے گا۔ اس سے اپنا حال کہنا اور دعوت اسلام کرنا۔ پس وہ مشلول مسلمان ہوگا۔ تم اپنے ہاتھ اس کی رانوں پر ملنا۔ وہ میرے اعجازسے شفا پائے گا۔ اور تمہارا رفیق ہوگا۔ اور تمہارے ہمراہ آئے گا۔ جب تم تھوڑی راہ طے کرو گے۔ ایک اندھے پاس پہونچو گے۔ اور اس سے پانی مانگو گے۔ وہ اندھا تم کو پانی دیگا۔ اور تمہارا حال پوچھے گا۔ اس سے اپنا حال کہنا اور دعوت اسلام کرنا۔ جب وہ اندھا مسلمان ہوجائے۔ اپنا ہاتھ اس کی آنکھوں پر پھیرنا۔ میرے اعجاز سے اس کی آنکھیں روشن ہوجائیں گی۔ اور وہ بھی تمہارا رفیق ہوگا۔ اور یہ دونوں رفیق تمہیں دفن کریں گے۔ بعد اس کے کچھ سوار تمہارے عقب سے تم کو پکڑنے آئیں گے۔ اور نزدیک قلعہ موصل فلاں موضع میں تم تک وہ سوار پہنچ جائیں گے۔ جب ان کو دیکھنا گھوڑے سے نیچے آنا۔ اور ایک گڑھے میں جو وہاں سے نزدیک ہے اتر جانا۔ واضح ہو کہ تمہارے خون میں فاسقان جن و

انس شریک ہوگئے۔ جب جناب امیر علیہ السلام شہید ہوئے اور عاملان معاویہ نے عمرو بن حمق خزاعی کو طلب کیا کہ شہید کریں۔ وہ کوفہ سے موصل گئے۔ اور جو کچھ جناب امیرؑ نے فرمایا تھا۔ وہ سب واقع ہوا۔ جب قریب قلعۂ موصل پہونچے۔ اپنے اُن دونوں رفیقوں سے کہا۔ بلندی پر جاؤ اور جانب کوفہ نظر کرو۔ جو کچھ دیکھو مجھ سے بیان کرو۔ ان دونوں نے کہا۔ کچھ سوار اس طرف آتے معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سن کر عمرو بن حمق گھوڑے سے نیچے آئے۔ اور غار میں اتر گئے۔ گھوڑے کو چھوڑ دیا۔ جب غار میں گئے سیاہ سانپ نے کاٹا۔ سوار بھی آموجود ہوئے۔ گھوڑے کو پکڑ لیا۔ اور کہا۔ یہ گھوڑا اسی کا ہے یہ کہہ کر عمرو کو تلاش کرنے لگے۔ جب غار میں پہونچے۔ ان کے جس عضو پر ہاتھ رکھتے تھے وہ جدا ہو جاتا تھا۔ پس ان کا سر کاٹ لیا۔ اور معاویہ پاس لائے۔ معاویہ نے حکم دیا۔ سر نیزہ پر چڑھایا جائے۔ اور سب سے پہلے جو سر نیزہ پر چڑھایا گیا۔ وہ عمرو بن حمق خزاعی کا سر تھا۔ ختم گشتی نوحے

شہادت حجر بن عدیؓ۔ حسن بصری سے روایت کی ہے۔ اس نے کہا۔ زمانہ معاویہ میں خراسان کی طرف میں لڑائی میں گیا ہوا تھا۔ اور ہمارا سردار تابعین میں سے ایک شخص تھا۔ ایک روز نماز ظہر ہم نے اس کے ساتھ ادا کی۔ جب نماز سے وہ فارغ ہوا۔ وہ منبر پر گیا۔ اور بعد حمد و ثنا کے کہا۔ ایھا الناس ایسا حادثہ عظیم حادث ہوا۔ اور ایسی بدعت واقع ہوئی۔ جب سے حضرت رسولؐ رحلت کی ہے۔ اب تک ایسا امر شنیع ظہور پذیر نہیں ہوا تھا۔ میں نے سنا ہے کہ حجر بن عدی اور ان کے اصحاب کو کہ بزرگان دین سے تھے بے تقصیر معاویہ نے قتل کر ڈالا اگر مسلمان اس بدعت کے مٹانے پر نکل کھڑے ہوں۔ میں ان کی نصرت و اعانت کروں گا۔ اور اگر کوئی اس بدعت کا انکار نہ کرے گا میں خدا سے سوال کرتا ہوں کہ میری جلد روح قبض کرے۔ جب منبر سے نیچے وہ شخص آیا۔ اور گھر گیا۔ دعا اس کی مستجاب ہوئی۔ اور قبل اس کے دوسری نماز کے لئے باہر آئے۔ صدائے نوحہ و زاری اس کے گھر سے بلند ہوئی۔ اور برحمت الٰہی واصل ہوا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے جب معاویہ نے حجر بن عدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے اصحاب کو شہید کیا۔ اس سال حج کو آیا۔ اور امام حسینؑ سے ملاقات کر کے کہا۔ اے ابو عبداللہ تم نے سنا ہیں حجر بن عدی اور ان کے اصحاب اور تمہارے پدر کے شیعوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ امام حسینؑ نے فرمایا کیا سلوک کیا ہے۔ معاویہ نے کہا۔ میں نے سب کو قتل کیا ہے۔ اور کفنا کر نماز پڑھی۔ اور دفن کر دیا۔ امام حسینؑ متبسم ہوئے۔ اور فرمایا یہ سب لوگ تیرے دشمن ہونگے روز قیامت اور تجھ سے اپنا خون طلب کریں گے۔ لیکن جب میں قابو پاؤنگا۔ اس وقت تیرے شیعوں کو قتل کروں گا۔ اور ان کو کفن بھی نہ دوں گا۔ اور نماز بھی نہ پڑھوں گا۔ اور دفن بھی نہ کروں گا۔ اور جو تو درباره علیؑ ابن

ابی طالب اور ہم اہل بیت اور بنی ہاشم کے حق میں عیب لگاتا ہے۔ میں نے سب سُنا ہے لازم ہے کہ تو اپنے نفس کی طرف رجوع کرے۔ اور خود انصاف کرے۔ کہ وہ عیب تجھ میں ہیں یا ہم میں۔ اور اپنی بدکاریوں پر نظر کر۔ اور اپنی مقدار سے نہ گذر اور ہم سے عداوت نہ کر۔ اور تدبیر عمرو عاص شقی پر ہمارے حق میں عمل نہ کر کہ بہت جلد تو اپنے وبال اعمال کو دیکھے گا۔

فصل چھٹی۔ بیان کیفیت شہادت امام حسن علیہ السلام

زیادہ تر مشہور ہے۔ اور روایت اول مشہور علمائے امامیہ میں یہ ہے کہ شہادت آنحضرت آخر ماہ صفر میں واقع ہوئی اور بعضوں نے ساتویں ماہ صفر کہی ہے۔ اور بعضوں نے اٹھائیسویں تاریخ کہ سال چہل و نہم ہجرت میں لکھا ہے اور عمر شریف آنحضرت اس وقت سینتالیس سال کی تھی اور سنہ پچاس ہجری تھا۔ اور بعد حضرت رسولؐ کے چالیس۴۰ سال زندہ رہے۔ ابن ابی الحدید و ابوالفرج اصفہانی نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ چھیالیس۴۶ سال کی تھی۔ کتاب استیعاب میں لکھا ہے کہ زمانہ وفات آنحضرت میں اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں۔ سال چہل و نہم ہجرت میں واقع ہوئی۔ اور بعض سال پنجاہم اور بعضے سال پنجاہ و یکم بھی کہتے ہیں۔ اور عمر شریف کو بعضے پنتالیس۴۵ سال اور بعض انچاس۴۹ سال چار مہینہ انیس۱۹ روز کہتے ہیں۔ کتاب کشف الغمہ میں جناب امام محمد باقرؑ و جناب امام صادق علیہما السلام سے روایت کی ہے۔ کہ عمر شریف امام حسن علیہ السلام وقت وفات سینتالیس سال کی تھی۔ اور درمیان امام حسنؑ اور امام حسینؑ بقدر مدت حمل فاصلہ تھا اور مدت حمل امام حسینؑ چھ ماہ اور امام حسنؑ اپنے نانا کے ہمراہ سات سال رہے اور بعد ان کے انتقال کے جناب امیرؑ کے ساتھ تیس۳۰ سال رہے۔ اور بعد وفات جناب امیر علیہ السلام دس سال زندہ رہے۔ ابن شہر آشوبؒ نے

اخبار شہادت زبانی امام حسنؑ۔ جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیت سے فرمایا کہ واضح ہو۔ میں زہر سے شہید ہونگا جس طرح جناب رسول خداؐ زہر سے شہید ہوئے۔ اہل بیت نے کہا کون آپکو زہر دے گا کہا یا میری کنیز یا میری زوجہ مجھے زہر دیگی۔ اہل بیت نے کہا۔ اس ملعونہ کو اپنے ملک سے باہر کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا کیونکر اسے باہر کر دوں۔ حالانکہ میری موت اسی کے ہاتھ سے ہوگی اور اس سے چارہ نہیں۔ اور اگر اسے باہر کر دوں۔ بجز اُس کے مجھے اور کوئی زہر نہ دے گا۔ کہ ایسا ہی مقدر ہوا ہے۔ پس بعد تھوڑے زمانہ کے معاویہ نے زوجہ آنحضرت پاس زہر بھیجا۔ امام حسنؑ نے اپنی زوجہ سے پوچھا۔ تیرے پاس دودھ کا شربت ہے۔ اس نے کہا۔ ہاں ہے۔ پس وہ زہر جو معاویہ نے بھیجا تھا۔ دودھ میں ملا کر امام حسنؑ کو

دیا۔ جب حضرت نے نوش کیا۔ اپنے بدن میں اسی وقت زہر کا اثر دیکھا۔ فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے مجھے مارا۔ قسم بخدا تجھے میرے مارنے کا عوض نہ ملے گا۔ اور معاویہ دشمن خدا سے ہرگز نفع نہ پائے گی۔ کلینیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ اشعث بن قیس جناب امیرؑ کے خون میں شریک تھا۔ اور اس کی دختر جعدہ نے امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور بیٹا محمدؒ خون امام حسینؑ میں شریک ہوا۔ قطب راوندیؒ نے جناب صادقؑ سے روایت کی ہے۔ کہ امام حسنؑ نے اپنے اہل بیت سے کہا۔ میں مثل رسول خدا زہر سے شہید ہونگا۔ اہل بیت نے کہا کون شہید کریگا۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میری زوجہ جعدہ بنت اشعث بن قیس مجھے زہر دیگی۔ اور معاویہ اس کے پاس پوشیدہ زہر بھیجے گا۔ اور حکم دے گا۔ وہ مجھے زہر پلا دے۔ اہل بیت نے کہا۔ اس کو اپنے گھر سے نکال دیجئے۔ اور اپنے پاس سے علیحدہ کر دیجئے۔ حضرت نے فرمایا۔ کیونکر اسے گھر سے نکال دوں۔ حالانکہ ابھی کوئی فعل واقع نہیں ہوا۔ اور اگر اسے نکال بھی دوں۔ تو بغیر اس کے مجھے اور کوئی زہر نہ دے گا۔ پس بعد ایک مدت کے معاویہ نے زہر ہلاہل اور بہت سا مال جعدہ پاس بھیجا۔ اور کہا اگر یہ زہر امام حسنؑ کو پلا دیگی۔ تو میں تجھ کو سو ہزار درہم دوں گا۔ اور اپنے فرزند یزید سے تیرا عقد کر دوں گا۔ [illegible] روز امام حسنؑ روزہ سے تھے اور گرمی بشدت تھی۔ اور وقت افطار آنحضرت بہت پیاسے تھے۔ جعدہ [illegible] حضرت کے لئے دودھ کا شربت لائی۔ اور وہ زہر اس شربت میں ملا دیا تھا۔ جب امام حسنؑ نے وہ شربت نوش فرمایا۔ اور فرمایا۔ اے دشمن خدا تو نے مجھے مارا۔ خدا تجھے مارے۔ قسم بخدا خلق میں کسی کو مجھ سے بہتر نہ پائیگی۔ معاویہ نے تجھے فریب دیا۔ خدا تجھے اور معاویہ کو اپنے عذاب سے معذب کرے۔ پس دو روز امام حسنؑ درد والم میں زندہ رہے۔ اور بعد اس کے اپنے جد بزرگوار اور پدر عالی مقدار سے ملحق ہوئے۔ اور معاویہ نے اس ملعونہ سے اس عہد پر وفا نہ کی۔ بروایت دیگر انعام اس ملعونہ کو دیا۔ اور یزید سے تزویج نہ کیا۔ اور کہا۔ جس نے امام حسنؑ سے بھی وفا نہ کی وہ میرے فرزند سے بھی وفا نہ کرے گی۔

بیان زہر دادن امام حسن

کلینیؒ نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ جعدہ دختر اشعث نے امام حسنؑ کو زہر دیا۔ اور کنیزان آنحضرتؑ میں سے ایک کنیز کو بھی زہر دیا۔ اس کنیز نے قے کی اور اچھی ہو گئی۔ مادر امام حسنؑ کے شکم مبارک میں وہ زہر رہ گیا۔ اور جگر کو پارہ پارہ کر ڈالا۔ کتاب احتجاج میں روایت کی ہے کہ ایک شخص امام حسنؑ کی خدمت میں آیا اور کہا۔ ہماری گردنوں کو آپ نے ذلیل کیا۔ اور ہم شیعوں کو غلامان بنی امیہ بنایا۔ حضرت نے فرمایا کیونکر۔ اس نے کہا۔ اس وجہ سے کہ خلافت آپ نے معاویہ کو دے دی۔ حضرت نے فرمایا۔ قسم بخدا میں نے کوئی ناصر و یاور نہ پایا۔ اگر ناصر و یاور پاتا۔ رات دن معاویہ سے جنگ کرتا۔ یہاں تک کہ خدا میرے اور اس کے درمیان حکم کرتا۔ لیکن میں نے اہل کوفہ کو پہچانا اور امتحان کیا۔ اور جان لیا کہ یہ لوگ میرے کام نہ آئیں گے اور ان کے عہد و پیمان پر وفا۔ اور ان کے گفتار و رفتار پر اعتقاد نہیں۔ ان کی زبانیں میرے

ہمراہ اور ان کے دل بنی امیہ کے ساتھ ہیں۔ یہ باتیں حضرت کر ہی رہے تھے۔ ناگاہ خون حلق مبارک سے جاری ہوا۔ پس آپ نے طشت منگایا۔ وہ طشت خون سے بھر گیا۔ راوی نے کہا۔ یا ابن رسول اللہ یہ خون کیسا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ معاویہ نے زہر بھیجا تھا۔ اور وہ مجھے کھلا دیا ہے۔ وہ زہر میرے جگر میں پہنچا۔ اور یہ ٹکڑے میرے جگر کے ہیں۔ جو طشت میں گر رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ یا حضرت کچھ دوا کیجئے۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ اس سے قبل مجھے دو مرتبہ زہر دیا تھا۔ اور یہ تیسری دفعہ زہر دیا ہے۔ اس دفعہ قابل دوا نہیں۔ معاویہ نے بادشاہ روم کو لکھا تھا۔ کہ زہر کشندہ بھیج دے۔ بادشاہ روم نے اسے لکھا۔ کہ تمہارے مذہب میں جائز نہیں۔ کہ جو ہم سے لڑیں اور ہم اس کے قتل پر اعانت کریں۔ معاویہ نے لکھا۔ میں جس شخص کو اس زہر سے مارنا چاہتا ہوں۔ وہ اس شخص کا فرزند ہے۔ جو مکہ میں ظاہر ہوا۔ اور دعویٰ پیغمبری کیا۔ اب اس نے خروج کیا ہے۔ اور اپنے پدر کی بادشاہی طلب کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں۔ کہ یہ زہر اسے کھلا دوں۔ اور خلائق کو راحت پہونچاؤں۔ اور بہت ہدایا و تحائف اس کے لئے بھیجے۔ پس بادشاہ روم نے یہ زہر بھیجا۔ اور اس زہر کے عوض میں عہد و شرائط اس سے لئے۔ کتاب کفایہ میں بسند معتبر جنادہ بن ابی امیّہ سے روایت ہے کہ جس مرض میں امام حسنؑ نے دنیا سے رحلت کی۔ میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھا۔ کہ سامنے طشت رکھا ہے اور حضرت جگر کے ٹکڑے اس میں اگل رہے ہیں۔ میں نے کہا۔ اے میرے مولا آپ اس کا کیوں علاج نہیں کرتے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے بندۂ خدا موت کا علاج کس چیز سے کر سکتے ہیں۔ میں نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پس آنحضرت میری طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا۔ مجھے جناب رسول خداؐ نے خبر دی کہ بعد ان کے بارہ خلیفے اور امام ہونگے۔ گیارہ امام فرزندان علیؑ و فاطمہؑ ہیں۔ اور یہ سب تیغ یا زہر سے شہید ہوں گے جب طشت سامنے سے اٹھا لیا۔ حضرت گریاں ہوئے۔ میں نے کہا۔ یا حضرت ہم کو موعظہ کیجئے۔ فرمایا۔ مہیائے سفر آخرت رہو۔ اور توشۂ سفر قبل اجل پہونچنے کے کرو۔ اور واضح ہو کہ تم دنیا کو طلب کرتے ہو۔ اور موت تم کو طلب کرتی ہے۔ اس روز کے اندوہ کو یاد نہ کرو۔ جس روز تم ہو اور وہ نہیں آیا۔ واضح ہو کہ جو کچھ مال اپنی قوت سے زیادہ تحصیل کرو گے۔ اس میں تمہارا حصہ نہ ہوگا۔ بلکہ دوسرا خزینہ دار ہوگا۔ واضح ہو کہ حلال دنیا میں حساب اور حرام دنیا میں عذاب ہے اور مرتکب شبہات دنیا ہونا موجب عتاب ہے۔ لہٰذا دنیا کو اپنے نزدیک بمنزلہ مردار جانو اور اس سے نہ لو۔ مگر جس قدر تم کو کافی ہو۔ اگر حلال ہوگا۔ اس میں زہد نصیب ہوگا۔ اور اگر حرام ہوگا۔ گناہ اور وبال ہوگا۔ جو کچھ لوگیا۔ تجھ پر ہوگا۔ جس طرح ضرورت میں مردار حلال ہوتا ہے اور اگر عتاب ہوگا کم ہوگا۔ دنیا میں ایسا کام نہ کرو۔ کہ گویا ہمیشہ یہاں رہنا ہے۔ بلکہ آخرت کے لئے ایسا کام کرو کہ گویا کل مر جاؤ گے۔ اگر چاہو بے قوم و قبیلہ عزیز رہو۔ اور بغیر سلطنت و حکومت و با مہابت و ہیبت رہو۔

پس ذلت معصیت خدا سے بسوئے طاعت خدا متوجہ ہو۔ اور جب کبھی کوئی حاجت پیش آئے اور مضطرب ہو
کہ لوگوں سے مصاحبت کرو۔ پس اس شخص کے مصاحب ہو کہ اس کی مصاحبت تمہاری زینت ہو۔ اگر تم اس
کی خدمت کرو۔ وہ تمہاری حفاظت کرے۔ اگر اس سے نصرت و یاری چاہو۔ وہ نصرت و یاری کرے۔
اگر تم کوئی بات کہو وہ تصدیق کرے۔ اگر دشمن پر حملہ کرو وہ تمہاری تقویت کرے۔ اگر تم ملتجی ہو۔ وہ بھی
باحسان ہاتھ دراز کرے۔ اگر تمہارے احوال میں کوئی رخنہ ظاہر ہو وہ اس کا انسداد کرے۔ اگر تم سے نیکی
دیکھے انہیں شمار کرے اور ظاہر کرے۔ اگر اس سے سوال کرو۔ وہ عطا کرے۔ اگر ساکت رہو اور سوال
نہ کرو وہ خود ابتدا کرے۔ اگر اس پر کوئی بلا وارد ہو تم بھی ملول رہو۔ لازم ہے تم کو اس سے مصیبتیں نہ
پہونچیں۔ اور اس کی وجہ سے تم پر بلائیں وارد نہ ہوں۔ اور جب حقوق ضرور یہ در پیش ہوں تم کو نہ چھوڑ دے۔
اگر کسی تقسیم میں باہم نزاع کرو۔ تم کو اپنے اوپر مقدم رکھے جب سخنان اعجاز یہاں اس مقام تک پہونچے۔
سانس حضرت کی پھول گئی اور رنگ زرد ہو گیا۔ پس امام حسین ہمراہ اسود بن ابوالاسود دروازہ سے باہر
تشریف لائے اور اپنے برادر بزرگوار کو گود میں لے کر سر مبارک آنحضرتؑ اور دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ
لیا اور نزدیک بیٹھے۔ اور آپس میں بہت راز کہے۔ ابوالاسود نے کہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ گویا خبر وفات
امام حسنؑ پہونچی ہے۔ پس امام حسینؑ کو وصی کیا اور اسرار امامت ان سے کہے اور امانت ہائے خلافت ان کے
سپرد کئے۔ بعد اس کے روح مقدس نے بروز پنجشنبہ آخر ماہ صفر سال پنجاہم ہجری میں بریاض قدس پرواز
کیا۔ اور عمر مبارک اس وقت سینتالیس سال کی تھی۔ بقیع میں دفن ہوئے۔ کتاب کشف الغمہ میں عمرو بن
اسحق سے روایت ہے کہا میں ایک شخص کے ہمراہ عیادت امام حسنؑ کو گیا۔ حضرت نے فرمایا۔ جو چاہو مجھ سے
سوال کرو۔ میں نے کہا قسم بخدا سوال نہ کروں گا۔ جب تک کہ خدا آپ کو صحت عطا نہ فرمائے۔ بحالت صحت
میں آپ سے سوال کروں گا۔ پس اٹھ کر میں کسی کام کو چلا گیا۔ اور پھر حاضر ہوا۔ حضرت نے فرمایا۔ مجھ سے سوال
کرو قبل اس کے کہ سوال کا موقعہ نہ پاؤ۔ میں نے عرض کی۔ خدا جب آپ کو صحت عطا کرے گا۔ اس وقت
میں سوال کروں گا۔ حضرت نے فرمایا اس وقت میرے جگر کا ٹکڑا کٹ کر گر پڑا۔ مجھے کئی مرتبہ زہر دیا تھا۔ اور
کسی دفعہ کا زہر ایسا نہ تھا۔ جب دوسرے روز میں حضرت کی خدمت میں گیا۔ دیکھا حضرت کا وقت آخری
ہے امام حسین سرہانے بیٹھے ہیں۔ امام حسینؑ نے پوچھا۔ اے برادر بزرگوار آپ کا گمان اس زہر دینے میں کس طرف
ہے۔ امام نے فرمایا کیوں پوچھتے ہو۔ آیا منظور ہے کہ اسے قتل کرو۔ کہا۔ ہاں یہی غرض ہے۔ امام حسنؑ نے کہا۔
اگر وہ ہے جس کی طرف میرا گمان ہے۔ پس عذاب خدا اس کے لئے عقوبت دنیا سے سخت تر ہے اور اگر وہ
نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ کوئی میری وجہ سے بےگناہ مارا جائے۔ ایضاً۔ روایت کی ہے جب وقت وفات

امام حسن مجتبیٰؑ آیا فرمایا مجھے صحرا میں لے چلو کہ میں اطراف آسمان پر نظر کروں۔ جب آپ کو صحرا میں لے گئے۔ فرمایا خداوندا میں اپنی جان کو کہ عزیز ترین جانوں کی میرے نزدیک ہے۔ اسے میں نے تیری رضا میں دیا۔ اور اپنے قصاص سے تیری رضا کے لئے درگذرا اگر کسی کو میرے لئے قصاص کریں۔ اس سے پہلی حدیث میں یہ فرمایا کہ میں نہیں چاہتا کوئی بے گناہ میری وجہ سے مارا جائے۔ اس کا صاف مطلب پچھلی حدیث میں بیان فرما دیا۔ کہ میں جانتا ہوں۔ قاتل کو مگر رضائے خدا کے لئے قصاص نہیں لیتا۔ اگر وہ چاہے تو مزید خود میرے خون ناحق کا قصاص لے گا۔

بیان وصایائے امام حسنؑ کلینیؒ نے بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے جب وقت احتضار امام حسنؑ ہوا۔ امام حسینؑ کو بلایا۔ اور کہا اے برادر گرامی میں تم کو چند وصیتیں کرتا ہوں۔ تم میری وصیتوں کی حفاظت کی حفاظت کرو۔ جب میں دنیا سے رحلت کروں۔ مجھے غسل دینا کفن کرنا۔ اور میرے نانا رسولؐ کے پاس لے جانا۔ کہ ان کی زیارت کروں۔ اور اپنا عہد ان سے تازہ کروں اس کے بعد مجھ کو میری مادر فاطمہؑ کے پاس لے جانا۔ بعد ازاں مجھے قبرستان بقیع میں لے جا کر دفن کرنا۔ اور واضح ہو کہ عائشہ سے چند امور ایسے ظاہر ہونگے۔ کہ اس کی دشمنی خدا و رسول اور ہم اہل بیت سے لوگوں پر ظاہر ہو جائے گی۔ جب امام حسنؑ نے رحلت فرمائی غسل دیا۔ اور کفنا کر جہاں مردوں پر نماز پڑھتے تھے۔ وہاں لے گئے اور جناب امام حسینؑ نے امام حسنؑ پر نماز پڑھی۔ اور جب نماز سے فارغ ہوئے جنازہ اٹھایا اور مسجد میں لا کر نزدیک قبر رسول رکھا کسی نے جا کر عائشہ کو خبر کی۔ عائشہ اس خبر کے سننے سے استر پر سوار ہوئی۔ (پہلے جو عورت زین پر سوار ہوئی وہ عائشہ تھی) اور بہت جلد نزدیک قبر رسول خداؐ موجود ہوئی۔ اور کہا۔ حسنؑ بن علیؑ کو میرے گھر سے اٹھا کر لے جاؤ۔ میں نہیں چاہتی کہ وہ میرے گھر میں دفن ہوں۔ اور پردۂ رسول خدا دریدہ ہو! امام حسینؑ نے فرمایا بسا لہا سال ہوئے تو نے اور تیرے باپ نے پردہ دری کی۔ اور آنحضرتؐ کے گھر میں ان لوگوں کو داخل کیا جن کا قرب رسول خداؐ نہ چاہتے تھے۔ اور جو کچھ تو نے کیا۔ خدا قیامت میں اس کا تجھ سے سوال کرے گا۔ اے عائشہ میرے برادر نے مجھے حکم دیا ہے کہ بعد وفات ان کو قبر رسولؐ پاس لاؤں کہ وہ اپنا عہد اپنے رسول خداؐ سے تازہ کریں۔ واضح ہو کہ میرے بھائی امام حسنؑ بخدا اور رسولؐ دانا ترین مردم تھے۔ اور تاویل کتاب خدا زیادہ تر جانتے تھے۔ اس سے کہ ہتک حجاب پردہ رسول خداؐ کریں۔ اس لئے کہ خدا نے منع کیا ہے۔ بے رخصت داخل خانہ آنحضرتؐ ہوں۔ اور قرآن میں فرمایا ہے۔ یاآیھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یوذن لکم اور تو نے بغیر رخصت رسول خداؐ لوگوں کو ان کے گھر میں داخل کیا۔ اور خدا نے منع کیا ہے کہ آواز حضرت رسول خداؐ کی خدمت میں بلند کریں۔ جیسا کہ قرآن میں فرمایا ہے۔ یاایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی۔ اور میں قسم کھاتا ہوں۔ تو نے اپنے باپ

اور عمر کے لئے نزدیک گوش حضرت رسولؐ بیلچے زمین پر مارے۔ حالانکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے وہ لوگ جو
اپنی آواز نزدیک رسول خداؐ پست کرتے ہیں۔ وہ لوگ وہی ہیں جن کو خدا نے برپرہیزگاری امتحان کیا ہے۔
اور تحقیق تیرے باپ اور عمر نے بسبب اپنی نزدیکی کے حضرت رسولؐ کو اذیت دی۔ اور جو خدا نے دربارہ
حق رسول خداؐ اور خود آنحضرتؐ نے اپنی زبان مبارک سے ان دونوں کو حکم فرمایا تھا۔ اس کی رعایت نہ کی۔
اس لئے کہ خدا نے مومنوں کے لئے بعد مرنے کے بھی حرام کیا ہے جو ان کی حیات میں حرام تھا۔ اور اے
عائشہ قسم بخدا جس طرح امام حسنؑ کے دفن سے ان کے نانا پاس تو کراہت رکھتی ہے۔ اگر ان کے اور خدا
کے درمیان جائز ہوتا۔ اس وقت معلوم ہو جاتا۔ کہ تیرے ضد پر یہاں امام حسنؑ دفن ہوتے ہیں پس محمد حنفیہ
نے کہا۔ اے عائشہ تیرا کچھ ٹھیکانہ نہیں کبھی استر (خچر) پر اور کبھی اونٹ پر سوار ہوتی ہے۔ عداوت بنی ہاشم
سے ایک بات پر قائم نہیں۔ عائشہ نے کہا۔ اے پسر حنفیہ یہ فرزندان فاطمہؑ ہیں۔ جو گفتگو کرتے ہیں۔ تم کسی حسب
و نسب پر کلام کرتے ہو۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ محمد بن حنفیہ کو فاطمہؑ سے دور نہ کرو۔ کہ تین فاطمہؑ ان کی ماں ہیں۔
فاطمہ دختر عمران بن عاید بن عمرو بن مخزوم و فاطمہ بنت اسد و فاطمہ دختر زائدہ بن الاصم پھر امام حسینؑ
کو عائشہ نے کہا۔ اٹھا لے جاؤ۔ کہ تم لوگ حضرت میں نہایت مہارت رکھتے ہو۔ اور میں تم سے جھگڑا
نہیں ہو سکتی۔ پس امام حسین جنازہ امام حسنؑ کو نزدیک قبر جناب فاطمہؑ لے گئے اور وہاں سے لے جا کر
قبرستان بقیع میں دفن کیا۔ ابن بابویہؒ نے بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے کہ امام حسینؑ
نے چاہا کہ امام حسنؑ کو نزدیک قبر رسول خداؐ دفن کریں۔ اور اکثر لوگوں کو اس کام کے لئے جمع کیا۔ پس
ایک شخص نے کہا میں نے خود امام حسنؑ سے سنا فرماتے تھے میرے برادر حسینؑ سے کہو۔ ایسا نہ کرنا کہ میرے
جنازہ کی وجہ سے خون زمین پر گرے۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا۔ امام حسینؑ دست بردار نہ ہوتے اور امام حسنؑ کو
ضرور ان کے نانا کے پہلو میں دفن کرتے۔ اور جناب صادق نے فرمایا۔ اول جو عورت استر پر بعد وفات حضرتؐ
رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہوئی۔ وہ عائشہ تھی کہ دفن امام حسنؑ سے آکر مانع ہوئی۔ شیخ مفیدؒ و شیخ طوسیؒ و
دیگر علما نے ابن عباس وغیرہ سے روایت کی ہے کہ معاویہ نے جعدہ سے دو ہزار درہم اور بہت سے مواضعات
حلہ و کوفہ کا وعدہ کیا اور اس کے پاس زہر بھیجا کہ امام حسنؑ کے طعام میں ملا دے۔ جب جعدہ ملعونہ طعام امام
حسنؑ کے سامنے لائی۔ اور بروایت دیگر بعد تناول فرمانے کے امام حسن علیہ السلام نے کہا۔ انا للہ و انا الیہ
راجعون میں خدا کی حمد کرتا ہوں کہ ملاقات محمدؐ سید المرسلین و پدرم سید الوصیینؑ و مادرم فاطمہ زہراؑ۔ چچا جعفر
جو بہشت میں پرواز کرتے ہیں اور حمزہ سید الشہدا سے فائز ہوا۔ امام حسینؑ سرہانے امام حسنؑ کے آئے اور کہا
اے برادر آپ اپنا حال کیا دیکھتے ہیں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں اپنے کو اول روز روز ہائے آخرت اور آخر روز

موذہائے دنیا سے پاتا ہوں۔ اور جانتا ہوں کہ اپنی اجل پر کوئی پیشی نہیں کر سکتا۔ اپنے پدر اور جد پاس جاتا ہوں تمہاری اور دوستوں اور برادروں کی مفارقت کو مکروہ جانتا ہوں۔ اور اس گفتار سے استغفار کرتا ہوں بلکہ خواہاں سفر ہوں۔ اس لئے کہ اپنے جد رسول خدا اور اپنے پدر امیر المومنینؑ اور اپنی مادر فاطمہؑ زہرا اور اپنے دو چچا حمزہ و جعفر سے ملاقات کروں۔ اور خدا عوض ہر گذشتہ اور ثواب خدا ہر مصیبت سے تسلی دینے والا ہے اور جو فوت ہوا ہے اس کا تدارک کرنا ہے۔ اے برادر میں نے اپنا جگر طشت میں دیکھا اور جانا کہ کس نے یہ کام کیا ہے اور اصل اس کی کہاں سے ہوئی ہے۔ اگر میں تم سے کہوں تم اس کے ساتھ کیا کرو گے۔ امام حسینؑ نے فرمایا قسم بخدا میں اسکو قتل کردوں گا۔ یہ سن کر امام حسن علیہ السلام نے فرمایا میں تم سے وہ خبر نہ کہوں گا۔ یہاں تک کہ اپنے نانا رسول خدا سے ملاقات کروں گا لیکن میرا وصیت نامہ لکھو کہ حسنؑ بن علیؑ بن ابی طالب اپنے برادر حسینؑ بن علیؑ ابن ابی طالب سے وصیت کرتا ہے پس یہ وحدانیت خدا گواہی دیتا ہوں کہ وہ اپنی خداوندی میں شریک نہیں رکھتا اور وہی لائق پرستش ہے معبودیت میں شریک نہیں رکھتا۔ اور پادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ محتاج کسی کی اعانت کا نہیں۔ سب چیزوں کو اس نے پیدا کیا ہے۔ اور سب چیزوں کو اس نے مقدر کیا ہے۔ اور وہی لعبادت سزاوار ترین معبودین اور بحمد و ثنا سزاوار ترین محمودین ہے جو اس کی اطاعت کرے رستگار ہے اور جو کوئی اس کی معصیت کرے گنہگار ہے اور گمراہ ہے اور جو اس کی طرف توبہ کرے ہدایت پاتا ہے پس اے برادر حسینؑ میں تم کو ان کے حق میں وصیت و سفارش کرتا ہوں جن کو اپنے بعد اپنے اہل اور اپنے فرزندوں اور تمہارے اہل بیت سے چھوڑے جاتا ہوں کہ ان کے گناہگاروں کے گناہ سے درگذر کرنا۔ اور ان کے احسان نیکوکار کو قبول کرنا مثل میرے فرزند کے ان سے رہنا۔ اور مثل پدر مہربان ان پر رہنا۔ اور مجھے حضرت رسولؐ پاس انہیں دفن کرنا۔ اس لئے کہ میں آنحضرتؐ اور خانۂ آنحضرت کا ان لوگوں سے زیادہ ہوں جن کو بے رخصت داخل خانۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا حالانکہ خدا نے منع کیا۔ اور قرآن میں فرمایا ہے۔ یا ایھا الذین امنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم قسم بخدا رسول خداؐ نے ان لوگوں کو اپنی حیات میں بے رخصت اپنے گھر میں جانے کی اجازت نہیں دی۔ اور اپنی وفات کے بعد بھی ان کو اجازت نہیں دی۔ اور ہم کو اجازت دی ہے۔ جو کچھ آنحضرت سے ہم کو میراث میں ملا ہے اس میں ہم متصرف ہوں لہٰذا اگر عائشہ تم کو منع کرے۔ میں تم کو قسم بقرابت ورحم دیتا ہوں۔ کہ میرے جنازے کی وجہ سے ذرا سا خون بھی زمین پر نہ بہنے پائے یہاں تک کہ اپنے نانا سے ملاقات کر کے ان کے سامنے فیصلہ کروں۔ اور جو کچھ ظلم و جور منافقوں سے بعد ان کی وفات کے ہم کو پہونچے اس کی شکایت کروں۔

بیان دفن امام حسن علیہ السلام۔ ابن عباس نے کہا۔ جب امام حسنؑ نے بعالم بقا رحلت فرمائی۔ اس وقت امام حسینؑ نے مجھے اور عبداللہ بن جعفر اور علی میرے فرزند کو طلب کیا۔ اور امام حسنؑ کو غسل دے کر چاہا۔ کہ دروازہ روضۂ رسول خداؐ کھولیں۔ اور جنازہ امام حسنؑ روضۂ رسولؐ میں لے جائیں۔ ناگاہ مروان مع فرزندان و فرزندان ابوسفیان و عثمان و بنوامیہ جمع آ کر مانع ہؤا۔ اور کہا۔ یہ ہرگز نہ کرنے دیں گے۔ کہ عثمان بدترین حال بقیع میں دفن ہؤا۔ اور حسنؑ بن علی رسول خداؐ کے پاس دفن ہوں۔ یہ نہ ہو گا۔ جب تک تلوار نہ چلے اور ترکش تیروں سے خالی نہ ہو جائیں۔ یہ سُن کر امام حسینؑ نے فرمایا۔ بحق اس خدا کے جس نے مکہ کو محترم کیا۔ امام حسنؑ فرزند علی علیہ السلام و فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا و رسول خداؐ صلعم اور ان کے گھر سے بہ نسبت ان لوگوں کے جو بے اجازت دفن ہوئے۔ بہت ذیحق ہیں۔ اور قسم بخدا کہ امام حسنؑ بہ نسبت عثمان خطا کار کے کہ اس نے ابوذر رضی اللہ عنہ کو مدینہ سے بے گناہ نکال دیا۔ اور عمار ابن مسعود کی بے حرمتی کی۔ اور حضرت رسولؐ نے جس کو نکال دیا تھا۔ ان کو پناہ دی۔ ذیحق زیادہ ہیں۔ بروایت دیگر مروان استر **ممانعت عائشہ از دفن امام حسن علیہ السلام** پر سوار ہو کر عائشہ کے پاس گیا اور کہا حسینؑ ابن علی اپنے بھائی کو لائے ہیں کہ پیغمبر خداؐ کے پاس دفن کریں۔ اگر حسنؑ بن علیؑ کو دفن کر دیا۔ تو یقین جاننا قیامت تک تمہارے باپ اور عمر کا فخر برطرف ہو جائے گا۔ عائشہ نے کہا کیا کروں مروان نے کہا چل کر منع کرو۔ عائشہ نے کہا کیونکر مانع ہوں۔ پس مروان استر سے نیچے اُترا۔ اور عائشہ کو اپنے استر پر سوار کر کے قبر رسول خداؐ کے پاس لایا۔ کھینچتا چلا آتا تھا۔ اور بنی امیہ کو ترغیب دلاتا تھا۔ کہ حسنؑ بن علیؑ کو ان کے نانا رسول خداؐ کے پہلو میں دفن نہ ہونے دو۔ ابن عباس نے کہا۔ اس حیص بیص میں ناگاہ ہم نے ایک آواز سُنی اور ایک شخص کو دیکھا کہ اثر شر و فتنہ اس سے ظاہر ہیں۔ اور چلا آتا ہے۔ جب ہم نے نظر کی دیکھا۔ عائشہ مع چالیس سواروں کے آتی ہے۔ اور لوگوں کو جنگ و جدال پر تحریص کرتا ہے۔ جب اس نے مجھے دیکھا۔ بلایا۔ اور کہا۔ اے پسر عباس تم سب نے مجھ پر جرأت و جسارت بہم پہونچائی ہے اور ہر روز مجھے آزار دیتے ہو۔ اور چاہتے ہو اسے میرے گھر میں داخل کرو۔ جسے میں دوست و عزیز نہیں رکھتی۔ اور نہیں چاہتی۔ میں نے کہا۔ واسوأتاہ کبھی اونٹ پر سوار اور کبھی خچر پر سوار ہوتی ہے اور چاہتی ہے نور خدا کو بجھا دے اور دوستان خدا سے جنگ کرے اور درمیان رسول خداؐ و دوستان رسول خداؐ حائل ہو۔ پھر عائشہ قریب قبر رسولؐ آئی اور استر سے کود کر چلانے لگی۔ کہ قسم بخدا جب تک میرے سر میں ایک بال رہے گا۔ میں حسنؑ بن علیؑ کو یہاں دفن نہ ہونے دوں گی۔ بروایت دیگر جنازہ امام حسنؑ کو تیر باران کیا۔ یہاں تک ستر تیر جنازہ امام حسنؑ سے باہر نکل گئے۔ یہ دیکھ بنی ہاشم نے چاہا۔ شمشیر کھینچیں اور جنگ کریں۔ امام حسینؑ نے فرمایا۔ میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں۔ کہ میرے برادر کی وصیت

کو منالع نہ کرو۔ اور ایسا نہ کرو کہ خونریزی ہو۔ بعد اس کے ان اشقیا سے خطاب کیا۔ کہ اگر میرے برادر کی وصیت نہ ہوتی۔ مروان کو میں یہاں تمہاری ضد پر دفن کرتا۔ پس جنازہ امام حسنؑ لے گئے اور بقیع میں اپنی جدہ فاطمہ بنت اسد کے پاس دفن کیا۔

بیان وفات امام حسنؑ زبانی رسولؐ

ایضاً۔ ابن عباس نے روایت کی ہے کہ حضرت رسولؐ نے فرمایا۔ جب میرے فرزند لخت جگر حسنؑ کو زہر سے شہید کریں گے۔ اس وقت ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس پر روئیں گے۔ اور سب چیزیں روئیں گی۔ یہاں تک کہ مرغان ہوا اور ماہیان دریا اس پر گریہ کریں گے۔ اور جو اس پر روئے گا۔ اس کی آنکھیں کور نہ ہوں گی جس روز سب کی آنکھیں کور ہوں گی۔ اور جو کوئی اس کی مصیبت پر اندوہ ناک ہوگا۔ اس کا دل اندوہ ناک نہ ہوگا۔ جس دن سب دل اندوہ ناک ہوں گے۔ اور جو بقیع میں اس کی زیارت کریگا۔ اس کا قدم صراط پر ثابت رہے گا۔ جس روز سب قدم صراط پر لرزاں ہوں گے۔ قرب الاسناد میں بسند معتبر امام محمد باقرؑ سے روایت ہے کہ امام حسینؑ ہر آخری جمعہ کو قبر امام حسنؑ کی زیارت کو جاتے تھے۔ ابن شہر آشوبؒ نے روایت کی ہے۔ امام حسن علیہ السلام نے دو سو پچاس اور بروایت دیگر۔ تین سو[۵] عورتوں سے نکاح کیا۔ یہاں تک کہ جناب امیرؑ نے منبر پر فرمایا۔ کہ میرا فرزند حسنؑ مطلاق یعنی طلاق دینے والا ہے۔ اپنی دختروں کو اس سے تزویج نہ کرو۔ لوگ کہتے تھے۔ اگر وہ ایک شب کے لئے ہماری دختر کو تزویج کریں۔ ہمارے فخر کے لئے کافی ہے اور جب امام حسنؑ نے

---

[۵] یہ روایت جناب امیرؑ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ سقیفائی مشینری کی تیار کردہ ہے۔ زندگی حضرت علیؑ میں امام حسنؑ نے کسی بیوی کو طلاق نہیں دیا کوئی تاریخ یہ ثابت نہیں کرتی آپ نے بعد وفات پدر بزرگوار زیادہ عقد کئے۔ اور طلاقیں دیں لوگ کہتے ہیں۔ معاذ اللہ امام حسن عیاش تھے جو اتنے نکاح پر نکاح کرتے تھے نہیں وجہ یہ تھی طلاق دینے کی حکومت جس کو خلافت کہا جاتا تھا وہ امام حسن پر زہر ہلاہل کا پیالہ گناہوں کا مجموعہ غلاظت و گندگی کی پوٹ بن گئی تھی۔ معاویہ سے صلح میں امام حسنؑ کی تیسری شرط یہ تھی کہ بعد معاویہ حکومت کے مالک امام حسینؑ ہونگے (الاستیعاب صفحہ ۱۴۳ صواعق محرقہ صفحہ ۸۱ ۔ الساست والامامۃ صفحہ ۱۳۶) لیکن معاویہ نے قسم کھا رکھی تھی جہنم میں جانا منظور حکومت امام حسینؑ کو نہیں دینی اور ان کے پاس دو حربے تھے کامیابی کے لئے زہر اور روپیہ۔ لہٰذا حسنؑ کو چھ دفعہ زہر دیا گیا۔ اور زہر دینے دلوانے کا بہترین ذریعہ اچھی زوجہ تھی لہٰذا معاویہ زہر دلوانے کی جس بیوی سے ساز باز کرتے اور امام کو شبہ گذرتا آپ اس کو طلاق دے دیا کرتے تھے۔ کیونکہ شبہ سے سزا نہیں دی جا سکتی۔ شرعاً طلاق عورت سے علیحدگی کا ذریعہ تھا۔ جو آپ کرتے رہے دوسری عورت سے نکاح کر لیا۔ جب پھر ان پر شک گذرا طلاق دے دی۔ اس طرح اتنے نکاحوں تک امام کی نوبت آئی۔ آخر معاویہ نے امام کو چین نہ لینے دیا۔ جعدہ بنت اشعث ابن قیس خلیفہ اول ابوبکر کی بھانجی سے زہر دلوانے میں کامیاب ہو گئے۔ مروج الذہب صفحہ ۳۰۳ حبیب السیر جلد دوم صفحہ ۱۸ تاریخ ابوالفدا جلد اول صفحہ ۱۸۳ وغیرہ کتب شاہد ہیں کہ معاویہ نے زہر دلوایا۔ (کوثر کربلوی عفی عنہ)

انتقال کیا۔ جمیع زنان آنحضرت حسن کو طلاق دیا تھا۔ عقب جنازہ پابرہنہ آئی تھیں۔ اور گریہ وزاری کرتی تھیں۔ روایت ہے کہ جب امام حسنؑ کا ہنگام وفات ہوا۔ امام حسینؑ نے کہا۔ اے برادر میں چاہتا ہوں آپ کے وقت احتضار سے مطلع ہوں۔ امام حسنؑ نے فرمایا۔ میں نے رسول خداؐ سے سُنا ہے فرماتے تھے ہم اہل بیت کی عقل مفارقت نہیں کرتی۔ جب تک روح ہمارے بدن میں ہے۔ اپنا ہاتھ میرے ہاتھ میں دو۔ جب میں ملک الموت کو دیکھوں گا۔ تمہارا ہاتھ چھوڑ دوں گا۔ یہ سُن کر امام حسینؑ نے اپنا ہاتھ امام حسنؑ کے ہاتھ میں دے دیا۔ بعد ایک ساعت کے امام حسن علیہ السلام نے امام حسینؑ کے ہاتھ کو تھوڑی سی حرکت دی۔ جب امام حسین علیہ السلام اپنا کان امام حسنؑ کے منہ کے پاس لے گئے امام حسنؑ نے فرمایا۔ ملک الموت مجھے کہتے ہیں۔ میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ حق تعالیٰ تم سے راضی ہے۔ اور تمہارے نانا شفیع روز جزا ہیں۔

جلد اوّل ختم شد